صوبائی کونسل پنجاب

مباحثات

5 مئی 1984ء

(3 شعبان المعظم 1404ھ)

جلد II ۔ شمارہ I

Punjab Assembly Library
232/84
Punjab

صوبائی کونسل پنجاب

مندرجات

(ہفتہ 5 مئی 1984ء)

	صفحہ نمبر
1 ۔ تلاوت قرآن حکیم اور اس کا اردو ترجمہ	1
2 ۔ فہرست صوبائی وزراء پنجاب	2
3 ۔ فہرست اراکین صوبائی کونسل پنجاب	3
4 ۔ چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب کا افتتاحی خطاب	10
5 ۔ 1983-84 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں پیش رفت اور 1984-85ء کے سالانہ ترقیاتی پروگراموں کی حکمت عملی کا جائزہ	23
6 ۔ عام بحث	36
7 ۔ چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کے اختتامی کلمات	115

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا دوسرا اجلاس

ہفتہ 5 مئی 1984ء ، 3 شعبان المعظم 1404ھ

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب گورنر / چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

اناؤنسر - (ابصار عبدالعلی) نحمدہ و نصلی علیٰ الرسولہ الکریم ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواتین و حضرات السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ

آج صوبائی کونسل پنجاب کے چار روزہ اجلاس کا پہلا دن ہے اور یہ ابتدائی نشست ہے۔ جناب گورنر پنجاب جو صوبائی کونسل پنجاب کے چیئرمین بھی ہیں تشریف لا چکے ہیں ان کی اجازت سے اجلاس کی باضابطہ کارروائی کا آغاز خدائے ذوالجلال کے بابرکت کلام سے ہوتا ہے۔ جناب قاری علی حسین صدیقی تلاوت قرآن پاک فرمائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۗ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ۝ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

س رکوع ۱۱ آیت ۔ س بنی اسرائیل آیت ۱۶-۱۷ س نمل آیت ۴۰ س فاطر آیت ۳۰

بلاشبہ اللہ کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک ہرگز نہیں بدلتا جب تک کہ وہ لوگ اپنی حالت کے مطابق (خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے اور یہ کہ انسان کو بغیر کوشش و جدوجہد کے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا اور بلاشبہ اس کی کوشش دیکھی جاتی ہے۔ پھر اس کو اس کی کوشش کا پورا پورا صلہ عطا کیا جاتا ہے۔ جس شخص نے اچھے کام کئے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان والا ہو تو ہم اس کو دنیا میں بہتر اور آرام کی زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں ان کی حسن کارکردگی کا نہایت بہتر صلہ عطا کریں گے۔

اور وہی اللہ ہی تو ہے جس نے سرزمین دنیا پر تمکو اپنا نائب و خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض پر درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تم کو عطا کیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے بلاشبہ تمہارا پروردگار جلد سزا دینے والا اور بلاشبہ وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

صوبائی کونسل پنجاب

چیئرمین

لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان

گورنر/مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون "اے"، پنجاب

معتمد صوبائی کونسل پنجاب

جناب محمد محبوب عباسی

فہرست وزراء صوبائی حکومت پنجاب

نمبر شمار	نام	محکمہ / محکمہ جات
1 -	چوہدری عبدالغفور	قانون و تعلیم
2 -	ملک اللہ یار خان	مال - ریلیف صنعت و ترقی معدنیات محنت ، مقامی حکومت و دیہی ترقی
3 -	جناب غضنفر محمد خان	زراعت - امداد باہمی پرورش آبپاشی - نقل و حمل حیوانات وجنگلی جانوران ، فشریز اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ جنگلات
4 -	چوہدری حامد ناصر	صحت
5 -	جناب محمد نواز شریف	مالیات ، آبکاری و محصولات
6 -	سردار رفیق حیدر خان لغاری	خوراک
7 -	میاں صلاح الدین	مواصلات و تعمیرات، ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ
8 -	میاں محمد ذاکر قریشی	اوقاف ، سماجی بہبود و زکوٰۃ نوآبادیات اشتمال اراضی آباد کاری و بحالیات

منتخب اراکین صوبائی کونسل پنجاب

نمبر شمار	نام رکن	عہدہ
	ضلع لاہور	
1	میاں شجاع الرحمن	میئر لاہور میونسپل کارپوریشن
2	خواجہ ریاض محمود	ڈپٹی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن
3	سردار خالد عمر	چیئرمین ضلع کونسل لاہور
4	جناب وزیر علی بھٹی	وائس چیئرمین ضلع کونسل لاہور
5	بیگم عارفہ طوسی	لیڈی کونسلر لاہور میونسپل کارپوریشن
6	مس شاہین عتیق الرحمن	لیڈی کونسلر لاہور میونسپل کارپوریشن
	ضلع قصور	
7	چوہدری حاکم علی	چیئرمین ضلع کونسل قصور
8	رانا محمد اقبال	وائس چیئرمین ضلع کونسل قصور
9	سید مظفر حسن کاظمی	چیئرمین میونسپل کمیٹی قصور
	ضلع اوکاڑہ	
10	میاں منظور احمد وٹو	چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ
11	ملک نواب علی بھٹی	وائس چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ
12	جناب نواب محمد یحییٰ	چیئرمین میونسپل کمیٹی اوکاڑہ
	ضلع شیخوپورہ	
13	چوہدری نعیم حسین چٹھہ	چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ
14	رائے محمد حیات کھرل	وائس چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ
15	ملک محمد منیر احمد بلوچ	چیئرمین میونسپل کمیٹی شیخوپورہ
	ضلع گوجرانوالہ	
16	چوہدری رحمت علی باگڑی	چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ
17	رانا نذیر احمد خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ
18	حاجی محمد اسلم بٹ	میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ
19	حاجی بشیر اللہ	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ
	ضلع گجرات	
20	چوہدری پرویز الٰہی	چیئرمین ضلع کونسل گجرات
21	چوہدری منور حسین تارڑ	وائس چیئرمین ضلع کونسل گجرات

نمبر شمار	نام رکن	عہدہ
22	میاں مجید اکبر فاروقی	چیئرمین میونسپل کمیٹی گجرات

ضلع سیالکوٹ

23	چوہدری اختر علی	چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ
24	حاجی محمد ارشاد رندھاوا	وائس چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ
25	کیپٹن ڈاکٹر محمد اشرف	میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ
26	شیخ ظفر اقبال	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ
27	سیدہ ساجدہ نیر عابدی	لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ

ضلع راولپنڈی

28	شیخ غلام حسین	میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی
29	آغا عبدالرشید جیلانی	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی
30	جناب محمد بشارت راجہ	چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی
31	قاضی عبد القدوس	وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی
32	بیگم نجمہ حمید	لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی

ضلع اٹک

33	ملک عطا محمد	چیئرمین ضلع کونسل اٹک
34	سید اعجاز حسین بخاری	وائس چیئرمین ضلع کونسل اٹک
35	شیخ آفتاب احمد	چیئرمین میونسپل کمیٹی اٹک

ضلع جہلم

36	راجہ عظمت کمال خان	چیئرمین ضلع کونسل جہلم
37	سردار نواب خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل جہلم
38	راجہ محمد افضل خان	چیئرمین میونسپل کمیٹی جہلم
39	ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا	لیڈی کونسلر میونسپل کمیٹی جہلم

ضلع سرگودھا

40	نوابزادہ میاں محمد سعید قریشی	چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا
41	چوہدری انور علی چیمہ	وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا
42	چوہدری ہارون اکبر چیمہ	میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا
43	چوہدری محمد علی بگا	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا

نمبر شمار	نام رکن	عہدہ
	ضلع خوشاب	
44	ملک ظفر احمد بندیال	چیئرمین ضلع کونسل خوشاب
45	ملک محمد اکبر خان اعوان	وائس چیئرمین ضلع کونسل خوشاب
46	حاجی محمد شریف خان بلوچ	چیئرمین میونسپل کمیٹی خوشاب
	ضلع میانوالی	
47	جناب گل حمید خان روکڑی	چیئرمین ضلع کونسل میانوالی
48	جناب سیف اللہ خان درازخیل	وائس چیئرمین ضلع کونسل میانوالی
49	حاجی شیخ محمد عظیم	چیئرمین میونسپل کمیٹی میانوالی
50	ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ	لیڈی کونسلر ضلع کونسل میانوالی
	ضلع بھکر	
51	خان رشید اکبر خان	چیئرمین ضلع کونسل بھکر
52	جناب محمد ظفر اللہ خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل بھکر
53	ملک نذیر احمد آرا	چیئرمین میونسپل کمیٹی بھکر
	ضلع فیصل آباد	
54	چوہدری شیر علی	میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد
55	مس سکینہ بیگم چوہدری	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد
56	چوہدری محمد نذیر احمد	چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد
57	راؤ صفدر علی خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد
	ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	
58	چوہدری قادر بخش	چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ
59	میاں عبداللطیف	وائس چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ
60	میاں اختیار حسین	چیئرمین میونسپل کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ
	ضلع جھنگ	
61	سیدہ عابدہ حسین	چیئرمین ضلع کونسل جھنگ
62	چوہدری دلاور خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل جھنگ
63	نواب امان اللہ خان سیال	چیئرمین میونسپل کمیٹی جھنگ

نمبر شمار	نام رکن	عہدہ
	ضلع ملتان	
64	نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی	میئر میونسپل کارپوریشن ملتان
65	جناب عباس علی انصاری	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن ملتان
66	سید یوسف رضا گیلانی	چیئرمین ضلع کونسل ملتان
67	مہر ظفر احمد ہراج	وائس چیئرمین ضلع کونسل ملتان
68	بیگم زاہدہ جعفری	لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن ملتان
	ضلع وہاڑی	
69	جناب محمد ممتاز خان کھچی	چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی
70	چوہدری خوشحال محمد ڈوگر	وائس چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی
71	چوہدری محمود صادق	چیئرمین میونسپل کمیٹی وہاڑی
	ضلع ساہیوال	
72	ملک اقبال احمد انگڑیال	چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال
73	رانا نعیم محمود خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال
74	چوہدری ممتاز حسین	چیئرمین میونسپل کمیٹی ساہیوال
	ضلع ڈیرہ غازی خان	
75	سردار مقصود احمد خان لغاری	چیئرمین ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان
76	سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ	وائس چیئرمین ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان
77	سردار عالم خان کھتران	چیئرمین میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان
	ضلع راجن پور	
78	سردار حاجی غلام مجتبےٰ خان دریشک	چیئرمین ضلع کونسل راجن پور
79	خواجہ بخش خان گورچنی	وائس چیئرمین ضلع کونسل راجن پور
80	سید محمد صادق شاہ	چیئرمین میونسپل کمیٹی راجن پور
	ضلع لیہ	
81	چوہدری محمد حنیف	چیئرمین ضلع کونسل لیہ
82	جناب اقبال حسین خان مگسی	وائس چیئرمین ضلع کونسل لیہ
83	سید اختر حسین شاہ	چیئرمین میونسپل کمیٹی لیہ

نمبر شمار	نام رکن	عہدہ
	ضلع مظفر گڑھ	
84	ملک غلام محمد مجتبےٰ غازی کھر	چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ
85	میاں امتیاز علیم قریشی ہاشمی	وائس چیئرمین ضلع کونسل مظفرگڑھ
86	رانا محمد حنیف خان	چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ
	ضلع بہاولپور	
87	سید محمود اکبر شاہ رضوی	چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور
88	ملک جہانگیر اختر	وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور
89	چوہدری عبدالمجید	چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور
	ضلع بہاولنگر	
90	میاں غلام محمد مموتکا	چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر
91	میاں مقصود احمد موہل	وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر
92	چوہدری نیاز احمد	چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر
	ضلع رحیم یار خان	
93	سردار رفیق حیدر خان لغاری	چیئرمین ضلع کونسل رحیم یار خان
94	خواجہ محمد اصغر کوریجہ	وائس چیئرمین ضلع کونسل رحیم یار خان۔
95	میاں عبدالخالق	چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان

نامزد اراکین صوبائی کونسل پنجاب

نمبر شمار	نام رکن	عہدہ
1	بیگم مسعودہ حامد	چیئرمین اپوا (پنجاب برانچ)
2	بیگم ممتاز یوکرامت	رکن پاکستان ہلال احمر
3	بیگم آغا غضنفر	8 لیاقت علی روڈ فیصل آباد
4	بیگم زبیدہ احسان الحق حقی	صدر ویمن سوشل ویلفیر آرگنائزیشن بہاولپور ڈویژن
5	جناب اقبال قرشی	قرشی دواخانہ لمیٹڈ نیو شالیمار ملتان روڈ لاہور
6	ملک اللہ یار خان	پروگریسو فارمر نارائی ایریا
7	خان امیر عبداللہ خان روکڑی	وائس چیئرمین پنجاب رورل کوآپریٹو کارپوریشن
8	چوہدری ہارون الرشید تھہیم	چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب
9	جناب خاقان بابر	صدر آل پاکستان فری لینگل ایڈ سوسائٹی
10	میاں محمد منیر	سینئر وائس پریزیڈنٹ آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین لاہور
11	سردار محمد عظیم خان سدوزئی	صدر شیپ بریڈرز ایسوسی ایشن ملتان
12	الحاج چوہدری محمد حیات	جنرل سیکرٹری پاکستان موٹر ٹرانسپورٹ فیڈریشن ۔
13	میاں فضل احمد	رکن پنجاب سوشل سروسز بورڈ و صدر ٹی بی ایسوسی ایشن ۔
14	جناب مشتاق احمد	صدر لاہور چیمبرز آف کامرس و انڈسٹریز ۔
15	شیخ محمد لطیف	سینئر وائس پریذیڈنٹ انجمن حمایت اسلام ۔
16	ڈاکٹر محمد سعید احمد	سابقہ صدر پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن (پنجاب برانچ) ۔
17	سید منور علی	سابقہ صدر پاکستان انسٹیٹیوٹ آف انجینئرنگ

نمبر شمار	نام رکن	عہدہ
18	مسٹر عبدالقیوم بھٹی	صدر بورڈ آف ڈائریکٹرز لاہور سٹاک ایکسچینج لاہور
19	جناب رشید صدیقی	صدر پاکستان فیڈرل یونین آف جنرلٹس
20	حاجی صالح محمد نیازی	صدر آل پاکستان ٹریڈ یونینز کنفیڈریشن و صدر پاکستان روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز فیڈریشن
21	جناب سراج قریشی	صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور
22	جناب سلطان علی چوہدری	صدر چیمبرز آف ایگریکلچر پنجاب
23	چوہدری ظہیر احمد تاج	جنرل سیکرٹری پنجاب فیڈریشن آف ٹریڈ یونین -
24	چوہدری غلام حیدر سجاد	صدر کسان بورڈ پنجاب
25	حاجی مقصود احمد بٹ	صدر انجمن تاجران (رجسٹرڈ) لاہور
26	جناب محمد صدیق اکبر بخاری -	چک حیدر آباد تحصیل و ضلع ملتان 15 اے مال روڈ ملتان چھاؤنی
27	بیگم بشریٰ رحمٰن	وطن دوست 8 سی احمد پارک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور -

اناونسر - اب جناب گورنر پنجاب چیئرمین صوبائی کونسل لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان صاحب ابتدائی خطبہ ارشاد فرمائیں گے - خواتین و حضرات جناب چیئرمین -

جناب چیئرمین ، صوبائی کونسل پنجاب کا افتتاحی خطاب

بسم اللہ الرحمان الرحیم

معزز کونسلر ، خواتین و حضرات

السلام علیکم

میں اس اجلاس میں آپ سب کا خیر مقدم کرتا ہوں اور آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں مجھے امید ہے کہ حسب معمول آپ اس اجلاس میں پوری دلچسپی سے حصہ لیں گے -

حالیہ بلدیاتی انتخابات کے بعد بلدیاتی اداروں کی باگ ڈور سنبھالے آپ کو تقریباً چھ مہینے ہو چکے ہیں - مجھے امید ہے کہ نئے ممبران اور چیئرمین صاحبان نے اس ابتدائی دور میں بلدیاتی اداروں کے قواعد و ضوابط اور طریق کار سے آگاہی حاصل کر لی ہو گی اور اب اپنے رفقاء کے شانہ بشانہ ٹھوس اور تعمیری کاموں میں ہمہ تن مصروف ہونگے -

بلدیاتی ادارے جمہوری نظام کی ابتدائی مگر سب سے اہم کڑی ہیں - ان اداروں کی بدولت لوگوں میں اپنے اپنے علاقہ کے مقامی مسائل خود اپنے مقامی وسائل کے ساتھ حل کرنے کا جذبہ اجاگر ہوا ہے - اس میں شک نہیں کہ بلدیاتی نظام نے نچلی سطح پر قیادت کو ابھارنے اور اس کی تربیت کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے - ہمیں امید ہے کہ یہی وہ قیادت ہے جو آگے چل کر صوبائی اور قومی سطح پر قیادت کے خلاء کو پر کرنے میں مدد دے گی - بلدیاتی نظام کی بدولت عوام میں خود اعتمادی امید اور احساس شمولیت کے ساتھ ساتھ اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہونے کا جذبہ عیاں ہے - یہ ایک خوش آئند امر ہے -

صوبائی کونسل کے گزشتہ اجلاس میں میں نے مشورہ دیا تھا کہ انتخابات کی گہما گہمی کے دوران جو رنجشیں کدورتیں اور اختلافات پیدا ہوئے ہیں انہیں فراموش کر دینا چاہیئے جو صاحب کامیاب ہوئے ہیں - انہیں فراخدلی اور رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہیئے اور جو ہار گئے ہیں انہیں خندہ پیشانی سے شکست قبول کر لینی چاہیئے اور دست تعاون بڑھانا چاہیئے - اس سے معاشرتی ہم آہنگی پیدا ہو گی جس کے بغیر ترقی کا عمل

ممکن نہیں - عوام کی بہتری اور بھلائی ہم سب کا نصب العین ہونا چاہیئے -

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے حالیہ بلدیاتی انتخابات کے بعد ان کے تنقیدی جائزہ کے لئے ایک اجلاس دسمبر 1983 میں بلایا گیا تھا - اس اجلاس میں اٹھائے گئے نکات پر غور کرنے کے لئے ایک مطالعاتی گروپ تشکیل دیا گیا تھا جس کی سفارشات کی روشنی میں چند ایک مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے ہیں -

1-آئندہ بلدیاتی انتخابات میں غیر مسلم ممبران کا انتخاب بھی SINGLE MEMBER CONSTITUENCY کی بنیاد پر ہو گا -

2-ایسے مسلم یا غیر مسلم امیدوار جو برائے راست انتخاب کے دوران منتخب نہیں ہوتے وہ مخصوص نشستوں کے انتخاب میں حصہ نہیں لے سکیں گے -

3-ایک حلقہ انتخاب میں تمام امیدواروں کے لئے ایک مشترکہ بیلٹ بکس ہو گا -

4-لوکل کونسلوں کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کے انتخاب میں کاغذات نامزدگی داخل کرنے اور ان کی جانچ پڑتال کے لئے بھی وہی طریقہ اختیار کیا جائے گا جو عام ممبران کے انتخاب کے لئے ہوتا ہے -

5-حلقہ بندی کا کام بلدیاتی انتخابات سے کم از کم ایک سال پہلے مکمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی -

مجھے امید ہے کہ آپ اپنے اپنے علاقے کی ترقی کے لئے منصوبہ بندی کرتے وقت ترجیحات کا تعین درست طور پر کریں گے - حکومت ملکی اور صوبائی سطح پر جن شعبہ جات پر خصوصی توجہ دے رہی ہے ان سے آپ بخوبی واقف ہیں - ہماری ہر ممکن کوشش ہے کہ عوام کی اہم محسوس کردہ ضروریات کو پورا کیا جائے - مختلف علاقوں میں اور خصوصاً پسماندہ علاقوں میں بنیادی ڈھانچہ یعنی INFRA STRUCTURE مہیا کیا جائے اور اس طرح پیداواری عمل کو آگے بڑھایا جائے - حکومت نے جو DEVELOPMENTAL TRUSTS وضع کئے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان پر عمدگی سے عمل جاری ہے - تقریباً 60 سے 70 فیصد وسائل دیہی علاقوں میں صرف کئے جا رہے ہیں اور یہ وسائل ایک مربوط ترقیاتی پروگرام کے ذریعے اس طرح صرف کئے جا رہے ہیں کہ ہمارے دیہات کے کم آمدنی والے طبقے (RURAL POOR) کا معیار زندگی بہتر

ہو ۔ ہماری کوشش ہے کہ ہماری دیہی زندگی میں ایک خوشگوار تبدیلی یعنی (QUALITY OF LIFE) رونما ہو ۔ اس مقصد کے لئے ہماری تمام ترکاوشیں اور توجہ دیہات اور دیہت آبادی کی فلاح و بہبود پر مرکوز ہونی چاہیئے ہمیں ایسے وسائل اور سہولتیں مہیا کرنی چاہیئں کہ دیہات کے عوام کے لئے روزگار کے مواقع پیدا ہوں ۔ دنیا کی کوئی حکومت بھی سو فیصد عوام کو روزگار مہیا نہیں کر سکتی ۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو اس مقابل بنایا جائے اور ایسی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں کہ وہ اپنے لئے ذرائع معاش خود پیدا کر سکیں ۔ اس طرح نہ صرف بے روزگاری کا مسئلہ حل کرنے میں مدد ملے گی بلکہ دیہات سے شہروں کی طرف آبادی کی منتقلی کو بھی خاطر خواہ حد تک روکا جا سکے گا ۔ شہروں کی طرف لوگوں کی منتقلی کے رجحان کو روکنے کے لئے ہم نے کئی ایک اقدامات کئے ہیں مثلاً سڑکوں اور بجلی کا مہیا کرنا ، صاف پانی ، صحت اور تعلیم کی سہولتیں پہنچانا ، گھریلو صنعتوں اور زراعت پر مبنی صنعتوں کی طرف توجہ دینا نئے ٹوبیڑنز اور اضلاع کی تشکیل انڈسٹریل اسٹیٹ industrial Estates کا قائم کرنا وغیرہ وغیرہ ۔ فوکل پوائنٹس کا اجراء بھی اس سلسلے کی کڑی ہے ۔ اس پروگرام کے تحت مرحلہ وار ٹاؤن کمیٹیوں دیہی ترقیاتی مراکز کے صدر مقامات اور یونین کونسلوں کے صدر مقامات پر سات بنیادی سہولتیں فراہم کرنا ہے ۔ جن میں پینے کا پانی ، بجلی ، رابطہ سڑکیں ، مڈل اور ہائی سکول ، دیہی مراکز صحت شفاخانہ حیوانات اور گلیوں کی فرش بندی وغیرہ شامل ہے ۔ اب تک اس پروگرام کے تحت 17 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس سے 88 فوکل پوائنٹس پر 132 منصوبے موجودہ مالی سال کے اختتام تک مکمل ہو جائیں گے مزید فوکل پوائنٹس کی نشاندھی کی جا رہی ہے اور اگلے سال اس پروگرام کے لیے خطیر رقم منظور کرنے کا امکان ہے ۔

دیہی ترقی کے ضمن میں میں کہتا چلوں کہ ہم نے دوسرا اہم منصوبہ موچنگ گرانٹ سکیم کے نام سے شروع کرنے میں پہل کی تھی اس کا مقصد مقامی آبادی محسوس کردہ ضروریات کی بنیاد پر منصوبوں کا انتخاب کرنا اور لوگوں کی شراکت اور تعاون سے ان منصوبوں کی تکمیل کرنا ہے ۔ آپ کے شوق جذبہ اور ہمت کی بدولت یہ تجربہ نہایت مقبول اور کامیاب رہا ہے ۔ اس پروگرام کی مقبولیت کے پیش نظر 83-1982ء میں اس سکیم کے لیے رقم دوگنی کر دی گئی تھی ۔ موجودہ مالی سال کے دوران اس سکیم کے تحت 16 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں ۔ انشاء اللہ آئندہ مالی سال کے دوران اس مد میں خطیر رقم مختص کئے جانے کا

امکان ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ بھی آپ اس سکیم کے تحت منصوبوں کی تکمیل کے لیے بھرپور عملی تعاون اور جوش و جذبہ کا مظاہرہ کریں گے میں یہ یاد دلاتا چلوں کہ میچنگ گرانٹ صرف اور صرف ان سکیموں کے لیے ہے جو با مقصد ہوں اور جن سے علاقے کے زیادہ سے زیادہ عوام مستفید ہو سکیں ۔

حکومت جہاں اپنے محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے دیہی علاقوں کی تعمیر و ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے وہاں دیہی عوام پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے دیہات اور ماحول کو صاف ستھرا رکھیں اور انہیں رہنے کے قابل دلکش اور مثالی بنانے کے لیے کوئی کسر نہ چھوڑیں ۔ دیہات کے عوام میں صحت مندانہ مقابلے کے رجحان کو فروغ دینے کے لئے ہم نے آئندہ مالی سال سے مثالی گاؤں کی سکیم رائج کرنے کا فیصلہ کیا ہے مثالی گاؤں کا یہ مقابلہ سالانہ بنیادوں پر تحصیل اور ضلع کی سطح پر ہوا کرے گا ۔ اس مقابلے میں شامل ہونے والے گاؤں جن شعبوں میں بہتر سے بہتر کارکردگی دکھانے کا مقابلہ کریں گے ان میں گاؤں سے ناجائز تجاوزات کا خاتمہ صفائی ہر سال کم از کم ایک ہزار نئے درخت لگانے ' درختوں کی دیکھ بھال ' امداد باہمی کی سوسائٹی کا قیام ' گاؤں میں کھیل کے میدان ، سکاؤٹنگ اور دیگر تنظیموں کا قیام ، کم از کم پانچ بائیو گیس پلانٹ ' پہلی سے پانچویں تک بہتر شرح خواندگی ' پرائمری سکول اور تعلیم بالغان کے مرکز کا قیام ' فصل خریف اور ربیع کی بہترین پیداوار شامل ہیں ۔ ہر سال تحصیل کی سطح پر اس مقابلہ میں اول آنے والے گاؤں کو پچاس ہزار روپے کا انعام دیا جائے گا ۔ اس طرح ہر ضلع میں ضلع کی سطح پر اول آنے والے گاؤں کو ڈیڑھ لاکھ روپے کا انعام دیا جائے گا ۔ انشاء اللہ اگلے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مناسب رقم اس سکیم کے لیے مختص کی جائے گی ۔ مجھے یقین ہے کہ مثالی گاؤں سکیم میں آپ سب بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے ۔

ہم پسماندہ علاقوں میں ترقی کے لئے کوشاں ہیں اور کئی منصوبے مرتب کئے ہیں ۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہے کہ حال ہی میں ' میں ڈیرہ غازی خان ' لیہ بھکر اور عیسیٰ خیل وغیرہ کا دورہ کر کے آیا ہوں میں نے وہاں کے لوگوں کے سینوں میں بیداری اور شعور کا ایک نیا جذبہ موجزن پایا ۔ حکومت نے ان علاقوں میں زیادہ وسائل مہیا کرنے کا جو حقیقت پسندانہ منصوبہ تیار کیا ہے ۔ وہ بار آور ہو رہا ہے ۔ یہ علاقے

انشاء اللہ مستقبل قریب میں صوبے کے دیگر نسبتاً زیادہ ترقی یافتہ علاقوں کے برابر آ جائیں گے -

یہاں میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ یہ مقام مسرت ہے کہ غازی گھاٹ پل کی تعمیر کا پہلا مرحلہ بخیر و خوبی پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے - دوسرے مرحلے یعنی دریا کا رخ بدلنے کا عمل فروری کے پہلے ہفتہ سے جاری ہے - غازی گھاٹ کا پل ڈیرہ غازی خان کے پسماندہ علاقے کے لیے ترقی و خوشحالی کی نئی راہیں کھول دے گا -

غازی گھاٹ کے بندات کے بارے میں کچھ خدشات کا اظہار کیا جا رہا ہے - ہم ان سے بخوبی واقف ہیں - آپ کو علم ہوگا کہ منصوبہ 1976ء میں تیار ہوا تھا اور جو خامیاں اس میں رہ گئی تھیں انہیں دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے تاکہ یہ منصوبہ اپنے پہلے اصل امتحان یعنی آنے والے موسم برسات سے کامیابی سے گزرے - جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلے مراحل میں کامیاب ہوئے ہیں - اسی طرح ہم اس امتحان میں بھی کامیاب ہوں گے - آج کل بڑے زور و شور سے تین شفٹوں میں ہمارے منسٹر صاحب اور انجینئرز کی نگرانی میں کام ہو رہا ہے اور قوی امید ہے کہ بارشوں سے پہلے یہ پایہ تکمیل تک پہنچے گا -

ہماری ترقیاتی منصوبہ بندی کی حکمت عملی کا ایک اہم جز دیہاتوں میں کھیتوں سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر اور دیہی علاقوں میں بجلی کی فراہمی ہے - سڑکیں نہ صرف رسل و رسائل میں آسانی پیدا کرتی ہیں بلکہ دیہی صنعتی سرمایہ کاری روزگار فراہمی اور صنعتی و زرعی پیداوار کی مانگ میں اضافہ کا باعث بنتی ہیں - ان سے دیہی آبادی کے شہروں کی طرف منتقلی کے رجحان کی بھی حوصلہ شکنی ہوتی ہے - اس طرح دیہی علاقوں میں بجلی فراہم کرنے کا مقصد صرف قصبے روشن کرنا ہی نہیں بلکہ صنعتی ، زرعی تعلیمی اور صحت عامہ کے شعبوں میں ترقی کو فروغ دینا ہے -

ان اقدامات کے علاوہ ہم صحت اور تعلیم پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں تعلیم کے شعبہ میں موجودہ مالی سال کے دوران 1582 مسجد سکولوں اور 250 پرائمری گرلز سکولوں کا اجراء کیا جا رہا ہے - پرائمری سکولوں کو مڈل اور مڈل سکولوں کو ہائی سکول کے درجہ تک بڑھانے کا مرحلہ وار پروگرام بھی زیر عمل ہے - ہماری یہ بھی کوشش ہے کہ تعلیم ادھوری چھوڑنے والے بچوں کی تعداد میں بھی کمی کی جائے - اس سلسلے میں ثانوی تعلیم کے مرحلہ پر مہیا کردہ سہولیات میں بتدریج اضافہ کیا جا رہا ہے -

صحت و تعلیم کے شعبہ کے لیے گو حکومت نے سالانہ ترقیاتی پروگرام کا 30 فی صد حصہ مختص کیا ہے مگر ہمیں ابھی تنقیحی امور میں بہت کچھ کرنا ہے اور جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے ہمارے 80 فیصد لوگ ان پڑھ ہیں۔ معیار تعلیم بھی قابل اطمینان نہیں۔ ہماری آبادی کا بیشتر حصہ صحت کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے۔ ان مسائل سے تنہا نمٹنا کسی حکومت کے بس کا روگ نہیں۔ اس کے لئے آپ کا بھرپور عملی تعاون درکار ہے۔ بلدیاتی ممبران اور دیگر معزز حضرات کو چاہیئے کہ وہ صحت اور تعلیم کے میدان میں کارہائے خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اس طرح حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔ تعلیم یافتہ حضرات ان پڑھ ہمسائیوں کو پڑھائیں۔ ایک دیئے سے کئی دیئے جلا کر ہی ہم جہالت کے اندھیروں کو دور کر سکتے ہیں۔

سماجی ترقی کا عام خواندگی سے براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ اگر ہم عوام کو علم سے بہرہ ور کرنے کے اقدامات نہیں کریں گے تو دوسرے شعبوں کی تمام ترقی بے معنی ہو جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم حصول تعلیم کے چیلنج کو قبول کرنے سے گریزاں ہیں۔ جب تک ہم یہ ذہن نشین نہیں کر لیتے کہ سماجی فلاح و بہبود کے لیے عام خواندگی انتہائی ضروری ہے اس وقت تک اس بے حسی کو ختم کرنے کے لئے ہماری کوششیں بار آور نہیں ہوں گی۔ عوام کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے لئے ہمہ گیر کوششوں کی بے حد ضرورت ہے۔ اس کوشش میں معاشرے کے ہر طبقے خاص طور پر نجی شعبہ کو بھرپور حصہ لینا چاہیئے۔ حکومت ان کی ہر ممکن حوصلہ افزائی اور مدد کرے گی۔

بحیثیت قوم ہمیں تعلیم کی اہمیت کا شاید اتنا احساس نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی ہم پڑھنے لکھنے کی طرف زیادہ توجہ دے رہے ہیں۔ ہر تعلیم یافتہ فرد کو خواہ کسی عمر کا ہو دوسروں کو تعلیم دینی چاہیئے یہ ایک دینی، قومی، سماجی اور اخلاقی فرض ہے۔ اس کے بغیر جہالت پر قابو پانا ناممکن ہے۔

مجھے دکھ ہے کہ ہمارے کالجوں اور ہماری یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور طلباء دیہات میں تعلیم کی روشنی پھیلانے کے لئے آگے نہیں آئے اور بلوائی چند کالجوں کے نہ ہی انہوں نے گاؤں اپنائے ہیں۔ انہیں انفرادی طور پر یہ کرنا چاہیئے اور قومی ترقی کے اس تاریخی مرحلے میں شریک ہونا چاہیئے۔

میرے خیال میں ہمیں سب سے زیادہ توجہ بنیادی تعلیم یعنی پرائمری تعلیم کی طرف دینا چاہیئے - ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہم اچھے اور تربیت یافتہ استاد پرائمری سکولوں میں مہیا کریں اور یہ بھی کوشش کریں کہ دیہاتوں میں ہر سکول میں کم از کم دو استاد ہوں پرائمری تعلیم کے لئے کتابیں آسان ہونی چاہئیں جن کا ایک ایک لفظ متعلقہ شعبوں اور نفسیات کے ماہرین کی نظر سے گزرا ہو - مڈل اور میٹرک کی تعلیم بھی اتنی ہی توجہ کی مستحق ہے - اس طرح ہمیں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے پیشہ وارانہ ٹریننگ پر بھی کہیں زیادہ توجہ دینا ہوگی - اعلیٰ تعلیم کے لئے صرف انہیں لوگوں کو منتخب کیا جانا چاہیئے جو اس کے اہل ہوں - باقی لوگوں کے لئے ہر سطح پر پیشہ وارانہ ، فنی اور ٹیکنیکل تعلیم اور سہولتیں مہیا ہونی چاہئیں - جہاں تک کالج اور اعلیٰ تعلیم کا تعلق ہے اسے بامقصد ہونا چاہیئے تا کہ ہم پراعتماد ، روشن خیال، آزاد فکر اور تخلیقی ذہن رکھنے والے مسلمان اور سکالر پیدا کریں جو آزاد اور خود مختار مسلم قوم کے جدید تقاضوں پر پورا اتر سکیں - اس میں لگن اور تنظیم کی ضرورت ہے - اس میں حکومت، نجی شعبہ ، اساتذہ ، والدین اور طلباء ، سبھی کو اپنی اپنی ذمہ داریاں سنبھالنا ہوگی - ایک دوسرے پر الزام تراشی کا وقت گذر چکا ہے -

حکومت نے حال ہی میں تعلیم اور درسگاہوں کے حالات کو دیکھتے ہوئے نہایت سوچ و بچار کے بعد طلباء کی یونینوں پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے - یہ فیصلہ طلباء کے اپنے مفاد میں کیا گیا ہے - طلباء والدین ، اساتذہ اور عام طور پر عوام میں اتفاق ہے کہ ہماری درسگاہوں کو علم کا گہوارہ بننا چاہیئے - ہمارے طالب علموں کو حصول علم کی لگن میں سرشار ہونا چاہیئے - عملی سیاست، سیاستدانوں کو ہی زیب دیتی ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ قائداعظمؒ کے جھنڈے تلے ، تحریک پاکستان میں ، ہمارے عہد کے طلبا نے بھرپور حصہ لیا تھا مگر اس قسم کے تاریخ ساز واقعات صدیوں میں ایک آدھ بار ہی ہوتے ہیں - خود قائد اعظم نے پاکستان بننے کے بعد طالب علموں کو پر زور تاکید کی تھی کہ وہ عملی سیاست میں حصہ لینے کی بجائے ، اب اپنا تمام وقت اور قواعد حصول تعلیم کے لئے صرف کریں - مجھے پورا یقین ہے کہ مناسب وقت پر ہمارے سیاستدان بزرگ اور معززین ملک و ملت کو درپیش مسائل کا حل ڈھونڈ لیں گے -

ہمارے مسائل پیچیدہ ہیں جن کے حل کے لئے پچھلے چھ ہر ممکن کوشش کی گئی ہے اور کی جا رہی ہے اور جیسے ابھی -

کہا ہے کہ انشاءاللہ ہمارے بزرگ مستقبل قریب میں ان کا کوئی نہ کوئی حل ڈھونڈ لیں گے ۔ اس کے لئے تحمل و برداشت اور گہرے ادراک و شعور کی ضرورت ہے ۔ اپنے ملک کے وسیع تر مفادات کی خاطر ہمیں اپنے اوپر مکمل اعتماد ، احساس ، فرض ، جرأت ، جذبہ قربانی اور کردار کی ضرورت ہے ۔ انشاء اللہ ہم انتخابات 12۔اگست کے پروگرام کے مطابق کروائیں گے ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں الیکشن کمشنر حال ہی میں صدر پاکستان سے ملاقات کر چکے ہیں ۔ پروگرام کے مطابق صوبائی اسمبلی وفاقی اسمبلی اور سینٹ کے لئے 23 مارچ 1985ء تک انتخابات مکمل کر دیے جائیں گے ۔

انتخابات کے بعد وفاقی حکومت تشکیل دی جائے گی ۔ جن بنیادی فیصلوں کا صدر مملکت نے اپنی تقریر میں ذکر کیا تھا ۔ میں ان میں سے چند ایک اہم اقتباسات آپ کی یاد دہانی کے لئے پیش کرتا ہوں ۔

صدر پاکستان نے کہا تھا کہ —

''ان تمام پہلوؤں پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے بعد ہم نے جو بنیادی فیصلے کئے ہیں وہ یہ ہیں :—

1۔ 1973ء کے آئین کو ہی بحال کیا جائے لیکن صدر مملکت اور وزیراعظم کے اختیارات میں توازن پیدا کیا جائے اسے اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ کیا جائے ۔

2۔ مسلح افواج کے کردار سے متعلق بہت بحث ہوئی ہے اس کو بھی میں آج ختم کر دینا چاہتا ہوں ۔ مسلح افواج کا کوئی نیا آئینی کردار نہیں ہوگا ۔ اس موضوع پر تسلیم شدہ پوزیشن برقرار رکھی جائے گی ۔

3۔ انتخابات بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہوں گے ۔

4۔ وزیراعظم کا تقرر صدر کرے گا ۔ لیکن اس عہدے پر اس شخص کو تعینات کیا جائے گا جو صدر کی رائے میں قومی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کا اعتماد رکھتا ہو ۔ وزیراعظم کو اپنا عہدہ سنبھالنے کے بعد دو ماہ کے اندر اندر اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنا ہو گا ۔

سٹوڈنٹ یونین کی بجائے کونسلز کی تشکیل زیر غور ہے ۔ امید ہے کہ یہ کونسلیں زیادہ وقت پڑھائی لکھائی اور دانشورانہ سرگرمیوں کے فروغ میں صرف کریں گی ۔ اپنے آپ کو استحصال سے محفوظ رکھیں گی اور انہیں اپنے اساتذہ اور والدین کی رہنمائی بھی حاصل ہو گی ۔

صحت کے شعبے میں موجودہ مالی سال کے دوران ایک سو ; بنیادی صحت کے یونٹ اور 27 نئے دیہی صحت کے مراکز پر کام جاری ہے صحت کی سہولتیں زیادہ سے زیادہ لوگوں کے قریب تر لانے کے لئے ہے اور تحصیل کی سطح پر استصوابی ہسپتال (Referral Hospital) کا جا رہے ہیں ۔

صحت کے میدان میں اب معذور افراد کی بحالی کے زیادہ سے زیادہ مراکز قائم کرنے میں مدد دے سکتے ہیں ۔ اسی طرح آپ کو جذام اور تپدق جیسے موذی امراض کا شکار ہونے والے افراد کے علاج کے لئے مزید سہولتیں فراہم کرنے میں بھرپور تعاون کرنا چاہیئے تاکہ ان امراض پر پوری طرح قابو پایا جا سکے ۔

خواتین و حضرات ۔

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے یہ ہماری معیشت کی بنیاد ہے ۔ اس لئے ہمیں اس شعبہ میں سائنسی طریقوں اور جدید ترین تکنیک رائج کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کرنا چاہیے تاکہ بہتر پیداوار حاصل کی جا سکے اور آبی وسائل کے لئے حفاظتی اقدامات کو بہتر بنانا ہوگا ۔ آج کل ہم جو طریقہ اختیار کر رہے ہیں ان میں پانی زیادہ ضائع ہوتا ہے ۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہماری زمینوں سیم و تھور سے تباہ ہو رہی ہے ۔ یہ زمینی مرض ہماری زرعی معیشت کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے ۔ حکومت اس مسئلے کی سنگینی اور وسعت سے پوری طرح آگاہ ہے ۔ سیم اور تھور کے تدارک کے لئے ایک جامع پروگرام (ACCELERATED PROGRAMME FOR WATER LOGGING AND SALINITY) پر عمل درآمد ہو رہا ہے ۔ اس منصوبہ کے تحت فیصل آباد کے تین لاکھ ایکڑ متاثر رقبہ میں سیم نالیوں کی بحالی اور توسیع کی جائے گی ۔ علاوہ ازیں تقریباً 75000 ایکڑ رقبہ میں زیر زمین ٹائل ڈرین بچھائی جائے گی دیگر علاقے میں 486 ڈرینیج (DRAINAGE) ٹیوب ویل لگائے جائیں گے ۔ دو سو میل لمبی سیم نالیوں کی بحالی اور چھ سو میل لمبی نئی سیم نالیوں کی کھدائی کی جائے گی ۔ اس کے علاوہ ایک سو تین میل لمبی نئی رابطہ نہر کی تعمیر 1088 میل لمبی چھوٹی بڑی نہروں ریماڈلنگ اور سولہ سو میل لمبی زیر زمین پائپ ڈرینیج کی تعمیر شامل ہے ۔ ان منصوبہ جات کی تکمیل سے ساڑھے انیس لاکھ ایکڑ رقبہ کی اصلاح ہو سکے گی ۔

اپنی مدد آپ کے اصول کے تحت 1981ء میں صوبہ میں نہروں اور سیم نالوں کی صفائی کے منصوبہ کا آغاز کیا گیا - 1982-1981 میں 539 میل لمبی نہروں اور سیم نالوں کی صفائی کی گئی - 83-1982ء میں 4197 میل کے ہدف میں سے 90 فیصد یعنی 3778 میل پر کام پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا - یہ حوصلہ افزاء نتائج بلدیاتی کونسلرز اور انتظامیہ کے بھرپور تعاون کی وجہ سے ممکن ہوئے - موجودہ سال میں اس پروگرام کا ہدف 3157 میل رکھا گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے اور آپ لوگوں کی دلچسپی اور بھرپور کوششوں سے یہ ہدف ضرور پورا ہوگا - اس طرح کھالوں کی اصلاح میں بھی خاطر خواہ پیش رفت ہوئی ہے - 1983 تک کل 55 ہزار کھالیں اس پروگرام کے تحت بہتر بنائی گئیں - جن کی لمبائی تقریباً ایک لاکھ 13 ہزار میل ہے - موجودہ سال میں بھی مزید 10000 کھالوں کا ہدف مکمل کر لیا گیا ہے -

جس طرح آبپاشی کے لئے کم پانی فصلوں پر برا اثر ڈالتا ہے اور ان کی پیداوار کم ہو جاتی ہے اس طرح زائد از ضرورت پانی بھی ان کے لئے اتنا ہی نقصان دہ ہے - زائد پانی کی صورت میں نہ صرف پودوں کی جڑیں پوری طرح نشو و نما نہیں پا سکتی بلکہ ضروری خوراکی اجزاء پانی سے زمین کی نچلی تہوں میں چلے جاتے ہیں - مزید برآں سیم بھی بڑھ جاتی ہے - نتیجتاً نہ صرف پیداوار کم ہو جاتی ہے بلکہ زمین کی حیثیت بھی متاثر ہوتی ہے - ضرورت اس امر کی ہے کہ کاشتکاروں کو مناسب مقدار میں پانی کے استعمال کے بارے میں وسیع پیمانے پر آگاہ کیا جائے تاکہ پیداوار میں اضافہ کے ساتھ ساتھ سیم کی لعنت پر بھی قابو پایا جا سکے - میں آپ سے پر زور اپیل کروں گا کہ آپ اپنے اپنے علاقوں میں زمینداروں اور کاشتکاروں میں اس ضمن میں شعور پیدا کریں - ہم نے محکمہ انہار کو ہدایت کی ہے کہ بدلتے ہوئے حالات اور بدلتے ہوئے موسم کے پیش نظر نہروں کے پانی کی تقسیم کا نیا پروگرام مرتب کریں تاکہ مناسب توازن پیدا کیا جا سکے - اور اس بڑھتے ہوئے چیلنج کا مقابلہ کیا جا سکے - اس طرح (LAND UTILISATION AUTHORITY) کی کارکردگی کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے یہ اتھارٹی بھی لاکھوں ایکڑ زمین کی بحالی میں مدد دے سکتی ہے جو اس وقت سیم و تھور سے متاثر ہے - یہاں میں یہ کہتا چلوں کہ زمین کو سیم و تھور سے نجات دینے میں جپسم بھی بہت مدد دیتا ہے اور ہمیں اس کا استعمال عام کرنا چاہئے -

زراعت ہماری ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ کاشتکار کی فلاح و بہبود اور خوشحالی کے لئے زرعی پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو۔ ہمارے کاشتکار بھائیوں کو یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کریں۔ جو جدید ٹیکنالوجی کو اپنائے بغیر ممکن نہیں۔ زراعت کے موجودہ صنعتی دور میں کامیابی کا انحصار علم، ہنر مندی اور مہارت پر ہے۔ محکمہ زراعت کو چاہیئے کہ وہ موثر طریقہ سے زرعی تحقیقات کے نتائج کو کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کاشتکاروں تک پہنچائیں۔ ہماری ہر ممکن کوشش ہونی چاہیئے کہ وسیع کاشت یا (EXTENSIVE FARMING) کی بجائے عمیق کاشت یا (INTENSIVE FARMING) پر توجہ دیں۔ بڑھتی ہوئی قیمتوں کا یہ بہترین حل ہے۔

جب ہم تھوڑی زمین میں کاشت کریں گے اور ہماری توجہ زیادہ پیداوار پر ہوگی تو ظاہر ہے کہ پانی اور دوسرے (INPUTS) پر ہماری بچت زیادہ ہوگی۔

زراعت پر مبنی صنعت لگانے کی ضرورت کا میں پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں۔

ایک اہم تبدیلی جو زراعت کو متاثر کر رہی ہے وہ موسم سے تعلق رکھتی ہے جس کی وجہ سے فصلوں کی پیداوار متاثر ہو رہی ہے۔ محکمہ کو چاہیئے کہ وہ تبدیلی کے اثرات کا تجزیہ کریں تاکہ فصلوں کی ایسی اقسام دریافت کی جائیں جو ان موسمی تبدیلیوں کا ساتھ دے سکیں۔

یہ امر اطمینان بخش ہے کہ صوبہ میں پھلوں کی پیداوار بافراط ہے۔ محکمہ زراعت کو پھلوں کی ایسی نئی اقسام دریافت کرنے پر بھی خصوصی توجہ دینی چاہیئے جو پیداوار۔ لذت اور ذائقہ کے لحاظ سے بہتر ہوں۔ پھلدار پودوں کی پست قد اقسام کی تیاری اور ان کی کاشت کو رواج دینے پر بھی خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تاکہ کم سے کم رقبے میں زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل ہو۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم اپنی ضروریات سے فاضل پھلوں کو برآمد بھی کریں۔ اس کے لئے بیرون ملک منڈیوں کا ہونا لازمی ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں پھلوں کے تحفظ کے لئے جدید فیکٹریاں بھی لگانا چاہئیں جن میں اعلیٰ قسم کی (PACKING) ہو سکے اور زیادہ سے زیادہ عرصے تک پھل کو اور پھلوں کے رس کو محفوظ کیا جاسکے۔

مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال گندم اور چنے کی پیداوار مقررہ ہدف سے زیادہ ہو گی — اب ہمیں کپاس اور چاول کی فصل کا سوچنا چاہیئے ایسے اقدامات کرنے چاہیئے جن سے پچھلے سال کی کمی پوری ہو سکے اور ہم مقرر کردہ ہدف سے آگے بڑھ سکیں - یہ دونوں فصلیں بڑی محنت طلب ہیں - مجھے امید ہے کہ ہماری (EXTENSION SERVICES) بڑی لگن سے کام کریں گی اور کاشتکاروں کو ہر سہولت بہم پہنچائیں گی - اس ضمن میں - میں کھاد اور کیڑے مار دوائیوں کا ذکر کرنا چاہوں گا - خصوصاً کیڑے مار دوائیوں کی عام شکایات ہیں کہ کیڑے مار دوائیوں میں کثرت سے ملاوٹ ہو رہی ہے - اس کی روک تھام کے لئے وزیر زراعت اور ان کے محکمے کو مناسب اقدامات کرنا چاہیئیں - ہمارے ہاں لوگوں کا رجحان (AERIAL SPRAY) کی طرف ہے اس کے برعکس ہندوستان میں (GROUND SPRAY) پر زیادہ انحصار کرتے ہیں - ہمیں بھی اس کا استعمال زیادہ کرنا چاہیئے - میرے خیال میں (AERIAL SPRAY) مہنگا ہونے کے علاوہ اتنا کارگر بھی نہیں ہوتا -

ہمیں اپنی (Extension Service) کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے ہمارے عملے کو زیادہ لگن ' دلجمعی اور خلوص سے کام کرنا چاہیے تاکہ وہ دوسروں میں بھی کام کرنے کا جذبہ پیدا کرسکیں اور علم پھیلا سکیں -

ہمارے چھوٹے شہروں اور دیہات میں گھریلو صنعتوں کا جال بچھانا بہت ضروری ہے - بیرون ملک سے جو لوگ اپنے خون پسینے کی کمائی زر مبادلہ کی صورت میں یہاں بھیجتے ہیں - اس کو غیر پیداواری اخراجات پر ضائع کرنے کی بجائے پیداواری شعبہ جات میں لگایا جانا چاہیے - میں آپ سے درخواست کرونگا کہ متعلقہ محکمے اور بلدیاتی ادارے اس اہم مسئلے کی طرف خصوصی توجہ کریں -

یہاں میں خواتین سے بھی مخاطب ہونا چاہوں گا - خواتین اسلامی معاشرہ کا ایک اہم ترین حصہ ہیں - ہمارے ہاں انکی شمولیت اور بھرپور تعاون کے بغیر ملک و ملت کی تعمیر و ترقی کا تصور بھی نہیں ہوسکتا خواتین کو دین اسلام کے بتائے ہوئے زریں اصولوں کے مطابق معاشرے کی فلاح و بہبود اور ترقی اور تعلیم میں اہم کردار ادا کرنا چاہیے- خواتین میں یہ شعور بیدار کرنے کے لئے خواتین کونسلرز کو بھرپور کوشش کرنی چاہیے جہاں تک حکومت کا تعلق ہے ہماری یہ خواہش ہے کہ خواتین اسلامی روایات کے زریں اصولوں کے مطابق معاشرے کی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں -

مجھے یقین ہے کہ خواتین کونسلرز اپنے اپنے علاقوں میں ایسے منصوبے تشکیل دے رہی ہوں گی جو خواتین ہمہ جہت ترقی میں مفید ثابت ہوں -

صوبہ پنجاب میں خواتین کے لئے 50 اجتماعی مراکز قائم کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے - یہ مراکز کثیرالمقاصد ہوں گے - ان میں خواتین کے لئے تعلیم بالغاں کا انتظام ہوگا - انہیں سلائی کڑھائی کی تربیت بھی دی جائے گی - اور ایک لیڈی ہیلتھ وزیٹر اور ایک مڈ وائف کو بھی متعین کیا جائے گا -ان مراکز کے لئے زمین بطور عطیہ بلدیاتی ادارے مہیا کریں گے - مرکزی حکومت نے ان مراکز کی تعمیر کے لئے ایک کروڑ 18 لاکھ روپے کی رقم حکومت پنجاب کو مہیا کی ہے - ہم نے ہدایت کی ہے کہ ان منصوبوں پر جلد از جلد عملدرآمد کرایا جائے - تاکہ یہ رقم ضائع (Lapse) نہ ہونے پائے -

ہم صوبے کی ہر خاتون سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ناخواندگی دور کرنے میں بھرپور کردار ادا کریں - یہ میرا ایمان ہے کہ ہماری خواتین تعلیم اور علم پھیلانے کا تہیہ کرلیں تو ہم چند ایک سالوں کے اندر اندر ناخواندگی کو صوبے سے ختم کر دیں گے -

گزشتہ چار سالوں میں بلدیاتی اداروں نے اپنے اپنے وسائل میں اضافہ کرنے کے سلسلے میں خاطر خواہ کام کیا ہے - اس کے لئے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں - بلدیاتی ادارے مالی اعتبار سے جس قدر مستحکم ہوں گے انکی افادیت بھی اسی قدر بڑھے گی . تاہم میں یہاں کہنا چاہوں کہ نئے ٹیکس خاص طور پر Export Tax عائد کرتے وقت بلدیاتی اداروں کو میانہ روی سے کام لینا چاہیے - مجھے امید ہے کہ نئے کونسلرز بھی اس ضمن میں مزید کاوش کریں گے اور اسکے ساتھ ساتھ بلدیاتی اداروں میں مالی نظم و ضبط اور ضوابط کی پابندی کو اپنا شعار بنائیں گے تاکہ بلدیاتی فنڈز ضائع نہ ہوں اور عوام کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچے - مجھے یہ بھی امید ہے کہ آڈٹ اور معائنہ کے نظام کو بھی مزید موثر اور فعال بنایا جائے گا - یہ ذمہ داری لوکل گورنمنٹ کی ہے -

جہاں تک سالانہ ترقیاتی پروگرام کا تعلق ہے اس اجلاس کے دوران چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات آپ کو پچھلی تین سہ ماہیوں کا ایک جائزہ پیش کریں گے اور کچھ آئندہ مالی سال کے پروگراموں کا بھی ذکر کریں گے - مجھے امید ہے کہ آپ ہماری رہنمائی فرمائیں گے - جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ اگلے سال کا بجٹ اور ترقیاتی پروگرام اس وقت تشکیل

دئیے جانے کے ابتدائی مراحل سے گزر رہا ہے ۔ اس لحاظ سے بھی یہ اجلاس خاصاً اہم ہونا چاہیے ۔

جہاں تک منظور شدہ منصوبوں کا تعلق ہے میں نے وزیر مالیات کو ہدایت کی ہے کہ منظور شدہ ترقیاتی سکیموں کے لئے مختص فنڈ ' بروقت اور فوراً مہیا کئے جائیں اور اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ محکمہ مالیات یا متعلقہ انتظامی محکمہ کی طرف سے کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو مختص کردہ فنڈز کو بر وقت خرچ نہ کرنا ہرگز عقلمندی نہیں ۔ یہ رقوم بڑی مشکل سے مہیا کی جاتی ہیں تاکہ انہیں ترقیاتی کاموں میں صرف کیا جائے ۔ لہذا یہ ہر محکمہ کے سربراہ کا فرض ہے کہ وہ ان فنڈز کو بروقت اور جائز طریقہ سے خرچ کرے ۔ ترقیاتی منصوبہ بندی کرتے وقت ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ کاغذی کارروائیوں کی بجائے ایسی سکیموں پر صحیح معنوں میں عمل درآمد کیا جائے جن سے علاقہ کے لوگوں کی ترقی اور خوشحالی میں اضافہ ہو ۔ اس کے لئے ہمیں مثبت جراتمندانہ اور دیانتدارانہ رویہ اختیار کرنا چاہیئے ۔

آخر میں ۔ میں ایک بار پھر سب خواتین و حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ اس کی کارروائی کو دلچسپ کارآمد اور بامقصد بنانے میں حسب سابق کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے ۔ میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ لاہور میں آپ کا قیام آرام دہ اور خوشگوار گزرے گا ۔ (پاکستان پائندہ باد)

(چائے کے وقفے کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب گورنر صاحب گیارہ بج کر پندرہ منٹ پر شروع ہوئی)

اناونسر اب چیرمین منصوبہ بندی و ترقیات خالد جاوید صاحب 1983-84ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں پیش رفت اور 1984-85 کے سالانہ ترقیاتی پروگراموں کی عمومی حکمت عملی کا جائزہ پیش کریں گے۔

1983-84 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں پیش رفت اور 1984-85 کے سالانہ ترقیاتی پروگراموں کی حکمت عملی کا جائزہ

چیرمین منصوبندی وترقیاتی بورڈ (جناب خالد جاوید) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیرمین و معزز اراکین کونسل آج کی بحث کے لئے جو عنوان مجھے دیا گیا ہے وہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 1983-84 میں پیش رفت اور 1984-85 کے سالانہ ترقیاتی پروگراموں کی حکمت عملی کا جائزہ ہے

جہاں تک سالانہ ترقیاتی پروگرام کی حکمت عملی اس کے نمایاں پہلو اور اس کے خد و خال کا تعلق ہے جناب گورنر کے صدارتی ارشادات میں ان سب کو بخوبی بیان کر دیا گیا ہے

میں اس وقت اس کی چند تفاصیل دونگا اور انہی پر اکتفا کرونگا۔ رواں مالی سال کی کارکردگی کی پیش رفت پہلی تین سہ ماہیوں پر محیط ہے میں جو جائزہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں - وہ 31 مارچ تک ہے 422 کروڑ روپے کے مجموعی پروگرام میں سے 265 کروڑ اور 43 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں جس کی شرح 63% ہے تاہم اگرہم دستیاب شدہ مالی وسائل کو مد نظر رکھیں تو یہ شرح 70% ہو جاتی ہے یہ شرح تمام گزشتہ پانچ سالہ ترقیاتی منصوبوں سے زیادہ ہے جو کہ آپ اس سلائیڈ میں ملاحظہ فرمائیں گے 1979-80ء میں یہ 51 فی صد تھی 1980-81ء 54% پھر 1981-82 59% اور پھر 60% 1982-83 اور 1983-84 63% اس شرح میں مسلسل اضافہ حکومت کی دانستہ حکمت عملی کا نتیجہ ہے یہ ان کاوشوں اور ان مساعی کا نتیجہ ہے جو مختلف محکمہ جات نے جناب گورنر کی ہدایات کے تحت کی ہیں میں پہلے بھی آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں کہ سال کے آغاز میں اخراجات کی ابتدائی رفتار سست ہوتی ہے اس کی وجہ بہت سے عوامل ہیں ایک وجہ تو یہ کہ بہت سی سکیمیں غیر منظور شدہ ہوتی ہیں مشینری اور سازوسامان کی فراہمی کے لئے فرد طلب کا اجراء ہونا ہوتا ہے قطعہ جات کی نشاندہی ہونا ہوتی ہے — حصول قبضہ کے معاملات میں ٹنڈروں کی طلبی اور منظوری، ٹھیکیداروں کا تقرر، حصول اراضی علاوہ ازیں ایسے بھی پروگرام ہیں جن کی نوعیت موسمی ہوتی ہے جیسے شجرکاری ہے یہ تمام کام ماہ مارچ اور اپریل میں ہوتا ہے — تارکول بچھانے کا کام زیادہ تر آخری سہ ماہی میں کیا جاتا ہے نہروں کی صفائی بندی بھی رکاوٹ بنتی ہے اسی طرح مشینری سال کے آخر میں مہیا ہوتی ہے -

اس طرح کے بہت سے اور عوامل بھی اس پروگرام کو مشکل بنا دیتے ہیں کہ یہ اخراجات شروع سال سے ہی کئے جا سکیں - لیکن ہم نے مسلسل کوشش کی ہے کہ اس سال کے آغاز سے قبل ہی سکیموں کو منظور کیا جائے فرد طلب کے اجراء کی مختلف کارروائیوں کو مکمل کیا جائے - حصول اراضی قبضے اور sites پر خاص طور سے توجہ دی گئی ہے - یہ انہی اقدامات کا نتیجہ ہے کہ 63 فیصد کی شرح آپ کے سامنے ہے -

اب میں آپ کے سامنے سال 1983-84ء کا شعبہ وار مکمل جائزہ چار سلائیڈوں میں پیش کروں گا - پہلی سلائیڈ زراعت سے شروع ہوتی ہے جس

کی شرح 63 فیصد ہے - جہاں کہیں شرح میں تھوڑی بہت کمی ہوئی وہ جب میں شعبے کے بارے میں بات کروں گا اس وقت اس کی مکمل وضاحت آپ کے سامنے بیان کروں گا مویشیوں کی افزائش 64 فیصد ہے جنگلات 59 فیصد ہے۔ ماہی پروری 65 فیصد ہے -

امداد باہمی اور ذخیرہ اناج کے سلسلے میں اگلی سلائیڈ میں باقی کے شعبہ جات آپ کے سامنے آئیں گے مثلاً دیہی ترقی معاشی ترقی ترقی آبپاشی سڑکیں، پل کم آمدنی والے لوگوں کے مکانات وغیرہ -

تیسری سلائیڈ دیہی آبرسانی - شہری آبرسانی - سرکاری ملازمین کے لئے مکانات سرکاری دفاتر اور شہری ترقی کے متعلق ہے (سلائیڈ دکھائی گئی) اوپر جو رقوم دکھائی گئی ہیں وہ لاکھوں میں ہیں اور ساتھ ہی ان کی شرح فیصد دی گئی ہے -

اس سلسلے میں چوتھی سلائیڈ آپ کے سامنے سوشل سیکٹر کے بارہ میں ہے - تعلیم وتربیت ہے 59 فیصد - صحت ہے 59 فیصد - سماجی بہبود ہے 93 فیصد - اب اس کے بعد میں آپ کے سامنے اس تصویر کا تفصیلی نقشہ پیش کروں گا اس صورت میں سب سے پہلے آپ کے سامنے زراعت کے بارے میں سلائیڈ آئے گی - جہاں تک زراعت کا تعلق ہے جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ 97 کروڑ 39 لاکھ روپے اس پر مختص کئے گئے تھے جس میں سے 61 کروڑ 42 لاکھ یعنی 63 فیصد خرچ ہوئے پہلا سب سے اہم اس میں جو جزو ہے وہ کھیت سے مارکیٹ تک سڑکیں ہیں - جس میں شرح خرچ تھوڑی سی کم ہے - اس کی اصل وجہ یہ ہے جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ ٹارکول بچھانے کا کام زیادہ تر آخری سہ ماہی میں ہوتا ہے اور اس کے اخراجات کے متعلق محکمہ نے یقین دلایا ہے کہ یہ مکمل ہو جائیں گے اور یہ کام پوری خوش اسلوبی سے انجام پائے گا - اس کے بعد ٹیوب ویلوں کی بجلی کی فراہمی اور آبپاشی کا منصوبہ ہے جو کہ 95 فیصد ہے جہاں تک بیج کا تعلق ہے اس کی ایک main اسکیم جس کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپیہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کے لئے مختص کیا گیا تھا - اس میں بہت دفعہ ردوبدل کرنا پڑا - بہت سی وجوہات تھیں جن کے باعث یہ ترامیم ناگزیر ہو گئیں - اس کو اب ECNEC کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے - اس میں تھوڑی سی اخراجات میں کمی کر دی گئی ہے - زرعی توسیع 63 فیصد ہے - اب آپ سلائیڈ کا دوسرا حصہ دیکھیں گے جو کہ زرعی ٹیکنیک کا ہے اور یہ 92 فیصد ہے بحالی اراضی 72 فیصد ہے - زرعی

تحقیق کے آغاز میں اس لئے دقت پیش ہوتی ہیں کہ ان کی سکیموں کا نظریہ بہت پیچیدہ ہوتا ہے - اور ان کے متعلق بہت سی equipment کا فیصلہ ہونا ہوتا ہے - بہت سا سٹاف ایسا ہوتا ہے جو کہ آسانی سے نہیں ملتا - اس لئے ان سکیموں کو چلنے میں تھوڑا سا کچھ وقت لگتا ہے - جہاں تک مادی ترقی کا تعلق ہے اس ذیلی شعبے میں تو اس سال کھیت سے منڈی تک سڑکوں میں 800 میل سڑک کا اضافہ ہوگا - جس کو آپ اگر پچھلے تقریباً 14 سو میل میں جمع کر لیں تو دو ہزار دو سو میل اس جون تک مکمل ہو جائیں گے - اس میں سے 297 سڑکیں اب تک مکمل ہو چکی ہیں باقی بھی انشاءاللہ مکمل ہو جائیں گی - رواں مالی سال میں 691 ٹیوب ویلوں کے ہدف میں سے 277 ٹیوب ویلوں پر مشینری نصب کی جا چکی ہے جن میں سے 186 ٹیوب ویلوں کو بجلی بھی فراہم ہو چکی ہے - باقیماندہ 414 ٹیوب ویلوں پر کام جاری ہے- زرعی ضروریات پوری کرنے کی ایک بنیادی اور اہم ضرورت ہے وہ بیج ہے - اس مقصد کے لئے حکومت کاشتکاروں کو مصدقہ بیج فراہم کرنے میں کوشاں رہی ہے - اور اس سال 19 لاکھ 10 ہزار من کا جو ہدف تھا اس سے زیادہ بیج تقسیم کیا گیا یعنی 19 لاکھ 38 ہزار من ہماری کوشش جاری رہے گی کہ اس اہم بنیادی ضرورت میں اضافہ ہوتا رہے تاکہ رسد اور طلب میں تفاوت کو کم کیا جا سکے -

اگلی سلائیڈ جو آپ کے سامنے پیش کی جائے گی وہ افزائش حیوانات کے متعلق ہے افزائش حیوانات کا جہاں تک تعلق ہے آپ دیکھیں گے کہ پہلی جو مکیم صحت مویشیاں کی تھی اس کے لئے تھوڑی سی allocation تھی لیکن یہ دور افتادہ ڈی جی خان کے علاقے میں تھی اور شروع شروع میں اس کی sites کی کافی دقت تھی - اب یہ سکیم بخوبی چل نکلی ہے - اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے - افزائش مویشیاں میں ایک دو بڑی سکیمیں ایسی تھیں جن میں بہت رد و بدل کرنا پڑا ایک پاک جرمن لائیوسٹاک پراجیکٹ تھا جس کے بارہ میں ECNEC نے ہمیں ہدایات دیں کہ اس میں کچھ ترامیم کی جائیں - اور ایک بہادر نگر انسٹی ٹیوٹ تھا جس میں بہت سی نظریاتی تبدیلیاں ناگزیر تھیں - اس وجہ سے شروع میں اخراجات کا کچھ مسئلہ ہوا - افزائش مرغبانی - مویشیوں پر تحقیق - پاکستان لائیو سٹاک پولٹری اور ڈیری ڈویلپمنٹ کی جہاں تک مادی ترقی کا تعلق تھا رواں سال میں جو بڑے جانور تھے ان کو تقریباً 13 ملین حفاظتی ٹیکے لگنے

تھے ۔9 ملین کو لگ چکے ہیں ۔ اسی طرح جو مرغوں کو ٹیکے لگنے تھے 28 ملین ہیں ۔ جن میں سے 22 ملین کو لگ چکے ہیں مادہ تولید کی پیداوار تین لاکھ doses تھی ۔ اس میں سے 39 ' 2 ہو چکی ہے ۔ ویکسین کی پیداوار اسی طرح 80 لاکھ doses تھی جس میں سے 59 لاکھ ہو چکی ہے ۔ تو یہ اس کا ایک مادی اور مالی جائزہ تھا اس کے بعد جو سلائیڈ آپ کے سامنے پیش کی جائے گی وہ ہے جنگلات کے بارے میں ۔ جنگلات میں پودوں کی افزائش 68 فیصد ہے اور اس سماجی جنگلات میں زیادہ تر کام نرسریوں کا اپریل کے مہینے میں یعنی مارچ اپریل کے آخر میں ہوگا ۔ نالوں اور زمینوں کی بحالی کے لئے دو سکیمیں تھیں ۔ ایک مری میں اور ایک پوٹھوہار میں ۔ شروع میں ورلڈ فوڈ پروگرام کی ایڈ کے آنے کا کوئی مسئلہ تھا ۔ تحقیق تعلیم کے بارے میں ایک بڑی سکیم تھی ۔ فاریسٹری ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کی ماسٹر پلاننگ اور اس کی prequalification جو کہ architect کے بارے میں تھی اس نے شروع میں کافی وقت لیا ۔ جنگلی جانوروں کے سلسلے میں کام بہت اچھا رہا جو کہ 82 فیصد ہے ۔ جہاں تک مختلف اہداف کا تعلق ہے اس میں قطاری جنگل کاری جو تھی یعنی linear plantation اس کے 227 میل تھے جس میں سے 168 میل مارچ تک مکمل ہوئے یکجا جنگل کاری block plantation 4146 ایکڑ تھی جس میں سے 1824 ایکڑ مکمل ہوئے ۔ دریاوں کے کنارے جنگل کاری 3604 ایکڑ تھی جس میں سے 2445 ایکڑ مکمل ہوئے ۔ اسی طرح سماجی جنگل کاری میں گلابی پودے 33 لاکھ کے مقابلے میں 19 لاکھ ہوئے واٹر شیڈ مینجمینٹ میں نجی زمین پر جنگل کاری 1350 ایکڑ میں ہوئی تھی اور وہ 890 ایکڑ میں ہوئی ۔ تحفظ اراضی کے کام 4375 ایکڑ میں ہوئے تھے وہ 2113 ایکڑ میں ہوئے ۔ اس طرح sericulture 271 ایکڑ کے مقابلے میں 200 ایکڑ مکمل کئے گئے ۔ جنگلات کے بعد ماہی پروری کا شعبہ آتا ہے اس کی سلائیڈ آپ کے سامنے نہیں ہے لیکن اس بارے میں میں ذکر کردیتا ہوں ۔ اس کے لئے دو کروڑ 95 لاکھ روپے رکھے گئے تھے جس میں سے ایک کروڑ 93 لاکھ روپے خرچ ہوئے اور اس کی ترقی کی رفتار 65 فیصد ہے ۔ 80 لاکھ مچھلی کا ذخیرہ پیدا کیا گیا اور 4670 میٹرک ٹن مچھلی پیدا کی گئی جہاں تک خوراک کا تعلق ہے ۔ اس شعبہ میں پانچ کروڑ چالیس لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے ۔ جس میں سے دو کروڑ 59 لاکھ روپے مارچ کے آخر تک خرچ ہو چکے ہیں شروع شروع میں ساؤتھ زون میں ٹینڈرنگ کی کافی دقت تھی ۔ جو بعد میں دور ہوگئی ۔ رواں مالی سال میں محکمہ خوراک 70 ہزار ٹن حجم کے اضافی

گودام خوراک کی ذخیرہ اندوزی کے لئے فراہم کرے گا امداد باہمی کی دو سکیموں کے لئے 25 لاکھ روپے مختص ہوئے تھے اور اس میں سے 15 لاکھ روپے خرچ کئے چکے ہیں ۔ اب جو سلائیڈ آپ کے سامنے پیش کی جا رہی وہ دیہی ترقی کے پروگرام کے بارے میں ہے اور یہ نہایت اہم پروگرام کی عکاسی کرتی ہے جیسا کہ جناب گورنر صاحب نے اپنی تقریر میں صبح فرمایا کہ دیہی ترقی پر خصوصی توجہ اور عوام کی شمولیت ترقیاتی پروگرام میں سنگ میل کا حیثیت رکھتی ہیں ۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ نہ صرف گزشتہ منصوبوں سے تفاوت کو دور کیا جائے بلکہ ترقی کے عمل میں عوامی نمائندگی کے کردار کو جس حد تک ہو سکے اجاگر کیا جائے ۔ اس شعبہ میں مالی کارکردگی کا تناسب 64 فیصد ہے ۔ اس میں جو موٹی موٹی چیزیں مکمل ہوئی ہیں ان کی تفصیل کچھ اسطرح ہے دیہی علاقوں میں 88 میل سڑکیں تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں ۔ 68 چھوٹے پلوں کے ہدف میں سے 27 مکمل ہو چکے ہیں جب کہ بقیہ 41 پلوں پر کام جاری ہے اس کے علاوہ 1766 پلوں کے ہدف سے 1021 پلاں مکمل ہو چکی ہیں باقی زیر تکمیل ہیں ۔ مزید برآں جو میں اس سلسلہ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں وہ مساوی عطیات کا پروگرام ہے یہ پروگرام نہایت ہی اہم ہے ۔ یہ پروگرام عوام اور عوام کے نمائندوں کے ترقیاتی عمل میں بھرپور تعاون اور ان کی مساعی کی غمازی کرتا ہے ۔ اور اس میں بہت شاندار نتائج برآمد ہوئے ہیں اس حکمت عملی کے تحت 17 میل پختہ سڑکیں ۔ 99 میل لمبی پختہ اینٹوں کی سڑکیں 209 سکولوں میں ایک ایک کمرے کا اضافہ 22 پلوں کی تعمیر 47 چھوٹے پلوں کی تکمیل 201 گلیوں کی پختگی وغیرہ جیسے منصوبے مکمل ہوئے ہیں ۔

اب میں چند الفاظ صنعتی شعبے کے بارے میں کہوں گا ۔ اس میں ایک اہم چیز یہ تھی کہ ہم نے اس سال صوبے میں صنعتی بنکاری کے لئے ایک چھوٹی سی کوشش کی تھی ۔ اس کے تحت صنعتوں میں سرمایہ کاری کے واسطے قرضوں کی فراہمی کے لئے رقم مختص کی گئی ۔ اب تک 38 صنعت کاروں کو دیہی علاقوں میں صنعت کاری کے لئے قرضہ فراہم کیا گیا ہے ۔ اس شعبہ میں دو اور قابل ذکر چیزیں ہیں ایک گوجرانوالہ میں چمڑے کی ٹیکنالوجی کے ادارے کا اجرا اور سیالکوٹ میں کھیلوں کے سامان کی ترقی کے ادارہ کی تنظیم نو ۔ اس طرح سے کوزہ گری کا مرکز شاہدرہ میں اور گجرات کے چوب کاری کا اجرا بھی قابل ذکر ہے ۔ علاوہ ازیں جھنگ میں پارچہ بافی کے مرکز کی

تجدید کو بھی کی گئی ہے - سیالکوٹ ڈسکاہ اور فیصل آباد میں صنعتی اسٹیشن کا قیام تکمیل کے مختلف مراحل میں ہے - اور ہمیں یقین ہے کہ اس سے نجی شعبہ میں سرمایہ کاری کو فروغ حاصل ہوگا -

اگلی سلائڈ آب پاشی کے بارے میں ہے - یہ بھی ایک نہایت اہم شعبہ ہے - اس کے لئے امسال 39 کروڑ پچاس لاکھ روپے رکھے گئے تھے جس میں سے 24 کروڑ 65 لاکھ روپے خرچ ہوئے اور یہ شرح 62 فیصد ہے - اس بارہ میں سب سے پہلے جو عرض کرنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ اس شعبہ میں آب پاشی کے نظام کی حفاظت - اس کی اصلاح اور نئی کی توسیع ہمارے مقاصد میں شامل ہے - اور اس کے دیگر اہم پہلو نکاسی آب اور اصلاح اراضی ہیں یہ سب چیزیں آپ کے اپنے اس سلائڈ پر پیش کی گئی ہیں جہاں تک آب پاشی کا تعلق ہے اس میں اخراجات میں کمی اس لئے واقع ہوئی ہے کہ جو دو ہماری اہم سکیمیں تھیں گوہر تھل پراجیکٹ اور داجل کینال وہ ابھی تک منظور نہیں ہو سکیں ان سکیموں کے لئے دو کروڑ روپے کی رقم مختص تھی اور وہ ابھی تک نہیں خرچ ہوئی - نکاسی آب اور اصلاح اراضی کے لئے 67 فیصد تھا چھوٹے بندوں پر بہت کام ہوا - اور خصالہ بند کی تکمیل اپنی مدت سے ایک سال پہلے کرلی گئی - جہاں تک نہروں اور نالوں کی بحالی کا تعلق ہے - اس میں کمی کی یہ وجہ تھی کہ پہلے جو مشینری باہر سے آئی تھی اس پر ٹیکس اور ڈیوٹی جو لگنا تھی وہ بھی اس میں شامل تھی اب وہ ڈیوٹی معاف ہوگئی ہے - اس وجہ سے اڑھائی کروڑ بچ گئے ہیں - اس طرح سے جو خرچہ اندرون ملک ٹرانسپورٹیشن پر ہوا ہے وہ بھی ابھی U.S. Aid کو واپس نہیں کیا گیا جو اس سال کیا جائے گا - بظاہر یوں لگتا ہے کہ پورے پیسے خرچ نہیں کئے گئے - لیکن اصلی وجہ یہی ہے جس کے باعث بچت ہوئی ہے - سکیوں کے تحت نالوں کی اصلاح 69 فیصد ہے -

اس کے بعد میں کچھ گزارشات مواصلات کے بارے میں کروں گا - اس شعبہ میں 1983-84ء میں 27 کروڑ 23 لاکھ روپے رکھے گئے تھے جس میں سے 21 کروڑ 23 لاکھ روپے خرچ ہوئے یعنی 78 فیصد - یہ شرح مارچ 1984 تک ہے - ایک بہت ہی اہم کام سڑکوں کے موجودہ نظام کی اصلاح اور سڑکوں کی توسیع سے متعلق ہے - یہاں پر تعمیر کی رفتار 92 فیصد رہی - چند ایک نئی سڑکیں بھی شروع کی گئیں اور ان پر 77 فیصد کام ہوا - پلوں کی تعمیر کے ذیلی شعبہ میں نسبتاً رفتار کم

رہی جس کی وجہ یہ تھی کہ چند ایک پلوں کے ڈیزائن میں کافی وقت لگا۔ مثلاً بھوکا کا پل حافظ آباد پنڈی بھٹیاں روڈ کا پل ۔ اب یہ تمام ڈیزائن وغیرہ اور تمام مراحل مکمل ہو چکے ہیں ۔ اور ان پلوں پر کام تیز رفتاری سے شروع کر دیا جائے گا ۔ اس سال سڑکوں کی توسیع اور ان کی بہتری کا ہدف 225 میل کا تھا جس میں سے اب تک 136 میل مکمل ہو چکے ہیں ۔ اور نئی سڑکوں کی تعمیر کے 60 میل کے ہدف میں 50 میل لمبی سڑکیں تعمیر ہو چکی ہیں اس کے بعد کم آمدنی والے لوگوں کے لئے رہائشی سہولتوں کا شعبہ ہے اس کے لئے آٹھ کروڑ 23 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی اور اس میں سے پانچ کروڑ 55 لاکھ روپے مارچ کے آخر تک خرچ ہو چکے ہیں ۔ اس سال پانچ ہزار پلاٹ بنائے جانے تھے ۔ جن میں سے 3500 پلاٹ مکمل ہو چکے ہیں ۔ ایریا ترقیاتی سکیم جو قصور پتوکی گوجرانوالہ راولپنڈی 1 ۔ اور 2 ۔ سرگودھا ۔ ڈی ۔ جی خان (2) فورٹ منرو ساہیوال 2 پاکپتن وغیرہ میں تھیں ان سب پر کام شیڈول کے مطابق جاری ہے ۔

اب میں آپ کے سامنے ایک بہت اہم شعبے یعنی دیہی آب رسانی کی سکیموں کے متعلق عرض کروں گا اس شعبہ کی اہمیت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ نہ صرف صاف ستھرا پانی مہیا کیا جاتا ہے ۔ بلکہ لوگوں کی صحت پر اس کا بہت برا اثر ہے ۔ اور ان کی صحت کے تحفظ کے لئے یہ سکیمیں بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں ۔ بہت سا خرچ جو کہ ہمیں بعد میں صحت پر خرچ کرنا پڑتا ہے ۔ ان سکیموں کی وجہ سے اس میں بچت واقع ہوتی ہے ۔

اس سال اس مد میں 19 کروڑ روپے رکھے گئے تھے اس میں سے تقریباً 17 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں جس کی شرح تقریباً 87 فیصد ہے مادی لحاظ سے اس شعبہ میں کل 400 سکیمیں شروع کی گئی تھیں ۔ ان میں سے 127 آب رسانی کی سکیمیں اور 20 نکاسی آب کی سکیمیں رواں مالی سال کے آخر تک مکمل ہو جائیں گی اور ان کے ذریعہ بالترتیب تقریباً 4 لاکھ افراد آب رسانی سے اور 59 ہزار افراد نکاسی آب سے مستفید ہونگے ۔ جہاں تک شہری آب رسانی کی سکیموں کا تعلق ہے ۔ اس کیلئے تقریباً 8 کروڑ روپیہ کی رقم مختص کی گئی تھی اور اس مد میں تقریباً 9 کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہے محکمہ کو مذید رقم مہیا کی جا رہی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ زیر تکمیل منصوبوں کو موجودہ مالی سال میں مکمل کیا جا سکے ۔ اس شعبہ کی کل 142 سکیموں میں سے 13 آب رسانی کی اور 6 نکاسی آب کی سکیمیں موجودہ مالی سال میں مکمل ہونگی ۔

1983-84ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں پیش رفت اور 1984-85ء کے سالانہ ترقیاتی پروگراموں کی حکمت عملی کا جائزہ

سرکاری ملازمین کو رہائشی سہولتوں کی فراہمی کیلئے موجودہ مالی سال میں 16 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جس میں سے تقریباً 10 کروڑ روپے یعنی 62 فیصد مارچ کی آخر تک خرچ ہو چکے ہیں -

مادی لحاظ سے موجودہ مالی سال میں 612 رہائشی یونٹ سرکاری ملازمین کیلئے تیار ہونگے جس میں سے تقریباً 300 یونٹ مکمل ہیں -اسی طرح سے سرکاری دفاتر کی عمارات کے شعبوں میں نوزائیدہ ضلعوں کے ملازمین کو سہولتیں پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے - اس کیلئے 10 کروڑ روپے رکھے گئے تھے جس میں سے 6 کروڑ 57 لاکھ یعنی 66 فیصد اب تک خرچ کئے جا چکے ہیں -

اس کے بعد جو سلائیڈ آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے وہ شہری ترقی کے بارے میں ہے یہ لاہور ملتان اور فیصل آباد کے ترقیاتی اداروں پر مشتمل ہے - جہاں تک لاہور کے ترقیاتی ادارے کا ذکر ہے اس میں کچھ اخراجات میں اسلئے کمی ہوئی کہ دو اہم سکیمیں یعنی داتانگر اور گڑھی شاہو پر جو پل تعمیر ہونے تھے ان کے ڈیزائن بنانے میں کافی وقت لگا - کیونکہ ان سکیموں میں شہر کے مستقبل کی افزائش زیر غور تھی کہ کسطرح اس شہر نے بڑھنا ہے اور کیا کیا اس کی ضروریات ہونگی - اب وہ سکیمیں پوری طرح ڈیزائن ہوگئی ہیں - لیکن بہت سے دیگر شعبوں میں کافی کام ہوا جیسا کہ ریس کورس روڈ پر تفریحی کمپلیکس کا تعمیر جاری ہے لوہاری گیٹ کے قریب زیر زمین راستے کی تعمیر ہو چکی ہے - مینار پاکستان کی ترقی کا فیز نمبر 2 مکمل ہو گیا ہے کینٹ b کی اتصالی سڑک کی توسیع و ترقی کا کام مکمل ہو گیا ہے اور واسانے بھی اپنی اہداف پوری کر لی ہیں-

فیصل آباد کے ترقیاتی ادارے کا اہم مسئلہ واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیموں کے بارے میں بہت سی تفصیلات طے کرنا تھیں وہ اب تمام طے ہو گئی ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اب یہ منصوبہ بڑی تیزی سے ترقی کرے گا -

ملتان کے ترقیاتی ادارے نے بھی اپنی کمپری ہنسیو سیوریج ٹریٹمنٹ سکیم کے تحت چار میل لمبی سیوریج لائن مکمل کی ہے - بہت سے پمپنگ سٹیشن لگائے ہیں - پرانی شجاع آباد روڈ کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے - اسی طرح ملتان لاہور اور کوئٹہ روڈ کی توسیع وترقی کا کام 590 میل مکمل ہو گیا ہے اور اسے ٹریفک کیلئے کھول دیا گیا ہے -

اس کے بعد جو سلائیڈ آپ کے سامنے پیش کی جارہی ہے وہ تعلیم کے بارے میں ہے تعلیم کے شعبہ میں رواں مالی سال کے دوران 48.89 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی تھی - جس میں سے 28.79 کروڑ روپے یعنی 59 فیصد مارچ کے آخر تک خرچ کئے جا چکے ہیں - اس میں سب سے بڑی دقت یہ تھی کہ 70 فیصد پروگرام تقریباً نیا تھا جو کہ پرائمری تعلیم اور اپ گریڈیشن کے متعلق تھا نیز 8 کروڑ روپے کی رقم جو سازوسامان خریدنے کے متعلق ہے یہ رقم زیادہ تر آخری مہینے میں خرچ ہوتی ہے اسی طرح جناب گورنر نے جیسا کہ صبح فرمایا ہے ثانوی تعلیم کیلئے ہم نے بہت زیادہ رقم مختص کی ہے - کوشش یہ کی گئی ہے کہ کسی کی تعلیم مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے ادھوری نہ رہ جائے - اس شعبہ پر ہم نے بہت توجہ دی ہے -

فنی تعلیم کا جہاں تک تعلق ہے اس میں کچھ کمی اس لئے کی گئی کہ اس کا ایک میں پراجیکٹ اپ گریڈیشن آف پولی ٹیکنک انسٹیٹیوٹ جو کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے تعاون سے شروع کیا گیا تھا اس کے متعلق Consultants کی کچھ شرائط ہوتی ہیں جن کو پورا کرنے میں کچھ دیر لگ جاتی ہے - اسلئے شروع شروع میں کچھ تاخیر ہو گئی - کالج تک تعلیم اور دیگر ذیلی شعبوں کے اعداد و شمار آپ کے سامنے ہیں - مادی لحاظ سے اس شعبہ میں رواں مالی سال میں 1587 مسجد مکتب سکول 250 پرائمری سکول برائے طالبات کھولے جائیں گے - ثانوی تعلیم کے شعبہ میں 323 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا - 194 مڈل سکولوں کے درجہ کو بڑھا کر ہائی سکول کر دیا جائے گا - یہ تمام اہداف مئی 1984ء میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں گے - لاہور مظفر گڑھ - گجرات جھنگ بہاولپور اور جہلم میں کمرشل تربیتی اداروں کے اجراء پر کام جاری ہے - اس طرح 19 انٹر کالجوں اور 5 ڈگری کالجوں کی عمارات بھی زیر تعمیر ہیں -

اب صحت کے شعبہ کی سلائیڈ آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے اس میں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ سب سے زیادہ رقم دیہی صحت پروگرام کیلئے مختص کی گئی ہے جو کہ 13 کروڑ 92 لاکھ روپے ہے یہ امر عیاں ہے کہ اس بات کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی جا رہی ہے کہ حتی الوسعی تمام دیہی آبادی کو صحت کی تمام سہولیات میسر آئیں اس سلسلہ میں بہت سی جگہوں پر عملہ بھی جلدی تعینات کیا جا رہا ہے -

اس کے بعد جو دوسری سب سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے وہ جنرل ہسپتالوں سے متعلق ہے - اس میں تحصیل اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز

ہسپتال کے بھی تقریباً 6 کروڑ روپے شامل ہیں ۔ ان ہسپتالوں پر ہم نے خاص طور پر توجہ دی ہے تاکہ یہ بھی دیہی صحت پروگرام کیلئے Referal Units بن سکیں ۔ یہاں پر سرجیکل کا تقرر بھی جلد از جلد کیا جا رہا ہے ۔

خصوصی پروگراموں میں آپ کچھ کمی دیکھ رہے ہیں۔ اس میں زیادہ تر توجہ یہ ہے کہ ہاں میں مرکزی حکومت نے ہم سے بچت کرکے بچالیے اپنے فنڈز سے کچھ دوائیاں اور ایکوپمنٹ فراہم کر دیئے اور اس میں تقریباً کروڑ روپے کی بچت ہو گی ۔

جہاں تک مادی ترقی کا تعلق ہے دیہی صحت کے 100 بنیادی یونٹوں پر 50 سے 60 فیصد تک کام مکمل ہو گیا ہے ۔ اس طرح 27 دیہی صحت کے زیر تکمیل مراکز پر 60 فیصد کام مکمل ہو گیا ہے اور ہماری کوشش یہ ہو گی کہ ان تمام زیر تکمیل منصوبوں کو پایہ تکمیل پہنچایا جائے۔ اور ہمارا پیڈیکل سکولوں پر تعمیر کا کام 50 فیصد تک مکمل ہو چکا ہے ۔ جبکہ دو ضلعی ہسپتال اور تین تحصیل سطح کے ہسپتال جو کہ نئے اضلاع میں واقع ہیں زیر تعمیر ہیں۔ علاوہ ازیں ضلعی ہسپتالوں میں 250 اور تحصیل سطح کے ہسپتالوں میں 200 بستروں کا اضافہ کیا جا رہا ہے ۔

ایک اور گزارش میں یہ کرنا چاہتا تھا کہ کہ ہمارے ترقیاتی پروگراموں کی تشکیل زیادہ تر قصبوں کی بنیادوں پر ہوتی رہی ہے ۔ اس سے بسا اوقات علاقائی توازن پیدا ہو جاتی تھیں اس مسئلے کو حل کرنے کیلئے 1982-83ء میں ہم نے ایک تقابلی اوزان کا فارمولا وضع کیا جس کے تحت ہمیں امید ہے کہ بین الاضلاع اور اندرون اضلاع اور تحصیلوں کے مابین جو تفاوتیں ہیں کچھ عرصہ تک خود بخود دور ہو جائیں گی ۔

علاوہ ازیں ہم نے علاقائی ترقی کیلئے خصوصی پروگرام شروع کیے ۔ جس کے تحت ڈیرہ غازی خان کو موجودہ مالی سال میں 3 کروڑ سے زائد رقم دی گئی اس میں سے تقریباً 2 کروڑ روپے یعنی 63 فیصد خرچ کئے جا چکے ہیں ۔ اس خصوصی پروگرام کے تحت چنگلانی دیہی آب رسانی ، سڑکیں ، تعلیم و تربیت ، زراعت وغیرہ کے شعبہ جات کو ترجیحی بنیادوں پر رقوم فراہم کی گئی ہیں ۔ یہ ان رقوم کے علاوہ ہیں جو کہ نارمل ترقیاتی پروگرام میں شامل ہیں ۔ اسی طرح وادی سوات سکیسر کی ترقی کیلئے ایک جامع منصوبہ مکمل ہو چکا ہے اور چولستان کے لئے 75 لاکھ روپے کے منصوبے

47 لاکھ روپے یعنی 60 فیصد خرچ ہو چکے ہیں رواں مالی سال کا 31 مارچ تک کا یہ ایک نہایت ہی مختصر جائزہ تھا ۔

اب میں چند گزارشات آپ کے سامنے 85-1984ء کے بارے میں پیش کروں گا ۔ قابل ذکر بات یہ ہے 85-1984ء کا منصوبہ چھٹے پنجسالہ منصوبے کا دوسرا سال ہے لہذا ہماری کوشش یہ ہے کہ جو حکمت عملی ہم نے اس وقت وضع کی تھی اس کو جتنا استوار کیا جا سکے جتنا مستحکم کیا جا سکے اس کو اتنا مستحکم بنایا جائے ۔ اسلئے میں وہ سلائیڈیں دوبارہ آپ کی یاد دہانی کیلئے پیش کرتا ہوں ۔ کیونکہ زیادہ تر یہی وہ چیزیں ہیں جن کو 85-1984 میں دہرایا جائے گا اور مختلف emphasis کئے جائیں گے ۔

اس میں علاقائی عناصر شامل ہیں جسطرح آپ دیکھ رہے ہیں کہ خاص ترقیاتی پروگرام میں ڈیرہ غازی خان ، راجن پور ، چولستان ، عیسیٰ خیل وغیرہ شامل ہیں ۔ اسی طرح دیہی علاقوں کی تبدیلی ہے یعنی کھیت سے منڈی تک کی سڑکیں ہیں ۔ دیہی آب نوشی کی سکیمیں ہیں ، دیہی صحت ، تعلیم ، کلیدی مقامات ، کھالوں کی اصلاح یہ ساری چیزیں شامل ہیں ۔ یہ وہ سکیمیں تھیں جن کو ہم نے زیادہ تر پچھلے پانچ سالہ منصوبے سے حاصل کیا اس کے بعد آپ دوسری سلائیڈ دیکھیں جو کہ اسی کا حصہ ہے اور جس کو اب ہم نے وضع کیا ہے اور ان دونوں کو اکٹھا ہم اگلے سالوں میں جامع طور پر تشکیل دے رہے ہیں ۔ اس کے بعد دوسری سلائیڈ ہے جو زرعی پیداوار میں اضافہ ، قابل کاشت بنجر زمینوں کی ترقی صنعتی ترقی ، وسائل قوت کی افرادی قوت کی ترقی ، انتظامی صلاحیتوں کی ترقی ، تعلیم اور سائنسی رجحان وغیرہ کو واضح کرتی ہے ۔ یہ تمام حکمت عملی ہم نے آپ کی رہنمائی میں طے کی تھی اور اس کو ہم نے حتی الوسعی اور faithfully follow کیا ہے ۔ اس کے بعد آپ اگلی دو سلائیڈیں دیکھیں گے جو کہ 84-1983ء کے پروگرام کی ہیں اور یہ بالکل اس طرح run کرتی ہیں جس طرح کہ چھٹے پنجسالہ منصوبے کی ہیں ۔ اب آپ کے سامنے جو سلائیڈ ہے اس کو میں پڑھوں گا نہیں کیونکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ بالکل انہیں خطوط پر ہے جس کی بنیاد پر ہم نے پہلی حکمت عملی کو وضع کیا تھا ۔ تشکیل دی تھی ۔

اس کے بعد دوسری سلائیڈ آپ کے سامنے ہے اس سال بھی یہی کوشش کی جائے گی کہ یہ جو ہماری جاری شدہ حکمت عملی ہے اس کو مستحکم بنایا جائے اور جو منصوبہ جات چل رہے ہیں ان کو جلد از جلد مکمل کیا

جائے ۔ اس کے علاوہ چند ایک اور کوششیں بھی کی جا رہی ہے اور ان پر غور و خوض کیا جا رہا ہے جیسا کہ بلوچستان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ پانی کے وسائل مہیا کئے جائیں تاکہ اس سے مختلف زمینوں کو زیر کاشت لایا جا سکے ۔ اسی طرح معدنی ترقی کو فروغ دینے کے لیے کچھ سکیمیں سوچی جا رہی ہیں ۔ اسی طرح ایک آدھ اور شعبہ ہے جیسا کہ عورتوں کے بارے میں ابھی تک جو ہم نے خصوصی توجہ دی ہے اس کو ہم 1984-85ء میں آگے بڑھانا چاہتے ہیں اس کے علاوہ بچوں کی صحت اور ان کی پرورش کے لئے جو چند ایک ضروری چیزیں ہیں اس کے بارے میں بھی سوچ بچار جاری ہے ۔ عرض میں یہ کرنا چاہتا تھا کہ ان سب چیزوں کے بارے میں پچھلے دنوں ہم نے تمام چیئرمین حضرات سے مشورے کئے اور ان کی قیمتی تجاویز حاصل کیں اور کچھ نہ کچھ اس کے مطابق پروگرام کو وضع کرنے کے دور میں ہیں ۔ تاہم میں جناب چیئرمین کی وساطت سے فاضل اراکین کونسل سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلہ میں وہ ہم سب کی رہنمائی فرمائیں اور اپنے قیمتی مشوروں سے ہمیں نوازیں تاکہ اس منصوبے کو ہم ٹھیک طریقے سے تشکیل دے سکیں ۔ آخر میں میں معزز اراکین کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے میری گزارشات کو جو نہایت خشک اور ذاتی تھیں نہایت صبر و تحمل سے سنا ۔ شکریہ ۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

عام مباحث

جناب خاقان بابر - (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈسوسائٹی)
جناب چیئرمین - میں آپ کی اجازت سے گزارش کروں گا کہ ہم اس سے پیشتر بھی عرض کر چکے ہیں اور ہم سے وعدہ بھی کیا گیا تھا کہ جو چیئرمین جائزہ رپورٹ پیش کرنا چاہیں گے ان کی ایڈوانس کاپی ہمارے پاس ہوگی ہم بھی پڑھ کر ، سوچ کر ، سمجھ کر بامقصد قسم کی بحث و تمحیص کر سکیں گے - چار سلائیڈز دکھا دینے سے یا ایک رپورٹ پڑھ دینے سے پچھلا خیال اور اگلا خیال آپس میں مل جاتا ہے اور پچھلی بات بھول جاتی ہے اگلی بات یاد رہتی ہے اور جب ساری رپورٹ ختم ہوتی ہے تو ساری بات بھول گئی ہوتی ہے - جہاں تک مجھے یاد ہے آپ نے حکم بھی فرمایا تھا کہ ایڈوانس کاپی ممبران کو دے دی جائے تاکہ وہ پڑھ کر آئیں اور بامقصد بحث ہو اور جب وہ اخبارات میں جائے تو عوام کو بھی پتہ لگے کہ بامقصد بحث ہو رہی ہے تو جناب والا - یہ یکطرفہ ٹریفک ہے کہ ہم کو سلائیڈیں دکھا دی جائیں ہم کو ایک بات بتا دی جائے پچھلی بھول جائے اگلی یاد رہے اور کوئی مثبت نتیجہ نہ نکلے - تو جناب والا - میں گزارش کروں گا کہ آپ از راہ کرم پھر ہدایت فرما دیں کہ اس دفعہ نہیں تو آئندہ تحریری طور پر کچھ نہ کچھ ہمیں پہلے پتہ ہو کہ یہ کیا جانے والا ہے اور ان خطوط پر کیا جائے گا تاکہ ہم بھی تیاری کریں -

دوسرے جناب والا - میں گزارش کرونگا کہ اتنا روپیہ تھا اور اتنا خرچ کر لیا یہ تسلی ہمیں تو یہ بیٹھ کر دے سکتے ہیں - عوام تو گراونڈ پر دیکھتے ہیں کہ کیا ہوا ہے مثال کے طور پر میں آپ سے گزارش کرتا ہوں اور لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ مریدکے سے لے کر نارووال تک سڑک بڑی کرنے کا حضور نے حکم فرمایا تھا وہ ہو رہی ہے لیکن کیسے ہو رہی ہے وہاں پر سارا raw materail پڑا ہوا ہے اور وہ سارے کا سارا ضائع ہو رہا ہے جب وہ raw material ختم ہو جائے گا تو وہاں پر انجمن بنانے کے لیے چلے جائیں گے تو اس طرح سے wastage بھی ہو رہی ہے گڑ بڑ بھی ہوتی ہے تو جناب والا - میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بحث اسی صورت میں مناسب اور مکمل ہو سکتی ہے کہ ہمارے پاس تحریری طور پر کاپی ہو -

چوہدری محمد نذیر احمد (چیئرمین ، ضلع کونسل ، فیصل آباد) - جناب والا میں آپ کی اجازت سے عرض کرونگا کہ شیخوپورہ

روڈ پر فیصل آباد میں ایک اوورہیڈ پل بن رہا ہے اور اس کا شروع سے پہلے تخمینہ ایک کروڑ 99 لاکھ روپے تھا اور پھر revised estimate بنا پھر یہ 2 کروڑ اور 30 لاکھ روپے ہوا اور اب یہ تیسری دفعہ revised estimate بنا ہے اور یہ 2 کروڑ 75 لاکھ روپے ہے اور پل فنڈز کی non-availability کی وجہ سے بند پڑا ہے - تو جناب والا - میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بہت اہم پل ہے اس کے لئے میری گزارش ہے کہ کچھ فنڈز release کئے جائیں تاکہ وہ مکمل ہو سکے -

شیخ غلام حسین - مئیر ، میونسپل کارپوریشن ، راولپنڈی
جناب چیئرمین - چیئرمین، پی ایڈی سی - رپورٹ میں تین سمتاہیوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا ہے اس سے کافی حد تک اطمینان ہوا ہے چند رکاوٹوں، موسمی حالات اور دوسری چیزوں کے باوجود تین سمتاہیوں کی کارکردگی بڑی مناسب ہے میں راولپنڈی کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جو شہری ترقی کے لئے رقم مختص کی گئی تھی اس میں فیصل آباد ، لاہور اور ملتان ظاہر کیا گیا ہے اب شاید راولپنڈی کو ترقی یافتہ شہر قرار دے دیا گیا ہے حالانکہ صوبہ پنجاب میں راولپنڈی وہ واحد شہر ہے جہاں دارالحکومت بن جانے کی وجہ سے 35 نئی آبادیاں پرانے شہر کے گرد نکلی قائم کی گئی ہیں اور اس کے لئے میں گزشتہ چار سال سے ہر بار یہی گذارش کرتا آیا ہوں کہ راولپنڈی شہر کو غیر ترقی یافتہ قرار دیتے ہوئے اس کی بھی کسی نہ کسی شکل میں امداد کی جائے - مثال کا جہاں تک تعلق ہے راولپنڈی سٹلائٹ ٹاؤن کے علاقے سے پانی ایک نالے کی شکل میں پیدا ہو جاتا ہے میری اطلاع کے مطابق غالباً شاید جناب کسی موقع پر خود بھی اس کو یا نہیں نہیں دیکھ چکے ہیں تو وہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو تھوڑی سی بارش ہونے کے باوجود لوگوں کا لاکھوں روپوں کا نقصان کر دیتا ہے جناب کی ہدایت پر اس کا ایک estimate بھی تیار ہوا تھا جو کہ غالباً چالیس لاکھ روپے کا تھا اور کہا یہ گیا تھا کہ یہ ایجنسیز کارپوریشن خود کرے تو جناب والا - میں عرض کروں گا کہ یہ کوئی مناسب بات نہیں ہے - پرانے پنڈی شہر کی جو سڑکیں ہیں وہ تقریباً 39,40 میل کے قریب ہیں اب دارالحکومت بن جانے کی وجہ سے تقریباً 40 اور 41 میل نئی سڑکیں بننے کی قابل ہو گئی ہیں تو میری یہ درخواست ہے کہ جہاں ان جڑواں شہروں کو ترقی دینے کے لئے حکومت پنجاب مختلف طریقے سے امداد فراہم کر رہی ہے راولپنڈی کو بھی اس صف میں شامل کرتے ہوئے اس کی خاص طور پر جو تین چار مسئلے ہیں ان کے لئے ضرور امداد کی جائے -

ایک تو یہ ہے کہ نیا پل تعمیر کرنے کے لئے جناب نے ہدایت دی ہوئی ہے اس کے لئے ایک ٹیم وہاں گئی ہوئی ہے جو سروے کر رہی ہے چونکہ یہ نیا پل بن رہا ہے اس لئے اس پل کو اس میں شامل کیا جائے -

دوسرا پرانے جو 70 یا 80 سال سے یا اس کے زیادہ عرصے کے پل بنے ہوئے ہیں ان میں سے ایک پل بہت مخدوش حالت میں ہو گیا ہے اس کو نیا بنانے کے لئے اے - ڈی - پی - میں شامل کیا جائے چونکہ ریلوے سٹیشن اور شہر کے درمیان وہ ایک ہی پل ہے جہاں سے سینکڑوں ٹرینوں سے جو مال آتا ہے وہ وہاں سے گزرتا ہے اگر وہ پل کسی وقت بھی بیٹھ گیا چونکہ وہ بہت پرانا ہے تو جناب والا - یہ شہر کے لئے بہت بڑا مسئلہ بن جائے گا -

جناب والا - پانی کے مسئلے کے بارے میں میں عرض کرونگا - جناب نے گذشتہ سال گیارہ ٹیوب ویلوں کی منظوری دے کر کسی حد تک اس کمی کو پورا کیا ہے لیکن ابھی بھی ہم 35 فیصد سے زیادہ لوگوں کو پانی فراہم نہیں کر رہے تقریباً وہاں مکان ایک لاکھ کے قریب ہیں اور ہمارے کنکشنز تقریباً تیس ہزار کے قریب ہیں 70 ہزار مکان اب تک ڈاریکٹ کنکشنوں سے محروم ہیں تو جناب والا - اس طرف بھی ہماری امداد فرمائی جائے -

تیسرے جناب والا - یہ مسئلہ ہے اور جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ 40 یا 41 میل نئی سڑکیں اب نئی آبادیاں بننے کی وجہ سے بن گئی ہیں جہاں تین شہروں کی امداد فرما رہے ہیں پنڈی کی بھی خصوصی طور پر کسی نہ کسی شکل میں امداد فرمائی جائے - یا براہ راست حکومت پنجاب اپنے توسط سے ان سڑکوں کو تعمیر کرے تا کہ یہ شہر بھی دیگر شہروں کی طرح ان کے ساتھ اس صف میں شامل ہو جائے - اس مسئلے پر تو میں یہ عرض کروں گا اور دیگر مواقع پر جب کوئی ایسا موقع آیا تو میں پھر عرض کرونگا -

سیدہ ساجدہ نیر عابدی - (لیڈی کونسلر ، ضلع کونسل، سیالکوٹ) - 84-1983ء کے ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل دیکھ کر جناب چیئرمین صاحب کو میں مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ ہم نے صوبہ پنجاب میں اتنی ترقی کی لیکن اس کے ساتھ ساتھ چند اہم باتوں کی طرف نشان دہی کرانا اپنا فرض سمجھتی ہوں Farm to market road کے متعلق جہاں پر سلائیڈز دیکھنے کے مطابق ہم نے اب تک 2200 میل سڑکیں بنائیں - میں سمجھتی ہوں کہ یہ سڑکیں ہمارے دیہاتوں کیلئے ایک نعمت ہیں لیکن ان کی موجودہ

حالت دیکھ کر انتہائی افسوس ہوتا ہے - میرا خیال ہے کہ شاید ہی کوئی سڑک سٹینڈرڈ کی ہو تقریباً زیادہ تر سڑکیں جو بنی رہی ہیں وہ سب سٹینڈرڈ ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ اس بات پر توجہ دی جائے کہ کس طرف پیش رفت اور پیچھے سے ہمارا تعمیرات کا سلسلہ اگر خراب ہو جائے تو یہ کوئی ہمارے بہتر اقدام نہ ہوں گے اور چند سالوں کے بعد ہمیں جو ایسا لگتا ہے کہ شاید ہم وہیں نہ پہنچ جائیں جہاں سے شروع ہوئے تھے

اس کے ساتھ میری گذارش ہے کہ بعض ضلعوں کی سب شاہراہیں تقریباً بن کر ختم ہونے کو ہیں - اب ضرورت اس بات کی ہے کہ بڑی سڑکوں کے ساتھ مواضعات ملانے کے لئے چھوٹی سڑکیں بنانے کی اجازت دی جائے - جو کہ ویلج ایرویج روڈ کے نام سے کہلائی جا سکتی ہیں کیونکہ دیہات سے اجناس مین روڈ تک لانے کے لئے کوئی ذریعہ نہیں ہے اور یہ سڑکیں زیادہ تر کچی اور بری حالت میں پڑی ہوئی ہیں -

جناب والا اس کے ساتھ میں گذارش کروں گی کہ میچنگ گرانٹ سکیم کے تحت بے شک ہمارے ضلعوں نے بیشمار ترقی کی ہے لیکن 24 فٹ چوڑی سڑک ہونے کی پابندی پر دوبارہ غور کیا جائے - کیونکہ جن اضلاع میں consolidation and settlement ہو چکی ہے وہاں پر اب 24 فٹ کی سڑکیں زیادہ تعداد میں باقی نہیں ہیں - لیکن تو میں سمجھتی ہوں یہ سکیم ذاتی مدد کے تحت بہت ہی کامیاب ہوئی تھی - ایسا نہ ہو کہ سڑکیں 24 فٹ چوڑی نہ ہونے کی وجہ سے یہ سکیم ہمارے ضلعوں سے ترک کر دی جائیں اور ہم مزید سڑکیں نہ بنا سکیں - جہاں چھوٹے اضلاع میں یا بڑے اضلاع میں یہ سڑکیں 24 فٹ کی مکمل ہیں وہاں پر جناب گورنر صاحب خصوصی رعایت عطا فرمائیں کہ ہم 24 فٹ سے کم چوڑی سڑکیں میچنگ گرانٹ سکیم کے تحت بنا سکیں - شکریہ -

نواب محمد یحییٰ - (چیئرمین میونسپل کمیٹی اوکاڑہ) خواتین و حضرات السلام علیکم جناب چیئرمین میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہم کو جسٹس آف پیس کے اعزاز سے نوازا جس کے لئے میں تقریباً تمام ہاؤس آپ کا مشکور ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو اعتماد آپ نے ہم پر ظاہر کیا اور جو عوام کو توقعات ہم سے ہیں انشاء اللہ ہم نیک نیتی سے ان کو پورا کریں گے -

دوسری میری گذارش یہ ہے کہ ہمارے ہاں ایک ہاؤس بیلڈنگ کی منظوری ہوئی تھی - نومبر میں جب ہم جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے

تھے تو وہ design and re-design کے مراحل میں تھا۔ اس کے بعد جب پنجاب کونسل کی جنوری میں میٹنگ ہوئی ہمیں یہ بتایا گیا کہ انڈر ہیڈ برج بھی بن رہا ہے۔ اوکاڑہ کے لوگ بڑے خوش ہوئے کہ ہم تو ایک برج اور ہیڈ مانگ رہے تھے ہمیں تو چھوٹی اور دو دو کے مصداق ہیں۔ ہمیں تو انڈر ہیڈ برج بھی مل رہا ہے لیکن اس کی حالت یہ ہے کہ ابھی ہمیں چیف انجینئر برجز نے چٹھی لکھی کہ انڈر ہیڈ برج جو بنا رہے ہیں اس کے متعلق ہمیں بتائیں کہ جگہ ہم کہاں سے لیں اور ہمیں length بتائیں کہ کتنی length ہونی چاہئے۔

جناب والا میری گذارش ہے کہ جس وقت یہ سکیمیں بنائی جاتی ہیں کیا اس aspect کو دیکھا نہیں جاتا۔ کیا اس کا جائزہ نہیں لیا جاتا ستم ظریفی یہ ہے کہ اس کے لئے 10 لاکھ روپیہ مختص بھی تھا۔ میں چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے گفتگو کروں گا کہ وہ مجھے بتائیں کہ وہ سکیمیں جن کے لئے روپیہ بھی مختص تھا ان کا کیا حشر ہوا۔ ان کے متعلق انہوں نے کچھ نہیں فرمایا کہ وہ آئندہ بجٹ میں رکھی جائیں گی یا نہیں رکھی جائیں گی جو carry over liabilities کو آگے لے جا رہے ہیں یا نہیں لے جا رہے ہیں اس کے متعلق جناب سے گذارش کروں گا کہ اس طرف توجہ فرمائیں۔ وہاں ابھی ایک اینٹ بھی نہیں رکھی گئی۔

دوسرے گورنمنٹ گرلز کالج کا مسئلہ ہے۔ پہلے وہ suitability of place کے چکر میں پڑا رہا اس کے بعد ڈیزائننگ اور ری ڈیزائننگ کا چکر چلا۔ جہاں تک کہ 5 لاکھ روپیہ ٹوکن منی ٹنڈرک میں بھیج دیا گیا مگر وہ اب واپس منگوا لیا گیا ہے۔ اب مجھے جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق یہ لکھا گیا ہے کہ اس میں ایڈمنسٹریٹو اپروول نہیں لی گئی۔ جناب والا جبکہ گورنمنٹ کی واضح ہدایات ہیں کہ پہلے ایڈمنسٹریٹو اپروول لی جائے بعد میں بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔ تو یہ ایسا کیوں نہیں ہوا۔ جب سیشن ہوا تھا تو میں گیلری میں جناب سیکرٹری ایجوکیشن کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا کہ آپ گورنمنٹ گرلز کالج کا نہیں کچھ خیال کریں۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں گرین سگنل دے رہا ہوں۔ لیکن شاید گرین سگنل کا یہ مقصد ہے کہ وہ روپیہ بھی واپس منگوا لیا جائے۔ اس کا تو مجھے پتہ نہیں تھا میں تو بڑا خوش ہو گیا تھا۔

جناب چیئرمین۔ گرین سگنل والے کون صاحب تھے

نواب محمد یحییٰ۔ وہ سیکرٹری ایجوکیشن تھے جن کو میں نے باہر سلام عرض کیا اور کہا کہ حلوہ ایک تھا ٹیسٹ کٹ رہا ہے۔

یہ نیا نیا بنا ہے وہاں گرلز کالج ہے لیکن وہ تین کمروں میں چل رہا ہے۔ اس کے متعلق پنجاب کونسل میں بھی بات ہوئی ۔ براہ مہربانی اس پر کچھ شفقت فرمائیں ۔ انہوں نے فرمایا کہ میں گرین سگنل دے رہا ہوں ۔ گرین سگنل کی بجائے روپیہ بھی واپس منگوا لیا گیا ۔ اس طرف توجہ فرمائی جائے ۔

جناب والا تیسرا مسئلہ ہمارے ہاں ایک comprehensive drinking water سکیم کا ہے ۔ اس میں سے کچھ حصہ مکمل ہو گیا ہے پچھلے بجٹ میں جو 1983-84 کا بجٹ ہے اس کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے اب اس کو ہم نے آگے extend کرنا ہے ۔ 31 لاکھ 50 ہزار روپیہ کی سکیم بن کر ہمارے پاس آ چکی ہے جس میں سے 10 لاکھ کچھ روپیہ کمیٹی نے دینا ہے ۔ ہم اپنا حصہ دینے کیلئے تیار ہیں ۔ میری گزارش ہے ان کو ہدایت فرمائی جائے کہ 1984-85 کے بجٹ میں وہ رقم مختص کی جائے تاکہ پانی کی جو ہماری سکیم اوکاڑہ میں ہے وہ مکمل ہو جائے ۔

اسکے علاوہ ایک اور گزارش ہے جیسا کہ آپ نے ابھی فرمایا غازی گھاٹ کا مسئلہ تھا ۔ اسکے متعلق مختلف افواہیں ہیں ۔ ویسے تو آپ بہتر جانتے ہوں گے ۔ جیسے ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ جس وقت وہ سکیم بنی کسی صاحب نے یہ جاننے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ جہاں برج بن رہا ہے اس کا واٹر لیول سے کتنا فاصلہ ہے ۔ لوگوں میں عام افواہ ہے کہ جہاں برج بنا ہے وہاں واٹر لیول 18 فٹ اونچا ہے ۔ اسکے متعلق بھی کوئی تحقیق کی جائے ۔ یہ قوم کا پیسہ ہے ان چیزوں کو پہلے سے کیوں مد نظر نہیں رکھا گیا ۔

جناب چیئرمین ۔ اگر آپ دو دو ، تین تین منٹ بولیں تو ٹھیک ہے ۔

حاجی محمد اسلم بٹ (میئر ۔ میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ) ٹھیک ہے جناب والا میں کوشش کروں گا کہ بہت جلد اپنے مسائل کو ختم کروں ۔

جناب چیئرمین جیسا کہ آپ نے اپنی افتتاحی تقریر میں تعلیم کی طرف بہت توجہ دلائی اس لئے میں گوجرانوالہ کے متعلق عرض کروں گا ۔ گوجرانوالہ کی آبادی کم و بیش 30 لاکھ کے قریب ہے وہاں لڑکیوں کے صرف دو کالج ہیں ایک کالج جو آپ نے عنایت فرمایا اس سلسلہ میں ہم نے کارپوریشن کی طرف سے اسکی عمارت بنائی ۔ کارپوریشن کی طرف سے اس میں ہم نے چھ نئے کمرے بنوائے لیکن وہاں عالم یہ ہے کہ ابھی تک پچھلے سال سے پانچ سو بچوں نے اپنے فارم داخل کئے ہوئے ہیں لیکن ان کو داخلہ نہیں مل سکا حیرانگی کی بات ہے کہ اتنی بڑی آبادی کے

ہوتے ہوئے وہاں صرف دوکالج ہوں - تعلیم کے متعلق تو ہر آدمی یہ کہتا ہے کہ اسکو عام کیا جائے لیکن ان حالات میں یہ ہم کیسے کر سکتے ہیں - ہم نے کارپوریشن کی طرف سے وہ کالج بنوایا اسکو آپ نے انٹرمیڈیٹ کیا ہے اگر اسکو ڈگری کالج کا درجہ دے دیا جائے تو ظاہر ہے کہ جو پانچ سو بچیاں رہ گئی ہیں وہ اس میں داخل ہو سکیں کم از کم اس تکلیف کا ازالہ ہو سکتا ہے -

جناب والا میں اپنی بات کو جلدی ختم کرتا ہوں کیونکہ اپ کی طرف سے وارننگ ہو چکی ہے -

جناب والا دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے معلوماتی دورے کے لئے ہمیں کراچی بھیجا - اس بارہ میں چھوٹی سی ایک میں گزارش کرتا ہوں آج کل سیوریج کا مسئلہ نہایت ہی سنگین ہے - ہم سب لوگ باتیں تو یورپ کی کرتے ہیں لیکن عمل میں بالکل صفر ہیں - سیوریج کا مسئلہ ایسا ہے کہ ہر آدمی جوبھی اسکے ہاتھ میں آتا ہے وہ سیوریج میں پھینک دیتا ہے یہاں تک کوڑا کرکٹ ہو چارہ ہو لفافے ہوں وہ اس میں ڈال دیتا ہے اس سے سیوریج بند ہو جاتا ہے - میری گزارش یہ ہے کہ اس کیلئے ایک ڈاکومینٹری فلم بنائی جائے اور اسکی نمائش کی جائے جیسا کہ صحت عامہ کیلئے ہم ٹیلی ویژن پر ہر روز دیکھتے ہیں -

جو لوگ بچوں کو خناق - خسرہ وغیرہ کے ٹیکے نہیں لگواتے میں چاہتا ہوں اس ضمن میں فلم بنائی جائے جو ٹی - وی پر ہر روز دکھائی جائے تاکہ اسکی افادیت اور اسکے نقصانات کے متعلق لوگوں کو پتہ ہو اور کچھ سلائیڈ ایسی بنائی جائیں جو ہر سینما میں ہر روز چلیں اگر یہ ہوگا تو کروڑوں روپے کے نقصانات سے ہم بچ سکیں گے اور لوگوں کی تکالیف کا ازالہ ہو جائیگا - شکریہ -

چوہدری شیرعلی (میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) جناب چیئرمین آپکی توجہ پنجاب کے ایک اہم اور افسوسناک مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو میرا خیال ہے کہ منتخب لوگوں کے لئے درد سربنا ہوا ہے - اور وہ تعلیم کا مسئلہ ہے - ہمارے پنجاب کے بجٹ کا تقریبا 30% تعلیم پر خرچ ہو رہا ہے - اور اسطرح کارپوریشن اپنی اپنی مد میں 25 % اور فیصل آباد تقریبا 28% تعلیم پر خرچ کر رہی ہے - ہمارے سکولوں کی حالت یہ ہے - کہ کسی سکول میں ٹاٹ ہیں تو پینے کا پانی نہیں ہے - اگر کسی سکول میں پینے کا پانی ہے تو لیٹرین نہیں ہے - اگر کسی سکول میں لیٹرین ہے تو وہاں کے سکول کی چھتیں نہیں ہیں - نئے کرایہ داری

قانون کے تحت فیصل آباد میں تقریباً 8 سکولوں کو خالی کرا کر باہر گلیوں میں بٹھا دیا گیا ہے ۔ اور ان میں سے دو سکول لڑکیوں کے تھے خاص طور پر غلام محمد آباد میں جہاں پچھلے چار ماہ سے باہر سڑک پر بیٹھیں ہوئیں ہیں ۔ اس سلسلے میں ہم نے آپ سے جب آپ فیصل آباد تشریف لے گئے تھے وہاں بھی گذارش کی تھی یہاں بھی گذارش کر رہے ہیں ۔ اب سب کچھ کرنے کے با وجود ہماری پنجاب گورنمنٹ 30% خرچ کررہی ہے اور ہم بھی اس پر اتنی کثیر رقم خرچ کر رہے ہیں لیکن کیا وہ برآمد ہو رہی ہے ؟ سکولوں میں حالت یہ ہے کہ استاد نہیں ہیں جہاں دس استاد ہونے چاہئیے وہاں چھ استاد ہیں آپ کسی سکول میں جا کر دیکھئے استاد اپنے پاؤں اٹھا کو اپنی اپنی میزوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان سکولوں کو جنکو ہم نیشنلائزڈ کیا ہے انکے مالکان کو واپس کر دیں ۔ میرے نقطہ نظر سے اس تعلیم کا معیار بلند ہوگا اور جو ہمارے اندر مختلف نقائص پڑے ہوئے ہیں وہ بھی دور ہو جائیں گے ۔ اس سلسلے میں ایک خاص گذارش کرنا ہے کہ آپ نے جو فارمولا بنایا ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسلوں کو مکمل تعلیمی گرانٹ دی جاتی ہے ۔ جب کہ کارپوریشنیں اپنے ٹوٹل بجٹ کا 30% تعلیم پر خرچ کر رہی ہیں ہماری فیصل آباد کارپوریشن جسکا بجٹ تقریباً تیرہ کروڑ روپے ہے ساڑھے تین کروڑ روپے تعلیم کی مد پر خرچ کر رہی ہے ۔ لیکن ہم خرچ کرتے ہوئے بھی بالکل صفر ہیں ۔ اور وہ نتائج نہیں نکل رہے جو متوقع تھے ۔ اس سلسلے میں میری گذارش یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے ہماری گرانٹ کا ایک فارمولا بنایا ہوا ہے ۔ لیکن وہ آج تک ہمیں نہیں ملا ۔ 1980-81 میں ہمیں 50 لاکھ روپے ملنا چاہیں تھے لیکن اس میں سے 2 لاکھ 33 ہزار روپے ملے ۔ 1981-82 میں تقریباً 56 لاکھ روپیہ فارمولے کے تحت بنتا ہے جو کہ 2 لاکھ 31ہزار دیا گیا ہے ۔ اسطرح آگے چلتے جائیں ۔ اب 1983-84 میں 82 لاکھ 22 ہزار روپے ملنا چاہئے تھا لیکن 2 لاکھ 33ہزار روپے ملا اب جب کہ شہر کی آبادی بڑھ رہی ہے ۔ ترقیاتی کام بھی بڑھ رہے ہیں ۔ ہم پر شہریوں کی طرف سے سڑکوں ۔ گلیوں اور نالیوں کے متعلق دباؤ ہے جبکہ وہ ہمیں ٹیکس بھی دیتے ہیں کارپوریشن کسی طرح اپنے بجٹ کے اہم حصہ میں سے 30% حصہ اس مد پر خرچ کرے ۔ یہ مد بھی ضروری ہے ۔ کیونکہ ہمیں اپنی نئی نسل کو آگے بڑھانے کے لئے تعلیم پر خرچ کرنا چاہئے ۔ میں جناب سے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ کارپوریشنوں کا اتنا بوجھ یا تو آپ اپنے ذمہ لیں ورنہ فارمولے کے تحت ہمیں

یہ گرانٹ مکمل ملنی چاہئے ۔ کیونکہ آپ لوکل کونسلوں کو مکمل گرانٹ دے رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں میری گذارش ہے کہ آپ ہماری مدد کیجئے تا کہ وہ بجٹ ہم اپنے شہروں کے ترقیاتی کاموں پر لگا سکیں ۔ شکریہ

راجہ محمد بشارت — (چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی)
جناب والا اس سلسلے میں گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اپنے خطاب کے دوران جن شعبوں پر خصوصی توجہ کے متعلق فرمایا تھا مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ چیئرمین پی اینڈ ڈی کے جائزہ کے بعد ظاہر ہوا ہے کہ انہی شعبوں پر سب سے کم و پیش رفت ہوئی ہے ۔ مثال کے طور پر جناب نے فرمایا کہ دیہی سڑکوں پر سب سے زیادہ توجہ دی جائیگی کہوٹ سے منڈی تک کی سڑکوں پر 55% utilization ہے آپ نے فرمایا کہ اس پر زیادہ توجہ دی جائیگی پرائمری تعلیم پر توجہ دی جائیگی ۔ جو 52% ہے دیہی صحت کے متعلق آپ نے 59% فرمایا تھا ۔ کیا اس سے یہ تاثر عوام میں پیدا نہیں ہوتا کہ جس شعبہ کو جناب ترقی دینا چاہتے ہیں اس شعبے کی ترقی کی رفتار کم ہو جاتی ہے ۔ اور یہ اعداد و شمار چیئرمین صاحب پی اینڈ ڈی نے دیئے ہیں ۔ جن کے باعث یہ بات ہمارے ذہنوں میں ابھری ہے اسلئے میں یہ گذارش کرنا چاہونگا کہ اس میں نظام کو تھوڑا سا دور کیا جائے ۔ اور وجوہات جو یہ فرما رہے تھے کہ اس وجہ سے یہاں ترقی کم ہوئی ہے ۔ اس سے ہم اتفاق نہیں کرتے ۔ ایک شعبہ آب رسانی کا بنایا گیا ہے ۔ جناب چیئرمین پی اینڈ ڈی نے فرمایا کہ اس میں 87% utilization ہو چکی ہے ۔ یہ تھوڑا سا کسر نفسی سے کام لے گئے ہیں پنڈی ضلع کی حد تک میں عرض کرنا چاہونگا ۔ کہ پبلک ہیلتھ والوں نے 100% سے زیادہ utilization بتا دی ہے لیکن میرے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں بعض سکیموں پر کام تک شروع نہیں ہوا ۔ میں وزیر صاحب اور سیکرٹری صاحب کی اطلاع کے لئے سکیم کا نام بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کنگر واٹر سپلائی سکیم کے لئے انہوں نے 14 لاکھ روپے مختص کیا ہوا تھا ۔ اس سکیم پر سرے سے کام نہیں ہوا لیکن utilization ایک سو کچھ روپے ہے اسلئے میری گذارش ہے کہ جن شعبوں کے متعلق جناب خصوصی احکامات جاری کرتے ہیں ان شعبوں پر فی الواقعہ صحیح طور پر اور عملی طور محکمہ کی طرف سے یہ صرف ہونا چاہئے اور انکا مصرف صحیح ہو ۔ میں واٹر سپلائی سکیم کے متعلق عرض کرنا چاہونگا کہ ہمارے ضلع میں تقریباً 45 واٹر سپلائی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں ۔ انکو محکمہ مجبور کر رہا ہے کہ یا تو انکو ضلع کونسل take over کرے یا متعلقہ

یونین کونسل take over کرے ۔ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم انکو take over کریں ۔ کیونکہ ہم ان سے استفادہ حاصل کرتے ہیں ۔ لیکن اسکے لئے ہم صرف اور صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان سکیموں کو take over کریں گے جو ہماری منشا اور تسلی کے مطابق ہونگی ۔ اور جو مقامی آبادی کے لئے ڈیزائن کی گئیں اور بنائی گئی ہیں ۔ اور جو فیصد سہولت فراہم کر رہی ہے اس سلسلے میں ایک پالیسی یہاں وضع کی گئی ہے ۔ کہ overhead reservoir آئندہ کے لئے کسی واٹر سپلائی سکیم کو نہیں دئیے جائینگے ۔ جہاں تک ضلع کونسلوں ہیں اور جن سے میری ملاقات اس سلسلے میں ہوئی ہے ان کے خیالات سننے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ کسی واٹر سپلائی overhead reservoir نہیں دیا جائیگا ۔ اس وقت تک وہ واٹر سپلائی سکیم کبھی بھی سود مند ثابت نہیں ہو سکتی اور گاؤں والے اس سے پانی بیشک حاصل کریں گے ۔ لیکن اس وقت تک واٹر ٹیکس نہیں دیں گے ۔ جب تک ان کے گھروں تک overhead reservoir نہ پہنچایا جائے ۔ واٹر سپلائی سکیم جو کسی گاؤں میں ہے وہاں اس کو فراہم کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہماری مائیں بہنیں جو کہ دور دراز کنوؤں سے پانی لے کر آتی ہیں ۔ ان کو یہ سہولت ان کے گھروں میں دی جائے ۔ لیکن اگر پھر بھی انہوں نے ایک مرکزی مقام سے اپنے سروں پر گھڑے رکھ کر پانی لانا ہے تو میرے خیال میں اس سہولت سے کوئی بھی استفادہ نہیں کر سکے گا ۔ اس لیے میری گذارش ہے کہ واٹر سپلائی سکیم کی جب ڈیزائننگ کی جائے ۔ یا اس کی منظوری دی جائے ۔ تو overhead reservoir must دیا جائے ۔ اس کے بعد میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سو فیصد واٹر سپلائی سکیم کے بعد ہم take over کرنے کے لیے تیار ہوں گے ۔ بلکہ ہم یہ پابندی بھی عائد نہیں کریں گے کہ محکمہ دو سال چلائے ۔ ہم سکیم کو دو سال قبل ہی لے لیں گے ۔

اسی طرح جناب مکتب سکولوں کے متعلق فرمایا تھا کہ مکتب سکول زیادہ کھولے جائیں گے میں ایک بات جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اس وقت 1984-85 کے لیے ہمیں پنڈی ضلع کے لیے tentative allocation دی گئی ہے ۔ ہمیں شہروں کے لیے تقریباً 17 مکتب سکول دئیے گئے ہیں یہ اربن ایریا میں کھولے جائیں گے ۔ جناب بھی شہروں کے حالات سے واقف ہیں ۔ ہمارے میئر صاحب بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میں محسوس کرتا ہوں کہ بطور چیئرمین ضلع کونسل کے میں نے site دینی تھی ۔ لیکن انتہائی دقت کا سامنا کرنا پڑا کہ شہروں میں کس جگہ مکتب سکول کھولے

جائیں یہ میری گذارش ہے کہ مکتب سکولوں کو ٹھونسا نہ جائے بلکہ فی الواقعہ وہاں دئیے جائیں جہاں پر ان کی ضرورت ہو دیہاتوں میں ہم مانگتے ہیں وہاں زیادہ دئیے جائیں ۔ دیہاتوں میں 17 دئیے گئے ہیں ۔ ہم کہتے ہیں کہ 17 کی بجائے 34 دئیے جائیں ان کو بھی ہم adjust کر سکیں لیکن شہروں میں مکتب سکول کی پالیسی کو کم رکھا جائے ۔ دیہاتوں میں زیادہ دئیے جائیں ۔ شکریہ

چوہدری ظہیر احمد تاج ۔ (جنرل سیکرٹری پنجاب فیڈریشن آف ٹریڈ یونین) ۔ جناب چیئرمین بات کچھ ڈویلپمنٹ کی ہو رہی ہے ۔ بات کچھ ترقی کی ہو رہی ہے ۔ ملتان شہر جو بڑا قدیمی شہر ہے وہاں پر ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنا لی ۔ تو صورتحال یہ ہے کہ دس لاکھ آبادی کا شہر ہے لیکن وہاں 36 سالوں میں کوئی ڈویلپمنٹ نہیں ہو سکی ۔ اب ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور اس کے ڈائریکٹر جنرل رات دن کوشش کر رہے ہیں ۔ اور کچھ سکیمیں بنا چکے ہیں ۔ وہاں پر کچھ جاگیر دار لوگ گرین بیلٹ پر شور کر رہے ہیں کہ شہر کے ساتھ تو گرین بیلٹ ہو اور آبادی شہر سے کوئی تیس میل یا بیس میل باہر بنائی جائے ۔ تو صاحب گذارش یہ ہے کہ گورنمنٹ کی منشاء میں سمجھتا ہوں کہ غریبوں کو سفید پوش لوگوں کو رہائشی سہولتوں مہیا کرنا ہے ۔ تو بیس میل باہر جو رہائشی سکیم بنائی جائے گی اور درمیان میں گرین بیلٹ ہوگی تو حضور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ مہربانی فرما کر ان سکیموں کو عملی جامہ پہنائیے اور آپ ذاتی طور پر اس میں دلچسپی لیں ۔

جناب چیئرمین ۔ کیا گرین بیلٹ تیس میل دور ہے

چوہدری ظہیر احمد تاج ۔ جناب والا ۔ گزشتہ ماہ سے یہاں پر خاصا ہنگامہ ہے کہ وہ کبھی اذانیں دیتے ہیں ۔ کبھی نمازیں پڑھ رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ روزہ بھی رکھ لیں گے ۔

جناب چیئرمین ۔ ایک منٹ دیکھیں ۔ میں یہ پتا کرنا چاہوں گا ، کمشنر صاحب یہاں بیٹھے ہیں ۔ کمشنر صاحب آپ نے یہ گرین بیلٹ تیس میل لمبی ہے

کمشنر ملتان ڈویژن (جناب فریدالدین احمد) ۔ جناب والا ۔ یہ گرین بیلٹ نہیں ہے بلکہ ایم ۔ ڈی ۔ اے نے ہاؤسنگ کالونی بنانے کے لیے ملتان شہر کے گرد رقبہ لیا ہے ۔ ان کا اشارہ اس طرف تھا ۔ ملتان کے لوگ خاص طور پر وہ زمیندار جن کی زمین لی جا رہی ہے

کوشش کر رہے ہیں کہ ان کی زمین چھوڑ دی جائے - اور اسے گرین بیلٹ بنایا جائے - لیکن ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے - ایم ڈی اے کی طرف سے نوٹیفیکیشن ہو رہی ہے اس کے بعد وہاں ہاؤسنگ سکیم بنائی جائے گی - ایم ڈی اے کا 30 میل گرین بیلٹ بنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے -

ڈائریکٹر جنرل ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی (بریگیڈیر ریٹائرڈ تصدق حسین) — جناب وہاں چند ایک intrested زمیندار یہ چاہتے ہیں کہ 1973ء لینڈ ایکیوزیشن ایکٹ کے تحت acquire نہ کی جائے بلکہ 1894ء ایکٹ جو پرانا تھا جس میں Full compensation زمینداروں کو ملتی ہے اس کے تحت acquire کیا جائے - پہلا پوائنٹ تو وہاں پر یہ تھا - یہ ایکٹ پورے پنجاب میں لاگو ہو اور تینوں ڈویلپمنٹ اتھارٹیز 1973ء ایکٹ کے تحت -

جناب چیئرمین — آپ مجھے یہ بتائیں کہ گرین بیلٹ تیس میل کے رقبے میں ہے -

ڈائریکٹر جنرل - ایم ڈی اے — جناب والا - ہم نے کوئی گرین بیلٹ مقرر نہیں کی - انہوں نے لفظ گرین بیلٹ کا استعمال کیا ہے - دراصل وہ بہانہ یہ بنا رہے ہیں کہ سبزیاں کاشت کرنے والی زمینیں شہر کے قریب رکھی جائیں اور ہاؤسنگ سکیمیں شہر سے دور بنائی جائیں -

جناب چیئرمین — کیا آپ نے اپنے پلان کے اندر تیس میل کی گرین بیلٹ رکھ دی ہے -

ڈائریکٹر ایم - ڈی اے — نہیں جناب -

چوھدری ظہیر احمد تاج — جناب والا - یہ ان کی ڈیمانڈ ہے -

جناب چیئرمین — نہیں - یہ بات میں پلانر planners سے پوچھ رہا ہوں - یہ تو ٹھیک ہوگیا - لیکن بات درست کرنی چاہیے -

چوھدری ظہیر احمد تاج — حضور پریس میں یہ بات آ گئی ہے -

جناب چیئرمین — میں پریس کی بات نہیں کر رہا ہوں - میں نے پلانر planners سے اس کے متعلق پوچھا ہے کہ گرین بیلٹ تیس میل رکھی ہے یا نہیں رکھی - تو جواب ہے کہ نہیں رکھی - یہ تو ٹھیک ہوگیا -

چوہدری ظہیر احمد تاج — جناب آپ کی مہربانی - میرا مطلب یہ ہے کہ اگر گرین بیلٹ شہر کی آبادی سے تیس میل دور بنائی جائے -

جناب چیئرمین — آپ تیس میل کی بات کر رہے تھے ؟

چوہدری ظہیر احمد تاج — جی ہاں -

جناب چیئرمین — وہ تیس میل نہیں ہے - یقین آ گیا

چوہدری ظہیر احمد تاج — ٹھیک ہے -

جناب چیئرمین — بس ٹھیک ہے - اب آگے چلیے -

چوہدری ظہیر احمد تاج — جناب والا - اس میں ایک چھوٹی سی request تھی کہ آپ نے کچی آبادیوں کے لیے خاصا ڈویلپمنٹ پروگرام بنایا ہے اور ملتان میں بہت زیادہ کام ہو رہا ہے لیکن ایک دو کچی آبادیاں ایسی بھی ہیں جن کو آپنے ابھی تک ایم-ڈی-اے کو ٹرانسفر نہیں کیا اس میں بہت سی دقتیں ہوں - مثلاً قاسم پورہ کالونی کا علاقہ ہے - وہاں ڈویلپمنٹ ہو چکی ہے کام بھی خاصا ہو چکا ہے لیکن ان لوگوں کو مالکانہ حقوق نہیں ملے جس کی وجہ سے اگر کسی کی چھوٹی سی دیوار بھی گر جائے تو وہ بیچارہ پریشان ہو جاتا ہے -

جناب چیئرمین — قانون کیا ہے -

چوہدری ظہیر احمد تاج—جناب والا جب آپ ان کو مالکانہ حقوق دیں گے تو نقشہ پیش کر سکے گا تو عرض کرنے کا مطلب یہ تھا کہ مہربانی فرما کر ان کو مالکانہ حقوق دے دیں-

جناب چیئرمین— اس کا قانون ہے کس سن سے پہلے کی کالونی ہے اور کس سن کے بعد بنی ہے

چوہدری ظہیر احمد تاج— جناب اسی حساب سے دیتے ہیں—

جناب چیئرمین — لیکن اسی حساب کی چیز ہو

چوہدری ظہیر احمد تاج — جی بالکل

جناب چیئرمین — مجھے امید ہے کہ اسی حساب سے ہو گا -

چوہدری ظہیر احمد تاج — جناب آپ ایم ڈی اے کو ٹرانسفر کریں گے تو وہ آگے ٹرانسفر کریں گے -

جناب چیئرمین — وہ ٹھیک ہو جائے گا لیکن اس قانون کے تحت ہوگا۔

چوہدری ظہیر احمد تاج — جناب ہم قانون کی بالا دستی چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین — قانون وہی ہے جو سب کے لیے ہوگا۔

چوہدری ظہیر احمد تاج — لیکن حضور آپ ٹرانسفر تو ایم ڈی اے کو فرمائیں۔

جناب چیئرمین — اسی قانون کے تحت ہوگا۔

چوہدری ظہیر احمد تاج — جی لیکن ریونیو والے تو وہاں ڈویلپمنٹ نہیں کر رہے۔

جناب چیئرمین — وہ بھی اسی قانون کے تحت ہوگا اس کا آپ کو علم ہے۔

چوہدری ظہیر احمد تاج — جی ہاں۔

جناب چیئرمین — آپ ذرا درست بیانی کیا کریں۔

چوہدری غلام حیدر سجاد (صدر کسان بورڈ پنجاب) ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ جناب چیئرمین ۔ اس سال حکومت پنجاب نے 422 کروڑ روپے کی رقم ترقیاتی منصوبوں کے لئے مختص کی تھی ۔ اور چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے بیان کے مطابق ان نو مہینوں میں تقریباً ساٹھ پینسٹھ فیصد رقم خرچ ہو چکی ہے ۔ بقایا رقم بھی انشاء اللہ سال کے آخر تک خرچ ہوجائیگی ۔ سوال یہ ہے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ موقع پر یہ رقم صحیح خرچ ہوئی ہے یا نہیں ۔ تو میں گذارش کرونگا کہ عام تاثر یہ ہے کہ ہمارے بجٹ کا ایک تہائی حصہ کچھ یار لوگ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر جاتے ہیں ۔ تو میں یہ گذارش کرونگا کہ اس کے تدارک کے لئے کوئی تجاویز ہونی چاہئیں ۔ لہذا میں نشاندہی کے علاوہ تجاویز پیش کر رہا ہوں ۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ ان پر غور فرمائیں گے اور اس سلسلے میں مناسب اقدامات کریں گے ۔ تو پہلی تجویز وہی ہے جو کہ سابقہ اجلاس میں میرے فاضل دوست خاقان باہر صاحب نے پیش کی تھی اور حاجی محمد اسلم بٹ صاحب کی تجویز بھی یہ تھی کہ ہر منصوبے کے متعلق پلان کی specification کسی بورڈ پر نوٹ کر دی جائے اور اس سلسلے میں کوئی انسپکشن ٹیم بنانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپ کے کوئی قابل اعتماد دو چار افسر ایسے ہونے چاہئیں جن کے نام پبلک کے سامنے نہ آئیں ۔ اور وہ خفیہ طور پر انسپکشن کر کے آپ کو بتائیں کہ آیا یہ specification

منصوبے کے مطابق ہے یا نہیں ؟ دوسری تجویز یہ ہے کہ جب مالی سال کا آغاز ہو تو ادارے کے ہیڈ سے قرآن پر پہلے حلف لیا جائے اور ادارے کے ہیڈ اپنے ماتحتوں سے قرآن پر حلف لیں کہ وہ کوئی کمیشن نہیں لیں گے - کوئی رشوت نہیں لیں گے -

جناب والا—فیصل آباد میں جناب بریگیڈیر سعد اللہ صاحب نے یہ چیز کی ہے اور اس کا خاطر خواہ اثر ہوا ہے - تو میں یہ گذارش کرونگا کہ قرآن پر قسم لینے سے کچھ نہ کچھ اثر ہو گا تیسری تجویز یہ ہے کہ جو لوگ کمشن لیتے ہیں وہ ویسے تو یہ مال حرام ہے - ان کے بچے بیمار ہو جاتے ہیں - ان کے دوسرے نقصان ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے کچھ نہ کچھ جائدادیں بنا لیں - تو ان جائیدادوں کی نشان دہی کے لئے آرڈیننس جاری کیا جائے کہ جو شخص انفارمیشن دے گا اسے اس سلسلے میں ایک چوتھائی یا پانچواں حصہ دیا جائے گا تاکہ لوگوں کو incentive ہو اور وہ نشاندھی کریں - اور ساتھ ہی یہ بھی ہو کہ اگر کوئی غلط نشاندھی کرے گا تو اس کو ہرجانہ ڈال کر اصل مالک کو دلایا جائے گا - تاکہ بلا وجہ کسی کی توہین یا ویسے جو اس کی عزت ہے وہ خاک میں نہ مل جائے - تو میری یہ تین تجاویز ہیں اور میری یہ گذارش ہے کہ آپ اس سلسلے میں ہدایات جاری کریں یا آرڈیننس جاری کریں -

جناب والا — آخری بات دیہی آبادی کے لئے آب رسانی کے منصوبے کے سلسلے میں ہے - دیہی آبادی میں آب رسانی کے جو منصوبے ہیں ان میں ٹینک بن رہے ہیں لیکن اوور ہیڈ ٹینک نہیں بن رہے جن سے پانی کی سپلائی گاؤں میں ہو - تو ہر چوک میں یا گلیوں میں چھوٹی چھوٹی ہودیاں بنائی جا رہی ہیں تاکہ عورتیں آئیں اور وہاں سے گھڑے بھر بھر کر لے جائیں - تو دیہات میں جناب یہ بڑا مشکل ہوگا اور یہ ایک تماشہ بن جائے گا اور لوگ مذاق کریں گے - عورتیں لائنوں میں لگیں گی - میری گزارش یہ ہے کہ اس منصوبے کے ڈیزائن کو اس حد تک تبدیل کر دیا جائے کہ اوور ہیڈ ٹینکی بنائی جائے اور جو لوگ اس سے کنکشن لینا چاہیں وہ لے لیں - پہاڑی علاقے میں تو یہ چیز قابل قبول ہو سکتی ہے لیکن دیہی علاقوں میں مثلاً ٹوبہ ٹیک سنگھ 256 گ ب میں یہ چیزیں ہو رہی ہیں وہاں انہوں نے مجھے بتایا ہے - انہوں نے درخواستیں بھی دی ہیں - ویسے تو گھر گھر نلکے لگے ہوئے ہیں لیکن وہ پانی پینے کے قابل نہیں ہے اور جو پینے کے پانی کی ٹینکیاں بنائی جا رہی ہیں وہ نچلی سطح پر

بازار میں بنائی جا رہی ہیں وہ اونچی سطح پر اور ہیڈ ٹینکیوں کی شکل میں بنائی جائیں - شکریہ -

سردار عالم خان کھتران (چیئرمین سیونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان) - جناب چیئرمین ، میں آپ کا اور چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کا نہایت مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمیں سلائیڈز کے ذریعہ منصوبہ جات کے متعلق وضاحت سے کچھ بتانے کی کوشش کی ہے - اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کروں گا بلکہ جناب خاقان بابر صاحب کی تجویز کو سپورٹ کروں گا کہ یہ سب کچھ پیش کرنے سے پہلے ہمیں یہ تحریری طور پر دے دیا جائے تاکہ ہم اس کا تفصیلی جائزہ لے سکیں - اس پر تنقید اور کچھ اپنا اظہار خیال کر سکیں - جناب والا ، آپ متعدد بار ڈیرہ غازی خان تشریف لائے - اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ میرا شہر دیہاتی شہر کی نسبت کچھ زیادہ بہتر دکھائی نہیں دیتا میں نے اس بارے میں صرف یہ گزارش کرنی تھی کہ ہمارے شہر میں سڑکوں کی حالت بہت خراب ہے - وہاں پر بھی یہ گزارش کی تھی کہ آپ ہمیں سپیشل گرانٹ نہ دیں لیکن کم از کم اے - ڈی - پی میں میچنگ گرانٹ کے سلسلہ میں جو ہمارا حصہ ہے وہ ہم ادا کرنے کیلئے تیار ہیں تاکہ ہم اپنی سڑکوں کو ٹھیک کر سکیں -

اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا - پینے کے پانی کیلئے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کیلئے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو اپنا حصہ ادا کر چکے ہیں - ہم یہ چاہتے ہیں کہ نئے سال کے بجٹ میں ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے پورا پورا حصہ ملنا چاہیئے -

اس کے علاوہ جناب والا نے ڈیرہ غازی خان کے دورہ میں وعدہ فرمایا تھا کہ شہر میں ایک اور انٹر کالج کی اجازت دی جائے گی - اس سلسلہ میں بھی میں یہ گزارش کروں گا کہ اسے بھی ترجیحی بنیادوں پر دیکھا جائے - اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

قاضی عبدالقدوس (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) جناب والا میں اپنے مقامی مسائل کی بجائے چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات ہمارے سامنے جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں اور حکمت عملی کے جو فیچر ہمیں بتائے ہیں - ان کے متعلق میں اظہار خیال کروں گا - جناب چیئرمین نے صحت کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے - بڑے غور سے دیکھنے کے بعد اور بڑے غور سے سننے کے بعد یہ بات سامنے آئی

ہے کہ باقی تمام اداروں میں تحقیق کے لئے علیحدہ رقم مختص کی گئی ہے لیکن صحت کے شعبہ میں ریسرچ کے لیے کوئی علیحدہ رقم مختص نہیں کی گئی۔ جب کہ میں سمجھتا ہوں کہ ادویات کے لئے اور جڑی بوٹیوں کے لئے نسبتاً زیادہ ریسرچ کی ضرورت ہے ۔ بلکہ اس کے لیے ایک علیحدہ تحقیقی ادارہ ہونا چاہیے اور اسے فنڈز مہیا کئے جانے چاہیں ۔ میں سمجھتا ہوں اسطرح ہم صحت کے شعبہ میں عمدہ کارکردگی اور پیش رفت ظاہر کر سکتے ہیں تحقیق کے علاوہ جسطرح ہماری حکومت ہومیوپیتھک طریقہ علاج پر توجہ دے رہی ہے ۔ اس طرح یونانی طب کو بھی میں انتہائی اہم سمجھتا ہوں میری ایک گزارش ہے بلکہ ایک تجویز ہے کہ اگر ہسپتالوں میں مستند حکیم جو حکومت کے منظور شدہ اداروں سے فارغ التحصیل ہوں کیلئے علیحدہ آسامیاں رکھی جائیں تو اسی طرح ایلوپیتھک طریقہ علاج کے ساتھ ساتھ وہ لوگ جو یونانی طب پر یقین رکھتے ہیں انہیں بھی اس طریقہ علاج کی سہولت ہسپتالوں میں میسر ہو سکے گی ۔ اس طرح سے اناڑی اور غیر مستند حکیم جو بغیر سند کے لوگوں کو لوٹ رہے ہیں ۔ ان سے نجات مل سکتی ہے اس کے علاوہ جناب صدر ایک اور شعبے کو بھی نظرانداز کیا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہایت اہم ہے ۔ ہم نے نارمل انسانوں کے متعلق تو بہت سوچا ہے اور بہت پیش رفت بھی ہوئی ہے لیکن ہمارے معاشرے کے ستائے ہوئے دھتکارے ہوئے وہ لوگ جنہیں ہم پاگل کہتے ہیں وہ بھی ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں میں نے ان اعداد و شمار میں دیکھا ہے کہ اس بارے میں کوئی توجہ نہیں کی گئی آج میں صبح اخبار میں دیکھ رہا تھا تو حکیم سعید صاحب کا بیان نظر سے گزرا جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے ہاں 15 فیصد لوگ پاگل ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بہت وضع داری سے کام لیا ہے۔ آپ سڑکوں پر دیکھیں بڑے بڑے گھراوں کے لوگ لوگوں کو پتھر مار رہے ہیں وہ ایسی ایسی حالت میں پھر رہے ہیں کہ انسان دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے ۔ دیہاتوں میں بالخصوص تحصیل ہیڈکوارٹر میں محسوس کرتا ہوں کہ چھوٹے چھوٹے دکھ لوگوں کو اس قدر پاگل بنا دیتے ہیں ۔ کہ وہ معاشرے کے لئے ناسور بن جاتے ہیں ۔ اور ہم ان سے نفرت کرتے ہیں ان کی صحت کا درماں ہونا چاہیئے اور اس کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر دماغی امراض کے لئے ایک علیحدہ شعبہ ہونا چاہیے اسلئے کہ غریب لوگ جو شہروں کا رخ نہیں کر سکتے جو سپیشلسٹوں کے پاس نہیں جا سکتے اور جن کو معمولی بیماریاں اور پریشانیاں ہوتی ہیں ان کے امراض میں زیادتی نہ ہونے پائے اور ان کا فوری طور پر ازالہ ہو سکے ۔

جناب والا تعلیم کے محکمہ کے متعلق میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ تحقیق پر کوئی توجہ نہیں کی گئی اور اس مد میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی - جب کہ تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جس میں تمام ترقی یافتہ ممالک فزیکل ترقی کے ساتھ ساتھ اس کی تکنیک کے لئے بھی کافی رقم خرچ کرتے ہیں - اور اس کیلئے علیحدہ علیحدہ رقم مختص کی جاتی ہے - میں یہاں حوالہ کے طور پر امریکہ کی مثال پیش کروں گا جسے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک سمجھا جاتا ہے - وہاں پر بھی تعلیم اپنے عروج پر ہونے کے باوجود ہر تیسرے چوتھے اور پانچویں سال، نیشنل لیول کی بڑی بڑی کانفرنس بلائی جاتی ہیں اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ وقت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمارا تعلیمی نظام کتنا پیچھے رہ گیا ہے اور وقت کی ترقی کے ساتھ ساتھ چلنے کیلئے ہمارا نظام تعلیم میں کون کون سی تبدیلیوں کی ضرورت ہے اس کیلئے اکثر نئے نئے طریقے ایجاد کئے جاتے ہیں اور ایسا سسٹم چلانے کیلئے حکومت ہمہ وقت کوشش کرتی ہے کہ ایسا نظام نافذ کیا جائے کہ جس سے طلباء میں اعتماد پیدا ہو پرائمری سکول کھولنے سے ہمارے بچے پڑھ لکھ لیں گے - دکان پر بیٹھنے کے قابل ہو جائیں گے - بابو بن جائیں گے - لیکن یقین کیجئے جب تک ہم تکنیک پر توجہ نہیں دیں گے جس وقت تک ہم یہ نظام نہیں بدلیں گے ، پہلی جماعت کے لڑکے کو بڑی بڑی کتابیں اٹھوا کر بھیج دینے کی بجائے اس میں اعتماد پیدا کر کے اس طرح اپنے اس قابل نہ بنا دیں گے کہ وہ خود لائبریری میں جا کر کتابیں تلاش کرے ، اتنا وقت تک ہم کبھی اپنی قوم میں با شعور اور دنیا کی ترقی کا چیلنج قبول کرنے والے طلباء پیدا نہیں کر سکیں گے - اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ عام تعلیم اور فنی تعلیم کا چرچا گزشتہ اجلاس میں بھی کیا گیا ہے اور اس دفعہ بھی اس کے لیے علیحدہ رقم رکھی گئی ہے ، لیکن یہ ناکام ہو جاتا ہے - مجھے یاد ہے کہ غالباً 64-1963ء میں ایک ادارہ قائم کیا گیا تھا جس میں موشل ویلفیئر آفیسر قسم کے لوگ بھرتی کئے گئے تھے جن کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ عام طلباء کو ٹیکنیکل تعلیم کی طرف راغب کر سکیں ، لیکن وہ پروگرام کامیاب نہ ہو سکا اور وہ عملدرآمد ہونے سے پہلے ختم ہو گیا - میری گذارش یہ ہے کہ عام تعلیم کے ساتھ ساتھ لوگوں کو فنی تعلیم کی طرف راغب کرنے کے لیے ایک علیحدہ ادارہ قائم کیا جائے جس طرح کہ ہم یورپ میں دیکھتے ہیں کہ کیریئر ایڈوائزری کونسل ہوتی ہیں - ایسا ادارہ قائم کیا جائے - جس وقت تک یہ ریڑھ کی ہڈی آپ

قائم نہیں کریں گے اس وقت تک تعلیم کا نظام آپس میں مربوط نہیں ہوگا - اس وقت تک فنی تعلیم اپنی جگہ پر قائم رہے گی - طلباء کو مجبور کر کے وہاں بھیج دیا جائے گا تو وہ فارغ التحصیل ہو جائیں گے - جنہیں فنی تعلیم کی ترغیب نہیں ہو گی وہ آٹھ یا دس جماعتیں پڑھ کر گھر میں بیٹھ جائیں گے - میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے پاس سوشل ویلفیئر آفیسر تقریباً ہر تحصیل میں موجود ہیں - اگر حکومت زیادہ خرچ نہیں کر سکتی تو انہیں یہ اضافی powers دی جا سکتی ہیں کہ وہ فنی کالجوں ، سکولوں اور فیکٹریوں کے ساتھ رابطہ کریں تاکہ وہ لوگ ٹیکنیکل ذہن رکھنے والے بچوں میں یہ ترغیب پیدا کریں اور انہیں بتائیں کہ آپ کس کس طرف جا سکتے ہیں - مثلاً ایک جگہ اگر تمباکو کی فیکٹری ہے تو وہ اسے بتائیے کہ اس فیکٹری میں جا کر تم یہ ڈپلوما حاصل کر سکتے ہو اور پھر ذہین طلبہ کو وظیفہ کے ذریعہ انہیں اعلیٰ تعلیم کے لیے بھیج سکتے ہیں - جناب والا تعلیم ایک بہت بڑا وسیع مضمون ہے اور اس پر میں ایک علیحدہ رپورٹ بھی تیار کر رہا ہوں اور وہ رپورٹ میں جناب کو اور وزیر تعلیم کو پیش کروں گا - کہ ہمارے موجودہ حالات میں یہ کریئر ایڈوائزری سکیم کیسے نافذ کی جا سکتی ہے اشارتاً میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس بات کی انتہائی ضرورت ہے کہ عام بچوں میں تحریک پیدا کی جائے کہ وہ کس طرح سے عام تعلیم کو چھوڑ کر گھروں میں بیٹھنے کی بجائے فنی ٹیکنیک کی طرف جائیں -

بہت شکریہ -

جناب گل حمید خان روکڑی (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) - جناب چیئرمین میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ میرے ضلع میں تشریف لائے اور خاص طور پر تحصیل عیسیٰ خیل کے علاقہ کو دیکھا اور ہماری مشکلات کو سنا - اس سلسلہ میں جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ پوری تحصیل عیسیٰ خیل اور میانوالی تحصیل کے دو تھانے - موسیٰ خیل اور چترالہ میں پینے کا پانی دور دور تک نہیں ہے - جناب والا ہماری پینے کے پانی کی جتنی بھی سکیمیں تھیں وہ 1984ء کے ترقیاتی پروگرام میں ختم کر دی گئی ہیں اور ہمارے ضلع کو اس سلسلہ میں کوئی کوٹہ نہیں دیا گیا - جناب والا پینے کا پانی تو بنیادی ضرورت ہے - اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ راجہ صاحب نے overhead tank بنانے کی جو تجویز پیش کی ہے وہ بڑی معقول ہے - تاکہ ہم جس کو پانی کا کنکشن

دیں اس سے واٹر ریٹ چارج کر سکیں ۔ ہمیں اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ کونسل لیول پر بڑی مشکلات پیش آرہی ہیں ۔ کوئی بھی آدمی ہمیں واٹر ریٹ نہیں دیتا ۔ مہربانی فرما کر ہمارے ضلع پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے پینے کا پانی جو کہ بنیادی ضرورت ہے ہمیں عنایت فرمایا جائے اور اس سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ سکیمیں منظور فرمائیں ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری ڈسٹرکٹ کونسل سے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے واٹر سپلائی سکیموں کیلئے 75 لاکھ روپے مانگے ۔ جب کہ ہمارے پاس ڈویلپمنٹ کیلئے 68 لاکھ روپے کا بجٹ ہوتا ہے ۔ اگر ہم 75 لاکھ روپے ان کو دے بھی دیں تو ہمارے پاس کچھ نہیں رہ جاتا ۔ پھر ہم سڑکوں اور گلیوں کے بنانے کا تو نام بھی نہیں لے سکتے ۔ اسلئے میں یہ عرض کروں گا کہ پینے کا پانی لوگوں کی بنیادی ضرورت ہے اور ہم یہ پانی ایسے ہی نہیں مانگ رہے وہاں پر نہ تو نلکہ لگ سکتا ہے اور نہ ہی کنواں بن سکتا ہے کیونکہ یہ پہاڑی علاقے اسلئے صوبائی حکومت اس کے اخراجات برداشت کرے اور جہاں جہاں پانی کی واقعی ضرورت ہے وہاں ہمیں پانی مہیا کرے اور یہ ہماری بنیادی ضرورت ہے اور ہمارا حق ہے ۔

اس کے بعد جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ یہی علاقے جن کا میں نے ذکر کیا ہے جہاں پینے کا پانی نہیں ہے وہاں زمینیں ٹھیک ہیں زرخیز ہیں لیکن وہاں زمینوں کیلئے پانی نہیں ہے اور وہاں نہری پانی بھی مہیا نہیں ہو سکتا ۔ کوئی دریا نہیں ہے ۔ اسلئے میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پر ٹربائن لگائے جائیں ۔

جناب چیئرمین ۔ کیا فرما رہے ہیں ؟

جناب گل حمید خان روکڑی ۔ٹربائن کے متعلق عرض کررہا ہوں اگر ہمارے علاقہ میں ٹربائن لگا دیے جائیں تو وہ پانی زمین کو بھی سیراب کرے گا اور ساتھ ہی ساتھ ہمارے پینے کے پانی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا ۔ گورنمنٹ یہ ٹربائن لگائے اور بے شک آبیانہ وصول کرے ۔ تحصیل عیسیٰ خیل ۔ تھانہ چترالہ ' تھانہ موچ اور اس کے علاوہ یہاں کوئی پانچ تھانے ہیں یہاں پر یہ سکیم بڑی کامیابی سے چل سکتی ہے ۔ کچھ علاقوں میں لوگوں نے اپنے طور پر ٹربائن لگائے ہیں لیکن وہ ان کو maintain نہیں کرسکتے ۔ اسلئے وہ ٹربائن خراب ہو رہے ہیں ۔ مہربانی فرما کر ٹربائن حکومت خود لگائے اور ہم سے آبیانہ وصول کرے ۔ اس طرح پینے کے پانی

کا مسئلہ اور آبپاشی کا مسئلہ دونوں حل ہو جائیں گے اس کے بعد جناب والا تعلیم کے متعلق عرض کروں گا کہ جناب نے بڑی مہربانی فرمائی تھی اور کچھ ہائی سکولوں اور کالجوں کی منظوری دے دی تھی - اس کیلئے ہم آپ کے مشکور ہیں - لیکن جناب والا 85-1984ء کیلئے ہم نے جو سکیمیں بنا کر دی تھیں وہ بہت سی کاٹ دی گئی ہیں - حالانکہ ہم پسماندہ علاقے سے تعلق رکھتے ہیں- دوسرے علاقوں کے ساتھ چلنے کیلئے ہمیں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے - اسلئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری سالانہ ترقیاتی پروگرام کی سکیمیں بحال کی جائیں جو کہ اسوقت کاٹ دی گئی ہیں اس کے علاوہ تعلیم کے سلسلہ میں میری یہ تجویز ہے کہ میرے ضلع میں کم از کم اب پرائمری سکول کھولنے کی ضرورت نہیں ہے -جتنے سکول کھلے ہوئے ہیں ہمیں ان کیلئے عمارتیں بنانے کے لئے روپیہ مہیا کیا جائے- بچے درختوں کے نیچے بیٹھے رہتے ہیں کیونکہ سکولوں کیلئے عمارتیں نہیں ہیں - اس کے علاوہ تحصیل عیسیٰ خیل میں ماسٹروں کی یہ حالت ہے کہ جس ماسٹر کی وہاں پر پوسٹنگ ہوتی ہے - وہ وہاں نہیں جاتا - جو ایک دو ماسٹر وہاں پر موجود ہیں انہوں نے بھی آپس میں باری بنائی ہوئی ہے کہ دس دن تم سکول آؤ اور دس دن میں آؤں گا - جناب والا سکولوں میں جاتے نہیں اور فرضی تنخواہیں وصول کر رہے ہیں - جب ہم اس سلسلہ میں متعلقہ آفیسر کے نوٹس میں لاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم ایکشن لے لیں گے - اس کے علاوہ تو ہم کچھ نہیں کر سکتے - بانکی خیل اور عیسیٰ خیل کیلئے میں یہ تجویز کروں گا کہ یہ علاقے فوجی علاقے ہیں اور وہاں کچھ اس قسم کے لوگ تعلیم یافتہ ہیں کہ ان کے پاس فوج کی طرف سے سرٹیفکیٹ موجود ہے - فوج سے صوبیدار یا نائب صوبیدار ریٹائرڈ ہیں - اسلئے پرائمری تک وہ لوگ تھوڑی بہت ضرور تعلیم دے سکتے ہیں - اسلئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلہ میں رولز میں relaxation کی جائے تاکہ یہ لوگ بھرتی ہو سکیں -

جناب چیئرمین - بالکل جسطرح آپ فرما رہے ہیں احکام یہی ہیں اور جہاں پر اس قسم کے لوگ موجود ہیں آپ ان سے فائدہ اٹھائیں -

جناب گل حمید خان روکڑی - مگر جناب جب ہم ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کے پاس جاتے ہیں تو وہ ایسا نہیں کرتے - جہلم - میانوالی - کیمل پور میں شاید سب کے ساتھ یہی پرابلم ہے -

سیکرٹری تعلیم (جناب احمد صادق) جناب والا ہم نے احکامات سب

جگہ دیے ہوئے ہیں بعض جگہوں پر بھرتی بھی ہوئی ہے خاص طور پر جہلم اور -

جناب چیئرمین - اگر آپ تکلیف فرمائیں اور ایسے گاؤں کی نشاندھی بھی فرمائیں اور ایسے لوگوں کا اتہ پتہ بتائیں تو ہم ان لوگوں کو ضرور لگوائیں گے - بلکہ میری سب سے بھی اپیل ہے کہ وہ ہمیں اس بارے میں معلومات فراہم کریں -

جناب گل حمید خان روکڑی - جناب والا اگر اجازت دیں تو میں سیکرٹری صاحب کو -

جناب چیئرمین - نہیں آپ کا یہ پوائنٹ ہو گیا -

جناب گل حمید خان روکڑی - جناب والا سیکرٹری صاحب اگر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو ہدایت دے دیں تو میں ان کو پوری لسٹ فراہم کر دوں گا -

جناب چیئرمین - ٹھیک ہے - میں تو آپ لوگوں سے بھی کہہ رہا ہوں ان سے بھی کہا ہے کہ آپ ہماری مدد کریں اور نشاندھی کردیں تو ہم کارروائی کریں گے -

جناب گل حمید خان روکڑی - ٹھیک ہے میں لسٹ دے دوں گا -

جناب چیئرمین - اب آپ اگلے پوائنٹ کی طرف آئیں-

جناب گل حمید خان روکڑی - اس کے بعد جناب والا میں حیوانات کے شفاخانوں کے متعلق عرض کروں گا کہ میرے ضلع میں آبادی دور دور تک پھیلی ہوئی ہے اور درمیانی فاصلہ بہت زیادہ ہے - اسلئے وہاں پر ہر جگہ حیوانات کے لئے شفا خانے کھولنا مشکل ہے کیونکہ اس پر بہت اخراجات نہیں ہونگے میری تجویز ہے کہ کچھ علاقوں میں گشتی شفا خانے قائم کئے جائیں اور ان گشتی شفاخانوں میں ایک ڈاکٹر اور کمپاؤنڈر ہونا چاہیے اور دن مقرر ہونے چاہئیں کہ فلاں تاریخ کو فلاں علاقے ڈاکٹر صاحب تشریف لائیں گے اسطرح لوگ اپنے جانوروں کا علاج آسانی سے کروا سکیں گے اور اس پر کوئی خاص خرچ بھی نہیں آئے گا ہسپتال تو ایک جگہ پر قائم ہوتا ہے لیکن بیمار گائے یا بھینس کو چھ میل یا آٹھ میل اٹھا کر لے جانا بہت مشکل کام ہے - میری یہ گذارش ہے کہ اس کے لئے کوئی سکیم بنائیں ؟

آخر میں میں یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ میرا ضلع بھی "آباد" میں شامل ہے آباد کے انچارج بریگیڈیر صاحب سکیمیں بنا رہے ہیں - مگر ان کے ساتھ جب کبھی رابطہ قائم ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں - براہ مہربانی آباد کے پاس جو ایریا ہے اس کیلئے فنڈز زیادہ مہیا کئے جائیں - تاکہ وہ وہاں ہماری پہاڑی مشکلات کو دور کر سکیں اور آبپاشی اور پینے کے پانی کیلئے جو ہماری مشکلات حل کرنا چاہتے ہیں حل کر سکیں - شکریہ -

چوہدری پرویز الٰہی (چیرمین ضلع کونسل گجرات) - جناب والا جیسا کہ چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات نے فرمایا ہے کہ 60 سے 70 فیصد تک ہمارے وسائل دیہی ترقی پر خرچ کئے جا رہے ہیں - میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ وہاں پر رورل ہیلتھ سنٹر بن رہے ہیں - سکول بن رہے ہیں - اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہے کہ دیہی علاقوں میں بڑے شہروں سے باصلاحیت ڈاکٹر اور اساتذہ جانے سے گریز کرتے ہیں - اگر آپ انہیں دیہی علاقوں میں تین گنا الاؤنس دے دیں تو شاید وہ وہاں جانا پسند کریں گے - جسطرح چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات نے فرمایا ہے کہ شہروں کی طرف منتقلی کو روکنا چاہئے ، میں یہ گزارش کروں گا کہ دیہی علاقوں میں اگر آپ بنیادی سہولتیں فراہم کر دیں تو آپ اس منتقلی کو روکنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے - خاص طور پر اپنے ضلع کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ضلع میں دو بڑی صنعتیں ہیں - ایک تو پنکھا سازی کی صنعت ہے اور دوسری برتن سازی کی - لیکن ان دونوں صنعتوں کیلئے ہمارے دیہی علاقوں میں ایسے انسٹیٹوٹ موجود نہیں ہیں جہاں پر انہیں فنی مہارت دی جا سکے - میری گزارش ہے کہ وہاں پر ایسے انسٹیٹوٹ قائم کئے جائیں جہاں پر لوگ ٹریننگ حاصل کر سکیں -

جناب والا - چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات نے ضلع کونسلوں کے چیئرمینوں کو اپنے پاس بلایا میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہماری تجاویز کو سنا - لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری زیادہ تر تجاویز کو انہوں نے ذبح کر دیا - میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ADP کیلئے جب ہمیں کہا جاتا ہے تو ہم ضلع کونسلوں کی طرف سے تجاویز بنا کر یہاں ان کے پاس بھیجتے ہیں مگر ان سکیموں کو یہاں کاٹ دیا جاتا ہے - مثال کے طور پر کھاریاں میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے ہم نے کھاریاں واٹر سپلائی سکیم بنا کر بھیجی لیکن انہوں نے منظور نہیں

کی ۔ جناب والا وہاں پینے کیلئے پانی میسر نہیں ہے اور لوگ دور دور سے پانی لاکر اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں ۔ اسلئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری واٹر سپلائی سکیموں کو ضرور بحال رکھا جائے ۔ اور انہیں کاٹا نہ جائے آپ نے فرمایا ہے کہ سمال ڈیمز بنائے جائیں اس سلسلہ میں میری گذارش ہے کہ برساتی نالے جو خاص طور پر ہماری تحصیل میں بہت زیادہ ہیں اور جو فصلوں کی تباہی و بربادی کا باعث بنتے ہیں وہاں پر سمال ڈیم کی سکیمیں تجرباتی طور پر شروع کی جائیں اور ان کے اوپر آپ ہائڈرو پاور کو بھی استعمال کر سکتے ہیں اور بعد میں ان ہی ڈیمز سے ہماری آبپاشی کا کافی حد تک بارانی علاقوں میں مسئلہ حل ہو سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ جب آپ گجرات تشریف لائے تھے تو آپ نے گجرات کے ضلع پر بہت مہربانی کی تھی اور اس سلسلہ آپ نے پچیس میل لمبی سڑک از کھیت تا سلوکیٹ extra دی لیکن آج تک اس پچیس میل سڑک کے لئے ہمیں فنڈز مہیا نہیں کئے گئے ۔ میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ ان فنڈز کے لئے ہماری جو استدعا ہے اسے پورا کیا جائے ۔

دوسرے جناب والا ۔ آپ نے گجرات شہر میں گرلز انٹر کالج کے لئے حکم فرمایا اور آپ کی مہربانی سے وہاں یہ کالج شروع ہو چکا ہے لیکن اس کے لئے وہاں پر کوئی بلڈنگ نہیں ہے اور وہ لوگ کرائے کی بلڈنگ میں بیٹھے ہوئے ہیں تو اس سلسلے میں میری گذارش ہے کہ اس مقصد کے لئے گورنمنٹ کی زمین موجود ہے گجرات میں ایک ہی گرلز کالج ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو ہائی کا درجہ دے کر وہاں کالج کے لئے زمین عمارت مہیا کی جائے ۔ بہت مہربانی

چوہدری نعیم حسین چٹھہ ۔ (چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ)

جناب چیئرمین آپ نے آج ابتدائی خطاب کے دوران نہایت تفصیل سے اور نہایت مدلل طریقے سے ضلعی وائز ترقی اور آئندہ کیلئے کئے جانے والے اقدام پر روشنی ڈالی جو کہ یقیناً نہایت ہی خوش آئند ہے آپ نے اچھی اچھی سکیموں کا بھی ذکر کیا اور آپ نے فرمایا کہ اس کیلئے مزید کثیر رقم مہیا کی جائے گی ۔ جیسا کہ میچنگ گرانٹس لوکل پوائنٹ اور مثالی گاؤں وغیرہ آپ نے بلدیات کے الیکشنوں کی بات کی ہے اور ان کے بارے میں اقدامات کرنے کے جو فیصلے کئے گئے ہیں وہ یقیناً بہت اچھے ہیں اور اس سے کئی تباہیوں اور بدعتوں کا خاتمہ ہو جائے گا اس کے ساتھ ہی حکومت نے ایک این ایس ایس اور مربوط قسم کا پروگرام جاری کیا ہے میں اس کی

افادیت کو بھی تسلیم کرتا ہوں اور آپ کو مبارکباد بھی دیتا ہوں ۔ ابھی حال ہی میں مجھے ایک وفد کے ساتھ صوبہ سرحد جانے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے وہاں پر اپنے پنجاب کی ساری چیزوں مثلاً میچنگ گرانٹس فوکل پوائنٹس وغیرہ وغیرہ اور اس قسم کی اچھی اچھی سکیموں کا ذکر کیا ہے جو وہاں پر نہیں ہیں اور آپ یقیناً مستحق مبارکباد ہیں اور آپ ان کی افادیت کو سمجھتے ہیں بہت ہی اچھی سکیمیں منظور کر رکھی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی میں چند ایک چیزیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں جو کہ صوبہ سرحد میں زیادہ موثر اور فعال ہیں اور میں توقع کرتا ہوں کہ جناب والا ۔ ان کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے اس مطالبے کو بھی درخواعتناء سمجھیں گے ۔

ا ۔ وہاں صوبہ سرحد کے سارے سرکاری محکموں کے گریڈ 7 کے ملازمین کے تبادلے تقرریاں اور ترقیاتی ضلع کونسل کے چیئرمین کر سکتے ہیں جس سے بلدیاتی سطح پر بہت سارے مسائل بذات خود حل ہو جاتے ہیں مثلاً جیسا کہ میرے بھائیوں نے کہا ہے کہ کئی جگہوں پر استاد متعین ہیں اور تنخواہ لیتے ہیں لیکن جاتے نہیں اور یہ بات حلقہ کونسل یا لوکل کونسل کے چیئرمین کے علم میں ہے مگر اس کے باوجود وہ بے بس ہیں سوائے اس کے کہ وہ محکمہ کے ڈی ۔ ای ۔ او صاحب کو اطلاع دے سکیں اور ڈی ۔ ای ۔ او صاحب کہتے ہیں کہ اچھا دیکھا جائے گا لیکن جناب والا ۔ اس کا کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلتا اور اس طرح کس دوسری جگہ پر آپریٹر صاحب کام نہیں کرتے اور کس جگہ پنسال نویس ٹھیک پنسال نہیں دیتا اس طرح اور بہت سارے مسائل ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے اقدامات کرنے سے بذات خود حل ہو جائیں گے اور جیسا کہ آپ کا اور حکومت کا ارادہ ہے کہ پبلک میں یہ تاثر پیدا ہو کہ وہ حکومت میں براہ راست شریک ہیں اس سے اس جذبہ کو بھی یقیناً تقویت ملے گی اور ساتھ ہی یہ جذبہ بھی بحال ہو جائے گا کہ آپ عوامی نمائندوں پر اعتماد کر سکتے ہیں اور آپ حکومت کے کچھ کام ان کے سپرد کرکے اچھے نتائج کی توقع کر سکتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جیسے آپ توقع کرتے ہیں چیئرمین اور ممبران ضلع کونسل دیانتداری سے اپنے فرائض کی بجا آوری میں کوشش کریں گے اور یقیناً یہ ہماری اخلاقی ڈیوٹی ہے اور ہم ضرور اسے پورا کریں گے لیکن بعض تکلیف جو ہمارے سامنے ہیں ان کو دور کرنا یا ان کی نشاندھی کرنا اور آپ کے سامنے لانا بہت ضروری ہے مثلاً دو سال

قبل ہمارے گاؤں میں ضلع کونسل کے تحت ایک سڑک بن رہی تھی اور میں اصلاح کھال آبپاشی کے تحت اپنا کھال بنوا رہا تھا اس سڑک پر ایک پلی آتی تھی اس وقت تک ٹھیکیدار نے مجھے کہا کہ آپ کے راج مستری اب لگے ہوئے ہیں اور آپ پلی بھی بنوالیں جو خرچہ آئے گا وہ آپ مجھے بھیج دیں تو جناب والا ۔ میں عرض کروں کہ جہاں انہوں نے کہا کہ تین سوتر کا سریہ ڈالنا ہے ہم نے چار سوتر کا سریا ڈالا جہاں انہوں نے کہا کہ تین بوریاں سیمنٹ ڈالنا ہے وہاں ہم نے چار بوریاں سیمنٹ ڈالا جہاں انہوں نے کہا کہ کے فاصلہ پر چھ انچ سریا ہونا چاہیئے ہم نے تین انچ رکھا تاکہ یہ زیادہ مضبوط ہو نہایت فیاضی اور فراغ جائے ہم نے دلی سے اسکو استعمال کیا لیکن اس کے باوجود جب ہم نے خرچہ دیکھا تو یہ 27 سو یا 28 سو کے درمیان تھا لیکن مجھے پتہ چلا کہ اس پلی کا خرچہ حکومت کے شیڈولڈ ریٹ کے مطابق چھ ہزار روپے ہے تو میں حیران رہ گیا جناب والا ۔ میں عرض کرونگا کہ اگر ہم دیانتداری سے کام کروائیں اور اس چھ ہزار روپے میں اگر ایک پلی کی بجائے دو پلیاں نہیں بنوا سکتے تو ہماری محنت اور دیانتداری کا کیا فائدہ ہو گا میں نے صوبہ سرحد میں دیکھا ہے کہ وہ سارے کام پروجیکٹ کمیٹیوں کے تحت کرواتے ہیں جس سے سستے اور تھوڑے تھوڑے فنڈز میں زیادہ سے زیادہ کام ہو سکتا ہے تو میری تجویز یہ ہے کہ آپ بھی ضلع کونسل کے کام پروجیکٹ کمیٹیوں کے تحت کئے جانے کی لچک پیدا کر دیں تاکہ چھوٹے چھوٹے کام پروجیکٹ کمیٹیوں کے ذریعے کروا سکیں ۔

جناب چیئرمین—کس ذریعے سے کام کرواسکیں ؟

چوھدری نعیم حسین چٹھہ - جناب والا پروجیکٹ کمیٹوں کے ذریعے سے ضلع کونسل کے ہر کام کے لئے ضروری ہے کہ ہم ٹینڈر آوٹ کریں اور حکومت کے شیڈولڈ ریٹ کے مطابق وہ ٹھیکیدار ہمیں ٹینڈر دے گا اگر تھوڑا بھی کام ہو تو ہمیں ٹینڈر لینا پڑتا ہے کیونکہ ہم وہ کام پروجیکٹ کمیٹی کے ذریعے نہیں کروا سکتے دوسری طرف رورل ڈویلپمنٹ کے کام میں بھی پروجیکٹ کمیٹی کی اجازت ہونی چاہیے میں ایک گاؤں میں گیا اور مجھے ایک صاحب ملے اس نے کہا کہ جناب میرا سر پھاڑ دیا میرا علاج کروائیے تو میں نے پوچھا کہ کیا ہوا تو اس نے کہا کہ جی آپ نے تین آدمیوں کی پروجیکٹ کمیٹی بنائی تھی تو ہم کام کروا رہے تھے ایک آدمی گاؤں کا

پانچ اینٹیں لے کر وہ چلا جا رہا تھا تو ہم نے روکا کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے چولہا بنانا ہے تو میں نے کہا کہ تمہیں ہم پر اعتماد کیا گیا ہے اسلئے ہم اینٹیں چوری نہیں ہونے دیں گے لہذا اسے منع کیا اور اس نے اینٹ ماری اور اس کا سر پھاڑ دیا مقصد عرض کرنے کا یہ ہے کہ پروجیکٹ کمیٹی والے اس جذبہ ایمانداری کے تحت کام کرتے ہیں ضلع کونسلوں میں ہم مجبور ہیں کہ ہر صورت میں ٹینڈر اوپن کریں اور حکومت کے شیڈولڈ ریٹ سے کم کوئی ٹھیکیدار ٹینڈر نہیں دے گا بلکہ اس سے زیادہ دے گا تو اس لحاظ سے میں اے۔ ڈی۔ بی سے ہٹ کر یہ گزارشات کر رہا ہوں موقع ملنے پر پھر کرونگا جناب والا۔ یہ ہمیں تکلیفیں ہیں جن کی میں نشاندھی کر رہا ہوں جیسا کہ صوبہ سرحد میں ضلع کونسل کے چیئرمین سرکاری محکمہ جات میں تقرریاں اور تبادلے گریڈ سات تک کے ملازمین کی کر سکتے ہیں اسی طرح یہ اختیار اور یہ حق ہمیں بھی دیا جائے اور دوسرے پنجاب کی ضلع کونسلوں کے کاموں کو پراجیکٹ کمیٹیوں کے تحت کئے جانے کی لچک پیدا کی جائے اور اجازت دی جائے تاکہ تھوڑے فنڈز میں زیادہ سے زیادہ کام کروا سکیں۔ شکریہ

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ مالیت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

چوہدری نعیم حسین چٹھہ۔ جو ٹیکنیکل کام ہم پراجیکٹ کمیٹی کے ذریعے نہیں کروا سکتے وہ آپ اپنی انجینئرنگ برانچ سے لے لیں کہ یہ کام ٹیکنیکل ہیں مثلاً کوئی بہت زیادہ پیچیدہ پل ہے یا اور کوئی لمبا کام ہے میرا خیال ہے کہ اڑھائی تین لاکھ روپے تک کی مالیت کی حد مقرر کر دیں کہ اڑھائی دو لاکھ روپے تک کا کام ہو تو پروجیکٹ کمیٹی یہ کام سپروائز کر سکتی ہے اور اگر بڑے پروجیکٹ ہوں تو جس طرح ٹینڈر ٹھیکیدار اور انجینئر صاحبان کرواتے ہیں اسی طرح ہونے چاہئیں۔

سیدہ ساجدہ نیئر عابدی — جناب والا۔ پچھلے سالوں میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ایک لاکھ روپے کی مالیت تک کے منصوبہ جات پروجیکٹ کمیٹی کے ذریعے مکمل کروائے جائیں گے لیکن اس پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین۔ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ اس میں احکامات جاری نہیں ہوئے سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ احکامات جاری ہو گئے ہیں—

سیدہ ساجدہ نیر عابدی جناب والا یہ احکامات تو ہمیں موصول نہیں ہوئے ابھی حال ہی میں جاری نہ ہوئے ہوں پھر حال ہمیں موصول نہیں ہوئے۔

سپہر جیون خان (سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی) ۔جناب والا پچھلے اجلاس میں بھی اس بات کا ذکر ہوا تھا اور جناب گورنر صاحب نے ہدایات فرمائی تھیں اس کے فوراً بعد exact date تو مجھے یاد نہیں لیکن اس کے فوراً بعد یہ ہدایات جاری کر دی گئی تھیں ۔ جہاں تک ضلع کونسل کے بجٹ میں سے ہونے والے کاموں کا تعلق ہے ایک لاکھ کی مالیت کے منصوبے پراجیکٹ کمیٹی کے ذریعے سے آپ لوگ کر سکتے ہیں پراجیکٹ کمیٹی بنانے کا طریقہ کار بھی اس میں دے دیا گیا ہے

جناب محمد بشارت راجہ - جناب والا یہ ٹھیک ہے کہ یہ احکامات جاری کر دیے گئے تھے اور ان کے تحت کئی جگہوں پر کام ہو بھی رہا ہے لیکن چٹھہ صاحب جو فرما رہے ہیں کہ سرحد بلوچستان میں بیسک ہیلتھ یونٹ ۔ ہائی سکول اور مڈل سکول کا جو کام ہے وہ سارا پراجیکٹ کمیٹی کے ذریعہ اور ڈسٹرکٹ کونسل کے ذریعہ کروایا جاتا ہے ۔ چٹھہ صاحب ان اختیارات کی بات کر رہے تھے۔

جناب چیئرمین - آپ فرمائیں گے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں وزن کہاں زیادہ دیا جائے کہاں کم دیا جائے اور کیا کیا جائے توجہ کہاں زیادہ دینی چاہیے آپ ان اصولوں پر آئیے گا

میاں منظور احمد وٹو (چیرمین ضلع کونسل اوکاڑہ) - جناب والا میں آپکے احکامات کے مطابق کوشش کرونگا سالانہ ترقیاتی پروگرام 85-1984ء کے بارے میں جو میرے محسوسات ہیں وہ عرض کروں ۔

سب سے پہلے میں اپنی بات آپ کے خطاب سے شروع کروں گا۔ آپ کے خطاب میں نئے مالی سال کے بارے میں جن منصوبہ جات کا ذکر کیا گیا کہ ان کو کس طرح importance دی گئی ہے اس سلسلے میں خصوصی طور پر موچنگ گرانٹ کو اب almost ڈبل کر دیا گیا ہے ۔ آپ کے اس خطاب میں منصوبہ بندی بھی ہے اس میں Devotion بھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کاموں کو سر انجام دینے کے لئے خلوص اور جذبہ کارفرما ہونا چاہئے ۔

جناب والا مجھے چیئرمین صاحب پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے ساتھ ایک میٹنگ میں شریک ہونے کا موقع ملا جس میں انہوں نے از راہ مہربانی

باقی اہلکاروں کے ساتھ چیئرمین صاحبان ضلع کونسل کو بھی مدعو کیا - اس میٹنگ میں جس طرح 85-1984ء کے لئے مختلف محکمہ جات کیلئے مثلاً ایجوکیشن کے لئے - ہیلتھ کے لئے - میڈیکیشن کے لئے - واٹر سپلائی کے رولز کے لئے جس طرح رقومات یہ مختص کرنا چاہتے ہیں اور آج جس انداز میں انہوں نے سلائیڈ کے ذریعے یہ دکھایا کہ 85-1984ء میں ان کا پروگرام کیا ہے - آج کی ان کی تقریر میں یہ بات نہیں بتائی جا سکی کہ 85-1984ء میں وہ کتنی رقومات کس مد میں رکھنا چاہتے ہیں - لیکن جو ہماری میٹنگ ہوئی اس میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ دو چیزوں پر مشتمل ہے - اس سلسلہ میں جناب والا میرے کچھ خدشات ہیں جس کے متعلق میں کہوں گا کہ نہ تو اس سلسلہ میں کسی کی دل آزاری مقصود ہے اور نہ صرف تنقید لیکن ہم اصلاح احوال کے لئے یہاں بیٹھے ہیں اور یہی جذبہ لیکر ہم یہاں آئے ہیں -

جناب والا اس میں دو چیزیں میرے سامنے آئی ہیں - ایک تو یہ کہ آپکی گورنمنٹ نہایت خلوص اور دیانتداری سے دیہاتی زندگی میں ایک تبدیلی لانا چاہتی ہے لیکن میں نے جو محسوس کیا ہے کہ دیہاتوں کی طرف فنڈز کی ایلوکیشن کی جو رفتار ہے وہ کم ہے اسکی مثال میں یہ دینی چاہتا ہوں کہ ہیلتھ کے لئے سال 85-1984ء کے ایلوکیشن فنڈز جو ہیں اسکا جو ریشو چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے بتایا ہے اور جو میرے بھائی چیئرمین ضلع کونسل یہاں بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بھی یقیناً اسکو سنا ہو گا کہ 85-1984ء کے لئے 17 فیصد دیہاتی علاقوں کے لئے رقومات مختص کی گئی ہیں - 17 فیصد دیہات کے لئے ہے - جن کی آبادی 80 فیصد ہے - 83 فی صد رقومات شہروں کے لئے ہے جن کی آبادی 20 فیصد کے لگ بھگ ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ جذبہ اس بات میں نظر نہیں آیا جس سے ہم دیہاتوں کی آبادی کو شہروں کی طرف منتقل ہونے سے روک سکیں - اس طرح باقی معاملات میں بھی تقریباً یہی چیز محسوس کی ہے کہ دیہاتوں کے لئے فنڈز کی ایلوکیشن اتنی خاطر خواہ نہیں جس سے آپکے عزائم اور آپکی حکومت کے عزائم پورے ہو سکیں اور دیہاتوں میں ایک انقلاب کی کیفیت کو ہر فرد و بشر محسوس کرے -

اسکے علاوہ چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے ساتھ ملاقات اور آج کے خطاب میں دوسری بات جو میں نے محسوس کی کہ وہ 85-1984 میں on going schemes کو priority دینا چاہتے ہیں - اس انداز میں وہ

priority دینا چاہتے ہیں کہ جو نئی سکیمیں ہیں ان کو وہ سرے سے entertain کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں ۔ وہ میری بات کے جواب میں یقیناً کہیں گے کہ نہیں ہم سرے سے ان کو ڈراپ نہیں کر رہے لیکن جو میں نے اور میرے ساتھیوں نے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی میٹنگ میں ان کا ذہن پڑھا اس سے ہمارے خدشات کو تقویت ملی جناب کی خدمت میں یہ سمری بھیجی جاتی ہے مجھے علم ہے کہ آپ اس پر پورا apply کرتے ہیں اور اس کے سیاق و سباق کو پوری طرح دیکھ کر اس کی منظوری دیتے ہیں لیکن یہ میرے خدشات ہیں جن کا اظہار میں آپکی خدمت میں کر رہا ہوں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ نئی سکیمیں جو ہیں خواہ وہ واٹر سپلائی سکیم ہو ۔ خواہ ڈرینیج سکیم ہو ۔ خواہ ہیلتھ سکیم ہو وہ ongoing schemes سکیم پر full concentration کریں ۔ ان کو پوری طرح فنڈز مہیا کریں اور ان کو اس سال ختم کریں۔ نئی سکیمیں جو ہیں ان کو وہ entertain نہ کریں ۔ اس سے جو میں محسوس کرتا ہوں کہ کیا فرق پڑے گا وہ میں آپکی خدمت میں عرض کروں گا ۔ یہ جو چھٹا پانچ سالہ پلان ہے جس میں مختلف محکمہ جات میں سکیمیں process ہوتی ہیں ۔ ضلعی کونسلیں اپنی سفارشات بھیجتی ہیں ۔ مختلف ڈیپارٹمنٹ ان کی feasibility report ان کی assessment اور ان کی cost کا rough estimate تیار کرتے ہیں ۔ ایک سال میں ان کی تیاری ہوتی ہے اگلے سال میں ان پر عمل درآمد ہوتا ہے ۔ اگر ان نئی سکیموں کو سرے سے ڈراپ کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہمارے process کرنے کا عمل ان کی feasibility کو دیکھنے کا عمل ہمارا ان کی رف اسٹیمیٹ لگانے کا عمل سب ختم ہو جائے گا اور اس کا نتیجہ صرف یہ نہیں ہو گا کہ 1984-85 کیلئے نئی سکیمیں بند ہوں گی بلکہ 1985-86 کیلئے آپ کے پاس سکیموں کی تیاری اس شکل میں نہیں ہوگی کہ آپ ان پر عمل درآمد کر سکیں ۔

Mr. Chairman : Another five minutes and no mare.

Mian Manzoor Ahmad Watto : Thank you, sir, I will take hardly five minutes.

میاں منظور احمد وٹو ۔ نئی سکیمیں روکنے سے جناب یہ نہیں ہوگا ۔ یہ نئے لوگ اس ہاوس میں منتخب ہو کر آئے ہیں ۔ لوگ ان سے کہیں گے کہ آپ ہمارے ضلع میں کیا ترقیاتی کام کر رہے ہیں ۔ نئی اسکیم میں بھی انتہائی ضروری ہیں تاکہ یہ لوگ محسوس کریں کہ ترقیاتی

کام مسلسل جاری ہیں ۔ جیسا کہ آپکی حکمت عملی میں یہ بات شامل ہے اور لوگ بھی محسوس کریں گے ۔ کہ یہ جو نئی ضلع کونسلیں آئی ہیں یا یہ نئی کارپوریشنیں آئی ہیں یہ باقاعدہ مسلسل کام کر رہی ہیں ۔ جیسا کہ پہلے سے کام چل رہے ہیں بلکہ اس سے ان اداروں کی credibility جو ہے وہ متاثر ہوگی ۔

جناب چیئرمین — کیا آپ یہ چاہیں گے کہ جو 422 کروڑ روپے ملتا ہے اور پچھلے سال تقریباً یہی تھا ۔

میاں منظور احمد وٹو — 422 کروڑ سے زیادہ رقم ایڈی-پی کے لئے ہو ۔ لیکن اسکے ساتھ سابقہ میری .....

جناب چیئرمین — کہاں سے ؟ میری پاکٹ میں 422 کروڑ روپے پچھلے سال آئے تھے میں نے اسے خرچ کرنا ہے میری کچھ سکیمیں چل رہی ہیں ۔ کیا آپکے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو چالو سکیمیں ہیں انہیں ڈراپ کر دیا جائے اور آپکی قبول کر لی جائیں ۔

میاں منظور احمد وٹو — جناب نہیں ۔ یہ چاہتا ہوں کہ جو سکیمیں چل رہی ہیں انہیں مناسب weightage دیا جائے ۔ انکو مناسب فنڈنگ کی جائے ۔ لیکن اس انداز میں جیسے پہلے کی جاتی رہی ہے ۔

جناب چیئرمین — یہ تو ایسے ہی کی جائیگی ۔

میاں منظور احمد وٹو — اور نئی سکیموں کو انکے ساتھ entertain کیا جائے ۔

جناب چیئرمین — I hope you will cover this case آگے چلئے ۔ کچھ انکی سکیمیں بھی لے لیجئے نا ۔

میاں منظور احمد وٹو — جناب اس سلسلے میں گذارش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین — آپ priority بتائیں کہ تعلیم کو زیادہ وزن دیں پانی کو دیں کس چیز کو زیادہ وزن دیں ۔ کیا تعلیم کچھ نیچے نہیں آگئی کیا اسکو اوپر نہ لے کر جائیں

میاں منظور احمد وٹو — میں یہ کہونگا کہ تعلیم کو جو اہمیت دی جا رہی ہے وہ مناسب ہے ۔

جناب چیئرمین — اور مزید نہیں دینی چاہئیے ؟

میاں منظور احمد وٹو- جتنی اہمیت دی جا رہی ہے اس سے بھی زیادہ دی جانی چاہئے - اور اسکے ساتھ ساتھ رورل سڑکوں کو بھی اہمیت دی جانی چاہئیے

جناب چیئرمین-رورل روڈز کو ؟

میاں منظور احمد وٹو-جی اور اسکے ساتھ جہاں پانی کڑوا ہے وہاں کے انسانوں کو میٹھا پانی سپلائی کرنا چاہئے - اسکو زیادہ اہمیت دی جائے -

جناب چیئرمین - جہاں پانی نیچے کڑوا ہے اسکو زیادہ اہمیت دی جائے -

میاں منظور احمد وٹو-وہاں واٹر سپلائی سکیمیں بننی چاہئیں جیسا کہ ابھی میرے بھائی فرما رہے تھے - اور واٹر سپلائی کی نئی سکیموں کے متعلق چیئرمین ہی اینڈ کی نے ہمیں بتایا ہے کہ

We are not going to under take new schemes

جناب چیئرمین -آگے آئیے -

میاں منظور احمد وٹو-جناب اسکے ساتھ میں اپنی بات یہاں ختم کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیم کے ضمن میں ہائی سکول اور مڈل سکولوں کا اجراء ہو رہا ہے - پرائمری سکولوں کا اجرا ہو رہا ہے - لیکن ہائی سکولوں اور پرائمری سکولوں کی ریپیئرز کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کیا گیا ہمارے بیشتر مڈل سکول اور ہائی سکولوں کی عمارات نا گفتہ بہ ہیں - انکے لئے کوئی فنڈز نہیں ہیں - ان عمارات کے لئے فنڈز ہونے چاہئیں - آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نئے اضلاع کے لئے آپ نے ہمیشہ کہا ہے - کہ انہیں سپیشل گرانٹس ملنی چاہئیں - میں جناب والا کو اس ضمن میں یاد دلانا چاہتا ہوں - کہ اس طرف خصوصی توجہ دی جائے -

جناب چیئرمین -اب اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے اور سوا دو بجے اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع کی جائیگی -

(اجلاس کی کارروائی 2-16 پر زیر صدارت جناب چیئرمین صاحب دوبارہ شروع ہوئی) -

چوہدری نیاز احمد(چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر)-جناب چیئرمین میرے ایک فاضل دوست نے ابھی ابھی یہ فرمایا تھا کہ حکومت کی جانب سے جو مدد دی جاتی ہے آپ یوں سمجھ لیجئے کہ وہ روپیہ رشوت کی نذر ہو جاتا ہے - انہوں نے عرض کی تھی کہ آپ اس ضمن میں آرڈیننس جاری کریں - اس سلسلے میں

میں عرض کرنا چاہوں گا کہ بلدیاتی اداروں کے چیئرمینوں نے بہت اچھے اچھے کام کر کے دکھائے ہیں - میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کسی ادارے کا سربراہ نیک نیتی سے کوشش کرے اور لگن سے کسی اس قسم کی خرابی کا سدباب کرنا چاہے تو کوئی مشکل بات نہیں - میں اپنی تھوڑی سی مثال آپ کے سامنے عرض کروں گا - کہ میں میونسپل کمیٹی بہاولنگر کا چیئرمین ہوں - وہ ادارہ بہت بدنام تھا - وہاں پیسے بہت کھاتے تھے - پچھلے سال عید کے روز لوگوں نے عیدگاہ میں احتجاج کیا کہ سابقہ عملہ پیسے کھائے جا رہا ہے میں نے جیسے ہی اس ادارے میں قدم رکھا تو میں نے کنٹرول کرنے کی کوشش کی کہ جہاں کوئی رشوت کھائی جاتی ہے یا کسی پراجیکٹ کے کام میں کوئی پیسے کھائے جاتے ہیں اس پر میں نے کنٹرول کیا - کنٹرول کرنے کے بعد جب مجھے معلوم ہو گیا کہ یہاں رشوت کا نام ونشان نہیں رہا - کوئی پیسہ ویسہ نہیں کھایا جا رہا تو پھر میں نے 3-84-11 کو ایک اشتہار دیا اور یہ اشتہار بڑے بڑے ہوٹلوں میں بڑی بڑی شاہراہوں پر لگا دیا کہ اگر بلدیہ کے کسی ملازم نے یا کسی صاحب نے بطور رشوت کوئی رقم لی ہے وہ مجھے راشی کا نام بتا کر اصل کے علاوہ مجھ سے دس گنا لے اس کا خاطر خواہ اچھا اثر ہوا - اللہ کی مہربانی سے آج تک کوئی شکایت میرے پاس نہیں آئی بلکہ وہاں پیسے کھائے جانے کا نام ونشان ہی نہیں ہے - دوسری گزارش یہ ہے کہ ٹھیکیداری نظام کے سلسلے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ اس کا سدباب نہیں ہو سکے گا - میں نے اس سلسلے میں کہا اگر مجھے معلوم ہوا کہ کسی ٹھیکیدار نے کسی ملازم کو کمیشن کے طور پر یا کسی انجینئر کو یا بلدیہ کے کسی بھی ملازم کو کوئی رقم دی ہے تو وہ یاد رکھے کہ میں اس ادارے سے اس کے نام کو خارج کر دوں گا بلکہ ایک بورڈ بنواؤں گا اور اس بورڈ پر اس کا نام لکھا جائے گا کہ یہ بددیانت ٹھیکیدار ہے - تو اس سلسلے میں میں جب کراچی ایک ڈیلیگیشن کے ساتھ گیا تھا تو وہاں کارپوریشن کے آفس میں جناب افغانی صاحب کی صدارت میں ایک میٹنگ میں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ پاکستان کے اندر یہ بلدیہ کا سب سے بڑا ادارہ ہے - جس طرح میں نے یہاں جو کچھ کیا ہے اور میں نے اشتہار بھی دکھایا تھا اگر آپ بھی یہاں ایسا کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ہمارے بلدیاتی اداروں کی بڑی کامیابی ہو گی - تو بجائے اس کے کہ ہم دوسروں پر کیچڑ اچھالیں اور یہ کہیں کہ وہ نہیں کرتا فلاں نہیں کرتا - تو کیوں نہ بلدیاتی اداروں کے جو سربراہ ہیں وہ اس سلسلے

میں پہل کریں جیسے میں نے عرض کیا ہے - تو کیا میں یہ امید کروں کہ ہمارے جو دوست بلدیاتی اداروں کے سربراہ ہیں وہ ایسا اشتہار لگا کر دکھائیں گے ؟

آوازیں — انشاء اللہ -

چوہدری نیاز احمد - جناب والا - مزید کچھ سیم اور تھور کے سلسلے میں گذارشات ہیں - سیم اور تھور ہمارا بڑا اہم مسئلہ ہے - جس علاقے میں میں رہتا ہوں اس میں ہماری نہروں کی کھدائی 1924ء یا 1925ء میں کی گئی تھی - مجھے یاد آتا ہے کہ 1950ء یا 1955ء تک سیم اور تھور کا نام و نشان نہیں تھا سیم اور تھور کیوں بڑھی ؟ ہوا یہ کہ نہروں کی جو سلٹ نکالی جاتی ہے وہ نہ نکالی گئی - چھوٹی چھوٹی نہروں کی سلٹ نکالی گئی اور بڑی نہروں کی نہیں نکالی گئی - مجھے یاد آتا ہے کہ ہمارے پڑوس میں نہر فورٹ عباس ہے - اس کے پانی کا جو اصل بیڈ ہے وہ پہلے سے ساڑھے چار فٹ اونچا آ گیا ہے - جو جیسے ان کی ڈیزائننگ کی گئی تھی اسی طرح ڈیزائننگ (designing تک کھدائی ہوتی رہی - ہمارے بچپن میں کھدائیاں ہوتی تھیں - ہماری تو ٹریڈ trade تھی لیکن کم از کم دو سال بعد کھدائی ہوتی تھی - تو اس کا جو انہوں نے شروع میں بیڈ رکھا تھا اسی لیول پر وہ اتنی کھدائی میں رکھ دیتے اور جب پانی کا بیڈ اوپر آگیا تو کیسے سیم اور تھور نہیں ہو گی - پانی اوپر آگیا اور سیم ہو گئی اور زمین نیچے آگئی - میں اس سلسلے میں عرض کرونگا کہ جو محکمہ جات اس سے متعلق ہیں انہیں یہ ہدایات جاری فرمائیں کہ وہ دیکھیں کہ ڈیزائننگ کے مطابق جو نہر کی کھدائی ہوئی تھی کیا ابھی وہ بیڈ ہے یا اس سے اوپر آ گیا ہے - تو سب سے بڑی وجہ سیم اور تھور کی یہ ہے جیسے میں نے عرض کیا ہے - اس سلسلے میں ہمارے جو سیم اور تھور کے ایکس ای این تھے ان سے ایک دفعہ میں نے discuss بھی کیا - میں نے کہا کہ آپ جو سیم نالیاں بنا رہے ہیں اور ان کی کھدائی ہو رہی ہے تو مجھے کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ ہماری زندگی تک تو اس کا کوئی اثر نہیں ہو گا - خیر وہ مجھے دکھانے کے لئے لے گئے - انہوں نے جو مجھے دکھایا وہ یہ کہ یہ پلی دیکھیں کتنی خوبصورت بنی ہوئی ہے غالباً ہر آدھے فرلانگ پر پلی بنی ہوئی تھی - سیم کی کھدائی تو ہوئی ہے لیکن جو اچھا کام ہوا تھا وہ یہ تھا کہ پلیاں بنی ہوئی تھیں میں نے کہا کہ ماشاء اللہ پلیاں بہت خوبصورت بنی ہوئی ہیں - وہ مجھے سارا دن گھما پھرا کر صرف پلیاں ہی دکھا سکے کہ ہم نے کتنی خوبصورت پلیاں بنائی ہیں - میں نے کہا کہ ان پلیوں سے

ہمیں کیا فائدہ ہو گا ؟ ہمارے مسائل کا حل یہ پلان نہیں ہیں کیا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ نہر کی کھدائی جو آپ نے کی ہے یہ کب تک موثر ہو جائے گی؟ تو وہ کچھ نہیں بتا سکے - میں نے کہا مجھے یاد آتا ہے کہ یہاں ایک نالی کھدی ہوئی ہے وہ 18 سال پہلے کی ہے - اس نے کچھ بری کام نہیں کیا یہ ہوا کہ سال بعد وہاں choke ہو گئی آٹھ سال بعد پھر اسے صاف کیا گیا پھر ایک سال بعد چوک ہو گئی لیکن اس نے کوئی اثر کرکے نہ دکھایا سوائے اس کے کہ وہ نالی دور کا پانی لے آئے اور جہاں سوکھا علاقہ تھا ہمارے گاؤں کا اس کو بھی آکر ڈبو دے نہ پانی آگے گیا اور نہ اس کا کوئی اثر ہوا - اب میں نے ان سے کہا کہ اب آپ اس سلسلے میں کیا کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ تو delete کر دی ہوئی ہے - اس سیم نالی کو delete کر دیا ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے میں نے کہا کہ ایسا ہی فائدہ پھر دوسری سیم نالیوں کا ہو گا - ان واقعات سے میں نے یہ اخذ کیا ہے کہ سیم اور تھور کے سلسلے میں ہمارے علاقے میں جو کام ہو رہا ہے اس پر کروڑوں روپیہ لگ چکا ہے لیکن ابھی تک اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا اور مجھے آئندہ بھی دس سال تک کوئی امید نظر نہیں آتی کہ وہ آئندہ دس سال تک موثر ثابت ہو گی اس سلسلے میں میں جناب والا سے عرض کرونگا کہ اگر کہیں پیسہ لگتا ہے تو اس کا کچھ اثر تو ہو - کچھ پتا تو چلے کہ یہ کام جو ہوا ہے اس کا کچھ اثر ہو گیا ہے - اگر ہماری بیس سال کی زندگی میں ہمارا کچھ نہیں ہوا تو نا معلوم آگے بیس سال زندگی ہماری ہے بھی کہ نہیں - کم از کم ہم اپنی زندگی میں سیم اور تھور کو ختم ہوتے نہیں دیکھ سکتے - تو جو کام بھی ہو خواہ تھوڑے سے علاقے میں ہو اس کا کم از کم کوئی اثر تو ہونا چاہیے میرا ایک پوائنٹ یہ ہے کہ ابھی جناب محکمہ آڈٹ کے متعلق فرما رہے تھے -

تو جہاں تک میں سمجھتا ہوں آڈٹ والا محکمہ میرے نزدیک بےکار ہے - اگر کوئی بل غلطی سے پاس ہو گیا ہے تو ایک نے اگر اس پر دستخط کئے ہیں تو دوسرے اس پر دستخط پر دستخط کرتے چلے جائیں گے چاہے وہ بل غلط ہی کیوں نہ ہو - میں نے غلط بل پکڑ لیا ہے لیکن آڈٹ والوں نے کبھی نہیں پکڑا - مثال کے طور پر میں نے پچھلے سال جو ہمارے سابقہ بلدیاتی اداروں کے چیئرمین حضرات آئے تھے تو جنوری 1980ء کے اندر ان کا یعنی بلدیہ کا تیل اور ڈیزل کا خرچ 875 روپے تھا اور جس دن وہ گئے ہیں آخری مہینے میں ان کا 38 ہزار روپے ایک مہینے کا خرچ

تھا اب محکمہ آڈٹ کیا کرتا رہا - میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا - جب میں نے آکر کنٹرول کیا تو دو ہزار روپے سے لیکر پونے چار ہزار روپیہ خرچ ہوا - میں نے کہا کہ خوب خرچ کرو - تو یہ پونے چار ہزار روپے کا تیل اور ڈیزل خرچ ہوا - تو 34 ہزار روپیہ کہاں گیا - کیا آڈٹ والوں نے اسے نہیں دیکھا - اس طرح اور بھی باتیں ہیں - آڈٹ برائے نام بنا ہوا ضرور ہے لیکن اس آڈٹ کا کوئی فائدہ نہیں - میں نے اس سے پہلے آڈٹ آفیسر سے کہا کہ آپ چلے جائیں - آپ سے اچھا آڈٹ آفیسر تو میں ہوں - اس لئے کہ تم جو غلط سلط چیزیں ہیں ان کو پاس کر دیتے ہو - میں تو غلط سلط کو پاس نہیں کرتا - بلکہ میں نے ان کی کئی دفعہ جوابدہی کی کہ اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو ہمارا کیا فائدہ اس سے اچھا تو میں کیس پکڑ سکتا ہوں - تو اس لئے جناب والا میں یہ عرض کرونگا کہ آڈٹ آفیسر کو سختی سے تنبیہ کی جائے کہ وہ کوئی غلط کام نہ کرنے پائے وہ برائے نام ہیں اور وہ رشوت کا ایک ذریعہ بن گئے ہیں - میرے حلقے میں تو نہیں ہیں لیکن اور جگہوں پر میں دیکھتا ہوں کہ جہاں چار پیسے لگا دئے انہوں نے کام کر دیا لیکن یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ ایک آڈٹ آفیسر مفت کی تنخواہ بھی کھائے اور اس کا فائدہ بھی کچھ نہ ہو - شکریہ -

جناب چیئرمین — شکریہ - جی آپ آئیے -

بیگم بشریٰ رحمٰن - جناب والا دستور اور روایت یہی ہے کہ ایوان میں ہمیشہ ناخوشگوار واقعات اور دلخراش حادثات کی طرف آپ کی توجہ دلائی جاتی ہے لیکن اس عرصہ میں جو اچھے اور خوبصورت واقعات ہو جاتے ہیں ان کے لئے کوئی بھی شکر گزار نہیں ہوتا - اس لئے کہ طبعاً انسان ناشکرا ہے - اب بھی میں اس وقت سن رہی ہوں کہ ہر دلخراش واقعہ آپ تک پہنچایا جا رہا ہے - اس وقت میں نے اپنے دل سے سوچا ہے کہ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی خدمت میں ایک انتہائی خوبصورت واقعہ پیش کروں کچھ دن ہوئے مجھے لاہور میں قائداعظم لائبریری میں جانے کا اتفاق ہوا اور میں نے دیکھا کہ وہ اتنی خوبصورت لائبریری ہے کہ دنیا کی کسی بھی لائبریری کے مقابلے میں پیش کی جا سکتی ہے آپ اس کے اندر جا کر دیکھیں اس کا اتنا روح پرور اور خوابناک ماحول ہے کہ جی چاہتا ہے دنیا کے سارے کام چھوڑ کر کتاب لے کر انسان گوشہ عافیت میں بیٹھ جائے - وہاں سیٹوں کا انتظام بہت خوبصورت ہے - کتابیں بے تحاشا ہیں - اندر اور باہر

کا ماحول بہت ہی جانفزا ہے اور یہ ایک اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ جس کا ذکر نہ کرنا بہت بڑی ناشکری ہے ۔ کیونکہ کتب خانے اور لائبریریاں ہمارے اثاثے ہوتے ہیں ۔ ہماری نسلوں کے اثاثے ہوتے ہیں نسل در نسل کام آتے ہیں ۔ یہ دودھ کی نہریں ہوتی ہیں اور صدقہ جاریہ ہوتی ہیں اور ان کے لئے جو نیک لوگ اقدام کرتے ہیں ہمیں ان کا شکرگزار ہونا چاہیے۔ اس خوبصورت اقدام کے لئے میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین سے مودبانہ درخواست کرونگی جناب گورنر پنجاب غلام جیلانی خان صاحب کے لئے شکریے اور ستائش کا ریزولوشن پاس کیا جائے جس کے وہ صحیح معنوں میں مستحق بھی ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جو صدیوں تک یاد رکھا جائے گا۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گی کہ جناب صدر مملکت نے الیکٹرونک انڈسٹری کے لئے اسلام آباد اور سرحد کو منتخب کیا ہے ۔ میری تجویز یہ ہے کہ قائداعظم لائبریری کو بھی ملک کی سب سے بڑی الیکٹرونک کی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ لائبریری بنا دیا جائے اور خواتین کے لئے تربیتی مواد اردو میں پیش کیا جائے ۔ معذرت خواہ نہیں ہوں کیونکہ دنیا بھر میں خواتین کو تربیت کے لئے موزوں ترین سمجھا جاتا ہے ۔ الیکٹرونک آلات ' تربیت بھی لائبریری کی ملکیت میں ہوں ۔ ایک چھوٹی سی تجویز اور جناب چیئرمین آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں کہ میں نے وہاں خوب گھوم گھوم کر دیکھا اور پھر میں نے محسوس کیا کہ یہاں پر جتنے سکالر آتے ہیں یا شاعر ، ادیب یا ریسرچر جو کہ وہاں پر کام کرتے ہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ ان کو چائے یا کافی کچھ نہ کچھ پینے کی عادت ہوتی ہے ۔ کیوں کہ یہ ان کی سوچ میں مدد و معاون ثابت ہوتی ہے ۔ وہاں پر کینٹین بہت دور ہے اور یہ بہت نامناسب ہے کہ کوئی غلیظ سا چھوکرا وہاں پر چائے لے کر آئے ۔ اور اپنے گندے قدموں سے اس لائبریری کے خوبصورت فرش کو گندا کرے اور برتن لے کر آتا رہے اور جاتا رہے۔ یہ وہاں کے لئے بہت غلط بات ہے ۔ تو میں نے یہ سوچا تھا ۔ کہ اگر آپ ایک نوازش کریں کہ وہاں پر چائے اور کافی کے لئے خود کار مشینیں نصب کر دیں کہ سکالر جب کبھی چاہیں بٹن دبائیں اور ایک پیالی چائے یا کافی کی پی لیں ۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ ایک اور نیک قدم ہو گا ۔

اس کے بعد جناب چیئرمین آپ نے ابھی ابھی نہایت مفصل اور فاضلانہ تقریر میں خواتین کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ خواتین کونسلرز ملک اور ملت کی تعمیر میں زیادہ کام کر سکتی ہیں آپ نے یہ درست فرمایا ہے کیوں کہ میرا تجربہ یہ ہے کہ کوئی

بھی تحریک ہو - اس کو عورت بہت کامیابی سے چلا سکتی ہے - اور کوئی بات بھی اگر آپ پھیلانا چاہیں وہ عورت کے توسط سے پھیل جاتی ہے - مثلاً میں یہ کہوں گی کہ اگر خواتین یہ فیصلہ کر لیں کہ وہ سادگی اختیار کریں گی تو آپ دیکھیئے گا کہ فیشن کی طرح سادگی تمام ملک میں پھیل جائے گی - یا کبھی اگر خواتین نے یہ فیصلہ کر لیا ہوتا کہ وہ اس منہ زور مہنگائی کا توڑ پیش کریں گی - یا وہ اس کے خلاف جہاد کریں گی تو مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ مہنگائی کبھی بڑھنے نہ پاتی - اور ہم اس کو توڑ کر رکھ دیتے - اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم گھریلو عورتیں جانتی ہیں کہ پیسے کو کس طرح صرف کرنا چاہیے اور کس طرح سے اس کو بچانا چاہیئے - اور دکانداروں کے ساتھ ہمارا رویہ کیا ہونا چاہیے - اس ضمن میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پنجاب میں 50 ایسے مراکز بنائے جائیں گے جن کے لئے کچھ رقم مخصوص کی گئی ہے عام طرز پر یہ ہوتا ہے کہ جب خواتین کی بات چلتی ہے - تو وہ جیسے کہتے ہیں - کہ ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا بات پہنچی تیری جوانی تک بات یوں ہوتی ہے کہ جب خواتین کا ذکر چھڑتا ہے تو وہ تعلیم بالغاں ابتدائی تعلیم زچہ اور بچہ کے مراکز اور صنعتی مراکز تک پہنچ کر رک جاتی ہے - اس کے بعد نہیں سوچا جاتا کہ پڑھی لکھی خواتین کو کچھ اور مراکز یا تربیت کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس ضمن میں میں نے یہ دیکھا ہے کہ ہماری نوجوان نسل کو اور ہماری تعلیم یافتہ خواتین کو نئے سماجی ڈھانچوں اور ذہنوں کی تربیت کی ضرورت ہے - گھروں کے اندر اور گھروں کے باہر اس لئے جناب والا - جب آپ اس قسم کے پچاس تربیتی مراکز بنانے کا سوچیں تو اس میں اس بات کو بھی محل نظر رکھنے گا کہ ہماری پڑھی لکھی خواتین کا ایک مرکز ہونا چاہیے خاص طور پر گریجویٹ لڑکیوں کے تربیتی ادارے یا ایسے کورسز ہونے چاہیں جن کو pre-marital کورسز کہتے ہیں یا جو ان کو ازدواجی معاملات یا زندگی کے دوسرے معاملات کے لئے تیار کرتے ہیں جیسا کہ دوسرے ممالک میں ہوتا ہے - اور ان کورسز کی افادیت اس وقت واضح ہو گی - جب آپ انہیں کچھ ہفتوں کا کورس کرائیں گے - اور ساتھ ہی ان کو ایک سرٹیفکیٹ بھی دیں گے - کیوں کہ یہاں پر ہر ایک کو کام کا صلہ درکار ہوتا ہے اس طرح سے ہمارا ایک دوسرا سماجی مسئلہ حل ہو جائے گا - آج کل شادی بیاہ کے جھگڑے بہت ہوتے ہیں - اور طلاقوں کے بہت سے مقدمات آتے ہیں - تو میرا خیال ہے کہ وہ آپریشن oppression کا معاملہ ہے کہ جب آپریشن کی ضرورت پڑتی ہے تو مصالحتی عدالتیں بلا کر ان کو آپریشن کر دیتی ہیں -

لیکن اس سے پہلے میرج کونسلرز ہونے چاہیں ایسے ادارے ہونے چاہئیں جہاں پر ایکسپرٹ خواتین اور حضرات بیٹھے ہوئے ہوں اور وہ اس معاملہ تک پہنچنے کے لئے خواتین کی رہنمائی کریں رہبری کریں اور معاملہ کو اتنا سنگین نہ ہونے دیں کہ مصالحتی عدالت تک پہنچے ۔ شکریہ ۔

چوہدری محمد علی بگا ۔ (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن ، سرگودھا) جناب والا ۔ میں نہایت ادب سے استدعا کروں گا ۔ جیسا کہ ابھی محترمہ نے فرمایا ہے کہ دل خراش باتیں ہوتی ہیں ۔ واقعی ان کی بات درست ہے ۔ کاش ہم جو یہاں پر منتخب نمائندے بیٹھے ہیں ۔ تین تین لاکھ کی آبادیوں سے ووٹ لے کر آئے ہیں ۔ وہ لوگ خوشحال ہوتے ان لوگوں کو کوئی تکلیف نہ ہوتی ۔ نہ وہ ہمیں اپنی دکھ بھری داستان سناتے اور نہ ہم جناب کے گوش گذار کرتے (نعرہائے تحسین) ۔ ہماری بھی مجبوریاں ہیں ۔ ہمارے پاس تین تین لاکھ عوام کے دکھ ہیں ۔ تو ہم آپ کے گوش گذار اس لئے کرتے ہیں کہ شائد آپ ان کے دکھوں کا مداوا ثابت ہو سکیں ۔ اس سلسلہ میں جناب والا میرے شہر سرگودھا کا سب سے پہلا مسئلہ جو آپ نے حل کیا ہے ۔ میں اس کے لئے آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے شفقت فرما کر وہاں پر پاسپورٹ آفس کا اجراء کر دیا ہے ۔ اس دفتر نے کام شروع کر دیا ہے ۔ اور وہاں پر اس کی بہت اچھی کارکردگی ہے ۔ بعد ازاں میری عرض یہ ہے کہ میونسپل کارپوریشن سرگودھا کے لئے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے ایک جامع سیوریج سکیم تیار کی ہے ۔ جس کے پہلے مرحلہ کا تخمینہ تقریباً چالیس لاکھ روپیہ ہے یہ سکیم گورنمنٹ کی سالانہ ترقیاتی پروگرام 85-1984ء میں شامل ہو گی ۔ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے تحریر کیا ہے ۔ کہ جب تک گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت میونسپل کارپوریشن سرگودھا میونسپل شیئر کے تحت آٹھ لاکھ روپیہ جمع نہیں کرواتی اس وقت تک یہ سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 85-1984ء میں شامل نہیں ہو سکتی ۔ چوں کہ کارپوریشن کی مالی پوزیشن کمزور ہے ۔ اس لئے کارپوریشن پیشگی آٹھ لاکھ روپے جمع کروانے سے قاصر ہے اس لئے کارپوریشن نے بذریعہ قرارداد نمبر 15 مورخہ 28-1-1984 کو فیصلہ کیا کہ یہ سکیم مبلغ آٹھ لاکھ روپیہ پیشگی جمع کرائے بغیر اپنے ترقیاتی پروگرام برائے 85-1984ء میں شامل کریں ۔ میرے شہر سرگودھا کارپوریشن کی صورت حال اس سے پیشتر بھی جناب کے علم میں لائی گئی ہے ۔ ہماری آمدن کم اور اخراجات زیادہ ہیں ۔ اس سلسلہ میں میں آپ کو ایک معمولی سی مثال دوں گا ۔ مثلاً ہماری واٹر سپلائی سکیم ہے ۔ اس میں ہماری انکم سات لاکھ

ستر ہزار روپے ہے اور اخراجات 45 لاکھ 45 ہزار روپے ہیں ۔ میری یہ استدعا ہے کہ پانی جو ایک بنیادی ضرورت ہے اور سب سے اہم ضرورت ہے ۔ اس کے لیے ہمیں یا تو کوئی خاص قسم کی امداد دی جائے یا اس کو No profit no loss کی بنیاد پر محکمہ پبلک ہیلتھ کے حوالے کر دیا جائے ۔

جناب چیئرمین ۔ جو آپ کے میونسپل obligations ہیں ۔ ان کو آپ نے پورا کرنا ہے ۔ دوسرا مجھے آپ یہ بتائیں کہ تعلیم کے سلسلہ میں کیا کریں ۔ پانی کو اوپر کریں ۔ جنگلات کو نیچے کریں ۔ کیا کریں ۔ آپ ذرا اس پر آ جائیے گا ۔ یہ تو بعد میں ہوگا ۔ اس عام بحث کے لیے میں نے آپ کو تین چار دن دیئے ہوئے ہیں اور پھر اس کے بعد آپ نے میرے پاس آنا ہے ۔ ذرا مجھے یہ بتائیں کہ مجموعی طور پر صوبے میں ہم سڑکوں کا کیا کریں ؟

چوہدری محمد علی بگا ۔ جناب والا ۔ میں اس طرف بھی آ جاتا ہوں ۔ میری اس سلسلہ میں استدعا ہے کہ ہمارے شہر سرگودھا میں امپروومنٹ ٹرسٹ ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ سرگودھا کا ذکر بعد میں کریں گے ۔ اس عام بحث کے لیے میں نے دو تین دن رکھے ہوئے ہیں ۔ اس وقت ہم نے صوبے میں ترقیاتی منصوبوں کی بات کرنی ہے ۔ جو ترجیحات اس سلسلہ میں ہم نے رکھی ہیں ۔ جو رقوم ہم خرچ کر رہے ہیں ۔ اس کو کم کریں یا زیادہ کریں ۔ اس پر آپ کچھ مشورہ دیں ۔ کچھ تجاویز دیں ۔ آپ سوچ لیں ۔ بعد میں میں پھر آپ کی طرف آؤں گا ۔

مس شاہین عتیق الرحمان ۔ (لیڈی کونسلر ، لاہور میونسپل کارپوریشن) ۔ جناب چیئرمین ۔ پہلی بات یہ ہے کہ حال ہی میں ہم نے صوبہ سندھ کا دورہ کیا ۔ وہاں پر ہمیں کراچی میونسپل کارپوریشن کی طرف سے خوبصورت بریف کیس ملے معلوم یہ ہوا ہے کہ مذکورہ بریف کیسوں میں سندھ پراونشل کونسل کا بجٹ تھا جو کہ ایک ماہ پہلے ممبران میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ جس کو سٹڈی کر کے اس پر ڈیبیٹ ہوتی ہے ۔ more aware one is کہ کیا ملنے والا ہے ۔ جیسا کہ جناب خاقان بابر صاحب نے کہا ہے تو مجھے امید ہے کہ اگلی دفعہ ہمیں بھی ان بریف کیسز کی طرح بجٹ کی کاپیاں دے دی جائیں گی تاکہ ہم ان کو قبل از وقت سٹڈی کر سکیں ۔ main چیز یہ ہے کہ ویمن ڈویژن ہے ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین - اس کے لیے تو پھر بہت بڑے بریف کیس کی ضرورت ہوگی -

مس شاہین عتیق الرحمن - بہت بڑا جی - preferably leather -

جناب چیئرمین - میاں صاحب اب آپ بریف کیس بنوائیں (قہقہے) -

مس شاہین عتیق الرحمن - نہیں وہ تو ہم آپ سے مانگ رہے ہیں - پہلے یہ صوبائی کونسل والے دیں پھر اس کے بعد میاں صاحب چھوٹا بریف کیس دیں -

اس کے بعد جناب والا میں یہ عرض کروں گی کہ ویمن ڈویژن پنجاب کو آبادی کے تناسب سے بجٹ مختص نہیں کر رہا - اس لیے میں یہ گزارش کروں گی کہ کم از کم آپ یہ تو move کریں کہ ہمیں آبادی کے تناسب سے بجٹ ملے - In the same manner جو NGOs ہیں دوسرے صوبوں کو ویمن ڈویژن سے زیادہ NGOs ملتا ہے بالنسبت پنجاب کے مثال کے طور پر ایک صوبہ جس کا میں نام نہیں لینا چاہتی اس کو 30 لاکھ روپے ایک پراجیکٹ کے لیے ملا ہے - اس کے علاوہ ایک اس صوبہ کو اور پراجیکٹ بھی ملے ہیں لیکن پورے پنجاب کو صرف تیس لاکھ روپیہ ملا ہے - اس لیے میں عرض کروں گی کہ اس سلسلہ میں بہت disparity ہے - اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گی کہ ویمن ڈویژن کو فنڈز صوبوں کو دے دینے چاہیں اور اس کی priority اور heads ہمیں خود find out کرنا چاہیں - کیونکہ وہ ہمیں بہت سی assignments دے دیتے ہیں اور We have to listen to them اور اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ بھی در پیش ہے وہ یہ کہ اس کی ڈبل چیکنگ ہوتی ہے اور پھر ورک اس قدر زیادہ ہو جاتا ہے کہ فنڈز lapse ہو جاتے ہیں - آپ نے یہ کہا ہے کہ عورتوں پر بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ ان کو دو فیصد رقم بجٹ میں ملتی ہے اس لیے وہ تعلیم کے سلسلہ میں آگے بڑھیں وغیرہ - لیکن میں ساتھ ہی گزارش کروں گی کہ ایک بہت بڑا shortcomings ہم لیڈیز میں ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ اس کے باعث ہم نے محکمہ منصوبہ بندی وترقیات کے جو پراجیکٹ بنائے ہوتے ہیں اس میں ناکام ہو جاتے ہیں اس میں تو ہم - پی - ا - اور پی - 6 - فارم میں ہی ختم ہو کر رہ جاتے ہیں - یہ کافی complicated ہے اور ہم inexperienced ہیں - میں نے آج یہ بھی سنا ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی

و ترقیات کا ایک سنٹرل پراجیکٹ ہے میں یہ تجویز پیش کروں گی کہ اگر وہ ہم چند لیڈی کونسلرز کو رورل ایریاز میں تھوڑی سی ٹریننگ دے دیں یا کچھ گائیڈ لائن دے دیں کہ پراجیکٹ کس طرح سے بنتا ہے تو فیصد بجٹ کو ہم کس طرح استعمال کریں ، تو یہ ہمارے لئے بے حد مفید رہے گا -

جناب چیئرمین - آپ ان سے کیوں بنواتے ہیں - ؟ ان کو تو صرف یہ کہنا چاہیے کہ ہمیں یہ چیز چاہیے باقی تو experts لوگوں کا کام ہونا چاہیے -

مس شاہین عتیق الرحمن - جناب چیئرمین ہمیں تو ان سے facilities چاہیں -

جناب چیئرمین - facilities بھی آپ لیں وہ بھی ملنی چاہیں بلکہ میں نے آپ لوگوں کیلئے ایک کمیٹی بھی آپ لوگوں کی تشکیل دی ہے لیکن یہ اس مرحلے کیلئے ہے جس مرحلے پر ہم اسوقت ہیں - آپ کو صرف یہ کہنا چاہیے کہ ہمیں یہ چیزیں چاہیں - بی - سی - I - Why are we involving these people. بی - سی - 6 بھرنا ان لوگوں کا کام ہے - یہ آپ کو بھر دیں گے -

مس شاہین عتیق الرحمن - اگر یہ بھر دیں تو ہماری مشکل حل ہو جائیگی -

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ - ان کیلئے ہم ٹریننگ کا انتظام کر رہے ہیں -

جناب چیئرمین - نہیں وہ ٹریننگ آپ کریں -

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ - ہم ان کی رہنمائی کیلئے ٹریننگ کا بندوبست کر رہے ہیں -

مس شاہین عتیق الرحمن - شکریہ -

جناب چیئرمین - لیکن آپ زیادہ توجہ پراجیکٹ پر دیں -

مس شاہین عتیق الرحمن - جی ہم پراجیکٹ پر توجہ دے رہے ہیں -

جناب چیئرمین - آپ کو اس بات پر توجہ دینی چاہیے کہ خواتین کو یہ پراجیکٹ چاہیں -

مس شاہین عتیق الرحمن - جی - یہ بات آپ کی ٹھیک ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ ہماری خواتین ابھی inexperienced ہیں اور بہت

سے ہمارے بھائی تو ہمیں اتنا بھی نہیں بتاتے کہ آپ کے لئے دو فی صد رقم مختص ہے - وہ تو یہ کرتے کہ اسے female education میں ڈال دیتے ہیں - مگر یہ جو دو فیصد آپ نے ہمیں دیا ہے -

جناب چیئرمین - نہیں وہ دو فیصد کے علاوہ ہے

مس شاہین عتیق الرحمن - مگر جناب They do not know میں یہ کہہ رہی ہوں کہ awareness کروانی ہے -

جناب چیئرمین - آپ اسکی awareness بھی کروائیں اس کی propagation بھی کروائیں آپ سب کچھ کروائیں ویمن ڈویژن کے جو بھی پراجیکٹ ہیں ہم انہیں خود ہی پک اپ کروائیں گے -

مس شاہین عتیق الرحمن اس کے علاوہ جناب والا آج صبح کچھ لوگ ملے وہ ایل-ڈی-اے کے متعلق یہ گزارش کر رہے تھے کہ کرشن نگر میں ایک ڈرینیج سکیم تھی وہ ایل-ڈی-اے نے shelive کر دی ہے They were very worried اور وہ کہہ رہے تھے کہ بارش آنے والی ہے اور بارش سے علاقہ میں بہت پانی پھیل جاتا ہے اسلئے میں یہ گزارش کروں گی کہ Please look into it again.

اس کے بعد آخر میں چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا مسئلہ جس کو ہم over look کرتے ہیں آیا hide کرتے ہیں یا camouflage کرتے ہیں وہ مسئلہ پاپولیشن پلاننگ سے متعلق ہے -

اس کیلئے آپ کتنا فنڈ مختص کر رہے ہیں - اس مسئلے پر آپ کس حد تک serious ہیں - اس بھی گزارش کرنی تھی -

سردار خالد عمر (چیئرمین ضلع کونسل لاہور) - جناب والا میں آپ کی وساطت سے چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی میٹنگ میں ہم چیئرمین صاحبان کو مدعو کیا - اور ہم نے اپنی ڈسٹرکٹ کونسل کی ضروریات بتائیں اور انہیں مشورہ بھی دیا - مگر جناب والا یہ شکایت نہ سمجھی جائے بلکہ آپ کے سامنے ایک بات کرنی ہے - کہ جسوقت میں میٹنگ میں گیا وہاں کا ماحول دیکھ کر حیران رہ گیا ماحول کچھ اس قسم کا تھا کہ یا تو دوسرے محکموں کے لوگ تیاری کر کے نہیں آئے تھے اور انہیں پلاننگ کے متعلق کچھ علم نہیں تھا اور چیئرمین صاحب کو اس قدر غصہ آتا تھا وہ کہتے تھے نکل جاؤ یا پھر ان کے محکمہ والوں کو کچھ علم نہیں ہوتا تھا یا ان کی

تیاری نہیں ہوتی تھی۔خیر ہم یہ سب دیکھتے رہے سنتے رہے۔ آپ نے ہمیں بڑی اچھی طرح سے سنا ۔ اس سلسلہ میں آپ سے دو تین گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے میرے ایک فاضل دوست نے فرمایا کہ ہماری کئی سکیمیں نیچ کر دی گئی ہیں ۔ میرے خیال میں ہمارے پاس فنڈز اتنے کم ہیں کہ ہم ان سب چیزوں کو ایک وقت مکمل نہیں کر سکتے آپ نے بھی دیکھا ہوگا کہ میانوالی ڈسٹرکٹ میں کسی لاہور کی نسبت کسی اور چیز کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے ۔ جیسے لاہور ڈسٹرکٹ میں پانی کی اتنی زیادہ ضرورت نہیں ہے بلکہ سڑکوں کی زیادہ ضرورت ہے اسی طرح سرگودھا ڈویژن میں کئی جگہوں پر سکولوں کی اتنی زیادہ ضرورت نہیں ہے وہاں پر کالجوں کی زیادہ ضرورت ہے اسی طرح مختلف ضلعوں میں مختلف آئٹموں کی ضرورت ہے ۔ پھر کیوں نہ اس پلاننگ کو اسطرح کیا جائے کہ ہر ضلع والوں سے پوچھ لیا جائے کہ آپ کس منصوبے کو ترجیح دینا چاہتے ہیں ۔ جس طرح اگر میرے ضلع priority کے بارے میں پوچھا جائے تو میں کہوں گا کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ ہمارے ضلع میں کافی ٹینکیاں بن گئی ہیں اب نکاسی کہ ہمیں سیوریج کی ضرورت ہے۔ اسطرح میرے ضلع میں پرائمری سکول اور ہائی سکول بن گئے ہیں مجھے اب ڈگری کالج کی ضرورت ہے ۔ اسطرح میں سمجھتا ہوں کہ میرے ضلع میں میچنگ گرانٹ کی زیادہ ضرورت ہے ۔ بجائے اس کے کہ مجھے ہائی وے کی 100 میل کی سڑک دے دی جائے میں کہتا ہوں کہ ہماری میچنگ گرانٹ تین گنا کر دیں تاکہ ہم اپنی مدد آپ کے تحت اس پر زیادہ توجہ دے سکیں ۔ کیونکہ اس سے ہمیں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ہم ٹھیکیداروں سے بچ جاتے ہیں ۔ اپنی مدد آپ کی سکیم کے تحت گاؤں کی پراجیکٹ کمیٹی ہی پراجیکٹ بناتی ہے اور یہ کمیٹی خود گاؤں کا کام کرتی ہے ۔ میں آپ کو اس سلسلہ میں ایک مثال پیش کرنا چاہتا ہوں میرے ڈسٹرکٹ میں لڑکیوں کے ایک سکول کی چار دیواری بننی تھی اس چار دیواری کیلئے ہمیں 21 ہزار روپیہ ملا ۔ ہم نے وہ چار دیواری 18 ہزار روپے میں مکمل کرلی ۔ جب کہ specification یہ تھی کہ چار انچ کی اینٹ لگے گی لیکن ہم نے 9 انچ کی اینٹ لگائی اور اسکے باوجود 18 ہزار میں یہ چار دیواری مکمل کرلی۔ اسطرح چھوٹے دیہاتوں میں میچنگ گرانٹ جو برسراست یونین کونسل کے چیئرمین حضرات کو مل جاتی ہے تو اس سے ہم ٹھیکیداروں کے 18 فیصد کمیشن سے بچ جاتے ہیں اور لوگ جو کہتے ہیں کہ کرپشن ہوتی ہے تو اسطرح وہ بھی نہیں

ہوتی اور ہم اس سے بچ جاتے ہیں لہذا میری دو تجویزیں ہیں ایک تو یہ کہ ہر ڈسٹرکٹ لیول پر اپنی سکیمیں ہونی چاہیں اور اس کو اس کے مطابق پیسہ ملنا چاہیے -

اس کے علاوہ چھوٹے دیہاتوں کے لئے جو میچنگ گرانٹ ہے اس کو زیادہ سے زیادہ دینا چاہئے اور اس کی وجہ سے ہم اپنے ٹھیکیداروں سے بھی بچ جائیں گے - جسطرح میرے کئی فاضل دوستوں نے کہا ہے کہ ٹھیکیدار بے ایمانی بہت کرتے ہیں - اب میں اپنے ضلع میں محض اس وجہ سے کام نہیں کروا سکا کہ میں ٹھیکیداروں کو بلیک لسٹ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ انہوں نے دو مہینے سے کام شروع نہیں کیا اور وہ یہ کہتے رہے کہ ہماری percentage بڑھائیں - اور اس کی وجہ سے کام کافی delay ہوا۔ اگر جناب والا یہ کام پبلک کے ہاتھ میں ہوتا تو اب تک مکمل ہو چکا ہوتا - حالانکہ چھوٹے چھوٹے کام ہیں جیسے معمولی گلیاں اور کوئی چھوٹی چھوٹی میل ڈیڑھ میل کی سڑکیں ہیں ان کی ،ولنگ کرنی ہے اگر یہ ہمارے ہاتھ میں ہوتا تو ہم اس کام کو ختم کر چکے ہوتے - جناب والا میں آپ زیادہ وقت نہیں لوں گا میں صرف اتنا کہوں گا کہ مستقبل میں اگر کوئی آپ کا پلاننگ ہو تو وہ اگر ڈسٹرکٹ لیول کے مطابق کی جائے تو وہ زیادہ بہتر ثابت ہوگی -

جناب چیئرمین - میرے خیال میں چیئرمین منصوبہ بندی وترقیات اس بات کی وضاحت کریں گے یعنی منصوبہ بندی کا جو طریقہ کار ہے جو methodology ہے وہ کیا ہے

رائے محمد حیات کھرل (وائس چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ) - جناب والا مجھے بھی اس میٹنگ میں شرکت کا موقع ملا جس کا ذکر ابھی چیئرمین ضلع کونسل لاہور فرما رہے تھے وہ حقیقت پر مبنی ہے اس میٹنگ میں ہمیں یہ احساس بھی ہوتا تھا کہ چیئرمین منصوبہ بندی وترقیات نے کافی محنت کی ہوئی تھی اور مختلف محکموں کے وہ لوگ جو تیار ہو کر نہیں آئے تھے انہیں اسکی ضرور تکلیف ہوئی۔ بہر حال جو ہوا سو ہوا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب اس کے ذکر کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ جناب نے ابھی ابھی ارشاد فرمایا اور اپنی تقریر میں بھی ارشاد فرمایا کہ ہمیں priority کو کسطرح fix کرنا چاہیے میری ناقص رائے میں پکی سڑک کا کسی علاقہ میں وہی درجہ ہوتا ہے جو جسم میں شریان کو حاصل ہوتا ہے - جناب والا جہاں پکی سڑک پہنچ جائے گی وہاں روشنی بھی پہنچ جائے گی - وہاں اخبار بھی پہنچ جائے گا - وہاں ترقی بھی ہوگی ، وہاں تبدیلی بھی آجائے گی یعنی وہاں ہر ایک چیز خودبخود پہنچ جائے گی ،

لہذا میری ناچیز رائے میں جو اولین priority ہو گی وہ یہ ہو گی کہ دیہی علاقوں کو ہر صورت میں پختہ سڑک کے ذریعے بڑی سڑکوں سے ملا دیا جائے اس کے بعد جو سیکنڈ priority ہو گی وہ تعلیم کی ہو گی ۔ وہاں میٹنگ میں میں نے بھی دیکھا تھا اور خاص طور پر اسکا سردار صاحب ذکر فرما رہے تھے دراصل جو محکمہ زد میں آیا تھا وہ محکمہ تعلیم تھا تعلیم کے محکمے کے لوگ تیاری کرکے نہیں آئے تھے جناب والا میں اپنے ضلع کی مثال دیتا ہوں شیخوپورہ لاہور ڈویژن کا سب سے بڑا ضلع ہے جب ہمارے ضلع میں کچھ گسکولوں کی up gradation تجویز ہوئی ہے اس میں تین ہائی اسکول رکھے گئے یہ تو جناب والا یہ اونٹ کے منہ میں زیرے والی بات ہے کہ سارے گورنمنٹ کی اے ۔ ڈی ۔ پی اسکیم میں شیخوپورہ کیلئے تین ہائی اسکول دئیے گئے ہیں جو ناکافی ہیں تو اس سے میں سمجھونگا کہ جو سیکنڈ priority ہو گی وہ آپ تعلیم کو دیں ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ جو تھرڈ priority ہے وہ لازما صحت کے ضمن میں آتی ہے اور ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ ہم نے یہ چارٹ بھی دیکھیں اور ہم نے خرچ کے چارٹ بھی دیکھے ہیں لیکن جناب والا ۔ ہم نے چیزوں کے اثرات گاؤں میں نہیں دیکھ پا رہے ہیں نظر نہیں آتا کہ اتنا خرچ کہاں جا رہا ہے جس طرح کہ حمید گل صاحب فرما رہے تھے کہ اسکول کی حالت زار ہے تو ہم اپنا رونا ضرور روتے ہیں ہمیں ڈویلمنٹ کے اثرات دیہاتوں میں واضح صورت میں نظر نہیں آتے اسکول کی improvement ہوئی اور قسم کی improvement ہو وہ ہمیں ظاہر نظر نہیں آتی ساتھ ہی ساتھ میں یہ عرض کرونگا کہ تھرڈ priority صحت کے متعلق ہو گی اور اس بارے میں میں عرض کرونگا کہ اب کافی میڈیکل کالج ہیں مگر رورل ایریاز میں ڈاکٹر صاحبان نہیں جاتے اور وہاں ہیلتھ یونٹ بھی کافی بن چکے ہیں تو جناب والا ۔ تھرڈ priority میری نظر میں صحت کو جانی چاہیئے ۔

چوتھی priority جناب والا ، بجلی ، کی ہے بجلی کے بارے میں دیہات ہیں جن پر آپ ہمیشہ emphasis lay کرتے ہیں تو میں عرض کرونگا کہ گاؤں میں ایک ترکھان ہے وہ ہماری چارپائیوں کے پائے بناتا ہے اسی طرح کی اور بھی انڈسٹری ہے جس کو کاریگر کاٹیج انڈسٹری کہتے ہیں جناب والا ۔ دیہات میں اگر بجلی پہنچے گی تو اس کی بجائے کہ وہ

کاریگر شہر میں آ کر دو مرلے یا چار مرلے زمین لے کر اپنا مکان وغیرہ بنا لے اور گھر کو شہر میں منتقل کر لے اگر آپ بجلی گاؤں کو مہیا کرتے ہیں تو یہ جو ساری کی ساری کاٹیج انڈسٹری ہوتی ہے وہ دیہات میں ڈویلپمنٹ ہو گی ساتھ ہی ساتھ دوسری developments مثلاً شیلرز کی ہے گندم کی ہے جتنی بھی attached development ان کی بجلی کی وجہ سے ترقی ہو گی میرے خیال میں چوتھی electrification villages of priority کو جانی چاہیے - اس میں بھی بیشمار تکلیفیں ہیں جو بجلی کے بارے میں ہیں ہم ایکسین کچھ درخواست کر بھیجتے ہیں ضلع کونسل کچھ تجویز کرتی ہے پھر وہ کیس جناب والا اوپر جاتا ہے ضلع کونسل شیخوپورہ کچھ فیصلہ کر رہی ہے ایکسین صاحب گوجرانوالا میں بیٹھے ہیں ہم کچھ لکھ کر بھیجتے ہیں اور انکی طرف سے کچھ اور منظوری ہو کر آ جاتی ہے اس میں کچھ ربط نہیں ہے کچھ co-ordination نہیں ہے اسلئے جناب والا میں یہ چاہوں گا کہ electrification of villages کے طریقہ کو بھی فعال بنایا جائے اس کے بارے میں کچھ پابندیاں ہیں جیسے گاؤں اگر دو ہزار گز کے فاصلے پر ہے تو وہ نہیں electrify ہونا چاہئیے اسی قسم کی اور بھی چھوٹی موٹی تکالیف ہیں جناب والا - بجلی ہر گاؤں کی ضرورت ہے اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے بھی اس کی زندگی کیلئے بھی - ٹیوب ویل کیلئے بھی ہر چیز کیلئے جسطرح شہر والوں کو بجلی کی ضرورت ہے اگر آپ یہ مانتے ہیں کہ 80 فیصد لوگ دیہات میں رہتے ہیں تو شہر سے زیادہ ترجیح دیہات کو دیں ان کو وہ ساری کی ساری سہولتیں میسر ہونی چاہیں جو شہر کے لوگوں کو میسر ہیں - پانچویں priority میں سمجھتا ہوں کہ ایریگیشن کی ہے ایریگیشن میں جو آپ کہتے ہیں کہ ہم نے اصلاح کے لئے یہ خرچ کیا ہے یہ کچھ بھی نہیں ہے یہ سب مل جل کر گڑ بڑ کرتے ہیں جناب والا - جو بڑی بڑی نہر ہیں یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی اصلاح کر رہے ہیں - وہ ٹھیک ٹھاک بنی ہوئی ہیں مٹی کے سلسلے میں یہ گڑ بڑ زیادہ ہو جاتی ہے جنگلات وغیرہ ہمارے لئے کافی ہیں سارے کا سارا پیسہ جو میں نے اچھی ترجیحات بیان کی ہیں ان پر خرچ کیا جائے -

آخر میں جناب والا - ہمارا ایک خصوصی مسئلہ ہے اور وہ دریائے راوی سے متعلقہ ہے دریائے راوی کا تعلق سیالکوٹ - شیخوپورہ - اوکاڑہ - فیصل آباد تک ہے اس میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ جنڈیالہ کلستان سے لے کر سید والا تک اور پھر اس کے آگے کمالیہ تک بے حد اچھی زمین ہے

جس کو دریا کہا گیا ہے ہمارے ہاں ایریگیشن کے بڑے بڑے ایکسپرٹس ہیں بڑے لائق اور بڑے ذہین لوگ ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ وہ کیوں نہیں کر سکتے کہ کسی طرح اس دریا کو man کر سکیں یہ دریا شرقپور کی زرخیز زمینیں کہا گیا ہے اور اتنے اتنے اچھے رقبے اور کئی کئی مربع میل زمین اس دریا کی زد میں آ گئی ہے اس لئے جناب والا ۔ میں چاہوں گا کہ اس سلسلہ میں بھی آپ توجہ فرمائیں کہ اس دریا کو ہم کسی نہ کسی صورت میں man کر سکیں ۔

ان گزارشات کے ساتھ میں اپ کا شکر گزار ہوں کہ اپ نے مجھے موقع دیا ۔

بیگم نجمہ حمید ۔(لنڈی کونسلر ، میونسپل کارپوریشن راولپنڈی)
جناب چیئرمین

جناب والا ۔ بہت سی چیزیں آپ کی تقریر میں سنیں ۔ خواتین کے لئے بھی آپ نے کہا کہ بہت سے کام ہونے چاہئیں جیسا کہ چیئرمین پی اینڈ ڈی صاحب نے ہمیں سلائیڈز دکھائیں کچھ تو کاغذوں پر منحصر ہیں اور بعض کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرونگی کہ اگر آپ کی دس اسکیمیں ہیں تو ان میں سے آپ بیشک آٹھ بنائیں لیکن وہ اتنی سٹینڈرڈ کی ہونی چاہئیں اور ان میں اتنا اچھا میٹیریل استعمال ہونا چاہیئے کہ یہ نہ ہو کہ دوسرے سال نہ وہ سڑک نظر آئے اور نہ وہ پل ۔ مثال کے طور پر میں پنڈی کے ایک پل کا ذکر کرنا چاہتی ہوں کہ ٹریفک شروع ہونے سے پہلے ہی وہ سلیابیٹ ہو گیا تو میں یہ چاہتی ہوں کہ یہ نہ ہو کہ اسکیمیں بہت زیادہ ہوں لیکن جناب والا ۔ جو بھی اسکیمیں ہوں ان کا میٹریل اس قسم کا اور ایسا نہ ہو کہ دوسرے سال وہ بالکل نہ ہونے کے برابر ہو تو میں یہ کہتی ہوں کہ ان میں عوامی نمائندوں کو شامل کیا جائے تاکہ وہ موقع پر میٹیریل دیکھیں اور بتائیں کہ ٹھیک ہے یا نہیں ہے ۔ کیونکہ ہم لوگ تو کچھ بھی نہیں کر سکتے ہم تو آنکھیں بند کر کے چلے جاتے ہیں اور وہ نہ تو ہماری بات سنتے ہیں اور نہ ہمیں کوئی اختیار ہے کہ ہم ان کو روک ٹوک کر سکیں تو میں یہ عرض کرتی ہوں کہ یہ ایک ضروری اقدام ہے جو چیئرمین صاحب آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی تھی ۔

دوسری بات یہ ہے کہ جیسے قاضی قدوس صاحب نے کہا ہے کہ بچوں کے لئے کچھ ٹیکنیکل اسکولز ہونے چاہیں تو میں اس معاملہ میں محکمہ آباد کو مبارکباد دیتی ہوں کہ ان کے بارانی علاقوں میں میں نے ٹیکنیکل کالج اور اسکولز کی visit کی ہے اور وہ اس قدر خوبصورتی سے چل رہے ہیں کہ اب گاؤں کے لوگ بھی باہر چلے گئے ہیں اور ہر گھر میں الیکٹرک گڈز موجود ہیں تو وہ چھوٹی چھوٹی چیزیں خواتین خود ہی ٹھیک کر لیتی ہیں اور ان کو شہروں میں لانے کی نوبت ہی نہیں آتی وہ چیزیں آباد والوں نے خود مہیا کی ہیں جو ابھی تک ہمیں شہروں میں مہیا نہیں ہو سکیں تو جناب والا ۔ میں یہ کہتی تھی کہ ان اسکیموں میں جیسا کہ آپ کالج اور اسکول بناتے ہیں ان میں ایک کمرہ ایسا ٹیکنیکل بنا دیں اور یہ ہو جائے کہ میٹرک کے بعد اور ایف ۔ ایس سی کے بعد لڑکیاں جب فارغ ہوتی ہیں تو کم از کم وہ الیکٹرک گڈز کی ٹریننگ لے سکیں اس لئے ٹیکنیکل کالج اور سکولز ضرور ہونے چاہیں جن میں ہم خواتین بھی داخلہ لے سکیں اور کچھ نہ کچھ سیکھ تاکہ چھوٹے چھوٹے کام بجائے اس کے کہ ہم دکانوں پر بھیجیں گھروں پر ہی کوشش خاص طور پر لڑکیاں چھ مہینے اور سال فارغ رہتی ہیں اس دوران وہ ٹریننگ لے سکتی ہیں اور اس سے بہت فائدہ ہوگا ۔ لڑکے تو بہت سی دکانوں پر بھی یہ کام سیکھ لیتے ہیں لیکن پردے میں بیٹھ کر بھی خواتین کو یہ روزگار مہیا ہو سکتا ہے اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھ کر بھی یہ کام کر سکتی ہیں اگر انہوں نے یہ کام سیکھا ہو اب تو جناب والا ۔ الیکٹرک گڈز کی بہت سی چیزیں پاکستان میں بنتی ہیں اور باہر سے بھی آتی ہیں تو اس لیے اس چیز کی بہت ضرورت ہے کہ خواتین کے لیے ٹیکنیکل سکولز ہونے چاہیں اس لیے یہ چیز اسکولوں میں ضرور شامل کریں جیسے کہ تعلیمی ادارے ضروری ہیں اس طرح ٹیکنیکل سکولز اور کالج بھی بہت ضروری ہیں ۔

جناب والا ۔ شاہین صاحبہ نے ابھی ویمن ڈویژن کے بارہ میں بات کی ہے تو وہ خواہ مرکزی ہے یا فیڈرل آفس ہے اس بارے میں میں کہتی ہوں کہ صوبائی لیول پر بھی خواتین کا ایک ایسا آفس ہونا چاہیے جو کہ ہر صوبے میں چھوٹے ۔ چھوٹے مسائل صوبائی لیول پر تحصیل لیول پر اور ڈویژن لیول پر حل کر سکے ہر آدمی کا پنڈی پہنچنا بہت مشکل ہے اور اس کے مسائل وہاں تک پہنچنا بہت مشکل ہے اگر حل صوبائی لیول پر یہ کمیشن بنا دیئے جائیں تو ہماری خواتین کے بہت سے مسائل حل ہوسکتے ہیں ۔ شکریہ

سید محمود اکبر شاہ رضوی - (چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور)
جناب چیئرمین آپ نے اپنے خطاب میں سیم اور تھور کے متعلق بہت ساری باتیں فرمائیں ہیں جس کے سد باب کے لیے بھی اقدامات کئے جا رہے ہیں یہ مسئلہ ملکی سطح پر ہے ۔ اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ ایک نئی نہر عباسیہ لنک کنال ہیڈ پنجند سے نکالی جا رہی ہے جو تقریباً 8 ہزار کیوسک کی نہر ہے اور یہ ضلع بہاول پور سب ڈویژن احمد پور شرقیہ سے گزرتی ہے ۔ یہ 8 ہزار کیوسک کی بہت بڑی نہر ہے ۔ یہ نئی بنائی جا رہی ہے بہاول پور کا وہ حصہ جو احمد پور شرقیہ سب ڈویژن کا ہے پہلے ہی سیم کی زد میں ہے اور ضلع رحیم یار خاں بھی سیم سے خاصا متاثر ہے لہذا اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ اس کو اسی طرح کچا بنایا گیا ہے اور اس کی الائمنٹ نہ کی گئی تو یہ علاقہ جو سیم کی زد میں پہلے ہی آیا ہوا ہے نہر کی وجہ سے جو اس علاقہ میں سے گزر رہی ہے دو چار سال کے بعد یہ تمام علاقہ سیم زدہ ہو جائے گا ۔ جناب والا سیم کا سدباب کرنے کے لیے یہاں سکارپ 6 کے ٹیوب ویل بھی نصب شدہ ہیں مگر اس کے باوجود بھی سیم سے چھٹکارا حاصل نہیں ہوا ۔ میری اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ اس کی الائمنٹ ہونی چاہیئے ۔ نہر پختہ ہو تا کہ سیم کے مرض سے ہم نجات حاصل کر سکیں اور ہمارے مزید رقبے سیم کی زد میں آ کر برباد نہ ہوں ۔

جناب والا اس میں ایک مسئلہ فنڈز کا پیدا ہوتا ہے کہ اس کو پکا کرنے کے لیے بہت زیادہ فنڈز چاہیئں تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ اگر آپ اس کی الائمنٹ کر دیں گے تو تقریباً 10 فیصد پانی الائمنٹ سے محفوظ ہو جاتا ہے بچ جاتا ہے 8 سو کیوسک جو پانی ہے اگر الائمنٹ نہ کی جائے وہ زمین کے ذریعہ جذب ہو جائے گا ۔ ضائع ہو جائیگا ۔ پانی الائمنٹ سے 8 سو کیوسک جو بچ جاتا ہے اور اس بچت سے تقریباً ڈیڑھ لاکھ ایکڑ رقبہ ہم سیراب کرسکتے ہیں اور ڈیڑھ لاکھ ایکڑ کے بعد الائمنٹ سے جو پانی بچے گا اس کو بچا کر آگے ہم زرعی مقاصد کے لیے استعمال کر سکیں گے اس سے ایک تو گورنمنٹ کی آمدنی ہو گی دوسرے ڈیڑھ لاکھ ایکڑ جو پانی سے سیراب ہوگا اس سے ہم ملکی معاملات میں زراعت کی پیداوار میں خود کفیل ہوسکتے ہیں ۔

جناب والا اس میں ایک بات اور بھی بتائی جاتی ہے کہ ٹیکنیکل

انجینئرز نے یہ جواز بتایا ہے کہ نہر زمین کے اندر ہے اس لئے اس کا سیپیج نہیں ہوگا - لیکن لیاقت پور تحصیل میں یہ بہت اونچی ہو جاتی ہے - دوسرے یہ کہ 8 ہزار گیوسک کی نہر سے بہر حال جو سیپیج ہے وہ ہوتا ہے اور نزدیکی جتنا بھی پانچ سات میل کا ایریا ہے - وہ سیم سے متاثر ہوگا اور ہزاروں ایکڑ رقبہ سیم زدہ ہو جائیگا -

جناب والا - اسکے بعد گذارش یہ ہے کہ اب خریف کی فصل کی کاشت کا سیزن آ رہا ہے - پہلے ہماری کپاس کی فصل کیڑے کی وجہ سے فور موسمی خرابی کی وجہ سے خراب ہوئی ہے اور اس طرح پچھلی خریف کی فصل خاصی متاثر ہوئی ہے - کچھ موسمی حالات سازگار نہ تھے اور کچھ کیڑے کا اثر تھا جس کی وجہ سے کپاس کی فصل بہت متاثر ہوئی ہے - اکثر 15 اپریل سے پانی کی سپلائی Non perennial ایریا میں شروع ہو چکی ہے اور نہروں کے متعلق ابھی میرے فاضل دوست وائس چیئرمین شیخوپورہ نے بھی فرمایا ہے کہ وہاں موقع پر فنڈز گورنمنٹ خاصے ایلوکیٹ کرتی ہے مگر اس کے باوجود موقع پر کام عام طور پر تسلی بخش طریقے سے نہیں ہوتا اور سلٹ clearance نہیں ہوتی جس کی وجہ سے ٹیلوں پر پانی نہیں پہنچ سکتا اور ہماری کاشت متاثر ہوتی ہے - 15 اپریل سے پانی کا جو سیزن ہے وہ non perennial channels کے لئے شروع ہو چکا ہے - لیکن ابھی تک کسی ٹیل پر پانی نہیں پہنچا - بہاول پور ڈویژن کے متعلق کم از کم میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وہاں لوگوں کی اتنی شکایات ہیں کہ نہروں میں پانی نہیں ہے - میں نے ایس-سی صاحب سے کئی دفعہ گذارش کی ہے کہ 20-25 دن ہو گئے ہیں - آپ پانی سپلائی کریں - تاکہ خریف کے لئے رقبے تیار ہوں - پانی بجلی موجود ہے اور صرف آپ کے جو ایکسن صاحبان ہیں وہ اس پر توجہ نہیں کر رہے ہیں اور ٹیل پر پانی نہیں پہنچ رہا ہے بہت جگہیں تو ایسی ہیں جہاں پانی کھارا ہے پینے کے لئے پانی بھی لوگوں کے پاس نہیں ہے - لوگ پریشان ہیں - یہ مان لیا کہ سردیوں میں پانی کی کمی تھی اسی وجہ سے ربیع کی فصل کو پانی نہیں ملا تھا -

جناب چیئرمین — This is a serious complaint.

سیکرٹری ایریگیشن — جناب مسعود اختر — جناب الا پتہ کرتے ہیں -

جناب چیئرمین— پتا کرتے ہیں - پتا ہونا چاہئیے پتا کرتے ہیں آپ - آپ پتا کریں گے کب آپ پتا کریں گے - آپ کی اگلی فہرست کب شروع ہو رہی ہے ؟

سیکرٹری ایریگیشن— وہ پہنچی نہیں -

جناب چیئرمین— وہ پہنچی نہیں - اور ٹسٹرکٹ میں بھی شکایات ہیں ٹھیک ہے خود جا کر شکائتوں کو دیکھیں - وہ خود تو آپ کے پاس نہیں آنی چاہئیں -

سیکرٹری ایریگیشن— صحیح ہے -

جناب چیئرمین - کمشنر صاحب آپ بھی اس کو دیکھئے گا -

کمشنر بہاولپور ڈویژن (چوہدری محمد شریف) - جناب والا - تین دن ہوئے میری ایس-ای صاحب سے بات ہوئی تھی - وہ کہتے تھے کہ نہر میں پانی پوری سپلائی سے کم آ رہا ہے - اوپر سے پانی تھوڑا آ رہا ہے -

MR. CHAIRMAN : Please listen to this.
Minister is not here. Look into this straight way.
then we will come to it.

کمشنر بہاول پور ڈویژن- ایک تہائی کوٹے سے پانی کم ملتا ہے -

جناب چیئرمین— وہ ٹھیک ہے لیکن آپ اس کو دیکھ لیجئے گا -

سید محمود اکبر شاہ رضوی— جناب والا میں گورنمنٹ کا بھی اور اور خاص طور پر آپ کا بھی شکر گذار ہوں - ضلع بہاول پور میں نئی سب ڈویژن create ہوئی ہے اور وہ یزمان سب ڈویژن ہے - اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ وہاں انٹر گرلز کالج کے لئے ہم نے گذارش کی تھی - جب موج گڑھ میں پریذیڈنٹ صاحب تشریف لائے تھے - ان کی خدمت میں بھی گذارش کی تھی - کہ بہت Thickly Populated Area ہے - وہاں گرلز انٹر کالج کی بہت ضرورت ہے - انہوں نے توجہ فرمائی مہربانی فرمائی اور پبلک میٹنگ میں ڈگری کالج کے متعلق اعلان فرمایا -

جناب چیئرمین - شاہ صاحب آپ تو چھوٹے پوائنٹس پر آ گئے ہیں- آپ آئیے سالانہ ترقیاتی پروگرام پر - آپ کچھ priorities کی بات فرمائیں کچھ اور شورے آپ دیں -

سید محمود اکبرشاہ رضوی – ٹھیک ہے - جناب والا - آب رسانی کے متعلق گذارش کروں گا - واقعی صحیح ہے کہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی میٹنگ میں چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے ہمیں بلایا تھا - جب ہمیں اطلاع ملی کہ چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے میٹنگ ہے اور اس میں سالانہ ترقیاتی پروگرام 85–1984ء ڈسکس ہوتا ہے - تو ہم نے بڑی proposals جو تھیں سکیمیں جو تھیں مختلف سیکٹر کی وہ ہم نے بنائیں اور کوشش کی کہ ہم اپنے ضلع کے لئے جو ہماری توجیہات ہیں ان کو ان کے سامنے رکھیں گے جو ضروری ہمارے پراجیکٹ ہیں ان کو ہم انٹروڈیوس کریں گے - ان کی خدمت میں گذارش کریں گے - کہ آپ مہربانی کرکے sympathetically ان پر غور کریں - چیئرمین صاحب نے فرمایا کہ یہاں نئی کوئی سکیم take up نہیں ہوگی -

جناب والا - بہاول پور میں 60 فیصد پانی کھارا ہے - جہاں پانی کھارا ہے وہاں واٹر سپلائی کو ignore نہیں ہونا چاہئے - اور یہ فگرز شاہد ہیں کہ 60 فیصد وہاں پانی کھارا ہے - لہذا اس سلسلہ میں گذارش یہ ہے کہ mini filtration plants لگائے جائیں پینے کا پانی سب سے بڑی اہم ضرورت ہے - اگر لوگوں کی جو بنیادی ضرورت ہے وہ میسر نہ ہو تو یہ ہمارے لئے بڑے شرم کا مقام ہے جہاں کھارا پانی ہے اور کوئی اور وسیلہ میٹھے پانی کا نہیں ہے - وہاں mini filtration plant ہوں - دوسرے جہاں واٹر سپلائی ہے وہاں ڈرینیج کی بھی ہمیں ضرورت ہے لیکن یہاں فرما دیا گیا ہے کہ کوئی نئی سکیم take up نہیں ہوگی - اس سلسلہ میں گذارش یہ ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ اب جناب کی یہ پالیسی ہے کہ پہلے on going schemes priority ہونی چاہئے - لیکن جہاں ہماری اتنی بنیادی اور اہم ضرورت ہے ان کو بھی consider کریں -

جناب چیئرمین – Portable water. It is on our priority list جہاں جہاں brackish water ہے وہ ویسے ہی priority میں آ جاتا ہے - جب آپ اس کو sum up کریں گے - You will just mention that

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ – ٹھیک ہے -

سید محمود اکبر شاہ رضوی – جناب والا اس کے بعد بجلی کا مسئلہ ہے جو دیہات کی ترقی کے لئے آج کل بنیادی ضرورت میں سے ایک ضرورت ہے - آپ واپڈا کے ساتھ اس سلسلہ میں کوئی کوآرڈینیشن نہیں ہے

سال 1983.84 ختم ہونے والا ہے - دو تین مہینے کا عرصہ باقی رہ گیا ہے لیکن ابھی تک ویلیج الیکٹریفیکشن سیکٹر میں کوئی progress تک نہیں ہوئی - جو ہمیں لسٹ یہاں سے گئی ہے کہ ویلیج الیکٹریفیکیشن میں فلاں فلاں دیہات کو بجلی مہیا کی جائے گی اس میں 50 more than فیصد ویلیج ایسے ہیں جو already electrified ہیں -

جناب چیئرمین — یہ کیسے ہے ؟ آپ اس کو بھی cover کریں گے ؟

سید محمود اکبر شاہ رضوی — جناب والا - ہم نے یہ بات بارہا پوائنٹ آوٹ کی ہے - ڈویژنل کوآرڈینیشن کمیٹی میں اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹی میں بھی ہم نے یہ پوائنٹ آوٹ کیا ہے کہ آپ کی طرف سے ہمیں جو لسٹ دی گئی ہے کہ یہ یہ دیہات اس سال میں یعنی موجودہ financial year میں الیکٹریفائی کریں گے وہ تو پہلے ہی الیکٹریفائڈ ہیں آپ نے کیا ان کو الیکٹریفائی کرنا ہے - آپ نے ممبروں کا کوٹہ بھی ختم کر دیا ہے - وہ دیہات اس میں ڈال دیئے جو گزشتہ دو دو سال سے الیکٹریفائڈ ہیں - اس میں ان کو quota adjust کر کے ہمارا کوٹا پورا کر دیا - وہ ہم کیا کریں گے ؟

جناب چیئرمین — اور جگہوں سے بھی یہی شکایت ہے

آوازیں — جی ہاں -

جناب چیئرمین — کیا یہ واپڈا ٹرک ہے یا کیا ٹرک ہے ؟

It is a WAPDA trick ? It is a pity that the Minister is not here.

یہ کیا ہے - آپ اس 'واپڈا ٹرک کو دیکھئے گا یہ بھی میاں صاحب - آپ کا مسئلہ ہے - یعنی آپ کے پاس 25 ہزار یا جتنے بھی گاؤں ہیں ان کے پکے statistics ہونے چاہئیں - 25 ہزار میں سے 8 ہزار ہیں جہاں پر بجلی لگی ہوئی ہے - جمع ایک will be آٹھ ہزار ایک جہاں دس ہو گی وہاں آٹھ ہزار گیارہ - وہ بڑی تو حساب کی بات ہے - چونکہ ہم نے کہا ہے کہ آپ حساب دیجئے وہ آپ کو یہ حساب دے رہے ہیں جن گاؤں میں بجلی پہلے سے لگی ہے وہ پھر سے لگا رہے ہیں - یہ تو حساب پورا کرنے کی بات ہے - ہم نے تو بہت پیسہ خرچ کیا ہے - 30 کروڑ روپیہ ہم نے اپنی پاکٹ سے خرچ کیا ہے - اس کو بہت دھیان سے پوری احتیاط سے دیکھئے

گا - ایسے گاؤں کے نام نہ دیں جن میں پہلے سے بجلی لگی ہوئی ہے - ہم نے ان سے پورا حساب لینا ہے -

نمائندہ واپڈا - میں واپڈا میں سے ہوں -

جناب چیئرمین - ہر جگہ وہی بات ہے آپ کسی سے پوچھ لیں -

نمائندہ واپڈا - پرسوں تک اس کا جواب دے دیں گے -

محترمہ سیدہ ساجدہ نیر عابدی (لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ) جناب چیئرمین ! اس میں زیادہ تر دیہات الیکٹریفائڈ ہیں ان کو دوبارہ فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے -

جناب چیئرمین - میں آپ سے بڑے عرصے سے کہہ رہا ہوں کہ جو statistics آئے ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ آپ کی لائن بہ جا رہی ہے وہ درست نہیں - ہمارے بھی statistics درست نہیں اور آپ کے بھی statistics درست نہیں ہیں - یہ آپ کے علم میں نہیں تھا ؟

سید محمود اکبر شاہ رضوی - میں اب تعلیم کے متعلق کچھ عرض کروں گا تعلیم میں بھی حکومت پنجاب نے بڑی فیاضی سے رقم مہیا کی ہے تعلیم کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے - ایک گذارش یہ ہے کہ ہمارا اولین انسٹیٹیوشن جو ہے وہ پرائمری ایجوکیشن ہے ہمارے دیہات میں لوگوں میں اس قدر شعور نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو سکول بھیجیں - ان والدین کو کہہ کر ان کو ترغیب دلا کر ان کو مجبور کر کے ان کے بچوں کو سکول بھیجنے کے لئے کہا جاتا ہے - حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ پرائمری تعلیم پر آئندہ کوئی رقم خرچ نہیں ہوگی -

جناب چیئرمین - نہیں - بہت خرچ کر رہے ہیں - میں نے تو یہ کہا تھا اور یہ ہماری ایک اپیل ہے کہ آپ ہماری مدد کریں اور کم از کم عمارتوں پر رقم لگانا شروع کریں تقریباً وہ تین سو کروڑ روپے تک پہنچتا ہے ، لہذا ہم نے یہ کہا تھا کہ آپ ہماری مدد کریں - آپ کے بہت بڑے بڑے گاؤں ہیں ہم ایک دو کمرے بنا سکتے ہیں - آپ آئیے - اپنے بچوں کے لیے کچھ وہ بنا دیں ، ہم آپ کو استاد دیں گے ٹاٹ دیں گے بلکہ میں کہہ رہا ہوں ڈبل استاد دیں گے - کرسی دیں گے - کتاب دینگے ایسی کوئی بات نہیں ، آپ کوشش کریں بڑے بڑے اچھے لوگ ہیں جنکے گھر خالی پڑے ہوئے ہیں - وہ گھر دیدیں -

سید محمود اکبر شاہ رضوی - یہ بجا فرمایا - کہ ہم میں بھی یہ سہرشہ ہونی چاہیئے اور مخیر حضرات سامنے آئیں - لیکن میری گذارش یہ ہے کہ جو ہمارے مڈل سکول ہیں ہائی سکول ہیں یا پرائمری سکول ہیں جو پہلے سے تعمیر شدہ ہیں ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے - کسی کی چھت نہیں ہے - کسی کی کھڑکی نہیں ہے -

جناب چیئرمین - یہ تو کام بہت زیادہ آسان ہو گیا ہے - وہاں کھڑکی لگا دو - چھت ڈال دو -

سید محمود اکبر شاہ رضوی - maintain کرنے کے لئے اگر تھوڑے بہت فنڈز دے دیئے جائیں تو کم از کم وہ عمارتیں جو بنی ہوئی ہیں ان کو ہم maintain رکھیں - تو لاکھوں کروڑوں کا نقصان نہ ہو اور جہاں تک اساتذہ کے متعلق جناب نے فرمایا ہے میں گزارش کرونگا کہ ہم لوگ دیہاتوں میں جاتے ہیں - دورہ کرتے ہیں اور حالات معلوم کرتے ہیں - تو ہمارے دیہاتوں میں کئی ایسے سکول ہیں جہاں عمارات بھی ہیں بچیاں بھی ہیں لیکن وہاں خاطر خواہ کوئی لیڈی ٹیچرز نہیں ہیں - جس کی وجہ سے سکول ایک ایک سال سے بند ہیں -

جناب چیئرمین - میں وہی عرض کر رہا ہوں - کیونکہ آپ نے مجھے کہتے ہوئے سنا تھا کہ یہ کوشش کریں - آپ اپنے مقامی پڑھے لکھے لوگوں کو استعمال کیجیئے گا - پھر ہم ان کو بھیجنے کی بھی کوشش کریں گے -

سید محمود اکبر شاہ رضوی - ہم نے تعلیمی حکام سے اور ڈی ای او زنانہ سے گذارش کی کہ وہاں کی مقامی لڑکیاں کوالیفائڈ ہیں انہیں رکھ لیں -

جناب چیئرمین - آپ ہماری مدد کریں - آپ نشاندھی کریں -

سید محمود اکبر شاہ رضوی - ہم نے نشاندھی کی ہے -

بیگم نجمہ حمید - جناب چیئرمین ہم چاہتے ہیں کہ اسی گاؤں کی لڑکیاں سکول میں تعینات کی جائیں -

سید محمود اکبر شاہ رضوی — جناب چیئرمین وہاں تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے سکول خالی پڑے ہوئے ہیں

وہاں تعیناتی فرمائیں ۔ وہاں لڑکیاں بھی موجود ہیں ۔ سکول بھی موجود ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ میرے خیال میں غفور صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے ، غفور صاحب کچھ کریں گے ایسی لڑکی جسکی آپ شادی وہاں کروائیں ۔ کافی ہوگیا ہارون صاحب اب آپ آئیے ۔

چوہدری ہارون الرشید تھہیم ۔ (چیف آرگنائزر ، انجمن کاشتکاران پنجاب ۔)

جناب والا ۔ میرے دو پوائنٹس حل ہو گئے ہیں ۔ ایک پوائنٹ ٹھیکیداری سسٹم کے متعلق تھا ۔ منصوبہ جات میں ٹھیکیداری پر نظر رکھی جائے ۔ جو سجاد صاحب نے حل کر دیا ہے ۔ دوسرا پروجیکٹ کمیٹیوں کے متعلق تھا ۔ وہ نعیم چٹھہ صاحب نے بتادیا ہے ۔ صوبہ سرحد کا ۔ اب تیسری گذارش کرنا چاہتا ہوں ۔ ہماری بعض سڑکیں ایسی ہیں جو اگرچہ چھوٹی ہیں مگر دو دو ضلعوں کے درمیان آتی ہیں بلکہ دو دو ڈویژنوں کے درمیان آتی ہیں ۔ اور دو دو ایس ای SE ہائی وے کے درمیان آتی ہیں ۔ ایک ضلع یا ڈویژن اس کے متعلق کچھ الاٹمنٹ کرتا ہے دوسرا ضلع یا ڈویژن کچھ کرتا ہے ۔ ایک SE ہائی وے کچھ کرتا ہے دوسرا ایس ای ہائی وے کچھ کرتا ہے ۔ اسکے متعلق گذارش ہے کہ یہ بہتر ہوگا ۔ کہ سب لوگ ایک میٹنگ کر کے فیصلہ کر لیا کریں میرا مطلب ہے کہ اس میں دونوں ضلعوں کے ڈپٹی کمشنرز دونوں کمشنرز اور دونوں ایس ای ہائی وے بیٹھ کر ایک متفقہ فیصلہ کر لیا کریں ۔ تاکہ کاشتکاروں کو تکلیف نہ ہو ۔ شکریہ

میاں محمد منیر (سینئر وائس پریذیڈنٹ آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین لاہور)

جناب چیئرمین ۔ وقت دینے کا بہت بہت شکریہ ۔

جناب چیئرمین ۔ وقت تو بہت ہے ۔

میاں محمد منیر۔ آپ نے اپنے خطبے میں بڑی مفید باتیں ارشاد فرمائیں تھیں جو یہاں آج سے دو تین ماہ پہلے ڈسکس ہوئیں طلباء میں سیاستدانوں کی مداخلت کو بند کیا جائے اس سلسلے میں میں آپ کو آپ کی حکومت کو اور جناب صدر مملکت کو مبارک باد دیتا ہوں وہ بات فقط طلباء کی نہیں تھی بلکہ طلباء جمع مزدوروں میں سیاسی اثر و رسوخ کی بات ہوئی تھی آپ نے ایک حصہ پر تو بڑی کامیابی سے یہ اپریشن کیا ہے جس کی میں نے مبارک باد

دی ہے لیکن میں درخواست کرتا ہوں کہ جو سیاسی پارٹیاں اس وقت لیبر میں مداخلت کر رہی ہیں اور ٹریڈ یونین activities میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں جب کہ ان کی سیاسی trade union activites bounod میں مگر ان کے وہ سیاسی فنڈ ٹریڈ یونینوں استعمال ہو رہے ہیں اور مزدوروں میں Polorization اس حد تک پہنچ رہے ہیں کہ مزدور آپ کسی وقت بھی کنٹرول سے باہر ہو سکتا ہے آپ سے میری درخواست ہے کہ اپ نے جس طرح طلباء کے سلسلے میں ایک طریقہ اختیار کیا ہے اس طرح اپ لیبر فیلڈ میں یا ٹریڈ یونینوں میں سیاسی اثرورسوخ استعمال کرنے والی جماعتوں کا محاسبہ کریں اور اس کا کوئی راہ عمل بنایا جائے تاکہ ملک کا مزدور اپنی Productivity اور اپنی پروڈکشن کو حاصل کر سکے !

بیگم نجمہ حمید- جناب چیئرمین یہ جنرل بحث کا وقت نہیں ہے

میاں منیر احمد میری سب سے پہلی درخواست یہ ہے کہ میں جناب چیرمین صاحب کے ارشاد کے سلسلے میں میں بات کر رہا ہوں یہ جنرل بحث کی بات نہیں ہے دوسری یہاں ڈویلپمنٹ کے سلسلے میں بہت خوبصورت باتیں ہوئی ہیں - میں سمجھتا ہوں چیئرمین صاحبان اور دوسرے دوستوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ اور انہوں نے بہت اچھی باتیں کی ہیں - مگر بالخصوص ہمارے بہاولنگر کے چیئرمین صاحب نے بڑی sweeping statement دی ہے جس سے مجھے اختلافات ہے انہوں نے کہا ہے کہ میں نے رشوت ختم کر دی ہے - میں نے پچیس برس پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کی ملازمت کرنے کے بعد ٹریڈ یونین میں کام کرنا شروع کیا ہے - اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے پبلک ورکس محکمہ میں یا پاکستان روڈز ڈیپارٹمنٹ میں یا واٹر ڈیپارٹمنٹ میں اور واپڈا میں یا کسی اور محکمہ میں رشوت ختم ہوگئی ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ خواب کی باتیں کرتا ہے کسی کو حقیقت معلوم نہیں ہے - یہ 30 فی صد کہتے ہیں کئی ایسے محکمے ہیں جہاں 50 فی صد اصل بجٹ کھایا جاتا ہے - یہ جتنی نئی کالونیاں بن رہی ہیں آپ کے ڈویلپمنٹ بجٹ کی کمیشن کی بنیاد پر بن رہی ہیں - میری بڑی ادب سے درخواست ہے کہ آپ اس کے متعلق کمیٹی بنائیں جو اس پر سروے کرے - کہ جتنی بلڈنگیں بنی ہیں ان پر کتنا پیسہ خرچ ہوا ہے اور جو باہر سے مزدور کما کر لا رہے ہیں اور جو لوکل آفیسر انجینئرز و دیگر عملہ ہے وہ ان نئی کالونیوں

میں تعمیرات کر رہے ہیں - یہ پیسہ کہاں سے آتا ہے ؟ اور یہ ایسی problum ہے جو مہنگائی کو کنٹرول کرنے کیلئے بہت ضروری ہے - یہ بجٹ کا Leakout ہو جاتا بجٹ کا ضیاع ہے - اس طرح یہ مہنگائی کی ایک بڑی وجہ ہے - یہ حکومت مہنگائی کو کبھی کنٹرول نہیں کر سکے گی جب تک اس ناجائز انکم کو کنٹرول نہیں کیا جاتا -

تو میرا انداز ہے کہ اس ڈویلپمنٹ پلان میں 422 کروڑ میں سے 140 کروڑ بلکہ پچاس فیصد اس راستے سے پبلک میں بانٹا جاتا ہے - جو کہ ڈویلپمنٹ پر نہیں بلکہ ناجائز راستے سے استعمال ہوتا ہے - بہرحال اس سلسلے میں میں ایک گزارش کرونگا کہ جہاں تک سڑکوں کے بننے کا یا بنانے یا پلان کا تعلق ہے یہ پلان بالکل درست بنتے ہیں - ان پلان پر کام بھی ہوتا ہے مگر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ سڑک جو بننے سے پہلے چھ مہینے سال یا تین مہینے کچی ہوا کرتی تھی اس کی حالت اس سے بھی ابتر ہو جاتی ہے بلکہ اس کچی سڑک پر موٹر سائیکل اور جانور تو چل سکتے تھے لیکن اس بنی ہوئی سڑک پر تو جانور بھی نہیں چل سکتے - کیونکہ وہ انتہائی خراب اور خستہ حالت میں ہو جاتی ہے - تو میری submission یہ ہے کہ جو بھی Standardization Committee ہے جو کہ سڑکوں کے سلسلے میں یا دیگر چیزیں بنانے کے سلسلے میں اس کمیٹی کی جو بھی specification ہے وہ کسی authorised سے ایسے standardised کرائی جائے تاکہ وہ غلطی جو کہ ایک دفعہ سڑک بنے اور پھر وہ ختم ہو - پھر بنے پھر ختم ہو - تو اس قسم کی غلطی نہ ہو تو میری درخواست یہ ہے کہ روڈ کی standardization اور classification کو اس طرح remodel کیا جائے کہ روز کا روز کام ختم کیا جائے - اب میں اس بات کو ختم کرتے ہوئے چھوٹی سی گزارش کرونگا - میری بہن نے مجھے ٹوک دیا اور میرا mind کہیں اور چلا گیا - میں نے سوچا کہ میری بہن نے مجھے کیوں ٹوکا ہے -

جناب چیئرمین — کہاں چلا گیا آپ کا مائنڈ ؟

میاں محمد منیر — جناب والا ! میرا مائنڈ کہیں چلا گیا ہے کیونکہ میری بہن اس چیز کی مخالف تھی کہ سٹوڈنٹ پر بین لگایا جائے -

بیگم نجمہ حمید — میں تو بین کے حق میں بولی تھی -

میاں محمد منیر — جناب والا ۔ میری درخواست یہ ہے کہ آپ نے سٹوڈنٹس میں political influence کو بند کرنے کے لیے جو اقدام کیا ہے یہ بڑا خوش آئند ہے مگر اس سلسلے میں میرے ذہن میں ایک مثال ہے ۔ اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں کہ اگر کنوئیں میں بلی کتا یا کوئی اور نجس چیز گر جائے تو اس سے چالیس ڈول یا چالیس ڈول نکال لیے جائیں تو وہ کنواں پاک ہو جاتا ہے ۔ مگر اس کے ساتھ ایک شرط ہے کہ وہ نجس چیز کنوئیں میں گری ہے اس کو پہلے نکالا جائے پھر چالیس ڈول نکالے جائیں ۔ یونیورسٹیوں میں کالجوں میں جو اساتذہ ، پروفیسرز اور ٹیچرز پولیٹیکل پارٹیز کے planted ہیں ان کے خلاف ابھی تک کوئی ایکشن نہیں ہوا ۔ نتیجہ کے طور پر ابھی تک ہمارا جو ایجوکیشن سسٹم ہے وہ disturbed ہے ۔ حضور چیئرمین صاحب ! میں آپ کی خدمت میں ادب سے عرض کروں گا کہ اس نجس چیز کو نکالے بغیر چالیس ڈول نہیں چار سو ڈول بھی نکال دئیے جائیں گے تو کنواں پاک نہیں ہوگا ۔ جب تک کہ اس نجس چیز کو پہلے نہیں نکالا جائے گا کنواں پاک نہیں ہوگا ۔ وہاں یونیورسٹیوں میں ۔ کالجوں میں planted پولیٹیکل پارٹیز کے جو اساتذہ ٹیچرز اور پروفیسرز ہیں ان کا محاسبہ کیا جائے تاکہ آئندہ پاکستان کی آنے والی نسل صحیح ایجوکیٹ ہو کر ملک کے لئے کوئی اچھا کام کر سکے ۔ آپ کا بہت بہت شکریہ ۔

جناب چیئرمین — جی آپ آئیے ۔ آپ تو صحیح معنوں میں بہت بزرگ ہو گئے ہیں ۔ کیا ہوا ؟

ایک معزز رکن — رنگ لگانا بھول گئے ہیں

میاں غلام محمد سمونکا — (چیئرمین ، ضلع کونسل ، بہاولنگر) نہیں جناب ، رنگ لگانا نہیں بھولا ۔ صرف سفید بالوں سے فائدہ اٹھاتا چاہتا ہوں ۔ کہ شائد سفید بالوں کی وجہ سے چار سال عزت سے گزار سکوں اور ضلع کونسل کے لئے کچھ کر سکوں ۔ تو گزارش یہ ہے کہ جناب والا نے فرمایا کہ ہم ان مسائل پر بات کریں یا مشورہ دیں کہ ہم کس چیز کو ترجیح دیتے ہیں ۔ تو میں اس سلسلے میں گزارش کرونگا کہ میرا ضلع بہاولنگر ہے چونکہ جناب والا حال میں وہاں تشریف نہیں لے گئے حال میں صرف ایک دفعہ تشریف لے گئے اور تھوڑا سا وقت دیا ۔ تو اس کے لئے سب سے پہلے میں گزارش کرونگا کہ ہمیں بہاولنگر میں کچھ وقت دیا جائے تاکہ آپ کو بہاولنگر کے مسائل سے پوری

آگاہی ہو سکے کہ اس کے مسائل باقی اضلاع کی نسبت ہر لحاظ سے بہت زیادہ ہیں - رسل و رسائل ، تعلیم ، صحت ، بجلی ، صاف ستھرا پانی ساری چیزیں اپنی جگہ موجود ہیں - چار سال کا جو سنہری دور گزرا ہے میں اس کو خوشامد کے طور پر نہیں کہہ رہا - حقیقت یہ ہے کہ بہت کچھ ہوا ہے ہمارے ضلع میں بھی بہت کچھ ہوا ہے - لیکن اس کے باوجود ہمارے ضلع میں ایسے علاقے بھی ہیں جو ان سہولتوں سے محروم ہیں - ان میں کچھ نہیں ہوا - جس علاقے میں ہوا ہے وہ بھی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہے - ابھی ان کی ضرورتیں پوری نہیں ہوئیں - اس کے باوجود میں گزارش کرونگا کہ ہمارے ضلع کے دو اہم مسائل ہیں جن کے حل ہونے پر ہم وہاں رہ سکتے ہیں یا ہماری عزت سے زندگی گزر سکتی ہے - ایک تو بھوکاں پتن کا پل ہے - اس کے بغیر انڈسٹری کو کوئی فروغ نہیں ملتا بلکہ فروغ کے علاوہ وہ لوگ جو ضلع بہاولنگر میں رہتے ہیں وہ احساس محرومی میں مبتلا ہیں کہ ہمارے پاکستان کی حد ستلج دریا سمجھی جاتی ہے - بہاولنگر کو علیحدہ کیا جاتا ہے اس لئے اس پل کا ہونا بڑا ضروری ہے -

جناب چیئرمین — نہیں ایسی بات نہیں - وہ انشاء اللہ ہو جائے گا -

میاں غلام محمد سمونکا — جناب - بڑی مہربانی -

جناب چیئرمین — وہ جو اعتراضات تھے میرے خیال میں وہ رفع دفع ہوگئے ہیں - انشاء اللہ کچھ وقت کے بعد یہ بھی ہو جائے گا -

میاں غلام محمد سمونکا — جناب کی بڑی شفقت - جناب والا - دوسرا مسئلہ سیم اور تھور کا ہے سیم اور تھور کی صورت اس طرح ہے کہ وہ سیلاب کی طرح بہہ رہی ہے - پانچ تحصیلوں میں سے چار تحصیلیں بالکل برباد ہوچکی ہیں - اس علاقے میں دور دور حد نظر تک پانی ہی پانی نظر آتا ہے - لوگ بے روزگار ہو چکے ہیں - ان کا ذریعہ معاش بالکل ختم ہو چکا ہے - ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے - لوگ پریشان ہیں کہ ہم کیا کریں - تو اس صورت میں کہ ہمارے تمام مسائل جو بنیادی ہیں ان کے باوجود جو گزارش میں اب کرونگا تو سب صاحبان یہ محسوس کریں گے کہ میں کیا بات کر رہا ہوں جناب والا - تعلیم کے بغیر ہم زندگی گزار سکتے ہیں - صحت کے سلسلے میں عرض کرونگا کہ اگر آدمی بیمار ہوگیا اور مر گیا تو کم از کم عزت کی زندگی ہوگی لہذا

ہیں کہتا ہوں کہ باقی تمام چیزوں کے بغیر گزر ہو جائیگا مگر روزی کے بغیر گزر نہیں ہوگا - تو ہمارا مسئلہ اس وقت روزی کا ہوچکا ہے جس علاقے کو یا جن لوگوں کو لوگ کیمیا گر کہتے تھے اب ان حالات میں میں کیا بتاؤں کہ ان کا کیاحال ہے - تو اس سلسلے میں گذارش کرونگا کہ ہمارے ضلع کے تمام اہالیان کی یہ خواہش ہے بلکہ ہماری ضلع کونسل نے متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کی ہے سوائے چوہدری صاحب کے کہ انہوں نے کبھی تکلیف نہیں کی وہاں ڈسٹرکٹ کونسل جانے کی لیکن باقی تمام ممبر صاحبان جو چوہدری صاحب کے گروپ کے ہیں انہوں نے بھی اتفاق کیا ہے کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے صرف سیم اور تھور کا انسداد کریں -

جناب چیئرمین - کیا چاہیے ؟

میاں غلام محمد سمونکا - جناب والا - صرف سیم اور تھور کا انسداد ہونا چاہیے - سیم اور تھور پر قابو پالیں ہمیں اور کچھ نہیں چاہیے - ہم ہر چیز کے بغیر زندگی گزار لیں گے - لہذا گذارش کرونگا کہ اس کا حل ہونا چاہیے - آپ اگر صرف دو دن بہاولنگر کے لئے دے دیں تو میرے خیال میں تمام لوگ آپ کو مل لیں گے اور آپ کو یقین ہو جائے گا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ بالکل صحیح کہہ رہا ہوں جناب والا - جب تک کسی چیز کو دیکھا نہ جائے اس وقت تک معلوم نہیں ہوتا - اس کے متعلق جناب کمشنر صاحب نے پہلے بھی کوشش کی اور پانچ چھ مہینوں سے بہت زیادہ کوشش کر رہے ہیں - انہوں نے مجھے فرمایا کہ آپ وفد بھیجیں - وہاں ہمارے چیف انجینئر جو سکارپ کے ہیں رحیم یار خان میں وہ راجہ سعادت مند ہیں - میں نے پانچ چھ آدمیوں کا ایک وفد بھیجا جس میں کچھ ممبر تھے کچھ غیر ممبر تھے - بڑے زمیندار لوگ بھی جس میں شامل تھے جو کہ متاثر تھے - تو راجہ سعادت مند صاحب اور کمشنر صاحب کی موجودگی میں وہاں میٹنگ ہوئی - ان لوگوں نے اپنے سیم اور تھور کے متعلق حالات بیان کیے - تو راجہ سعادت مند اس کے بعد وہاں بہاولنگر تشریف لائے میں ان کو جا کر ملا تو انہوں نے فرمایا کہ میں بلاشبہ اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ باقی اضلاع کی نسبت یہ ضلع زیادہ مستحق ہے - حالانکہ وہ خود رحیم یار خان کے رہنے والے ہیں - میرا یہ مقصد نہیں کہ رحیم یار خان میں نہیں ہونا چاہیے لیکن رحیم یار خان کے رہائشی ہونے کے باوجود انہوں نے تسلیم کیا کہ سیم اور تھور کے معاملے

میں رحیم یار خان سے بھی زیادہ مستحق بہاولنگر ہے - تو جناب میں گزارش کرتا ہوں کہ تمام اہالیان بہاولنگر کی استدعا ہے کہ ہمیں سب چیزوں کی ضرورت ہے لیکن اس کے باوجود میں کہتا ہوں کہ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہمارے تمام فنڈز بند کر دئیے جائیں اور یہ میم اور تھور کے خاتمے پر صرف ہونے چاہیں تاکہ اس موذی مرض سے نجات حاصل کی جا سکے - مہربانی - شکریہ -

سردار حاجی غلام مجتبے خان دریشک - (چیئرمین ضلع کونسل راجن پور) - جناب والا - سب سے پہلے میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ کی مہربانی سے راجن پور ضلع بن چکا ہے اس بارے میں میں چند ایک گذارشات پیش کرتا ہوں / سب سے پہلی یہ گزارش ہے کہ ہمارے علاقے میں جو ترقی ہو رہی ہے اس میں سب سے اہم مسئلہ رود کوہیوں کا ہے پہاڑی نالے رود کوہیوں کی وجہ سے ہر سال کروڑوں روپے کی جائیدادیں ضائع ہو جاتی ہیں براہ مہربانی اس کے لئے صحیح اور مناسب بندوبست کیا جائے اب موسم برسات شروع ہونے والا ہے ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی کام شروع نہیں ہوا دوسرا مسئلہ داجل کینال کی توسیع کا ہے اس بارے میں جناب چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے فرمایا ہے کہ یہ ابھی تک زیر غور ہے اس بارہ میں عرض یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی نہریں جو ہیں ، جب تک یہ سلسلہ جاری نہیں ہوتا ان کو شروع کیا جائے پچھلی دفعہ میں نے فاضل پور کی قریب ایک نہر کے بارے میں گزارش کی تھی اس بارے میں ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہے وہ حضرت والا لنک کی توسیع کے متعلق تھی اور دوسرے ایک لنک ''سی'' سے ایک نئی نہر کی اضافی کے بارے میں تھی - تیسرے جناب والا ڈی - ایکسکلوڈڈ ایریا (ڈرائیبل ایریا) کے بارے میں آپ نے گذشتہ دنوں فرمایا تھا کہ ایک سپیشل بارڈ سٹک استعمال کیا جائے گا - ابھی تک وہاں پر کوئی چیز شروع نہیں ہوئی ہے - کوئی سڑک اور کوئی ہسپتال نہیں بنا ہے - میں ہسپتال کے سلسلہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تین ویٹرنری ہسپتال اس علاقے کے لئے منظور ہوئے تھے - جامپور ، راجن پور اور روجھان کے لئے - ان کا کام اس لئے زیر التوا ہے کہ جو ٹینڈر موصول ہوتے ہیں وہ زیادہ ریٹس پر ہوتے ہیں - محکمہ والے کہتے ہیں کہ یہ ریٹس منظور نہیں ہوئے - برائے مہربانی برساتی موسم شروع ہونے سے

پہلے کوئی حتمی فیصلہ کیا جائے تاکہ اس مدن سے پہلے ان کا اجراء ہو سکے - چوتھا جناب والا - شاہرات کے بارے میں ہے فنڈز بہت تھوڑے ہیں - سڑکیں اکھڑی پڑی ہیں - آپ نے راجن پور کے لئے 176 میل سڑک منظور فرمائی تھی - ابھی تک وہ سڑک پوری نہیں ہوئی - جون قریب آ گیا ہے - ابھی صرف دو ماہ باقی ہیں - - - - -

جناب چیئرمین - آہستہ آہستہ یہ تو آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے ڈیرہ غازی خان کو ہم نے سو میل سڑک دینی ہے - اب ڈی - جی - خان کو الگ ، یعنی دو تحصیلوں کو 150 میل سے زیادہ اور پھر راجن پور اور پھر آپ کو 150 میل سے زیادہ - - - تو یہ آہستہ آہستہ ہوگا انشاء اللہ کام ہونا چاہیئے -

سردار حاجی غلام مجتبےٰ خان دریشک - جناب والا - Main مین سڑک کے بارے میں گزارش کی ہے کہ مین سڑک کے لئے فنڈز زیادہ مہیا کئے جائیں - مین روڈ جو ڈی - جی - خان اور راجن پور کے لئے ہے -

جناب چیئرمین - ہاں - یہ ہوگا -

سردار حاجی غلام مجتبےٰ خان دریشک - اس کے بعد بجلی کے بارے میں ، پہلے بھی معزز اراکین نے فرمایا ہے کہ جب بھی ہماری لسٹیں واپڈا کے پاس جاتی ہیں - اس کے بارے میں یہی جواب ملتا ہے کہ یہ Non feasible ہے Not traceable ہے اس بارے میں ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ جو مواضعات ہم نے دئے ہیں - وہ واپس بھیج دئے جاتے ہیں - اب تین چار ماہ ہو گئے ہیں ہماری کوئی بستی electrify نہیں ہو سکی ہے -

جناب چیئرمین - - - - یہ نہیں ہوئی - نمائندہ واپڈا ہیں - - - - یہ ہمارے بہت پس ماندہ علاقے ہیں - اس کو دیکھیں - ان کو ہم فنڈز بھی دے رہے ہیں -

نمائندہ واپڈا - جناب والا میں نے لسٹ دیکھی نہیں اس کو دیکھ لیں گے -

سردار حاجی غلام مجتبےٰ خان دریشک - ایک اور گزارش یہ تھی جناب والا - آپ کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا غازی گھاٹ کا پل مکمل ہو چکا ہے - نشتر گھاٹ پر پل کے لئے کچھ

منظوری جناب نے دے دی ہے ہماری گذارش ہے کہ اس کے ساتھ ریلوے ٹریک بھی ہونا چاہیئے -

جناب چیئرمین - کونسا ؟ وہ مٹھن کوٹ والا - اچھا وہ ٹھیک ہے - ضرور ہونا چاہیے -

سردار حاجی غلام مجتبےٰ خان دریشک - راجن پور کو ضلع کا درجہ مل چکا ہے اس میں جناب والا ڈسٹرکٹ ہیڈکواٹر ہسپتال ہے - لیکن وہاں پر عملہ ضلع ہسپتال کے مطابق نہیں پہنچا ہے - پچھلے دنوں وزیر صحت صاحب تشریف لائے تھے - انہوں نے فرمایا کہ وہاں پر صرف دو سپیشلسٹ آ رہے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ وہاں پر جتنے بھی ضلع کے مطابق سپیشلسٹ ہوتے ہیں وہ ہونے چاہیئیں -

جناب چیئرمین - ضرور ہونے چاہیئیں -

سردار حاجی غلام مجتبےٰ خان دریشک - تعلیم کے بارے میں یہ گزارش ہے کہ سنا گیا ہے کہ امسال راجن پور کے ضلع میں مزید سکولوں کا اجراء نہیں ہو رہا ہے - اس لئے گزارش ہے کہ راجن پور میں مذید سکولوں کا اجراء ہونا چاہیے -

جناب چیئرمین - یہ دونوں ہمارے سپیشل اضلاع ہیں ، راجن پور اور ڈی - جی خان انشاء اللہ میں خود اس کو دیکھوں گا - اور جہاں جہاں کرنا ہوگا - کر لیں گے - ویسے تو آپ کے لئے سپیشل فنڈز ہیں - آگے آئیے - میرے خیال میں اب آگے چلیں -

سید محمد صادق شاہ (چیئرمین میونسپل کمیٹی راجن پور) — جناب والا میں نے جو کچھ عرض کرنا تھا - میرے فاضل دوست غلام مجتبیٰ خان نے ابھی کہہ دیا ہے - میں صرف رودکوہیوں کے متعلق عرض کروں گا - کہ یہ مسئلہ ہمارے راجن پور کے ضلع کے لیے خاص طور پر ناسور بن چکا ہے - گذشتہ اجلاس کے دوران میں بھی میں نے جناب والا کی خدمت میں عرض کیا تھا - کہ ان کا کوئی تدارک کیا جائے کیونکہ یہ فصلوں اور خاص طور پر سڑکوں کو بہت نقصان پہنچاتی ہیں - ابھی تک کئی جگہوں پر رودکوہیوں کا پانی کھڑا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے بہت سی جگہوں پر گندم کی فصل بھی نہیں ہو سکی ہے - جناب والا نے فرمایا تھا کہ رودکوہیوں کی رکاوٹ کے سلسلہ میں کوئی تدارک ہو جائے گا لیکن اس میں ہمیں ابھی تک کچھ نظر نہیں آیا -

جناب چیئرمین ۔ اس میں کچھ وقت لگے گا ۔ لیکن جہاں تک کہ ڈی ۔ جی ۔ خان اور راجن پور کے اضلاع کا تعلق ہے ۔ اس پر خاصی priority دے رہے ہیں اور اس پر ہمارے کمشنر صاحب بھی کچھ کام کر رہے تھے ۔ وہ انشاء اللہ کریں گے ۔

سید محمد صادق شاہ ۔ جناب والا ۔ جو کچھ میرے علم میں ہے وہاں پر ابھی تک کچھ نہیں ہوا ہے ۔ آپ کی سپشل توجہ کے متمنی ہیں ۔ شکریہ

جناب چیئرمین ۔ کریں گے انشاء اللہ ۔ وہ میری بات سمجھ گئے ہیں ۔ ہم انشاء اللہ priority آپ کو دیں گے ۔ بہت priority ہم آپ کو دیں گے ۔ کیونکہ وہ بہت تکلیف دہ چیز ہے آپ کے لیے ۔ شکریہ ۔

سید اختر حسین شاہ (چیئرمین میونسپل کمیٹی لیہ) ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے تو ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ لیہ تشریف لے آئے ۔ وہاں کچھ گذارشات ہوئیں اور کچھ نوازشات بھی ۔ اس کے لیے ہم بہت ممنون ہیں ۔ اس وقت جو سب سے زیادہ پر زور مطالبہ کیا گیا وہ یہ تھا کہ جس طرح ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں دریا کے ویسٹرن سائیڈ کے علاقہ کو ٹیکس ہالیڈے دیا گیا ہے ۔ اسی طرح سے ضلع لیہ کو بھی ٹیکس ہالیڈے دیا ہے ۔ تو جناب والا نے فرمایا کہ یہ مسئلہ وفاقی ہے ہم وہاں یہ مسئلہ ریفر کریں گے ۔ اگر یہ کر دیا گیا ہے تو فبہا ۔ بصورت دیگر استدعا کی جاتی ہے کہ فوری طور پر وفاقی حکومت کو تحرک کیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین ۔ پہلے بھکر کو دیں یا پہلے لیہ کو ؟

سید اختر حسین شاہ ۔ نہیں جناب پہلے ضلع لیہ کو دیں ۔ ہم لیہ کی بات کر رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ ۔ ۔ ہم بھکر کی کر رہے ہیں ۔ کیوں بھئی بھکر ۔

خان رشید اکبر خان ۔ (چیئرمین ضلع کونسل ۔ بھکر) سر ۔ ہم تو کہتے ہیں کہ دونوں کو ٹیکس ہالیڈے دے دیں ۔ لیہ اور بھکر دونوں کو ۔

سید اختر حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں ضلع لیہ ہے بھکر ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں نہیں ہے ۔ ہم ڈی ۔ جی خان ڈویژن کی بات کر رہے ہیں ۔ ایک اور گزارش یہ ہے کہ ہمارے ضلع لیہ

میں ایک ڈگری کالج برائے طلباء ہے یہ بنیادی طور پر انٹر کالج تھا مہربانی کی گئی اس کو ڈگری کا درجہ دیا گیا اور جو وہاں پر عمارت تھی وہ انٹر کے لئے تھی اور تین بلاک بنتے تھے اور انہیں تین سٹیجز میں مکمل ہونا تھا ۔ اسے اب انٹر سے ڈگری کر دیا گیا ہے لیکن ابھی تک ایک بلاک مکمل ہوا ہے بچے وہاں پر کھلی فضا میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ جناب والا یہ چیز تو پرائمری کی حد تک بھی قابل قبول نہیں ہے لیکن کم از کم کالج میں تو بچوں کو باہر تعلیم حاصل کرنے کے لیے نہیں بیٹھنا چاہیئے پچھلی دفعہ تعرض کیا تھا ۔ آپ کے حکم سے دس لاکھ روپیہ مختص کیا گیا تھا ۔ یہ اب شنید میں آیا ہے کہ سامس کو بھی اب نصف کر دیا گیا ہے اور کالج کو پانچ لاکھ روپیہ دیا گیا ہے ۔ استدعا کی جاتی ہے کہ ایک تو وہاں پر تجربہ گاہیں نہیں ہیں دوسرا یہ ہے کہ بچوں کی تعلیم کا حرج ہو رہا ہے جس طرح آپ تعلیم پر توجہ دے رہے ہیں ۔ میں امید رکھتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ رقم ہمیں دی جائے ۔

جناب چیئرمین — آپ کے ہاں سڑکیں کیسی بن رہی ہیں ؟

سید اختر حسین شاہ — سڑکوں کا حال بھی بس ایسے ہی ہے ۔

جناب چیئرمین — (تبسم فرماتے ہوئے) اچھا ، آپ آئیے گا ۔ بھکر ضلع سے ۔

محمد ظفر اللہ خان — (وائس چیئرمین ضلع کونسل بھکر) ۔ جناب والا ۔ ابھی چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 85-1984ء کے متعلق چند ایک مفید باتیں بتائی ہیں میرے دو تین پوائنٹ ہیں جو میری نظر میں بہت ضروری ہیں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ پنجاب کی 80 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور ہر گھر میں مویشی بھی ہوتے ہیں لیکن مویشیوں کی بیماری کی تشخیص کے لئے فنڈز زیادہ نہیں رکھے گئے میں گزارش کروں گا کہ اس کے لئے زیادہ فنڈز مختص کئے جائیں اور لائیو سٹاک فارم کے ساتھ مویشیوں کے لئے سنٹرز بنائے جائیں تاکہ وہاں پر جانوروں کی بیماری کی صحیح تشخیص ہو سکے ۔ کیونکہ پاکستان میں جانوروں کے مرنے کی شرح بہت زیادہ ہے جبکہ دوسرے ملکوں میں یہ شرح بہت کم ہے ۔ اس پر خاص توجہ دینی چاہیے ۔

دوسرا جناب والا تعلیم کے لئے جہاں کافی رقم رکھی گئی ہے اس سلسلہ میں میری یہ گزارش ہے کہ ٹیچرز کی ٹریننگ کے لئے زیادہ سنٹرز کھولے جائیں کیونکہ میں بھکر کی مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں بھکر میں اس وقت 700 سکول ہیں اور مسجد مکتب سکول 153 ہیں لیکن ان سکولوں میں زیادہ تر ٹیچرز ان ٹرینڈ ہیں ۔ جب اساتذہ غیر تربیت یافتہ ہونگے تو وہ کیا پڑھائیں گے ۔ ٹیچرز کی ٹریننگ کے لئے سنٹرز کھولنے چاہئیں تاکہ وہ ٹرینڈ ہو کر صحیح طور پر بچوں کی تربیت کر سکیں

اس کے علاوہ ہم گورنمنٹ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے چھ اضلاع کا اجراء کیا ہے ۔ اس سلسلہ میں میری یہ گزارش ہے کہ تحصیلوں ہیڈ کوارٹر اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کو آپس میں ڈبل سڑک کے ذریعہ ملانا چاہیے کیونکہ تحصیل ہیڈ کوارٹر سے جو لوگ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر جاتے ہیں سنگل سڑک ہونے کی وجہ سے انہیں دقت ہوتی ہے ۔ ڈبل سڑک ہمارے لئے باعث فخر ہوگی اور آپ کی مہربانی ہوگی ۔ شکریہ ۔

رانا نذیر احمد خان — (وائس چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ) ۔ جناب چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات نے ہمیں جو سلائیڈیں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے متعلق دکھائیں ہم یہ محسوس کر رہے تھے کہ دیہاتی لوگوں کی ضروریات کیا ہیں اور جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ لوگوں کو کسطرف زیادہ weightage دینا ہے ۔ میرا اپنا تجربہ جو میرے مشاہدے میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ دیہاتی لوگوں کی جو سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ سڑک ہے ۔ مثال کے طور پر ہر یونین کونسل میں ہم نے ایک BHU دینا ہوتا ہے ۔ ضلع گوجرانوالہ میں ایک یونین کونسل ایسی ہے کہ جہاں کوئی پکی سڑک نہیں ہے لیکن ہم انہیں ہدایت کے مطابق ایک BHU دیا ۔ ساری یونین کونسل کے لوگ اکٹھے ہو کر میرے پاس آئے ، پچھلی دفعہ بھی میں ضلع کونسل کا وائس چیئرمین تھا ۔ تو انہوں نے کہا آپ جو 7 لاکھ روپیہ BHU کیلئے دے رہے ہیں اس کی بجائے ہماری یونین کونسل میں ایک سڑک بنا دیں ۔ ان کو ہم نے اسی یونین کونسل میں ایک مڈل سکول دیا لیکن انہوں نے نے کہا کہ مڈل کی بجائے ہمیں سڑک بنا دی جائے ہمارے بچے خود سائیکلوں پر چلے جائیں گے اور مریضوں کو ہم خود تانگوں پر یا ویگنوں پر لے جائیں گے کیونکہ ہمیں سب سے زیادہ ضرورت سڑک کی ہے ۔ سائیڈوں

سے بھی یہی اندازہ ہوا ہے کہ ہم سب سے زیادہ weightage سڑکوں کو دیتے ہیں لیکن میری گزارش یہ ہے کہ سڑکوں کو اس سے بھی زیادہ اہمیت اگر ہم دے سکیں تو دینی چاہیے ، جیسے ان لوگوں نے کہا کہ -

جناب چیئرمین — وہی تو ہم پوچھ رہے ہیں اسی میں آپ ہماری مدد کیجئے گا یعنی آپ کی جیب میں 400 کروڑ یا 422 کروڑ روپے موجود ہیں تو آپ بتائیں نہیں ہم کہاں کہاں خرچ کریں ؟

رانا نذیر احمد خان — جناب والا ہم دیہاتی لوگوں کے اور میرے اپنے مشاہدے میں جو بات آئی اس کے مطابق میں یہ کہ سکتا ہوں کہ 422 کروڑ روپے میں سے آپ 300 کروڑ سڑکوں پر لگا دیں - کیونکہ ان کیلئے تعلیم حاصل کرنے کیلئے دو میل پکی سڑک پر جانا آسان ہو جائے گا چار میل یا پانچ میل کا سفر وہ آسانی سے پکی سڑک پر کر کے ہسپتال پہنچ سکیں گے - جناب والا بجائے اس کے نہ جگہ جگہ ہسپتال کھول دیے جائیں نہ وہاں کوئی لیڈی ہیلتھ وزیٹر جاتی ہے اور نہ ہی وہاں کوئی مریض جاتا ہے - جناب چیئرمین کے نوٹس میں یہ بات ہے کہ گوجرانوالہ میں ایک ہسپتال میں گدھے بندھے ہوئے تھے تو وہاں پیسے لگانے سے ہمیں کیا حاصل ہے جب تک ان لوگوں کے پاس وہاں سڑکیں نہ بن سکیں -

جناب چیئرمین — اس وقت ہم ایک سال میں تقریباً 800 سے 1000 میل سڑک بنا رہے ہیں کیا آپ اس سے بھی زیادہ سڑکیں بنانا چاہیں گے -

رانا نذیر احمد خان — جی ہاں - ہم اس سے بھی زیادہ سڑکیں چاہیں گے -

جناب چیئرمین — اور پھر اس لئے آپ کو کچھ چھوڑنا پڑے گا - سکول چھوڑنے پڑیں گے - ہسپتال چھوڑنے پڑیں گے - یہ سب چیزیں چھوڑ دیں -

رانا نذیر احمد خان — جی -

ایک معزز رکن — دو سال کے بعد پھر بنانی پڑیں گے -

جناب چیئرمین — نہیں اس کیلئے ہم نے specification کی ہے وہ ہم آپ کو بتائیں گے -

چوہدری نعیم حسین چٹھہ — (چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ) جناب والا میری تو یہ گزارش ہے کہ رورل ایریا کیلئے جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں اس میں سے 300 کروڑ روپے کی آپ سڑکیں بنا دیں جو

بجے village Elec rification پر لگا دیں اور اگر کچھ بچے تو باقی شعبوں پر خرچ کر دیں اور اگر پیسے نہیں بچتے تو سال دو سال کیلئے باقی ترقیاتی پروگرام روک دیں ۔ یہ ہماری بنیادی ضرورت ہے ۔

جناب چیئرمین— جی ۔ ہاں میں تو اس سے متفق ہوں ۔

رانا نذیر احمد خان—دوسری جو بات ہم ترجیحات میں شامل کرنا چاہتے ہیں وہ بجلی ہے اگر گاؤں میں سڑک اور بجلی پہنچ جائے تو نقل مکانی بہت کم ہو جائے گی ۔

تیسری اہمیت تعلیم کو دی جانی چاہیے اور اس کے بعد صحت ۔

جناب چیئرمین ۔ تعلیم پھر تین سال کے بعد ۔

رانا نذیر احمد خان—جناب والا سب سے زیادہ ضروری چیز سڑک ہے ۔

جناب چیئرمین— سڑک اور دوسری چیز آپ نے کیا کہی تھی ؟

رانا نذیر احمد خان— بجلی جناب ۔

جناب چیئرمین — سڑک اور بجلی پھر تین سال کیلئے تو سکولوں کی چھٹی ہو گئی ۔

رانا نذیر احمد خان— جناب والا سکولوں کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس کئی سکول ایسے ہیں جہاں صرف بیس بیس طالب علم ہیں ۔ ایک گاؤں میں مسجد سکول بھی ہے دوسرا سکول بھی ہے اور بچہاں پڑھ نہیں رہیں ۔ اسلئے جو سکول ہیں ان کی صحیح دیکھ بھال کی جائے ۔ وہاں اساتذہ آئیں ، لیڈی ٹیچرز پہنچیں ۔ جناب والا ڈیڑھ میل کا سفر دیہاتی بچوں کیلئے کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ شکریہ ۔

جناب میاں شجاع الرحمن—(میئر لاہور میونسپل کارپوریشن) جناب والا آج صبح کے وقت چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات نے پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے متعلق تمام چیزوں کو بڑے اچھے طریقے سے پیش کیا میرے فاضل دوستوں نے اپنی ضروریات کے مطابق بہت سی تجاویز پیش کی ہیں میں اسی سلسلہ میں یہ گزارش کروں گا جیسے سب سے زیادہ توجہ تعلیم کی طرف دینی چاہیے ، کیونکہ اگر ہمارے پاس تعلیم ہے تو

کتاب کچھ ہے اور تعلیم کے ذریعہ ہم ہر چیز حاصل کر سکتے ہیں ۔ اس وقت شہروں میں خاص طور پر ہائی سکولوں کی اشد ضرورت ہے ۔ داخلوں کیلئے لوگ ادھر ادھر گھومتے رہتے ہیں اور سفارشیں کرواتے ہیں کیونکہ ان کے بچوں کو نویں اور دسویں جماعت میں داخلہ نہیں ملتا گاؤں میں فنی اداروں کی ضرورت ہے کیونکہ گاؤں میں ٹیکنیکل لوگ میسر نہیں ہیں ۔ اسلئے میری یہ گزارش ہے کہ دیہاتیں میں ایسے ٹیکنیکل سکول کھولے جائیں جس میں بچوں کو ہم فنی تربیت دے سکیں اس طرح ٹیکنیکل ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد یہ بچے گاؤں میں شہروں میں اور باہر جا کر بھی آسانی سے اپنا کام کر سکتے ہیں ۔ شہروں میں ہم نویں اور دسویں جماعت کیلئے زیادہ سے زیادہ استاد اور کمرے مہیا کرنے چاہیں ۔ کیونکہ مڈل کرنے کے بعد بچوں کو سخت تکلیف ہو رہی ہے اور ان کو کہیں داخلہ نہیں مل رہا ۔

جناب والا اس طرح سڑکوں کی بھی بہت ضرورت ہے کیونکہ کوئی ملک مواصلات کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا ۔ بہرحال جتنا بھی ہمارے پاس بجٹ ہو اس کے مطابق ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ جس جگہ سڑکوں کی ضرورت ہے وہاں پر سڑکیں زیادہ بنائی جائیں اور جہاں پر سکولوں کی ضرورت ہے وہاں پر سکول مہیا کئے جائیں ۔ جہاں ڈسپنسریوں کی ضرورت ہے وہاں پر ڈسپنسری بنائی جائے ۔ جہاں ہسپتال کی ضرورت ہے وہاں پر ہسپتال بنایا جائے اس ۔ سلسلہ میں میری یہ گزارش ہے کہ اگر ان ضرورتوں کی ترجیحات ڈسٹرکٹ کونسلوں میونسپل کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں سے حاصل کر لی جائیں تو اس سے اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ کس حلقہ میں کس چیز کی زیادہ ضرورت ہے ۔ اسی طرح جس چیز کی جس علاقہ میں زیادہ ضرورت ہے وہاں پر اس کام کیلئے رقم مہیا کر دی جائے دوسری جگہ پر اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہے تو اس کیلئے بجٹ میں اس کام کیلئے رقم مختص کر دی جائے ۔ اس طرح ہر ضلع کی جو اپنی اپنی ترجیحات ہونگی اس کے مطابق اگر کام ہو گا تو وہاں کے لوگوں کو یقینی طور پر زیادہ فائدہ پہنچے گا ۔ شکریہ ۔

مس سکینہ بیگم چوہدری — (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) جناب والا میں آپ کی نہایت شکر گزار ہوں کہ اپنے مجھے بھی بولنے کا موقع فراہم کیا چونکہ اسوقت سالانہ ترقیاتی پروگرام پر بات

ہو رہی ہے میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ سب سے زیادہ توجہ تعلیم پر دی جانی چاہیے اس کے بعد صحت پر کیونکہ جناب والا ابھی تک گاؤں یا شہر میں تعلیم نہیں ہوئی اس وقت تک ہم کوئی ترقی نہیں کر سکتے اس کے بعد میں گزارش کروں گی کہ جہاں پر پانی کی ضرورت ہے وہاں پر پانی مہیا کیا جائے کیونکہ صاف ستھرا پانی صحت کیلئے بہت ضروری ہے جہاں جہاں زیر زمین پانی کڑوا ہے وہاں پر پانی کا انتظام کیا جانا چاہیے

اس کے بعد میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح لاہور سے فیصل آباد تک ڈبل روڈ بنائی گئی ہے لاہور سے فیصل آباد تک بھی اسی طرح ڈبل روڈ بنائی جائے - کیونکہ آئے روز ہم اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں کہ فلاں حادثہ ہو گیا ہے کبھی بس کا ٹرک سے حادثہ ہو جاتا ہے جس سے کئی جانیں تلف ہو جاتی ہیں - بس یہی میری تجاویز ہیں - شکریہ

چوہدری رحمت علی باگڑی - (چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ)

جناب چیئرمین -

ہم چیئرمین پی اینڈ ڈی کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اپنی رپورٹ بڑی تفصیل سے پیش کی ہے اور آئندہ مالی سال کیلئے جو انہوں نے کچھ اشارہ کیا ہے جہاں تک ان کی صوبائی رپورٹ کا تعلق ہے یہ بڑی اطمینان بخش ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کی رفتار کو ہمیں کچھ تیز کرنا ہو گا کیونکہ جو باقی ہونے دو مہینے ہیں اور چالیس فیصد کے قریب جو بقایا کام ہیں ان کو بھی مکمل کرنے کیلئے ہمیں کافی جدوجہد کرنی ہو گی - جہاں انہوں نے آئندہ مالی سال کیلئے اشارہ کیا ہے انہوں نے سیکٹر وائز صحیح نہیں بتایا کہ کتنی رقم کس کس سیکٹر کو دی جا رہی ہے بہرکیف اتنا انہوں نے ضرور فرمایا ہے کہ ان تقریباً ان ہی لائنز پر بجٹ تیار ہو گا جو رواں مالی سال کیلئے ہے تو اس میں ہر سیکٹر کیلئے جتنی رقم مختص کی گئی ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ بالکل ٹھیک ہے البتہ اس میں minor adjustment کی ضرورت ہے سڑکوں کی بھی ضرورت ہے ایجوکیشن کی بھی ضرورت ہے صحت کی بھی ضرورت ہے واٹر سپلائی کی بھی ضرورت ہے اور اس طرح بجلی کی بھی ضرورت ہے لیکن ہمیں اب لگتا ہے پالیسی کو سیکٹر وائز اس طرح وضع کرنا ہو گا کہ ہم اس کو بہتر طریقے سے streamline کر سکیں اور اس سے اچھے نتائج حاصل کر سکیں

جناب والا — میں عرض کروں گا کہ سب سے پہلے ہماری جو priority ہے تو تعلیم کی ہے اور تعلیم میں جتنی رقم بھی مختص کی گئی ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ کافی ہے اگر اس کو صحیح طریقے سے لگایا جائے ہر ضلع سے یہ آواز آ رہی ہے کہ پرائمری اسکولوں کی حالت کافی خستہ ہے ان کی عمارت کی ، ان کے میٹیریل کی ۔ اور ان کے تعلیم کے معیار کی ۔ تو جناب والا ۔ یہ ہمارا فرض اولین ہے کہ پرائمری سطح پر ہم اس سٹینڈرڈ کو برقرار رکھیں بجائے اس کے کہ ہم نئے اسکول کھولتے جائیں پرانے اسکولوں کی حالت کو بھی ہم نے بہتر کرنا ہے اور ان کی عمارات کو گو مقامی لوگ اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کرتے ہیں کہ ان کو ٹھیک کر لیں لیکن ہر جگہ وہ نہیں کر پاتے اس لئے اس بجٹ میں ہمیں پرانے اسکولوں کی مرمت کیلئے رقم رکھنی چاہیئے اور کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ ہمارا جو اسکول ہے خواہ وہ گاؤں سے دو میل دور ہے لیکن اگر اس کا معیار اچھا ہے اس کی بلڈنگ اچھی ہے اس کا سامان اچھا ہے گراونڈ اس کے ساتھ ہے پڑھانے والے وہاں موجود ہیں تو دو میل سے بچہ چل کر چلا جائے گا لیکن اگر اس اسکول میں نہ تو کوئی عمارت ہے اور نہ پڑھائی ہوتی ہے تو وہ بچہ دو قدم بھی نہیں چلے گا اور یہی وجہ ہے کہ جو لوگ گاؤں میں کھاتے پیتے ہیں وہ اپنے بچوں کو شہروں میں بھیجتے ہیں اور وہاں پڑھانے کیلئے وہ تیار نہیں ہیں تو جناب والا ۔ پہلی ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ ہم تعلیم کے سٹینڈرڈ کو اس طرح کریں کہ جو بھی ہمارے پاس اسکول ہیں ان کا سٹینڈرڈ ہم کسی نہ کسی طریقے سے بہتر کر پائیں ۔

دوسرے جناب ہماری جو کہوٹ تا مارکیٹ سڑکیں ہیں ان کے متعلق میں عرض کرونگا کہ ان کیلئے رقم بالکل ٹھیک ہے مگر اس کی utilization بروقت نہیں ہو پاتی ۔ اس کی دو وجوہات ہیں ایک تو یہ کہ گویہ ذمہ داری ضلع کونسل ہی کی تھی کہ از کہوٹ تا مارکیٹ کیلئے جو زمین تھی وہ free of cost مہیا ہوا کرتی تھی اور ان لوگوں نے کی ہے ہر جگہ لوگوں نے بڑی ہمت دکھائی ہے اور آگے بڑھ کر انہوں نے اپنی زمین بغیر کسی معاوضہ کے دی ہے لیکن اگر آٹھ دس میل کی سڑک کا ٹکڑا ہے اور اس میں کوئی آدمی کہتا ہے کہ میرا تو صرف ایک ایکڑ ہے اور میں دینے کیلئے تیار نہیں ہوں تو جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں گزارش کرونگا کہ متعلقہ محکمہ کو یہ اختیار ہونا

چاہیئے کہ وہ زمین کا وہ تھوڑا سا ٹکڑا acquire کر لیں۔ تاکہ پوری کی پوری سکیم صرف اس ایک ایکڑ کیلئے یا سو گز کیلئے رک نہ جائے۔

دوسرے جناب والا۔ میں نے جو تجویز کیا ہے از کھیت تا مارکیٹ سڑکات تھی محکمہ ہائی ویز کے پاس ہے ان کا اپنا communication and wo ke بھی ہے اور roads and bridges بھی ہیں تو یہ محکمہ تھوڑا سا over-worked ہو گیا ہے اس کے ساتھ جو رورل روڈز کے کام رورل ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کرتا تھا ان کے پاس پوری انجینئرنگ برانچ موجود ہے لیکن ان کے پاس کام کرنے کیلئے کوئی چیز نہیں۔

جناب چیئرمین۔ میں آپ کا یہ پوائنٹ نہیں سمجھا۔ اس کی پھر وضاحت کیجئے گا۔

چوہدری رحمت علی باگڑی۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ از کھیت تا مارکیٹ جو سڑکات ہیں یہ محکمہ ہائی ویز بنا رہا ہے پہلے رورل روڈز رورل ڈیپارٹمنٹ بناتا تھا رورل ڈیپارٹمنٹ کے پاس انجینئرنگ کا جو عملہ ہے وہ پورے کا پورا ہے مگر کام ان کے پاس نہیں ہے تو اس میں سے کچھ حصہ یعنی سو میں پچیس فیصد اگر رورل ڈیپارٹمنٹ کو دے دیا جائے تو اس سے ایک تو ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ کا بوجھ تھوڑا سا ہلکا ہو جائے گا اور دوسرے جو ہمارے پاس ایک برانچ بالکل بیکار بیٹھی ہوئی ہے وہ کام کرنا شروع کر دے گی اور ان کا آپس میں competition ہونے سے معیار بھی بہتر ہو جائے گا۔

جناب والا۔ میں بجلی کے متعلق عرض کروں گا کہ اس میں جو سلیکشن ہوتی ہے اس میں کچھ گاؤں غلط آ جاتے ہیں اور اس کا zig zag طریقہ بن گیا ہے اس کو اگر ڈویژن کی سطح پر localize کر دیا جائے وہاں چیئرمین ایریا الیکٹرسٹی بورڈ ہوتا ہے کمشنر صاحب ہوتے ہیں تو اگر یہ تعین کر دیا جائے کہ ڈویژن کو ہم نے اتنے گاؤں دینے ہیں کہ وہ الیکٹریفائی کر لیں تو ڈویژن لیول پر ہم آسانی سے صحیح گاؤں سلیکٹ کر پاتے ہیں بجائے اس کے کہ اوپر سیکرٹری ایریگیشن کے پاس یا جنرل منیجر کے پاس جائے تو اس طرح سے اس لسٹ میں غلطیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان میں الیکٹروفائڈ گاؤں آ جاتے ہیں کچھ ایسے گاؤں آ جاتے ہیں جو ضلع کونسل نے پلان کئے نہیں ہوتے اپنی طرف سے ان کا اندراج ہو جاتا ہے

اور یہ وہ کہتے ہیں کہ ان کا تو فاصلہ زیادہ ہے۔ یہ ہو گیا ہے وہ ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ اور پہلے سال میں وہ لسٹ تیار نہیں ہوتی تو اس سلسلے میں میری یہ ابتدا ہے کہ اس کو ڈویژن لیول پر کیا جائے۔

دوسرے جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے گوجرانوالہ کی ایک سکیم گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ہے جو اس سال میں تھی اور اس کے متعلق جناب چیئرمین پی اینڈ ڈی ۔ صاحب نے منظوری دیکر اوپر بھیج دی تھی اور ECNEC نے اسے کوئی اعتراض لگا کر واپس کر دیا تھا اور وہ اب pending پڑی ہوئی ہے پچھلے اجلاس میں بھی میں نے عرض کیا تھا اور جواب یہ آیا ہے کہ 18 جنوری کو محکمہ پی۔اینڈ۔ڈی میں ایک میٹنگ ہوئی تھی اور اس کے متعلق consider کیا جا رہا ہے تو جناب والا ۔ میں عرض کرونگا کہ یہ مسئلہ پورے گوجرانوالہ ڈویژن کے لئے بڑا اہم منصوبہ ہے اس کیلئے ہم نے زمین بھی حاصل کر رکھی ہے ان کو ایسے بھی دینے ہیں اسلئے عرض ہے کہ یہ expedite ہوجائے یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

ایک اور جناب والا میں عرض کرونگا کہ اے ڈی پی میں بعض انفرادی قسم کی اسکیمیں ہوتی ہیں گوجرانوالا کے لئے نالہ ڈیک کی اسکیم بہت ضروری ہے نالہ ڈیک جو کہ گوجرانوالا کے تھانہ بھنلو کو اور شیخوپورہ کے کچھ رقبے کو بالکل برباد کرتا ہے اس کو channalize کرنے کے لئے کچھ فنڈز مختص کئے جائیں یہ جناب والا ہمارا بہت دیرینہ مطالبہ ہے اور امید ہے کہ اس سال اس کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور رکھا جائے گا۔

میاں عبداللطیف (وائس چیئرمین، ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ)
جناب چیئرمین سب سے پہلے تو میں آپ سے یہ عرض کرونگا کہ ہمارا ضلع چونکہ نیا ہے اس لئے اس کو بھی نئے ضلع کے طور پر consider کیا جائے جتنے نئے اضلاع ہیں ان میں آپ نے دورے کئے ہیں لیکن ہمارا ضلع ابھی تک نظر انداز کیا گیا ہے بہت سے ہمارے مسائل ہیں ہمارا یہ ضلع اتنا ترقی یافتہ نہیں ہے جتنا کہ سمجھا جاتا ہے سیم اور تھور نے ہمارے ضلع کا بیڑہ غرق کر دیا ہے اور وہاں کی زمین کا سیما ناپ ہو گیا ہے جب آپ وہاں آئیں گے تو ہم آپ کو دکھائیں گے کہ سیم اور تھور نے ہماری زمینوں کو بالکل خراب کرکے رکھ دیا ہے۔

جناب چیئرمین - انشاء اللہ کہیں گے -

میاں عبداللطیف - جناب والا - سب سے پہلے عرض یہ ہے کہ 75 فیصد آبادی تقریباً دیہات میں بستی ہے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے جو یہاں سلائیڈز دکھائی ہیں ان میں کالج کی تعلیم پر تقریباً 89 فیصد خرچہ دکھایا گیا ہے لیکن وہ میرے خیال میں کسی دیہات میں کالج نہیں بنائیں گے سارے کے سارے شہروں میں بنائیں گے تو جناب والا میری اتنی عرض ہے کہ جو ہم دیہات والے لوگ آمدن دیتے ہیں ان میں ہمارا حصہ بھی ہونا چاہیے اور سب سے پہلے جو ترجیح دینی چاہیے وہ لڑکوں کو دینی چاہیے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سب سے پہلے لڑکوں کو ترجیح دینی چاہیے۔

جناب چیئرمین - آپ کے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو کتنی لڑکیاں ملی ہیں -

میاں عبداللطیف - جناب والا 150 میل کے قریب - لیکن ابھی تک صرف 55 میل بنی ہیں

جناب چیئرمین - نہیں دیکھیں 55 میل تو بن گئی ہیں سمجھیں آپ کی 130 میل ہو جائے گی آپ کے پرانے ضلع کو سو میل ملتی تھی اور ایک ایک تحصیل کو جو ابھی ضلع بنا اسکو ایک سو تیس میل یا 155 میل جتنی ابھی آپ کہہ رہے ہیں اگر 55 میل بنی تو انشاءاللہ 130 یا 150 میل بنیں گی -

میاں عبداللطیف - دوسرے جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ پرائمری تعلیم کے متعلق آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا ہے کہ پرائمری تعلیم کا معیار اونچا ہونا چاہیے - تو میں عرض کر رہا تھا کہ جو وہاں استاد ہیں وہ اتنے نااہل ہیں کہ ان کو پتہ نہیں چلتا کہ ان کو کیا پڑھانا ہے اور جو بچوں کا نصاب ہے اس میں اتنی کتابیں ہیں کہ بچوں کو بستے اٹھا اٹھا کر لے جانا پڑتا ہے تو میری یہ عرض ہے کہ اس نصاب کو کم کیا جائے - اور جو نااہل استاد ہیں ان کو اس محکمہ سے نکال دیا جائے کیونکہ جو بنیادی تعلیم ہے وہ پرائمری تعلیم ہے اس کی مثال میں آپ کو یہ دینا چاہتا ہوں ہمارے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک ہائی سکول ہے - وہاں پرائمری سکول بھی ہے لیکن جب وہاں سے پانچویں جماعت سے

لڑکے فارغ ہو کر جاتے ہیں تو وہاں ہائی سکول کا جو ہیڈ ماسٹر ہے ان کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوتا اس لئے عرض ہے کہ پرائمری ایجوکیشن کیطرف خاص طور پر توجہ دیں تاکہ یہ معیار بلند ہو سکے ۔

چوہدری قادر بخش (چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) جناب والا جب میں نے سارے ضلع کا ٹور کیا تھا تو سب سے بڑی ضرورت لوگوں نے جو میرے سامنے پیش کی وہ گرلز سکول کی اپ گریڈیشن تھی ۔ وہاں grown up گرلز 20-20 میل کھڑے ہو کر بسوں میں سفر کرتی ہیں ۔ بیسیوں گاؤں ایسے ہیں جنہوں نے سٹیٹرڈ کی بلڈنگز تیار کر رکھی ہیں لیکن ان کو اپ گریڈیشن نہیں مل رہی ۔

جناب چیئرمین - جب آپ میرے پاس آئیے گا اس کا خاص ذکر کیجئے گا ۔ نشاندہی کیجئے گا ہم دیکھ کر وہیں پر فیصلہ کریں گے ۔

چوہدری قادر بخش - جناب والا پچھلی دفعہ میں نے گوجرہ کے متعلق ذکر کیا تھا ۔ وہ مصیبت زدہ ہے سیم کا علاقہ ہے اس وقت تک اسکا کچھ نہیں بن سکا ۔ وہاں یہ پوزیشن ہے کہ گوجرہ میں جو سگنل ہے وہاں ریلوے ٹریک بھی sink کر رہا ہے ۔ اس پر ذرا جلدی توجہ دیں ۔

MR, Chairman-I will cover this point Inshaa Allah.

بیگم زبیدہ جعفری - (خاتون کونسلر مونسپل کارپوریشن ملتان) جناب گورنر میں آپکی وساطت سے یہ عرض کروں گی صبح ہمیں یہ بتایا گیا کہ ملتان میں سوریج بچھ گیا ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ ملتان میں سوریج بچھا دیا گیا ہے لیکن نا معلوم کس اصول کے تحت بچھایا گیا ہے ۔ جس سڑک پر سوریج بچھایا ہے اس علاقہ میں جو ملحقہ گلیاں ہیں وہ نیچی ہیں اور سڑک اونچی ہے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہاں گندا پانی کیچڑ بنا ہوا ہے وہ گلیوں کے اندر آرہا ہے ۔

جناب چیئرمین - یہ تو جنرل ڈیبیٹ میں لے لیں گے ۔

بیگم زبیدہ جعفری - صبح سوریج کے متعلق ذکر ہوا تھا اس لئے میں نے عرض کی ہے ۔

جناب چیئرمین - وہ سوریج کا مسئلہ جنرل ڈیبیٹ میں لے لیں گے ۔ کوئی اور بات بتائیں ۔

بیگم زبیدہ جعفری - سیوریج کی وہاں اہم ضرورت ہے اور وہ بھی بری حالت میں ہے - پھر وہاں گندا میٹریل لگایا ہے - وہاں جتنے میں ہول ہیں میں ان کے متعلق اعدادوشمار لائی ہوں -

جناب چیئرمین - یہ جنرل ڈیبیٹوں میں آجائیگا - آپ سالانہ

بیگم زبیدہ جعفری - وہاں میٹریل بالکل ٹھیک نہیں لگایا گیا -

جناب چیئرمین - وہ جنرل ڈیبیٹ میں کریں گے -

بیگم زبیدہ جعفری - پھر تعلیم کے متعلق عرض کرتی ہوں -

جناب چیئرمین - ہاں تعلیم کے متعلق بات کریں -

بیگم زبیدہ جعفری - ملتان کے اندر -

جناب چیئرمین - ملتان کے متعلق نہیں پنجاب کی بات کریں -

بیگم زبیدہ جعفری - جناب والا پنجاب میں کئی ایسی جگہ ہیں جہاں ہمارے پاس اوقاف کے اور ریونیو بورڈ کے کئی پلاٹ ہیں - اگر ہم تحقیق کریں تو ان پلاٹس پر ہمارے ہائی سکولز بن سکتے ہیں - ملتان میں میں نے جاکر دیکھے ہوئے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ملتان کے متعلق عرض کروں -

جناب چیئرمین - ان کو جنرل ڈیبیٹ میں کرلیں -

بیگم زبیدہ جعفری - وہ میں جنرل ڈیبیٹ میں بتا دوں گی - ان پلاٹس کی طرف توجہ دیجئے تاکہ وہاں پر اچھے سکول اور کالج بن سکیں - محکمہ اوقاف کے پاس مسلم اور غیر مسلم کے کافی پلاٹس ہیں -

جناب چیئرمین - Thank you very much. Wind up کریں

ملک اقبال احمد لنگڑیال (چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال)
جناب والا آپ نے تجاویز مانگیں ہیں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے متعلق - ہمارے دوستوں نے اس کے متعلق کافی رائے دی ہیں کہ مختلف اضلاع میں جس طرح کی ضرورت ہو اس طرح ان کو فنڈز دیجئے اسی طرح سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ان کو priority دیجئے جناب والا میں گزارش کروں گا کہ ہمارا ضلع ساہیوال ہے - ساہیوال میں جو سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ڈرینیج کی ہے -

جناب چیئرمین - ڈرینیج کی -

ملک اقبال احمد لنگڑیال - وہاں سیم اور تھور اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ ساہیوال کو اس کے چاروں اطراف سے گھیر لیا ہے - ساہیوال اوکاڑہ روڈ اکثر بند ہوتی ہے - ٹریفک بلاک ہوتی ہے - ساہیوال پاک پتن روڈ جس کے متعلق میں گزارش کر رہا ہوں وہ بھی بند ہوتی ہے - چچہ وطنی میں بھی سیم آ چکی ہے - عارف والا کی طرف سے بھی سیم آ چکی ہے - نور شاہ ساہیوال کی طرف سے بھی سیم آ چکی ہے - جناب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ سیم اور تھور پر ہم قابو پا رہے ہیں - اس کے متعلق جناب والا میں گزارش کروں گا کہ پچھلے سال اس ضلع میں تین ڈرینیج تھیں جن کے لیے پچھلے سال میں بھی کھدائی کے لیے فنڈز نہیں رکھے گئے اور اب بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی - کم از کم جو سابقہ ڈرینیج کھدی ہوئی ہے اس کی کھدائی کی جائے اور سیم کا پانی نکالا جائے - ہمارا ضلع بنیادی طور پر زرعی ہے - انڈسٹری تو ہے نہیں - زمین بھی بڑی اعلیٰ ہے - اگر سیم ختم نہ کی گئی تو ساہیوال شہر کے قریب سیم آ رہی ہے اس ضلع میں ایک دن پانی پینے کے لیے بھی نہیں ملے گا - یہ ضلع تباہی کے کنارے کھڑا ہے - یہ تباہ ہو جائے گا -

نمبر دو - کچھ دوستوں نے بجلی کے متعلق بھی تجاویز دی ہیں - بجلی کے متعلق میں گزارش کروں گا کہ جو گاؤں الیکٹریفائی کیے جاتے ہیں وہ مکمل طور پر کئے جائیں - میرے پاس بیشمار چکوک کی لسٹ ہے جو نامکمل ہیں - آدھے گاؤں میں بجلی ہے اور آدھے خالی پڑے ہیں - خاص طور پر جو پانچ مرلے سکیم ہے ان میں جو غریب دیہاتی لوگ ہیں ان کی طرف توجہ نہیں دی جاتی - آدھا گاؤں الیکٹریفائی ہوتا ہے اور آدھا رہ جاتا ہے -

جناب چیئرمین آپ بجلی کو دیکھیے گا - یہاں چیئرمین صاحب واپڈا ہلوائے تھے - وہ دو گھنٹے چار گھنٹے کھڑے رہے تھے - آپ اس کے متعلق کچھ کریں - پھر اگلی دفعہ انشاء اللہ ان کو لائیں گے - اس کو sum up کرتے ہیں -

جناب وزیر علی بھٹی (وائس چیئرمین ضلع کونسل لاہور) جناب والا ایگریکلچرل سیکٹر میں جو انہوں نے خرچہ دکھایا ہے یہ بہت تھوڑا ہے - اس دفعہ ایگریکلچرل کے لیے جو گندم کے بیج سپلائی کئے گئے تھے وہ سیزن سے لیٹ تھے - دوسرے جن زمینداروں نے بیجے یا بوئے وہ بھی

جناب کو زا ٹائپ ہے - اس کو بیماری لگی ہوئی ہے - کوئی رپورٹ ایسی نہیں دی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ پنجاب کا موسم اس بیج کے لیے ناموزوں ہے - گندم کی فصل نے suffer کیا ہے - لوگوں نے جو کورا گندم بوئی ہے وہ جناب ساری خراب ہوئی ہے - پنجاب کو 86 اور اپ 26 جو ترقی دادہ بیج تھے وہ وقت پر سپلائی نہیں کئے گئے - جو رقم بجٹ میں مخصوص کی گئی ہے وہ بہت تھوڑی ہے - جو ہمارا ہمسایہ ملک ہے ان کی ہم سے زیادہ پروڈکشن ہے - - اگر ہم یہاں 20 من پروڈکشن دیتے ہیں تو انڈیا والے 40 من دیتے ہیں - میری تجویز یہ ہے کہ ترقی دادہ بیجوں کے لیے زیادہ رقم ایگریکلچرل سیکٹر میں مخصوص کی جائے -

جناب چیئرمین - اب میں چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے کہوں گا کہ وہ اس کو اختتام تک پہنچائیں -

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کے اختتامی کلمات

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ (جناب خالد جاوید)

جناب چیئرمین جو نکات اٹھائے گئے ہیں میں آپکی اجازت سے ان کے بارے میں چند گزارشات جلدی سے پیش کرتا ہوں - ایک تجویز تھی کہ 1 تا 7 گریڈ کے جو ملازمین ہیں ان کو ڈسٹرکٹ کونسل کی تحویل میں دیا جائے تاکہ تمام معاملات ڈسٹرکٹ کونسل طے کرے جیسا کہ صوبہ سرحد میں کیا جاتا ہے - یہ بہت اہم تجویز ہے اس پر غور و خوض کیا جائے گا جس کے بعد اس کے بارے میں کچھ فیصلہ ہو سکے گا -

دوسری تجویز یہ تھی کہ زیادہ تر کام پراجیکٹ کمیٹی کے ذریعے کرائے جائیں - حال ہی میں یہ تجربہ کیا ہے - پراجیکٹ کمیٹی کے ذریعے ایک خاص رقم کی حد تک پراجیکٹ دیئے گئے ہیں اس تجربے کو دیکھنے کے بعد میرے خیال میں اس پر مزید نظر ثانی ضروری ہو گئی بہت سے نکات مختلف میونسپل کمیٹیوں کی طرف سے اور میونسپل کارپوریشنوں کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں کہ ان کے وسائل کافی نہیں ہیں - اور ان کی بہت سی سکیمیں ایسی ہیں جن کے لیے صوبائی مدد کی ضرورت ہے - اس میں سے سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ یہاں تک میونسپل فنکشنز کا تعلق ہے وہ تو صوبائی حکومت اس کو نہیں لے سکتی - اگر ان کا کوئی ایسا پروجیکٹ ہے یا کوئی ایسی ضرورت ہے جو کسی وجہ سے ان کے کنٹرول سے باہر ہے [خود]

نہیں کر سکتے - تو ایسے پروجیکٹس کو case to case basis پر دیکھا جا سکتا ہے village approach road کی بات ہوئی تھی چھوٹی چھوٹی سڑکیں بنائی جائیں اب تک جو priority کا تعلق ہے وہ بڑی سڑک کی ہے - جب یہ فیز ختم ہو جائے گا تو اس فیز کے بعد اس قسم کی چھوٹی چھوٹی دیہات کی سڑکوں کو دیکھا جا سکتا ہے - سب سٹینڈرڈ سڑکوں کے بارہ میں بہت اہم نکات اٹھائے گئے تھے - یہ مسئلہ حکومت کے زیر توجہ ہے - اور جناب گورنر صاحب نے اس پر احکامات جاری کئے ہیں - اب ہماری کوشش یہ ہوتی ہے - کہ سڑکوں کی specification کو road research laboratory پہلے طے کرے - تاکہ ان کو specification کے مطابق بنایا جائے - انسپیکشن کا میکینیزم ہے اس کو بڑھا دیا گیا ہے - اس میں کا بہت سا allotment کو کرنے کی کوشش کی گئی ہے - دوسرے آرگنائزیشن جو صوبائی کنٹرول سے باہر ہیں - ان سے بھی بنوائی جائیں - تاکہ دیکھا جائے کہ مقابلہ سے کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں - میچنگ گرانٹ کے سلسلے میں 24 فٹ کی relaxation کا جو مسئلہ ہے یہ دیکھا جا سکتا ہے - اور case to case basis پر بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے - over-head bridge Okara اوکاڑہ کا ذکر ہوا تھا اس کا ڈیزائن بہت complicated تھا جس کے لئے کنسلٹنٹس پاکستان میں مشکل سے مل رہے ہیں - کیونکہ یہ ایسا پل ہے جو پلرز پر کھڑا نہیں کیا جا سکتا - اس کام پر پوری توجہ دی جا رہی ہے - اس سے یہ اندازہ نہیں ہونا چاہئے کہ کام التوا میں رکھ لیا گیا ہے یا اس میں کوئی مزید کام نہیں ہو رہا ہے - کالجز کا مسئلہ اٹھایا گیا ہے - وہ اوکاڑہ اور گوجرانوالہ کا مسئلہ تھا - جہاں تک اوکاڑہ کا تعلق ہے جیسا کہ معزز ممبر نے مسئلہ اٹھایا تھا - اس میں سائٹ کی پرابلم تھی - اب وہ حل ہو چکی ہے اب یہ سکیم باقاعدہ چلے گی - گوجرانوالہ کا مسئلہ اپ گریڈیشن کا ہے میں یہاں ایک چیز بیان کرنا چاہتا ہوں - اس وقت 50 ایسے کالج ہیں جو بغیر عمارت کے ہیں جن کو ہم سلسلہ وار اپنے تھوڑے تھوڑے محدود وسائل کے اندر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں - اگر ان کا خرچہ دیکھا جائے تو یہ 30 کروڑ 25 لاکھ روپے سے بھی اوپر ہے - اس میں کالجز بنانے کی بہت limitations ہیں - اس کے بعد حکمت کے بارہ میں اور حکیموں کے تعین کے بارے میں نکات اٹھائے گئے تھے - تمام صوبے میں حکمت کی 82 ڈسپنسریاں کھولی گئی ہیں - اس طرح طبی ڈائریکٹوریٹ بھی کھولا گیا ہے - اسی طرح ایک ہومیوپیتھ ڈائریکٹوریٹ

کھولا گیا ہے ۔ اور بہاولپور طبیہ کالج کی طرف حکومت توجہ دے رہی ہے ۔ مینٹل ہسپتال اور دماغی مریضوں کا بھی ایک نکتہ اس کے ساتھ اٹھایا گیا تھا ۔ میں یہ بیان کروں کہ اس سال مینٹل ہسپتال کے لئے 48 لاکھ روپے رکھے گئے تھے اس ہسپتال کے لئے ساڑھے چار کروڑ روپے کی سکیمیں تیار کی گئیں ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں چھٹے پنج سالہ منصوبہ میں اس کی گنجائش رکھی گئی ہے ۔ اس میں مینٹل یونٹ create کئے گئے ہیں ۔ اور per bed diet and medicines کی جو availability تھی اس کو تین روپے سے بڑھا کر 25 روپے کر دیا گیا ہے ۔ لیکن سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ سوسائٹی کی بھی ایک اہم ذمہ داری ہے جب تک سوسائٹی پورا پورا بوجھ نہیں اٹھائے گی تب تک یہ مشکل ہوگا ۔ یہ مسئلہ چونکہ بہت پیچیدہ ہے اس لئے اس کو حل کیا جائے گا ۔ دوائیوں کی ریسرچ کا مسئلہ اٹھایا گیا تھا ۔ اس میں ایک تو یہ ہے کہ بہت سی جڑی بوٹیوں پر فارمیسٹیکل کمپنیاں research کرنے کی ہیں ۔ اب ہم پبلک سیکٹر میں سروسز ہسپتال میں ایگریکلچر یونیورسٹی ہیشنل ریسرچ پر سٹڈی کے ساتھ مل کر کر رہے ہیں ۔ research on herbs جو کہ اس وقت جاری ہے ۔ جہاں تک دوسری ریسرچ کا تعلق ہے ۔ یہ ایک teaching requirement ہے ۔ وہ تمام پروفیسر صاحبان جو پڑھانے کا کام کر رہے ہیں ساتھ ساتھ ریسرچ بھی کریں ۔ درحقیقت یہ ہر ملک میں ہے جیسے آپ جانتے ہیں پروموشن کے لئے یہ ایک requirement ہوتی ہے کہ ریسرچ پر کتنے ریسرچ پیپر لیڈنگ جرنلز شائع کئے ۔ اور اس کے لئے experimental medicines research institute کھولی ہے ۔ اور post graduate medical Institute بھی اس پر بہت سا کام کرتی ہے ۔ اس ضمن میں counselling for students کی بات ہوئی تھی ۔ میں یہاں بیان کر دوں کہ اس سلسلے میں ہم ایک پائلٹ پراجیکٹ چلا رہے ہیں ۔ لیکن وہ اتنا کامیاب نہیں تھا اب اس کو دوبارہ شکل دی گئی ہے ۔ کہ طلبا کو مختلف سٹیجز پر اور والدین کو کس طرح یہ بیان کیا جا سکتا ہے مثلاً ان کا جو بچہ ہے کہ وہ فنی تعلیم حاصل کرے یا کسی اور شعبے میں جائے ۔ اس قسم کی مدد ان کو دی جائے ۔ پرائمری سکولوں کے بارہ میں بار بار ذکر آیا ہے ۔ اس میں سب سے اہم بات community اور contribution کی ہے ۔ جب تک ہم اور سوسائٹی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لیں گے ۔ پرائمری سکولوں کا جو حال ہے اور جو سٹینڈرڈ ہے وہ improve نہیں ہو پائے گا

جہاں تک مکتب سکولوں کا مسئلہ اٹھایا گیا تھا - مکتب سکولوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے - اس کے بعد جناب گورنر کے احکامات لینے کے بعد اس پر کچھ فیصلے کئے جائیں گے - جہاں تک استادوں کی age relaxation کا تعلق تھا - جناب گورنر نے اس کے احکامات پہلے صادر فرمائے ہیں - on going new programmes کی بات تھی نئے جاری شدہ پروگراموں کے متعلق تھوڑی بہت بحث ہوئی ہے اس میں گذارش ہے کہ یہ مقصد بالکل نہیں کہ نئے پروگرام نہ ہوں لیکن اگر وسائل بہت محدود ہو جائیں - تو سب سے زیادہ ضروری جو ہے وہ یہ ہے کہ جاری شدہ سکیموں کو ہر حالت میں مکمل کیا جائے - کیوں کہ چیزیں ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں - اور ہر سال 12% 13 % cost exclation پڑ جاتی ہے - اور پھر ان کی take over کرنے میں دقت ہوتی ہے - بہت دفعہ اس ہاوس میں کہا گیا ہے کہ فلاں سکیم چل رہی ہے اس کے لیے پیسے کافی نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہ تمام چیزیں جو پہلے بنائی گئی ہیں خراب ہو گئی ہیں - اس کے باوجود حتی الوسع کوشش یہ کی جائے گی کہ جو ضروری پروگرام ہیں ان کے پیسوں کی کوئی کمی واقع نہ ہو پھر یہ کہا گیا تھا کہ Over-head reservoirs جو ہیں یہ تمام سکیموں میں بنائے جائیں - اب تک دستور یہ ہے کہ گوں کی سکیمیں پانچ ہزار آبادی تک ہے - اس میں house to house over-dead نہیں بنائے جاتے - over-head reservoir reservoir نہ بنانے کی دو وجوہات ہیں ایک ڈرینیج کا اور دوسرا نکاس کا مسئلہ ہے یہ بہت مشکل ہو جائے گی - اس کے ساتھ اس کی قیمت بڑھ جائے گی - یہ تمام چیزیں لوگوں نے دینی ہیں اگر آپ ان کی cost بڑھا دیں گے - تو ان سے آپ اتنی حد تک زیادہ ٹیکس وصول کریں گے - جو کافی دقت طلب ہوگا - جہاں تک priority دینے کا تعلق ہے - جو بارانی اور کڑوے پانی کے علاقے ہیں ان کو پیسوں کی allocation میں ایک اور دو کی نسبت ہے - اگر میٹھا ہے تو ایک اور اگر کڑوا ہے تو دو اس تناسب سے ہر سال ان کے لئے پیسے مختص کئے جاتے ہیں - اس کے بعد رورل پاپولیشن کا مسئلہ تھا کہ ان کے لئے کافی رقوم مختص نہیں کی جا رہی ہیں - میرا خیال ہے یہ کسی غلط فہمی کی بنا پر ہے ہماری یہ دانستہ حکمت عملی رہی ہے اور اس پر ہم بہت سالوں سے عمل کرتے آئے ہیں کہ جہاں تک دیہاتی علاقوں کا تعلق ہے ان کو زیادہ سے زیادہ رقوم فراہم کی جائیں - سال

79—1978ء میں صرف 44 فیصد اے ڈی پی دیہاتی علاقوں میں جاتا تھا — اب یہ شرح جیسے جنرل صاحب نے فرمایا ہے 62 فیصد سے 70 فیصد ہے — ہاؤس میں جو 17 فیصد کی شرح بتائی گئی ہے وہ کچھ غلط فہمی پر مبنی ہے — اس میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جو صحت کے بارے میں تھی وہ شاید شامل نہیں کی گئی۔ اور بھی بہت سی facility ہے جو دیہات کو serve کرتی ہے۔ سمال ڈیم کے بارے میں کہا گیا کہ گجرات میں اس کی ضرورت ہے۔ تو محکمہ آباد اور سمال ڈیم آرگنائزیشن ایسی sites identify کرتی رہتی ہیں اور انہوں نے دو سو ایسی sites identify کی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے گجرات کو بھی اس میں ضرور دیکھا ہوگا۔ جہاں تک میانوالی میں ٹربائنز لگانے کا تعلق تھا۔ اس میں underground water کا ہونا اور on an assured basis کا ہونا بہت ضروری ہے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس کا پانی یہاں پر re-charge ہوتا رہے گا اور یہ available ہوگا۔ اس قسم کی ٹربائنز نہیں لگائی جاسکتیں۔ بہر حال اس نکتہ کو ہم نے نوٹ کر لیا ہے۔ اور اس سکیم کا پورا جائزہ لیا جائے گا۔ جانوروں کے لئے موبائل ڈسپنسری کا ذکر ہوا تھا۔ اس سے بہتر جو سکیم ہے — وہ kits اور training کی ہے جہاں پر لوگوں کو خود یہ ٹریننگ دی جا رہی ہے کہ جانوروں کو کیسے treat کر سکتے ہیں اور اس کے لئے انہیں kit بھی مہیا کی گئی ہے۔ پھر بعد دوپہر بہاولپور اور بہاولنگر کے context میں سیم اور تھور کا ذکر ہوا — اس میں ایک تو یہ بات ہے کہ جہاں تک desilting کا تعلق ہے اور سیم نالوں کا تعلق ہے — یہ جناب گورنر کی ہدایت کے تحت ہماری ایک selective thurst ہے اس سال کی کہ زیادہ سے زیادہ کام نہروں پر اور ڈرینز پر کیا جا سکے — اس کے ساتھ ساتھ سیم اور تھور کے لئے کافی بڑے بڑے پروجیکٹ پنجاب میں چل رہے ہیں۔ اس میں سکارپ جو ہے جو بہاولپور میں ہے۔ فورٹ واہ صادقیہ بہاولنگر میں اور اس کے ڈرینج ہے۔ پہلی سکارپ خوشاب کے علاقے cover کرے گا اور ڈرینج کا جو حصہ ہمارے نارمل پروگرام میں ہے وہ accelerated پروگرام ہے۔ واپڈا میں تھا۔ وہ بھی 55 فیصد ہے اس کے بعد نکتہ اٹھایا گیا تھا کہ میری ہینسو واٹر سپلائی سورنج کا مرگودھا میں کہ وہ سارے پیسے جمع نہیں کر سکتے اس وقت پوزیشن بالکل مختلف ہے۔ ہماری دقت یہ ہے کہ بہت سے

لوگوں نے پورے پیسے جمع کرا دئیے ہیں - ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں کہ ہم وہ تمام سکیمیں ایک دم شروع کر سکیں - لہذا یہ کہنا کہ کوئی ایک میونسپل کمیٹی نہیں کر سکتی - میرے خیال میں یہ بات شائد حقائق سے تھوڑی مختلف ہوگی - چند ایک اور نکات اٹھائے گئے ایک تو ویمن ڈویژن کے بجٹ کے بارے میں تھا - میں یہ assurance دینا چاہتا ہوں کہ ان کا بجٹ پاپولیشن کے مطابق ہی تقسیم ہونا ہے - ہمارے پاس اعداد و شمار موجود ہیں - میں جناب سے درخواست کروں گا - کہ وہ کسی وقت ہمارے پاس آ کر دیکھ لیں ان کا دوسرا نکتہ جو تھا وہ بہت درست تھا کہ جو اس پروگرام کی priority ہیں وہ صوبے کو بنانی چاہییں اور پیسے ان کو دینے چاہئیں - یہ مسئلہ ہم نے بار بار صوبائی حکومت اور ویمن ڈویژن کے ساتھ اٹھایا لیکن وہ ابھی تک اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں -

جناب چیئرمین — یہ آپ بات کر رہے ہیں کہ یہ جو پیسے آپ کو آئے ہیں یہ ویمن ڈویژن سے آئے ہیں -

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات — جی سر —

جناب چیئرمین — آپ کو اس پر اعتراض تھا کہ ہمیں پاپولیشن کے حساب سے پیسے نہیں ملتے -

محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن — وہ خود مانتے ہیں کہ ہم نہیں دے رہے ہیں -

جناب چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ — میرے خیال میں دو تین سال کی فگرز آپ کو دکھا دوں - ایک سال کی تو میرے پاس اس وقت موجود ہے -

محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن — You are very prosperous لیکن آپ بہت کم دے رہے ہیں -

جناب چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ — یہ ان کے لینے کا انداز ہو گا - میں نے کہا کہ آپ کی تسلی کر دوں -

محترمہ شاہین عتیق الرحمان — وہ سچ بول رہے ہیں یا یہ سچ بول رہے ہیں -

جناب چیئرمین — یہ انداز کی بات کر رہے ہیں -

جناب چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ

میں آپ اجلاس کے اختتام کے بعد تشریف لے [illegible]
شمار پیش کروں گا - جناب والا ! ایک بہت اہم نکتہ یہ [illegible]
مختلف اضلاع میں ان کی مختلف ضروریات ہوتی ہیں اس [illegible]
پلاننگ ہونی چاہیے - میں اس سلسلے میں دو تین گزارشات [illegible]
چاہتا ہوں - ایک تو یہ کہ بہت سا پروگرام ایسا ہے کہ [illegible]
ضلع کونسل میں ہی طے ہوتا ہے - یہ اگر 422 کا پروگرام ہے [illegible]
فیصد سے زیادہ ایسا ہی ہے دو سو سوا دو سو کروڑ کے [illegible]
مارکیٹ روڈز - اس کے بعد پرائمری ایجوکیشن پرائمری [illegible]
سلسلہ ہے بجلی وغیرہ کا وہ سب کا سب ایسا ہے جو [illegible]
لیول پر ہوتا ہے - کچھ پروگرام ایسے ہوتے ہیں جیسے [illegible]
ہے تو اسے ایک سسٹم کے طور پر deal کرنا ہوتا ہے جس کی [illegible]
پر پلاننگ نہیں ہوتی جیسے یہ ٹیچنگ ہسپتال ہے - [illegible]
ان سب کے بارے میں بھی سب محکمہ جات کو ہدایات ہیں [illegible]
وہ لوکل کونسلز سے اور لوکل لوگوں سے رابطہ رکھیں اور [illegible]
جانچ پڑتال کرنے کے بعد وہ ساری سکیمیں بنائیں - لہٰذا جہاں تک [illegible]
اضلاع کا اس میں حصہ لینے کا تعلق ہے وہ تو بڑی حد تک [illegible]
ہے بلکہ ہم نے جیسے آپ کو یاد ہو گا کہ ایک [illegible] approach
سروے بھی کیا تھا اور اس کے مطابق ہم نے بنیادی احتیاجات [illegible]
کی آپ نے نشاندہی کی تھی انہیں ہم نے further planning میں [illegible]
ہے - اس کے بعد بات ہوئی تھی عباسیہ نہر کی [illegible]
کی لائننگ کی جائے اور اس لائننگ پر lining سو کروڑ روپیہ [illegible]
یہ پروجیکٹ جو اس وقت 188 کروڑ کا ہے تقریباً [illegible]
ہو جائے گا اور مکمل کب ہو گا - اس کا [illegible]
یہ کہنا مشکل ہے یہ مسئلہ بہت غور سے دیکھا گیا ہے [illegible]
اس وقت یہی محکمہ نہر جو ہے اس پر سوچ بچار کر رہا ہے [illegible]
اتنی بڑی نہر کی لائننگ ممکن نہیں ہے - یہ ہمارے وسائل سے [illegible]
ہے - ولیج الیکٹریفیکیشن کے بارے میں ایک بات ہوئی تھی کہ [illegible]
جن میں الیکٹریفائیڈ ولیجز سارے شامل کئے گئے ہیں - [illegible]
سکتا ہے کہ اس میں کچھ غلط فہمی بھی ہو کیونکہ جو [illegible]
ضلع کونسل بناتی ہے جب کہ واپڈا کے لوگ ارینجمنٹ کے [illegible]

لوگ وہاں پر موجود ہوتے ہیں - یہ تو ہو سکتا ہے کہ اس لسٹ میں سے کوئی چیز کٹے - یہ نہیں ہو سکتا کہ کہیں باہر سے اس لسٹ میں کوئی الوکیشن ولیج ڈال دیا جائے خاص طور پر اس وقت جب کہ ہم نے یہ عرض کیا ہے محکمہ نہر والوں کو بھی کہ یہ پچاس فیصد اضلاع کوٹے سے زیادہ ہونے چاہئیں تاکہ اگر کوئی کٹے بھی تو پورا بھی اس لسٹ کے اندر رہے - بہرحال یہ نکات اٹھائے گئے ہیں - ان کی پوری تحقیق کی جائے گی اور آپ کے سامنے اگلی دفعہ ایوان میں رکھی جائے گی - آب رسانی کے سلسلے میں نئی سکیموں کا ذکر ہوا تھا - جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ چار پہو سکیمیں تھیں جو چل رہی ہیں - یہ بہت بڑا نمبر ہے اور اس میں سے 137 اس دفعہ مکمل ہونگی - ہماری حتی الوسع یہ کوشش ہے کہ یہ جو پانی کی ہیں ان سب کو مکمل کر دیا جائے تاکہ پانی ملنا شروع ہو جائے - لوگ ان سے فائدہ اٹھا سکیں اور یہ نہ کہا جائے کہ یہ جی چھ سال سے چل رہی ہے - دس سال سے چل رہی ہے - اب یہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کو لیا جا سکے - اور ہم یہ کوشش بھی کر رہے ہیں اور جناب گورنر نے حکم دیا ہے کہ ان تمام رورل واٹر سپلائی سکیموں کی in depth study کی جائے - یہ سٹڈی اس وقت جاری ہے اس پر کچھ وقت اور لگے گا اور تمام اعداد و شمار ان سکیموں کے کہ کتنی اس کی کاسٹ کتنی ہے کتنی ایسی سکیمیں ہیں جو خراب ہو گئی ہیں جن لوگوں نے دس دس سالوں میں نہیں لیں - کونسی ایسی سکیمیں ہیں جن کو لوگ maintain کر رہے ہیں - کونسی ایسی سکیمیں ہیں جن کو بیٹھے رہے ہیں - ان تمام سوالات کے جوابات ہم ان کے سامنے پیش کریں گے جب یہ عنقریب مکمل ہونگی - چیئرمین بہاولنگر نے ایک بھوکاں پتن پل کا ذکر کیا ہے - میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ پل بھی ہم نے یہاں سے منظور کر دیا ہے - ECNEC میں بھیج دیا گیا ہے - انشاء اللہ اس پر کام شروع کیا جائے گا - سیم تھور کی بات ہوئی تھی - اس میں ایک تو بہاولنگر کا پروجیکٹ تھا جس میں میں نے ذکر کیا فورٹ واہ صادقیہ جو کہ اس وقت چل رہا ہے اور اس میں اس وقت بھی کچھ نہ کچھ کام ہو رہا ہے اور یہ پروجیکٹ 12 کروڑ ستر لاکھ روپے کا ہے - اور 1982-83ء تک اس میں دو کروڑ 25 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں - دو کروڑ 16 لاکھ جو تھے وہ اس سال میں ہیں تو اس کے علاوہ 6.آر جو نیا سب پروجیکٹ ہے ان تمام واٹر مینجمنٹ پروجیکٹ کا ، اس میں بھی ڈرینیج کا component اس علاقے

کے لئے لکھا گیا ہے اور جو بڑا پروجیکٹ ہے فورٹ واہ صادقیہ جو کہ اس تمام علاقے کی ضرورت پوری کرے گا - اس کے بارے میں واپڈا نے کافی کام کر لیا ہے اور ان کا پی سی ون کافی ایڈوانس سٹیج میں ہے- چیئرمین ضلع کونسل راجن پور نے داخل کینال کے متعلق فرمایا تھا - جس کے متعلق میں نے مسئلہ بیان کر دیا ہے - رود کوہی کے بارے میں جناب گورنر صاحب نے ہدایات دی ہیں کہ بڑی سکیم کے بننے کا انتظار نہ کیا جائے اور ایک مختصر سی سکیم جو کمشنر صاحب اور آباد والے مل کے لوکل مدد سے تیار کریں تا کہ ان رود کوہیوں کا مسئلہ کسی حد تک طے کیا جا سکے اور کمشنر ڈی جی خان اس پر کام کر رہے ہیں - ایک تجویز یہ تھی کہ جو رورل ڈیپارٹمنٹ ہے اس میں چونکہ انجینئرنگ wing نہیں ہے - ان کو زیادہ کام دے دیا جائے 25 فیصد فارم ٹو مارکیٹ روڈ پروگرام ان کے حوالے کر دیا جائے - اس وقت جہاں تک اس کا تعلق ہے - پوزیشن یہ ہے کہ وہ چار میل تک جو سڑک ہوتی ہے وہ اس کو بناتے ہیں اور ان کا کہنا یہ ہے کہ ان کے پاس اتنی staff اور اتنی expertise نہیں ہے کہ وہ بڑی سڑکیں بنا سکیں -

یہ نکتہ نوٹ کر لیا گیا ہے - اگر ان کے پاس گنجائش ہوگی تو یہ ضرور ہو جائے گا - اور لوڈ بھی کم ہو گا - لوکلائزیشن الیکٹریفیکیشن کا مسئلہ تھا - ہم نے جناب گورنر صاحب کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تھا - کیونکہ یہ مسئلہ کمشنر صاحبان نے اٹھایا تھا - اس میں ہماری گزارش یہ تھی کہ اس لوکلائز کرنے سے لسٹوں پر یا اس کی کوالٹی پر یا کسی چیز پر فرق نہیں پڑے گا - اس میں صرف دقتیں یہ ہونگی کہ کمشنر صاحبان واپڈا کے سنٹرل آفس سے اپنا رابطہ نہیں رکھ سکیں گے - اور مانیٹرنگ میں یہ مشکل پیش آئے گی - اس کے علاوہ بھی کچھ دقتیں پیش آئیں گی - لہذا یہ سکیم اتنی قابل عمل نہیں ہے -

ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ گوجرانوالہ کی بابت ہوئی تھی - یہ سکیم ہم نے ECNEC کو واپس کر دی ہے - اس میں تمام چیزیں پوری کر دی گئی ہیں - ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سم اور تھور کے سلسلہ میں شہر کے لئے اور اس کے ساتھ ملحقہ دیہاتی علاقوں کے لئے سکیمیں بنائی جا رہی ہیں - ان پر عنقریب عمل درآمد کیا جائے گا -

آخر میں بیجوں کے بارے میں بات ہوئی تھی - اس سلسلہ میں ہماری جو plan ہے - اس میں یہ ہے کہ 25 فیصد اچھا بیج ہر سال انٹروڈیوس کیا جاتا ہے تا کہ ایک cycle بن جائے اور ہر چار سال بعد تمام کا تمام بیج ایسا ہو جو کہ بہتر بیج ہو - بہر حال یہ بات بھی شاید دلچسپ نہ ہو کہ ہندوستان کی پروڈکشن ہم سے بہتر ہے - ان کے جو اعداد و شمار ہیں - وہ اس سے قدرے مختلف ہیں - جہاں تک سال 1984-85 کا تعلق ہے اس میں اعداد و شمار اس لئے نہیں دے سکتا کیوں کہ ایک تو وسائل کا اندازہ نہیں ہے اور علاوہ ازیں بہت سی دیگر چیزیں بھی ہیں جو کہ قابل غور ہیں - یہ ابھی تشکیل دیا جا رہا ہے - اور اس کو آخری شکل دینی ابھی ابھی بھی ہم نے جناب گورنر کو پیش کرنا ہے - اس میں حتی الوسع ہماری کوشش یہی ہوگی کہ اپنے محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے کم از کم جاری شدہ سکیموں کو مکمل کیا جائے - جو نئے اضلاع ہیں اور پسماندہ علاقے ہیں ان کی ضروریات کو پورا کیا جائے - اور ایسے بہتیرے شعبے ہیں جن پر ہم پہلے زیادہ توجہ نہیں دے سکے ان پر حتی الوسع خاص توجہ دی جائے گی - جیسا کہ میں نے صبح خواتین اور بچوں کا ذکر کیا تھا ان کی تعلیم کو highest percentage دی جائے گی جیسا کہ آپ نے ہمارے چھٹے منصوبہ (6th plan) میں allocation میں دیکھا - تعلیم کو highest percentage دی ہے - صحت کو highest percentage دی ہے - اور زراعت پر سب سے زیادہ توجہ دی ہے کیوں کہ اس میں Farm to market roads بھی شامل ہیں - زراعت کے محکمہ کے بعد تعلیم اور صحت پر توجہ دی گئی - اور تعلیم و صحت کے بعد اریگیشن اور واٹر تھا - اور رورل واٹر سپلائی سکیم تھی - وہ اگلی ترجیحات اور priorities میں آئی تھی - اس طرح سے نئے اضلاع میں گورنمنٹ آفیسرز اور Government Servants Housing Schemes of Construction اور دیگر شعبہ جات کو ترجیحی بنیادوں پر مزید رقوم فراہم کی جائے گی - شکریہ -

جناب چیئرمین پھر انشاءاللہ ہم کل صبح ضرور ملیں گے -

اناونسر— خواتین و حضرات ، کل اجلاس ٹھیک نو بجے صبح شروع ہوگا ۔ ایک ضروری اعلان سنیئے ۔ ڈیرہ غازی خان ، بہاولپور ، ملتان ، فیصل آباد ٹیلیویژن سے تعلق رکھنے والے مجلس شوریٰ کے ممبر صاحبان اجلاس ختم ہونے کے فوراً بعد جناب گورنر سے ملاقات کریں گے ۔ راولپنڈی ، گوجرانوالہ ، سرگودھا ، اور لاہور ٹیلیویژن سے تعلق رکھنے والے مجلس شوریٰ کے ممبر صاحبان آج شام چھ بجے اسمبلی چیمبرز میں جناب گورنر سے ملاقات کریں گے ۔ صوبائی کونسل کی خواتین ممبرز کل یعنی 6 مئی صبح آٹھ بجے اسمبلی چیمبرز میں جناب گورنر سے ملاقات کریں گی ۔ اعلان ختم ہوا ۔ شکریہ ۔

(اجلاس کی کارروائی کل بروز اتوار 6 مئی 1984ء صبح نو بجے تک ملتوی کر دی گئی)

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا دوسرا اجلاس

(اتوار ' 6 مئی 1984ء ' 4 شعبان المعظم 1404ھ)

(اجلاس کی کارروائی نو بجے صبح زیر صدارت جناب ملک اللہ یار خان وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی شروع ہوئی) -

اناؤنسر - (ابصار عبدالعلی) بسم اللہ الرحمن الرحیم -

خواتین و حضرات - السلام علیکم - صوبائی کونسل پنجاب کے چار روزہ اجلاس کا آج دوسرا دن ہے - وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ملک اللہ یار صاحب تشریف لا چکے ہیں اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز اللہ تبارک تعالیٰ کے با برکت کلام سے ہوتا ہے جناب قاری علی حسن صدیقی تلاوت پاک فرمائیں گے -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَيُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ

س روم آیت ۲۴ — س نحل آیت ۱۱-۱۳ — س عنکبوت آیت ۶۹

اور اُسی کے نشانات میں سے ہے کہ تم کو خوف اور طمع دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین کو اُس کے مرجانے کے بعد زندہ و شاداب کر دیتا ہے۔ عقل رکھنے والوں کے لئے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

وہی اللہ بارش کے پانی سے تمام زرعی اجناس، زیتون، کھجور، انگور اور بے شمار درخت زمین سے اگاتا ہے اور طرح طرح کے پھل پیدا کرتا ہے۔ غور و تحقیق کرنے والوں کے لئے اس میں قدرت کی بڑی نشانی ہے۔

اور اسی اللہ نے رنگ برنگی اجناس زمین میں پیدا کیں اور سب کو تمہارے زیر فرمان کر دیا نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے اس میں بہت بڑی نشانی ہے۔

اور جن لوگوں نے ہمارے بتائے ہوئے رستوں پر چلنے کی کوشش کی ہم ان کو تمام راستے دکھا دیں گے اور اللہ بلاشبہ ایسے نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

سوالات اور ان کے جوابات

اناؤنسر ۔ آج کے ایجنڈے کی پہلی آئیٹم سوالات اور ان کے جوابات ہیں جس کے لئے ایک گھنٹے کا وقت مقرر کیا گیا ہے سوال نمبر 1 محکمہ مقامی حکومت دیہی ترقی سے متعلق ہے یہ سوال جناب سیف اللہ خان صاحب نے کیا ہے وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی اس کا جواب دیں گے ۔

سیکرٹری یونین کونسلوں کے لئے پنشن و دیگر مراعات

1 جناب سیف اللہ خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ چالیس رکنی کمیٹی نے اپنی سفارشات کے پیرا 55 (متفرقات) کی رو سے اس امر کی سفارش کی تھی کہ 1953ء میں یونین کونسلوں کے جو سیکرٹری بطور دیہی کارکن بھرتی ہوئے تھے ان کا 1959ء تا 1973ء کا عرصہ ملازمت قابل پنشن قرار دیا جائے ۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ کمیٹی مذکور نے اپنی سفارشات کے پیرا 56 میں اس امر کی بھی سفارش کی تھی کہ یونین کونسلوں کے سیکرٹریوں کی 20 فیصد آسامیوں کو قومی پے سکیل نمبر 5 سے بڑھا کر قومی پے سکیل نمبر 8 بطور سلیکشن گریڈ دیا جائے ۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جزو ہائے بالا (الف) و (ب) میں مندرج سفارشات کو حکومت نا منظور کر چکی ہے ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ مالیات اور محکمہ امور ملازمت و انتظامی عمومی سے 1953ء میں بھرتی ہونے والے دیہی کارکنوں کی تمام عرصہ ملازمت کو قابل پنشن قرار دینے اور مذکورہ سیکرٹریوں کی 20 فیصد آسامیوں کو سلیکشن گریڈ دلوانے کی دوبارہ کوشش کرے گی ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان)
(الف) جی ہاں ۔
(ب) جی ہاں ۔
(ج) جی ہاں ۔
(د) جی نہیں ۔ حکومت اس معاملہ میں پہلے ہی حتمی فیصلہ کر چکی ہے ۔

اناؤنسر اس کے بعد سوال نمبر 5 ہے اور یہ مقامی حکومت دیہی ترقی سے ہی متعلق ہے یہ سوال کیا ہے جناب شیخ آفتاب احمد صاحب نے۔

غیر مسلم متروکہ وقف عمارات کی بلدیہ اٹک کو واپسی

شیخ آفتاب احمد (چیئرمین میونسپل کمیٹی اٹک) ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سوال نمبر 342 جو کہ 23 مئی 1983ء کو ایوان میں دریافت کیا گیا تھا ، کے جواب جزو (ھ) کے حوالے سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا غیر مسلم متروکہ وقف عمارات واقع اٹک کی بلدیہ اٹک کو واپس دلانے کے ضمن میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے ۔
(ب) اگر اس ضمن میں تاحال کوئی پیش رفت نہیں ہوئی تو اس تاخیر کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان)
(الف) جی ہاں ۔
(ب) متروکہ وقف املاک بورڈ کی رپورٹ کے مطابق جن عمارات کی الاٹمنٹ کا بلدیہ اٹک نے مطالبہ کیا ہے وہ پہلے ہی کرایہ داروں کے قبضہ میں ہیں ۔ ان کرایہ داروں کو اس وقت تک بے دخل نہیں کیا جا سکتا ۔ جب تک وہ معاہدہ کسی شق کی خلاف ورزی نہ کریں چونکہ ان میں سے کسی نے بھی معاہدہ کی کوئی خلاف ورزی نہ کی ہے ۔ اسلئے انہیں بے دخل نہیں کیا جا سکتا ۔ اگر بلدیہ موجودہ کرایہ داروں پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے انہیں یہ عمارتیں چھوڑنے کے لئے راضی کرے بورڈ ان عمارات کو بلدیہ اٹک کو الاٹ کرنے کے متعلق غور کر سکتا ہے ۔

شیخ آفتاب احمد- جناب والا۔ اس سلسلے میں میری درخواست ہے کہ وہ عمارات جو مقامی لوگوں کے قبضے میں ہیں ان کے بارے میں تو ہم اپنا ذاتی اثر و رسوخ بھی استعمال کریں گے لیکن ایک عمارت محکمہ تعلیم کے پاس ہے اور وہ گزشتہ تقریباً چودہ پندرہ سال سے بند پڑی ہوئی ہے اور وہ عمارت گر بھی رہی ہے اگر وہ میونسپل کمیٹی اٹک دے دی جائے تو کم از کم ہم وہاں ایک ایم سی ماڈل سکول بنا سکتے ہیں —

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — ایسی عمارات کیلئے آپ درخواست دے دیں تو اس بارے میں غور کریں گے کیونکہ وہ عملاً جو کسی کے قبضے میں نہیں ہیں اور خالی پڑی ہوئی ہیں ان کیلئے آپ درخواست دے سکتے ہیں —

شیخ آفتاب احمد - ٹھیک ہے جناب والا —

سیکرٹری یونین کونسل کی مدت ملازمت کو قابل پنشن قرار دیا جانا

8۔چوہدری قادر بخش (چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ)

کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ :—

(الف) آیا یہ درست ہے کہ یونین کونسلز پنجاب کے سیکرٹریوں کی مدت ملازمت 1961ء تا 1973ء کو باقاعدہ اور قابل پنشن قرار نہیں دیا گیا ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گورنر سرحد نے اپنے حکم مجریہ 6۔اکتوبر 1976ء کے تحت سیکرٹریز یونین کونسلز کی مدت ملازمت از 1961ء تا 1973ء کو باقاعدہ اور قابل پنشن قرار دے دیا تھا ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب بھی مذکورہ اہلکاران کو ویسی ہی مراعات دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان)—

(الف) جی ہاں—

(ب) سرکاری طور پر اس ضمن میں کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے سیکرٹریز یونین کونسلز کی مدت ملازمت کو 1961 تا 1973 قابل پنشن قرار دے دیا ہو۔

(ج) مناسب غور وخوض کے بعد حکومت پہلے ہی یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ یونین کونسل کے سیکرٹری صاحبان کے متذکرہ مدت ملازمت کو قابل پنشن قرار نہیں دیا جا سکتا

چودھری قادر بخش—وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی—آپ کو علم ہے کہ جس وقت یہ لوگ سب سے پہلے بھرتی ہوئے تھے تو اس وقت ان کی مدت ملازمت قابل پینشن نہیں تھی آپ کو یاد ہوگا کہ سب سے پہلے ان کو "دیہات سدھار" کے محکمہ نے بھرتی کیا تھا جو 1953 سے لیکر 1963 تک قائم رہا پھر اس محکمہ کے ٹوٹ جانے کے بعد یہ لوگ ملازمت سے فارغ کردئے گئے اور چونکہ یہ ملازمت قابل پنشن نہ تھی اس لئے حکومت نے ان کی حالت زار کے پیش نظر ان کو ایک اور محکمہ میں ملازمت دے دی لیکن یہ ملازمت بھی قابل پنشن نہ تھی۔ مگر میں سمجھتا ہوں حکومت کی طرف سے ان کے ساتھ یہ ایک خاص مہربانی کی گئی بجائے اسکے کہ وہ ملازمت سے بالکل فارغ ہو جاتے بے روزگار ہو جاتے ان کو ملازمت مہیا کی گئی — اس لئے یہ مناسب نہیں سمجھا گیا کہ اس مدت کے دوران جو ملازمت قابل پنشن نہ تھی اس وقت اسکو قابل پنشن قرار دیا جائے۔

دیہاتی مصالحتی عدالتوں کو مزید اختیارات کی عطائیگی

9—چوہدری قادر بخش (چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) — کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ بیان فرمائینگے کہ:—

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ مصالحتی عدالتوں کے قانون (لازمی شیڈول) کے تحت دیہاتوں میں مصالحتی عدالتوں کو صرف ایک ہزار روپے کے لین دین کے مقدمات کی سماعت کا اختیار ہے۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پہلے ہی روایتی اور پنچائیتی طور پر اس سے کہیں زیادہ رقوم کے لین دین کے مقدمات کے تصفیئے ہوتے تھے -

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ عدالتوں کو بھی شہری مصالحتی عدالتوں کی طرح کم از کم دس ہزار روپے کی مالیت تک کے مقدمات کو نپٹانے کے لئے اختیارات تفویض کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - (ملک اللہ یار خان)

(الف) سوال حقیقت پر مبنی نہ ہے مصالحتی عدالتوں کے آرڈیننس مجریہ 1961ء میں ترمیم ہو چکی ہے - جس کے مطابق دیہاتوں میں مصالحتی عدالتوں کو پانچ ہزار روپے تک کے لین دین کے مقدمات کی سماعت کا اختیار حاصل ہے

(ب) یہ بجا ہے کہ روائتی اور پنچائتی طور پر مقدمات کا تصفیہ ہوتا ہے - اور یہ بھی درست ہے کہ بعض اوقات پانچ ہزار روپے کی مالیت سے زیادہ رقوم کے مطابق تنازعات بھی طے پا جاتے ہیں - بشرطیکہ فریقین متفق ہوں - لیکن ایسے فیصلوں کو وہ قانونی تحفظ حاصل نہیں ہوتا مصالحتی عدالتوں کے آرڈیننس کے تحت مجریہ (الف) میں تشریح کردہ مالیت کے مقدمات کے لئے موجود ہے -

(ج) مصالحتی عدالتوں کے اختیارات میں اضافہ چونکہ حال ہی میں یعنی 23 اگست 1983ء کو کیا گیا ہے - لہذا فی الحال ان میں مزید توسیع کا جواز نہ ہے - تاہم سال رواں کے اختتام پر مصالحتی عدالتوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے گا - اور اگر ضرورت محسوس ہوئی تو انکے اختیارات میں مزید اضافہ کے سوالی پر غور ہوگا -

نونانوالی - لالہ موسی روڈ کی تکمیل

10 جناب محمد ممتاز خان کھچی - (چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی) کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ نانوالی ۔ لالہ موسیٰ روڈ (تحصیل کھاریاں ضلع گجرات) سالانہ ترقیاتی پروگرام 82-1981ء میں منظور ہوئی تھی ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر کا کام لالہ موسیٰ سے گنجہ تک شروع ہو چکا ہے مگر گنجہ تا نونانوالی تک کے بقایا حصہ کا سروے وغیرہ کا کام ابھی تک شروع نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو گنجہ سے نونانوالی سڑک پر سروے کا کام کب شروع ہوگا اور اس کی تعمیر کب تک شروع کی جائے گی ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خاں)

(الف) درست ہے ۔ 82-1981ء میں اس سڑک کے تین فرلانگ حصہ پر اینٹوں کا سولنگ لگایا گیا تھا ۔

(ب) یہ درست ہے ۔ لالہ موسیٰ سے گنجہ تک سڑک کی تعمیر کا کام ضلع کونسل نے 6 لاکھ روپے کی لاگت سے شروع کیا ہے ۔ جو کہ 30 جون 1984ء تک مکمل ہو جائے گا اس حصہ کی لمبائی تقریباً ڈیڑھ میل ہے ۔

(ج) گنجہ تا نونانوالی کے بقایا حصہ کے سروے کا کام مکمل ہو چکا ہے البتہ یہ ضلع کونسل کی مالی حالت کے پیش نظر سڑک کی تعمیر صرف مرحلہ وار ہی ممکن ہے کب کس مرحلہ کے لیے کتنی رقم مختص کی جائے گی ۔ اس کا فیصلہ ضلع کونسل گجرات نے کرنا ہے ۔

کٹھالہ ملکوال روڈ (ضلع گجرات) کی پختگی

14 چوہدری منور حسین تارڑ ۔ (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل گجرات) کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ کٹھالہ ملکوال روڈ (ضلع گجرات)

تو پانچ سالہ منصوبہ میں پختہ کرنے کے لئے سفارش کی گئی ہے -

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے ارد گرد بڑی گنجان آبادی ہے اور اس کی پختگی سے تحصیل پھالیہ اور تحصیل گجرات کے عوام کو ضلعی صدر مقام تک پہنچنے میں وقت اور کرایہ کی بچت ہوگی نیز زرعی اجناس کو منڈی تک پہنچانے میں بھی نہ صرف کافی سہولت ہوگی بلکہ بار برداری اخراجات میں کم از کم آدھی بچت ہوگی -

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت عوام کی سہولت کے پیش نظر کب تک مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - (ملک اللہ یار خان)

(الف) ضلع کونسل گجرات نے کھٹالہ ملکوال روڈ کو اسی سال یا آئندہ سال پختہ کرنے کے لئے کوئی قرار داد منظور نہ کی ہے نہ اس کے لئے کوئی رقم مختص کی ہے - ضلع کونسل نے دو علیحدہ علیحدہ چھٹے پانچ سالہ منصوبہ جات مرتب کئے ہیں ایک منصوبہ کی تکمیل کے لئے ضلع کونسل اپنے وسائل پر انحصار کرے گی - جب کہ دوسرا منصوبہ مرکزی حکومت سے متوقع گرانٹ کے پیش نظر مرتب کیا گیا ہے - ضلع کونسل کے اپنے پانچ سالہ منصوبہ میں یہ سڑک شامل نہ ہے - جب کہ متوقع گرانٹ سے متعلقہ چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں اس سڑک کا ساڑھے سات میل حصہ پختہ کرنے کی تجویز شامل ہے

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا سڑک کا گزر نہایت گنجان آبادی سے ہوتا ہے اور گرد و نواح کے عوام کو اس سڑک کی تعمیر سے خاطر خواہ سہولت میسر آئے گی -

(ج) جوابات مندرجہ حصہ (الف) (ب) سے صورت حال کی مکمل طور پر وضاحت ہو جاتی ہے -

چوہدری منور حسین تارڑ - جناب والا گزارش ہے کہ سڑک کا ساڑھے سات میل کا ٹکڑا کس طرف سے اور کس جگہ بنایا جائیگا ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - یہ کس طرف سے اور کس جگہ بنے گی اسکے متعلق ضلع کونسل ہی فیصلہ کر سکتی ہے ۔

میونسپل اداروں کے مالی امور کی نگرانی

42 ۔ راجہ محمد افضل خان - (چیئرمین میونسپل کمیٹی جہلم) — کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ 17 جنوری 1980ء سے قبل ایڈمنسٹریٹر صاحبان ہی میونسپل اداروں کے حساب کتاب آپریٹ (Operate) کیا کرتے تھے ، اب جب کہ یہ کام چیف آفیسر چیئرمین اور میئر صاحبان مشترکہ طور پر سر انجام دے رہے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ایا منتخب نمائندوں پر بداعتمادی کا نتیجہ ہے یا کوئی اور وجہ ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ (ملک اللہ یار خان) یہ درست ہے کہ پنجاب لوکل کونسلز بزنس رولز 1980ء کے قاعدہ نمبر 9 (1) (ایف) کی رو سے مقامی کونسلوں کے حسابات چیئرمین لوکل کونسل اور چیف آفیسر سیکرٹری مشترکہ طور پر چلاتے ہیں ۔ اس سے قبل یہ کام ناظم صاحبان کے ذمہ تھا ۔ چیئرمین صاحبان کو وسیع مالیاتی اور انتظامی اختیارات تفویض کئے گئے ہیں جو اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ حکومت کو ان پر پورا اعتماد ہے ۔ حسابات کی مشترکہ چلت کا مقصد یہ ہے کہ چیف آفیسر صاحبان ادائیگی سے پیشتر کاغذات کی بغور جانچ پڑتال کرلیں اور مالی بے ضابطگیوں کی صورت میں کل ذمہ داری چیئرمین صاحبان کے کندھوں پر نہ ڈالیں ۔

لوکل کونسل سروسز کے ملازمین کی تبدیلی

52 ۔ میاں عبداللطیف - (وائس چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) — کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب کے نئے ڈویژن فیصل آباد ۔ گوجرانوالہ اور ڈیرہ غازی خان معرض وجود میں آنے پر حکومت نے یہ پالیسی اختیار کی تھی کہ لوکل کونسل سروس کے ڈویژنل کیڈر کے ملازمین کو ان کے رہائشی ڈویژن

میں تبدیل کیا جائے گا - لیکن کیا وجہ ہے کہ فیصل آباد اور سرگودھا ڈویژن میں ابھی تک اس پالیسی پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - (ملک اللہ یار خان) یہ درست ہے کہ حکومت نے پنجاب کے نئے ڈویژن فیصل آباد ،گوجرانوالہ اور ڈیرہ غازی خان معرض وجود میں آنے پر یہ پالیسی اختیار کی تھی کہ لوکل کونسل سروس کے ڈویژنل کیڈر کے ملازمین کو ان کے رہائشی ڈویژن میں تبدیل کیا جائے اور یہ بھی قرار دیا تھا کہ اگر متعلقہ ڈویژن میں ایسے اہلکاروں کی تعداد نئے ڈویژنوں میں موجود منظور شدہ آسامیوں کی تعداد سے زیادہ ہو تو ایسے اہلکار اس وقت تک اپنے سابقہ ڈویژنوں میں تعینات رہیں گے جب تک نئے ڈویژن میں ان کی تبدیلی کے لئے گنجائش پیدا نہیں ہوتی -

اس پالیسی کے تحت سرگودھا اور فیصل آباد ڈویژن میں گنجائش کے مطابق ڈویژنل کیڈر کے ملازمین کے تبادلے پہلے ہی کئے جا چکے ہیں اور جب کبھی متعلقہ کمشنر صاحبان کی طرف سے گنجائش پیدا ہونے پر تجاویز موصول ہوتی ہیں - ان پر فوری عمل درآمد کیا جاتا ہے -

بصیرپور ضلع اوکاڑہ میں طبی شفاخانہ کی بندش

58 - بیگم عارفہ طاہرہ (لیڈی کونسلر ، لاہور میونسپل کارپوریشن) - کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ نے طبی شفاخانہ بند کرنے کے احکام صادر کئے ہیں -

(ب) آیا یہ درست ہے کہ صدر مملکت کی خصوصی ہدایات ہیں کہ ملک میں زیادہ سے زیادہ طبی شفاخانوں کا اجراء کیا جائے -

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو بصیر پور میں طبی شفاخانہ بند کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - (ملک اللہ یار خان) - (الف) یہ درست ہے -

(ب) یہ درست ہے کہ صدر مملکت نے طبی ہسپتال ڈسپنسریاں کھولنے کی ہدایات جاری کی تھیں اور یہ کہ دیہی علاقوں میں خاص طور پر طبی شفاخانوں کا اجراء کیا جائے ۔

(ج) حکومت نے طبی شفاخانے کھولنے کے لئے لوکل کونسلوں سے رابطہ قائم کیا تھا ۔ جس پر مختلف کونسلوں نے مالی امداد کا مطالبہ کیا ۔ چونکہ حکومت کے وسائل ایسی امداد کی اجازت نہ دیتے تھے ۔ اس لئے ہدایات جاری کی گئیں کہ لوکل کونسلز اپنے مالی حالات کے پیش نظر اور اپنے وسائل سے طبی شفاخانوں کے اجراء کے بارے میں فیصلہ کریں ۔

بصیر پور ٹاؤن کمیٹی نے طبی شفاخانے کا اجراء تو کر دیا ۔ مگر اس کے اخراجات برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے مجبوراً اسے بند کر دینا پڑا ۔

قصور شہر میں صفائی کی حالت

72 ۔ الحاج چوہدری محمد حیات۔(جنرل سیکرٹری پاکستان موٹرز ٹرانسپورٹ فیڈریشن) کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ میونسپل کمیٹی قصور قریباً 85 لاکھ روپے کے خسارے میں جا رہی ہے ۔ اور شہر کی حالت روز بروز بدسے بد تر ہوتی جا رہی ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نکاسی آب نے شہر کی جن سڑکوں کی کھدائی کی تھی ابھی تک ان کی مرمت نہیں کی گئی ۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ شہر کے وسط میں گزرنے والے رومی نالہ کی صفائی کبھی نہیں کی گئی جس کے باعث تمام شہر مچھروں ، مکھیوں اور تعفن کی افزائش گاہ بن چکا ہے ۔ اور شہری مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان)۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔ میونسپل کمیٹی قصور کے منظور شدہ بجٹ سال 84-1983ء کے مطابق اس کی کل متوقع آمدنی ایک کروڑ اڑتالیس لاکھ پینسٹھ ہزار ایک صد روپے ہے جب کہ اس کا ریونیو خرچ مبلغ اٹھانوے لاکھ پندرہ ہزار دو صد روپے ہے اس طرح اس کی ترقیاتی کاموں کی صلاحیت انچاس لاکھ انچاس ہزار نو صد روپے ہے۔ جو کہ کل بجٹ کا 33.3 فی صد ہے۔

(ب) محکمہ نکاس آب نے جن سڑکوں کی کھدائی کی تھی ان کی مرمت کے لیے ٹینڈر طلب ہو چکے ہیں کام الاٹ کر دیئے گئے ہیں اور یہ موجودہ مالی سال میں ہی مکمل ہو جائیں گے۔

(ج) درست نہ ہے محکمہ آب پاشی کے ڈرینیج سرکل نے روہی نالے کی ڈیڑھ میل لمبائی میں 1982ء میں صفائی کرائی تھی جس کے لیے بلدیہ قصور نے 2,73,000 روپے کی رقم بذریعہ چیک نمبر 503768 ان کو ادا کر دی ہے۔ اس کے علاوہ بلدیہ قصور نے بھی فروری 1983ء میں اس نالے پر واقع تین بڑے پلوں اور چار چھوٹے پلوں کے نیچے مزدور لگا کر صفائی کروائی تھی۔ مکھیوں اور مچھروں کی افزائش کے دنوں میں روہی نالہ میں مچھروں اور مکھیوں کو مارنے کی دوا (بی ٹیکس) ڈالی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ شہر میں ملیریا فلی سپرے کرتے ہیں شہر قصور میں صفائی کی عمومی حالت تسلی بخش ہے۔

(د) جوابات جزو (الف تا ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

الحاج چودھری محمد حیات۔ جناب چیئرمین جواب کسی حد تک درست نہیں ہے چیئرمین میونسپل کمیٹی قصور اگر یہاں موجود ہیں تو وہ اس پر واضح روشنی ڈال سکیں گے کہ یہ جواب ان کے مشورے سے دیا گیا ہے یا محکمہ نے خود دیا ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں قصور کا رہنے والا ہوں۔ آپ بھی وہاں تشریف لے گئے ہوں گے۔ یہ سڑکیں آج سے تقریباً

تین سال قبل کھودی گئی اور پچھلے تین سال سے ان سڑکوں کی مرمت نہیں ہوئی - دوسرے روہی نالے کے متعلق بھی میں نے گذشتہ اجلاسوں میں عرض کیا تھا مگر اس کی اب تک بالکل صفائی نہیں ہوئی -

اگر صفائی ہوئی ہے تو قصور شہر کے حدود کے باہر ہوئی ہوگی جہاں تک قصور شہر کا تعلق ہے روہی نالے کا پانی وہاں کھڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے مسلسل بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں کیونکہ پانی کی سطح بہت بلند ہو گئی ہے اس کے علاوہ پینے کا پانی بھی صحیح میسر نہیں جس کی بناء پر پیٹ کی امراض پیدا ہو رہی ہیں - ملیریا وغیرہ کی بیماری عام ہے جو جوابات دیئے گئے ہیں وہ درست نہیں ہیں - اگر آپ مزید تسلی چاہتے ہیں تو چیئرمین بلدیہ قصور اس پر روشنی ڈالیں -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی—جو جوابات عرض کئے گئے ہیں وہ متعلقہ میونسپل کمیٹی سے حاصل کئے گئے ہیں - یہ درست ہے کہ جس طرح کی صفائی کی آپ توقع رکھتے ہیں شاید وہ اس حد تک نہ ہوئی ہو - یہ حالت قصور شہر کی نہیں ہے بلکہ پنجاب کے دیگر شہروں کی بھی یہی حالت ہے - اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات ان کے وسائل اجازت نہیں دیتے کہ وہ صفائی پر مزید اخراجات کر سکیں - اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ قصور میونسپل کمیٹی کی حالت بھی ایسی ہی ہے - شاید ان کے وسائل ان کو اجازت نہ دیتے ہوں کہ وہ اس سطح پر صفائی کروا سکیں - جس کی آپ توقع رکھتے ہیں - لیکن اس کے باوجود ہم میونسپل کمیٹی قصور کو دوبارہ کہینگے کہ وہ اس کی صفائی کے متعلق ضروری اور مناسب اقدام کرے -

الحاج چوہدری محمد حیات—جناب چیئرمین ایک آخری بات کہہ کر ختم کرتا ہوں - جیسا کہ آپ نے جواب میں فرمایا ہے کہ وہ کمیٹی پہلے ہی خسارے میں ہے - انہوں نے مختلف سکیموں کے کام کی ادائیگی اب تک نہیں کی ہے - وہ تو پہلے ہی قرضے سے دو چار ہیں - میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے بطور خاص اس کو تھوڑی بہت گرانٹ فراہم کی جائے تاکہ ان کی بروقت ادائیگی ہو سکے -

جہاں تک repayment کا تعلق ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اچھی خاصی رقم جنرل بس سٹینڈ سے پہلے ہی اکٹھی کی جا رہی ہے جہاں سے دوسرے سٹینڈوں پر پانچ روپے فی بس لیا جاتا ہے لیکن مذکورہ بس سٹینڈ پر بس والے پندرہ بیس روپے فی بس ادا کر رہے ہیں اس امید سے کہ شائد شہر کی حالت بہتر ہو جائے - ہم آپ سے بھی توقع کرتے ہیں کہ ——

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - اس کے لیے ایک طریقہ کار ہے - متعلقہ میونسپل کمیٹی کے چیرمین صاحب اس سے اچھی طرح واقف ہیں - اگر انہیں کسی رقم کی ضرورت ہے تو وہ ہماری لوکل گورنمنٹ سے (لون فنڈ) رقم حاصل کر سکتے ہیں - اس کے لیے وہ درخواست بھی دے سکتے ہیں -

دیوار کی مسماری

77- شیخ محمد لطیف (سینئر وائس پریذیڈنٹ انجمن حمایت اسلام) کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ درست ہے کہ یکم جنوری 1984ء کو صوبائی کونسل کے اجلاس میں مسماری دیوار کے بارے میں سوال نمبر 372 کے جواب کی صحت پر اعتراض کیا تھا - اور اس پر وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی نے یقین دہانی کرائی تھی کہ اگر یہ غلط ثابت ہوگیا کہ جو جواب فراہم کیا گیا ہے درست نہیں تو اس شخص کے خلاف کارروائی کی جائیگی-

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو خلاف ورزی کرنے والے فرد یا افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - (ملک اللہ یار خاں)
(الف) جی ہاں -

(ب) کارپوریشن کے ذمہ دار افسران اور سیکشن افیسر محکمہ بلدیات پر مشتمل ٹیم نے شیخ محمد لطیف صاحب کی موجودگی میں موقع کا بغور معائنہ کیا اور سوال نمبر 372 کا جواب جو یکم جنوری 1984ء کو صوبائی کونسل کے اجلاس میں دیا گیا تھا درست پایا -

شیخ محمد لطیف - اس کے لیے شروع میں جو جواب دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ـــ ''دیوار کا مخدوش حصہ خود بخود گر گیا ہے ۔ اس لیے مزید کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں ۔ دیوار کا جو مخدوش حصہ تھا وہ گر چکا ہے ۔ اب یہ دیوار ایک خاردار تار کی شکل میں ہے ۔ (خاردار تار دیوار کی جگہ نصب ہے) اس سے کسی جانی و مالی نقصان کا اندیشہ نہیں،، جناب والا ۔ جب میں نے یہ کہا کہ جواب غلط دیا گیا ہے دوبارہ یہ جواب آیا ۔ دیوار مذکورہ کا وہ حصہ جو خطرناک مخدوش تھا وہ خود بخود گر چکا ہے دیوار کا باقی حصہ جو مکان کو مرمت نہ کرانے کی وجہ سے خطرناک صورت اختیار کر چکا تھا میجسٹریٹ انجینئر سیکرٹری انچارج کی نگرانی میں 15-9-83 کو گرایا جا چکا ہے اس کے بعد جب میں نے پوائنٹ آوٹ کیا اس جواب کے بعد انہوں نے پھر نوٹس دے دیا ہے ۔ وہ نوٹس یہ ہے ۔

Your house situated at Queen's road is in ruinous state and dangerous to inhabitants of the building. As the building is in a dangerous condition and unfit for human habitation. You are hereby prohibited the occupation of the building mentioned above, till it has been satisfactorily repaired to the satisfaction of the Lahore Municipal Corporation. If you fail to comply with the requirements of the notice.

The Municipal Corporation may take necessary steps and the cost there of shall be deemed to be a tax levied.

اس نوٹس کے بعد وہ موقع پر گئے ۔ وہاں اختلاف رائے ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ قابل مرمت ہے ۔ ہم کہتے ہیں قابل مرمت نہیں ہے یہ خطرناک ہے ۔ ان کی غفلت اور بر وقت کارروائی نہ کرنے کی وجہ سے یہ معاملہ عدالت میں چلا گیا ہے کیونکہ دوسرے فریق نے دعویٰ کردیا ہے اور اس نوٹس کو چیلنج کیا ہے ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — عرض یہ ہے جیسے آپ خود فرما رہے ہیں یہ معاملہ عدالت میں چلا گیا ہے اور انہوں نے Stay حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے ۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا ۔

شیخ محمد لطیف— جی ہاں۔ اب کچھ نہیں ہوسکتا ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — میں یہی عرض کررہا ہوں کہ جس وقت تک عدالت سے یہ معاملہ طے نہیں ہوجاتا اس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔

شیخ محمد لطیف — میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ ان کی غفلت سے اور بر وقت کارروائی نہ کرنے کی وجہ سے نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ دوسری پارٹی نے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا ہے -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — شیخ صاحب! آپکے کہنے کے مطابق آپ کے ساتھ کارپوریشن کے چیف افیسر اور بلدیہ کے افسر بھی وہاں تشریف لے گئے تھے انہوں نے اس کا بغور معائنہ کیا - اب اس بات پر اختلاف رائے ہے - ایک صاحب کہتے ہیں کہ چند ایک اینٹیں خراب ہیں جو قابل مرمت ہیں - ان کی مرمت کی جا سکتی ہے دوسرا فریق اس بات کو نہیں مانتا حالانکہ ایک فریق کہتا ہے کہ میں اپنے خرچ پر اس کی مرمت کرا دیتا ہوں لیکن دوسرا فریق اس بات پر آمادہ نہیں ہوتا وہ کہتا ہے کہ اس کی صرف چند اینٹوں کی مرمت ہم نہیں کرانا چاہتے بلکہ پوری کی پوری دیوار گرانا چاہتے ہیں دیوار گرانے سے دوسرے آدمی کا مکان گر جائیگا جیسا کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ اس پر اختلاف رائے ہے ایک فریق یہ کہتا ہے کہ یہ قابل مرمت ہے دوسرا فریق کہتا ہے کہ یہ قابل مرمت نہیں - تو میرا خیال ہے اس کا انتظار کرلیں کہ عدالت اس ضمن میں کیا فیصلہ کرتی ہے -

شیخ محمد لطیف — ٹھیک ہے جناب

سب ڈویژن منڈی بہاؤالدین کو ضلعی درجہ دینا

13 چوہدری منور حسین تارڑ — (وائس چیئرمین ضلع کونسل گجرات) کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) آیا یہ درست ہے کہ گذشتہ چار سالہ دور میں ضلع کونسل گجرات نے منڈی بہاؤالدین سب ڈویژن کو ضلعی درجہ دینے کے لئے بذریعہ قرار داد حکومت پنجاب سے استدعا کی تھی -

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سب ڈویژن کی آبادی نو تشکیل شدہ اضلاع مثلاً بھکر ، راجن پور اور خوشاب سے

دوگنا ہے - نیز آبیانہ اور مالیہ کی آمدن کے لحاظ سے بھی پنجاب کی تمام تحصیل ھائے سے سر فہرست ہے -

(ج) اگر جزو ھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نئی سکیم کے تحت منڈی بہاؤالدین کو بھی ضلع کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال — (ملک اللہ یار خاں) (الف) ڈپٹی کمشنر گجرات کے مطابق ضلع کونسل گجرات کے منڈی بہاؤالدین سب ڈویژن کو ضلعی درجہ دینے کے واقعی قرار داد کی صورت میں مطالبہ کیا تھا -

(ب) منڈی بہاؤالدین (بھالیہ) سب ڈویژن کی آبادی نو تشکیل شدہ اضلاع مثلاً بھکر، راجن پور اور خوشاب سے زیادہ ہے لیکن دوگنا نہ ہے - آبیانہ کی آمدن کے لحاظ سے منڈی بہاؤالدین سب ڈویژن پنجاب کی تمام تحصیل ھائے میں سر فہرست ہے - جب کہ سب ڈویژن ھذا کی مالیہ کی آمدن پنجاب کی (35) تحصیلوں کی مالیہ کی آمدنی سے کم ہے -

(ج) اس بارہ میں سر دست حکومت کے زیر غور کوئی تجویز نہ ہے -

چوھدری منور حسین تارڑ — جناب چیئرمین کیا کسی اور سب ڈویژن کو ضلع کا درجہ دیا جا رہا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — فی الحال ایسی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں -

مواضعات روڈہ اور خوشاب ضلع خوشاب میں کاہ بندی

25 - حاجی محمد شریف خان بلوچ - (چیئرمین میونسپل کمیٹی خوشاب) — کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مواضعات روڈ اور خوشاب ضلع خوشاب میں کاہ بندی کا ریکارڈ تیار کرنے کا کام 1948ء

میں شروع کیا گیا تھا ۔ مگر طویل عرصہ گذرنے کے باوجود مذکورہ کام تا حال تعطل کا شکار ہے ۔ اور اراضی کی ملکیت کا تعین نہ ہونے کے باعث زمیندار پریشان ہیں ۔

(ب) اگر ایسا ہے تو حکومت مذکورہ کام کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مال ۔ (ملک اللہ یار خان) ۔

(الف) جی ہاں ۔

(ب) موضع روڈوہ تحصیل و ضلع خوشاب کی کلہ بندی کا کام غلط ہوا تھا ۔ اس لئے ایڈیشنل کمشنر مال سرگودھا ڈویژن نے اپنے فیصلہ مورخہ 4 ستمبر 1970 کے ذریعے کالعدم قرار دے دیا ۔ دوبارہ کلہ بندی کا عمل 1972ء میں شروع کیا گیا ۔ چونکہ درست ریکارڈ یا کھتونی پیمائش کلہ بندی جائز تصدیق کے بعد ارسال نہیں کی گئی تھی ۔ اس لئے اسسٹنٹ کمشنر جوہر آباد کی تحقیقاتی رپورٹ کی روشنی میں مجلس مال پنجاب نے بروئے چٹھی مورخہ 29 جنوری 1984ء موضع روڈہ میں کلہ بندی کے کام کو کالعدم قرار دے دیا ہے ۔ اور کمشنر سرگودھا کو ہدایت کی گئی کہ محکمہ مال کے تجربہ کار عملہ سے نئے سرے سے جلدی کلہ بندی اور درستگی ریکارڈ مکمل کرائی جائے ۔ اس سلسلے میں ممبر مجلس مال کی ہدایت کے مطابق او ۔ ایس ۔ ڈی (بندوبست) ہر ماہ موقع پر جا کر کام کی رفتار کا جائزہ لیں گے ۔ تاکہ کام جلد از جلد صحیح ضابطہ کار کے مطابق پایہ تکمیل تک پہنچ سکے ۔

حاجی محمد شریف خان بلوچ — جناب والا ۔ آپ نے موضع روڈہ کا ذکر کیا ہے لیکن خوشاب کے متعلق کوئی جواب نہیں دیا گیا ۔

وزیر مال — کس کے بارے میں ؟

حاجی محمد شریف خان بلوچ — جناب والا ۔ ضلع خوشاب کی کلہ بندی کے بارے میں ۔

وزیر مال — یہ روڈ کے بارے میں بیان دیا گیا ہے ۔

حاجی محمد شریف خان بلوچ ۔ نہیں جناب ، آپ سوال پڑھیں ۔ اس میں یہ ہے کہ آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مواضعات روڈ اور خوشاب ——— اس میں موضع خوشاب کا سرے سے ہی جواب نہیں دیا گیا ۔ تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ موضع روڈ کی کلہ بندی پر کتنی دفعہ نظر ثانی ہوئی ہے ؟

وزیر مال — اس کا جواب تو میں نے دے دیا ہے —

حاجی محمد شریف خان بلوچ ۔ جناب ۔ وہ کب مکمل ہوگی ؟

وزیر مال ۔ موضع روڈ کے بارے میں مفصل جواب دے دیا گیا ہے ۔ اس ضمن میں یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ اس سلسلے میں ممبر مجلس مال نے خاص طور پر ایک او ۔ ایس ۔ ڈی ۔ بندوبست کو ہدایت دی ہے کہ وہ ہر ماہ موقع پر جا کر اس کی نگرانی کریں تاکہ یہ کام جلد سے جلد ہو سکے ۔ اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ اس موضع کی کلہ بندی صحیح طور پر نہیں کی گئی ۔ اور اس کے ذمہ دار جتنے افسران تھے اور انہوں نے جو تجاویز پیش کیں ان سب کو کالعدم قرار دیا گیا جو کہ قواعد کے مطابق درست نہ تھیں ۔ اس لئے اب نئی ہدایات جاری کی گئی ہیں ۔ اور امید ہے کہ اس کام کو جلد از جلد نپٹانے کی کوشش کی جائے گی —

حاجی محمد شریف خان بلوچ ۔ جناب والا میرا سوال موضع خوشاب کے متعلق تھا ۔

وزیر مال ۔ مجھے افسوس ہے کہ خوشاب کی کلہ بندی کے بارے میں ہمیں کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی ۔ بہرحال مجھے یہ بھی افسوس ہے کہ خوشاب کی کلہ بندی کے ریکارڈ کے بارے میں ہمیں ابھی تک کوئی شکایت وصول نہیں ہوئی ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ خوشاب کے ریکارڈ کی

صورتحال بھی یہی ہے تو اس کے بارے میں ابھی ہم مزید کارروائی کریں گے ۔

حاجی محمد شریف خاں بلوچ ۔ جناب والا ۔ اس ضمن میں میری گزارش ہے کہ موضع خوشاب کی جمع بندی 1945.46ء کے بعد سے اب تک تیار نہیں کی گئی اور موضع خوشاب کا ریکارڈ اتنا پیچیدہ اور مشکل ہو گیا ہے کہ اس کا سمجھنا انتہائی مشکل ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ ایک الگ عملہ تشکیل دیں ۔ پاکستان کو معرض وجود میں آئے 36 سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک وہاں کلہ بندی کا چار سالہ ریکارڈ نہیں بنا ۔ میری گزارش ہے کہ ضلع خوشاب میں صرف دو تین مواضعات ہیں باقی تمام ضلع کا بندوبست مکمل ہو چکا ہے ۔ لہذا آپ ایک الگ عملہ تشکیل دیں جس میں ایک نائب تحصیلدار اور ایک قانون گو اور چار پانچ پٹواری ہوں ضلع میانوالی میں تحصیل عیسیٰ خیل کا بندوبست ہو رہا ہے ۔ جناب نائب معتمد بندوبست میانوالی کے زیر نگرانی کام کرکے پانچ چھ ماہ میں یہ کام مکمل کردیں ۔

جناب وہاں یہ مسائل اتنے ہو گئے ہیں کہ ہزاروں کی مقدار میں انتقالات ویسے ہی پڑے ہیں جن کا ابھی تک اندراج نہیں ہو سکا ۔

وزیر مال — خوشاب کے بارے میں آپ نے تفصیل سے سوال کی وضاحت نہیں کی ۔ آپ نے کلہ بندی کے بارے میں سوال کیا ہے ۔ لیکن آپ اب فرما رہے ہیں کہ خوشاب موضع کی جمع بندی 1947ء کے بعد نہیں ہوئی ۔

حاجی محمد شریف خاں بلوچ — جناب والا ۔ یہ تو آپ کے نوٹس کے لئے ہے کہ کلہ بندی کا کام آج سے بیس سال پہلے شروع ہوا تھا لیکن ابھی تک وہ مکمل نہیں ہوا ۔

وزیر مال — بہر حال خوشاب ، کی جمع بندی کے بارے میں جو آپنے شکایت کی ہے اس میں ہم دیکھیں گے اور ضروری ہدایات جاری کردیں گے اور اس کی جمع بندی کی تیاری کے بارے میں خصوصی عملہ تعینات کیا جائے گا تاکہ جلد سے جلد یہ کام نپٹایا جائے ۔

حاجی محمد شریف خاں بلوچ — جناب والا ۔ مہربانی کریں اور اس سال چھ ماہ میں یہ کام مکمل کردیں یہ ایک اتنا نیک کام ہے جس کی انتہا ہی کوئی نہیں ۔ کیونکہ خوشاب کی کلہ بندی اور

بندوبست ہونے کی وجہ سے وہاں اتنے جھگڑے جنم لے رہے ہیں کہ کوئی زمیندار سوائے ان جھگڑوں کے نمٹانے کے کوئی اپنا کام کر نہیں سکتا ۔

وزیر مال ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم انشاءاللہ کوشش کریں گے کہ چھ ماہ کے عرصہ میں موضع خوشاب کے لئے جمع بندی کا کام مکمل ہوجائے ۔

ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم مالکان اراضی کے حقوق کا تحفظ

38 ۔ ملک غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر۔(چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ) کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ 100 کنال (ساڑھے بارہ ایکڑ) سے کم مشترکہ اراضی مارشل لاء آرڈر 115 کے تحت ناقابل تقسیم ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ پابندی کے پیش نظر غریب کسانوں کو سخت تکلیف ہے ۔ طاقتور حصہدار تمام اراضی پر قابض ہو جاتا ہے اور بقیہ حصہ داروں کو پیداوار کا حصہ بھی ادا نہیں کرتا اور خانگی طور پر اراضی کی تقسیم سے بھی گریزاں ہوتا ہے ۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ حکم کے تحت اراضی کے انتظام کیلئے منیجر کی تعیناتی کی شق موجود ہے اور منیجر کی تقرری کے لئے ضلعی کلکٹر سے بذریعہ دراخوست مقدمہ لڑنا پڑتا ہے ۔ جو کہ غریب کسانوں کی مالی استطاعت سے باہر ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت غریب عوام اور چھوٹے مالکان اراضی کے جائز حقوق کے تحفظ کیلئے مذکورہ قانون کو ختم کرنے یا اس میں مناسب ترمیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مال (ملک اللہ یار خان)

(الف) یہ درست ہے کہ مارشل لاء ضابطہ نمبر 115 مجریہ 1972ء

کے تحت گزرانی یونٹ (ساڑھے بارہ ایکڑ) یا اس سے کم رقبہ کے مشترکہ کھاتہ جات کی تقسیم پر پابندی ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) چھوٹے مالکان اراضی کے جائز حقوق کے تحفظ کیلئے۔ مارشل لاضابطہ نمبر 115 میں مناسب ترمیم حکومت کے زیر غور ہے۔

راولپنڈی ٹیکنالوجی کالج برائے طلباء کی بندش

2۔ جناب خاقان بابر۔ (صدر آل پاکستان فری لرنگل ایڈ سوسائٹی)۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے راولپنڈی میں واقع ٹیکنالوجی کالج برائے طلباء بند کردیا ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو متاثرہ طلباء کے لئے متبادل تربیتی سہولتیں کہاں کہاں اور کتنی مدت میں مہیا کی جارہی ہیں۔ نیز حکومت کو کتنے اضافی مصارف برداشت کرنے پڑیں گے؟

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور)

(الف) اس حد تک درست ہے کہ اس کالج کو راولپنڈی سے منتقل کردیا گیا ہے اور اس کی موجودہ بلڈنگ E.M.E. کالج کے حوالے کردی گئی ہے اور اسکے بدلے میں 3 نئے پولی ٹیکنک ادارے جہلم، میانوالی اور اٹک میں کھولے جارہے ہیں۔ جنکے لئے رقوم مرکزی حکومت ادا کرے گی۔

(ب) طلباء کے لئے متبادل تربیتی سہولتیں مندرجہ ذیل اداروں میں مہیا کی جاچکی ہیں:۔

1۔ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی	رسول
2۔ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی	لاہور
3۔ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی	ملتان
4۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ	سیالکوٹ
5۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ	ساہیوال
6۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ	سرگودھا
7۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ	فیصل آباد

8۔گورنمنٹ پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ لیہ

9۔گورنمنٹ پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ بہاول پور

متبادل انتظامات پر کل 1,25,12,000 روپے خرچ آئے گا۔

جناب خاقان بابر۔جناب والا ۔ میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ متبادل تربیتی کورس کی سہولتوں کے سلسلے میں طلباء کے لئے کوئی متبادل انتظام کیا گیا ہے ۔ اس میں طلباء اور اساتذہ ایک ساتھ نہیں بھیجے گئے ۔ ہیں کہیں طلباء گئے ہیں تو استاد نہیں گئے ۔ کہیں استاد گئے ہیں تو طلباء نہیں ہیں یہ سب گڑ بڑ پوسٹنگ کی وجہ سے ہوئی ہے ۔ نتیجتاً پوسٹنگ نہیں ہوسکی اور لڑکے تعلیم حاصل نہیں کرسکے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ہمارے پاس پہلے سے گورنمنٹ ٹیکنیکل کالج یا پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ میں موجود اسٹاف کو absorb کرنے کے لئے جو مزید مواقع تھے ان کے مطابق جو طلباء ان اداروں کے نزدیک زون رہنے والے تھے اور جس جس ٹیکنالوجی میں وہ تعلیم حاصل کررہے تھے اور جن انسٹی ٹیوٹ یا ٹیکنیکل اداروں میں متبادل تربیتی کورس کی سہولت موجود تھی ان کو وہاں بھیجا گیا ہے اور اساتذہ کو جس جس ادارے میں ان کی ضرورت تھی ۔ ٹیکنالوجی کے لحاظ سے بھی ان کو وہاں بھیجا گیا ہے ۔ اگر آپ کو کسی خاص کیس میں شکایت ہو تو وہ میرے نوٹس میں لائیں ۔ انشاء اللہ اس کو حل کردیا جائے گا ۔

جناب خاقان بابر ۔ جناب والا ۔ میں آپکی اطلاع کیلئے عرض کرتا ہوں کہ تمام انسٹی ٹیوٹس کی حالت یہ ہے کہ کہیں طلباء ہیں تو استاد نہیں ہیں ۔ کہیں استاد ہیں تو طلباء نہیں ہیں ۔ یہ Mismanagement ہوئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ بابر صاحب ۔ آپ نشاندہی کرلیں کہ اس ادارے میں یہ کام نہیں ہوا ۔ تاکہ ہم وضاحت کردیں ۔

جناب خاقان بابر ۔ جناب والا ۔ یہ تو متبادل انتظامات ہیں ۔ اس میں تاخیر کے لئے وجوہات ہوسکتی ہیں کہ یہ تاخیر کیوں کی گئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ جیساکہ جز (الف) میں پیش کیا گیا ہے کہ دراصل فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اس سلسلے میں یہ بات عمل میں آئی تھی یہ ساری رقم چونکہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ہمیں دستیاب ہوئی تھی اسلئے اس سلسلے میں کچھ ان کے ساتھ Settlement کرنے میں تاخیر ہوئی ۔ جناب

والا ۔ اب تمام انتظامات مکمل ہوگئے ہیں ۔ ہم ان سب کو بھجواچکے ہیں ۔ اور مزید کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔

جناب خاقان بابر ۔ کیا جناب آپ میرے ساتھ اس بات میں اتفاق کریں گے کہ اس ایک کروڑ 25 لاکھ 12 ہزار روپے میں سے کثیر رقم بچ سکتی تھی ۔ اگر معاملے میں تاخیر نہ ہوتی ؟

وزیر تعلیم ۔ تاخیر والے معاملے میں رقم کے زیادہ یا کم ہونے یا کوئی سوال نہیں ہے ۔ اس بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ جب بھی طلباء مذکورہ اداروں میں جائیں گے ۔ اس میں سفر خرچ کے لئے دو سو روپے فی کس ہاسٹل کا کرایہ ۔ فرنیچر ۔ ہاسٹل اسٹاف کی تنخواہ ۔ سفر خرچ برائے اساتذہ ان تمام اخراجات کو ملاکر یہ رقم ورک آؤٹ ہوئی تھی ۔ اس میں تاخیر کا جلدی ہونے میں رقم کی کمی بیشی کا کوئی سوال نہیں ۔

جناب خاقان بابر ۔ جناب میں یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ اسکی کیا وجوہات ہیں ہم نے بہت سے چیلنجوں کا مقابلہ کرنا ہے اور آج ہمیں ٹیکنالوجی کا ایک چیلنج ہے جوکہ ہماری خوشحالی اور ترقی پر بھی اثر انداز ہورہا ہے اور جو ہمارے دفاع سے بھی متعلق ہے ۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے ۔ اس لئے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ پرائیویٹ اداروں کی حوصلہ افزائی کرنے سے Allergic کیوں ہے کہ زیادہ تر پرائیویٹ ادارے کھولنے کی اجازت نہ دی جائے ۔

وزیر تعلیم ۔ میں عرض کروں کہ گورنمنٹ الرجک نہیں ہے بلکہ ٹیکنالوجی کے اداروں کی کچھ بنیادی ضروریات ہیں اور جب تک طلباء کو حاصل ہونے والی مراعات کسی ادارے میں حاصل نہ ہوں اور ان کی ضروریات پوری نہ ہوں تو اس وقت تک ایسی Fake ڈگری کے اجرا کی اجازت اداروں کو نہیں دی جاسکتی ہے ۔ اس لئے جس ادارے میں بھی مطلوبہ ضروریات کی چیز موجود ہوگی ۔ ٹیکنالوجی موجود ہوگی ۔ اس کو اجازت دی جاسکتی ہے ۔

جناب خاقان بابر ۔ جناب میں آپ سے مودبانہ گذارش کرونگا کہ کیا آپ کا محکمہ ایسے اداروں کی نشاندھی کراسکے گا جنکو Recognize نہیں کیا گیا کہ ان کی کارکردگی درست نہ تھی یا ان کے پاس ایسے سامان نہیں ہیں

وزیر تعلیم — اس ضمنی سوال کا اس Context سے کوئی تعلق نہیں ہے - جسکا میں جواب دے رہا ہوں - آپ اس کیلئے علیحدہ سوال دے دیں —

جناب خاقان بابر — جناب والا - سوال اس بارے میں پھر آجائے گا - لیکن میں اطلاعاً عرض کرتا ہوں - آپ متعلقہ وزیر ہیں - میں یہ بات آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو Bureaucratic Arrogance ہے اور اس کے مفادات کا جو تحفظ ہے - اس میں مالی معاملات Involved ہوتے ہیں اور مالی معاملات کی وجہ سے خصوصی مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے پرائیویٹ اداروں کو اجازت نہیں دی جارہی ہے - جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ یہاں اس ہاوس میں اتنے چیئرمین حضرات میونسپل کمیٹیوں - کارپوریشنوں اور ضلع کونسل کے تشریف فرما ہیں ، آپ ان سے دریافت کرلیں - سب تیار ہیں - ضلع کونسل اس کو لینے کے لئے تیار ہوجائیں گی - دس جماعت پاس ٹرکے ہوتے ہیں جو کہ تھرڈ ڈویژن ہوتے ہیں - ان کی سفارش نہیں ہوتی - نقل کرنے والے طلباء زیادہ نمبر لے جاتے ہیں - کچھ لائق بھی زیادہ نمبر لے جاتے ہیں - کچھ نقل والے لے جاتے ہیں کچھ پیسے والے زیادہ نمبر لے جاتے ہیں - ہزاروں کی تعداد میں میٹرک پاس طلباء یا تو قاصد بھرتی ہوتے ہیں یا مزدور - میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ اگر ان کو تحصیل اور ضلع لیول کی سطح پر ٹیکنیکل ٹریننگ دے دی جائے اور یہ کام بلدیاتی اداروں کو ہی سونپ دیا جائے اور ان کے ساتھ مخیر اداروں کو بھی ساتھ ملالیا جائے - تو ہم اسکو اسطرح سے چلاسکتے ہیں - تو میں یہ کہوں گا کہ 25 برس کے بعد ہم جاپان سے شاید مقابلہ کرنے پوزیشن میں ہوجائیں گے - لیکن اس کوتاہی کا کوئی جواز نہیں ہے —

وزیر تعلیم — آپ نے اب تک کسی بھی ایسے پرائیویٹ ادارے کا نام نہیں لیا ہے - جو کہ اس Required standard پر پورا اترتا ہو اور محکمے کی کسی ایسی وجہ سے اس کو اجازت نہ دی گئی ہو - آپ اس کی نشاندھی کریں میں اسکو دیکھنے کیلئے تیار ہوں - یہ بات کہنا کہ گورنمنٹ کے پاس ادارے موجود نہیں درست نہیں - ہر ضلع میں بلکہ کئی ایک اضلاع میں ایک سے زیادہ - ڈویژن کی سطح پر ہمارے پاس ٹیکنالوجی کے ادارے اور پولی ٹیکنیک کے بے شمار ایسے ادارے موجود ہیں - جس میں ہمیں ابھی تک کسی ایسی کمی کا احساس نہیں ہورہا ہے - حکومت مسلسل اس کوشش میں ہے کہ مزید سہولتیں مہیا کی جائیں - اگر آپ کسی ایسے پرائیویٹ ادارے کی نشاندھی کردیں جو کہ اس معیار پر اترتا ہو تو ہم اسکو Recognize کردیں گے - گورنمنٹ کے پاس اتنے وسائل موجود ہیں —

جناب خاقان بابر — جناب والا ۔ اس بارے میں ایک اور ضمنی سوال کروں گا کہ میں نے ڈپلوما کورس کے متعلق سوال کیا تھا ۔ ویلڈرز اور خراد یے تو جزوقتی کورسز میں پیدا ہوسکتے ہیں ۔ لیکن ڈپلوما کورس تین سال کا ہوتا ہے ۔ متبادل انتظام سے ڈپلوما کورس کا بندوبست نہیں ہوا ہے —

وزیر تعلیم — یہ کس سوال کے بارے میں ضمنی سوال ہے —

جناب خاقان بابر — یہی جو میرا سوال ہے ۔ جس کا آپ نے جواب دیا ہے کہ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی رسول میں جزوقتی انتظام کیا گیا ہے ویلڈر بنانے کے لئے —

وزیر تعلیم — کس سوال کے بارے میں ہے ؟ ابھی میں نے اسکا جواب ہی نہیں دیا ہے ۔ پہلے مجھے اسکا جواب دے لینے دیں —

پرائیویٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ کا قیام

3 ۔ جناب خاقان بابر ۔ (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی) ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) آیا حکومت پنجاب کے پروگرام میں صوبہ سندھ کی طرح جزووقتی اور ڈبل شفٹ اور نجی اداروں کے ذریعہ ٹیکنالوجی کورس رائج کرنے کا ارادہ ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں —

(ب) کیا حکومت ہر ضلع میں نجی سطح پر پرائیویٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کی تجویز پر غور کررہی ہے —

وزیر تعلیم ۔ (چوہدری عبدالغفور) میں آپ کا سوال بھی پڑھ دیتا ہوں کیونکہ آپ نے اس پر مزید بحث کرنی ہے ۔

(الف) آیا حکومت پنجاب کے پروگرام میں صوبہ سندھ کی طرح جزو وقتی اور ڈبل شفٹ اور نجی اداروں کے ذریعہ ٹیکنالوجی کورس رائج کرنے کا ارادہ ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ ایسی کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے کیونکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ۔ ایسی ضرورتیں پہلے ہی دو طریقوں سے پوری کی جا رہی ہیں ۔ اول یہ پولی ٹیکنک اداروں میں جزو وقتی ووکیشنل کورسز شبینہ کلاسز میں پڑھائے جا رہے ہیں ۔ چونکہ یہ ادارے صرف شام کے لئے ہیں ۔ اس لئے ایسے جزووقتی ڈبل شفٹ یا شام کے ادارے

شروع کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے - دوسرے یہ کہ ایسے کورسز نجی شعبہ میں بھی پرائیویٹ ادارے پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل کی منظوری سے پڑھا رہے ہیں - سوال کی (ب) جزو میں آپ نے دریافت کیا ہے کہ :-

کیا حکومت ہر ضلع میں پرائیویٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹوٹ قائم کرنے پر غور کر رہی ہے ؟

ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے -

اس بارے میں میں یہ عرض کر دوں کہ جہاں تک آپ نے صوبہ سندھ کی بات کی ہے کہ صوبہ سندھ کی طرح ڈبل شفٹ قائم کی جائے - گو آپ نے اس بارے میں کوئی مثال نہیں دی لیکن میں نے اپنے طور پر کراچی سے پتہ کیا ہے کہ کونسے ایسے ادارے سندھ میں شام کے اور جزوقتی قائم ہیں تو سائٹ کراچی میں ایک گورنمنٹ کالج میں شام کے وقت ایک ڈپلوما کورس رائج ہے - اور وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو کہ مختلف قسم کے صنعتی اداروں میں پہلے ملازم ہیں تو وہ شام کے وقت وہاں آتے ہیں - اس کے علاوہ وہاں بھی ایسی کوئی سکیم نہیں ہے - اگر آپ کے علم میں مزید کوئی بات ہے تو فرمائیں -

جناب خاقان بابر — جناب والا - پہلی بات تو یہ ہے کہ گستاخی معاف - آپ کے محکمہ والوں نے یہ جواب بڑا مہمل دیا ہے - کہ ضرورت نہ ہے - پوزیشن یہ ہے کہ پنجاب کی آبادی پاکستان کا 60 فیصد ہے - پنجاب میں دو ہزار دو سو طالب علموں کے داخلہ کی نشستیں ہیں پاس ہو کر کتنے نکلتے ہیں یہ ایک علیحدہ بات ہے - سندھ میں یہ نشستیں تین ہزار ہیں جب کہ سندھ کی آبادی تیس فیصد ہے - اب آپ اندازہ کیجیئے کہ ہم پنجاب میں تو دو ہزار دو سو ٹیکنیشن داخل کرتے ہیں - اور سندھ میں تین ہزار داخل کرتے ہیں - اور آبادی کا تناسب آپ ملاحظہ کریں - تفاوت دیکھیے - اور پھر غور کیجیئے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے - سندھ میں سرکاری پولی ٹیکنیکل کالج چار ہیں - اور پرائیویٹ 13 ہیں -

جناب قائم مقام چیئرمین — خاقان صاحب میری گذارش ہے کہ یہ ایک علیحدہ سوال ہے - یہ ضمنی سوال نہیں ہے - میرا خیال یہ ہے کہ آپ جو نکات اٹھا رہے ہیں - یہ بہت اہم نکات ہیں - میری تجویز یہ ہے کہ آپ جنرل بحث کے دوران ان نکات کو اٹھائیے تاکہ ان کو نوٹ کر لیا جائے - اور پھر - - - - -

جناب خاقان بابر — جناب والا - یہ بات ریکارڈ میں لائی جائے کہ یہ جواب (اس کی ضرورت نہ ہے) میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ہوں -

It should come on record.

وزیر تعلیم -- میں عرض کروں کہ یہاں اتفاق کرنے کا مسئلہ نہیں ہے - آپ اس کو سبجیکٹ کمیٹی میں لائیں - ہم اس کو examine کر لیتے ہیں کہ مزید کتنی ضرورت ہے - لیکن جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے - اس کا جواب اس کے مطابق دیا گیا ہے کہ شام کے کورسز کے لئے ہمارے جزوقتی ادارے پہلے ہی کام کر رہے ہیں -

جناب خاقان بابر — جناب والا - میں نے شام کا ذکر نہیں کیا ہے - جناب چیئرمین نے درست فرمایا ہے کہ میں یہ بحث جنرل ڈیبیٹ میں کروں گا - میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ یہ لا پرواہی ہے ، کوتاہی ہے ، یہ مجرمانہ غفلت ہے قومی معاملات میں ایسے کھٹ سے جواب دے دینا مناسب نہیں - ہمیں اس بات کی ضرورت ہے - اس لئے میں گذارش کرتا ہوں کہ پنجاب کا انڈسٹریلیٹ — — — —

جناب قائم مقام چیئرمین — دیکھیے خاقان صاحب ، پھر آپ نے تقریر کرنا شروع کر دی تقریر کے وقت تقریر کیجیئے گا - یہ تو وقفہ سوالات ہے -

جناب خاقان بابر — میرا جواب یہ ہے کہ غفلت اور لا پرواہی کی وجہ سے یہ غلط جواب دیا گیا ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین — دیکھیے خاقان صاحب ، آپ کے سوال کا جواب دیا گیا ہے - یہ درست ہے کہ آپ کو اس سے اتفاق نہ ہو یہ ہو سکتا ہے - لیکن آپ نے یہ سوال پوچھا ہے کہ کیا حکومت پنجاب کے پروگرام میں صوبہ سندھ کی طرح جزوقتی اور ڈبل شفٹ اور نجی اداروں کے ذریعے ٹیکنالوجی کورس رائج کرنے کا ارادہ ہے - اگر نہیں تو کیوں ؟ تو اس کا جواب دیا گیا ہے - آپ کو اس سے اتفاق نہ ہو - لیکن اگر آپ نے مزید اس پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے تو میں یہ تجویز کروں گا کہ آپ عام بحث کے دوران اس پر اپنے خیالات کا اظہار کریں -

جناب خاقان بابر — انشاءاللہ -

وزیر تعلیم — یا اگر چاہیں تو اس کو سبجیکٹ کمیٹی میں لے آئیں - ہم اس کو دیکھ لیں گے -

گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء

میاں غلام محمد سمونکا (چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر) :-
کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہاولنگر ضلعی صدر مقام پر ایک ڈگری کالج کامیابی سے چل رہا ہے -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ شہر کے طلباء کو مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بہاولپور یا لاہور جانا پڑتا ہے -

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بہاولنگر اور گردونواح کے علاقے کی سہولت کے پیش نظر مذکورہ ڈگری کالج میں ہی ایم اے کی کلاسز جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم — (چوہدری عبدالغفور)
(الف) - درست ہے -

(ب) . درست ہے -

(ج) - اس سلسلے میں ضروری کوائف اکٹھے کئے جا رہے ہیں - ان کے جائزے سے اس امر کا فیصلہ ہو سکے گا کہ وہاں ایم اے کلاسز کا اجراء ممکن ہے یا نہیں -

جناب غلام محمد سمونکا — جناب والا بڑی مہربانی ہے کہ جز الف اور ب کو تسلیم کیا گیا ہے اور جز (ج) کے لئے ممکن اور نہیں کا جواب دیا گیا ہے - اس کے متعلق میں یہ گذارش کروں گا کہ جناب وزیر تعلیم ضلع بہاولنگر کے حالات سے بخوبی واقف ہیں - اور یقیناً ہمدردی بھی رکھتے ہیں - تو میں یہ امید کرتا ہوں کہ آپ اسے ممکن بنائیں گے اور ،،نہیں،، کی طرف توجہ نہیں دیں گے -

وزیر تعلیم — اس کے لئے میں یہ عرض کر دوں کہ ایم - اے کی کلاسز کے اجراء کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ یونیورسٹی اس کو recognize کرے - اس کا الحاق اپنے ساتھ کرے - اس کیلئے پروفیسر ، اسسٹنٹ پروفیسر ، اور اس کے مطابق انتظامات کا ہونا ضروری ہے ورنہ ہم تو اس کی اجازت دے دیں گے اور یونیورسٹی جو کہ ایک خود مختار ادارہ ہے اس کو recognize کرنے کے لئے اس کے پاس ایک فارمولا ہے - ہم

کوشش کر رہے ہیں کہ اسے اسی فارمولے کے مطابق اگر یہ پورا ہو جائے تو ہم انشاءاللہ اسے کریں گے -

میاں غلام محمد ممونکا — امید ہے کہ یہ آپ کی کوشش کامیاب ہو گی - آپ مہربانی کریں گے بہرحال یہ تمام چیزیں آپ کے بس میں ہیں آپ کر سکتے ہیں اور آپ کو کرنی چاہئیں -

ضلع سرگودھا میں سال 1983-84ء کے دوران اسکولوں کا درجہ بڑھانا

چوہدری انور علی چیمہ - (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ جناب گورنر صاحب نے سرگودھا ڈویژن کے وفد سے ملاقات کے دوران مندرجہ ذیل اسکولوں کا درجہ بڑھانے کے احکام فرمائے تھے جن کے لئے عوام نے اپنی مدد آپ کے تحت عمارات مہیا کر دی ہیں —

1- گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول چک 33 جنوبی کو ہائی کا درجہ دینا
2- گورنمنٹ پرائمری اسکول چک 52 جنوبی کو مڈل کا درجہ دینا
3- گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول چک 95 جنوبی کو ہائی کا درجہ دیا
4- گورنمنٹ گرلز پرائمری اسکول چک 34 جنوبی کو مڈل کا درجہ دینا
5- گورنمنٹ گرلز پرائمری اسکول چک 44 جنوبی کو مڈل کا درجہ دینا

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا 1983-84ء کے دوران متذکرہ اسکول اپ گریڈ ہوسکیں گے - اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور)

(الف) گورنر صاحب نے محکمہ تعلیم کو مندرجہ ذیل اسکولوں کا درجہ بڑھانے سے متعلق جائزہ لینے کا حکم دیا تھا —

1- گورنمنٹ پرائمری اسکول چک 52 جنوبی سرگودھا —
2- گورنمنٹ گرلز پرائمری اسکول چک 34 جنوبی سرگودھا —
3- گورنمنٹ گرلز پرائمری اسکول چک 44 جنوبی سرگودھا —

گورنمنٹ پرائمری اسکول چک نمبر 52 جنوبی کا درجہ بڑھانے کا جائزہ لیا گیا فی الوقت یہ اسکول درجہ بڑھانے کے لئے موزوں نہیں پایا گیا۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری اسکول چک 34 ۔ 44 کا درجہ بڑھانے کا جائزہ بھی لیا گیا ہے اور ضروری کوائف گورنر صاحب کے احکامات کے لئے بھجوا دئے گئے ہیں ۔

جہاں تک گرلز مڈل اسکول چک نمبر 33 جنوبی اور گرلز مڈل اسکول چک نمبر 95 جنوبی کا درجہ بڑھانے کا تعلق ہے ان کا جائزہ رپورٹ کے مطابق آٹھویں جماعتوں میں طالبات کی تعداد کم ہونے اور نیڈر مڈل اسکول نہ ہونے کی وجہ سے ہائی اسکولوں کا درجہ دیا جانے کے لئے موزوں نہیں ہیں ۔

(ب) منظوری کی صورت میں یہ پرائمری اسکول 85-1984ء میں مڈل کا درجہ حاصل کرسکیں گے ۔

وزیر تعلیم - ہمارا طریقہ کار اس وقت یہ ہے کہ بجٹ کی allocation کے بعد ہر ضلع کی علیحدہ علیحدہ allocation ہو جاتی ہے۔ کتنے پرائمری سے مڈل سکول کتنے مڈل سے ہائی سکول اپ گریڈ ہونے ہیں اور کتنے نئے سکول کھلنے ہیں ۔ اب یہ کام ضلع کونسل کا ہے کہ وہ اپنے اجلاس میں اس بات کا حتمی فیصلہ کرلے کہ اس نے اپنے محدود کوٹہ میں سے کون کون سے سکول اپ گریڈ کرنے ہیں ۔ اس کے علاوہ دوسرا طریقہ کار ہے کہ آپ صاحبان جو پوائنٹ پیش کرتے ہیں یا گورنر صاحب سے ملاقات کے وقت یا ان کے دورے کے وقت سکولوں کیلئے جو ڈیمانڈ کرتے ہیں تو ہم گورنر صاحب کے حکم کے مطابق اس کی چھان بین کرتے ہیں کیونکہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کی طرف سے ایک فارمولا وضع کیا ہوا ہے کہ کلاسوں میں کتنے طالب علم ہوں ۔ اور اسکے feeder سکول کتنے ہوں ان شرائط پر اگر پورا اترا جائے تو گورنر صاحب بھی اجازت دے دیتے ہیں تو میں نے جو عرض کیا ہے اس کی روشنی میں جائزہ لیا جائے ۔ آپ چونکہ ضلع کونسل سے متعلق ہیں اور آپ لوگ خود allocation کے تحت اپنے سکولوں کو اپ گریڈ کر سکتے ہیں دو سکولوں کے کیس گورنر صاحب کے پاس بھجوائے گئے ہیں ان کے بارے میں گورنر صاحب کی طرف سے احکام کا انتظار ہے ۔

چوہدری انور علی چیمہ—جناب والا ابھی کل ہی جناب گورنر پنجاب نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا تھا کہ جہاں عوام اپنی مدد آپ کے تحت سکولوں کیلئے بلڈنگ مہیا کریں گے ۔ ہم ان سکولوں کے درجہ بڑھانے

کیلئے سٹاف مہیا کردیں گے ۔ میں نے گورنر صاحب سے پچھلے اجلاس میں بھی یہ گزارش کی تھی کہ چک جنوبی کے گرلز مڈل سکول کا درجہ بڑھا دیا جائے جناب والا یہ یونین کونسل کا ہیڈ کوارٹر ہے ۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہاں feeder سکول نہیں ہیں ۔ جناب والا اس کے ساتھ دو اور feeder سکول ہیں ۔ اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر و ڈائریکٹر ایجوکیشن اور کمشنر سرگودھا ڈویژن کی رپورٹ بھی ساتھ لایا ہوں انہوں نے اپنی رپورٹ میں یہ واضح طور پر تحریر فرمایا ہے کہ اس سکول کے ساتھ اور سکول بھی ہیں اس لئے اس سکول چک نمبر 33 جنوبی کو فوری طور پر آپ گریڈ کر دیا جائے ۔ وہاں کے عوام نے 36 کنال زمین اس سکول کے نام کروائی ہے اور 4 لاکھ روپے خرچ کرکے اس سکول کیلئے عمارت تعمیر کروائی ہے ۔ اس کا جائزہ کمشنر سرگودھا ڈویژن ڈائریکٹر ایجوکیشن سرگودھا ڈویژن اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) نے خود لیا ہے ۔ جہاں تک بچوں کی تعداد کا تعلق ہے ممکن ہے تعداد پانچ دس کم ہوا ۔ اسلئے برائے مہربانی اس سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے کیونکہ وہاں کی بچیوں کو تعلیم کیلئے شہر جانا پڑتا ہے ۔ اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ جہاں پر عوام نے چار لاکھ روپے خرچ کیا ہے 36 کنال زمین اس سکول کیلئے وقف کی ہے تو گورنر صاحب کے فرمان کے مطابق اس سکول کا درجہ بڑھایا جانا نہایت ضروری ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ چوہدری صاحب ایک تو یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔ بہر حال جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا ہے اور آپ کے خیال کے مطابق یہ ضروری ہے گو آپ کو محکمہ کے خیال سے اتفاق نہیں ہے لیکن اس امر کو آپ دوبارہ عام بحث کے دوران اٹھا سکتے ہیں ۔ یا اس کے علاوہ محکمہ تعلیم کے افسران یا وزیر تعلیم سے ملاقات کر کے آپ مزید اس پر گذارشات کر سکتے ہیں ۔ لیکن اس ضمن میں اگر کوئی ضمنی سوال ہو تو آپ فرمائیں ۔

چوہدری انور علی چیمہ ۔ جناب والا ضمنی سوال نہیں ہے لیکن —

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے وہ تو نوٹ کر لیا گیا ہے ۔

چوھدری انور علی چیمہ - جناب والا انہوں نے جائزہ رپورٹ کے متعلق جو یہ فرمایا ہے کہ جائزہ لیا گیا ہے - جائزہ کہاں سے لیا گیا ہے - جائزہ تو کمشنر سرگودھا ڈویژن نے لیا ہے - جائزہ ڈائریکٹر ایجوکیشن سرگودھا نے لیا ہے - جائزہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن سرگودھا نے کیا ہے - اب ان کا جائزہ کہاں سے آ گیا ہے ؟

جناب قائم مقام چیئرمین - یہ ضمنی سوال درست ہے اس کا جواب چوھدری صاحب دیں گے -

وزیر تعلیم - جناب والا میرے پاس جائزہ رپورٹ موجود ہے جو دو دو feeder سکول چک نمبر 33 کے ساتھ منسلک ہیں - چونکہ آپ مڈل سے ھائی سکول کرنا چاھتے ہیں - جماعت ھشتم میں طالبات کی تعداد ایک سکول میں 12 ہے اور دوسرے میں 15 ہے - اس لئے ان دو feeder سکولوں کی تعداد کافی نہیں ہے - جس سکول کو آپ ھائی سکول کا درجہ دینا چاھتے ہیں اس کی اپنی تعداد 50 سے 55 تک ھونی چاہیے اور یہ دو feeder سکول اس کے لئے بہت مختصر ہیں - ان کی تعداد بہت کم ہے اس لئے ھمارے نقطہ نظر سے اور محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے فارمولے کے نقطہ نظر سے جو پورے پنجاب کے لئے فارمولا ہے اور جو کہ پورے پنجاب میں آپ گریڈیشن کے لئے apply ھوتا ہے اس کے مطابق یہ تعداد کافی نہیں ہے -

چوھدری انور علی چیمہ - جناب والا میرا سوال ہے کہ جس طرح گورنر صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ سکول کے لئے بلڈنگ مہیا کریں ہم اس کے لئے سٹاف دیں گے گورنر صاحب والا فارمولا کدھر چلا گیا ہے - ایک گاؤں والے 4 لاکھ روپیہ خرچ کرتے ہیں ہم جا کر کہتے ہیں کہ آپ بلڈنگ تیار کریں - گورنر صاحب کی پالیسی کی ہم وہاں پر تشہیر کرتے ہیں وہ پالیسی گورنر صاحب کی کدھر چلی گئی ہے -

وزیر تعلیم - آپ نے کہاں پر بلڈنگ بنائی ہے -

چوھدری انور علی چیمہ - جناب والا چک نمبر 33 میں 4 لاکھ روپے خرچ کر کے ہم نے بلڈنگ تعمیر کروائی ہے -

وزیر تعلیم - اس کیلئے آپ کو پہلے Clearance لینی چاھیے تھی - گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ پرائمری سکول تک آپ بلڈنگ بنائیں اور ہم وہاں سکول کھول دیں گے - لیکن آپ گریڈیشن کیلئے پالیسی مختلف ہے - اگر آپ اسے اپنے کوٹے میں اپ گریڈ کرنا چاھتے ہیں تو بڑی

خوشی سے اسے اپ گریڈ کردیں - آپ کے پاس ضلع کونسل کا کوٹہ موجود ہے - اگر آپ اس سے اضافی طور پر اپ گریڈیشن چاہتے ہیں تو پھر اسے ہمارے منصوبہ بندی وترقیات کے فارمولے پر پورا اترنا چاہیے - آیا اس سکول میں اتنے طالب علم ہیں کہ ہم استادوں فرنیچر اور باقی لوازمات پر خرچہ پورا کر سکیں -

چوہدری انورعلی چیمہ - جناب والا بالکل ایسا ہے -

وزیر تعلیم - اگر آپ ان اعدادو شمار کو dispute کرتے ہیں جو میں نے یہاں پیش کئے ہیں - تو آپ میرے پاس آجائیں میرے پاس رپورٹ ہے - میں آپ کی تسلی کروا دوں گا -

چوہدری انور علی چیمہ - اسی طرح جناب والا چک 52 میں بھی ایک پرائمری سکول ہے جس کو مڈل کا درجہ دینا ہے - وہاں کے عوام نے 2 لاکھ روپے خرچ کرکے ساری کی ساری بلڈنگ خود تعمیر کروائی ہے میں ڈائریکٹر ایجوکیشن اور کمشنر سرگودھا کی رپورٹ بھی ساتھ لایا ہوں - اس سلسلہ میں کمشنر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سکول ایک پسماندہ علاقے کے کونے میں واقع ہے - اس جگہ پر پہلے پرائمری سکول بھی نہیں ہوتے تھے اب ان دو تین سال کے عرصہ میں تین چار پرائمری سکول کھولے گئے ہیں - ان کی تعداد بھی لازمی طور پر کم ہوگی لیکن پھر بھی پانچ feeder سکول اس کے ساتھ واقع ہیں -

وزیر تعلیم - چیمہ صاحب اس سلسلہ میں میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ میرے پاس اس کی رپورٹ موجود ہے - آپ میرے پاس آجائیں اور اس پر تفصیلی بات کریں گے اگر آپ ہماری رپورٹ کو dipute کرتے ہیں جس پر ہم نے گورنر صاحب کا آرڈر لیا ہے کہ وہ غلط ہے تو ہم اس کو دوبارہ دیکھیں گے - لیکن آپ میرے پاس آجائیں میرے پاس فائل موجود ہے - میرے ساتھ اس پر تبادلہ خیال کر لیں - مہربانی -

انٹر کالج کا درجہ بڑھانا

53-میاں عبداللطیف (وائس چیرمین ضلع کونسل ، ٹوبہ ٹیک سنگھ)

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) آیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انٹر کالج چک نمبر 333 گ ب - فرید آباد ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ جو کہ حکومت کو تحویل میں آنے سے پہلے ڈگری کالج تھا - اسے انٹر کالج کر دیا گیا ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا کالج مذکورہ کو دوبارہ ڈگری کا درجہ دینے پر حکومت تیار ہے - اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم—(چوہدری عبدالغفور) (الف) - تحقیق کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ حکومت کی تحویل میں آنے سے پہلے یہ کالج واقعی ڈگری تھا اور پنجاب یونیورسٹی سے ملحق تھا البتہ حکومت کی تحویل میں آتے وقت اس کا اعلان (نوٹیفیکیشن) انٹرکالج کے طور پر ہوا اور اس وقت سے اب تک یہ انٹر کالج ہی کے طور پر چل رہا ہے - یہ 1972ء کی غالباً بات ہے جب یہ نوٹیفکیشن ہوا اس وقت جب یہ ہمارے پاس نیشنلائزڈ ہو کر آیا - تو بطور انٹر کالج کے طور پر یہ ہوا - یہ بات البتہ آپ کی درست ہے کہ یہ بطور ڈگری کالج چلتا رہا ہے -

(ب) کالج ہذا کو ڈگری کا درجہ دینے کیلئے جائزہ رپورٹ منگوائی گئی ہے اور اگر اس کالج کو ڈگری کا درجہ دینے کیلئے ضروری لوازمات ہوئے تو محکمہ تعلیم اس پر مزید کارروائی کرے گا آپ کے سوال کے آنے پر ہم اس کا جائزہ لے رہے ہیں کہ اب کیا پوزیشن ہے کیا اس میں ڈگری کالج چل سکتا ہے یہ لوازمات وہاں ہیں -

میاں عبداللطیف—جناب والا - اس کے متعلق بات یہ ہے کہ یہ کالج اپنی مدد آپ کے تحت ڈگری کالج کے طور پر دو سال تک بڑی کامیابی سے چلتا رہا لیکن جب حکومت نے اسے اپنی تحویل میں لیا تو کیا وجہ تھی کہ ڈگری کالج کو انٹر کر دیا گیا - یہی بات پوچھنے والی ہے اصل وجہ یہ ہے کہ یہ کالج دیہات میں واقع ہے اور جو افسران بالا ہیں وہ نہیں چاہتے کہ دیہات میں کوئی ڈگری کالج قائم ہو اس لئے اسے انٹر بنایا گیا ہے اور مجھے یہ خطرہ ہے کہ یہ اب اس انٹر کالج کو کہیں ہائی اسکول نہ کر دیں -

وزیر تعلیم - میں عرض کروں - اس بات کو چودہ سال گذر چکے ہیں اس کیلئے اب آپ نے درخواستیں دی ہیں اس لیے اب کچھ چاہئے

میاں عبداللطیف - جناب اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی کچھ تعریف بیان کروں جو یہ ادارہ چل رہا ہے -

کمشنر فیصل آباد - (جناب جاوید احمد قریشی) جناب والا - میں عرض کرتا ہوں کہ کل جناب گورنر صاحب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ کالج ڈگری کا درجہ حاصل کرے گا -

وزیر تعلیم - یہ آپ کی اطلاع کے لئے اور آپ کی خوشخبری کے لئے

ضلع اٹک میں خواتین اساتذہ کے لئے تربیتی ادارے کا قیام

69 - ملک عطامحمد - (چیئرمین ضلع کونسل اٹک) کیا وزیر تعلیم - از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع اٹک میں خواتین اساتذہ کی تربیت کے لئے کوئی ادارہ نہیں ہے اور انہیں کورس کی تکمیل کے لئے دوسرے اضلاع میں جانا پڑتا ہے - اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ ضلع میں خواتین اساتذہ کی سہولت کے پیش نظر کوئی تربیتی درسگاہ کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے - اور کب تک ؟

وزیر تعلیم - (چوہدری عبدالغفور) — یہ صحیح ہے کہ اس وقت چند اور اضلاع کی طرح ضلع اٹک میں خواتین اساتذہ کی تربیت کے لئے کوئی ادارہ نہیں - اس مقصد کے لئے گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز برائے خواتین اسلام آباد میں مناسب تعداد میں نشستیں مخصوص کی گئیں ہیں نیز 85-1984ء کے تعلیمی سال کے دوران اس ضلع کی خواتین کی تربیت کے لئے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اٹک میں ایک پی - ٹی سی یونٹ کھولنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے - اس میں تقریباً 40 طالبات کے داخلے کی گنجائش ہوگی -

وزیر تعلیم—یہ صحیح ہے کہ اس وقت چند اور اضلاع کی طرح ضلع اٹک میں خواتین اساتذہ کی تربیت کیلئے کوئی ادارہ نہیں اس مقصد کیلئے گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز برائے خواتین اسلام آباد میں مناسب تعداد میں نشستیں مخصوص کی گئی ہیں نیز 85-1984ء

کے تعلیمی سال کے دوران اس ضلع کی خواتین کی تربیت کیلئے گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول اٹک میں ایک پی-ٹی-سی-یونٹ کھولنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے اس میں تقریباً 40 طالبات کے داخلے کی گنجائش ہوگی اور پہلے بھی کئی اضلاع میں یہ طریقہ کار رائج ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس دفعہ انشاء اللہ آپ کو تکلیف نہیں ہوگی آپ کے ہائی اسکول کے ساتھ ہم ایک یونٹ آپ کی پی-ٹی-سی کیلئے کھول دیں گے اور آپ کا وہ کوٹہ جو اسلام آباد میں ہے وہ بھی موجود رہے گا -

طلباء کی سفری سہولتوں کے تحت بس مالکان کو امداد کی عطائیگی

71 - الحاج چوہدری محمد حیات - (جنرل سیکرٹری ، پاکستان موٹرز ٹرانسپورٹ ، فیڈریشن) کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) پنجاب میں ہر قصبہ - شہر - تحصیل اور ضلع میں حکومت اور بلدیاتی اداروں کے زیر اہتمام چلنے والے تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم میٹرک - انٹرمیڈیٹ اور گریجویشن کے طلباء کی کل تعداد کلاس وار کیا ہے نیز پرائیویٹ وارانہ و کمرشل انسٹی ٹیوٹس اور دینی اداروں میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد کیا ہے -

(ب) حکومت نے متذکرہ تعلیمی اداروں کے طلباء کو آمدورفت کے لئے ٹرانسپورٹ کی کس قسم کی سہولتیں مہیا کی ہوئی ہیں نیز مہیا کردہ بسوں کی تعداد کیا ہے -

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب میں ہو تو حکومت نجی شعبے میں چلنے والی بسوں کے مالکان کو بغیر کسی امداد کے طلباء کو آمدورفت کی سہولتیں دینے پر کیوں مجبور کررہی ہے -

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت نجی شعبہ میں چلنے والی بسوں کے مالکان کو کس قسم کی مالی امداد دینے پر تیار ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ (چودھری عبدالغفور)

(الف) صوبے میں سکولوں کالجوں اور پیشہ وارانہ کمرشل انسٹی ٹیوٹس میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد 50 لاکھ سے زیادہ ہے ۔ جن کا کلاس وار شمار کرنے کے لئے متعلقہ اداروں سے معلومات حاصل کی جا رہی ہیں ۔ دینی ادارے محکمہ اوقاف کے ماتحت ہیں اور ان میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد متعلقہ محکمہ فراہم کرسکتا ہے ۔

(ب) کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد صوبہ پنجاب میں ایک لاکھ پچاس ہزار کے قریب ہے ۔ تمام یونیورسٹیوں کے پاس اپنی بسیں ہیں ۔ بڑے شہروں کے اکثر ڈگری کالجوں کو بھی بسیں مہیا کی گئی ہیں ۔ نیز بڑے شہروں میں طلباء کی بڑی تعداد اربن ٹرانسپورٹ کی بسوں پر رعائتی کرایہ پر سفر کرتے ہیں ۔

(ج) صرف انٹر سٹی روٹوں پر دیہات اور قصبات سے تعلق رکھنے والے کچھ طلباء ریلوے اور سرکاری بسوں کے علاوہ نجی شعبے میں چلنے والی بسوں پر سفر کرتے ہیں ۔ اس ضمن میں حکومت کی ہدایت کے مطابق ایک بس میں زیادہ سے زیادہ 15 طلباء رعائتی کرایہ پر سفر کر سکتے ہیں اور بس مالک کو اتنی ہی زیادہ سواریاں بٹھانے کی اجازت دی گئی ہے ۔ طلباء کو سفر کی یہ سہولیت وہی ہیں جو سابقہ حکومت نے متعلقہ تنظیموں سے مشاورت کے بعد طلباء کے لئے مقرر کی تھیں ۔ موجودہ حکومت کی طرف سے اس سلسلہ میں بس مالکان پر کوئی اضافی بوجھ نہیں ڈالا گیا ۔ اصل صورت یہ ہے کہ پرائیویٹ بس مالکان زائد سواریاں تو بٹھاتے ہیں مگر مقررہ تعداد میں طلباء کو رعائتی سفر کی سہولت مہیا کرنے سے گریز کرتے ہیں ۔

(د) ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے ۔

صوبہ میں ایڈھاک لیکچرارز کی مستقل بنیادوں پر تعیناتی

چوھدری محمد صادق ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی وہاڑی) ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب میں مختلف کالجوں میں ایڈھاک لیکچرارز تعینات ہیں ؟

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ تعلیم ان لیکچرارز کو برطرف کرکے پبلک سروس کمیشن کی طرف سے منتخب کردہ امیدواروں کو تعینات کررہا ہے؟

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے ہر ڈویژن کے کالجوں میں ہر مضمون کی کافی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو نئے منتخب امیدواروں کو خالی اسامیوں پر تعینات کیوں نہیں کیا جارہا ۔ اور ایڈھاک لیکچراروں کو ریگولر نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور) —

(الف) جی ہاں ۔ درست ہے

(ب) قواعد کی رو سے لیکچراروں (پی پی ایس 17) کی باقاعدہ تقرری پنجاب پبلک سروس کے توسط سے ہوتی ہے ۔ محکمہ تعلیم کی طرف سے ایڈھاک لیکچراروں کی معینہ مدت کے لئے تعیناتی کی دیگر شرائط کے علاوہ ایک شرط یہ بھی ہوتی ہے کہ کمیشن کے منتخب کردہ امیدوار دستیاب ہونے پر ان ایڈھاک لیکچراروں کو فارغ کر دیا جائے گا ۔ البتہ ایڈھاک لیکچرار ابھی پبلک سروس کمیشن کے منعقدہ امتحان میں شامل ہوکر منتخب ہو سکتے ہیں ۔ حال ہی میں کمیشن نے لیکچراروں کی تعیناتی کے لئے اپنی سفارشات بھیجی ہیں ۔ جن میں دیگر امیدواروں کے علاوہ 489 ایڈھاک خاتون لیکچراروں میں سے 276 اور 795 مرد لیکچراروں میں سے 120 باقاعدہ منتخب ہوگئے ہیں ۔ ان منتخب لیکچرار خواتین و حضرات کی اب باقاعدہ تقرری کے احکامات جاری کر دیئے جائیں گے ۔ البتہ جو ایڈھاک لیکچرار منتخب نہیں ہوسکے وہ ملازمت جاری رکھ سکیں گے بشرطیکہ مطلوبہ تعداد میں آسامیاں موجود ہوں اگر بالفرض محال چند لیکچرار خواتین و حضرات کے لئے مطلوبہ آسامیاں نہ مل سکیں تو بالامر مجبوری ملازمت میں سب سے جونیئر ایڈھاک

لیکچراروں کی ملازمت مناسب نوٹس دینے کے بعد ختم کرنی پڑے گی --

(ج) یہ مکمل طور پر درست نہیں ماسوائے ان مضامین کے جن میں کوئی امیدوار باقاعدہ منتخب شدہ یا ایڈھاک بنیادوں پر دستیاب نہیں صرف وہی آسامیاں خالی ہیں ان کی تعداد 176 سے زیادہ نہیں -

(د) منتخب شدہ امیدواران کو قواعد و ضوابط کے مطابق تعینات کیا جارہا ہے ایڈھاک لیکچرار کی باقاعدہ تقرری کمیشن سے ہی ہو سکتی ہے-

تعلیمی پالیسی کو بہتر بنانا

75 خان رشید اکبر خان- (چیئرمین ضلع کونسل بھکر)-کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت خواندگی کی شرح بڑھانے کے لئے نئے سکولوں کا اجراء اور اپ گریڈیشن وغیرہ پر پوری توجہ دے رہی ہے - اور پانچ ہزار سے زائد اساتذہ کی تقرری کا مسئلہ بھی اس پالیسی کا حصہ ہے -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بجٹ میں سکولوں کی عمارات کے لئے رقوم بہت ہی کم مختص کی جاتی ہیں جس کی وجہ سے دیہی علاقوں کے 90 فیصد سکول بنیادی سہولتوں سے بھی محروم ہیں -

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ اساتذہ کی اتنی بڑی تعداد کی ٹریننگ کے لئے موجودہ سنٹر ناکافی ہیں - کیا مزید سنٹر قائم کرنے کا ارادہ ہے -

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت موجودہ پالیسی کو مزید مفید اور موثر بنانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور) —

(الف) درست ہے -

(ب) موجودہ پالیسی کے مطابق پرائمری مدارس کی عمارات کی تعمیر و مرمت کا اہتمام ''اپنی مدد آپ کے تحت،، مقامی آبادی

خود کرتی ہے - تاہم حکومت اپنے محدود مالی وسائل کے باوجود دیگر دیہی اسکولوں میں بنیادی سہولتوں میں اضافے کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے - نیز مڈل اور ہائی اسکولوں کا سروے کیا جا رہا ہے - جس کے مطابق مطلوبہ رقوم طلب کی جائیں گی جس سے سہولتیں مزید بہتر ہو جانے کا قوی امکان ہے -

(ج) اس وقت پورے صوبے میں 50 ایلیمنٹری - کالج - نارمل اسکول اور پی-ٹی-سی یونٹ متعلقہ درجے کے اساتذہ کی تربیت کر رہے ہیں - اس کے علاوہ کچھ ہائی اسکولوں میں پی-ٹی-سی یونٹ بھی قائم ہیں - فی الحال یہ ادارے اساتذہ کی مطلوبہ تعداد کی تربیت کے لئے کافی ہیں -

(د) اگر مزید اساتذہ کی تربیت کی ضرورت محسوس ہوئی تو کچھ اور ہائی اسکولوں میں پی-ٹی-سی یونٹ قائم کر دیئے جائیں گے -

سکولوں کا درجہ بڑھانے کیلئے طریقہ کار

81 - ڈاکٹر محمد اشرف (میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ)

کیا وزیر تعلیم - از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پرائمری سکولوں کو مڈل اور مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دینے کا طریقہ کار کیا ہے - جب کہ دیہاتی علاقوں میں ضلع کونسل کی منظوری کے بعد ان سکولوں کا درجہ بڑھایا جاتا ہے اور شہری حدود میں واقع سکولوں کا درجہ بڑھانے کیلئے شہری کونسلوں کی سفارش کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا -

(ب) کیا یہ ممکن نہیں کہ شہری حدود میں واقع سکولوں کو شہری کونسلوں کی منظوری اور سفارش پر ان کا درجہ بڑھا دیا جائے نیز شہری حدود میں واقع گورنمنٹ کے سکولوں کی عمارتیں جو شکست و ریخت کا شکار ہوں ان کی مرمت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری کس ادارے پر عائد ہوتی ہے؟

(ج) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ماڈل ٹاؤن (سیالکوٹ) کی توسیع کا منصوبہ مرتب کیا گیا تھا - اس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور کیا کام شروع ہو گیا ہے - اور کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ادارے کی چار دیواری کی تعمیر اس منصوبہ سے خارج کر دی گئی ہے - اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں

(د) آیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز انٹر کالج حاجی پورہ کی عمارت کی تعمیر کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا اور یہ منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں کیا گیا ۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور)

(الف) پرائمری اسکولوں کا درجہ مڈل تک بڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں :-

(i) اس کے ارد گرد پانچ پرائمری اسکول ہوں جنکی مجموعی تعداد 400 سے کم نہ ہو ۔

(ii) اسکول میں ارد گرد بچوں کے لئے آسانی سے پہنچنے کی سہولت ہو ۔

(iii) اسکول میں عمارت کی تعمیر اور میدان کھیل کے لئے زمین موجود ہو ۔ اس طرح مڈل اسکول کا درجہ ہائی اسکول کا درجہ بڑھانے کے لئے بنیادی شرائط حسب ذیل ہیں ۔

(1) اضافی عمارت اور میدان کھیل کے لئے زمین موجود ہو ۔

(2) اسکول مرکزی مقام پر ہو جہاں بچوں کو آسانی سے رسائی حاصل ہو سکے ۔

(3) یہ درست ہے کہ دیہی علاقوں میں ضلع کونسل کی منظوری کے بعد اسکولوں کا درجہ بڑھایا جاتا ہے لیکن شہری علاقوں میں مڈل اسکول کی حد تک تعلیمی سہولتیں مہیا کرنا لوکل باڈیز کی ذمہ داری ہے ۔ علاوہ ازیں شہری علاقوں میں ضرورت محسوس ہونے پر نئے ہائی اسکول حکومت قائم کرتی ہے نیز شہری علاقوں میں گورنمنٹ مڈل اسکولوں کا درجہ ہائی اسکولوں تک بڑھانے کیلئے متعلقہ محکموں سے رابطہ قائم کرکے پالیسی بنانے کا پروگرام زیر عمل ہے ۔

(ب) شہری علاقوں میں مڈل تک تعلیم مہیا کرنے کی ذمہ داری لوکل باڈیز پرعائد ہے ۔ مزید برآں شہری حدود میں گورنمنٹ کے ہائی اسکول بھی موجود ہیں ۔ ایسے گورنمنٹ اسکولوں کی مرمت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی حکومت پر ہی ہے جسے کما حقہ ادا کیا جا رہا ہے ۔

(ج) اس اسکول کو 1981ء میں گورنر صاحب کے حکم کے تحت ہائی اسکول کا درجہ دیا گیا تھا اس سال ترقیاتی فنڈ مہیا نہیں کئے گئے تھے 84-1983ء میں مطلوبہ معیار اور شرائط کے مطابق اس اسکول کی عمارت اور سامان کے لئے 4ء34 لاکھ کی سکیم منظور کی گئی اور 3ء50 لاکھ روپے مہیا کر دئیے گئے تھے بقیہ 0ء84 لاکھ روپے آئندہ سال مہیا کئے جائیں گے اس اسکول کی عمارت زیر تعمیر ہے چار دیواری پہلے منصوبہ میں شامل نہیں تھی اس لئے خارج ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ تمام گرلز مڈل اور ہائی اسکولوں میں چار دیواریاں مرحلہ وار تعمیر کروائی جا رہی ہیں —

(د) گورنمنٹ گرلز انٹر کالج حاجی پورہ سیالکوٹ کی عمارت کی تعمیر کی سکیم صوبائی دفتر میں موصول ہوئی تھی لیکن ترجیحات میں تمام صوبہ کے بغیر عمارت کے دیگر کالجوں کی مقابلے میں یہ کالج نچلے درجہ پر آتا ہے اس لئے اس کا منصوبہ اس سال کے پروگرام میں شامل نہیں

اناؤنسر — اب جناب غضنفر محمد خان صاحب وزیر زراعت محکمہ زراعت کی کارکردگی اور مستقبل کے بارے میں اس کی منصوبہ بندی برائے خریف 1984ء کی حکمت عملی کا جائزہ پیش کریں گے۔

محکمہ زراعت کی کارکردگی منصوبہ بندی اور حکمت عملی کا جائزہ

وزیر زراعت بگریڈیئر غضنفر محمد خان — بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جناب چیئرمین — ہمارے ملک کی معیشت کا زیادہ تر دارومدار زراعت پر ہے جس کا اندازہ ان اعداد و شمار سے بخوبی ہو جاتا ہے ۔

مجموعی ملکی پیداوار میں 33 فیصد حصہ زرعی شعبہ کی طرف سے آتا ہے

57 فیصد محنت کشوں کو ملازمت ملتی ہے

70 فیصد باشندوں کے روزگار کا ذریعہ زراعت ہے

زرمبادلہ کا 70 فیصد زرعی پیداوار اور اس کی مصنوعات سے حاصل ہوتا ہے ۔

اس کے علاوہ زرعی شعبہ ملک میں تیزی سے فروغ پزیر صنعت کیلئے خام مواد فراہم کرتا ہے -

صوبہ پنجاب جو 8 انتظامی ڈویژنوں اور 27 اضلاع پر مشتمل ہے 21 ملین ہیکڑ رقبے پر پھیلا ہوا ہے تنہا اس صوبے کی آبادی 47 ملین ہے جب کہ پاکستان کی کل آبادی 85 ملین نفوس پر مشتمل ہے آبادی میں سالانہ 9 ء 2 فیصد کی شرح سے اضافہ ہورہا ہے فی مربع کلو میٹر آبادی 229 نفوس ہے جب کہ قومی اوسط 105 اشخاص فی مربع کلو میٹر ہے پاکستان کی مجموعی زرعی پیداوار میں گندم کا 73 فیصد پنجاب سے حاصل ہوتا ہے - جب کہ کپاس ٹیشکر اور دھان کا بالترتیب حصہ 66 فیصد ، 73 فیصد اور 43 فیصد ہے اس سے قبل کہ صوبائی محکمہ زراعت کی کارکردگی کا ذکر کیا جائے - مناسب ہوگا کہ پنجاب میں استعمال اراضی اور قارمون کے رقبے کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت کردی جائے پنجاب میں استعمال اراضی کا اندازہ اس شورہ سے ہوتا ہے -

1	2	3	4
	پاکستان	پنجاب	فیصد
کل رقبہ	80	21	27
زیر کاشت	20	12	60
(1) نہری	14	10	71
(2) بارانی	6	2	33
قابل کاشت غیر مزارعہ رقبہ	12	2	16
جنگلات کا رقبہ	3	0ء4	3

اگر کالم نمبر 7 میں دیکھیں تو پاکستان کا کل رقبہ 80 ملین ہیکڑ ہے جبکہ پنجاب کا 21 ملین ہیکڑ - تو آپ یہ دیکھیں گے کہ پاکستان کا کل 26 فیصدی رقبہ پنجاب میں ہے اس میں زیر کاشت رقبہ پاکستان میں 20 ملین ہیکڑ ہے جبکہ پنجاب میں 12 ملین ہیکڑ ہے جو پاکستان کے زیر کاشت رقبے کا کل 60 فیصدی ہے جس میں سے پنجاب میں نہری رقبہ 10 ملین ہیکڑ ہے جو زیر کاشت رقبے کا 71 فیصدی ہے اور بارانی 2 ملین ہیکڑ ہے

اب میں آپ کی توجہ نیچے کی فیگرز کی طرف دلاتا ہوں جو قابل کاشت بنجر رقبہ ہے وہ 2 ملین ہیکٹر ہے جو تقریباً 5 ملین ایکڑ کے برابر ہوتا ہے اور اس وقت صوبہ پنجاب کے چار پروجیکٹ مرکزی حکومت کی منظوری کیلئے پڑے ہیں جس میں تھل کینال ہے جس میں 6ء1 ملین دادن کنیال 4ء0 ملین ، پنڈ دادن کینال 6ء1 ملین اور بہاولپور کے abadoned ایریاز تقریباً پونے آٹھ لاکھ ایکڑ رقبے پر محیط ہیں یہ سب ملاکر تقریباً آٹھ ملین ایکڑ بنتے ہیں اس کے علاوہ ہمارے نہری نظام میں تقریباً ایک ملین ایکڑ زمین ایسی ہے جس کی موجودہ نہروں سے آبپاشی ہوسکتی ہے یعنی ہمارے پاس اس وقت صرف پانی کی کمی ہے اور ہم چار ملین ایکڑ رقبے کو زیر کاشت لاسکتے ہیں جو ہمارے ٹوٹل کاشت شدہ رقبے کا ایک تہائی بنتا ہے اس سے آپ خود اندازہ لگا لیجئے کہ پنجاب کی معشیت کا پاکستان کی معشیت پر کیا اثر ہوگا ۔ جیسا کہ کل چیئرمین ، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ صاحب نے بتایا تھا کہ ہم نے تھل کینال دادن کینال کی exten ion کیلئے کچھ رقوم مختص کی تھیں اور اس کی منظوری کیلئے ہم مرکزی حکومت کے منتظر ہیں اور یہی ہمارا وسیلہ ہے کہ دو ملین ہیکٹر جس سے ہم اپنی پیداوار بڑھا سکتے ہیں ۔

اب دوسرے گوشوارے میں آپ کو نظر آئے گا کہ کسانوں کے خاندانوں کی تعداد اور ان کی ملکیت کیا ہے کالم نمبر 2 میں پانچ ہیکٹر 56ء2 ملین خاندان ہیں جبکہ پنجاب میں 56ء1 ملین ہیں اور یہ 65 فیصد رقبہ ان پانچ تک کی ہولڈنگ کا ہے پانچ دس ہیکٹر تک یعنی ساڑھے بارہ 25 تک 55ء ملین ہیکٹر ہے تو آپ دیکھیں گے کہ چھوٹے کاشتکار ہمارے صوبے کے 88 فیصد رقبے پر محیط ہیں اور یہی توجہ کے مرکز ہیں اور ہماری strategy کا یا ہماری جو زراعت کی پالیسی ہے اس کا زیادہ اثر ہم ان ہی پر ڈالنا چاہتے ہیں کیونکہ یہی ہماری امید ہے اور اس سے ہم ترقی کر سکتے ہیں ۔

اس کے بعد ایک نظر نہری نظام پر بھی ڈالیے جو اگلے گوشوارے سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ آپ دیکھیں گے کہ پنجاب کا 43 فیصد رقبہ صرف نہروں سے آبپاشی ہوتا ہے اور 38 فیصد رقبہ نہروں اور ٹیوب ویلوں دونوں سے ملاکر ہوتا ہے اور اس کے بعد 16 فیصد رقبہ ایسا ہے جو کہ ٹیوب ویلوں سے آبپاش ہوتا ہے اور تین فیصد رقبہ دیگر ذرائع مثلاً دریا ، ندی نالے اور تالابوں سے سیراب ہوتا ہے کئی سال سے ہم نے زراعت میں اپنی شرح نمو (Growth Rate) 4 فیصد یا اس سے کچھ اوپر برقرار رکھی ہے جبکہ

آبادی میں سالانہ اضافے کی شرح 2ء9 فیصد ہے اللہ تعالے کے فضل و کرم اور کاشتکاروں کی محنت سے ہم گندم میں خود کفالت سے ہم کنار ہو چکے ہیں بلکہ ہم اپنے ہمسایہ ملک ایران کو تھوڑی سی مقدار میں گندم برآمد بھی کر رہے ہیں اور آج اس فصل کے علاوہ جو ہمارے پاس آنے والی ہے ہمارے پاس تقریباً 530 دن کی گندم گوداموں میں موجود ہے جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ ہم گندم میں نہ صرف خود کفیل ہو چکے ہیں بلکہ ہمارے نتائج بھی بڑے اچھے ہیں -

اسکے علاوہ چاول اور کپاس کافی عرصہ دراز سے برآمد کررہے ہیں اور اب چینی بھی ہماری ضروریات کے مطابق پیدا ہورہی ہے بلکہ اب تو زیادہ ہی پیدا ہو رہی ہے لیکن چینی کو برآمد کرنے میں جو دشواری ہمیں لاحق ہے وہ اسکی قیمت ہے کیونکہ جس قیمت میں ہم چینی بنارہے ہیں وہ بین الاقوامی منڈیوں سے بہت زیادہ ہے - اس لئے اگر ہم اس کو برآمد کریں تو ہم کو برآمد پر سب سڈی دینا پڑتی ہے - آج میں اخبار میں پڑھ رہا تھا سندھ نے کچھ چینی اس سکیم کے ماتحت کہ ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان کے ذمے لگائی ہے کہ وہ ان کی چینی کو برآمد کریں اور اس کی سب سڈی مرکزی حکومت دے گی تو مجھے یقین ہے ہم بھی اس سلسلہ میں کچھ آگے بڑھیں گے -

ہماری زراعت کو ایسے عوامل کا سامنا ہے جو ہماری پیداوار کو محدود کئے ہوئے ہیں - ان میں سے مندرجہ ذیل عوامل خاص طور پر اہم ہیں -

1 فی ایکڑ کم پیداوار — اسکی وجوہات میرے نزدیک یہ ہیں -

اعلیٰ اقسام کے بیج کا کم رقبے پر استعمال -

کھادوں کا کم استعمال - ہمارے ہاں 50 کلو گرام فی ہیکٹر کھاد استعمال ہو ایسی ہے جبکہ مطلوبہ معیاد 100 تا 180 کلو گرام فی ہیکٹر ہے بلکہ کچھ دنیا کے ممالک اس سے بھی زیادہ کھاد استعمال کر رہے ہیں -

پودوں کی فی ایکڑ کم تعداد خاص طور پر کپاس - چاول اور نیشکر میں یہ ایک بہت بڑی کمی ہے -

تحفظ نباتات کے ناکافی اقدامات -

2 - سیم و تھور - ان دو موذی امراض سے متاثر زمین کا رقبہ 6 ملین ہیکٹر ہے - جو ایک کروڑ 50 لاکھ ایکڑ کے برابر ہوتا ہے اور آپ اندازہ اس سے لگائیے کہ صوبہ میں کل گندم کا رقبہ ایک کروڑ 30 لاکھ ایکڑ ہے - جتنا رقبہ ہم گندم کا کاشت کرتے ہیں اس سے زیادہ ہمارا سیم اور تھور سے متاثر ہوتا ہے -

3 - تربیت یافتہ (خصوصاً زرعی تحقیق کے میدان میں) افرادی قوت کا فقدان -

4 - بعض فصلوں کے لئے ٹیکنالوجی کا تاہنوز پست معیار - خاص طور پر دالیں - تلہن اور اسی قسم کے چھوٹے دیگر اجناس -

5 - بارانی علاقوں کے مسائل -

اب ان حالات کے بعد میں موجودہ حکومت عملی کیطرف آتا ہوں -

موجودہ حکمت عملی

ان مسائل سے عہدہ برآہونے کیلئے موجودہ حکمت عملی مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کیا جائے - اس ضمن میں جن شعبوں پر خصوصی دی جا رہی ہے وہ یہ ہیں -

1 - زرعی تحقیق - اس سلسلے میں ہماری ترجیحات حسب ذیل ہیں :-

ایسی اقسام کی افزائش جو زیادہ پیداوار دینے کی صلاحیت رکھنے کے ساتھ ساتھ بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھتی ہوں - زیادہ درجہ حرارت برداشت کر سکتی ہوں - اور پک کر جلد تیار ہو جاتی ہوں -

پیداواری اور کاشتی طریقوں کی اصلاح ان میں کھادوں - کرم کش زہروں - آبپاشی کے پانی اور فارموں پر توانائی کے موجودہ وسیلوں کا کار آمد اور صحیح استعمال شامل ہے -

صوبے کے مختلف آب و ہوا اور زراعت کے لحاظ سے منقسم ماحولیاتی خطوں کے لئے جدید اور موزوں ٹیکنالوجی وضع کرنا -

زمین کی زرخیزی اور عام صحت کو برقرار رکھنا -

ان ترجیحات اور مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے متدرجہ ذیل تحقیقاتی ادارے تحقیقاتی مساعی میں مصروف ہیں -

ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد -

نایاب (NAYAB) فیصل آباد (جو مرکزی حکومت کا ادارہ ہے پاکستان زرعی تحقیقاتی کونسل اسلام آباد کا تعاون بھی ہمیں اس سلسلے میں حاصل ہے ۔

پاکستان سنٹرل کاٹن کمیٹی بمع ملتان کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ — ملتان — زراعت میں جیسا کہ ہم کہتے آئے ہیں کہ اب یہ ایک صنعت ہوگئی ہے اور اس میں بیجوں کی بڑی سخت ضرورت ہے لہذا جیسے کہ ہم نے نقشے میں دکھایا تھا کہ ہمارے 88 فیصد کسان چھوٹے رقبے کے مالک ہیں ان کے پاس سرمایہ نہیں ہوتا لہذا فصلوں کو لگانے کیلئے قرضہ جات کی ضرورت پڑتی ہے ۔

2 ۔ زرعی قرضہ جات — اس وقت کئی ایک ادارے کاشتکاروں کو قرضے فراہم کر رہے ہیں — زرعی ترقیاتی بینک ترقیاتی قرضوں مثلاً ٹریکٹروں کی خرید — ٹیوب ویلوں کی تنصیب — زمین کی اصلاح اور بہتری پر اپنی توجہ مرکوز کئے ہوئے ہے جبکہ امداد باہمی کی انجمنیں اور تجارتی اور کاروباری بنک پیداواری قرضے پوری فیاضی سے دے رہے ہیں ۔ ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم اراضی کے ایک کاشتکاروں کو 6000 روپے تک بلا سود قرضے کی سہولت بھی میسر ہے ۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ یہ limit 6 ہزار سے 12 ہزار کر دی جائے یا کم از کم 9 ہزار کر دی جائے کیونکہ پیداوری لاگت اس وقت سے بڑھ چکی ہے جب یہ قرضہ منظور ہوا تھا اس کے ساتھ ہماری کوشش یہ بھی ہے کہ جو ساڑھے بارہ ایکڑ کی حد ہے اسکو بڑھا کر 25 ایکڑ کر دی جائے خاص کر بارانی علاقوں میں کیونکہ وہاں پیداوار کا اوسط کم ہے اور ان کے پاس capital formation بھی کم ہوتا ہے لہذا انشاءاللہ پنجاب کیبنٹ میں یہ معاملہ جلدی زیر غور آجائیگا ۔

اب اگلے گوشوارے سے آپکو قرضوں کے متعلق بتایا جائیگا ۔ آپ کالم نمبر 2 کو دیکھیں تو آپکو 79 - 1978ء کی پکچر نظر آتی ہے جس میں زرعی ترقیاتی بنک کل 29 کروڑ روپے نقد دیتا تھا ۔ کوآپریٹو سوسائٹیز 29 کروڑ دیتی تھی اور تقاوی سے کل 9 لاکھ 50 ہزار روپے کا قرضہ ملتا تھا ۔ اس طرح کل 590 ملین یا 59 کروڑ کا قرضہ کسان کو ملتا تھا ۔ اب 83-1982ء کی پکچر دیکھیئے ۔ زرعی ترقیاتی بنک اس وقت پنجاب میں 1476 ملین یعنی 147 کروڑ روپے قرضے دے رہا ہے ۔ کوآپریٹر سوسائٹیز 119 کروڑ روپے قرضے دے رہی ہے ۔ تقاوی جو بہت چھوٹی سی ہے وہ بھی دوگنی ہوگئی ہے اور اب جو جس شرح سے یہ بڑھا ہے 79-1978ء کے مقابلہ میں زرعی ترقیاتی بنک کا کریڈٹ

450 فیصدی بڑھ گیا ہے - کوآپریٹو سوسائٹیز کا کریڈٹ 301 فیصدی بڑ گیا ہے - تقاوی جو ایک بے معنی سا ہو کر رہ گیا ہے بھی سو فیصد بڑھ گیا ہے اور اگر آپ over all قرضے کو دیکھیں تو 352 فیصدی بڑھ چکا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ چھوٹے کاشتکار جو آپ نے پہلے گوشوارے میں دیکھے تھے - جن کی اوسط ہولڈنگ 5 ہیکٹر سے کم ہے وہی اس قرضے کو سب سے زیادہ استعمال کرر ہے ہیں اسکے بعد وہ کاشتکار حضرات جن کی 25 ہیکٹر سے کم ہولڈنگ ہے - تو ان سب قرضوں کا نتیجہ کھاد - بیج - ادویات میں استعمال ہوتا ہے - ٹریکٹر وغیرہ خرید کئے جاتے ہیں - کھیتی باڑی کو ترقی دی جاتی ہے -

دوسرا جو اول ہے کاشتکاری میں بڑا ضروری وہ استحکامی قیمتیں ہیں

استحکام قیمتیں — کاشت کاروں کو مطلوبہ پیداوار حاصل کرنے اور سرمایہ کاری پر آمادہ کرنے کیلئے ایک ترغیبی نظام کا ہونا ضروری ہے انصاف کا تقاضا ہے کہ کاشت کار اپنی پیداوار کا صحیح اور منصفانہ معاوضہ حاصل کریں - وفاقی حکومت نے ایک زرعی قیمتوں کا کمشن قائم کردیا ہے جو صوبائی حکومتوں اور کاشت کاروں کے مشورے سے زرعی اشیاء کی استحکامی قیمتوں کے تعین کی سفارشات کرتا ہے جو حکومت غور و خوض کے بعد کمی یا بیشی کے ساتھ منظور کر دیتی ہے - اسکے علاوہ صوبائی حکومت کی بھی اپنی ایک قیمتوں کے تعین کی کمیٹی ہے جس میں متواتر غور ہوتا ہے - ہر فصل کے مطابق ایک قیمت ورک کر دی جاتی ہے اور وہ پرائس کمشن کو بھیج دی جاتی ہے -

اسکے متعلق میں آپکو ایک گوشوارہ دکھاوں گا جس میں آپکو 1976-77ء کالم نمبر 2 میں— 1983-84ء کی قیمتیں کالم نمبر 3 میں اور کالم نمبر 4 میں فیصد اضافہ دکھایا گیا ہے - مثلاً گندم کی قیمت 39 روپے تھی اب 64 روپے ہوگئی یعنی 6.14 فیصد اضافہ ہوا - چاول باسمتی میں 96 روپے سے 160 روپے یعنی 77 فیصد اضافہ ہوا - نیشکر (مل کے دروازہ پر) 6.16 روپے اوسط ہوگیا اسکی بڑھوتی 56.7 فیصدی ہوئی اور کپاس کی قیمت 144.68 فیصد تھی وہ بڑھ کر 186 روپے ہوگئی یعنی 28.6 فیصدی کا اس میں بڑھوتی ہوئی ہے -

اس ضمن میں میں آپکو ایک بات اور بتاتا چلوں - میسی فرگوشش ٹریکٹر جس کی قیمت 1976-77ء میں 61500 روپے تھی 1982-83ء میں بڑھ کر 88500 روپے ہوگئی اسکی بڑھوتی 44 فیصد ہوئی -

بیج — بیج کا شمار اہم ترین زرعی لوازمات میں ہوتا ہے - تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اچھی پیداوار میں اچھے بیج کا اچھا خاصا حصہ ہوتا ہے - حکومت پنجاب نے سیڈ کارپوریشن کو اہم فصلوں کی مختلف اقسام کا مستند بیج کاشتکاروں کو مہیا کرنے کی ذمہ داری تفویض کر رکھی ہے۔

مختلف فصلوں کے لئے مختلف مقدار میں بیج فراہم کیا جاتا ہے — مثال کے طور پر کپاس کے سلسلے میں 100% رقبے کے لئے بیج فراہم کرنے کا ہدف ہمارے سامنے ہے اب تک ہم 60 تا 70% تک ہدف حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں گندم میں یہ ہدف 20% رقبے کیلئے ہے جب کہ اب تک ہم 10 تا 12% رقبے کے لئے گندم کا مستند بیج فراہم کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ عام پایا جانے والا تاثر دور کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ گندم کے 100% رقبے کے لئے بیج حکومت کی طرف سے مہیا ہونا چاہئے - گندم کے پورے رقبے کے لئے ایک کروڑ 30 لاکھ من بیج درکار ہوگا جسے فراہم کرنا کسی طرح ممکن نہیں - اس ضمن میں کچھ اہم فصلوں کے بیج کی تقسیم کے بارے میں گوشوارہ دکھانا چاہتا ہوں۔ گندم میں 61% بڑھوتی ہوئی ہے جنتر میں 60% پہلے 560 تھا اب 896 ہوگیا ہے۔ کپاس میں 11645 سے اب 24261 یعنی 103% دھان میں 166% بڑھوتی ہوئی ہے - مکئی میں 20% اس سے آپکو اندازہ ہوگا کہ سیڈ کارپوریشن اب کس درجے تک پہنچی ہے انشاءاللہ جب انکے ساہیوال رحیم یار خان کے پلانٹ اگلے سال کے آخر تک کام شروع کردیں گے تو یہ ہدف اور مقدار مزید بڑھ جائیگی اسکے بعد ضروری عامل کھاد ہے - یہ بھی ایک اہم پیداواری عامل ہے۔ 79-1977ء کے دوران کھاد کی خرید میں بہت اضافہ ہوا تاہم 1980ء کے دوران حکومت کی طرف سے کھاد پر رعائت بتدریج واپس لینے کے فیصلے کی وجہ سے اسکی خرید کی رفتار میں نمایاں کمی آگئی - لیکن اب پھر کھاد کے استعمال میں اضافہ ہورہا ہے اسکے ساتھ ساتھ حکومت کھاد کے صحیح اور متناسب استعمال پر بھی زور دے رہی ہے مختلف قسم کی زمینوں کو مختلف قسم کی کھاد کی ضرورت ہوتی ہے ہر قسم کی زمین کے لئے یکساں سفارشات اب کوئی جواز نہیں رکھتیں کاشت کاروں کو کھاد کے بہتر استعمال کے قابل بنانے کے لئے حکومت پنجاب نے قریب قریب تمام اضلاع میں زمین کی تجزیاتی تجربہ گاہوں میں تجزیہ کروا کر اپنی رہنمائی

خصوصیات کے مطابق کھاد کے استعمال کی سفارشات وہاں سے حاصل کرسکتے ہیں - اس سلسلے میں ہم نے چند سو فیلڈ اسسٹنٹوں کے لئے ایک کورس فیصل آباد انسٹیٹیوٹ میں جاری کیا تھا - اور ہمارا مقصد تھا چونکہ فیلڈ اسسٹنٹوں کا آپ سے رابطہ ہوتا ہے وہ تجزیہ کرکے آپکو نائٹروجن - فاسفورس اور پوٹاش کی کمی کے متعلق زمین کی حالت کے مطابق مشورے دے سکیں گے اس میں ہم نے مزید اقدامات کرنے ہیں - اور مزید تربیت دینی ہے اور اس کا نتیجہ اخذ کرنا ہے کہ جو ہم نے ٹریننگ کی تھی - اسکے کچھ اچھے نتائج حاصل ہوئے ہیں یا کوئی نتیجہ نہیں نکلا نائٹروجن - فاسفورس - پوٹاش کے علاوہ قلیل مقدار میں مطلوبہ غذائی عناصر کا استعمال روز افزوں مقبولیت حاصل کر رہا ہے - دھان کی کاشت کے علاقوں میں جپسم کا استعمال مقبولیت حاصل کررہا ہے - ہم نے کچھ نقشہ جات بنائے ہیں اور بنا رہے ہیں جس میں ان علاقوں کی نشان دہی کی گئی ہے - جہاں جپسم کی کمی ہے - کار والے زمینوں کی اصلاح کے لئے جپسم رعائتی نرخوں پر مہیا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے مذاکرات کے بعد وفاقی حکومت نے اس امر کی اصولی منظوری دے دی ہے ابتدا میں آٹھ اضلاع میں جپسم کے استعمال کو فروغ دیا جائے گا -

سال	نائٹروجن	فاسفورس	پوٹاش	میزان	
1	2	3	4	5	6
1976	327.4	84.5	1.7	413.6	
1977	336.4	85.0	4.1	425.5	30
1978	423.1	126.5	1.7	551.5	30
1979	547.6	161.8	4.9	704.0	30
1980	551.2	145.0	4.3	701.0	1.9
1981	515.5	165.5	9.9	690.9	1.4
1982	582.2	168.6	15.7	766.3	10.9
1983	623.9	185.3	17.3	826.5	7.8

ابھی معاملہ ایکنک ECNEC کے سامنے ہے تاہم ابتداء میں 18 اضلاع شامل ہیں ہم کوشش کررہے ہیں کہ اس میں مزید اضلاع شامل کئے جائیں - اب میں آپکو ایک گوشوارہ دکھاتا ہوں جس میں پنجاب میں نائٹروجن فاسفوروس پوٹاش کی فروخت ہزار نیوٹرن ٹن میں دی گئی ہے اس میں آپ دیکھیں گے کہ اگر ہم 1976ء کو BASE رکھیں - جو کالم 5 میں دی گئی 413.6 ہزار نیوٹرن ٹن تھی اسکے بعد اسکی قیمتیں بڑھ گئیں جس سے نتیجہ یہ نکلا کہ 2 کمی ہوئی ہے پھر مزید ڈیڑھ فی صد کمی ہوئی ہے - ہمارے کسان کو پتہ ہے کہ بغیر کھاد کے اچھی پیداوار ممکن نہیں - اسلئے بحالت مجبوری اجناس میں کچھ قیمتیں بڑھیں - اگر آپ کھاد کی قیمتوں میں نائٹروجن کا تجزیہ کریں 1976 میں 68 روپے 1977 میں 67 روپے 1978ء میں 63 روپے 1979ء 63 روپے آپ نے دیکھا کہ یہاں 30% اضافہ ہوا ہے - 1980ء میں یہ قیمت 93 روپے کردی گئی اسکے نتیجے میں کھاد کے استعمال میں 2 کمی آگئی - اسکے بعد 83-1982ء دو دفعہ قیمتیں بڑھیں 128 اور 118 روپے 83-1976ء کے دوران 130% کھاد کی قیمت بڑھ گئی اور اسکا استعمال 83-1976 کے درمیان 100% اضافہ ہوگیا - اس قیمت کے بڑھنے کے ساتھ پہلے تجربے کرنے میں ہم نے ٹریکٹر اور دیگر اجناس کی قیمت بڑھائی تھی اس سے آپکو اندازہ ہوگا کہ کسان کو اسکو اسکی جائز قیمت مل رہی ہے یا نہیں اسکے بعد ایک ضروری FACTOR زرعی مشینری کا ہے -

زرعی مشینری روایتی کاشت کاری سے جدید کاشت کاری کی طرف گامزن زرعی مشینری ایک اہم کردار ادا کرتی ہے حکومت کی پالیسی ہے کہ منتخب فارموں پر ہی جدید مشینی کاشت کو رواج دیا جائے تاکہ معاشرتی یا معاشی مسائل جنم نہ لے سکیں لیکن حال ہی میں دیہاتی آبادی کو شہروں کی طرف منتقلی کی وجہ سے مشینی کاشت دن بدن مقبول ہورہی ہے - ٹریکٹروں اور زرعی آلات کے لئے زرعی ترقیاتی بینک سے قرضہ حاصل کیا جا سکتا ہے - زمین کو ہموار کرنے اور اس کی اصلاح کے لئے محکمہ زراعت کی طرف سے رعائتیں کرائے پر بلڈوزر مہیا کئے جاتے ہیں اس رعایت کی مختلف علاقوں میں مختلف شرح ہے جو بارانی علاقوں میں زیادہ ہے اور آبپاشی علاقوں میں کم اب زیادہ تر گہائی تھریشروں سے کی جاتی ہے مشینی زراعت کی طرف سے اس تیز حرکت کے باوجود کاشت کار ابھی تک اس سے پورا پورا فائدہ نہیں اٹھا سکے - کیونکہ مشینی کاشت میں جو آلات استعمال کئے جاتے ہیں وہ زیادہ موزوں نہیں ہوتے - یہاں اس بات کا تذکرہ مناسب ہو گا

کہ اس شعبے میں نجی ایجنسیاں بھرپور کردار ادا کر رہی ہیں ۔ نجی اداروں کی ایک بہت بڑی تعداد کاشتکاروں کی ضروریات آلات کی مرمت فاضل پرزوں کی فراہمی اور زرعی آلات مہیا کر کے پوری کر رہی ہے ۔ تاہم ان کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کی ابھی بہت گنجائش ہے ۔ اب میں آپکو زرعی مشینری کا گوشوارہ پیش کرتا ہوں ۔

	1975–76	1983–84	
ٹیوب ویل	1,44,175	1,80,000	بڑھوتی 25 فیصد
ٹریکٹر	4,6436	85,000	82 فیصد
تھریشر	4,776	48,000	905 فیصد
بلڈوزر	627	639	
ریپر		2100	

ہارس پاور فی ہیکٹر دستیاب 0.44

مطلوبا ہارس پاور فی ایکٹر 1.00

لیکن بلڈوزر جہاں تھے وہیں رہے ان میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا ریپر significant فرق پڑ رہا ہے ۔ اس میں آپ دیکھیں 76–1975 میں ہمارے پاس ریپر نہ تھے یا کسی کے پاس برائے نام ہوگا ۔ پچھلے سال تک ہمارے پاس دو ہزار ایک سو ریپر ہو گئے تھے اور مزید ریپر اس سال مارکیٹ میں آ چکے ہیں ۔

آپ دیکھیں گے نیچے ہم نے 0.44 ہارس پاور فی ہیکٹر لکھی ہے ہمیں کم از کم مطلوبہ ایک ہارس پاور چاہئے اس کا مطلب ہے کہ ہمیں مشین پاور سے دوگنی ہارس پاور درکار ہے تب جا کر ہم اس بحران پر قابو پاسکیں گے ۔

اس کے بعد ایک ضروری وسیلہ اراضی و آبپاشی کی ترقی و اصلاح کا ہے پنجاب میں آبپاشی کے وسائل کو ترقی دینا ایک اور ترجیحی شعبہ ہے ۔ بارانی علاقوں میں منی ڈیموں اور چھوٹے ڈیموں کی تعمیر کی موضلہ آب افزائی کی جارہی ہے حکومت منی ڈیموں کی تعمیر کے لئے 75 فیصد امداد دیتی ہے لیکن آبپاشی کی سہولت مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ پوری سنجیدگی اور عزم سے یہ کوشش بھی کی جارہی ہے کہ پانی کے ضیاع کو روکا جائے ۔ صدر مملکت کی ہدایت پر حکومت پنجاب صوبے کی تمام 54000 کھالوں کی اصلاح کا اپنی مدد آپ کے تحت ایک ہنگامی پروگرام پایۂ تکمیل تک پہنچا چکی ہے اس سال 1979-80ء والے اصلاح شدہ 10000

کھالوں کی دوبارہ اصلاح شروع کردی گئی ہے اور یہ صورتحال جاری رہے گی - اصلاح آبپاشی کے سلسلے میں عالمی بینک کی امداد سے مندرجہ ذیل منصوبے شروع کئے گئے ہیں -

ا- پروگرام برائے اصلاح آبپاشی (2) تھل کا منصوبہ اصلاح آبپاشی برائے لیہ و مظفرگڑھ (3) کھیتوں میں اصلاح آبپاشی کا منصوبہ برائے بہاولپور و رحیم یار خان - اب میں آپ کو ایک گوشوارہ دکھاتا ہوں جس میں ہم نے سالانہ کھالوں کی درستی کی ہے وہ کالم نمبر 2-3-4 اور 5 میں ہے پانچ کے آخر تک 54 ہزار اور چند سو کھال مکمل ہوگئے اور آخری کالم میں 1983-84ء میں ہم نے نئے سرے سے جو 1979-80ء میں کھالیں درست کی تھیں یا کچھ باقی رہ گئی تھیں ان پر دوبارہ کام شروع کردیا گیا ہے اس سے جن علاقوں میں پہلے کام شروع ہوا تھا ان میں اوسط اندازہ 25 سے 30 فیصد اور کچھ جگہ فیصد 35 تک پانی کا زائد استعمال ہو رہا ہے - انہیں کھالوں سے اس پانی سے انہیں نہروں سے cultivation بڑھ چکی ہے - کھالوں کی درستگی اور پختگی کے علاوہ حکومت نے drip Irrigation sprinkler کا ایک پروجیکٹ شروع کیا ہے اس کے لئے ہم کچھ چیزیں import کر رہے ہیں لیکن ہماری کوشش کہ ایک ایک دو دو یونٹ import کرنے کے بعد ان کا زیادہ تر حصہ ملک کے اندر بنائیں - اس سلسلہ میں کافی پیش رفت ہوئی ہے بھکر کے علاقے سرائے کرشنا جو سرائے مہاجر کہلاتی ہے میں ایک پروجیکٹ ہے - جہاں ہم کچھ تجربات کررہے ہیں علاوہ ازیں اور بھی مختلف جگہوں پر اس قسم کے ہم تجربات کررہے ہیں لیکن اصل تجربات اس وقت شروع ہونگے جب ہمارے sprinkler irrigation اور drip Irrigation کے equipments پورے ہوجائیں گے - اس سے ملک اسرائیل جس کو ہم قبول نہیں کرتے نے اس قدر ترقی کی ہے دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو وہ drip یعنی قطرہ قطرہ آبپاشی کرکے نہ پیدا کررہا ہو اور ہم اس سے اس سلسلے میں بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں یہ ایک چھوٹا

سا ملک ہے لیکن اس نے حیرت انگیز ترقی کی ہے ہماری کوشش ہے کہ پانی کو کم سے کم استعمال کرکے زیادہ سے زیادہ اچھی اور قیمتی فصلیں حاصل کریں - خاصطور پر ان علاقوں میں جو پہاڑی ہیں اور جہاں نہری علاقوں کی طرح نہریں نہیں چلائی جا سکتیں - ان علاقوں میں قد آور فصلیں حاصل کرنے جیسے پوٹھوہار کا پلاٹو plateu ہے خوشاب سون کی میکسر کی وہلی valley ہے - ڈیرہ غازی خان کے پہاڑی علاقے ہیں - فورٹ منرو کے علاقے ہیں - drip irrgation ان جگہوں کے لئے بہترین حکمت عملی ہے - جیسے کہ آپ نے دیکھا ہے کہ ہماری نہروں کے جال سے لاکھوں ایکڑ زمین سیم اور تھور کی وجہ سے غیر آباد ہوگئی ہے اور اب ہم اربوں روپے خرچ کر کے اس کو بحال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں پینسٹھ کروڑ روپے صرف ٹیوب ویلوں کے کرائے کا بل پچھلے سال تھا جو ہم واپڈا کو ادا کر رہے ہیں - تو اگر ہم پانی کا صحیح استعمال کرنے لگیں تو ہماری مشکلات جو پانی کے غلط استعمال سے ہوتی ہیں وہ خود بخود کم ہو جائیں گی -

ایک اور بڑی ضروری چیز village infrastructure ہے جس کا ،،دیہی زیریں ڈھانچہ،، ترجمہ ہے جیسے میں infrastructure کہوں گا - زرعی لوازمات کی نقل و حمل - زرعی پیداوار کی فروخت اور دیہی علاقوں کی خدمتیں مصروف ایجنسیوں اور محکموں کو دیہات تک رسائی کے لئے دیہی علاقوں میں سڑکوں کا جال بچھانا ضروری ہے - اس لئے حکومت پنجاب دیہی سڑکوں کی تعمیر پر بہت زیادہ زور دے رہی ہے اور تجویز ہے کہ صوبہ کے 27 اضلاع میں سے ہر ایک ضلع میں کم از کم سو میل لمبی سڑکیں تعمیر کی جائیں - جو اب تقریباً 145 میل فی ضلع ہو گئی ہیں - کہیں زیادہ کہیں کم - آپ اس پروگرام سے بخوبی واقف ہیں - اس لئے میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا - اتنا بتانا ضروری ہو گا کہ آزادی کے وقت تارکول والی سڑکوں کی لمبائی 2680 میل تھی اب تجویز ہے کہ چار سال کے عرصے میں 3900 میل سڑکوں کا اضافہ کیا جائے - کل آپ نے چیئرمین پی اینڈ ڈی کے بیان میں سنا تھا کہ اس

میں کافی پیش رفت ہوئی ہے ۔ انشاءاللہ یہ پروگرام اگلے سال تک مکمل ہو جائے گا ۔ فارم ٹو مارکیٹ روڈ اس پروگرام کے علاوہ ہے جو صوبائی محکمہ مواصلات و تعمیرات نے اپنے طور پر سڑکوں کو چوڑا کرنے اور نئی سڑکیں تعمیر کرنے کے لئے بنایا ہے ۔ دوسرا ضروری ذریعہ Infrastructure میں بجلی کا ہے ۔ پنجاب کے تقریباً 25000 دیہات میں صرف 6270 دیہات تک بجلی پہنچائی گئی ہے ۔ لیکن چھٹے پنجسالہ منصوبے کے دوران ہر تحصیل میں 64 فیصد دیہات کو بجلی پہنچا دی جائے گی ۔ یعنی مزید 16 ہزار گاؤں میں انشاءاللہ بجلی آ جائے گی ۔ بجلی پہنچانے کا اصل مقصد دیہات میں زرعی مقاصد کے لئے توانائی مہیا کرنا ہے ۔ جیسا کہ گورنر صاحب نے فرمایا ہے کہ صرف قدمے چلانا یا پنکھے چلا کر بیٹھ جانا ہی کافی نہیں ہے ۔

میرے نزدیک زراعت میں سب سے اہم مسئلہ نظام توسیع و اطلاعات کا ہے ۔ صوبہ کے دور دراز دیہات کے کاشتکاروں کو صرف توسیع شعبے کے ذریعے ہی جدید زرعی ٹیکنالوجی منتقل کی جاسکتی ہے ۔ پرانا نظام اس لئے غیر تسلی بخش تھا کہ اس سے چھوٹے کاشتکار پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے چنانچہ زرعی توسیع سروس کو تربیت اور رابطہ کی بنیاد پر از سر نو منظم کیا گیا ہے میرا مطلب پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے ہے تا کہ تازہ ترین زرعی ٹیکنالوجی باقاعدگی سے کاشتکاروں اور بالخصوص چھوٹے کاشتکاروں تک پہنچائی جا سکے اور وہ بھی اس سے بھرپور فائدہ اٹھا کر اپنی ذاتی آمدنی میں اضافہ اور ملکی معیشت کو مستحکم بنانے میں نمایاں کردار ادا کر سکیں ۔ اس وقت عام طور پر دو ہزار زراعت پیشہ خاندانوں کے لئے ایک فیلڈ اسسٹنٹ کام کر رہا ہے ۔ لیکن تربیت و رابطہ یعنی ٹی وی سکیم کے تحت اب یہ تناسب کم کر کے پانچ سو زراعت پیشہ خاندانوں کے لئے ایک فیلڈ اسسٹنٹ مقرر کر دیا گیا ہے ۔ تربیت اور رابطہ سٹاف اور زرعی لوازمات فراہم کرنے والے اداروں میں بہتر رابطے کی وجہ سے کاشتکاروں کو بروقت اور کافی مقدار میں بیج کھادیں کیڑے مار ادویات اور زرعی قرضے فراہم کئے جا رہے ہیں ۔ اس وقت اس پروگرام پر صوبے کے پانچ منتخب اضلاع رحیم یار خان ۔ وہاڑی ۔ سرگودھا ۔ شیخوپورہ اور جہلم میں عالمی بنک کی امداد سے یہ عمل کیا جا رہا ہے اور اس پروگرام کے کامیاب اور حوصلہ افزاء نتائج کے پیش نظر مستقبل قریب میں اسے مزید دس اضلاع تک پھیلا دیا

جائیگا - ورلڈ بنک نے اپنی Evaluation کی تھی اور اس پروگرام کو کامیاب قرار دیا تھا - بہرحال اب ہم پی اینڈ ڈی کا ایک ذیلی ادارہ ہیں - اس سے بھی Evaluation کروا کے جو اس سال جون تک ختم ہو جائے گی اس کے علاوہ محکمہ زراعت کا اپنا ایک Evaluation Cell ہے - انہوں نے بھی اس کی Evaluation کر کے اس کو درست قرار دیا ہے - تربیت و رابطہ سکیم کا اصل مقصد پندرہ روزہ مقررہ پروگرام کے تحت کاشت کاروں کو عملی مظاہروں کے ذریعے کھیتی باڑی کے جدید طریقوں کی تربیت دینا ہے - اس لئے پروگرام کے تحت اوپر سے نیچے تک تمام توسیعی عملے پر الگ الگ ان کے فرائض اور ذمہ داریاں پوری طرح واضح کر دی گئی ہیں اور تمام مضبوط پر توسیعی کام کی باقاعدہ جانچ پڑتال کا انتظام بھی کیا گیا ہے - تربیت رابطہ کے پروگرام کے تحت ہر فیلڈ اسسٹنٹ اپنے علاقے کے ایک گاؤں میں سات سے نو تک رابطہ کاشت کاروں کو منتخب کرتا ہے اور ہر چودہ دنوں کے دوران ایک مقررہ دن رابطہ کاشت کاروں میں سے ہر ایک کے پاس جاتا ہے اور اسے ان زرعی طریقوں اور سفارشات سے آگاہ کرتا ہے اور ان کا عملی مظاہرہ کرتا ہے جو اس پندرھواڑے کے دوران کھیتی باڑی کے کام کاج سے متعلق ہوتی ہے - اس مقصد کے لئے توسیعی کارکنوں کو بھی جن میں فیلڈ اسسٹنٹ - زراعت آفسر اور ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت شامل ہیں - پندرہ دن میں ایک دفعہ کھیتی باڑی کے جدید طریقوں کی تربیت دی جاتی ہے تا کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں کھیتی باڑی کے جدید طریقوں سے رابطہ کاشتکاروں کی اچھی طرح رہنمائی کر سکیں -

اب میں آپ کو ایک سلائیڈ دکھاتا ہوں - اس سے آپ کو کالم نمبر 2 میں فیلڈ اسٹینٹوں کی تعداد اور کالم نمبر 3 میں کپاس کی کاشت کا رقبہ نظر آئے گا - جو کہ ان دنوں زیر کاشت ہے نیشکر دھان اور مکئی کا کل رقبہ ہے - اور یہ رقبہ ہزار ایکڑوں میں ہے اس میں میں نے چند اضلاع لئے ہیں مثلاً رحیم یارخان بہاولنگر بہاولپور ڈیرہ غازی خان راجن پور مظفر گڑھ لیہ ملتان وہاڑی ساہیوال اور اوکاڑہ شامل ہیں - کچھ اضلاع ابھی ایسے ہیں جن کی فگرز ہمارے پاس نہیں ہیں- پرانی فگرز ہیں جو کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور پہلے ایک ضلع تھا . ان کو اکٹھا دکھایا گیا مظفر گڑھ لیہ ایک تھا وہ بھی اکٹھے دکھایا گیا ہے- اس طرح سے ساہیوال اوکاڑہ ایک ضلع تھا - وہ بھی اکٹھا دکھایا گیا ہے-

تو اس سے ایک چیز میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں اکثر یہ کہا گیا ہے کہ فوج ظفر موج ہے بے کار ہے اس کو نکال باہر کیا جائے - تو اس فوج ظفر موج کی کارکردگی دیکھئے اندازہ آپ لگائیے کہ اگر کپاس کا رقبہ لے لیا جائے تو اوسطاً ایک فیلڈ اسسٹنٹ کے پاس چار ہزار ایکڑ رقبہ آتا ہے - اور اگر اڑھائی ایکڑ کا رقبہ زیر کاشت فی کاشتکار اوسطاً لگایا جائے تو سولہ سو کسانوں سے رابطہ قائم کرنا ہے - اور اگر کپاس کے علاوہ تمام خریف کی فصلیں لی جائیں تو ایک فیلڈ اسسٹنٹ کا چھ ہزار ایکڑ یا دو ہزار چار سو کاشتکاروں سے رابطہ قائم رہتا ہے - تو انسان آخر انسان ہوتا ہے آپ میں سے جو ضلع کونسل کے چیئرمین حضرات ہیں ان کو علم ہوگا کہ خریف کا موسم بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے - زمیندار اور کاشتکار اپنی فصل میں ہوں اس موسم میں بھی یعنی جولائی اگست اور ستمبر میں جانا پسند نہیں کرتا ہے جو نوکر رکھتے ہیں وہ نوکر ذریعہ سے کام لیتے ہیں - جو نہیں رکھ سکتے تو وہ باہر بیٹھ کر تماشہ دیکھتے ہیں جیسا کہ اس سال ہم نے اپنی کپاس کی فصل میں دیکھا تو اس سے اندازہ ہو گا کہ یہ 830 فیلڈ اسسٹنٹ ہیں اور چھ ہزار ایکڑ اوسط رقبہ زیر کاشت ہے جو کہ ان کے پاس ہے - میں جو بات یہاں پر بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ اس کے لئے ناممکن ہے کہ وہ ind vidually ہر ایک کسان کے پاس تنہا جا کر اس کو سمجھائے - اس لئے یہ ٹیم پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے - کہ contact farmer کے ذمہ پچاس اور لگائے گئے ہیں - تا کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اور اپنے پڑوسیوں کو سنگیوں کو اور ساتھیوں کو اور اپنے ہالی وال کو بتا سکیں - اس پروگرام کا ایک اور ضروری امر یہ ہے کہ تحقیق اور توسیع کے درمیان ایک موثر رابطے کا ذریعہ بھی ہے اور یہ فریضہ اس کے شعبے تطبیقی تحقیق کے سپرد ہے - شعبہ تطبیقی تحقیق زرعی تحقیقات کے نتائج کو کاشتکاروں تک پہنچانے سے پہلے مقامی حالات کے تحت آزماتا ہے یعنی جو Adaptive Research Far میں تحقیق ہوتی ہے اس کو لا کر اور فصلیں اگا کر کامیابی سے آگے لانے کی کوشش کرتا ہے - تا کہ کاشتکار کو وہی سفارشات منتقل کی جائیں جو واقع ان کے لئے مفید ہوں اور جن پر وہ آسانی سے عمل کر سکیں -

اس پروگرام کی افادیت اور حوصلہ افزا نتائج کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے - کہ صوبے کے جن پانچ منتخب اضلاع میں تربیت ورابطہ

کے اس پروگرام پر عمل ہو رہا ہے ان میں ہر فصل کی اوسط پیداوار دوسرے ملحقہ اضلاع سے زائد رہی ہے اور اگر فصل کی پیداوار میں کمی بھی ہوئی ہے تو اس کا تناسب دوسرے اضلاع کے مقابلہ میں کم ہے -

زرعی توسیعی کارکنوں کے کردار کے بارے میں ابھی تک کاشتکاروں کے ذہنوں میں بعض غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں - اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ شروع شروع میں زرعی توسیعی کارکن کاشتکاروں کے لئے زرعی لوازمات بھی مہیا کیا کرتے تھے لیکن اب جب کہ زرعی لوازمات کی اہمیت وافادیت کاشتکاروں پر واضح ہوچکی ہے اور ان لوازمات کی فراہمی کے لئے متعدد نیم و سرکاری ادارے کام کر رہے ہیں - زرعی توسیعی کارکنوں کا کردار کاشتکاروں کو جدید ترین تکنیکی معلومات فراہم کرنے تک محدود ہو کر رہ گیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض روشن خیال کاشتکاروں کی اپنی معلومات توسیعی کارکن کی معلومات سے کہیں زیادہ ہوں - ایسی صورت میں توسیعی کارکن کا فریضہ ہوگا کہ وہ کاشت کاروں اور چوٹی کے زرعی ماہرین کے درمیان رابطے کا موثر ذریعہ ثابت ہو - ان توضیحات کا مقصد یہ ہے کاشتکار حضرات کو بدلتے ہوئے حالات کے مطابق توسیعی کارکنوں کی بدلتی ہوئی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیئے اور ان سے وہی توقعات وابستہ کرنی چاہیئں جو کہ ان کے دائرہ کار میں ہوں - پہلے نظام میں فیلڈ اسسٹنٹ حساب کتاب اور خرید و فروخت میں ہی لگا رہتا تھا - اور جو کام ان کے ذمہ تھا وہ ٹھیک طریقے سے سرانجام نہیں دے سکتا تھا - تجارت میرے نزدیک نجی ادارے ہی بہتر طریقہ سے کر سکتے ہیں -

زرعی توسیع کی معاونت کے لئے نظامت زرعی اطلاعات کی طرف سے جدید زرعی ٹیکنالوجی کے بارے میں معلومات صوبے کے تمام ریڈیو سٹیشنوں سے روزانہ ،ٹیلی وژن سے ہفتہ وار ''زراعت نامہ،، کے ذریعہ ہر پندرہ روز کے بعد فراہم کی جاتی ہے اور ہر اہم فصل کا موسم شروع ہونے پر کیسٹوں ، سینما سلائیڈوں پوسٹروں اور پمفلٹوں وغیرہ کے ذریعہ سے بھرپور پبلسٹی کی جاتی ہے - ان کاوشوں اور اقدامات کے نتیجے میں پیداوار پر مثبت ، اثرات مرتب ہوئے ہیں - اور وہ اس گوشوارے سے ظاہر ہیں -

اس گوشوارے سے ظاہر ہے کہ گندم 78-1977ء میں کالم نمبر 2 میں اور کالم نمبر 7 میں 83-1982ء میں 8.95 ملین ٹن ہوئی ہے - اس میں بڑھوتری 76.7 فیصد ہوئی ہے - اگر میں اس سے پہلے چلا جاؤں تو بڑھوتری کی فیصد بہت بڑھ جاتی ہے - دھان کی فصل میں کمی ہوئی ہے - اور اس کے عوامل کا ہم جائزہ لے رہے ہیں -

کپاس میں اس سال کی پیداوار کو ہم نکال دیں تو 78-1977 اور 83-1982 میں بڑھوتری 53 فیصد ہوئی ہے - نیشکر کی اپنی ایک کہانی ہے- اس کا دارومدار ملوں پر ہوتا ہے - کہ کسی طرح سے اس کو treat کرتے ہیں -رقبہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے - اس کے علاوہ مارچ اپریل اور کچھ کاشتکار مئی شروع تک کماد کی کاشت کرتے رہتے ہیں اور اکتوبر سے کاٹنا شروع کردیتے ہیں تو فصل کو پیداوار پوری حاصل کرنے کا وقت بھی نہیں ملتا - اب اگست ' ستمبر میں کاشت کے تجربات کئے گئے ہیں - اور یہ تجربات جھنگ کے علاقہ میں زیادہ کئے گئے ہیں وہاں ایک اوسط کاشتکار کی جن کے پاس کلہ ڈیڑھ کلہ کی کماد ہے ایک ہزار من فی کلہ پیداوار ہے جو کہ ہماری پیداوار سے تقریباً دگنی ہے - اس کے علاوہ کئی نئے طریقہ کاشت تجرباتی دور سے گزر رہے ہیں اپنائے جا رہے ہیں وہاں فاصلہ 5،4 اور 6 فٹ کے درمیان رکھ رہے ہیں جب وہ تجرباتی دور سے گزرجائے گا تو انشاءاللہ اس ٹیکنالوجی کو بھی آگے بڑھائیں گے۔

اس کے بعد چنے کولے لیجئے - اس کی فصل تین سال جھلساؤ کی وجہ سے بہت خراب رہی ہے - جب کہ کالم نمبر 5,4 اور 6 سے ظاہر ہوتا ہے پھر اب یہ بڑھ کر انشاء اللہ اس دفعہ امید ہے کہ 3 لاکھ 80 ہزار ٹن چنا پیدا ہوگا -

اب میں آئندہ حکمت عملی کی طرف آتا ہوں - کچھ فصلیں ماضی میں نظر انداز بھی ہیں - جس کا اب ہمیں خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے - دالوں اور روغندار اجناس کو چنداں اہمیت حاصل نہیں تھی - لیکن پچھلے چند سالوں کے تجربات سے ہمیں یہ سبق ملا ہے کہ ان کی کاشت اور ان کی پیداوار کو کم کرنے والے اسباب کا فوری سدباب ضروری ہے۔

جب حکومت ان چیزوں کی طرف غور نہیں کرتی تھی - نہ اس کی ٹیکنالوجی کو بڑھاتی تھی - تو کاشتکار بھی صرف بحالت مجبوری ان فصلوں کی کاشت کرتا تھا - یا تو اس کے پاس کاشت کرنے کو دوسری فصلیں نہ تھیں یا MARGINAL LANDS پر کچھ نہ کچھ لگا کر حاصل کر لیتے

تھے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کی ہے کہ چنے کی فصل پچھلے تین سال جھلساؤ کی وجہ سے بحرانی کیفیت پیدا کرتی رہی ہے۔ اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے فصل اچھی رہی لیکن اب ایسے خطوط پر کام ہو رہا ہے کہ آئندہ ایسی نازک صورت حال کا سامنا نہ ہو۔ چنے کے جھلساؤ کا مقابلہ کرنے والی اقسام کا بیج علاقے میں تیزی سے پھیلایا جا رہا ہے۔ اس وقت تک کئی ایسی قسمیں تیار کرلی گئی ہیں۔ جو کچھ بیماریوں کے خلاف کافی حد تک قوت مدافعت رکھتی ہے۔ قوتان میں سی ایم 72,آر سی 38 , سی 44 اور اے۔ بو۔ جی 480 خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ دوسری کئی ایک دالوں جن میں مونگ،ماش اور مسور خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پر بھی تحقیقاتی کام ہو رہا ہے۔ اور اس میں بھی کافی پیش رفت ہوئی ہے۔ یعنی مسور پر آج سے تین سال قبل تک ہمارے پاس کوئی پراجیکٹ ہی نہ تھا۔ نہ کوئی CROSSINGS تھیں نہ کوئی لائن تھی کچھ نہ تھا اور دالوں کے تحقیقاتی شعبے کا درجہ بڑھا کر اس کو ڈائریکٹوریٹ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اور جگہ جگہ اس کے تحت ذیلی مراکز کھول دئے گئے ہیں۔ تاکہ ہر علاقے کے اپنے ماحول میں دالوں کی کاشت کی جدید ٹیکنالوجی وضع کر کے اسے جانچا اور پرکھا جائے۔ مثلاً کاوزکوٹ اٹک سیالکوٹ مرانوالی میں رکھ اترا اور چکوال بارانی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ وغیرہ ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ سرکاری فارم ہیں جہاں پر یہ تجربات کئے جا رہے ہیں۔

اس کے بعد میں روغندار اجناس پر آؤں گا۔ جس رفتار سے ہماری آبادی بڑھ رہی ہیں۔ اور جس رفتار سے ہماری گھی یا تیل کی ضروریات بڑھ رہی ہیں۔ اس رفتار سے کیا بلکہ اس سے بہت پیچھے ہم اپنی روغنی اجناس بڑھا رہے ہیں۔ اور اس میں ہم نے بڑی توجہ کے ساتھ کام شروع کیا ہے۔ نہ صرف روایتی روغندار اجناس یعنی سرسوں توریا وغیرہ کی اعلیٰ اقسام دریافت کی گئی ہیں جن میں براسیکا کیرینٹیا کا ذکر یہاں بے جا نہ ہوگا۔ اس کے تیل دار اجزا دوسری روایتی قسموں سے زیادہ ہیں۔ اس میں ہماری THRUST دوستوں میں ہے ایک یہ ہی ایکڑ پیداوار بڑھے دوسرے اس کے دانے میں سے تیل کی فی صد مقدار بڑھے۔

ایک یہ کہ فی ایکڑ پیداوار بڑھے دوسرا اس کے دانے میں سے تیل کی مقدار بڑھے یعنی فی صد مقدار بڑھے۔ اس کے علاوہ کوسمبا۔ سویابین اور سورج مکھی کی کاشت میں بھی دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مرکزی حکومت ایک کارپوریشن بنا رہی ہے جو صرف انہی اجناس کی پیداوار میں اضافہ کے لئے کام کرے گی۔ اس کے کاشتی مسائل کو حل کرنے کے لئے

فیصل آباد میں روغن دار اجناس کے تحقیقاتی ادارہ میں ان دونوں فصلوں کے لئے الگ الگ شعبے قائم کئے گئے ہیں - بارانی علاقوں میں مونگ پھلی کی کاشت کی جاتی ہے - اس کی برداشت ایک مشکل کام ہے اس کے لئے مشینیں بنائی جا رہی ہیں - کچھ بن بھی گئی ہیں - اب ایسے طریقے دریافت کئے جا رہے ہیں کہ اس کی برداشت آسانی سے کی جا سکے اور ایسی اقسام پر تجربات کئے جا رہے ہیں - جو گچھوں کی شکل میں پھل لاتی ہیں تاکہ پھلی ہوئی مونگ پھلی جس میں دشواری ہوتی ہے آسانی ہو جائے -

اس کے بعد ایک نظر انداز کیا ہوا شعبہ جو سبزیاں اور پھل تھے

سبزیاں اور پھل - کچھ عرصہ پہلے کی حکومت کی زیادہ توجہ بھی فصلوں مثلاً گندم - کپاس - دھان اور نیشکر کی طرف رہی ہے لیکن اب ہم سبزیوں اور پھلوں کی پیداوار بہتر بنانے کے لئے کوششیں کر رہے ہیں آلو شمالی علاقوں خصوصاً سیالکوٹ - گوجرانوالہ لاہور اور ساہیوال کی ایک اہم فصل ہے - آزادی سے لے کر اب تک آلو کا بیج درآمد ہوتا رہا ہے - لیکن اب ہمارے ماہرین نے ایسی ٹیکنالوجی دریافت کر لی ہے جس سے ہم وائرس بیماریوں سے پاک بیج بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں - اس سلسلہ میں کافی کام ہو چکا ہے اور ہمیں بھی کامیابی حاصل ہوئی ہے - آئندہ ہم نہ صرف بیج کی درآمد سے بے نیاز ہو جائیں گے بلکہ اب ہمیں وہ غیر ملکی کمپنیاں جن کے ذریعہ پاکستان آلو کا بیج درآمد کیا کرتا تھا یہ پیشکش کر رہی ہیں کہ ہم اپنا تیار کردہ بیماریوں سے پاک آلو کا بیج ان کی وساطت سے برآمد کریں - یہ ایک بڑا break through ہے اور ترقی ہے - اس کے علاوہ پھلوں پر بھی ہماری حکومت خصوصی توجہ دے رہی ہے - ہمارے اہم پھل سردیوں میں ترشاوہ اور گرمیوں میں آم اور کھجور ہیں - ان کی اہمیت کے پیش نظر حکومت کے زیر نگرانی ماہرین ان کی ہر قسم پر تحقیقی کام کر رہے ہیں - ساہیوال کے شعبہ باغبانی میں ترشاوہ کی کئی ایک نئی اقسام تجربات کے آخری مراحل میں ہیں اور کنو سمی - نیوٹرل - جافہ - ویلنشیالیٹ - واشنگٹن نیول کے ساتھ ساتھ یہ اقسام بھی جلد عام کاشت کے لئے دستیاب ہونگی - ترشاوہ پھلوں میں کنو نہ صرف ملک کے اندر بے حد پسند کیا جاتا ہے بلکہ ایران خلیجی ریاستیں اور سعودی عرب میں بھی اس کی بے پناہ مانگ ہے - پچھلے چند سالوں میں ترشاوہ پھلوں کی بعض بین الاقوامی منڈیاں جن میں ایران شامل ہے - بین الاقوامی

حالات کی وجہ سے ہمارے ہاتھوں سے نکل گئیں ۔ لیکن اب ہم نئی منڈیاں تلاش کر چکے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ 1983-84ء کے دوران 31 مارچ 1984ء تک 34409 میٹرک ٹن کنو برآمد کیا جا چکا ہے ۔

آم کی ہمارے پاس متعدد اقسام پائی جاتی ہیں ۔ خصوصاً پیوندی آم کی قسمیں بہت اعلیٰ معیار کی ہیں ۔ پچھلے سالوں میں ہماری آم کی پیداوار اور رقبہ دونوں بڑھے ہیں لیکن آم کے سلسلہ میں کچھ مسائل ابھی تک حل طلب ہیں جن میں آم کا بور ایک سال کم اور ایک سال زیادہ پھل کا لگنا زیادہ دیر تک محفوظ نہ رہ سکتا ۔ نیز تمام اقسام قریب قریب ایک ہی وقت میں تیار ہو کر منڈیوں میں آم کے نرخ گرا دیتی ہے اور آم کے باغبانوں کو منافع کم ملتا ہے ۔ ان تمام مسائل کے تسلی بخش اور مستقل حل تلاش کرنے کے لئے شجاع آباد میں آم کا ترقیاتی شعبہ قائم کیا گیا ہے ۔ جہاں بیرونی ممالک سے بھی اور ملک کے اندر سے بھی مونہار پودے اکٹھے کر کے نئی قسموں پر کام ہو رہا ہے جن مسائل کے متعلق میں نے ابھی ذکر کیا ہے ان پر بھی ریسرچ ہو رہی ہے ۔ یعنی بٹور وغیرہ پر ریسرچ ہو رہی ہے ۔ اس سلسلہ میں ہندوستان کے ماہرین بھی دو تین سالوں سے ہمارے پاس آ رہے ہیں ۔ ان سے بھی مشورہ کیا گیا لیکن انہوں نے کہا کہ بٹور ہمارے لئے بھی مسئلہ ہے اور کاش آم امریکہ کی فصل ہوتی تو وہ لوگ اس پر ریسرچ کر کے کوئی نتیجہ اخذ کر لیتے ۔ ہندوستان جو آموں کی ایک بڑی پیداواری منڈی ہے وہاں پر بھی اب تک اس پر کوئی ترقی نہیں ہو سکی ہے ۔ پنجاب کے جنوبی اضلاع میں کھجور کافی مقدار میں پیدا ہوتی ہے ۔ اس کی کاشت کو فروغ دینے ۔ زیادہ پیداوار حاصل کرنے اس کو محفوظ کرنے اور اس کی مختلف مصنوعات بنانے کے لئے کھجور کا تحقیقاتی ادارہ قائم کر دیا گیا ہے ۔ جو ان تمام پہلوؤں پر تحقیقاتی کام کر کے کاشتکاروں کی رہنمائی کے لئے انہیں سفارشات گاہے گاہے جاری کرتا رہے گا ۔

علاوہ ازیں کئی دوسرے پھل بھی ہماری توجہ کا مرکز بنے ہیں ۔ مثلاً آلوچہ ۔ خوبانی ۔ بادام ۔ سیب ۔ انگور اور ناشپاتی کی کاشت کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے ۔ یہ پودے مختلف اضلاع میں لگائے جا رہے ہیں ۔ بعض اضلاع میں حکومت یہ پودے کاشت کاروں میں مفت تقسیم کر رہی ہے یا بہت ہی کم قیمت پر تقسیم کر رہی ہے ۔ اس سلسلہ میں قابل ذکر کامیابی ہمیں زعفران کی کاشت میں ہوئی ہے ۔ زعفران ایک قیمتی ادویاتی پودہ ہے اور قابل لحاظ رقم اس کی درآمد پر خرچ ہوتی ہے ۔ ضلع خوشاب

میل واقع وادی سون میں اس کی کاشت کامیابی سے جاری ہے ۔ اس کو مزید بڑھانے کی کوشش کی جاری ہے ۔ فورٹ میں سترو بھی اس کے پودے اچھی نشو ونما پا رہے ہیں ۔ کاشت کاروں میں اس کی کاشت کو مقبول بنانے کے لئے انہیں ضروری معلومات مہیا کی جارہی ہیں ۔

بارانی علاقوں پر خصوصی توجہ

بارانی علاقوں کو ماضی کی حکومتوں نے ہمیشہ نظر انداز کئے رکھا اس علاقے کی پیداواری استعداد کے متعلق کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی لیکن اب یہ امر مسلم ہے کہ موزوں اور مناسب طریقے اختیار کر کے بارانی علاقوں سے کئی ایک کامیاب فصلیں حاصل کی جا سکتی ہیں اور یہاں کے کاشت کاروں کی زراعت کو منافع بخش بنایا جا سکتا ہے ۔ موجودہ حکومت نے بارانی علاقوں کے خصوصی مسائل کے پیش نظر چکوال میں بارانی تحقیقاتی ادارہ قائم کر دیا ہے ۔ یہ جس نے اپنا کام شروع کر دیا ہے ۔ اس ادارے کے تحقیقاتی کام کی روشنی میں بارانی فصلوں وصاً گندم مونگ پھلی اور مختلف دالوں کی پیداوار بڑھانے میں خاصی مدد ملے گی ۔ محکمہ کے زیر نگرانی بارانی زراعتی کالج راولپنڈی میں کام کر رہا ہے جہاں نوجوان طلباء کو بارانی علاقوں کی مناسبت سے زراعت کی تعلیم دی جارہی ہے تاکہ آئندہ چل کر بارانی زراعت کی ترقی میں مدد معاون بن سکیں ۔

زرعی مقاصد کیلئے موسمیاتی رصد گاہوں کا قیام

اگرچہ موسم زندگی کے ہر شعبہ پر اثر انداز ہوتا ہے لیکن زراعت کا بیشتر دارومدار موزوں موسم پر ہے ۔ کاشت کاروں کی رہنمائی کیلئے موسمی تبدیلی کے فصلوں پر اثرات کے جائزہ لینے کیلئے اس کی روشنی میں موسمی پیشین گوئی کرنے کیلئے محکمہ زراعت کے زیر نگرانی موسمیاتی مطالعہ کیلئے جگہ جگہ آلات نصب کئے جارہے ہیں جہاں درجہ حرارت رطوبت اور بارش کے فصلوں پر اثرات کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے گا ۔ کچھ اضلاع میں مزید جدید خطوط پر کام کیا جائے گا اور سورج کی روشنی سے پودوں پر اثرات پر جامع تحقیق کی جائے گی ۔ علاوہ ازیں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر موسمی خبریں زیادہ تفصیل سے پیش کرنے کی درخواست کی گئی ہے ۔

اب میں مختصراً 85-1984 خریف کے منصوبے کی طرف آتا ہوں ۔ جس میں کپاس سرفہرست ہے خریف کی فصلوں اور خاص طور پر کپاس اور چاول کی پیداوار بڑھانے کیلئے منصوبے تیار کر لئے گئے ہیں ۔ جیسا کہ

میں نے پہلے بیان کیا تھا کہ کپاس کی پیداوار بڑھانے کیلئے جو منصوبہ بنایا گیا ہے اس میں اس بات کا بالخصوص اہتمام کیا گیا ہے کہ گذشتہ سال کی طرح اگر خدانخواستہ ناساز گار موسمی حالات ہوں تو بھی پیداوار کم سے کم متاثر ہو قدرت سے تو ہم نہیں لڑ سکتے - صبح آپ نے قاری صاحب کی تلاوت بھی سنی تھی اس میں بھی بارش کا ذکر تھا موسم کا ذکر تھا اللہ کی طاقت کا ذکر تھا اس سے تو ہم نہیں لڑ سکتے لیکن اپنی قرآن پاک میں یہ ذکر ہے کہ جو محنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کا پھل ضرور دیتا ہے یہ ہماری کوشش ہے کہ ہم خود بھی محنت کریں اور کاشت کاروں کو بھی محنت کی ترغیب دیں - اس منصوبے کے تحت صوبے میں 40 لاکھ ایکڑ سے زائد رقبے پر کاشت کی جارہی ہے - اسلئے اس کا پیداواری ہدف 35 لاکھ 50 ہزار گانٹھیں مقرر کیا گیا ہے - کپاس کی پیداوار بڑھانے کیلئے انتہائی غور و فکر کے بعد جو حکمت عملی وضع کی گئی ہے اس کے تحت سب سے زیادہ توجہ کپاس کی متفرق اقسام کی بروقت کاشت صحیح مقدار میں مصدقہ بیج کا استعمال ' قطاروں میں کاشت ' جڑی وٹیوں کی تلفی ' کھادوں کا مناسب استعمال 'تحفظ نباتات کے اقدامات اور سب سے بڑھ کر فی ایکڑ شرح بیج میں اضافہ پر دی جارہی ہے ' تاکہ بیج کے استعمال میں اضافہ کر کے کھیتوں میں پودوں کی تعداد مطلوبہ صورت میں کسی طرح بھی کم نہ ہو بلکہ بھرپور طریقہ سے حاصل ہو سکے - ہمارا چھوٹا کسان چار کلو بیج استعمال کررہا ہے جب کہ ہماری سفارش 8 سے 10 کلو کی ہے اوسطاً ہم 6 کلو بیج استعمال کر رہے ہیں - ہماری کوشش یہ ہے کہ زیادہ بیج ڈال کر ہمارے پودوں کی تعداد پوری ہو جائے کیونکہ ہمارے پاس اوسطاً سترہ سے بیس ہزار پودے ہونے چاہیں ہمارے پاس اوسطاً سات ہزار پودے ہوتے ہیں قدرتی طور پر ہم اپنی فصل کو ایک Handicap کے ساتھ میدان میں لاتے ہیں تو سات ہزار پودوں سے سات ہزار پودوں کی فصل حاصل ہو گی بیس ہزار کی نہیں ہوگی -

کپاس کی پیداوار بڑھانے کیلئے سب سے مشکل مرحلہ ضرر رساں کیڑوں سے کپاس کی فصل کی حفاظت کا ہے اور کپاس کی فصل میں تحفظ نباتات کے بغیر کامیابی محال ہے حکومت کیلئے یہ ممکن نہیں کہ وہ کپاس کی پوری فصل پر سپرے کا کام اپنے ذمے لے - چنانچہ نئی پالیسی کے

تحت تحفظ نباتات کا کام نجی شعبے کو منتقل کر دیا گیا ہے تاہم محکمہ زراعت کی طرف سے اس سلسلے میں پیسٹ سکاؤٹنگ پیسٹ سروے اور کاشت کاروں کی عملی تربیت کے علاوہ اس سال محکمہ زراعت کی طرف سے پچاس ایکڑ سے کم اراضی کے مالک کاشت کاروں کو پندرہ ہزار ایک سو دستی سپریئر اور چھ ہزار چار سو پاور superior رعایتی نرخوں پر فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے دستی سپرئیر پر پچاس فی صد اور پاور سپرئیر پر تیس فی صد رعایت دی جائے گی -

اس کے علاوہ یہ کوشش بھی جاری ہے بعض نجی اداروں سے ٹھیکہ پر زمینی مشینوں اور اگر ہو سکے تو ہیلی کوپٹروں سے سپرے کروایا جائے اس کے علاوہ ایئر کرافٹ کے Fixed rates بھی ہیں اگر کاشتکار بھائی اس کو استعمال کرنا چاہیں تو وہ دوائی کی قیمت دے کر اس کو بھی استعمال کرسکتے ہیں اور انتظام یہ ہے کہ ہے سپرے کروا کے قیمت جو ہے وہ بطور مالئے کے ہم بعد میں وصول کرلیتے ہیں -

کپاس کی پیداوار بڑھانے میں مصدقہ اور خالص بیج کو بنیادی اہمیت دی جارہی ہے کیونکہ معیاری اور صاف ستھرے بیج سے ہی کپاس کی فصل کی پیدا وار میں خاطر خواہ اضافہ کیا جا سکتا ہے چناچہ اس سال پنجاب سیڈ کارپوریشن کپاس کا ساڑھے چھلاکھ من مصدقہ اور خالص بیج کاشتکاروں کو رعایتی نرخوں پر فراہم کررہی ہے اور گزشتہ سال کپاس کی فصل کی ناکامی کے پیش نظر اس سال کپاس کے بیج پر کافی زیادہ رعایت دی جارہی ہے - کپاس کے مصدقہ بیج کی قیمت دوسو بیس روپے فی چالیس کلو گرام سے کم کرکے کاشتکاروں کی سہولت کے لئے قیمت میں خصوصی رعایت دی جارہی ہے - اور اب قیمت فروخت 180 روپے فی چالیس کلوگرام ہے جو اس سال کیلئے 50/80روپے فی پرانی سبسیڈی 10/80 روپے فی 40 کلو گرام تھی اس کے ماتحت حکومت پنجاب چالیس کلوگرام حکومت کی طرف سےSubsidyدی جاری ہے پنجاب سیڈ کارپوریشن کو 65 لاکھ 50 ہزار روپے ادا کرنے تھے جو اب مزید رعایت دینے کی صورت میں دو کروڑ بیالیس لاکھ پچاس ہزارروپے ہونگے-

حکومت کی طرف سے اس بات کا خاص طور پر اہتمام کیا جا رہا ہے کہ کاشتکاروں کو کیڑے مارادویہ بروقت اور وافر مقدار میں دستیاب ہوں اور

ن کی کوالٹی بھی اچھی ہو اس مقصد کیلئے کیڑے مارادویہ فروخت کرنے والی کمپنیوں سے کہا گیا ہے کہ وہ ہر دوا کے لیبل پر تمام تفصیلات اور خاص طور پر دوائی کی معیاد ختم ہونے کی تاریخ اور قیمت ضرور درج کریں اور اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ایسی ادویہ کی جانچ پڑتال کرنے کے لئے لاہور اور ملتان میں دو لیبارٹریاں بھی قائم کی جارہی ہیں ایک فیصل آباد میں ہمارے پاس پہلے سے ہی موجود ہے اس لئے آپ حضرات سے خاص طور پر ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین حضرات سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے علاقوں میں زیادہ طور پر اس کو پھیلائیں کہ لیبل لگائیں اور Pesticides association نے مجھے یہ کہا ہے کہ ماسوائے ایک چھوٹی سی تعداد کے یعنی جو 1983ء کا مال ہے جنوری 1984ء سے جو بھی مال آئے گا اس پر وہ تاریخ بھی ہو گی کہ اس کے بعد اس دوائی کے خراب ہونے کا احتمال ہے جیسے ہو جائے ۔ ہماری بعض کھانے پینے کی دوائیوں پر لکھا ہوا ہے کہ اس کی Expiry date دیکھئے تو پنجاب حکومت نے یہ قانون نافذ کیا ہے کہ ساری ادویات کا تقریباً 72 فیصد تا 75 فیصد پنجاب میں ہی استعمال ہوتا ہے ۔ اس لئے میں نے کہا کہ ہمیں اس کے سوا اور کوئی چیز منظور نہیں ہے اور اگر آپ کو یہ ادویات ہمارے پاس لانی ہیں تو آپ ان پر date of expiry ضرور لکھیئے انہوں نے بڑی مخالفت کی لیکن اب یہ مان گئے ہیں ۔

اس کے بعد ہماری بڑی فصل دھان کی فصل ہے ۔ دھان کی پیداوار بڑھانے کے لئے جو منصوبہ تیار کیا گیا ہے اس کے مطابق اس سال صوبے میں اٹھائیس لاکھ پچاس ہزار ایکڑ رقبے پر دھان کی فصل کاشت کی جائے گی جس میں سے اکیس لاکھ ایکڑ پر باسمتی چاول کاشت کیا جائے گا اور باقی رقبہ اری چھ اور کے ایس 82 اقسام کے زیر کاشت ہوگا ۔ منصوبے کے مطابق دھان کا پیداواری ہدف سولہ لاکھ 88 ہزار ٹن مقرر کیا گیا ہے اس پیداواری ہدف کو حاصل کرنے کے لئے جس حکمت عملی پر عمل کیا جا رہا ہے ۔ اس کے مطابق صوبے کے تمام علاقوں میں دھان کی تمام نرسریوں پر زہر پاشی کی جائے گی ۔

گذشتہ سال حکومت کی پالیسی کے مطابق دھان کی نرسریوں پر زہر پاشی کرانے کا کام کاشتکاروں پر چھوڑ دیا گیا تھا لیکن اس سال کاشتکاروں کے اصرار پر دھان کی تمام نرسریوں پر زہر پاشی کا کام محکمہ زراعت انجام دے گا ۔ کاشت کاروں کو یہ رعایت بھی دی جا رہی ہے کہ ان سے زہروں کی قیمت بعد میں مالیہ کے بقایاجات کے طور پر وصول کی جائے گی ۔ اس کے علاوہ فصل کے عرصے کے دوران محکمہ زراعت کی پیسٹ سروے ٹیمیں فصل کا باقاعدہ معائنہ کرتی رہیں گی اور کسانوں کو سمجھاتی رہیں گی ۔ اس کے علاوہ اس سال یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ اور تحصیل کی سطح پر ایک ایک کاشت کار میلہ منعقد کیا جائے جس میں زرعی ماہرین ۔ تحقیقی ماہرین کسانوں کو کاشت اور کیڑے مکوڑوں سے بچاو اور صحیح طریقہ کاشت بتائیں ۔ اس کے علاوہ ہم خاص طور پر ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمینوں سے یہ درخواست کریں گے کہ وہ اپنی یونین کونسل کے لیول پر بھی اس قسم کے میلے منعقد کروائیں اور اس دفعہ ہم Demonstrating plot کم از کم ایک یونین کونسل میں اور اگر ایک گاؤں میں ایک نہیں کر سکیں تو ایک یونین کونسل میں اچھا Demonstrating plot بھی بنائیں گے ۔

اس ساری گفتگو سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ہماری زراعت ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کی کوشش کر رہی ہے اور ہمیں پوری امید ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زرعی ترقی کے یہ رجحانات شاندار نتائج پیدا کریں گے ۔

خدا ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر ہو ۔

پاکستان پائندہ باد

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ (ملک اللہ یار خان) ۔ چائے کے وقفے کیلئے اس وقت اجلاس کی کارروائی برخاست کی جا رہی ہے اور گیارہ بج کر چالیس منٹ پر یہاں ہم دوبارہ اکٹھے ہونگے ۔

(چائے کے وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب ملک اللہ یار خان قائم مقام چیئرمین 11 بجکر 45 منٹ پر دوبارہ شروع ہوئی)

محکمہ زراعت کی کارکردگی پر عام بحث

اناؤنسر :- خواتین و حضرات ، اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں تاکہ اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہو سکے ہے وزیر زراعت نے پنجاب میں زرعی ترقی کا ایک جائزہ پیش کیا ہے اس سلسلہ میں عام بحث کا آغاز ہوتا ہے

فاضل اراکین سے گزارش ہے کہ تقریر شروع کرنے سے پہلے اپنا نام اور حلقہ انتخاب کا تعارف کرائیں ۔

سید محمود اکبر شاہ رضوی (چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور)

جناب چیئرمین آج صوبائی وزیر زراعت بریگیڈئر ریٹائرڈ غضنفر محمد خان نے جو اطلاعات زراعت کے بارے میں فراہم کیں اور آئندہ فصل خریف کے لئے جو منصوبہ بنایا اس کو بھی ہاؤس میں پیش کیا اس کے لئے ہم ان کے مشکور ہیں اس بارہ میں ہمیں ایک خاکہ بھی مہیا کیا گیا ہے جو کہ ان کے پروگرام میں شامل ہے ۔ لیکن وہی کل والی بات ہوئی ہے ۔ کہ اے ڈی پی کی طرح اس کی بھی ایڈوانس کاپیاں ہمیں مہیا نہیں کی گئیں یہ تقریر جو آج ہمیں سپلائی کی گئی ہے ۔ اگر کل سپلائی کر دی جاتی تو ہم اس کو پڑھنے کے بعد یہاں پر زیادہ اچھے طریقہ سے اپنی تمام تکالیف یا ان کی تجاویز پر اپنی آراء کا اظہار کر سکتے تھے ۔ لیکن بہر حال یہ ہمیں آج مہیا کر دی گئی ہے ۔

ہم کاشتکاروں کو فیلڈ میں روز مرہ جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس سلسلہ میں چند گزارشات کروں گا ۔ ہماری 80 فیصد آبادی کاشتکاری پر اکتفا کرتی ہے ۔ اور اس آبادی کی تمام گزر بسر اسی کاشتکاری پر ہے ۔ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ اور اس پر انحصار کر کے ہمارا تمام بجٹ اور ہمارا تمام پروگرام زراعت پر ہی چلتا ہے ۔

جن مشکلات کا آئے دن کاشتکاروں کو سامنا کرنا پڑتا ہے اور جو ہمارے روز مرہ کے مسائل ہیں میں ان کو میں سب سے پہلے کروں گا ۔ حکومت نے کاشتکاروں کی سہولت کے لئے قرضہ جات کی سہولیات مہیا کی ہیں اس سلسلہ میں میری گذارش ہے کہ چھوٹے کاشتکاروں کو بلا سود قرضہ فراہم کرنے کی حکومت نے ایک سکیم تیار کی ہے لیکن عملی طور پر یہ قرضہ حاصل کرنے کے لئے بے پناہ مشکلات سے دو چار ہونا پڑتا ہے اس سلسلہ میں حکومت نے ٹیلوں

بنکوں کو بھی قرضہ دینے کا پابند کیا ہوا ہے - لیکن عملی طور پر قرضے کاشتکاروں کو مہیا نہیں کئے جاتے - اور جو دیگر قرضہ جات زرعی ترقیاتی بنک یا دوسری طرف سے کاشتکاروں کو دئے جاتے ہیں ان میں سود کی سب سے بڑی لعنت ہے - میں گذارش کروں گا کہ جب ہم اسلامی نظریات رکھتے ہیں اور اس ملک کو اسلامی نظریاتی ملک کہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں کوئی قانون اسلام کے منافی نہیں ہوگا تو جتنا جلد سے جلد ممکن ہوسکے سود کو ختم کیا جائے جو بہت ضروری ہے کیونکہ اس سے ہر لحاظ سے کاشتکاروں کو نقصانات اور پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے خاص طور پر زرعی فیلڈ میں تو یہ بہت ہی زیادہ پریشانی کا سبب ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زراعت میں جتنے خطرات اور جتنے risks involve ہوتے ہیں میرے خیال میں دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں اسقدر نہیں ہوتے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس دن کاشتکار قرضہ حاصل کرتا ہے اس سے اگلے دن سے بنک کا میٹر سود بڑھنا شروع کردیتا ہے اور کاشتکار کے ذمے سود شروع ہو جاتا ہے حالانکہ فصل اور کاشتکار میں اگر تمام عوامل سازگار ہوں تو اس میں کوئی فائدہ ہو سکتا ہے اور اگر ذرا سی بھی کاشتکار سے کوئی غفلت ہوجائے یا قدرتی حالات سازگار نہ ہوں تو یہ ایسا مسئلہ پیدا کر دیتا ہے - جو کہ کاشتکار کے بس سے باہر ہوتا ہے اور وہ بے بس ہو جاتا ہے - لیکن اس پر بنک کی طرف سے جو سود کی زد پڑتی ہے وہ اس قدر شدید ہوتی ہے کہ وہ شاید پھر اپنی زمین بیچ کر ہی اس کو ادا کرتا ہے - دوسری کوئی صورت اس کی ادائیگی کی نہیں ہوتی - خاص طور پر زرعی ترقیاتی بنک کے سلسلے میں میری گزارش ہے کہ وہاں پر سود در سود کا معاملہ شروع ہوتا ہے - اور وہ اس قدر ہوتا ہے کہ اگر کسی طرح سے آپ کی ایک قسط رہ جائے اور آپ بنک کی قسط ادا نہیں کر سکتے تو پھر اصل رقم جمع سود اور پھر اس پر جو سود ہے وہ تمام لاگو ہو جاتا ہے - اور وہ رقم اتنی زیادہ ہوجاتی ہے - کہ ہمارا کاشتکار اس کے بوجھ تلے دبتا چلاجاتا ہے - لیکن اس سے اس کا چھٹکارا ممکن نہیں ہوتا لہذا گزارش ہے کہ زراعت کے معاملہ میں کم از کم سود بھی نہیں ہونا چاہیئے - نیز ملک کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں سود کی لعنت کو ختم کیا

جائے - زرعی میدان میں یہ کاشتکار کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے - بلکہ اب تو کاشتکار یہ سمجھنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ سود والی رقم اور قرضہ لینے کی بجائے اگر کاشتکاری میں کچھ تخفیف کردی جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے بجائے اس کے کہ سود کا قرضہ invest کیا جائے - جو کہ بعد ازاں مفید اور فائدہ مند نہیں بلکہ مضر ثابت ہوتا ہے - اور کاشتکار کی اقتصادی حالت بد سے بد تر ہوتی چلی جاتی ہے -

میری اس سلسلہ میں عرض ہے کہ پہلے حکومت صوبائی سطح پر تمام شیڈول بنکوں سے اعداد و شمار حاصل کرکے یہ دیکھے کہ آیا چھوٹے بنک بلا سود قرضے کس قدر جاری کرتے ہیں - ہر بنک اس میں کتنا invest کرتا ہے - اور کیا وہ مستحق لوگوں کو ملتے ہیں اور بغیر کسی تکلیف کے ملتے ہیں ؟ ان قرضوں کے حصول کے لئے خوشامد رشوت اور باقی formalities سے گزرنا پڑتا ہے - قرضہ حاصل کرنے والا یہ تمام وسائل بروئے کار لاتا ہے تب جا کر اسے بڑی مشکل سے قرضہ ملتا ہے اس کے علاوہ زرعی ترقیاتی بنک کے بارے میں آپ ہی بخوبی جانتے ہوں گے کہ جب تک تمام مرحلہ سے نہ گزرا جائے اس وقت تک زرعی ترقیاتی بنک کوئی قرضہ منظور نہیں کرتا - پٹواریوں ' گوداوروں اور تحصیلداروں کے پاس کئی کئی چکر لگانے پڑتے ہیں - لیکن اس کے باوجود بڑی مشکل سے قرضہ حاصل ہوتا ہے - اور جب قرضہ لیا جاتا ہے - اس وقت بھی یہ تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں اور جب قرضہ ادا کیا جاتا ہے تو اس وقت بھی بہت سے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے -

لہذا میری گذارش ہے - کہ جہاں حکومت نے کاشتکاروں کو پیداوار بڑھانے کیلئے سہولتیں بہم پہنچائی ہیں وہاں اس کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ آیا واقعی عملی طور پر ان مراعات اور رعائت سے کاشتکار فائدہ بھی حاصل کررہا ہے یا نہیں -

اس سلسلہ میں میری دوسری گذارش یہ ہے کہ زراعت میں risk بہت involve ہے - جس طرح ہماری پچھلی خریف کی فصل کیڑے کی نظر ہو گئی بارشیں ہو گئیں، موسمی حالات نے ساتھ نہ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری فصل خراب ہوگئیں اور ہمیں صرف ایک تہائی فصل حاصل ہوسکی یہ تمام نقصان جو مجموعی طور پر ملکی نقصان ہے وہ انفرادی طور پر کاشتکار کا بھی نقصان ہے کاشتکار کی اقتصادیات

اس سے وابستہ ہیں - لہذا اس سلسلہ میں میری یہ تجویز ہے کہ اس سیکٹر میں انشورنس سکیم کو introduce کیا جائے تاکہ فصلوں کی انشورنس کی جائے تاکہ کاشتکار کا risk کم از کم ہو اور اس کو اس بات کی تسلی ہو کہ جو فصل اس نے بیجی ہے - اگر موسمی حالات کے پیش نظر وہ خراب بھی ہوگئی تو انشورنس سسٹم سے اس کا مداوا ہو جائے گا - اس سے اس کی investment recover ہوگی اور اس طرح نقصان کا احتمال کم از کم ہوگا

جس طرح زندگی کے باقی شعبوں میں انشورنس کا نظام رائج ہے - زراعت میں یہ بھی میری گزارش ہے کہ انشورنس سسٹم رائج کیا جائے - زندگی کے دوسرے شعبوں کی نسبت اس میں risk بہت زیادہ ہے - اسلئے میری گزارش ہے کہ انشورنس سکیم کا اجراء اس شعبہ میں بہت ضروری ہے - اس سے کاشتکار کو تحفظ ہوگا اور اس کو یہ اطمینان حاصل ہوگا کہ اس نے جو سرمایہ کاری کی ہے اس کی فصل اگر کسی وجہ سے خراب ہوگئی تو انشورنس سکیم کے ذریعہ اس کا مداوا ہوجائے گا- اور اس طرح فصل کی آمدنی انشورنس کے ذریعہ ہوسکے گی-

جناب والا - میری تیسری گزارش نہری پانی اور وارہ بندی سے متعلق ہے - اسکے متعلق میں نے کل بھی عرض کیا تھا - پہلی بات تو یہ کہ 15 اپریل سے ششماہی نہروں کو پانی کی سپلائی دی جارہی ہے اور اس کا موسم شروع ہوچکا ہے - لیکن اس سلسلہ میں یہ گذارش کرونگا کہ 15 اپریل سے لیکر آج تک بہاولپور ڈویژن کی کسی نہر کے tail تک باقاعدگی سے پانی نہیں پہنچا اور لوگوں نے اس کے متعلق بے پناہ شکایات کی ہیں کہ tail تک پانی نہیں پہنچا - جبکہ فصل کی بیجائی میں پندرہ بیس دن کا عرصہ باقی ہے - ابھی زمین کی تیاری بھی کرنی ہے اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ محکمہ انہار نہروں کی silt clearance نہیں کرتا اور یہ فنڈز بلاوجہ اور بلاضرورت ضائع ہوجاتے ہیں - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ tails جو کہ silt up ہوئی ہوتی ہیں - انکی وجہ سے وہاں پر پانی نہیں پہنچتا اور کاشتکاروں کے لئے یہ چیز پریشانی کا موجب بنتی ہے اس سلسلہ میں - میں یہ گذارش کرونگا کہ ایک تو وارہ بندی سے نہریں چلتی ہیں دوسرا یہ ہے کہ وارہ بندی پر بھی اگر پانی tail پر نہ پہنچے اور وہ وارہ جو دس دن یا پندرہ دن کا ہوتا ہے وہ وارے بھی وہاں miss ہوجائیں اور وہ پانی انکو مہیا نہ کیا جائے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ فصل کیسے کاشت ہوگی اور زمین کی تیاری

کیسے ہوگی اس سلسلے میں میری گذارش ہے کہ محکمہ نہر کے افسران کو پابند کیا جائے کہ وارہ بندی کے مطابق جن نہروں کی باری ہو ان کو یہ پانی دیا جائے اس بات کی سو فیصد گارنٹی ہونی چاہیئے کہ وہ نہریں جو ان پندرہ دن میں چلیں گی - وہ head to tail full supply دیں گی اور پانی ان ایام میں صحیح طریقہ سے میسر ہوگا تاکہ کسی کاشتکار کی باری پانی نہ ملنے کی وجہ سے ضائع نہ ہو -

چوتھی بات یہ ہے کہ کھاد کے معاملے میں بریگیڈئر غضنفر صاحب نے فرمایا ہے کہ [illegible] میں دو تین دفعہ قیمتوں میں اضافہ ہوا - یہ بھی کاشتکار سے بہت زیاد[illegible] کیونکہ اب اخراجات اتنے بڑھتے جارہے ہیں کہ شاید بعض فصلیں ما[illegible] سود مند نہیں رہیں - میرے خیال میں گندم کی فصل بھی ان فصلوں میں [illegible]یک ہے - جسکے اخراجات زیادہ آتے ہیں اور آمدنی کم ہوتی ہے [illegible] گندم [illegible] ملنے میں الحمد للہ ہم خود کفیل تو ہوگئے ہیں - لیکن آئندہ بھی اگر حکومت کی پالیسی حوصلہ افزا نہ رہی تو گندم کی پیداوار کم ہونے کا اندیشہ ہے - گندم کی پیداوار میں کافی اخراجات ہوتے ہیں اور خاص طور پر جب double cropping ہوتی ہے تو اسوقت بہت زیادہ اخراجات ہوتے ہیں - کیونکہ ہم نے کپاس کی فصل کاٹ کر گندم کی فصل بیجنی ہوتی ہے اس لئے اس پر دوگنا بلکہ سہ گنا اخراجات آتے ہیں اگر انہیں calculate کیا جائے تو وہ فصل منافع بخش نہیں رہتی بلکہ اس فصل میں کاشتکار کو کچھ پلے سے دینا پڑتا ہے اگر گورنمنٹ ان چیزوں کے بارے میں نہیں سوچے گی ان اخراجات کو کم نہیں کرے گی تو جن چیزوں میں ہم خود کفیل ہوگئے ہیں یا بقول وزیر زراعت جن چیزوں کو ہم ایکسپورٹ کرنیکے قابل ہوگئے ہیں - ان کی یا تو ہمیں قیمتیں بڑھانی پڑیں گی یا اخراجات کم کرنے پڑیں گے -

اس سلسلہ میں یہ گذارش بھی کرونگا کہ جس طرح باقی سیکٹروں میں کاشت کار کو قرضہ مہیا کیا جاتا ہے - اس طرح کھاد کے سلسلہ میں بھی گورنمنٹ کے شیڈول بنکوں کی طرف سے کاشتکاروں کو قرضہ مہیا کیا جاتا ہے - لیکن قرضہ دینے کا انداز بھی بڑا عجیب ہے - کیونکہ جب کھاد مارکیٹ میں آتی ہے اور ڈیلروں کا آپس میں مقابلہ ہوتا ہے تو پوری کی وہ بوری مارکیٹ میں دس پندرہ روپے کم قیمت پر ملتی ہے - لیکن جو کاشتکار بنک سے قرضہ لیتا ہے وہ پابند ہوتا ہے اور اس سہولت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا - اس کی وجہ یہ ہے کہ بنک کہتا

ہے کہ آپکو گورنمنٹ کے کنٹرول ریٹ پر ہم نے کھاد اس صورت میں دینی ہے کہ بنک نے آپکو پچاس بیگ یا 100 بیگ کھاد کا دینا ہے اور اس قیمت پر کھاد دینی ہے جو کنٹرول ریٹ حکومت کا مقرر کردہ ہے ۔ جب کاشت کار وہی کھاد بازار سے اپنی جیب سے خریدتا ہے تو وہی بوری دس بارہ روپے کم قیمت پر ملتی ہے ۔ لیکن اگر وہ قرضہ لیتا ہے تو اس کو بلاوجہ دس بارہ روپے فی بوری زائد ادا کرنا پڑتا ہے ۔ کیونکہ جب کاشت کار یہ کہتا ہے کہ اسے رقم مہیا کر دی جائے جہاں سے اسے کم قیمت پر کھاد میسر آئے گی وہاں سے خریدے گا تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کو پیسے نہیں مل سکتے بلکہ اگر کھاد کی قیمت 128 روپے مقرر ہے تو آپ کو 128 روپے ہی ادا کرنے پڑیں گے 118 روپے میں کھاد نہیں ملے گی ۔ اس سلسلہ میں کاشت کار ایک تو بنک کو سود ادا کرتا ہے دوسرا دس پندرہ روپے فی بوری کے حساب سے اس کو رقم زائد دینی پڑتی ہے ۔ اس سلسلہ میں میری گذارش ہے کہ حکومت اس چیز کو سوچے اس کا کوئی مناسب حل ڈھونڈھے اگر کاشت کار اپنی مرضی سے کھاد حاصل کرنا چاہے اور اگر کم قیمت پر کھاد مارکیٹ میں دستیاب ہو تو اس کے لئے یہ پابندی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ 12 روپے یا 15 روپے فی بوری زائد ادا کرے ۔ جب کہ اس کو کھاد کم ریٹ پر مہیا ہو سکتی ہے ۔

اب جناب والا میں میکنائزڈ فارمنگ کے بارہ میں گذارش کروں گا ۔ اس کے متعلق انہوں نے جو اعدادوشمار پیش کئے ہیں وہ کافی حوصلہ افزاء ہیں ۔ لیکن جس قدر میکنائزڈ فارمنگ کا فروغ ہو رہا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی جو چند مسائل ہیں ان کی طرف بھی خصوصی توجہ دینی چاہیے ۔ ایک تو یہ ہے کہ ڈیزل کے ریٹ دن بدن بڑھ رہے ہیں ۔ دوسرا یہ کہ خالص ڈیزل دستیاب نہیں ہے اس میں ملاوٹ ہوتی ہے اور کاشت کار جب اس ڈیزل کو اپنی مشینری میں استعمال کرتا ہے وہ مشینری جس کی لائف زیادہ ہوتی ہے آمیزش والے ڈیزل کی وجہ سے مشینری کا ستیاناس ہو جاتا ہے ۔ اور کاشت کار کو کافی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے ۔ ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ صوبہ میں ورکشاپوں کی کمی

ہے - ابھی یہاں ٹیکنیکل ایجوکیشن کے متعلق بات ہو رہی تھی - واقعی اگر دیہاتوں میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کی سہولت ہو تو بجائے اس کے کہ ہم اپنے لڑکوں کو میٹرک اور ایف - اے کروا کر کلرک بھرتی کروائیں اور روزگار کے پیچھے پھرتے رہیں ہم ان کی فنی مہارت سے فائدہ اٹھائیں - اگر دیہاتوں میں فنی تعلیم ہو اور اس وقت جس قدر مشینری دیہاتوں میں ہے اور ہمارے نوجوان فنی تعلیم حاصل کر کے ورکشاپوں سے روزی کمائیں تو اس سے انہیں دو فائدے ہو سکتے ہیں - ایک تو ان کا ذریعہ روزگار ہو سکتا ہے اور دوسرا کاشت کاروں کی مشکلات میں بھی کمی واقع ہو سکتی ہے کاشت کاروں کو بھی دن بدن پریشانی اور تکلیف کا سامنا ہوتا ہے اور پورے علاقہ میں ایک ورکشاپ ہوتی ہے جس وقت سیزن ہوتا ہے تو ٹریکٹر ٹھیک کرنے کی باری ہی نہیں آتی اور ہفتہ ہفتہ ٹریکٹر ورکشاپ میں کھڑا رہتا ہے - اس کے علاوہ ایک مکینک صحیح طریقہ سے توجہ نہیں کر سکتا اور مشینری صحیح طریقہ سے مرمت نہیں ہوتی تو اس سلسلہ میری یہ گزارش ہے کہ اگر فنی تعلیم دیہاتوں تک پہنچ جائے تو وہ لڑکے وہ نوجوان جو روزگار کی تلاش میں دفتروں کے چکر کاٹتے ہیں وہ اپنی باعزت روزی کما سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ملک کی بھی خدمت ہو سکتی ہے اور کاشت کار کی پریشانیوں میں بھی کمی واقع بھی ہو سکتی ہے -

اس کے بعد جناب والا — کپاس کی بات ہو رہی تھی تو اس سلسلے میں پچھلے سال کارخانہ داروں کے پاس زمینداروں اور کاشتکاروں نے کپاس فروخت کی لیکن ابھی تک پچھلے سال کی رقوم کارخانہ کے ذمہ باقی ہیں اور کارخانہ دار کاشتکاروں کو وہ رقوم ادا نہیں کرتے جب کاشت کار مطالبہ اور تقاضا کرتا ہے تو کارخانہ دار یہ جواز دیتے ہیں کہ کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن نے ہماری Bales نہیں خریدیں جس کی وجہ سے ہماری کاٹن فیکٹریوں میں پڑی ہوئی ہے اور کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن جب تک Bales نہیں خریدے گی اس وقت تک ہم اس قابل نہیں ہونگے کہ کاشتکاروں کو رقوم ادا کر سکیں تو اس سلسلے میں بھی میں حکومت کی توجہ مبذول کراؤنگا کہ اس کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں اور جو مال کارخانہ داروں کے پاس پڑا ہے وہ کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن خریدے تاکہ وہ اس پوزیشن میں ہوں کہ وہ کاشتکاروں کو رقوم ادا کرسکیں اور کاشتکار مزید پریشانی سے چھٹکارا حاصل کریں -

اس کے بعد محکمہ زراعت کے فیلڈ عملے کی بات ہو رہی تھی تو اس سلسلے میں میں چند معروضات کرونگا کہ ہمارا فیلڈ عملہ بقول وزیر زراعت کے اس کا دائرہ کار اس قدر طویل ہے کہ تقریباً چار پانچ ہزار آدمیوں کو ایک آدمی ڈیل کرتا ہے اور وہ اس قابل نہیں ہے کہ پوری توجہ دے سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعی عملہ ناکافی ہے لیکن جو عملہ موجود ہے وہ صرف یہی جواب دیتا ہے کہ جناب ہمیں چار ہزار آدمیوں سے ڈیل کرنا پڑتا ہے تو اس بہانے سے وہ ایک کو بھی ڈیل نہیں کرتا تو جناب یہ تو کوئی جواز نہیں ہے کہ وہ چار ہزار آدمیوں سے ڈیل کرتا ہے کم از کم اسے فیلڈ میں تو کام کرنا چاہیئے صرف یہی جواز بنا لینا کہ چونکہ وہ چار ہزار آدمیوں سے ڈیل کرتا ہے اس کیلئے ممکن نہیں کہ اپنے فرائض پورے کرسکے لہذا وہ گھر میں آرام سے بیٹھا رہے اور اپنا دوسرا کام کرتا رہے اور تنخواہ حکومت سے باقاعدگی سے لیتا رہے اور ادھر سے وہ مستعجاری کرے اور ادھر سے ملازمت کرے یا کوئی اور دھندا کرے یا کھاد کی ایجنسی لے لے اور پھرتا رہے اور اپنے فرائض کی انجام دہی والے علاقے میں موجود بھی نہ ہو دستیاب بھی نہ ہو اور کہے کہ جناب چونکہ علاقہ بہت بڑا ہے اور آدمی بہت زیادہ ہیں میں کس کس کے پاس جاؤں چلو اس دھندے سے چھٹی ہوئی اور میں اپنا کاروبار کروں اور مہینے کے مہینے EA ، DA آفس سے جاکر تنخواہ لے لے تو جناب والا ۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ واقعی یہ عملہ اس قابل نہیں ہے اور وہ کسی کو بھی ڈیل نہیں کرسکتا کس کو گائیڈ نہیں کرسکتا تو جو کہ اس کے فرائض میں شامل ہے وہ ان کو اپنا فرض تصور نہیں کرتا میری گزارش ہے کہ آپ ان کی چھٹی کرا دیں ان کو withdraw کرلیں اور جو حکومت کا اتنا خرچہ ہو رہا ہے اور ہمارے بجٹ میں اتنی کثیر رقوم اس عملہ پر خرچ ہو رہی ہیں اگر آپ ان کی چھٹی کرا دیں گے جو وہ رقوم بچ جائیں گی اور یہ رقوم ہمارے دیگر مفید کاموں پر صرف ہونگی یا بہتر ہے کہ ان کی تعداد بڑھائیں ۔ یا پھر جو ممکن ہے ممکن ہو اور جو کر سکتے ہیں وہ کریں بہر حال اس عملے کی کارکردگی بہتر ہونی چاہیے ویسے میں جناب کی خدمت میں یہ عرض کرونگا کہ حقیقتاً فیلڈ میں محکمہ زراعت کوئی کام نہیں کر رہا اور وہ سارا دن اپنے کاروبار اور اپنے دھندے میں مصروف رہتے ہیں اور وہاں انہوں نے اپنا بزنس اپنا کاروبار اور اپنی

زمینداریاں چلائی ہیں عملہ فیلڈ سے یا تو کام لیجیئے یا ان کی چھٹی کروا دیجیے

جناب والا — آم کے متعلق عرض کرونگا کہ آم کی فصل ہماری بہت قیمتی فصل ہے اس کیلئے ایکسپورٹ کا بندوبست کر لیا جائے کہ اس کی ایکسپورٹ ہو جائے کیونکہ سیزن میں اس کے نرخ بہت کم ہوتے ہیں اور پہلے بھی انہوں نے فرمایا ہے کہ باغبان کو صحیح نرخ نہیں ملتا۔

قاضی عبدالقدوس - (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی)—جناب والا — میں نے جناب وزیر زراعت کی تقریر کی روشنی میں صرف پالیسی میٹرز پر چند گذارشات پیش کرنی ہیں وزیر موصوف کی تقریر سننے اور سلائیڈز دیکھنے کے بعد میں نے تاثر حاصل کیا ہے کہ گنا ہمارے ملک کی سب سے زیادہ مظلوم فصل ہے یہ واحد فصل ہے جس کے بارے میں ہماری حکومت کی کوئی پالیسی نہیں ہے صرف یہ کہہ دینا کہ چینی بہت زیادہ پیدا ہو رہی ہے اور ایکسپورٹ نہیں ہوتی اس کی روشنی میں گنے کی فصل کو لوگ بڑھاتے اور گھٹاتے رہتے ہیں یہ کافی نہیں ہے اس سلسلے میں مربوط اور مثبت پالیسی وضع کرنا نہایت ضروری ہے یہ ٹھیک ہے کہ گندم کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے یہ بہت اہم فصل ہے باقی فصلات بھی اپنے لئے اہم مقام رکھتی ہیں لیکن اس انڈسٹری کے دور میں گنا نہایت اہمیت اختیار کر چکا ہے میں اس سلسلے میں برازیل کی مثال دوں گا برازیل Main فصل گنا ہے وہاں ہمارے گندم کے کھیتوں کی طرح گنے کے کھیت لہلہاتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن جناب والا - یہاں مسئلہ یہ ہے کہ یہاں ہمارے ملک میں چینی اتنی زیادہ پیدا ہونے لگی ہے کہ ہم چینی میں خود کفیل ہو گئے ہیں - اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس سے وافر چینی پیدا کی جائے سوائے ایکسپورٹ کرنے کے اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا لیکن ہم چینی ایکسپورٹ نہیں کر رہے اس لئے کہ ایک تو ہماری چینی کے نرخ بہت زیادہ ہیں کیونکہ مارکیٹ میں بیرونی ممالک جو چینی بھیج رہے ہیں وہ ہمارے نرخ سے بہت زیادہ کم قیمت پر بھیج رہے ہیں دوسرے ہماری چینی کسی لحاظ سے بھی ان کے معیار پر پوری نہیں اترتی - بیرون ممالک کی چینی بہت عمدہ ہوتی ہے لہذا چینی کیلئے ہم بیرون ممالک مارکیٹ نہیں پا سکے لیکن اس کا یہ مطلب

نہیں ہے کہ ہم فصل کو کم کر دیں بلکہ ہمیں ایک واضح پالیسی اختیار کر کے اسے دیکھنا ہے اور وہ اس طرح کہ اس گنے سے بیشمار اور چیزیں بھی بن سکتی ہیں موجودہ دور کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہم جو چیز تیار ہو رہی ہے اور جس field کی پوری دنیا میں ضرورت ہے میں اس کا حوالہ دوں گا اور وہ ہے انڈسٹریل الکوحل - گنے سے چینی کے علاوہ انڈسٹریل الکوحل بن سکتی ہے - دنیا میں سب سے زیادہ بنانے اور برآمد کرنے والا ملک برازیل ہے جسکی مثال ہم سامنے رکھ کر اپنے ملک میں گنے کی فصل کو بڑھا سکتے ہیں یہ ہماری زمین بالخصوص پنجاب کی زمین گنے کیلئے انتہائی موزوں ہے اور اگر حکومت اسکی حوصلہ افزائی کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں گنے کی پیداوار بہت زیادہ ہو سکتی ہے اور جتنی پیداوار اس وقت ہوتی ہے انہی وسائل میں رہ کر بھی یہاں پر انڈسٹریز لگا سکتے ہیں - جناب والا - انڈسٹریل الکوحل ایک ایسا عنصر ہے جو انڈسٹریز چلانے کیلئے پٹرول کا نعم البدل بن چکا ہے فرانس میں یہ گاڑیوں میں استعمال ہو رہا ہے اور یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ انڈسٹریل الکوحل ایک ایسی چیز ہے جو آنے والے کل میں پٹرول کو replace کر سکتا ہے جناب والا - میری گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں یہ تہیہ دینا کہ چینی کی ضرورت پوری ہو رہی ہے اسلئے اس کی فصل کم کی جائے یہ مناسب نہیں ہے بلکہ زمینداروں کی پوری پوری حوصلہ افزائی کی جائے اور زیادہ سے زیادہ گنے کی فصل اگائی جائے اور میرا خیال ہے کہ ایک ایسی ہی انڈسٹری ہمارے ملک میں موجود ہے اور بہت سے لوگوں کو اس طرف راغب کیا جا سکتا ہے اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ ملک میں انڈسٹریل الکوحل کی فیکٹری لگا کر گنے کی پیداوار کو گھٹانے کی بجائے بڑھایا جائے -

جناب قائم مقام چیئرمین—گنے کے بارے میں بھی کچھ فرمائیں گے -

قاضی عبدالقدوس—جناب والا جب ہم چینی یا خام مال کو برآمد کریں گے تو ہمارا competition انٹرنیشنل مارکیٹ میں ہوگا - وہ ہم compete نہیں کر سکتے لہذا چولائنر کرنے کے لئے ہمیں کوئی اور راستہ

اختیار کرنا ہو گا جب پانی چلتا ہے اور آگے رکاوٹ آ جاتی ہے تو اس سے ٹکراتے ہوئے وہ دائیں بائیں سے نکل کر اپنا راستہ تلاش کرتا ہے رکتا نہیں

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ نے فرمایا کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں ہماری چینی نہیں بک سکتی اسکی ایک وجہ آپ نے یہ فرمائی ہے کہ ہماری چینی معیاری نہیں ہے۔ دوسری وجہ کہ ہمارے گنے کی قیمت اتنی زیادہ ہے کہ چینی بننے کے بعد قیمت اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں دوسرے ممالک کی قیمتوں کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا۔

قاضی عبدالقدوس۔ جناب والا میں نے اس معاملہ میں مطالعہ کیا ہے۔ لیکن main وجہ یہ ہے ہماری چینی کوالٹی کے لحاظ سے اتنی گھٹیا ہے کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں ہم اسے لے کر نہیں جا سکتے خواہ اس کی قیمت کم ہی کیوں نہ رکھیں۔ وہاں کوالٹی کا بھی competition ہوتا ہے۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ قیمت کے جھنجھٹ میں پڑنے کی بجائے ہم الکوہل پیدا کریں انٹرنیشنل الکوہل کی اتنی demand ہے کہ اسکے لئے ایک تو مارکیٹ open ہے اور دوسرے اس میں competition بھی نہیں ہے اس سے میرا مقصد پورا ہو سکتا ہے میرا مقصد تھا کہ کوئی ایسا product پیدا کریں جس کیلئے international competition میں نہ جائیں اس کی کھپت بہت زیادہ ہو سکے اس میں قیمت کے تعین کا بھی سوال پیدا نہیں ہوگا۔

اس کے علاوہ میں نے وزیر موصوف کی تقریر سے ایک چیز اخذ کی ہے کہ ہمارے پاس دوملین ہیکٹر قابل کاشت رقبہ موجود ہے زراعت کے معاملہ میں اگر ہم ترقی کر سکتے ہیں تو اسی حصہ میں بھی ترقی ہو سکتی ہے جو رقبہ قابل کاشت نہیں اسے قابل کاشت بنایا جائے۔ اس سلسلہ میں جناب کی توجہ میں بارانی علاقہ کی طرف دلاؤں گا آپ جانتے ہیں کہ نہری اور بارانی علاقہ کے مسائل مختلف ہیں یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت نے اس سلسلہ میں بیشمار کام کئے ہیں۔ جہاں تک بارانی علاقے کا تعلق ہے چکوال میں بارانی تحقیقاتی ادارہ کا حوالہ دیا گیا اور بارانی "زراعتی کالج راولپنڈی" کا حوالہ دیا گیا۔ ایک حوالہ نہیں دیا گیا تو وہ محکمہ "آباد" ہے۔ یہ تینوں ادارے نہایت قابل

سدائش خدمات سرانجام دے رہے ہیں ۔ محکمہ آباد کے ڈائریکٹر نے نہایت تندھی سے کام شروع کیا اور وہ اب آگے جا چکے ہیں لیکن ان سارے محکموں اور ان ساری کوششوں کے باوجود بارانی علاقہ ترقی کے ابتدائی مراحل بھی طے نہیں کر سکا ۔ بارانی علاقہ پوٹھوار پربھی مشتمل ہے ۔ پوٹھار اس علاقہ کو کہتے ہیں جو دریائے جہلم سے لیکر دریائے اٹک کے درمیان واقع ہے جب آپ کبھی جہاز سے گزرتے ہوئے نیچے دیکھیں یا آپ سڑک سے سفر کریں ایک بات جو سامنے آتی ہے وہ اس علاقے کی زمین کا کٹاؤ ہے اگر آپ لاہور سے راولپنڈی جائیں تو سوہاوہ سے آگے بالخصوص جی ٹی روڈ کے دونوں اطراف دیکھیں وہاں مسلسل زمین کٹی ہوئی ہے مسلسل بنجر ہے ناقابل کاشت ہے ۔ وہاں نالے نظر آتے ہیں اگر آپ دیہاتوں کے interior میں چلے جائیں وہاں چار آٹھ دس ایکڑ کے بعد پھر ایک نالہ شروع ہو جاتا ہے ۔ بیشمار رقبہ کٹاؤ کی نظر ہو گیا ہے اور اسی وجہ سے وہ بنجر پڑا ہوا ہے ۔

جناب والا تحصیل گوجر خان پوٹھوہار کا دل ہے اور کٹاؤ کے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں یہ تحصیل سب سے زیادہ مظلوم ہے ۔ آپ گوجرخان سے چکوال روڈ پر چلے جائیں تحصیل راولپنڈی میں چکوال روڈ پر چلے جائیں گوجرخاں کی جتنی بھی بائی پاس روڈز ہیں وہاں چلے جائیں آپ کو کٹاؤ کا ایک عجیب منظر نظر آئے گا لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گوجر خاں تحصیل میں کسی محکمہ نے کام نہیں کیا ''آباد'' جیسا فعال اور بہترین ادارہ بھی اس سلسلہ میں کچھ نہیں کر رہا — آباد نے سیالکوٹ کی شکر گڑھ تحصیل میں بہت کام کیا ہے ۔ سوہاوہ ضلع جہلم میں بھی اچھا کام ہوا ہے ۔ اٹک اور میانوالی میں بھی کام ہوا ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑھتا ہے کہ گوجر خان کو neglect کیا گیا ہے حالانکہ اس پر توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے ہزاروں ایکڑ رقبہ قابل کاشت بنایا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ صورت حال اس وقت یہ ہے کہ سوہاوہ میں کھڑے بلڈوزر کوئی کام نہیں کر رہے ۔ جتنا کام ان کے سپرد کیا گیا تھا وہ یہ مکمل کر چکے ہیں اب ان کے پاس کوئی کام نہیں planning یہ ہے کہ جون تک انہوں نے وہاں کھڑے رہنا ہے لہذا یہ وہاں کھڑے ہوئے ہیں ۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ چونکہ اسی قسم کے مسائل سے دوچار تحصیل گوجرخاں کا علاقہ ہے لہذا ان بلڈوزروں کو وہاں بھیج دیا جائے ۔

جناب والا ایک اور بات کی طرف آپ کی توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ بلڈ وزر وہاں کھڑے ہیں ان کے سامنے اب کوئی مزید کام بھی نہیں ہے تحصیل گوجرخان کے لوگ رات کی تاریکی میں وہاں جاتے ہیں اور ان ڈرائیوروں سے نجی طور پر رابطہ کرتے ہیں لہذا رات کی تاریکی میں ان کو منہ مانگے دام دے کر اپنے علاقے میں لے جاتے ہیں اور وہ کام کرکے طلوع سورج سے پہلے واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ بددیانتی ہے لیکن جو ایک سلسلہ شروع ہے یہ ضرورت کے تحت ہے۔ تحصیل گوجرخان کی یہ ضرورت ہے لہذا لوگ مجبور ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس سلسلہ کو بند کرایا جائے جہاں یہ ضرورت ہے ان کی ضرورت پوری کیجئے اور ان کے لئے صرف اور ضرورت یہی طریقہ ہے کہ سوہاوہ کے بعد تحصیل گوجر خان کو اس منصوبے میں شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین - ذرا مختصر کیجئے۔

جناب خاقان بابر - (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی) پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین میں ایک پوائنٹ عرض کرتا ہوں۔ money members are anxious to speak جناب والا کوئی ٹائم مقرر کر دیجئے۔ تاکہ کسی کو شکایت باقی نہ رہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین - بہت اچھا۔ آپ فرمائیے۔

قاضی عبدالقدوس - جناب والا اب میں واٹر سپلائی سکیم بارانی علاقے کے متعلق عرض کروں گا۔ مثال کے طور پر گوجر خان تحصیل کا ایک تپائی پہاڑی علاقہ منگلاڈیم کے کنارے پر واقع ہے میں پانی کی بوند تک نہیں۔ لوگوں نے تالاب بنائے ہوئے ہیں وہاں عام آدمی اور سور ایک ہی جگہ پانی پیتے ہیں۔ بلکہ اب یہ سلسلہ شروع ہو گیا ہے کہ انسان صبح کئی گھنٹے تک پانی اس لئے نہیں پی سکتے کہ سور پانی خراب کرکے چلے جاتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ منگلاڈیم سے پانی لفٹ کر کے بڑے بڑے تالاب بنا کر جس طرح وزیر موصوف فرما رہے تھے اس کے ذریعہ اس علاقے کو بھی پانی مہیا کیا جائے۔ اس علاقے میں پانی کی ایک بوند بھی نہیں ہے اور پہاڑ کے دوسری طرف منگلاڈیم بہہ رہا ہے اور پہاڑ کے اس طرف خشک سالی ہے۔ ایک ایسی سکیم جس سے پانی لفٹ کرکے بڑے بڑے تالابوں میں

رکھ کر آبپاشی کے لئے منصوبہ بندی کی جائے - اس سے پینے کے پانی کا مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے اور زراعت کے لئے بھی پانی استعمال ہو سکتا ہے -

سیدہ عابدہ حسین (چیئرمین ، ، ضلع کونسل ، جھنگ) جناب چیئرمین میں وزیر زراعت کی تقریر تو نہیں سن سکی بہر حال جو لکھی ہوئی تقریر ملی ہے اس کو پڑھا ہے - میں تین نکات کی طرف وزیر موصوف کی توجہ دلانی چاہتی ہوں -

جناب والا پہلی بات سکارپ سکیم کے متعلقہ ہے - جناب والا اس اس ایوان میں اس مسئلہ کا ذکر متعدد بار ہوا ہے - ہو سکتا ہے کہ ہماری ترجمانی میں کچھ کمی رہ جاتی ہے یا ہماری آواز میں زیادہ سکت نہیں کیونکہ حکومت نے اس طرف ابھی تک اپنی توجہ نہیں دی - حضور والا جب سکارپ کی سکیم کا اجرا ہوا تھا تو جہاں پر جن علاقوں میں واٹر ٹیبل کی سطح بڑھ گئی وہاں یہ ٹیوب ویل لگائے گئے - سکارپ منصوبے کے تحت واٹرٹیبل کو نیچا کرنے کیلئے جب سکارپ سکیم کا اجرا ہوا تو یہ ایک 20 سالہ میعاد تھی یعنی ٹیوب ویلوں کے فلٹر ہیں ان کی میعاد 20سال کی تھی - اب وہ میعاد گزر چکی ہے اب یہ ٹیوب ویل ناکارہ ہو رہے ہیں - جہاں ٹیوب ویل کلی طور پر ناکارہ بھی ہو گئے ہیں وہاں پر کاشتکاروں کو آبیانہ لگتا ہے - پہلی تکلیف تو کاشتکار کی یہ ہے کہ پانی اسے مل نہیں رہا اور اس ذریعہ سے جس کی وہ ادائیگی کر رہا ہے

جناب والا - دوسری بات یہ ہے ایک مفید سکیم ہے جو کاشتکار اپنی کھیتی باڑی کرتے ہیں ان علاقوں میں جہاں پہ ٹیوب ویل لگے ہیں Water resources پر ان کا انحصار ہے - 20 سال ایک اچھا خاصا لمبا عرصہ ہے اس کے باوجود حکومت کو کافی وقت ملا ہے اور فارمز میں یہ issue agilate ہوا ہے - حکومت ابھی کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکی کوئی فیصلہ نہیں کرپائی کہ جو ٹیوب ویل ناکارہ ہو رہے ہیں ان کو abandon کرنا ہے یا ان کو revive کرنا ہے -

اس کو پرائیویٹ سیکٹر میں لانا ہے یا حکومت نے اس کو اپنی ذمہ داری سمجھنا ہے Water utilizers کے لئے اپنی جیب سے ٹیوب ویل از سر نو پورا کرنا ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وفاقی اور صوبائی

حکومتوں کے درمیان کچھ الجھاؤ سا ہے ۔ جناب والا میں جسارت کروں گی کہ جب وفاقی اور صوبائی حکومت کے درمیان ذریعہ ربط سیاسی حکومت کے دور میں کمزور ہو تو اس کی تو کچھ سمجھ آسکتی ہے لیکن انتظامی حکومت کے دور میں یہ باب عقل سے باہر ہے ۔ کہ وفاقی اور صوبائی حکومت آپس coordinate نہ کرسکیں ۔ اور لاکھوں لوگ اس پریشانی کا سالہا سال سے شکار ہیں ۔ میں امید کرتی ہوں کہ سکارپہ ایریا میں جو لوگوں کی تکلیف ہے جو ایک پرانی داستان بن چکی ہے ۔ اس پر حکومت اپنی توجہ دے گی اور وزیر زراعت جو ہماری خوش قسمتی سے وزیر آبپاشی بھی ہیں اس کا کوئی حل تلاش کریں گے اگر مکیم abandon ہوتی ہے تو ان کو جو دگنا آبیانہ لگ رہا ہے کم از کم اسے چھٹکارا ہوسکے ۔ اس کے آگے بڑھ کر میں یہ کہنا چاہوں گی پچھلے 65 سال میں زراعت میں ترقی ہوئی ہے ۔ اور اس حدتک ہماری حکومتی سطح پر اعلی کارکردگی کی وجہ سے ترقی ہوئی ہے ۔ یہ کس حد تک پاک پروردگار کی برکت اور موسم کی خوشحالی کی وجہ سے ہوئی ہے یہ تجزیہ مختلف نقطہ نگاہ کے لوگ مختلف طریقے سے کریں گے ۔ اور کرتے ہیں ۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ پچھلے سال جبکہ موسم خراب تھا تو کپاس کی فصل کتنی بری طرح ناکام ہوئی اور چونکہ یہ موسمی disturbances ہیں تو اس لئے یہ بھی اندیشہ کپاس کے کاشتکار محسوس کرتے ہیں ۔ کہ وہ اس disturb زدہ cycle میں آگئے ہیں ۔ تو حکومت کے لئے یہ نہایت ضروری ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنی کپاس کی فصل کو واقعی بچائیں اور advers weather کے باوجود بھی بچائیں ۔آخر دنیا کے وہ ممالک جہاں جہاں کپاس کاشت ہوتی ہے weather cycle consistent کبھی نہیں ہوتی پروڈکشن میں بھی ups and downs ہوتے ہیں ۔ لیکن مختلف سیکٹر کے ذریعے سے ایک base of production جو ہے وہ establish ہو جاتا ہے اس ملک میں ایک اہم factor یہ ہے کہ aerial spray کا جو تھوڑا بہت سلسلہ شروع ہوا تھا غالباً وہ پھر بند ہو گیا ہے ستمبر میں rains ہو جاتی ہیں تو کاٹن growers کے پاس کوئی اور ذریعہ نہیں ہوتا کیونکہ جب زمین میں دلدل آ جاتی ہے تو وہ اپنے Tractors کے ذریعے spray نہیں

کرا سکتے aerial spray ہی واحد طریقہ ہے جس کے ذریعہ کاشتکار اپنی فصلوں پر سپرے کرا سکتے ہیں ہینڈ سپرے بہت slow ہے وہ ایک مختصر رینج پر ہو سکتا ہے - وزیر زراعت جو خود بھی کاٹن grower ہیں اور کامیاب کاٹن grower ہیں ان سے استدعا ہے - اس سال جو کپاس بھیجی جا رہی ہے - اسکو mature ہونے میں اور اسکی fruiting کو مکمل ہونے میں اور فصل کی برداشت کے ٹارگٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے aerial spray کا کچھ نہ کچھ انتظام کم از کم کاٹن cotton growing areas میں کرایا جائے آخر میں حضور والا میں یہ کہنا چاہونگی کہ ابھی ہمارے ساتھی نے بڑی تفصیل سے چینی کی بات کی ہے میں حکومت کے نوٹس میں جو بات لانا چاہتی ہوں - کیونکہ یہ حکومت کی پالیسی کا نتیجہ ہے - لیکن اکثر باتیں نظروں سے اوجھل بھی ہو جایا کرتی ہیں - وہ یہ ہے کہ ایگریکلچر ڈویلپمنٹ بنک شوگر ملوں کو کریڈٹ دیتا ہے - وہ کریڈٹ شوگر مل Sugar growers کو pass on کرتی ہے - یہ شوگر ملیں عموماً صنعتکار جو ہوتے ہیں وہ منافع کے لئے لگاتے ہیں اور پاکستان کی صنعت کی داستان تو یہ ہے کہ صنعت 80 فیصد 90 فیصد پبلک فنڈز سے لگی ہے - اپنی جیب سے لوگوں نے کم لگائی ہے - لیکن منافع انکی جیبوں میں جاتا ہے - بہر حال یہ نیشنل انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کا نتیجہ ہے لیکن شوگرمل کی منافع خوری میں کوئی کمی نہیں رہی - اور ان کے پرسٹ کے sanction کی داستان بھی بڑی دلچسپ ہے کیونکہ ایوب خاں کے سیاسی دور سے لے کر آج تک انکا اجراء ہوتا ہے - تو in a way شوگر ملوں govt protect کرتی - اور منافع کافی حد تک controlled ہے جب یہ صورت حال ہے اور خاصطور 34 سال سے جبکہ شوگر مل مالکان اتنا زیادہ منافع کما رہے ہیں تو یہ کوئی جواز نہیں بنتا کہ مزید حکومت کی ہی ایک کریڈٹ ایجنسی ہو وہ کریڈٹ facility اپنی شوگر ملوں کے حوالے کردے - ہوتا یہ ہے کہ اے ڈی بی کا قرضہ 11 فیصد سود پر دیا جاتا ہے - جبکہ کمرشل بنک کا ریٹ 14 فیصد ہے یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے - کہ اگر کسی اے ڈی بی نے 40 لاکھ روپے کسی مل کو دیئے ہیں - تو انہوں نے 20 لاکھ روپیہ growers کو pass down کیا اور 20 لاکھ چونکہ 11 فیصد سود پر ملا ہوا ہے - اس کو 14 فیصد کے سود پر three percent profit lenading کمانے کے لئے بھیج دیا لیکن جو بہت

serions بات ہو رہی ہے وہ کہ ہے کہ کم از کم ہمارے ضلع میں جو شوگر مل ہے میں اس کے بارہ میں وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ شوگر مل کے اونر جو ہیں اور میرا خیال ہے کہ تمام ایگریکلچرل اکانومسٹ متفق ہوں گے کہ point of view سب سے زیادہ profitable cro شوگر کین ہے ۔ اور چھوٹے کسان کے لئے یہ crop ایک طرح کی نعمت ہے ۔ اب اس وقت یہ ہو رہا ہے میں ضلع جھنگ کے حوالے سے بات کر رہی ہوں کہ جو مل کے مالکان ہیں انہوں نے وسیع اراضیات ٹھیکے پر لے لی ہیں اور وہاں شوگر کرن فارم کھڑے کر دیئے ہیں ظاہر ہے جب آپ ایک ہزار ایکڑ کا یا دو ہزار ایکڑ کا یا تین ہزار ایکڑ کا ایک بلاک گنا کھڑا کریں گے تو اس میں massivo input کی requirement ہے ۔ وہ in put کہاں سے آتا ہے وہ ایگریکلچر ڈویلپمنٹ بنک سے آتا ہے یعنی جو facility ایک عام کاشت کار کے لئے زرعی بنک نے فراہم کی ہے وہ مل اونر اپنے لئے استعمال کر رہے اور اراضیات ٹھیکے پر لے کر یہ فارم large blocks میں کھڑے کر دیتے ہیں ۔ ظاہر ہے جو چھوٹا grower ہے وہ استحصال کا شکار ہو رہا ہے ۔ پھر اس کے علاوہ یہ بھی تکلیف آ جاتی ہے کہ کمرشل grower جس کے پاس اراضی زیادہ تعداد میں ہے جب وہ گنا کاشت کرتا ہے اور اس میں وہ کیپیٹل انوسٹمنٹ کرتا ہے تو مل مالکان اس grower کے گنے کو اٹھانے میں تو ترجیح دیتے ہیں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ میرے جیسا grower کا گنا تو نومبر دسمبر تک لفٹ ہو جائے گا ۔ لیکن جس نے 5 ایکڑ لگا گئے یا ساڑھے بارہ ایکڑ لگائے ہیں وہ مارچ تک دھکے کھاتا رہتا ہے ۔ جب کہ اس کے گنے low moisture content بھی ہو جاتا ہے ۔ اس کی proifcability بھی affect ہوتی ہے ۔ اس کی لینڈ utilization جو ہے ۔ وہ 11 ماہ cycle چلی جاتی ہے ۔ اور اس situation کا گورنمنٹ نے کوئی cognizance نہیں لیا جب کہ یہ situation انتہائی درجے کی exploited situation ہے ۔ اور وہ چھوٹے کاشت کار کے خلاف جاتی ہے ان چند الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتی ہوں ۔

سیدہ ساجدہ نیئر عابدی ((لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ)

جناب چیئرمین - محترم وزیر صاحب نے اپنی تفصیلی تقریر میں جو زراعت کے بارے میں بتایا ہے اس میں بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوئیں جن میں پیش رفت ہمارا محکمہ زراعت کر رہا ہے اور جن کا ہمیں اس سے پہلے علم نہ تھا - لیکن زراعت کے عمل کو رواں دواں کرنے کے لئے اور اس کو جاری رکھنے کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری زمینیں بیکار نہ ہو جائیں - اس سلسلے میں میرا خیال ہے کہ گذشتہ سال کی کارروائی جو اجلاس میں ہوئی اگر وہ دیکھی جائے تو معلوم ہوگا کہ میں نے گذارش کی تھی اور اب یہ دوسرا سیشن ہے اور پھر میں گذارش کرتی رہی ہوں کہ میرا ضلع دریاؤں اور نہروں کا ہے اور اس ضلع میں زمینیں سیم نالوں کی وجہ سے دن بدن انتہائی تیزی سے سیم زدہ ہو رہی ہیں - اور اب تو یہ حال ہے جیسا کہ میں نے کئی مرتبہ گذارش بھی کی کہ وہاں بستیوں کا آباد رہنا ممکن نہیں نظر آ رہا - اس قدر سیم نالوں کی تکلیف ہے کہ جو بیان سے باہر ہے اور ہزاروں ایکڑ زمین زیر آب ہے لیکن مجھے افسوس اس بات پر ہے کہ اب تک اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی اور یہ تکلیف ہماری ایک طریقے سے زرعی زندگی میں زراعت پیشہ لوگوں کے لئے ناسور بن چکی ہے -

سیدہ ساجدہ نیرہ عابدی -

وہ لوگ ٹوکریاں ڈھو رہے ہیں - لوگ عمارت کے کاموں میں مزدوریاں کما رہے ہیں - اور ان کی سینکڑوں ایکڑ اراضیات بے کار پڑی ہیں - ایک تو گزارش یہ ہے کہ مہربانی کر کے اس ہاؤس کی وساطت سے ہماری اس تکلیف کو دور کیا جائے - ہمیں کسی طریقے سے بھی excavators دے دیئے جائیں تا کہ ان سیم نالوں کی صفائی اگر محکمہ نہیں کروا سکتا تو ہم اپنے ضلع کونسل کے فنڈز کے ذریعہ کروا سکیں پھر گزارش کرتی ہوں کہ یہ بات ہم بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا ملک زرعی ہے اور یہ بھی ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہم لوگ اب میکنائزڈ فارمنگ کر رہے ہیں میکنائزڈ فارمنگ میں جو سب سے بڑا جز اس وقت ہمارے ملک میں رائج ہے وہ ٹریکٹر ہے میں یہ ایک بڑی افسوسناک حقیقت جناب چیئرمین آپ کے سامنے پیش کرونگی کہ اس وقت تک ٹریکٹر کی فراہمی ایک عام کاشتکار کے بس کی بات نہیں ہے گو کہ زرعی ایکڑوں کے ذریعے ٹریکٹر تین ماہ کے لئے بک کرایا جاتا ہے اور تین ماہ بعد

ملتا ہے لیکن جس طریقے سے انسانی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اس طریقے سے مشینی زندگی کا بھی کوئی اعتبار نہیں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اگر مشین سیزن سے پہلے cease ہو جائے اور وہ کام کرنے کے قابل نہ ہو تو ایک عام کاشتکار ٹریکٹر لینے کے لئے یا تو جنرل سعید قادر صاحب کے پاس جائے یا جناب سومرو صاحب سے ملے چو کہ میرا خیال ہے کہ کاشتکار کے لئے ممکن نہیں - تو برائے مہربانی اس طریقہ کار پر غور کیجئے کہ ٹریکٹر کا کچھ تھوڑا بہت کوٹہ زرعی ملک ہونے کے ناطے ہر صوبے کو مہیا کیا جائے اس کے لئے وزیر زراعت یا گورنر صاحب کوئی سپیشل کوٹہ ایسے کاشتکاروں کو دیں جن کو بروقت ٹریکٹر کی ضرورت پڑ جائے - اس کے ساتھ میں یہ بھی گزارش کرتی ہوں کہ ہمارا پورا ضلع سیالکوٹ بارانی Declare ہوچکا ہے تو اس میں ٹیوب ویل کی subsidy تعداد کو بڑھایا جائے - یہ ضلع سیالکوٹ کے کاشتکاروں کی ایک بہت بڑی Demand ہے جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کردی ہے - جناب والا - بہت سی پالیسیاں بنائی جاتی ہیں کہ ان پر کوئی بہتر عمل ہوسکے لیکن بعض پالیسیاں ایسی بھی ثابت ہوجاتی ہیں کہ روزمرہ زندگی میں دیکھنے سے وہ عمل صحیح نظر آتا ہے لیکن نتیجہ اس کے برعکس ہوتا ہے - مثال کے طرز پر جیسے کہ Pesticides کو محکمے کی تحویل سے نکال کر پرائیویٹ سیکٹر میں دیا گیا - میں مانتی ہوں کہ اس سے کچھ لوگوں کو ہمارے ملکی سطح پر صوبائی سطح پر مفاد پہنچا ہوگا - لیکن Pesticides جنہوں نے استعمال کرنی ہوتی ہیں جنہیں دن رات زہر آلود چیزوں کو اپنے ڈالنا ہوتا ہے ان کو اس سے شدید نقصان پہنچا ہے - اور چند اس درجہ ہوا کہ متواتر ہم یہ بتاتے بھی ہیں کہ جب کھیتوں میں تک محکمہ زراعت کی سفارش پر ہم لوگ سالوں میں یہ نقصان یہ زہر وغیرہ آبپاشی کرتے تھے تو ہم لوگوں کو اتنی تکلیف نہیں تھی لیکن اب یہ آپ Medical point of view سے دیکھیں کہ اگر کوئی بھی دوا ڈاکٹر کی سفارش کے بغیر استعمال کی جائے اور اس کا reaction ہو جائے تو اس کی remedy صرف اسی ڈاکٹر کو معلوم ہوتی ہے - ہم کاشتکار ان pesticides کے نہ تو فارمولوں سے واقف ہیں نہ ہمیں پتا ہے کہ اگر

اس نے فصل کے پتے سکھا دیئے یا جڑیں نکال دیں یا کالی کر دیں یا پودا گرنے لگا تو ہم کیا چیز کھیت میں ڈالیں کہ پودا بحال ہو جائے - نتیجہ کے طور پر لوگوں کے ہاتھ پاؤں بھی خراب ہوتے ہیں اور ہماری فصلوں کی بھی بربادی ہوتی ہے - یہ بہتر ہوگا کہ مہربانی کر کے اس pesticides کو دوبارہ محکمے کی تحویل میں دیا جائے - اس کے علاوہ گزارش کروں گی کہ واپڈا نے جب سے میٹرز کی سپلائی اپنے ذمے لی ہے ہمارے دیہاتوں میں یہ عام تکلیف ہے کہ ساٹھ کی صد میٹر ان کے Load ہیں چالیس Meters کی رفتار تیز کی ہوتی ہے اور ان پر مساوی average charge ہو رہا ہے تو مہربانی کر کے واپڈا سے یہ بھی گزارش کی جائے کہ پرائیویٹ سیکٹر کو دوبارہ میٹروں کی خرید و فروخت کی اجازت دے - شکریہ -

جناب قائم مقام چیئرمین - شکریہ -

چوہدری عبدالمجید (چیئرمین ، میونسپل کمیٹی بہاولپور)
جناب والا ہمارے وزیر زراعت نے فرمایا ہے کہ پیداوار کا زیادہ تر دارومدار موسمی حالات پر ہوتا ہے - یہ درست ہے - میں اس سے اتفاق کرتا ہوں - ہمارے ملک کے زرمبادلہ کا زیادہ تر انحصار کپاس کی پیداوار پر ہے - 1982-83ء میں ہماری کپاس تقریباً 48 لاکھ گانٹھ پیداوار ہوئی اس کے بعد 1983-84ء کے لئے 52 لاکھ گانٹھ کا ٹارگٹ مقرر کیا گیا تھا موسمی حالات کی وجہ سے صرف 25 لاکھ گانٹھ پیدا ہوئی - لیکن 25 لاکھ گانٹھ کی بھی صحیح طور پر مارکیٹنگ نہیں کی گئی - اس وقت تقریباً چار لاکھ گانٹھ جنرز کے پاس فیکٹریوں میں کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے - اور موسمی حالات کے رحم و کرم پر ہے - اس کی قیمت کا اندازہ تقریباً ایک ارب روپیہ ہے - چونکہ وہ جنرز کے پاس فروخت نہیں ہو رہی اس لئے وہ growers کو اس کا پیسہ ادا نہیں کر رہے - آئندہ فصل لگائی جانے والی ہے - اس کا اس پر بڑا دارومدار ہوگا - اگر اس کی صحیح برآمدات کا انتظام نہ کیا گیا تو میں حکومت پنجاب کی وساطت سے مرکزی حکومت سے اپیل کرونگا کہ اس کی کمپوزل disposal کا فوری انتظام کیا جائے - Cotton Export corporation کو کہا جائے کہ اس کو export کیا جائے یا ملوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ اس

کو خریدیں - بہرحال یہ اتنی بڑی قیمتی کاٹن کھلے آسمان کے نیچے ایک ارب روپے کی مالیت کی پڑی ہوئی ہے جس سے grown اور زمیندار متاثر ہورہا ہے - جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے یہ درست ہے کہ پیداوار کا زیادہ دارومدار موسمی حالات پر ہے لیکن اگر پیداوار ہو جائے تو اس کو control کرنا اس کی marketing کرنا حکومت کے فرائض میں شامل ہے - اس کو صحیح marketing کرنا چاہیے ورنہ اس سے اچھی پیداوار اور اچھی فصل متاثر ہوگی - برائے مہربانی یہ چار لاکھ گانٹھ پڑی ہوئی ہے اور جو تقریباً ایک ارب روپے کا زرمبادلہ ہے اس کے ایکسپورٹ کرنے کا انتظام کیا جائے - شکریہ -

جناب قائم مقام چیرمین - شکریہ - چوہدری ہارون الرشید تہیم -

چوہدری ہارون الرشید تہیم (چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب) - جناب والا - میرے ذہن میں جو نکات یا خواہشات تھیں وہ معزز ممبران نے پوری کردیں اور خاص طور پر میں اپنی ان دو عزیزہ خواتین کا مشکور ہوں کہ عورت ذات ہوتے ہوئے انہوں نے ہم مردوں سے زیادہ اپنے علم کا اظہار کیا ہے یہ ہمارے لئے باعث شرم بھی ہے باعث غیرت بھی ہے اور خوش آئند بھی - تو اس کے علاوہ ہمارے عزیزان کے اونچی پرواز کے پروگرام ہیں - میں بحیثیت ایک بیمار کاشتکار کے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہیں جینے کے لئے زندگی اور کھڑا ہونے کے لئے سہارا دیا جائے تو یہ بھی آپ لوگوں کی بڑی مہربانی ہوگی - جہاں تک کھاد کا ٹریکٹروں کا اور باقی چیزوں کا تعلق ہے یہ ذکر ہوچکا ہے میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فصل خریف یعنی مونجی چاول کپاس مکئی اور گنا وغیرہ کی کاشت شروع ہو چکی ہے ن فصلوں کو بیماری سے بچانے کے لئے اقدامات کئے جائیں -

میں پنجاب گورنمنٹ کی پوزیشن سمجھتا ہوں ' ہماری جو بڑی پالیسیاں ہیں جب یہ چیزیں وفاق میں جاتی تو یہ کچھ اور ہو جاتی ہیں - اور ہمارے ساتھ بڑی ہمدردی دکھائی جاتی ہے - ہم مشکور ہیں - اللہ تعالے ان کو بھی نصیب کرے کہ وہ آپ کی اور ہماری باتیں سنیں - مختصرا یہ کہ فصل خریف کو بیماری سے بچانے کے لئے پورا انتظام کیا جائے - پچھلے سال جو کچھ مونجی کے ساتھ ہوا ہے ہمیں تجربہ ہے

جو کچھ کپاس کے ساتھ ہوا ہے - جو کچھ مکئی کے ساتھ ہوا ہے - اور جو کچھ گنے کے ساتھ ہوا ہے وہ محتاج بیان نہیں - اگر اس کا پورا انسداد نہ کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دفعہ یہ بیماری زیادہ آئے گی اس کے سد باب کے لئے سب سے زیادہ ادویات کی ضرورت ہے - اور ادویات کے سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے محکمہ زراعت کے متعلق سوالات دئیے ہوئے تھے - وہ پتہ نہیں ہے کہ کس طرح سے گم ہو گئے ہیں - آپ کی مہربانی کہ آپ نے ان کو تلاش کروا دیا ہے ان سوالوں میں سب سے زیادہ زور میں نے ادویات پر دیا ہے - پنجاب گورنمنٹ کے پاس 15 کروڑ روپے کی ادویات موجود ہیں - اور موجود تھیں جو کہ زائدالمیعاد ہوکر ختم ہوگئی ہیں اگر کسی طریقہ سے یہ ادویات ہماری فصلوں کی بیماری پر خرچ کی جاتیں تو بیماری کا اتنا خدشہ نہ ہوتا اور میرے سوال کے مطابق انہوں نے جواب میں ان کو درست تسلیم کیا ہے - کہ یہ واقعی زائدالمیعاد ہوگئی تھیں dead بھی ہوگئی تھیں - اور یہ تنازعات پنجاب گورنمنٹ اور وفاق کی درمیان چل رہے ہیں کہ کیا کیا جائے - میری گذارش ہے کہ پندرہ کروڑ روپے کی ادویات سٹوروں میں موجود ہیں - ہر ضلع اور ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر میں یہ ادویات موجود ہیں - جو کہ زائدالمیعاد ہیں - جن کے متعلق کسی وقت فیصلہ ہوگا - کہ ان کو زمین میں دفن کر دیا جائے - یا سمندر میں پھینک دیا جائے - تو کم از کم یہی غور کیا جائے کہ ان میں اگر نہ کچھ کچھ اثر باقی ہے جو وہی ادویات کاشتکار کو تقسیم کر دی جائے بجائے ایک جگہ قبر میں دفن کرنے کے یہ ہمارے کھیتوں میں فصل خریف پر باہر بکھیر دی جائیں ان میں 10 فیصد یا 5 فیصد یا دو فیصد یا کچھ نہ کچھ اثر تو باقی ہوگا جو liquid ادویات ہیں - ان میں زیادہ تر daed نہیں ہوئی ہیں - تو میں جناب والا - آپ کے اور جناب وزیر زراعت اور سیکرٹری زراعت کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں کہ 15 کروڑ روپے کی ادویات جو کہ سٹوروں میں پڑی ہوئی ہیں - اور جو daed ہوگئی ہیں - اور ہو رہی ہیں تو یہیں کم از کم ہم پر استعمال کردی جائیں تو اس کا کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوگا -

جناب قائم مقام چیئرمین - اگلا پوائنٹ دوسرے پوائنٹ پر آئیں -

چوہدری ہارون الرشید تھہیم - اس کے بعد جناب والا دوسری عرض یہ ہے کہ ہمیں پچھلے سال اپنے غلہ کی فصل کی قیمت پوری نہیں ملی - مونجی - چاول - اور کپاس کی قیمت پوری نہیں مل ہے - ایک تو ہماری فصلوں کو بیماری مار گئی - دوسرا ہمیں درمیانہ بیوپاری مار گیا - میں نے خود غلہ خود منڈیوں اور مارکیٹ کمیٹیوں میں جا کر دیکھا اور وہاں پر میں نے ریکارڈ میں دیکھا - یہاں 90 روپے قیمت تھی اور وہاں 85 سے 88 روپے مل رہی تھی - یہاں پر اری کی قیمت 55 روپے تھی لیکن وہاں پر 51 ، 52 روپے مل رہی تھی ہم پر دو بیماریاں پڑیں - ایک تو قدرت کی طرف سے اور دوسری قیمت کی وجہ سے - اس لئے گذارش ہے کہ اس دفعہ پورا کنٹرول کیا جائے کہ کم از کم کاشتکار کی حلال کی کمائی جو کہ غلہ منڈی میں آتی ہے - اس کی قیمت تو اس کو صحیح طور پر مل جائے - لہذا مارکیٹ کمیٹیوں کے ذریعہ اس دفعہ پورا کنٹرول کیا جائے ان کو چالان اور سزا کے اختیارات دئے جائیں تاکہ درمیانہ بیوپاری لوٹ نہ مچائے - کیوں کہ جب کاشتکار کا غلہ آتا ہے تو وہ ڈنڈی مار جاتا ہے -

شکریہ

سید محمد صادق شاہ-(چیئرمین میونسپل کمیٹی راجن پور) جناب والا کواپریٹو کے بارے میں تو میری کچھ تسلی سیکرٹری موصوف نے کرادی ہے- لہذا اس سلسلہ میں میں کچھ عرض نہیں کرونگا زراعت کے ضمن میں میں صرف ایگریکلچر انجینئرنگ کے متعلق کہوں گا کہ جہاں تک ضلع راجن پور کا تعلق ہے وہاں جو سٹاف رہتا ہے اس کے پاس صرف بلڈوزر کی مشینری ہے-جب ان سے کہا جائے کہ ہمیں بورنگ رگز Boring Rigs چاہیئں تو جواب ملتا ہے کہ یہ ہمارے پاس نہیں ہیں-آپ لیہ یا ملتان جاکر رابطہ قائم کریں - اس کے علاوہ جو سٹاف ڈیرہ غازی خان میں ہے وہاں سے بھی ہمیں rigs نہیں ملتے اور وہاں سے آدمی لانے پڑتے ہیں -تو جناب والا ضلع کی سطح پر یہ سامان ہونا بہت ضروری ہے بورنگ کا سامان رپورنگ رگز اور ان کا عملہ وہاں پر ہونا

لازمی ہے ۔ علاوہ ازیں ان کا سٹاف زیادہ تر پرائیویٹ سیکٹر کے لوگوں کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے وہ زیادہ عوام کو encourage کرتے ہیں کہ آپ پرائیویٹ اداروں سے کام کرائیں۔اس سلسلہ میں مناسب تدارک کیا جائے ۔ باقی ان کو جو کارکردگی Water coarses کی کھدائی کے سلسلہ میں ہے اور پانی کی سیونگ savings ہوتی ہے۔تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں جتنا پانی یہ save کرتے ہیں۔اتنا Hill torrents کا پانی لامحدود تعداد میں ضائع ہوتا ہے ۔ اس کو کنٹرول کرنے اور اس پانی کو utilize کرنے کے لئے ابھی تک انہوں نے کوئی اقدامات نہیں کئے ہیں۔پچھلے اجلاس میں بھی یہ بات ہوئی تھی لیکن اس سلسلہ میں ماہوس کن کارکردگی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ شوگر کین کا انہوں نے فرمایا ہے کہ اس کا تعلق شوگر مل کے ساتھ ہے ۔ جناب والا ہمارے ضلع میں شوگر مل کا پرمٹ دیا گیا تھا۔اس پارٹی نے تین سال سے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔میں یہی عرض کروں گا کہ یا تو اس کا پرمٹ کینسل کیا جائے یا۔کسی اور پارٹی کو یہ پرمٹ دیا جائے تا کہ وہ وہاں پر شوگر مل لگا سکے۔ اور تو کوئی وہاں پر انڈسٹری نہیں ہے۔شوگر مل لگنے سے کم از کم شوگر کین کی کاشت تو بڑھے گی۔ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ہماری ان مشکلات کا ازالہ کیا جائے۔

چوہدری انور علی چیمہ ۔ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) جناب چیئرمین۔جس طریقہ سے جناب بریگیڈئر صاحب نے جائزہ رپورٹ پیش کی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ جائزہ رپورٹ نہایت تسلی بخش تھی ۔میں اپنی طرف سے اور عوام کی طرف سے وزیر زراعت صاحب اور سیکرٹری زراعت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی کوششوں سے جس طریقہ سے زراعت میں دلچسپی لی ہے امید ہے کہ وہ آئندہ بھی لیتے رہیں گے جناب والا کھاد کی قیمت پہلے دور میں 6.75 روپے (چھ روپے پچھتر پیسے) ہوا کرتی تھی ۔ اب وہ بازار میں ایک سو چھ روپے فی بوری بک رہی ہے ۔ اسی طرح سے ٹریکٹر کی قیمت 1967-68ء میں ساڑھے بارہ ہزار روپے تھی اب ایک لاکھ پانچ ہزار روپے میں ٹریکٹر دستیاب ہے۔اور سرد ملا کر یہ پونے دو لاکھ روپے میں پڑتا ہے۔کیڑے مار ادویات میں چار سو فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ جناب والا آپ بھی ایک زمیندار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جانتے

ہیں کہ زمیندار کی حالت کیا ہے - ہم جو زمیندار ہیں یا جیسے کاشتکار جو ہیں - آپ یہ یقین کریں کہ ہم جو گندم کاشت کرتے ہیں وہ مہنگی پڑتی ہے اور اگر ہم بازار سے خرید یں تو وہ بہت سستی پڑتی ہے - کسی طریقہ سے ایسا بندوبست کیا جائے کہ لدویلت ، ٹریکٹر اور کھاد وغیرہ کی قیمت صحیح طریقہ سے کم کی جائے تاکہ زمیندار ان کو خرید کر سکے - اب میری ایک تجویز ہے کہ جس طریقہ سے محکمہ مال میں پٹواری ، گرداور تحصیلدار اور ڈپٹی کمشنر اپنی اپنی گرداوریاں چیک کرتے ہیں اسی طریقہ سے فلیڈ سٹاف یا زراعت آفیسر اور ڈپٹی ڈائریکٹر یا ڈائریکٹر گاؤں کے ہر زمیندار کے مربع جات پر جائیں اور چیکنگ کریں تو انشاءاللہ اس سے پیداوار میں اضافہ ہوگا - ایک التماس اور ہے کہ جس طرح سے مارکیٹ کمیٹیاں شہروں اور منڈیوں میں کام کرتی ہیں کو ان کو اگر یہ اختیار دیا جائے کہ زمینداروں کے لئے دیہات میں لنک روڈ بنا دیں پلیاں بنادیں تو اس سے زمیندار کو فائدہ ہو سکتا ہے علاوہ ازیں گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق جب گنے کی قیمت مقرر کی گئی تھی تو اس کے ساتھ ساتھ زیادہ رس نکلتا تھا اس میں زمینداروں کو زیادہ منافع دیا جاتا تھا لیکن عرصہ چار سال سے سرگودھا میں تو مجھے پتا ہے کہ کسی مل والے نے کسی زمیندار کو زائد قیمت نہیں دی ہے - یہ حکم دیا جائے کہ مل مالک زمیندار کو زائد قیمت ادا کرے -

جس طرح بریگیڈیر صاحب نے فرمایا ہے کہ گنا ہمارے لئے اسوقت ایک اہم فصل ہے - گنے کی جو قیمت مقرر کی گئی ہے وہ معقول ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں - لیکن جب گنے کی فصل زیادہ ہوتی ہے اسوقت زمیندار کا یہ حال ہوتا ہے کہ 9 روپے اگر قیمت مقرر ہے تو وہ اسے 4 روپے میں بیچتا ہے - نہ تو اس کا وزن صحیح طرح سے ہوتا اور نہ ہی وہ صحیح طور پر خریدی جاتی ہے جس طرح بیگم میدہ عابدہ حسین چیئرمین ضلع کونسل جھنگ نے فرمایا ہے کہ اسوقت گنے کا پرمٹ دستیاب نہیں ہوتا ہے لیکن جسوقت گنا کم پیدا ہوتا ہے تو زمیندار کے ساتھ بہت سختی کی جاتی ہے چالان کئے جاتے ہیں دفعہ 144 لگائی جاتی ہے - ان باتوں کا بھی خیال

کیا جائے اور زمیندار کو کچھ سہولتیں دی جائیں - subsidies system
جسطرح جناب وزیر زراعت نے فرمایا ہے کہ ختم کیا جا رہا ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین—میں اراکین کونسل سے یہ گزارش کروں گا کہ جس وقت کوئی معزز رکن تقریر کر رہے ہوں تو ان کے سامنے سے نہ گزریں -

چوہدری انور علی چیمہ—subsidies system کو ختم نہیں کیا جانا چاہیے یہ زمیندار کیلئے نہایت نقصان دہ چیز ہو گی -

جناب والا میری آخری گزارش یہ ہے کہ گندم کی پیداوار براہ راست زمیندار سے خریدی جائے جس طرح محکمہ خوراک یا پاسکو والے گندم خریدتے ہیں اس کی بجائے زمیندار سے براہ راست گندم خریدی جائے تو اس سے زمیندار کو ایک تو بروقت قیمت مل جائے گی - دوسرا جناب یہ محکمے زمیندار کو رقم بنک کے زریعہ ادا کرتے ہیں اور by chanes ادا کرتے ہیں اور اس رقم پر بنک والے زکواۃ کاٹ لیتے ہیں - حالانکہ ہم پہلے اس سلسلہ میں عشر ادا کر چکے ہوتے ہیں - اسطرح یہ سلسلہ ڈبل ہو جاتا ہے - اگر ادائیگی ہمیں بروقت کر دی جائے تو ہم ڈبل کٹوتی سے بچ جائیں گے - ان گزارشات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

جناب قائم مقام چیئرمین—شکریہ

رائے محمد حیات کھرل—(وائس چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ) -
حضور والا - جب بھی قرضہ کی بات ہوتی ہے زمیندار یا کاشت کار کا نام اس کے ساتھ ایسے لگتا ہے جیسے دونوں کا کوئی چولی دامن کا ساتھ ہے پاکستان سے قبل ہندو بنیا تھا جو کاشت کار اور زمیندار پر حاوی تھا اور آجکل یہ بنک حاوی ہیں - یہی قرضہ ایک اور طبقہ بھی حاصل کرتا ہے جس کو ہم کاروباری طبقہ کہتے ہیں یا صنعت کار کہتے ہیں - لیکن جب بھی چیخ و پکار سنی جاتی ہے تو کاشت کار یا زمیندار کی طرف سے سنی جاتی ہے حالانکہ قرضہ یہ بھی ہے قرضہ وہ بھی ہے - تو آخر اس کی وجہ کیا ہے - میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ طبقہ جو بڑا سخی ہے ، جس کے کھیت سے نہ

صرف جانور کھاتے ہیں ' لوگ کھاتے یہ ایک سخاوت کا دریا ہے ۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ ہمیشہ سے صدیوں سے کسی نہ کسی سازش کا شکار رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ 80 فیصد ہونے کے باوجود سب کچھ ہونے کے باوجود نہ اس کی کوئی آواز ہے نہ اس کی کوئی تنظیم ہے مزدور ہے اس کو تحفظ حاصل ہے صنعت کار ہے تو اس کو تحفظ حاصل ہے ہر ایک طبقہ کو تحفظ حاصل ہے ۔ کسی کیلئے سوشل سیکورٹی سکیم ہے کسی کے لئے کچھ ہے مگر کاشت کار اور زمیندار کیلئے اس قسم کی کوئی سکیم نہیں ہے جس سے اس کو تحفظ حاصل ہو ۔

جناب والا یہ اکانومسٹ ہی ہیں جو ائرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر بڑی بڑی سکیمیں بناتے ہیں سوچنے کی بات ہے کہ یہ طبقہ جس میں بڑا زمیندار بھی شامل ہے چھوٹا زمیندار بھی شامل ہے کاشت کار بھی شامل ہے لوہار بھی شامل ہے تیلی بھی شامل ہے ترکھان بھی شامل ہے ۔ آخر کیا وجہ ہے کہ یہ طبقہ دوسرے طبقوں کے لیول پر نہیں آسکا ۔ اور یہ کیوں خوشحال نہیں ہو سکا ۔ جب کہ ہمارا emphasis بھی زراعت پر ہے اور وزیر زراعت نے بھی ہمیں بڑے لمبے کاک چوڑے اعداد و شمار بتائے ہیں ۔ آخر کار جناب والا ہمیں یہ سوچنا ہو گا کہ یہ طبقہ جو زمیندار کا طبقہ ہے ۔ جس کو ہم ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں ۔ یہ طبقہ کیوں نہیں پنپ سکا اور یہ اب تک خوشحال کیوں نہیں ہو سکا وزیر زراعت نے بھی ہمیں یہاں facts and figures بتائے ہیں ۔ آج میں بھی فاضل اعوان کے سامنے facted and figures بتانا چاہتا ہوں ۔ اور یہ ایک انکشاف ہو گا اور میں یہ نشان دہی کروں گا کہ جب تک یہ طبقہ خوشحال نہیں ہو گا ملک خوشحال نہیں ہو سکتا ۔ آپ بڑے بڑے انٹر پرائز قائم کر لیں اس سے کچھ فائدہ نہ ہو گا میری ناقص رائے میں گاؤں کا زمیندار خواہ وہ بڑا ہو خواہ وہ چھوٹا ہو خواہ اس میں مزارع شامل ہو ۔ خواہ اس میں لوہار شامل ہو ۔ جب تک یہ طبقہ خوشحال نہیں ہو گا اس وقت تک میری پاک زمین خوشحال نہیں ہو گی ۔ جناب والا اس کی وجہ یہ ہے کہ equilibrium جس کو توازن کہتے ہیں وہ ہمارے معاشرے میں زمیندار کو یا دیہاتی انسان کو شہری انسان کے ساتھ حاصل نہیں ہیں ۔ اور یہ توازن کیا ہے ۔ آپ کی

یہ پیداوار کی قیمت ہے جناب والا ! مثال کے طور پر جب سونے کی قیمت 100 روپے تھی تو گندم کی قیمت اس وقت قریباً 10 روپے یا 11 روپے من ہوا کرتی تھی - اب اس وقت سونے کی قیمت 2600 روپے تولہ ہو گئی ہے اور گندم کی قیمت 52 روپے من یا اب منا جا رہا ہے کہ شائد گورنمنٹ کی طرف سے 64 روپے من کر دی گئی ہے - اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک زمیندار چاہے وہ چھوٹا زمیندار ہے یا بڑا زمیندار ہے - اس بیچارے پر تو بڑے ظلم ہوئے ہیں اور یہ شہروں میں بیٹھے ہوئے لوگ زمیندار کے متعلق یہ تصور کرتے ہیں کہ اس کے پاس اتنے ایکڑ رقبہ ہے - حالانکہ زرعی اصلاحات بھی آئیں - میں خود چھوٹا زمیندار ہوں میں بڑے زمینداروں کا تحفظ نہیں کر رہا - لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں کا اس ملک پر اس وطن پر احسان ہے - وہ اس ملک کے producers ہیں - جو بڑے زمیندار تھے وہ اس وقت تک progressive farmers بن چکے ہیں - ان کے بڑے بڑے فارم کافی مقدار میں غلہ پیدا کر رہے ہیں اور ان کی ریفارم خود بخود ہو رہی ہے کیونکہ جب ایک پشت جاتی ہے دوسری پشت آتی ہے تو ان کی ریفارم ہوتی رہتی ہے - ایک ایک مرلے میں جو دوکان ہوتی ہے - ایک ایک مرلے میں جو دوکان ہوتی ہے ان کے مالک 500 مربعوں کے مالک سے کئی گناہ زیادہ کماتے ہیں - اس لئے جناب والا شہر کی زندگی اور دیہات کی زندگی میں equilibrium نہیں ہے - دولت کے بارے میں آپ بڑے سے بڑے زمیندار کو لے لیں وہ آپ سے یہی کہے گا کہ کھو دی مٹی کھو وچ جاندی اے - اس میں آپ خوشحالی نہیں دیکھیں گے - اس کے علاوہ وہ صنعت کار جو قرضہ لیکر کاروبار کرتا ہے ایک دو مہینے میں اس کے ہاتھ اتنے لمبے ہیں کہ دو تین ملیں لگا لیتا ہے- زمیندار بیچارے کو تو قرضے کھائے جا رہے ہیں - میں آپ کو قیمت کی ایک مثال دیتا ہوں ایک زمیندار یا کاشت کار گندم کا ایک ایکڑ جب کاشت کرتا ہے تو اس پر جو خرچ آتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے -

ہل چلائی دس دفعہ (کیونکہ یہ دس دفعہ ہل ضرور چلانا پڑھتا ہے وہ لوگ جن کا شہر سے تعلق ہے شائد ان کو نہ پتہ ہو لیکن میرے زمیندار بھائی سب جانتے ہیں - اس کا خرچ پڑتا ہے

دس دفعہ ہل چلائی ایک ایکڑ	300 روپے
بیج ایک من	80 روپے
کھاد تین بوری کم از کم	400 روپے

یہ علیحدہ بات ہے کہ ہل سے یہ 30 روپے میں پڑتی ہے لیکن زمیندار بیچارے کو 30 کی بجائے 130 روپے دینے پڑتے ہیں - پانی اگر چھ دفعہ لگائیں تو تین سو 300 روپے کا وہ بھی بنتا ہے جب کٹائی کا موسم آتا ہے تو کٹائی کی قیمت 170 روپے - اس کے علاوہ تھریشر 200 روپے - باقی مزدوری بھی تقریباً 200 روپے لگا لیں تو ٹوٹل 1650 روپے بنتا ہے - اور اگر آپ پیداوار کی اوسط لیں تو فی ایکڑ پیداوار زرخیز سے زرخیز زمین پر بھی 25 من سے زیادہ نہیں ہے - تو اگر آپ 25 من کی قیمت وصول کریں تو یہ 1625 روپے بنتی ہے اور خرچہ 1650 روپے بنتا ہے - جناب والا اب آپ اندازہ لگائیں کہ اس ایک ایکڑ میں اس نے لوہار کو بھی دینا ہے - وہ خرچ اس میں شامل نہیں ہے تیلی کو بھی دینا ہے موچی کو بھی دینا ہے اس نے اپنے معین کو بھی دینا ہے - سب کو بھی دینا ہے اب وہ بیچارہ زمیندار کیسے خوشحال ہو سکتا ہے - اس کے مقابلہ میں ننکانہ صاحب میں سکھ آئے رہتے ہیں ان سے زمینداری کے متعلق باتیں ہوتی ہیں - جناب جب ہماری گندم کی قیمت 1965ء میں 35 روپے ہوتی تھی تو بارڈر پار اس کی قیمت 70 ہوتی تھی اس کی وجہ کیا ہے ؟ جو بھی حکومت جناب والا آتی ہے چاہے وہ سیاسی ہو چاہے وہ انتظامی ہو جیسے میری ایک بہن فرما رہی تھی کہ انہیں یہ خوف اور خدشہ ہوتا ہے کہ اگر گندم مہنگی ہو گئی - اگر چاول مہنگا ہو گیا تو ملک میں انقلاب آ جائے گا اور یہ شہر کے لوگ سڑکوں پر نکل آئیں گے اس بات سے ڈرتے ہوئے یہ زمیندار بیچارہ پس رہا ہے - تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب ہمارے ہاں گندم کی قیمت 35 روپے ہوا کرتی تھی

تھی - اسی طرح ہمارے بارڈر پار حضرات جن کے حالات قریب قریب ہماری طرح ہیں موسم بھی ہمارے طرح کے ہیں - لوگ بھی ہماری طرح کے ہیں وہاں گندم کی قیمت 70 روپے ہوا کرتی تھی -

رائے محمد حیات کھرل - وائس چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ - جاری اور جب ادھر پچاس روپے تھی تو وہاں گندم کی قیمت سو روپے کے قریب ہے تو جناب والا - گزارش ہے کہ زمیندار کے سارے کے سارے نظام کا انحصار اس کی ساری کی ساری زمیندارہ پروڈکیس پر ہے تو جب تک آپ ان پروڈکیس کو بازاری قیمتوں کے توازن پر نہیں لائیں گے وہ قرضوں کے بوجھ سے نہیں نکل سکے گا - کیونکہ اس بیچارے کو جوتی خریدنی پڑتی ہے اسے دوائی لینی پڑتی ہے جیسا کہ میرے فاضل دوست وائس چیئرمین سرگودھا فرما رہے تھے یہ حقیقت ہے کہ کاشتکار کی پروڈکشن ہے اس کے مقابلے میں اس کو مہنگائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کو جب بچوں کے اسکولوں کی فیسیں دینی پڑتی ہیں اس کو جب کپڑا خریدنا پڑتا ہے اس کو جب کوئی بھی چیز خریدنی پڑتی ہے تو اس کی قیمت اس کی پروڈکشن سے دس بارہ گنا ہوتی ہے تو جناب والا - یہ Economists کو بھی اور حکومت والوں کو بھی سوچنا ہوگا اور آپ کے ذریعے سے میں بڑے ادب سے گزارش کرونگا کہ جب تک قیمتوں میں توازن نہیں آئے گا اس وقت تک آپ کا زمیندار آپ کا کاشتکار اور جو آپ کا اسی فیصد کسان ہے وہ خوشحال نہیں ہوگا - جناب والا میں عرض کرونگا کہ اس وقت موسم بہت اچھا ہے اور اچھے حالات میں انتظامی حکومت چل رہی ہے لہذا اس دور میں یہ جو قیمتوں میں ان میں توازن پیدا کر دیا جائے تو میں سمجھونگا کہ یہ ہمارے دیہات والوں کیلئے بہت بڑا کارنامہ ہوگا -

چوہدری ظہیر احمد تاج جناب چیئرمین صاحب - جناب والا - اسی فیصد محنت کشوں کی بات ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ رورل ورکرز لوگ ہیں

جناب قائم مقام چیئرمین — آپ کے محنت کشوں کی نہیں -

چوہدری ظہیر احمد تاج — ہمارا بھی ان سے خاصا رابطہ ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ آپ کے محنت کشوں کی بات نہیں ۔

چوہدری ظہیر احمد تاج ۔ جناب والا۔ ہم بھی محنت کش ہیں ہم بھی بنیادی طور پر کسانوں کے بیٹے ہیں ۔

تو گزارش ہے کہ یہاں پر کچھ ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم کی بات ہوئی ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم والے جو لوگ ہیں ان کی حوصلہ افزائی کے لئے سپیشل پروگرام ہونا چاہیئے اس کے close ہوں اور اس کی ڈویلپمنٹ کی بات ہونی چاہیئے تو جناب والا جب یہ subsidy کی بات آتی ہے تو ہمیشہ مربع والے کی بات ہوتی ہے ساڑھے بارہ ایکڑ والے کی بات بھول جاتی ہے اس طرح یہاں پر بہت سی چیزوں کا ذکر ہوا جس میں پھل کے لئے Agro based انڈسٹری کی بات ہوئی اس انڈسٹری کا یہاں پر کئی دفعہ ذکر ہوا لیکن آج تک اس کی Feasibility Report سامنے نہیں آئی کہ کون سے علاقوں میں کس جگہ کتنے پیسے کی انڈسٹری لگتی ہے تو کیا ایگریکلچرل بنک صرف ٹریکٹر اور ٹیوب ویل کے لئے قرضے دینے کے لئے ہے کیا Agro based Industry کے لئے کوئی ایسا یونٹ نہیں بنا سکتے جس کے لئے وہاں کے علاقے کی یونین کونسل کے لوگ یا وہاں کی تحصیل ہیڈکوارٹرز کے لوگ اس سے استفادہ حاصل کر سکیں جناب والا ۔ میرے عرض کرنے کا مطلب ہے کہ اس بنکاری کو صحیح معنوں میں Agro based Industry کی منفعت کے لئے consider کیا جائے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ یہ بات آپ نے صنعت کے بارے میں کہہ دی ۔

چوہدری ظہیر احمد تاج ۔ جناب والا ۔ یہ تو Agro based Industry کے بارے میں ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ نہیں وہ تو ہے لیکن آپ نے بنیادی طور پر صنعت کے بارے میں یہ نکتہ اٹھایا ہے ۔

چوہدری ظہیر احمد تاج ۔ جناب والا۔ یہ تو میری تجویز ہے اگر آپ اس سے اتفاق فرماتے ہیں تو آپ کی مہربانی ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ یہ بہتر ہوگا کہ آپ یہ نقطہ کل بحث کے دوران اٹھائیے گا۔

چوہدری ظہیر احمد تاج۔ جناب گزارش ہے کہ Agro based Industry کی بات ہو رہی ہے اس لئے اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے بات کرنے کی اجازت دیجئے۔ تو جناب والا اسی طرح دالوں کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے جہاں آپ دوسری چیزوں کے لئے مخصوص علاقے رکھتے ہیں اس کے لئے بھی خاص طور پر ایگریکلچر والوں کی ذمہ داری ہے کہ اس پر وقتاً فوقتاً ریسرچ کریں مثلاً الائچی ہے لونگ ہے اس طرح کی دوسری اور بھی بہت سی مصنوعات ہیں جو اگر انڈیا میں پیدا ہو سکتی ہیں تو کیا ہمارے علاقوں میں نہیں ہو سکتیں میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ریسرچ پر بھی تھوڑی سی توجہ فرمائیے یہ بھی ایگریکلچر کا Basic concern ہے اور ساتھ ہی ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ یا تو ایگریکلچر میں کوآپریٹو کو merge نہ کیجیئے یا اگر اس کو merge کرنا ہے تو اس کی encourage-ment کے لئے بھی اس قسم کی بات ہونی چاہیئے۔ شکریہ

میاں عبداللطیف۔ (وائس چیئرمین، ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ)۔ جناب والا میں عرض کروں گا کہ زمینداروں کو جو قرضے دیئے جاتے ہیں اس کے لئے ان کو پٹواری سے پاس بکیں بنوانا پڑتی ہیں جو زرعی پاس بکیں ہوتی ہیں ان میں زمین کی تیس سال پہلے کی قیمت لگائی جاتی ہے لیکن آج ایک ایکڑ کی قیمت تقریباً چالیس ہزار یا پچاس ہزار روپے کے قریب ہے اگر بارہ ایکڑ والا زمیندار ٹریکٹر لینا چاہے تو اس کی قیمت پوری نہیں ہوتی میری تجویز یہ ہے کہ اس کی قیمت revise کی جائے اور جو اب زمین کی قیمت چل رہی ہے اس کے مطابق ان کی پاس بکیں بنائی جائیں۔

دوسرے وزیر زراعت صاحب نے کیڑے مار دوائیوں کے بارے میں بتایا تھا کہ اب جو دوائیاں آ رہی ہیں ان پر Expiry Date لکھی ہوئی ہو گی تو جناب والا۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ محکمہ زراعت والے یہ ہدایت نہیں کرتے اور نہ ہی کسی کو یہ advise کرتے ہیں کہ انہوں نے کیسے سپرے کرنے ہیں بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ تیلے کے لئے سپرے کرنا ہے گہ یہ تیلے کے لئے نہیں یہ فروٹ فلائی کے لئے تھی اور

انہوں نے غلط دوائی دے دی تو اس کے لئے کوئی ایسی فلم بنائی جائے جو دیہات میں جا کر لوگوں کو دکھائی جائے تا کہ ان کو پتہ چل سکے کہ یہ جو سپرے کرنا ہے یہ کیسے کرنا ہے اور کون سی دوائی ان کے لئے چاہیئے میرا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کینوؤں کے لئے بہت مشہور ہے لیکن کینوؤں کو باہر بھیجنے کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں بلکہ تین ، چار سال سے کینوں کی فصل بحران کا شکار ہے تو میری حکومت سے درخواست ہے کہ کینوؤں اور آم دونوں کو باہر بھیجنے کا کوئی ایسا انتظام کیا جائے تا کہ تازہ پھل دوسرے ملکوں میں جلدی پہنچ سکیں لیکن جناب والا ۔ یہ طریقہ کار اتنا مشکل ہے کہ کینوؤں اور آم جو باہر جاتے ہیں اس کے لئے سات ، آٹھ روز لگ جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ گل سڑ جاتے ہیں اور وہاں جا کر اس کی کوئی قیمت نہیں پڑتی لیکن اس کے مقابلے میں انڈیا والے آج کا پھل دوسرے دن عرب ممالک میں بھجوا دیتے ہیں تو جناب والا ۔ میری حکومت سے درخواست ہے کہ پھل کے معاملے میں ہمارا ملک خود کفیل ہے تو اس سلسلے میں زمینداروں کے لئے کوئی ایسا انتظام کیا جائے کہ خاطر خواہ ان کی قیمت مل سکے ۔ شکریہ ۔

جناب محمد بشارت راجہ ۔ (چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) ۔ جناب والا ۔ میں سب سے پہلے جناب وزیر زراعت کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بہت سی مفید باتیں بتائیں اور یقیناً ہمارے محکمہ زراعت کی کارکردگی بہت حوصلہ افزا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اس بات پر دکھ ہے کہ وزیر زراعت نے کل جو تقریر کی 28 صفحوں میں سے صرف پونا صفحہ بارانی علاقوں کے متعلق تھا اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حق تلفی کی گئی ہے کیوں کہ بارانی علاقوں کے متعلق کوئی ایسا حوصلہ افزا پروگرام سامنے نہیں آیا جس سے کم از کم ہماری تسلی ہو ان حالات میں بارانی علاقوں میں رہنے والوں کو اگر اپنی ترقی کے لئے کسی کی طرف دیکھنا پڑتا ہے تو صرف ایک ہی محکمہ رہ جاتا ہے اور وہ محکمہ آباد ہے یہ حقیقت ہے کہ محکمہ آباد بارانی اضلاع میں قابل قدر کارکردگی کا مظاہرہ کر رہا ہے میری دعا ہے کہ ڈائریکٹر جنرل آباد جس طرح ہمارے بارانی علاقے کی ترقی میں دلچسپی لے رہے ہیں اور جس طرح وہ دن رات محنت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ہمت اور بڑھائے

کاش ہمارے محکمہ زراعت کے جو باقی افسران یا دوسرے متعلقہ لوگ ہیں وہ بھی اس طرح کریں تو شاید ہمیں یہ گلہ نہ رہے محکمہ آباد کی کارکودگی سے ہم مطمئن ہیں لیکن اسکے ساتھ ہی ہمیں یہاں یہ واضح کرنا پڑتا ہے کہ اس کار کردگی کے باوجود اس کے مالی وسائل ہیں وہ اس قدر نہیں ہیں کہ ان سے لوگوں کی Commitments پوری کر سکیں یہاں میں جناب کی توجہ ایک خاص پروجیکٹ کی طرف دلانا چاہوں گا کہ ہمارے ہاں ایک گرین بیلٹ پروجیکٹ شروع ہوا تھا اور وہ پنڈی تحصیل میں شروع کیا گیا تھا اس میں تقریباً ستائیس دیہات کو شامل کیا گیا تھا اور ان 27 دیہاتوں میں آباد نے کچھ facilities provide کرنی تھیں لیکن بدقسمتی سے ان ستائیس دیہاتوں کے درمیان نالہ سوان پڑتا تھا ان کا جو گرین بیلٹ پروجیکٹ تھا اس پروگرام میں یہ بات شامل تھی کہ دریائے سوات پر ایک پل تعمیر کیا جائے گا تاکہ ان ستائیس دیہات کا آپسمیں رابطہ ہو سکے بد قسمتی سے تین ، چار سال گزر جانے کے باوجود آج تک پل کا کام شروع ہونا تو درکنار اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نظر ہی نہیں آتی کہ اس کا کوئی پلان بھی بن گیا ہے یا نہیں متعدد بار یہ مسئلہ جناب کی موجودگی میں بھی جناب گورنر صاحب کے سامنے پیش کیا گیا لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا میری جناب سے یہ گزارش ہے کہ اس پروجیکٹ کو کامیاب بنانے کے لئے اور جن مقاصد کے تحت یہ منصوبہ تیار کیا گیا تھا ان مقاصد کو کامیاب بنانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ دریائے سوان پر پل بنایا جائے تاکہ ہم اس پروجیکٹ سے اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں -

جناب والا اس کے علاوہ بارانی علاقوں میں دوسری بڑی مشکل جو درپیش ہے وہ وہاں زمینوں کے کٹاؤ کا مسئلہ ہے - ابھی قاضی عبدالقدوس صاحب نے اسکے متعلق فرمایا ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین - یہ کس مقام پر ہے ؟

جناب محمد بشارت راجہ - یہ جناب ترکئی کے مقام پر ہے - اس سے بارانی علاقے کے رقبے والے لوگ اس بات کو شدت سے

محسوس کر رہے ہیں افسوس اس بات کا ہے کہ اس طرف کوئی پیش رفت نہیں کی جارہی - میرے وائس چیئرمین صاحب نے بھی اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ہمارے پاس مشینری تو موجود ہے لیکن عملی طور پر وہ مشینری کوئی کام نہیں کرتی - وہ بیکار پڑی ہے - اس مشینری کو حاصل کرنے کے لئے جس پروسیجر کو adopt کرنا پڑتا ہے جن جن مشکلات سے ہمیں گزرنا پڑتا ہے وہ ایک عام امیدوار کے بس کی بات نہیں ہے - ہمیں اس مسئلہ کی شدت کا بھی احساس ہے - ہم اس کو حل بھی کرنا چاہتے ہیں لیکن جو محکمانہ رکاوٹیں ہیں وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ ہم ان کو عبور نہیں کر سکتے میری استدعا ہے کہ اس مسئلہ کی طرف خصوصی توجہ دی جائے - اور اس زرعی مشینری کے حصول کو آسان بنایا جائے تاکہ ہم اس سے کچھ استفادہ کر سکیں -

جناب کا تعلق بھی بارانی ضلع سے ہے اور آپ کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ بارانی اضلاع میں تقریباً 80 فیصد ہمارا جو رقبہ ہے وہ بنجر پڑا ہوا ہے - اگر ہم بارانی اضلاع کو ترقی دینا چاہتے ہیں جو ہماری پیداوار ہے اس کو بڑھانا چاہتے ہیں جو بنجر رقبہ ہے اس کو زیادہ سے زیادہ قابل کاشت بنایا جائے لیکن اس طرف آج تک کوئی توجہ نہیں دی گئی - ہم وزیر زراعت صاحب سے توقع کرتے تھے کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی کریش پروگرام شروع کرنے کا اعلان فرمائیں گے یا کوئی پالیسی بتائیں کے کہ آئندہ کے لئے حکومت کا کیا پروگرام ہے - کیا حکومت یہ چاہتی ہے کہ بارانی اضلاع میں بنجر رقبہ قابل کاشت بنایا جائیگا اور زمینداروں کو اپنی قابل کاشت زمین کے لئے زیادہ امداد فراہم کی جائے گی -

جناب والا - اسکے علاوہ زرعی قرضوں کے سلسلہ میں وزیر زراعت صاحب اس بات سے آگاہ ہیں کہ جب راولپنڈی وہ تشریف لے گئے تھے میں نے اس وقت ان کے محکمہ جات کے افسران کی موجودگی میں اس بات کا احساس دلایا تھا کہ زرعی قرضے زمیندار کو نہیں ملتے — اور محترمہ بیگم عابدہ حسین صاحبہ نے فرمایا تھا کہ زرعی قرضے دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں — میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں — میرے پاس ایسے شواہد

موجود ہیں کہ زرعی قرضے لیکر شہر کے لوگ اپنی دوکانیں چلا رہے ہیں اپنی انڈسٹری چلا رہے ہیں اور قرضہ جو ہے وہ زرعی بنیادوں پر لیا گیا ہے - دوسرے جناب والا زرعی قرضہ حاصل کرنے کیلئے میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ جب تک آپ ایک ہزار روپیہ اپنی جیب سے advance نہ دیں زرعی قرضہ نہیں ملتا اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس طریقہ کار کو آسان بنایا جائے تاکہ ایک عام آدمی کی وہاں تک پہنچ ہوسکے اور ایک عام زمیندار جو ہے وہ اس زرعی قرضے سے استفادہ کر سکے -- جو موجودہ طریقہ کار ہے اس سے اگر وہ گزرے گا اور زرعی قرضہ حاصل کرنا چاہے گا تو خواہ وہ پرائیویٹ بنک سے ہو یا آپکے ادارے سے ہو تو یہ ناممکن سی بات ہے -

جناب والا اسی طرح میں وزیر زراعت صاحب کے نوٹس میں ایک بات اپنی کوآپریٹو سوسائٹیز کی رجسٹریشن کے بارے لایا تھا - ایک دیہات ہے وہاں ایک کوآپریٹو سوسائٹی بن چکی ہے وہاں محکمہ امداد باہمی کوئی دوسری کوآپریٹو سوسائٹی رجسٹر کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا - وزیر زراعت نے راولپنڈی میں اعلان فرمایا کہ اگر کوئی کو آپریٹوسوسائٹی قواعد و ضوابط پورے کرتی ہے تو وہ فوری طور پر رجسٹر کرلی جائے گی - میں ان کی اطلاع کیلئےعرض کرنی چاہتا ہوں آج ان کو راولپنڈی گئے ہوئے چار ماہ گزر چکے ہیں انکی واپسی کے دو دن بعد ہم نے کوآپریٹو سوسائٹی کو trial basis پر move کیا کہ اسکی رجسٹریشن کی جائے - چار ماہ گزرنے کے بعد آج تک وہ سوسائٹی رجسٹر نہیں ہو سکی نہ ہی آئندہ کے لئے مجھے کوئی امید نظر آتی ہے - ایک گاؤں میں جہاں ایک کوآپریٹو سوسائٹی موجود تھی -

وزیر زراعت و امداد باہمی - پوائنٹ آف انفارمیشن - اس کی نشان دہی کیجئے - I would like to have the name of that society.

جناب محمد بشارت راجہ Mr Muhammad Bashart Raja
I am giving the name of the person as well as the name of the village and the name of the Coop Society

جو لوگ کوآپریٹو سوسائٹی رجسٹر کروانا چاہتے ہیں اسکے باوجود وہ آج تک رجسٹر نہیں ہو سکی -

Minister for Agriculture I would like to have the name we will take action

مہربانی سے مجھے بتا دیا جائے تاکہ میں کل تک آپ کو اسکے متعلق بتا سکوں ۔

جناب محمد بشارت راجہ — میرا تقویر محمد شاہ اور گاؤں کا نام مہرا کلاں ہے ۔ تحصیل پنڈی گھیب ہے وہ کوآپریٹو سوسائٹی رجسٹر کروانا چاہتے ہیں ۔

جناب والا میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ یہ بات ریکارڈ پر آجانی چاہئے کہ اگر اس وقت تک آج کی تاریخ میں وہ کوآپریٹو سوسائٹی رجسٹر نہیں ہوئی تو میرا پوائنٹ valid ہے اگر آج کے بعد رجسٹر ہوجاتی ہے تو پھر دوسری بات ہے ۔ اس وقت ٹیلیفون پر کنفرم کیا جا سکتا ہے کہ وہ رجسٹر ہوئی ہے یا نہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین - آپ تشریف رکھیں ۔
(اس مرحلہ پر نماز ظہر کیلئے اذان کا وقفہ)

چوہدری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) پوائنٹ آف آرڈر—جناب والا یہ ایسا باب ہے جس پر تو سارا دن بحث ہوتی رہتی ہے تو یہ باب chapter close نہیں ہو سکتا معزز ممبر وہی سوالات اور وہی تجاویز repeat کر رہے ہیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ بریگیڈئر صاحب کو ٹائم دیا جائے کہ وہ اپنے اختتامی کلمات فرمائیں ۔ اب نماز کا وقت ہو چکا ہے ۔

جناب قائم مقائم چیئرمین —آپ مختصر کیجئے ۔

جناب محمد بشارت راجہ—بیج اور کھاد کی فراہمی کے متعلق عرض یہ ہے کہ جناب کو علم ہے کہ ہر یونین کونسل ہیڈ کوارٹر پر ایک seed exchange سنٹر بنایا گیا ہے تقریباً میرے ضلع میں 25 کے قریب سنٹر تھے اور 70 ہزار کے قریب سیڈ ایکسچینج سنٹر پر لاگت آئی تھی اور 25 کے قریب سنٹر بنائے گئے تھے ان کو اس وقت استعمال نہیں کیا جا رہا ہے ۔ کھاد بیج

تقسیم کرنے کے اداروں کے دفتر اور گودام شہروں میں ہیں - عام زمیندار بیل گاڑی اور ٹریکٹر لے کر شہر میں نہیں جا سکتا ہے تاکہ کھاد لے کر آئے - تو ضرورت اس امر کی ہے کہ کھاد اور بیج کے جو سنٹر ہیں وہ ہر یونین کونسل کے ہیڈ کوارٹر پر تقریباً بن چکے ہیں - 25 کے قریب میرے ضلع میں بنے ہیں اس کے بعد وہ سکیم ڈراپ ہو گئی اب ان کو استعمال کیا جائے - جو بیکار پڑے ہیں ایک تو وہ استعمال ہونا شروع ہو جائیں گے دوسرے زمیندار کی سہولت ان کے گھر کے قریب فراہم ہو جائے گی -

جناب والا اس کے بعد سپرے کے متعلق عرض ہے - کیڑے مار ادویات جو پھلوں کے درختوں وغیرہ پر سپرے کی جاتی ہیں میں معزرت کے ساتھ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میری تحصیل میں سیب کے پودوں کو codling moth کی بیماری کا خطرہ عام ہے اس کے متعلق ہم نے بہت واویلا کر کے حکام بالا تک یہ بات پہنچا دی تھی کہ گزشتہ سال بھی سیب کے پودوں کو یہ بیماری لگی تھی لیکن ہمیں اس وقت یہ اندیشہ ہے کہ اگر بروقت اقدام نہ کیا گیا تو سیب کے پودوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے - ابھی جب میں لاہور آ رہا تھا اجلاس میں شرکت کے لئے تو ہمارے اخبارات میں بہت زیادہ واویلا اس بات کا ہوا تھا codling moth نے پھر حملہ کیا ہے ہمارے سیب کے پودوں پر اور سیب کی فصل کو شدید نقصان پہنچا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ یہ بات بھی حکام بالا تک پہنچائی جائے تاکہ اس سلسلہ میں کوئی مزید کارروائی ہو سکے -

---

حاجی محمد اسلم بٹ—(میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ)

جناب چیئرمین صاحب بات کیونکہ بہت آگے بڑھ چکی ہے - کافی دیر سے میری باری آئی ہے - میرے معزز رکن نے ابھی کچھ بات کہی ہے جس کی بات مجھے گئی ہے ٹھیک ہے کہ انہوں نے گندم کے متعلق اپنے

تعداد و شمار بہت بڑھ چڑھ کر پیش کئے ہونگے - ہمیں اس سے کوئی غرض و غایت نہیں ہے لیکن اسکے ساتھ ہی انہوں نے انڈسٹرلسٹ اور شہروں کے متعلق فرمایا ہے - انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ انڈسٹریلسٹ بنکوں سے قرضہ لے کر ایک دو تین ماہ میں دو دو تین تین ملیں لگا لیتے ہیں - میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر غلط فہمی ہے زیادتی ہے ایسا نہیں ہوتا اگر کوئی ایک مل سے دوسری مل کبھی کبھار لگا بھی لیتا ہے - آپ یہ دیکھیں کہ ان مل والوں کو ملتا کیا ہے - اسکے بدلے انکو بلڈ پریشر ملتا ہے شوگر ملتی ہے - ہارٹ فیل ملتا ہے - بات ٹھیک ہے اپنی اپنی بات کریں یہ معزز ایوان ہے اس میں کسی پر گلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے - میں صرف یہی عرض کرنا چاہتا ہوں -

(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام چیئرمین فکریہ تشریف رکھیں - جناب وزیر زراعت

وزیر زراعت کے اختتامی کلمات

وزیر زراعت—(بریگیڈیر ریٹائرڈ غضنفر محمد خان) جناب چیئرمین زراعت جسکو ہم ریڑھ کی ہڈی بھی کہتے ہیں اور - کہتے رہینگے - جیسا کہ میرے ایک بھائی نے کہا ہے ایسا لمبا موضوع ہے کہ جس پر ہم سات دن تو کیا سال بحث کرتے رہیں - تو نا کافی ہوگی - میں اسوقت کچھ موٹے موٹے نکات کی وضاحت کرونگا جو اٹھائے گئے ہیں - ایک مسئلہ اکثر فاضل ممبران نے اٹھایا ہے - وہ قرضے کی سہولتوں کے مختلف ہے عملی طور پر قرضہ حاصل کرنے کے لئے بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے - یہ ہمارے بہاولپور کے رکن سید اکبر صاحب کا اوپننگ جملہ تھا - اسکے بعد بھی چیئرمین صاحب راولپنڈی نے مختلف موضوعات کا ذکر کیا میری ایک درخواست تو یہ ہے کہ آپ اپنے فرصت کے لمحوں میں بیٹھکر ایک اچھی لکھ دی - جس میں آسان شرائط پر قرضہ لینے کے لئے کوئی سلسلہ وضع کر کے ہمیں بتائیں - کیونکہ ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق کام کرنے کے لئے اگر آپ کی نظر میں اس سے آسان

طریقہ ہے تو وہ بتائیں - ابھی تک مروجہ طریقہ یہ ہے ایک تو بنک کی پاس بک کا ہے اس میں پٹواری کا عمل دخل ہے - اور اسلئے پاس بک بنائی گئی ہے - کہ ایک دفعہ جو بھی لین دین کرتا ہے وہ کرے - اسکے بعد فرصت ہو جائیگی ہے - اس میں آپکی ملکیت درج ہو جائیگی اس میں آپکی قیمت درج ہو جائے گی - اس سلسلے میں یہ بھی وضاحت کرتا چلوں - جونکتہ اٹھایا گیا تھا زمین کی قیمت جو آج سے 30 سال پہلے تھی اب وہ بدل چکی ہے اور نئی قیمتوں پر پاس بک بنائی جائیں ہم بھی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ کسی معقول حد تک بڑھ جائے - لیکن 30 40 ہزار روپے کا بڑھانے کے ساتھ آپکو یاد رکھنا چاہئے کہ اس پر زرعی انکم ٹیکس بھی لاگو ہوتا ہے - اور اسکا موقت طریقہ کار یہ ہے کہ پروڈیوس انڈکس یونٹ پہ آپکی قیمت کا تشخص ہوتا ہے یہ دو دھاری تلوار ہوتی ہے - وہ بھی آپ سوچ لیجئے کہ تلوار کی دوسری دھار بھی آپ پر وار کریگی - آج جو اسوقت ویتھ ٹیکس وغیرہ سے آزاد ہیں کل آپکی زمینیں اس ویلتھ ٹیکس میں آ جائینگی - جیسا آپ اب انڈسٹریلسٹ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں - وہ ٹیکس دیتے ہیں اور اس ٹیکس سے نہیں بچ سکتے - آپ بھی پھر اس چکر میں آجائینگے ذرا سوچ لیجئے - ہم بھی ایک معقول حد تک سپورٹ کرتے ہیں میرے خیال میں جہاں کوئی 5 کلے والے والا زمیندار تو نظر نہیں آتا لیکن یہ چیئرمین اور اور وائس چیئرمین صاحبان یقیناً اس حد سے زیادہ انکی ملکیت ہے کیونکہ میں ان میں سے اکثر کو جانتا ہوں - میری درخواست یہ ہے کہ جو بھی طریقہ کار ہے وہ آپ ہمیں لکھیں اور ہم آپ کے ساتھ ڈسکس کریں گے - کواپریٹو کی سبجیکٹ کمیٹی میں بیٹھکر یا زراعت کی سبجیکٹ کمیٹی میں بیٹھکر ڈسکس کریں گے - اگر اس سے کوئی بہتر طریقہ وضع ہو سکا - تو ضرور مانیں گے - اسکے بعد سود کا سوال اٹھایا گیا ہے اس کے متعلق صدر صاحب کی مرتبہ اعلان کر چکے ہیں فنانس منسٹر صاحب بھی اعلان کر چکے ہیں ترجیحی بنیادوں پر آہستہ آہستہ میرے خیال میں 1986 کا سال وہ سال ہے جس میں سود کی لعنت کو ختم کر دیا جائیگا ایک نظام جو صدیوں سے اس ملک پر مسلط ہے

بلکہ دنیا میں حاوی ہے۔اسکو یکدم ختم کرنا بہت مشکل ہے پاکستان ترقی پذیر ملک ہے اسکی ترقی کا سارا دارومدار 50 فنڈ ہے جو ہم باہر سے لے رہے ہیں۔آپ ان سے کیا امید کرتے ہیں کہ وہ ہم سے سود نہ لیں حالانکہ انکو بڑی گرانٹس مل رہی ہیں۔گو وہ ہم سے واپس نہیں مانگتے لیکن دنیا کا جو نظام چل رہا ہے وہ سودی نظام ہے اس میں سے ہم نے بچ کر نکلنا ہے۔اور ہو سکے کوشش کرنا ہے کہ اس نظام سے آزاد ہو جائیں۔آج ہی اس پر میں اسلامی مسلم بنک کا ایک آرٹیکل پڑھ رہا تھا۔ شاید یہ آرٹیکل ٹائم یا نیوزویک میں یا ریڈرز ڈائجسٹ میں چھپا ہے سوائے پاکستان کے ہر اس ملک کا ذکر ہے جس نے سودی نظام کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس میں کویت ہے سعودی عربیہ ہے سوڈان ہے مصر ہے لیکن ہمارا نام نہیں ہے اسلامی ممالک میں کوشش ہو رہی ہے کہ سودی نظام ختم کیا جائے۔ اور آپکی حکومت بھی کئی تجاویز ایسی لائی ہے جن کے ذریعہ اس نظام کو ختم کر دیا جائے۔لیکن یہ ایک دم جادو کے زور سے ختم نہیں ہو سکتا گورنمنٹ کی یہ ہر حال یہ ایک پالیسی ہے کہ اسکو ختم کیا جائے۔اسکے بعد کو اپ انشورنس کی بات ہوئی تھی ساری انشورنس کمپنیاں مرکزی حکومت کے ماتحت کام کرتی ہیں ہم نے مرکزی حکومت سے رابطہ قائم کر رکھا ہے اور اس پر کافی پیش رفت ہو چکی ہے۔ اب جیسا کہ آپکو پتہ ہے جانوروں کے لئے انسورنس شروع ہو چکی ہے۔اسیطرح مرکزی حکومت کی کوشش ہے کہ کس مناسب ریٹ پر کواپ انشورنس ہو جائے۔ہماری چند اہم فصلوں اور کپاس کے واسطے یہ بات ہو رہی تھی ۔اگر ہماری پیداوار اوسط کسی کلے کی 20 ایکڑ مقرر کی ہے۔اسکے لئے چند ضروریات ہوتی ہیں کہ اتنے پودے ہوں۔اور پھر دوائی کا استعمال صحیح وقت پہ ہو انکو کون کریگا ۔ کیونکہ ہمارے پاس ایسی کوئی ایجنسیاں نہیں ہیں ۔ جو کر آپ کو جا کر سروے کر سکیں اور ایک آزادانہ Consultancy کر کے ہم کو کوئی مشورہ دے سکیں ۔ یا ہمارے اور انشورنس کمپنی کے بیچ میں دخل دے کر معاملہ کو سلجھا سکیں جیسے کار انشورنس وغیرہ ہے کوئی ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے ایک قیمت

کی حد تک آپکو اجازت دیتے ہیں کہ آپ کار مرمت کروالیں اس قیمت سے زیادہ جب تک سرویئر اسکو منظور نہ کردے آپ اسکو مرمت نہیں کر اسکتے - یہ بڑا مشکل مرحلہ ہے اس پر Federal گورنمنٹ اور ہم دونوں کوشش میں ہیں کہ کوئی Crop انشورنس سکیم شروع کی جائے - خاصطور پر ہماری جو بڑی اور موٹی موٹی فصلیں ہیں اسکے بعد بہاولپور کی کس نہر کے ٹیل پر پانی نہیں ہے - سردست میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ اس خاص واقع کے بارہ میں بات کر سکوں لیکن ٹیل کا مسئلہ صرف بہاولپور کا نہیں جہاں جہاں ہیں نہریں ہیں وہاں کی ٹیل پر یہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے - اور ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ ہم اسکودور کریں سیکریٹری اریگیشن صاحب یہاں بیٹھے ہیں اور یہ ابھی نئے آئے ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ وہ بہاولپور کے اس مسئلے کی طرف توجہ دینگے اور کل مجھے بتائیں گے اگر کسی خاص ٹیل کی طرف اشارہ ہو جاتا تو میں اسکے متعلق تحقیقات کراتا ہوں لیکن ساری ٹیلیں کہہ گئی ہیں ان میں سے جو مشہور مشہور ٹیلیں ہیں انکے متعلق بتائیں کہ ان پر پانی پہنچا ہے یا نہیں کہ میں اس ہاوس کو جنرل بحث کے دوران کسی وقت بتا سکوں پھر بہاولپور کے چیئرمین صاحب نے ورکشاپوں کی کمی دیہات میں ٹیکنکل تعلیم وغیرہ کی کمی کی شکایت کی تھی ہماری کوتاہی سمجھئے ہماری غفت سمجھئے کہ ہم اپنے آپکو صحیح طریقے سے پیش نہیں کرپاتے یا صحیح حالات نہیں بتا سکتے ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ 7 سکول ہیں ایک تو بہاولپور میں ہے یہ اب چراغ تلے اند ھیرے کے برابر ہے سکول وہاں کھلا ہوا ہے اور ہمارے چیرمین صاحب شکایت کررہے ہیں ملتان میں ہے لیہ میں ہے گوجرانوالہ میں ہے فیصل آباد میں ہے سرگودھا میں ہے تلہ گنگ میں ہے اس کے علاوہ پچاس percourse school ہوتے ہیں کوئی چار مہینے کا کورس ہوتا ہے اور سو روپیہ stipend بھی دیا جاتا ہے - بہاولپور ڈویژن میں تقریبا چھ سو لڑکے ٹریننگ لے چکے ہیں - اس طریقے کے اور ٹکس اینڈ فگرز ہیں - میرا مقصد یہ ہے کہ میں مانتا ہوں کہ ٹیکنیکل تعلیم کا فقدان ہے اور جتنی ٹیکنیکل تعلیم ہو - جیسے کسی ممبر نے فرمایا تھا

اتنا ہمارے لئے اچھا ہوگا کیونکہ خالی میٹرک پاس کرنے کے بعد جیسے اکسی نے کہا کہ وہ چپڑاسی نہیں بن سکتے میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ایوب صاحب کے زمانے میں اور خاص کر پچھلی جو عوامی حکومت گزری ہے انہوں نے پچاس فیصد کوٹہ سابق فوجیوں کے لئے مقرر کر دیا تھا تو وہاں بھی میٹرک پاس بیچارے چپڑاسی نہیں بن سکتے تھے کیونکہ پچاس فی صد کوٹہ ہے - میرے دل کو دکھ پہنچتا ہے کہ ہمارے لڑکے بے معنی تعلیم حاصل کر کے شہروں کا رخ کرتے ہیں - اسی لئے حکومت نے بڑی اچھی پالیسی بتائی تھی کہ زرعی تعلیم لازمی کر دی تھی - اب یہ محکمہ تعلیم کا فرض ہے کہ وہ اس زرعی تعلیم کو لازمی کرائے تاکہ ہمارے جو لڑکے صرف میٹرک پاس کریں یعنی جب وہ میٹرک پاس کر چکے ہوتے ہیں تو اپنی فصلوں کا ہیر پھیر - اس کا اگاو - ادویات وغیرہ - اور زمین کی تیاری کے متعلق واقف ہوں تاکہ ان میں رغبت پیدا ہو - ان میں شوق پیدا ہو اور وہ اپنی زمینوں پر رہ کر کام کریں اور یہ جو شکایت ہماری ہے کہ وہ شہروں کی طرف بھاگتے ہیں - میں اس کے خلاف نہیں ہوں - دنیا کے جتنے ترقی یافتہ ممالک ہیں ان میں ایسا ہوتا ہے - آپ دیکھ لیجئے کہ دیہات سے شہروں میں migration میرے نزدیک ایک مسلمہ اصول ہے - اکانومنٹ فائد مجھ سے متفق ہوں - امریکہ کو لے لیجئے وہاں اب مشکل سے دو فیصدی لوگ دیہات میں آباد ہیں جو زراعت کے پیشے سے تعلق رکھتے ہیں - تو اسکی وجہ یہ نہیں کہ جتنی ترقی ہوئی ہے - جتنی جتنی میکنائزیشن ہوتی ہے اس میں لوگ فالتو ہوتے ہیں اور پھر وہ شہروں کا رخ کرتے ہیں - لیکن اگر ہم اپنے بچوں کو کوئی تعلیم دے دیں تو اس میں ہمیں یہ امید ہے کہ وہ کچھ ماں باپ کا ہاتھ بٹائیں گے - جب میں اپنے علاقے میں جاتا ہوں تو لاتعداد میٹرک پاس صرف کلرکی کے لئے میرے پاس آتے ہیں پولیس میں بھرتی ہونا چاہتے ہیں یا فاریسٹ گارڈ بھرتی ہونا چاہتے ہیں اور ساتھ ٹیوب ویل اپریٹر بھی بھرتی ہونا چاہتے ہیں - چونکہ میرا تعلق ستائیس سال فوج سے رہا ہے میں کہتا ہوں کہ بھئی فوج میں آو — وہ کہتے ہیں کہ میرے بچے کو شوق پولیس کا ہے - اب بچے کو شوق پولیس کا ہے وہ بھی مجھے پتا ہے - آپ کو بھی پتہ ہے کہ

بچے کو پولیس کا شوق کیوں ہے - ایک فاریسٹ گارڈ کا کیوں ہے ۔ ایک ٹوب ویل اپریٹر کا کیوں ہے - اور فوج میں جانے کا شوق کیوں نہیں ہے جہاں تک کپاس کا جنرز کے پاس پڑا رہنے کا تعلق ہے اس سارے مال کا مجھے پتا ہے اور اس سلسلے میں ہم نے مرکزی حکومت سے رابطہ قائم کر رکھا ہے اور ابھی اجلاس کے ختم ہونے کے بعد گورنر صاحب کے پاس بھی سمری بھیجی گئی اور باقاعدہ مرکزی حکومت سے درخواست کریں گے کیونکہ مرکزی حکومت کا غالباً خیال یہ ہے کہ مارکیٹ میکانز mechanize کے ذریعے ایک تلاطم برپا کیا گیا ہے اس کے ذمہ دار جنرز ہیں - جیسے کہ ابھی چیئرمین سی سی نے کہا ہے کہ اب اس قیمت پر جس پر جنرز بیچنا چاہتے ہیں وہ تیار نہیں ہوئے - دوسرے سی سی نے یہ بھی کہا ہے کہ سی سی کا قیام اس لئے عمل میں لایا گیا تھا کہ کسانوں کو ان کی کم از کم جو منظور شدہ قیمت ہے وہ قیمت ملے اور اسی طرح جو Lint کی قیمت سرکار مقرر کرتی ہے وہ قیمت بھی ان کو ملے لیکن چونکہ قیمت کسانوں کو جو منظور شدہ کم از کم ہے اس سے دوگنی قیمت مل گئی ہے - کسی نے ڈیڑھ گنی لی ہے کسی نے دوگنی لے لی ہے تو قیمت زیادہ ملی ہے - اس لئے ہماری obligation یہ ہے کہ ہم اس کو خریدیں جس قیمت پر جنرز بیچنا چاہتے ہیں - لیکن چونکہ اس میں کسان involve ہیں اس لئے حکومت کا فرض ہے کہ کس طرح اس معاملے کو چلائے - اس کے بعد ہمارے چیئرمین صاحب جو اس وقت نہیں ہیں - اب میں کیا کہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ توسیع عملہ فیلڈ اسسٹنٹ مستاجری پر رقبہ لیتا ہے - فرٹیلائزر کی ایجنسی دیتا ہے - میں کہتا ہوں کہ آپ کے پاس ستر بہتر اٹھہتر کے قریب فیلڈ اسسٹنٹ ہیں - کسی ایک کو پکڑوا دیجئے چونکہ جب چیئرمین سے بات کرتا ہوں تو میں چیئرمین کی بڑی عزت و وقعت کرتا ہوں اور ان کو میں ذمہ دار انسان قرار دیتا ہوں - ذمہ داری کا فرض یہ ہے کہ کیوں نشاندھی نہ کریں تاکہ اس برائی کو پکڑا جا سکے اس کا محاسبہ کیا سکے - میں نے ان اضلاع میں 836 فیلڈ اسسٹنٹ کا ذکر کیا تھا غالباً سب ہی مستاجری میں ہیں مجھے پتہ نہیں

ہے - تو جیسے میں نے پچھلے سیشن میں کہا تھا ، اب پھر وہ چیئرمین صاحب نہیں ہیں ورنہ میں کہتا کہ ضلع کونسل سے ایک ریزولوشن پاس کروا کر بھجوا دیجئے - میں سارے فیلڈ اسسٹنٹ وہاں سے ہٹا لیتا ہوں - ایک سال دو سال پھر تجربہ کر کے دیکھ لیتے کیا ہیں کہ کیا ہوتا ہے اس لئے میری درخواست یہ ہے کہ اگر کوئی صاحب ان کی خدمت میں عرض کریں کہ 78 میں سے وہ ایک کی نشاندھی کریں تو اس کا محاسبہ کیا جائے- اس کے بعد قاضی عبدالقدوس صاحب وائس چیئرمین راولپنڈی نے گنے کے متعلق کچھ ارشاد فرمائے تھے - میں صحیح بات بتاؤں کہ میکسیکو گنا پیدا کرنے والے ملکوں میں شامل نہیں ہے - مجھے اس کا دورہ کرنے کا اتفاق ہوا ہے شمال سے لیکر جنوب تک اس کا دورہ کر چکا ہوں - میکسیکو کے شمال میں گندم پیدا ہوتی ہے جو میکسیکن یا مکسی پاک کے نام سے مشہور ہے ہے اور دنیا کا سب سے بڑا ادارہ SIEMENS جو گندم کا تحقیقی ادارہ بھی ہے وہ وہاں واقع ہے - جنوب میں رائس اور تیل پیدا ہوتا ہے - جنوب کے پہاڑی علاقے میں ان کے ہاں املی کیلا اور اس قسم کی فصلیں پیدا ہوتی ہیں - لہذا وہ گنا پیدا کرنے والے والا ملک نہیں ہے لیکن اس کے آس پاس کے ملک مثلاً کیوبا - باربے ڈاس - ویسٹ انڈیز کے جزیرے ہیں - وہ اس میں بے انتہا مشہور ہیں انڈسٹریاں الکوہل کے سلسلے میں میکسیکو کا نام لیا گیا تھا - تو میں یہ بتادوں کہ وہ ملک ہے برازیل ایسا ملک ہے جہاں گنے کی پیداوار ہوتی ہے - دنیا کا سب سے بڑا دریا ایمے زون Amazon وہاں واقع ہے - بے انتہا بارشیں ہوتی ہیں - وہاں گنا کافی پیدا ہوتا ہے - انہوں نے انڈسٹریل الکوہل بنائی ہے - اور گورنمنٹ آف پاکستان نے اس میں بڑی دلچسپی ظاہر کی ہے - لیکن افسوس کے ساتھ مجھے بتانا پڑتا ہے کہ جس انڈسٹریل الکوہل کو ہم استعمال کرنا چاہتے ہیں موٹروں میں وہ بھی استعمال ہوتا ہے لیکن اس کی قیمت موجودہ crude کے ذریعے ہم جو پٹرول بناتے ہیں اس سے بھی دو گنی زیادہ ہے لہذا وہ viable نہیں ہے - ان کے ایک وزیر بھی آئے تھے - ان سے بات چیت ہوئی تھی اور ہماری خواہش یہ تھی کہ اس کو بڑھایا جائے - لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس کی کشید

کرنے کی قیمت اتنی ہے کہ ہم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے - اس کے بعد انہوں نے فرمایا تھا کہ بارانی علاقہ پوٹھوہار ہی ہے ' میرے خیال میں انہیں غلط فہمی ہوئی - پنجاب کا بارانی علاقہ صرف پوٹھوہار ہی نہیں بلکہ وہاں سے آگے میانوالی اور میانوالی سے آگے خوشاب کے کچھ علاقے - بھکر لیہ کے کچھ علاقے - پورا ڈیرہ غازیخان کا ضلع - جام پور راجن پور اور چولستان کا بہت بڑا علاقہ شامل ہے - یہ سب بارانی علاقوں میں شامل ہے - اس کے علاوہ سیالکوٹ کے کچھ علاقے ہیں - سارا سیالکوٹ کا علاقہ نہیں ہے کیونکہ ایک ممبر نے فرمایا تھا کہ پورا سیالکوٹ بارانی علاقہ قرار دے دیا گیا ہے -

سید ساجدہ نیر عابدی — سیالکوٹ بارانی ڈیکلیئر ہو چکا ہے -

وزیر زراعت — ایسی کوئی خطرناک بات نہیں ہے جو بارانی ایریاز ہیں وہ ہیں جہاں نہری نظام نہیں ہے - تو سیالکوٹ کا ایک بڑا ایریا بارانی علاقے میں شمار ہوتا ہے - اس ایریا میں سیاسی بنیادوں پر ایک شوگر مل بھی لگائی گئی تھی - جہاں بارش نہیں ہوگی - جہاں پانی نہیں ہوگا وہاں شوگر کین کیسے ہوگا - بہرحال اب میں دوسری بات بتاؤں کہ میری 27 سالہ فوجی زندگی میں سے نو سال پنڈی میں ہر عمر میں گزرے ہیں اور اگر میں کہوں کہ کافی گھوما پھرا ہوں تو غلط نہیں ہوگا - گوجر خان میں میرا ایک منیجر رہتا ہے جو بڑا اچھا اور قابل آدمی ہے - دراصل اس کے گاؤں میں میں تین چار دفعہ جا چکا ہوں اور گوجر خان میں ہی شائد ہمارے ڈی جی آباد کا بھی گاؤں ہے یا وہ گاؤں گوجر خان کی سڑک پر ہوگا تو وہ بھی مجھے لے کر گئے تھے تو وہاں گاؤں جاتری میں بہت بڑا کسان میلہ ہوا تھا - وہاں بھی میں گیا تھا - وہاں بلڈوزر بھی موجود ہیں اور اس کے لئے ہمارے سیکرٹری صاحب نے کوئی چھ سو گھنٹے غالباً ماہوار کام کرنے کی حد مقرر کی ہوئی ہے - اس کی باقاعدہ رپورٹ وغیرہ ڈائریکٹر صاحب کو آتی ہے - وہ پوچھ گچھ کرتے ہیں - یہ چھ سو گھنٹے وہ ہیں جن کا کرایہ ان کو دینا پڑتا ہے اور چونکہ بلڈوزر ٹریک وہیکل ہوتی ہے اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے فوج میں ایکسرسائز

کہنے کا کہ اگر رات کو کوئی ٹینک وغیرہ چلے تو سیل بھا سیل ہے آوازیں آنی شروع ہو جاتی ہے - تو بلڈوزر اتنے خفیہ طریقے سے رات کو کام نہیں کر سکتا کہ صبح کو پتہ نہ ہو - اور اگر آپ کے پاس ہلیبی مشینیں موجود ہوں تو پھر میں درخواست کرتا ہوں کہ ذرا ایک ہی بلڈوزر والے کو پکڑوا دیجئے کیونکہ اس میں ڈیزل بھی ڈالتا ہے - تیل بھی ڈالتا ہے اور پچاس چیزیں کرتا ہے - تو بغیر حساب کے نہیں چل سکتا - اور نہ کوئی خفیہ مذاکرات کے ذریعے راتوں رات کام کیا جا سکتا ہے - بلڈوزر کو لانے کے لئے آپ کے کئی بھائیوں نے کہا ہے کہ بہت مشکل طریقہ ہے اور اس کو آسان بنایا جائے - اس کے لئے پہلے درخواست دیتے ہیں پھر پیسے جمع کراتے ہیں - پھر کرایہ دیتے ہیں - پھر اس کو موقع پر لا کر کام کرتے ہیں - پھر بلڈوزر آپریٹر کی کچھ ٹہل سیوا بھی کرنی پڑتی ہے - کچھ کھانا وانا بھی دینا پڑتا ہے -

آوازیں — ٹہل سیوا کرنی پڑتی ہے -

وزیر زراعت دیکھئے ٹہل سیوا سے چھٹکارہ نہیں ہو سکتا - میں ابھی بہاولپور میں ایک جنگل میں بلڈوزر چلتا ہوا دیکھ کر آیا ہوں - نہ وہاں کوئی آبادی ہے نہ پینے کا پانی ہے - نہ کھانے کے لئے کھانا ہے - تب کے پاس جو مہمان آتا ہے آپ اسے ٹھکرا دیتے ہیں ؟ آپ اس کی عزت آبرو نہیں کرتے تو وہ کھانا کہاں سے کھائے گا - کیا وہ بیوی بچوں کو لے آئے گا - اس جنگل میں

جناب محمد بشارت راجہ - (چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) جناب والا - کھانے کی حد تک تو درست ہے لیکن یہ ٹہل سیوا کی بھی نشاندہی کی ہے - ٹہل سیوا سے مراد بہت آگے نکل جاتی ہے -

وزیر زراعت آپ اس کی نشاندہی کیجئے

جناب محمد بشارت راجہ جناب عالیہ خود، آپ تو فرماتے ہیں کہ ٹہل سیوا کرنی چاہیئے تو پھر نشاندہی کرنے کی کیا ضرورت ہے

وزیر زراعت— ٹھل سیوا سے میرا مقصد صرف یہی ہے اور کچھ نہیں ہے - ٹھل سیوا سے میری مراد ضروریات زندگی ہے مثلاً کھانا پانی یہ آپ کو مہیا کرنا ہے -

چوہدری ہارون الرشید تھیم — جناب والا - وہ تو ہماری خاندانی روایات ہیں -

وزیر زراعت — اس کے بعد میں معزز عابدہ حسین کی خدمت میں مکاری 3 کے متعلق عرض کروں گا حالانکہ پانی کے بغیر تو زراعت ہو ہی نہیں سکتی - لیکن یہ زراعت کا موضوع نہیں ہے کل چونکہ اریگیشن پر کافی سوالات ہیں - میں اس میں یہ cover کر دوں گا - لیکن چونکہ انہوں نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے تو میں عرض کردوں کہ جب یہ ٹیوب ویلوں کے ٹنڈل ہوئے تھے تو جو باہر کے ماہرین تھے - انہوں نے اس کی معیاد چالیس سال مقرر کی تھی جب وہ موجود تھے تو پھر انہوں نے رعایت کر کے 20 سال مقرر کئے تھے اب ہمارے تجربہ میں یہ آیا ہے کہ 12 سے 14 سال کے بعد ٹیوب ویل خراب ہو رہے ہیں اور اس وقت 50 فیصد ٹیوب ویل ایسے ہیں جن کا ڈسچارج capacity سے بھی 50 فیصد کم ہے - اور 25 سے 30 فیصد ٹیوب ویل ایسے ہیں جن کا ڈسچارج 75 فیصد سے کم ہے - یہ حالات مجھے معلوم ہیں اور مرکزی حکومت نے ایک accelerated programem بنایا ہے - جس میں 800 کے قریب ٹیوب ویلوں کی بدلی کریں گے - اس کے بعد انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ان ٹیوب ویلوں کی ری بورنگ کے بعد ہم کچھ نہیں کریں گے - آپ جانتے اور آپ کا کام اور اس سال ہمارے بجٹ میں کچھ رقم مختص کی گئی ہے - کہ ان ٹیوب ویلوں کی ری بورنگ کی جائے اس میں وفاقی اور صوبائی حکومت کے درمیان کوئی تفاوت کوئی لڑائی کوئی جھگڑا اور کوئی lack of coordination نہیں ہے - پالیسی مرتب کرنا ہے اور یہ ابھی سٹڈی ہو رہی ہے کہ کیا کرنا ہے - SCARP transitional کی ایک سٹڈی ہو رہی ہے کہ کیا جائے - اس سلسلہ میں ایک school of thought یہ کہتا ہے کہ جو میٹھے پانی کے ٹیوب ویل ہیں وہ کسانوں کے ہاتھ بیچ دیئے جائیں - یہ اتنا آسان نہیں ہے کیوں کہ پانچ کیوسک کو چلانے کے لئے کوئی چھ سو یا سات سو ایکڑ رقبہ ہوتا ہے - اور اس میں

اندازا سینکڑوں کسان ہوتے ہیں ۔ اور میں تو کم از کم اس نتیجہ جاری کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں ۔ اور دوسرا school of thought یہ کہتا ہے کہ جب یہ ختم ہو جائے تو ختم ہو جائے ۔ بجلی وہاں پر موجود ہے ۔ آپ لوگوں کو ترغیب دیں کہ وہ ایک کیوسک کے ٹیوب ویل لگا کر چھوٹے ٹیوب ویل لگا کر اپنی زمینوں کو آباد کریں ۔ گورنمنٹ کی آئندہ پالیسی یہ ہے کہ سکارپ ضرور ان علاقوں میں رہے گا جہاں زیر زمین پانی کڑوا ہے ۔ کیونکہ وہاں پر ہم کسی کسان سے یہ امید نہیں کر سکتے ہیں کہ وہ اتنی مہنگی قیمت پر پانی نکال کر ضائع کرے ۔ تو یہ تو سکارپ کی پالیسی ہے کہ salinity zone میں سکارپ لگے گا ۔ میٹھے پانی کے علاقوں میں جیسے رحیم یار خان کے علاقوں میں جہاں سکارپ 6 ہے ۔ یہاں میٹھا پانی ہے ۔ ہم وہاں پر بجلی کی لائنیں ایک ایک میل کے فاصلے پر دے رہے ہیں اور کسانوں نے اپنے ٹیوب ویل وہاں پر لگائے ہیں ۔ اور ہماری تجویز یہ ہے کہ وہاں پر بجائے ایک کیوسک کے ، جہاں تک میرا تعلق ہے نصف کیوسک کا لگائیے اور وہاں fractional horse power کا لگائیے تاکہ لڑائی جھگڑے کم ہوں ۔ اور لمبے لمبے کھالوں سے آپ کو فرصت ملے ۔ ابھی ہندوستان کے وزیر زراعت (راؤ بیرندر سنگھ) بھی آئے ہوئے تھے ۔ ان سے بھی بات چیت ہوئی ہے ۔ ہریانہ کے سابق گورنر اور پنجاب کے وزیر زراعت بھی آئے ہوئے تھے ۔ ان سے بھی دو تین دفعہ تفصیلا بات چیت ہوئی اور ایگریکلچر یونیورسٹی لدھیانہ سے سردار بھاجیان کا ایک delegation بھی آیا ہوا تھا ۔ ان سے بھی بات ہوئی تو نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے 3 ، 4 یا 5 ہارس پاور موٹر کے ساتھ اپنے کھیت کو mechanized کر لیا تھا ۔ اسی سے وہ تھریشر چلاتے ہیں ، اسی سے وہ چارہ کاٹتے ہیں ، اسی سے وہ ٹیوبل چلاتے ہیں چھوٹا بور کیا ہوا ہے ۔ تین انچ کا دوانچ کا اور اس کو ڈیزل انجن سے چلا کر اور جہاں پر بجلی ہے وہاں بجلی کی موٹر سے ورنہ ڈیزل انجن سے چلا کر اپنے کھیت کو پانی دے کر کھیتی باڑی کر جاتے ہیں ۔ ہم ایک کیوسک یا کم کے لگاتے ہی نہیں ہیں ۔ جب تک ہم چالیس یا پچاس ہزار روپے تک خرچہ نہ کرلیں ہمارا دل ہی خوش نہیں ہوتا ۔ تو جس کے پاس 40 ، 50 ، 60 یا 100 ایکڑ زمین ہو تو وہ تو ایک کیوسک کا سوچے اور جس کے پاس زمین کم ہے ہم نے جائزہ کر بتایا ہے کہ 88 فیصد لوگوں کے پاس زمین ایک سرع سے کم ہے تو ان کے لئے کیا justification ہے کہ وہ ایک کیوسک کا ٹیوبویل لگائیں ۔

اس میں سے تھوڑا پانی خود استعمال کریں اور اس کے بعد لوگوں سے جھگڑا مول لیں ۔ اس کے لئے میری تجویز جناب چیئرمین آپ کی وساطت سے یہ ہے کہ لوگوں کو مشورہ دیں کہ چھوٹے ٹیوبویل لگائیں ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین ۔ میں نے دو باتوں کا ذکر کیا تھا آپ نے میری دونوں باتوں کا جواب نہیں دیا ایک میں نے ڈبل آبیانہ کے متعلق کہا تھا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے خود ہی کہا ہے کہ چھوٹے ٹیوب ویل لگائیں ۔ اگر آپ کا ذہن اس معاملہ پر بنا ہوا ہے تو فیصلہ فرمائیں ۔ آپ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ مسئلہ سٹڈی ہو رہا ہے ۔ مقصد یہ ہے کہ while government is studying ۔ اس process میں کتنا وقت لگتا ہے اور لوگوں کی تکلیف کتنی بڑھتی ہے ۔ کچھ میعاد مقرر کریں ۔

وزیر زراعت ۔ بیگم صاحبہ یہ ٹیوبویل 62 ،1961ء یا 1960 میں لگنے شروع ہوئے تھے ۔ وہ بھی سٹڈی کر کے لگائے گئے تھے ۔ جب کسی پروگرام کو ختم کرنا پڑتا ہے تو اس کے لئے پھر سٹڈی کرنا پڑتا ہے کہ صحیح پروگرام کیا ہے ۔ طریقہ کار کیا ہونا چاہیے ۔ آپ تو سیاست سے تعلق رکھتی ہیں ۔ ان چیزوں میں میعاد مقرر نہیں ہو سکتی کہ پرسوں رپورٹ کر دی جائے ۔ یہ اربوں روپے کے خرچ کا سوال ہے ۔ اس لئے میرے اور آپ کے across the table بیٹھ کر فیصلہ ایک منٹ میں نہیں ہو سکتا ۔ اب میں ڈبل آبیانہ پر آتا ہوں ۔ اس وقت محکمہ 60 یا 65 کروڑ روپے واپڈا کو بجلی کا کرایہ دے رہا ہے ۔ اور ہمیں آبیانہ سے صرف 22 کروڑ روپے وصول ہو رہے ہیں اگر میں خود زمیندار ہوں اور ڈبل آبیانہ کے زون میں ہوں ۔ میں بھی سکارپ کے زون میں ہوں ۔ اور آج سے تقریباً 9 سال سے میں اس چکر میں پڑا ہوا ہوں ۔ کہ ڈبل آبیانہ کیوں ہوتا ہے ۔ اب کچھ کچھ میری سمجھ میں بات آئی ہے ۔ ابھی یہ مسئلہ کیبنٹ کے سامنے بھی جاتا ہے ۔ ہم نے جو ورلڈ بنک کے ساتھ معاہدات کئے ہیں ۔ اس میں یہ ہے کہ 1985 یا 1986 تک ہم اپنی نہروں کی دیکھ بھال کے لئے پورا خرچہ کسان سے لیں گے ۔ یہ بڑا مشکل مسئلہ ہے ۔ chargeed مسئلہ ہے political مسئلہ ہے ۔ اتنا آسان نہیں ہے ۔ یہ مسئلہ سابقہ عوامی دور میں بھی بار بار جلسوں میں اٹھایا گیا تھا ۔ اور اب بھی اٹھایا جا رہا ہے ۔ ہم نے اس کا حل تلاش کرنا ہے ۔ اور انشاءاللہ کریں گے ۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا تھا کہ زراعت کی ترقی معلوم نہیں کہ

قدرت کا تماشہ تھا یا محکمہ کی کوشش تھی اور اس aerial spray کا ذکر کیا گیا تھا ۔ کہ اس کو ختم کر دیا جائے ۔ یہ اس طرح ختم نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ اگر آپ aerial spray کرانا چاہتے ہیں ۔ تو فیہا ! جہاز حاضر ہیں دوائی کی قیمت دیجیئے اور سپرے کرائیے اس سلسلہ میں محکمہ میں کسانوں کے بڑے بڑے سیمینار ہوئے ہلٹن ہوٹل تک میں مہمانوں کو ٹھہرایا گیا جو کہ aerial spary کمپنی والے تھے ۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ پنجاب کا ایک فیصد رقبہ ایسا ہے جہاں aerial spray ایک fixed wing سے ہو سکتا ہے ۔ ابھی ایک ماہ ہی گزرا ہوگا ۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم ایک ایسی فرم کو سامنے لائیں جو کہ ٹھیکے کی بنیاد پر زمین کا aerial spray کرے ۔ ہلی کاپٹر کے ذریعہ تاکہ ہم موثر طریقہ سے اسکو چلا سکیں ۔ ہمیں کمپنیوں کی طرف سے کافی response ملا ہے ۔ اب ان کے ساتھ ہمیں بات چیت کرنا ہے ۔ کہ یہ کس قیمت پر ہوتا ہے ۔ ہم نے کسانوں کے لئے بھی اشتہار دیا تھا ۔ کہ آپ سپرے کروانا چاہتے ہیں ۔ امریکہ میں سسٹم ہے کہ ایک فرم ہے جو کہ consultantancy کرتی ہے وہ آکر آپ کو مشورہ دے گی ۔ کہ سپرے کروائیے ۔ پھر آپ ایک فرم کو ٹیلیفون کریں کہ ہم سپرے کروانا چاہتے ہیں ۔ وہ آکر سپرے کر دیتے ہیں ۔ جب میں امریکہ گیا ہوا تھا تو میں ایک کسان سے بات کر رہا تھا ۔ کہ اگر آپ کا کنسلٹنٹ غلط مشورہ دے تو اسکا نتیجہ کیا ہو گا اس دوران ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ یہ میرا consultant ہے ۔ آپ خود اس سے پوچھ لیں ۔ میں نے اس کو کہا کہ اگر آپ غلط مشورہ دیں اور اس غلط مشورہ سے کسان کو نقصان ہو جائے تو کیا ہوگا اس نے کہا کہ مجھے فرم کافی سے پکڑ کر نکال دے گی اور پھر مجھے اس قسم کے کام میں کوئی ملازم نہیں رکھے گا اس لئے ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے اپنے ملک میں ایسی فرمیں سامنے آئیں جو کہ ٹیلیفون پر آپ کی خدمت کو سکیں ۔ اس وقت crop insurance وغیرہ سب ہو سکتا ہے لیکن یہ چیز ایسے ملک میں جہاں صدیوں کے جمود سے کاشتکار ابھی بیدار نہیں ہوا ہے ۔ بلکہ ابھی بیدار ہو رہا ہے ۔ ایک دم نہیں ہو سکتی ہے اس کے بعد شوگر مل میں منافع خوری کا ذکر ہوا تھا ۔ غالباً فرمایا گیا تھا ۔ کہ ADBP سے قرضہ لے کر credit نہیں کرتے کسانوں کو حصہ نہیں دیتے ۔ اب میں شوگر مل سے نہیں واقف ہوں بلکہ پورے علاقہ سے واقف ہوں ۔ میں نے جو

مربعے کا ایک فارم کھیرا فارم میں دیکھا تھا - جو کہ زراعت کے محکمہ کے ایک سابق ڈائریکٹر کے خاندان کی ملکیت تھی - اور وہ جس طرح سے ریگستان میں نخلستان میں oasis ہوتی ہے اس طرح سے انہوں نے پیسے لگا کر اس کی transformation کر دی ہے میں نے ان کی آخری yield ابھی نہیں پوچھی لیکن میرا اندازہ ہے کہ 15 سو یا دو ہزار من سے زیادہ پہلی فصل نہ ہوگی انہوں نے اس کو لیول کیا ، سڑکیں بنائیں ٹیوب ویل لگائے - اور میں نے جا کر دیکھا ہے - اور میں دو سہرہ اور شاہ جیونا کا علاقہ جو کہ بیگم صاحبہ کا علاقہ ہے وہ وہاں بھی دو تین دفعہ گیا ہوں - اور سب فصلیں دیکھیں ہیں اور جھنگ کے بیٹ کے علاقے میں بھی گیا ہوں - میں دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں بڑے بڑے کسانوں کو چھوٹے وہ تو اپنا انتظام کر ہی لیتے ہیں ، لیکن چھوٹے چھوٹے کسان ایک ایک ڈیڑھ ڈیڑھ یا دو دو کلے کے کسان کی اتنی اچھی فصل تھی کہ ہمارے so called progressive farmers کی بھی نہیں تھی - اور وہ واقعی چارپائیاں پر بیٹھے عیش کر رہے تھے -

جہاں میں گیا کچھ ٹھنڈا پانی پیا لسی نہیں پی جھنگ تو جانوروں کے لئے بڑا مشہور ہے ہیر وغیرہ کا قصہ بڑا مشہور ہے انہوں نے مجھے کوکا کولا کی بوتلیں پلائیں - کوکا کولا کی بوتل میرے خیال میں سوا دو روپے کی آتی ہوگی - اس کا مطلب ہے affluance ہے اور اس ملز کی ٹرانسفارم مشین دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ اسی مل نے شوگر کین ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنانے کے لئے پیسے بھی دیے ہیں اور میری نظر میں ایک شوگر مل ایسی بھی ہے جس نے اپنی جیب سے ڈھائی کروڑ روپے خرچ کر کے لوگوں کو extenion کیلئے قرضہ دیا ہے - جس طرح ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں اسی طرح ملز میں بھی فرق ہوگا - لیکن جہاں تک مجھے پتہ ہے کیونکہ بحیثیت وزیر کے ایگریکلچر کریڈٹ سے میرا کافی تعلق ہے - ADBP کے پاس شوگر ملز انڈسٹری چلانے کیلئے قرضے کی کوئی گنجائش نہیں ہے - اور شاید کوئی کسی فارم وغیرہ کیلئے کسی نے کوئی قرضہ لیا ہو - میں نے آپ کو قرضہ کا گوشوارہ بتایا تھا لیکن اسوقت فاضل ممبر تشریف نہیں رکھتی تھیں دیکھنا یہ ہے کہ زرعی ترقیاتی بنک جو 1978ء میں 292 ملین یعنی 29 کروڑ روپے قرضہ دیتا تھا اس کے قرضے کی مقدار اب 147 کروڑ روپے ہوگئی ہے - اس کے علاوہ کوآپریٹیو بنک جو 1978ء میں 29 کروڑ روپے قرضہ دیتا تھا اس کے قرض کی مقدار بھی 119 کروڑ ہوگئی ہے -

بیگم سیدہ عابدہ حسین — حضور والا میں نے آپ کو ایک specific instance دیا ہے - میں نے آپ کو specific instance یہ دیا ہے کہ شکر گڑھ شوگر ملز کے owner جھنگ میں رقبہ اپنے نام پر lease کرکے وہاں پر زرعی credit حاصل کر رہے ہیں - اور وہاں پر زرعی کریڈٹ ان کو ملتا ہے بلکہ ہر شوگر ملز کو ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بنک سے ملتا ہے

وزیر زراعت— زرعی بنک سے ملتا ہے

بیگم سیدہ عابدہ حسین— ظاہر ہے اگر زرعی بنک ہے تو زرعی قرضہ ہی ملے گا انڈسٹریل کریڈٹ تو نہیں ملے گا۔

وزیر زراعت — For extension

بیگم سیدہ عابدہ حسین — جی ہاں - تو میں آپ کو یہی عرض کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ ایک ملز زرعی قرضہ لیکر اور زرعی اراضی کو ٹھیکہ پر لیکر وہاں پر sugarcane grow کر رہی ہے یعنی کہ مالکان ملز personally زرعی قرضے سے مستفید ہو رہے ہیں - رہا یہ کہ جب وزراء کرام دیہاتوں میں جاتے ہیں تو کوکا کولا کی بوتلیں چاہے کوئی غریب ہو چاہے کوئی امیر ہو لوگ نکال ہی لیتے ہیں (قہقہے)

وزیر زراعت— نہیں جناب اس علاقے میں میں تو اسی پینے گیا تھا کوکا کولا پینے کیلئے نہیں گیا تھا - (قہقہے) ---- چونکہ میں اس ملز کے اور پورے علاقہ سے اچھی طرح واقف ہوں لہذا مجھے اس بات کا کوئی اعتراض نہیں اگر کوئی ملز ملز والا اچھا ماڈل فارم بنانے کیلئے قرضہ حاصل کرتا ہے اور کوئی نمونہ بنا کر پیش کرتا ہے تو بڑی اچھی بات ہے شکر گنج شوگر ملز نے بھی اسی طرح ایک نمونہ پیش کیا ہے اس طرح کمالیہ شوگر ملز والوں نے بھی ایک اچھا نمونہ پیش کیا ہے اب اتفاق شوگر ملز کے بارے میں فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا بہر حال انہوں نے میں بھی کافی پیسے خرچ کئے ہیں دو ڈھائی کروڑ روپے خرچ کئے ہیں - لیکن جو بھی مل زندہ رہنا چاہتی ہے اسے extension کرنی پڑے گی - اس نے لوگوں کو بھی قرضہ دینا ہے - میں نے آپ کو ایک نمونہ دیکھ کر بتایا ہے انہوں نے یہ سب کچھ کرکے دکھایا ہے کہ آو دیکھو اسی طرح اور ملز بھی کام کر رہی ہیں -

جناب صالح محمد نیازی — جناب والا شکر گنج شوگر ملز کو 4 کروڑ روپے سالانہ منافع حاصل ہوتا ہے اس طرح کریسنٹ شوگر ملز فیصل آباد کو تمام اخراجات نکال کر چار ساڑھے چار کروڑ روپیہ کا سالانہ منافع ہوتا ہے -

وزیر زراعت—یقینی طور پر کماتے ہونگے - آپ اور میں جب بھی کوئی کام کرتے ہیں تو کمانے کیلئے ہی کرتے ہیں - میں کھیتی باڑی کرتا ہوں تو کمانے کیلئے کرتا ہوں اور اس میں سے جو اللہ تعالی کا حصہ ہے - میں ادا کر دیتا ہوں اس کے بعد میرا یہ حق ہے کہ میں کماؤں - اگر ناجائز کماتی ہو تو اس کو آپ پکڑیں - اس کے بعد بیگم ساجدہ نورہ عابدی نے فرمایا ہے -

آوازیں — نماز کا وقت ہوگیا ہے

وزیر زراعت — پانچ منٹ میں ختم کرتا ہوں -

جناب قائم مقام چیئرمین — wind up کر رہے ہیں ؟

وزیر زراعت — میں wind up کر رہا ہوں -

اس کے بعد چیمہ صاحب نے کہا ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کو اختیار دیا جائے مارکیٹ کمیٹیوں کا چیئرمین ہی کاشت کار ہوتا ہے اگر وہ ہی کام نہ کرینگے تو پھر میں کس سے شکایت کروں ! اکثریت بھی کاشت کاروں کی ہے چیئرمین بھی کاشت کار ہیں قوانین کے تحت پورے اختیارات ان کو حاصل ہیں

چوہدری انور علی چیمہ— جناب والا موجودہ قوانین کے تحت ہمیں اختیارات حاصل نہیں ہیں اس میں صرف غلہ منڈی شامل ہے

وزیر زراعت — جناب والا آپ اس کا notified area دیکھیے

چوہدری انور علی چیمہ— جناب والا notified area میں صرف گرین مارکیٹ آتی ہیں

وزیر زراعت— نہیں جناب گرین مارکیٹ نہیں آتی رورل ایریا شامل ہے اس کے بعد ہارون الرشید تھہیم صاحب کا پوائنٹ ہے تھہیم صاحب کا کل وقفہ سوالات میں ایک سوال ہے انہوں نے غالباً ایجنڈا دیکھا نہیں ہے 15 فروری کی ادویات کا ذکر ہے اس کا میں کل وقفہ سوالات میں جواب دوں گا -

اس کے بعد جناب والا یہ کہا گیا ہے کہ راجن پور میں کوئی انجینئرنگ ورکشاپ نہیں ہے - ایک موبائل وین ہے جو ہمارا equipment جا کر ٹھیک کرتی ہے - اس کے علاوہ boring rigs وغیرہ موجود ہیں - میرے پاس اس کی تفصیل بھی موجود ہے - میں بعد میں بتا دوں گا کہ وہاں کتنے boring rigs موجود ہیں - میری یہ درخواست ہے کہ آپ اس عملے کی نشاندہی کریں جو آپ کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ آپ

پر انہوں نے تکلیف کام فرمائیں I shall be most grateful اس کے بعد یہ سوال بھی اٹھایا گیا ہے کہ زمیندار سے گندم براہ راست خریدی جائے تاکہ ہمارے غذائی خوراک اس وقت موجود نہیں ہے بہر حال ہماری یہ کوشش ہے کہ زمیندار سے گندم براہ راست خریدی جائے ، اس سلسلہ میں ہم نے 180 سنٹرز بھی کھولے ہیں اور وہاں پر کروڑوں روپے کی خریداری ہوتی ہے ۔ اب اگر کسان نہ آئے تو ہم کیا کر سکتے ہیں ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ادائیگی چونکہ بنک کے ذریعہ ہوتی ہے اس لئے زکوٰۃ کاٹ لی جاتی ہے ۔ بہر حال مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ زکوٰۃ کاٹی جاتی ہے یا نہیں ؟ کیونکہ میں اپنی ضرورت کے علاوہ ذاتی طور پر جو تھوڑا سا مال یعنی گندم کاشت کر رہا ہوں بہر حال میں یہ چاہتا ہوں کہ جو عشر دینا ہے دامن سے زکوٰۃ نہ لی جائے ۔ کیونکہ عشر زکوٰۃ کا دوسرا نام ہے اور ڈبل کٹوتی نہیں ہونی چاہئے ۔ اللہ تعالیٰ نے گندم پر عشر نافذ کیا ہے کیونکہ فصلوں پر زکوٰۃ نہیں ہوتی ۔

چوہدری انور علی چیمہ — جناب والا ادائیگی چونکہ بنک کے ذریعہ ہوتی ہے بنک والے زکوٰۃ کاٹ لیتے ہیں ۔

وزیر زراعت — میں نے کہا ہے کہ میں نے یہ بات نوٹ کر لیا ہے ۔ اس پر غور کیا جائے گا ۔ روڈ کوئٹہ کا تھوڑا سا ذکر ہوا ہے ۔ میں آجکل میجر ایلورڈ کی کتاب پڑھ رہا ہوں ۔ انگریزوں نے 1844ء میں سندھ فتح کیا تو اس میں رابن ہوڈ کا ذکر بھی آیا ہے ۔ کیونکہ وہاں سے بھی کچھ قبیلے انگریزوں کی مدد کیلئے تشریف لائے تھے ۔

ایک معزز رکن — جناب والا روڈ کوئٹہ کے متعلق بات ہو رہی تھی ۔

وزیر زراعت — میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ روڈ کوئٹہ کا مسئلہ اسوقت بھی موجود تھا اب موجودہ حکومت نے ایک پراجیکٹ بنا کر study کر لیا ہے ۔ feasibility رپورٹ آگئی ہے ، یہ معاملہ اس وقت زیر غور ہے ، اس پر اربوں روپے کا خرچہ ہے ۔ جناب والا اس کے متعلق گورنر صاحب نے کمشنر صاحب کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ جب تک اس کے متعلق study ہو رہی ہے ، آپ اپنے طور پر عارضی بندوبست کا انتظام کریں اور گورنر صاحب بھی سکیم بنا رہے ہیں ۔ اس کے بعد میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ غلط فہمیاں آباد کے متعلق پائی جاتی ہیں ۔ ''آباد'' بذات خود کوئی محکمہ نہیں ہے ۔ آباد ۔ ایجنسی فار

بلدیاتی ایریا ڈویلپمنٹ کا نام ہے۔ اس میں محکمہ انہار بھی شامل ہے محکمہ جنگلات بھی شامل ہے۔ اس میں سب نیشنل ڈیپارٹمنٹ شامل ہیں۔ ان میں سے چھ محکمے میرے ماتحت ہیں۔ کواپریٹیو فارمنگ کیلئے ان کی مونیٹرنگ کیلئے ڈائریکٹر جنرل آباد کو اختیار دیا گیا ہے۔ شروع میں جن کو کچھ تکلیفیں ہوئی تھیں کیونکہ وہ اے۔ بی۔ آر نہیں لکھ سکتے تھے۔ اب ہم نے ان کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ ان کی اے۔ بی۔ آر لکھیں۔ سارے محکموں کی coordination ڈائریکٹر جنرل آباد کرتے ہیں۔ ہر محکمہ کی جتنی funding ان کو ملتی رہتی ہے۔ ڈائریکٹر جنرل آباد بڑے محنتی اور انتھک آدمی ہیں۔ میں ان سے اچھی طرح واقف ہوں۔ آج سے نہیں بلکہ 1951ء میں ہم دونوں نے کوئٹہ میں ایک ساتھ انفنٹری کا ایک کورس کیا تھا۔ تب سے میں ان سے واقف ہوں۔ بہر حال میں یہ غلط فہمی دور کرنا چاہتا تھا۔

اس کے بعد ہمارے ایک چیئرمین صاحب نے کواپریٹیو سوسائٹی کا ذکر کیا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ سیکرٹری کواپریٹیو لغاری صاحب نے نوٹ کر لیا ہوگا اور کل تک اس کا جواب دیں گے۔ آپ کا تجربہ میرے تجربہ سے مختلف نہیں ہے۔ مجھے بھی ساڑھے تین مہینے لگ گئے تھے۔ لیکن جب وزیر بنا تو اس کے تین دن بعد رجسٹریشن ہوئی۔ اب میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں اور اس نتیجہ تک پہنچنا چاہتا ہوں کہ ہونا کیا چاہیے؟

جناب قائم مقام چیئرمین — بس جناب اب ختم کریں۔

وزیر زراعت — بس جناب میں ختم کر رہا ہوں۔ codling moth کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں یہ ایک بڑا ضروری مسئلہ ہے جو یہاں اٹھایا گیا ہے۔ codling moth پر بڑا spray ہوا ہے آپ زرا Commonwealth Institute of Biological Control جا کر دیکھئے۔ آباد کے ساتھ ہی ہے۔ انہوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جو Spray کیا گیا ہے وہ غلط ہوا ہے کیونکہ اس سے پھپھوندی کی بیماری شروع ہو گئی ہے۔ لہٰذا ہرگز Spray نہ کیجئے ان کو اس مقصد کیلئے ایک پراجیکٹ دیا ہوا ہے۔ میری طرف سے درخواست ہے کہ آپ وہاں جا کر اسے دیکھیں اور پھپھوندی کے وہ نمونے بھی دیکھیں جو وہاں پیدا ہوئے ہیں اب چونکہ وقت کی کمی ہے ورنہ میں کوئی مدلل جواب دیتا۔ شکریہ

جناب قائم مقام چیئرمین — شکریہ

اجلاس کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کیلئے ملتوی کر دی گئی)

سبجیکٹ کمیٹی برائے مال کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	سفارشات پر حتمی فیصلے	محکمہ کی جانب سے کی گئی کارروائی کی موجودہ صورت حال ۔
1	2	3
(1) ارکان سبجیکٹ کمیٹی نے اتفاق رائے سے چوہدری قادر بخش صاحب کو کمونیر منتخب کیا ۔	کوئی تبصرہ نہ ہے	کارروائی کی ضرورت نہ ہے ۔
(2) جناب سید محمد تسیم صاحب رکن نوآبادیات مجلس مال نے جملہ اراکین کی توجہ سبجیکٹ کمیٹی کے گذشتہ اجلاس کی روئیداد کی طرف مبذول کروائی اراکین نے روئیداد فیصلوں پر عملدرآمد اور سوالات کے جوابات ملاحظہ کئے ۔	کوئی تبصرہ نہ ہے	کاروائی کی ضرورت نہ ہے ۔
(3) جناب قادر بخش صاحب نے کہا کہ بورڈ آف ریونیو کی ہدایات کے باوجود کالونی چکوک	مناسب کارروائی پہلے ہی ہو رہی ہے ۔	مطابق آمدہ رپورٹ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں احاطہ جات کی الاٹمنٹ کالونی چکوک میں بصرف مستحق اشخاص کو کی گئی ہے ۔ دوران سال 1983ء 247 درخواست ہائے

میں رہائشی احاطہ جات کی الاٹمنٹ کی جا رہی ہے بالخصوص ٹوبہ ٹیک سنگھ میں -

(4) جناب میاں غلام محمد سومرا نے کہا ہے کہ پیپلزپارٹی میں سرکاری زمین کی الاٹمنٹ کے دوران بعض بے قاعدگیاں ہوئی ہیں - نیز مقامی حکام قائمقام کی الاٹمنٹ کے استحقاق کا تعین کرتے وقت عوام کے نمائندوں کو اپنے ساتھ شریک نہیں کرتے - انہوں نے تجویز پیش کی کہ صوبائی کونسل کے مقامی اراکین یا اراکین ضلع کونسل کو اس کام میں شریک کرنا چاہئے -

مناسب کارروائی پہلے ہی ہو رہی ہے -

برائے الاٹمنٹ احاطہ کا فیصلہ کیا گیا ہے - جن میں 160 اشخاص مستحق قرار پائے ہوئے احاطہ جات الاٹ کئے گئے - جبکہ 87 درخواست ہائے متعلقہ اشخاص کے مستحق نہ ہونے کی بنا پر مسترد کر دی گئیں - احاطہ جات کی الاٹمنٹ کا کام بورڈ آف ریونیو کی جاری کردہ ہدایات کے مطابق جاری ہے - اور زیر سماعت درخواست ہائے کا فیصلہ بھی آئندہ چند ایام میں کر دیا جائیگا - اس ضمن میں دیگر اضلاع سے کسی قسم کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے -

اس ضمن میں حکومت کی طرف سے فروری 1981ء میں ہدایات جاری کی گئیں تھیں- جس کے تحت بے قاعدگیاں کی نشان دہی کے لئے معائنہ کمیٹی مقرر کی گئی جس میں مقامی کونسلر کو بھی رکن بنایا گیا ہے - معائنہ کمیٹیوں نے جہاں بھی کی اور انکی سفارشات پر الاٹمنٹ کی جا رہی تھیں - تینوں ضلع کونسلوں کے چیئرمین حضرات بھی پیپلزپارٹی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ممبر ہیں اور انکی رائے اور مشورے اس کام میں شامل رہتے ہیں-

(5) جناب میاں غلام محمد سمونکا نے مطلع کیا کہ تحصیل فورٹ عباس میں توبہ کوڈھران کے قریب تقریباً سو خاندان آباد تھے ۔ محکمہ جنگلات نے یہ رقبہ اپنے نام منتقل کرا لیا ہے ۔ اور باوجود امن امر کے کہ یہ لوگ پچاس پچاس سال سے آباد تھے ۔ انہیں متبادل جگہ دئیے بغیر محکمہ جنگلات انہیں بیدخل کرنے کی کوشش کر رہا ہے ۔ یہ آبادی رقبہ کے ایک طرف واقع ہے ۔ اور ان غریبوں کو بے گھر ہونے سے بچانے کے لئے محکمہ جنگلات کو دوسری جانب رقبہ دیا جا سکتا ہے ۔	محکمہ ہذا متبادل اراضی متاثر خاندانوں کو فراہم کر دی ہے ۔	بمطابق موصول شدہ رپورٹ رقبہ تعدادی 10714 ایکڑ نزد دوران فورٹ عباس ڈپٹی مارشل لاایڈمنسٹریٹر سیکٹر نمبر 4 بہاول پور کے منتخب کرنے پر دفاعی مقاصد کے پیش نظر برائے اگائے درخت محکمہ جنگلات کو منتقل کیا گیا ہے ۔ متاثرین جو چند خاندانوں پر مشتمل ہیں ض کو متبادل اراضی واقع چولستان میں الاٹمنٹ کر دی گئی ہے ۔ لیکن یہ لوگ وہاں جانے میں پس و پیش کر رہے ہیں ۔
(6) جناب میاں غلام محمد سمونکا نے بتایا ہے ۔ کہ محکمہ آبادیات کی موجودہ پالیسی کے مطابق ایسے اشخاص جن کے باپ دادا زندہ ہوں ایک خاندان تصور کئے جاتے ہیں ۔ اور وہ سب ایک ہی لاٹ کی الاٹمنٹ کے مستحق ہوتے ہیں جبکہ ایسے بھائیوں میں سے	محکمہ کی رائے سے اتفاق ہے	قانون کے مطابق خاندان کے ہر شخص کو علیحدہ علیحدہ رقبہ الاٹ نہیں کیا جا سکتا بلکہ ایک خاندان صرف ایک ہی لاٹ جو گزارہ یونٹ تک محدود ہے ۔ لینے کا مجاز ہے ۔ متذکرہ ہدایات برائے اصطلاح خاندان نہ صرف چولستان میں عمل پیرا ہیں ۔ بلکہ صوبہ پنجاب میں تمام دیگر سکیموں پر بھی لاگو ہیں۔ اس پالیسی کی وجہ یہ ہے ۔ کہ سرکاری زمین محدود

ہر ایک جس کا والد زندہ نہ ہو ایک علیحدہ لاٹ کا مستحق ہے - انہوں نے تجویز پیش کی کہ اس پالیسی پر نظر ثانی کی جانی چاہیے -	محکمہ کی رائے سے اتفاق ہے	ہے - اور بجائے ایک ہی خاندان کے کئی لوگوں کو دینے کے زیادہ سے زیادہ بے زمین خاندانوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جائے
(7) جناب میاں غلام محمد سمونکا نے تجویز پیش کی کہ دریا بردی و سیم و تھور سے بہت سے کاشتکاران بری طرح متاثر ہوئے ہیں - لہذا حکومت کو ایسے متاثرین کو متبادل سرکاری اراضی دینے کی سکیم پر غور کرنا چاہیے -	ایضاً	ماضی میں دریا بردی متاثرین کو رقبہ سرکار الاٹ کیا جاتا تھا - حکومت کے محدود وسائل کی بنا پر ربیع 1979ء سے اس سکیم کے تحت الاٹمنٹ کا سلسلہ ختم کر دیا گیا تھا - چونکہ سرکاری زمین اب اور بھی کم رہ گئی ہے اس لئے ایسے متاثرین کو متبادل زمین مہیا کرنا ممکن نہیں -
(8) جناب میاں غلام محمد سمونکا نے تجویز پیش کی کہ جو رقبہ چولستان ضلع بہاولپور میں واقع ہے - وہاں ٹیوب ویل نصب کیے جا سکتے ہیں رکن نوآباد یات نے آگاہ کیا کہ اس ضمن میں سروے کیا جا رہا ہے- اور سروے کے نتائج پر ہی ٹیوب ویل لگانے کے امکان کا انحصار ہوگا -	سروے کے نتائج کا انتظار ہے	سروے کے نتائج کا انتظار ہے
(9) جناب قادر بخش صاحب نے 12 ایکڑ کے رقبہ کی لاٹوں کے حقوق	کارروائی کی جارہی ہے بورڈ آف ریونیو	اس ضمن میں پہلے ہی ہدایات جاری کی جاچکی ہیں جس کے مطابق ایسی درخواستوں کو نوٹانے کی آخری

	ملکیت عطا کرنے کی درخواستوں کے بارے میں دریافت کیا ۔ جناب رکن نوآبادیات نے یقین دلایا کہ وہ معیار کے اندر موصول شدہ درخواستوں کے بارے میں چھان بین کریں گے اور یہ بھی دیکھیں گے کہ باقی ماندہ درخواستیں نمٹانے میں تاخیر کی کیا وجہ ہے ۔ انہوں نے مزید کہا کہ 1979ء کی اس قسم کی سکیم کے بارے میں بھی ایسے اعداد و شمار جمع کئے جائیں گے اور اس ضمن میں کی جانے والی کارروائی سے آئندہ اجلاس میں سبجیکٹ کمیٹی کو آگاہ کیا جائے گا ۔ جناب رکن مال کی تجویز پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایسے معاملات کو نمٹانے کے لئے ایک معیار مقرر کیا جائے ۔	رفتار تیز کرے	تاریخ 31 دسمبر 1983ء مقرر کی گئی تھی اور کیف ضلعی حکام سے مکمل کوائف معلوم کرنے کی غرض سے ہدایات جاری کی گئی ہیں۔
(10)	جناب چوہدری منظور حسین تارڑ صاحب نے سبجیکٹ کمیٹی کو آگاہ کیا کہ ضلع گجرات میں دریائے چناب کے کنارے کی اراضی حدثبت اور	مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے ۔	کوئی تبصرہ نہ ہے

پیداوار کے لحاظ سے اتنی کم حیثیت ہے کہ لوگ جو پہلے آبیانہ ھی مشکل سے ادا کرتے تھے - اب عشر کی ادائیگی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے - جناب رکن نوآباد یات نے آگاہ کیا کہ آبیانہ وہ واجبات ھیں جو حکومت پانی کو کھیتوں تک پہنچانے کے لیے برداشت کرتی ہے اور عشر زکواۃ و عشر آرڈی ننس کے تحت وصول کیا جاتا ہے جو زمین سے حاصل ہونے والی کل پیداوار پر واجب الادا ہوتا ہے - علاوہ ازیں جو زمیندار عشر ادا کرتے ھیں - وہ مالیہ کی ادائیگی سے مستثنیٰ ھیں تا ھم خرابے کی صورت میں زمیندار آبیانہ اور عشردونوں کی ادائیگی میں صورت حال کے مطابق چھوٹ طلب کر سکتا ہے -

(11) جناب حاجی محمد شریف خان صاحب نے کہا کہ شہری رقبہ جات (رینگ ایریا) میں زرعی اراضی پر	محکمہ زکواۃ وعشر تجاویز پر غور کر رہا ہے	مسئلہ محکمہ زکواۃ و عشر و ایکسائز و ٹیکشن کے زیر مشورہ ہے اور تجاویز زیر غور ھیں	

شہری جائیداد ٹیکس اور عشر دونوں
ایک وقت وصول کیے جا رہے ہیں
جناب رکن مال نے بتایا کہ یہ
دونوں واجبات دو مختلف بنیادوں پر
تشخیص کیے جاتے ہیں بعض جائیداد
ٹیکس جائیداد کی ملکیت پر اور ان
خدمات کے عوض وصول کیا جاتا ہے
جو اس جائیداد کے سلسلہ میں بجا
لائی جاتی ہیں جبکہ عشر زرعی
پیداوار پر واجب الادا ہے تاہم اس
معاملہ پر محکمہ جات مقامی حکومت
و ایکسائز و ٹیکشین و زکوٰۃ کے ساتھ
مشورہ کرکے غور کیا جا سکتا ہے

(12) جناب حاجی محمد شریف خان
نے کہا کہ دس سال قبل تحصیل
خوشاب میں کام بندوبست اراضی شروع
کیا گیا تھا لیکن تین چار مواضعات
مثلاً خوشاب و روڈا میں ہنوز نامکمل
ہے انہوں نے مزید بتایا کہ محال
خوشاب کی مثل معیادی (رجسٹر حقدا
رانی زمین) سال 46-1945ء کے بعد تیار

کاروائی محکمہ
ہو رہی ہے

آفیسران سپیشل ڈیوٹی (بندوبست) بورڈ کے ریونیو کو
تحقیقات پر مامور کیا گیا ہے

		بھی نہیں کی گئی جناب رکن مال نے یقین دلایا کہ ایک افسر کو اس ضمن میں تحقیقات کے لیے مامور کیا جائے گا اور ضروری کارروائی کی جائیگی
(13) جناب چوہدری قادر بخش صاحب نے آگاہ کیا کہ تحصیلات شور کوٹ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کی مشترکہ سرحد پر چند چکوک ایسے ہیں کہ کسی بھی تحصیل کا حصہ شمار نہیں ہو رہے ' جناب رکن بحالیات نے آگاہ کیا کہ اس معاملہ پر پہلے بھی تنظیم تو کمیٹی غور کر چکی ہے - تاہم رکن مال نے یقین دلایا کہ جناب چوہدری قادر بخش صاحب کی جانب سے ان مواضعات کی تفصیل موصول ہونے پر فوری طور پر اس معاملہ کی جانچ پڑتال کی جائے گی - اور ضروری کاروائی کی جائے گی جناب رکن مال نے وعدہ فرمایا کہ وہ اس بارہ میں مکمل تفصیلات سے آگاہ کریں گے -	ایضاً	ابھی تک مقرر ممبر کی جانب سے تفصیلات فراہم نہیں کی گئیں

(14)	جناب اختر حسین شاہ صاحب نے کہا - کہ محکمہ بندوبست اراضی نے لیہ میں جو ریکارڈ تیار کیا ہے - وہ غلط اور ناقص ہے - اس ضمن میں انہوں نے نمبر 123 - بی - ڈی - اے (قصبہ لیہ) کے ریکارڈ کی طرف توجہ دلائی - انہوں نے تجویز پیش کی کہ تھل ایڈجسٹمنٹ کے معاملات کا فیصلہ کرتے وقت قبضہ اور رقبہ کی پسند کو مدنظر رکھنا چاہیے - جناب رکن نوآبادیات نے نے آگاہ کیا ہر ایک معاملات کا فیصلہ پالیسی کے مطابق اور قبضہ اور پسند کو مد نظر رکھ کر کیا جاتا ہے - لیکن جب دو دعویداران اور مالکان کے مابین آپس میں تنازعہ ہو تو پھر ہر ایک مقدمے کا فیصلہ مقامی کی اپنی نوعیت اور واقعات کی روشنی میں کیا جاتا ہے -	کارروائی محکمہ سے اتفاق ہے -	ڈپٹی کمشنر لیہ کو تحریر کیا گیا ہے - کہ وہ ایکسٹرا اسسٹنٹ (ریونیو) لیہ کو چھان بین کے لئے مامور کرے اور رپورٹ مجلس مال کو بھجوائی جاوے -

(15)	جہاں تک قبضہ لیہ کے کاغذات زمین کے ناقص ہونے کا تعلق ہے جناب رکن مال نے یقین دلایا کہ صورت حال کی چھان بین کی جائے گی -	ایضاً	
(16)	جناب اختر حسین صاحب نے مزید کہا - کہ قصبہ لیہ میں شفعے کا اتلاق نہیں ہوتا اس اس لئے لوگ بیعہ نامہ جات میں کم ذریعہ ظاہر کرتے ہیں - اور نتیجتاً مناسب ڈیوٹی اور پلدیاتی ٹیکسوں کی ادئیگی سے بچ جاتے ہیں - جناب رکن مال نے آگاہ کیا - کہ ڈپٹی کمشنر صاحبان ایکسائز و ٹیکسیشن کے افسران کے مشورہ کے ساتھ اراضی کی کم سے کم قیمت کا تعین کر رہے ہیں - اور اس ضمن کے مکمل ہونے پر ایسی بدعنوانیاں کم ہو جائیں گی - کیونکہ مقررہ شرح سے کم قیمت کے تعین کی اجازت نہ ہوگی -	رکن مال مجلس مال جواب دے چکے ہیں -	کوئی تبصرہ نہیں ہے -

(17) آخر میں جناب رکن مال مجلس مال زیراراکین سبجیکٹ کمیٹی کی خدمت میں تجویز پیش کی کہ وہ رشوتستانی کے خاتمہ کے لیے قابل عمل تجاویز ارسال کریں اور خصوصاً ان امور کے بارے میں تجاویز ارسال فرمائیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں -

(1) رجسٹر گرداوری کے اندراجات
(2) انتقالات کا اندراج اور فیصلہ
(3) کاغذات مال کی مصدقہ نقول کا اجراء حصول
(4) دستاویزات کی رجسٹری -

معزز ممبران کی جانب سے کوئی تجاویز موصول نہیں ہوئیں - البتہ مجلس مال نے اس سلسلہ میں مناسب ہدایات جاری کر دی ہیں -

سبجیکٹ کمیٹی برائے ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلہ	محکمہ کی جانب سے کی گئی کارروائی کی موجودہ صورت حال۔
1	2	3	4
1	**مسٹر عالم خان کھتران چیرمین میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان** نکتہ نمبر 1 ڈیرہ غازی خان اور اس قسم کے دوسرے شہروں میں آبادیوں کا پھیلاؤ بے ہنگم طریقے سے ہو رہا ہے جس سے بے شمار مسائل پیدا ہو رہے ہیں اس لیئے ایسے شہروں کی باقاعدہ منصوبہ بندی کی اشد ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیئے محکمہ ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ کا مقامی دفتر ضروری منصوبہ بندی کرے اور تکنیکی مشورے سے مستفیض کرے۔	حکومت پنجاب نے ڈی جی خان شہر کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جولائی 1983ء سے ریجنل فزیکل پلاننگ کا دفتر قائم کردیا گیا ہے تاکہ مذکورہ دفتر شہر کی مناسب منصوبہ بندی اور ترقیاتی سکیموں میں میونسپل کمیٹی ڈی جی خان اور متعلقہ دوسرے اداروں کو موقع پر ہی مناسب فنی مہارت فراہم کرسکے۔ مزید براں ڈپٹی ڈائریکٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیرہ غازی خان کی نئی اسامی جولائی 1984ء سے منظور ہوچکی ہے۔	فیصلے کے مطابق محکمہ کارروائی مکمل کر چکا ہے۔

2 - نکتہ نمبر 2 ۔ چوہدری شیر علی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد -

موجودہ پالیسی کے تحت الاٹ شدہ پلاٹ منتقل نہیں ہو سکتا جب تک پلاٹ پر گھر مکمل نہ ہو اور حکومت کے واجبات ادا نہ ہو چکے ہوں - لیکن لوگ مختار نامہ وغیرہ کے ذریعے پلاٹ منتقل کر دیتے ہیں مگر حکومت کی پابندی کی وجہ سے نہ صرف پلاٹ خریدنے والا ذہنی طور پر پریشان رہتا ہے بلکہ حکومت بھی ٹرانسفر فیس - سٹیمپ ڈیوٹی-پراپرٹی ٹیکس اور گین ٹیکس کی صورت میں ہونے والی آمدنی سے محروم رہتی ہے - لہذا مندرجہ ذیل شرح سے ٹرانسفر فیس لگا کر پلاٹ منتقل کرانے کی اجازت دی جائے -

7 مرلہ پلاٹ تک کی قیمت 5 فیصد

یہ مسئلہ پہلے ہی حکومت پنجاب کے زیر غور ہے بحکم گورنر صاحب ایک کمیٹی مشتمل بر معتمد خزانہ اور ڈائریکٹر جنرل ایل-ڈی-اے قائم کی گئی ہے جو کہ باہمی مشورہ سے بعد از عدم استعمال فیس اور ٹرانسفر فیس پلاٹوں کوارٹروں کی منتقلی کے متعلق ایک حتمی تجویز گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کرے۔

کمیٹی کی رپورٹ کا انتظار ہے

7-2 مرلہ سے زائد پلاٹ پر قیمت کا 10 فیصد ۔

3 - نکتہ نمبر 3۔ چوھدری شیر علی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد ۔

قرعہ اندازی میں الاٹ کئے جانے والے پلاٹوں کے سلسلہ میں امید واروں پلاٹ کی قیمت کی مجوزہ شرح کے مطابق پیشگی رقم جمع کرا دیتے ھیں مگر طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود قرعہ اندازی نہیں ھوتی اس صورت میں یہ عرصہ دو سال سے زائد نہیں ھونا چاھیے ۔ دو سال گذر جانے کے بعد دوبارہ درخواستیں طلب نہ کی جائیں اور پہلے درخواست دھندگان کے درمیان ڈسٹرکٹ کمیٹی موقع پر قرعہ اندازی کرے ۔

درخواستوں کی وصولی کے فوراً بعد انکی جانچ پڑتال کی جاتی ہے جسمیں کچھ وقت ضرور لگتا ہے مگر محکمہ کی کوشش یہ رہی ہے کہ قطعات اراضی کی قرعہ اندازی جلد از جلد کر دی جائے ۔ درخواست وصول کرنے کی تاریخ مقرر کرنے کے بعد کوئی نئی درخواست وصول نہیں کی جاتی سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات کے پیش نظر آئندہ کوشش کی جائے کہ درخواستوں کی وصولی کے بعد قرعہ اندازی کا وقفہ کم سے کم ھو ۔

متعلقہ احکامات جاری کر دیئے گئے ھیں ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے جنگلات کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	حتمی فیصلہ	محکمہ کی جانب سے کی گئی کارروائی کی موجودہ صورت حال
1	2	3	4
	قانون تحفظ ماہی گیری کو مزید فعال اور موثر بنایا جائے۔		
	قوانین تحفظ ماہی گیری مجریہ 1961ء موجودہ دور کے تقاضوں کو کما حقہ پورا کرنے میں غیرموثر ہیں۔ خاص طور پر ٹریڈنگ سیزن کے دوران ہونگ مچھلی کی حفاظت اور گولہ بارود، زہریلی اشیا کے ذریعے شکار ماہی کے تدارک کیلئے موجودہ سزائیں نرم اور ناکافی ہیں۔ ان کو مزید فعال بنانے کی ضرورت ہے۔ لہذا موجودہ قوانین میں ضروری ترامیم کی جائیں اور ان پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے۔	قانون ماہی پروری میں ترامیم تجویز کی جائیں۔	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں فشریز آرڈیننس 1961 میں ضروری ترامیم کی تجاویز مرتب کرنے کے لئے محکمہ نے ایک کمیٹی تشکیل کی ہے۔ کمیٹی اپنی مرتب کردہ سفارشات پر نظر ثانی کررہی ہے۔ جلد ہی یہ مسودہ صوبائی کابینہ سے حتمی منظوری حاصل کرنے کے لئے پیش کردیا جائیگا۔
	(الف) کمیٹی کے تمام ارکان نے مجموعی طور پر اس خیال کا اظہار کیا کہ	(الف) سور مارنے پر انعام کی رقم میں اضافہ کے لئے محکمہ مالیات	(الف) سور کا شکار اب بہت مقبول ہو رہا ہے۔ شوقین شکاری انعام حاصل

سور مار مہم جو کہ پچھلے چند سالوں سے چل رہی ہے موثر ثابت نہیں ہو رہی ہے سوروں کی تعداد بڑھ رہی ہے - انعام کی رقم جو کہ - 75 روپے فی دم کے حساب سے دی جاتی ہے بہت کم ہے - جسکی وجہ سے لوگوں کی دلچسپی اس میں کم ہو گئی ہے کمیٹی نے سفارش کی کہ انعام کی شرح کو بڑھا کر کم از کم 100 کردئے جائیں - اور ایسے انتظامات کئے جائیں کہ انعام کی رقم جلد از جلد اور موقع پر ہی ادا کی جائے - اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کو یاددہانی کرائی جائے کہ وہ اس مہم میں بھرپور کردار ادا کریں	کی منظوری حاصل کی جائے	کرنے کی غرض سے دمیں مہیا کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کرتے - لہذا حکومت پنجاب (محکمہ مالیات) اس حق میں ہے کہ موجودہ صورت حال ہی برقرار رہنی چاہیئے - البتہ ڈپٹی کمیشنر صاحبان کو انعام کی بروقت ادائیگی اور مہم کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہدایات جاری کردی گئی ہیں -
(ب) کمیٹی نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس بات کا بھی جائزہ لیا جائے کہ آیا کس غیر ملکی فرم کو سؤرمارنے اور اسکے گوشت کو بیرون ملک لے جانے کی اجازت دی جاسکتی ہے یا نہیں - آیا ایسی کارروائی مذہبی طور پر قابل قبول ہوگی -	(ب) غیر ملکی کمپنیوں کے ذریعے سور کے گوشت کی برآمد کے سلسلے میں انسپکٹر جنرل جنگلات کے ذریعے وفاقی حکومت سے ہدایات حاصل کی جائیں -	(ب) اس ضمن میں وفاقی حکومت سے درخواست کی گئی تھی - وزارت خوراک حکومت پاکستان نے اطلاع دی ہے کہ معاملہ اسلامی نظریاتی کونسل میں پیش کر دیا گیا ہے - اور یہ کہ ملک کے جید علماء کرام سے بھی رابطہ پیدا کیا گیا ہے - اسلامی

(ج) اسکے علاوہ ارکان نے متفقہ طور پر اس خواہش کا اظہار کیا کہ جنگلات میں سے جھاڑیوں کو تلف کیا جائے تاکہ سور ان میں پناہ نہ لے سکیں ۔

(ج) جنگلات سے جھاڑیاں تلف کرنے کے قابل عمل ہونے ، ان کی تلفی کے اخراجات اور فائدہ کا موازنہ اور اس کے نباتاتی اثرات کا جائزہ لیا جائے ۔

نظریاتی کونسل کی ہدایات کی روشنی میں مزید کارروائی کی جائے گی ۔

(ج) صورت حال یہ ہے کہ جنگلات رقبہ جات میں جہاں جہاں جنگل لگانا مقصود ہوتا ہے ۔ وہاں سے جھاڑیاں از قسم جنگلی کیکر , بیری وغیرہ تلف کی جاتی ہیں ۔ تاہم ایسے رقبہ جات جہاں جھاڑیاں با افراط ہیں اونچے ٹیلے ہیں اور جنگل لگانے کیلئے پانی ضرورت کے مطابق موجود نہیں ہے کی صفائی کیلئے زرکثیر صرف کرنا ہوگا جبکہ اس سے مطلوبہ مقصد حاصل نہ ہوسکے گا ۔ کیونکہ اگر یہ کارروائی کامیاب بھی ہو جائے تو سور دریاوں اور ندی نالوں کے کناروں پر اگنے والی جھاڑیوں اور کانا کاھی نیز نجی رقبہ جات میں اگنے والی جھاڑیوں میں پناہ حاصل کر لیں گے ۔ تاہم جھاڑیاں تلف کرنے کے اقتصادی پہلو اور اس کارروائی کے نباتاتی اثرات کا جائزہ لیا جارہا ہے ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے محنت کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے	فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل
1	2	3	4
(1)	گوجرانوالہ میں محنت کشوں کی کثیر تعداد کے پیش نظر انہیں رہائشی منصوبوں کے تحت سہولتیں فراہم کی جائیں -	فی الحال گوجرانوالہ میں باقی شہروں کی نسبت خاطر خواہ رہائشی سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں - تاہم آئندہ بھی ماضی کی طرح گوجرانوالہ شہر کے محنت کشوں کی جائز ضروریات کو پیش نظر رکھا جائے گا -	حسب حکم فیصلہ پر عمل کیا جائے گا -
(2)	سرکاری شعبہ کے ملازمین کو جو 45 فیصد مہنگائی الاونس دیا جا چکا ہے اور اس سال سرکاری ملازمین کو تنخواہوں میں جو 10 فیصد اضافہ کیا گیا ہے وہ نجی شعبہ کے ملازمین کو بھی ملنا چاہئے - نیز یکم	مرکزی حکومت کو باقی عوامل کو پیش نظر رکھتے ہوئے نجی شعبہ کے ملازمین کو سی - ایل - اے دینے کے لئے دوبارہ تحریر کیا جائے -	تحریر کیا جا چکا ہے -

		پیولائی 1982ء سے وفاقی حکومت نے کوئی کاسٹ آف لیونگ الاونس (مصارف زندگی) نہیں دیا لہذا بڑھتی ہوئی مہنگائی کے پیش نظر بغیر مزید تاخیر کے نیا الاونس مصارف زندگی دیا جائے -	
(3)	لیبر ہالوں کی تعمیر کے لئے زمین مزدور تنظیموں کو سستے داموں فراہم کی جائے -	بورڈ آف ریونیو مستقبل میں سرکاری زمین کی لیبوزل کے بارے میں جب نئی پالیسی مرتب کرے تو اس تجویز پر بھی غور کرے -	اس بارے میں بورڈ آف ریونیو کو غور کرنے کے لئے لکھ دیا گیا ہے -
4 -	رہائشی اسکیموں میں محنت کشوں کیلئے الاٹمنٹ کا کوٹہ 20 فیصد تک بڑھا دیا جائے - نیز اس مقصد کیلئے کم از کم مدت ملازمت کی شرط تمام کارکنوں کیلئے 5 سال ہونی چاہئیے	محکمہ ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ کے مطابق مختلف پیشہ سے تعلق رکھنے والے افراد کیلئے کوٹہ جات مناسب غور و خوض کے بعد مقرر کئے گئے ہیں کسی اور پیشہ کے کوٹہ کو کم کر کے لیبر کے کوٹہ میں اضافہ مناسب نہ ہوگا - نئی پالیسی تشکیل دیتے وقت سجیکٹ کمیٹی کی سفارش برائے مدت ملازمت کو پیش نظر رکھا جائے -	حسب حکم عمل کیا جائیگا -
5 -	انتظامی اخراجات کو کم کرنے اور محنت کشوں اور آجروں کی سہولت کیلئے بڑھانے کے الاونس	وفاقی حکومت کے جواب کیمطابق ورکرز چلڈرن ایجوکیشن سکیم اور سوشل سیکورٹی سکیم کو یکجا کرنے کی تجویز زیر غور ہے تاہم ایپلائیز اولڈ	وفاقی حکومت کو دوبارہ لکھ دیا گیا ہے -

کارکنوں کے بچوں کی تعلیم اور سماجی تحفظ کی اسکیموں کو یکجا کر دیا جائے -	ایج بینیفٹ سکیم فی الحال وفاقی حکومت کے تحت ایک الگ ادارہ کی حیثیت سے کام کرتی رہے گی - وفاقی حکومت کو جلد فیصلہ کرنے کیلئے دوبارہ لکھا جائے -	
6 - وفاقی حکومت پاور لوم صنعت کو بحران سے نکالنے کیلئے جلد اور مناسب اقدامات کرے -	وفاقی حکمت کی منسٹری آف انڈسٹریز سے آمدہ اطلاع کیمطابق وفاقی حکومت پاور لوم صنعت کے مسائل سے باخبر ہے - حتمی فیصلہ ہونے پر صوبائی حکومتوں کو مطلع کیا جائیگا - وفاقی حکومت اس بارے میں مناسب کارروائی کر رہی ہے -	وفاقی حکومت سے اس بارے میں ربط رکھا جائیگا -
7 - ٹھیکیداری نظام کے تحت کارخانہ جات میں کام کرنیوالے کارکنوں کو قانون میں ترمیم کے ذریعے دوسرے کارکنوں کی طرح تمام تر حقوق و مراعات کا واضح طور پر حقدار قرار دیا جائے اور انکے حقوق کی ادائیگی کی ذمہ داری آجر پر عائد ہونی چاہئیے -	وفاقی حکومت کی وزارت محنت سے آمدہ اطلاع کے مطابق کنٹریکٹ لیبر کو دوسرے ورکروں کے مساوی مراعات حاصل کرنے کا معاملہ ہنوز حکومت کے غور ہے - اور حتمی فیصلہ ہونے پر صوبائی حکومتوں کو مطلع کر دیا جائیگا - وفاقی حکومت کو اس بارے میں یاد دہانی کرائی جائے -	حسب حکم وفاقی حکومت کو یاد دہانی کرا دی گئی ہے -
8 ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹروں اپرنٹس شپ ٹریننگ سنٹروں اور گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹوں کی مشاورتی کمیٹیوں میں کارکنوں کو نمائندگی دی جائے -	ان اداروں میں چونکہ انجینئرنگ کی صنعت کیلئے ہنرمند افراد کی ٹریننگ ہوتی ہے لہذا اس سے چیمبر آف کامرس و انڈسٹری اور مقامی ضمنی ادارے ہیں	

9 - صوبہ پنجاب سے جو کار کن بیرون ملک گئے ہیں - وفاقی حکومت سے یہ دریافت کیا جائے کہ انکی فلاح و بہبود کیلئے کیا کیا جا رہا ہے -	متعلق ہیں ان تعلیمی اداروں کی مشاورتی کمیٹیوں میں مزدوروں کے نمائندوں کی شمولیت ضروری نہیں ہے وفاقی حکومت سے آمدہ اطلاع کیمطابق بیرون ملک پاکستانیوں کی فلاح و بہبود کیلئے قومی سطح پر ایک ادارہ اوور سیز پاکستانیز فاونڈیشن قائم کیا گیا ہے یہ ادارہ حسب ذیل معاملات کی دیکھ بھال کرتا ہے 1 - بیرون ملک پاکستانیوں اور انکے کنبہ کے افراد کا سماجی تحفظ - 2 - ووکیشنل ٹریننگ کے اداروں کا قیام 3 - برائے کار کنان و افراد خانہ ہاؤسنگ سوسائیٹیز کالونیز اور ٹاون شپ کا قیام 4 - ورکروں کے بچوں کو سکالر شپ و ظیفہ جات یا مالی امداد کا اجرا خصوصا ٹیکنیکل سائنٹیفک و دیگر فنی شعبہ جات ہیں - 5 - تجارتی و صنعتی اداروں کے قیام میں مناسب اقدام اور مشورہ جات علاوہ	حسب حکم سبجیکٹ کمیٹی کو وفاقی حکومت سے آمدہ معلومات سے مطلع کیا جا چکا ہے

ازیں اس ادارے نے ویلفیئر کاونٹر سیکم کے تحت اسلام آباد لاہور اور کراچی کے ہوائی اڈوں پر ویلفیئر کاونٹر قائم کئے ہیں جو کہ بیرونی ملک سے واپس آنے والے اور بیرون ملک جانے والے پاکستانیوں کو مناسب مشاورت فراہم کرتے ہیں۔

یہ مسئلہ وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتا ہے جس سے آمدہ اطلاع کے مطابق وفاقی حکومت کے متعلقہ ادارہ میں اس پر کام ہو رہا ہے

سبجیکٹ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

(۱) ٹرانسپورٹ کو ایک صنعت قرار دیا جاوے۔

اس مسئلہ پر وفاقی حکومت کو تحریر کرنے پر اس نے غور شروع کر دیا ہے اس میں سید علی اصغر شاہ پریذیڈنٹ پاکستان موٹرز فیڈریشن اور ڈپٹی سیکرٹری ٹرانسپورٹ کو بطور نمائندہ منجانب گورنمنٹ مقرر کیا ہے اس کا اجلاس ابھی تک فیڈرل گورنمنٹ نے بلایا ہے جسب رپورٹ سبجیکٹ کمیٹی فیڈرل گورنمنٹ کو چوہدری نذیر احمد کو ممبر پنجاب کونسل و چیئرمین

اس مسئلہ کا تعلق وفاقی سے ہے اور وفاقی حکومت اس پر غور کر رہی ہے

	ڈسٹرکٹ کونسل فیصل آباد کو نامزد کئے جانے کے متعلق سفارش کر دی گئی ہے اجلاس ہونے کے بعد نتائج سے آگاہ کیا جاسکے گا	
	یہ مسئلہ زیر غور ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور ہے مورخہ 11 اپریل 1994ء ایک میٹنگ زیر صدارت جناب وزیر صاحب ٹرانسپورٹ ہوئی جس میں اس پر غور و خوض کیا گیا سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے میٹنگ میں بتاتا کہ 26 روٹ لاہور شہر میں ایسے ہیں جو کہ اقتصادی طور پر مناسب نہیں اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے - کہ ان روٹ ہائے کے متعلق ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نئی تجویز کردہ ان 26 روٹ ہائے کی بجائے نئے تجویز کردہ روٹ ہائے پر 24 سیٹر کوسٹرز کو پرمٹ دیئے جائیں - اور ان کے متعلق اخبارات میں اشتہار دیا جاوے اور ان پر کوئی ایسا کوسٹرز چلایا جائے جو 1982ء ماڈل سے پہلے	ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ہدایات کی روشنی میں عملدرآمد کر رہی ہے -
(2) لاہور شہر میں منی بسوں کے خالی روٹوں پر 24 سیٹوں والی کوسٹرز چلائی جائیں -		ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ہدایات کی روشنی میں عملدرآمد کر رہی ہے

	کا ہو اور ان کے ساتھ روٹ ہائے جو اس وقت خالی ہوں وہ بھی ان میں شامل کئے جائیں	
(3) - منجانب ڈپٹی سیکرٹری ٹرانسپورٹ کلیہ سڑکوں کے بارے میں حکومت کو بر وقت اطلاع نہیں دی جاتی نتیجتاً وہاں پر لوگ موٹروگی وین اور دیگر گاڑیاں ناجائز طور پر چلاتے ہیں - اور ان کی درجہ بندی چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کی اطلاع پر غور کی کیا جاوے۔	اس وقت کئی اضلاع میں سڑکیں بن چکی ہیں - جو 2 میل سے 30-32 میل تک ہیں - چیئرمین ہائے ضلع کونسل پنجاب اور چیئرمین ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کو تحریر کیا جاوے کہ چیئرمین حضرات جس وقت ایک سڑک مکمل ہو اس کی اطلاع فوری طور پر سیکرٹری پی - ٹی اے کو دے - تاکہ اس کی درجہ بندی کی جاسکے - نیز تمام سیکرٹری ہائے ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز کو پابند کیا جا رہا ہے - کہ وہ ذاتی طور پر اور فوری طور پر تمام چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل سے مفصل تمام سڑکوں کی فہرست ہائے جو سابقہ تین سالوں میں حاصل کرے اگر ان کی درجہ	مناسب کارروائی کی جا رہی ہے

			بندی نہیں ہوئی تو پندرہ دن کے اندر ان کے درجہ بندی کریں چیئرمین حضرات لوکل گورنمنٹ کو متذکرہ واقع سے اگاہ کریں تا کہ عوام کو نقل وحمل میں وقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

سبجکیٹ کمیٹی برائے امور حیوانات کی سفارشات پر عملدر آمد کی رپورٹ

ا ۔ کمیٹی نے سفارش کی کہ ادویات کی خرید علاقے کے ڈپٹی ڈائر یکٹر کی رائے مد نظر رکھ کرکی جائے تا کہ ادویات کا انتخاب تجربے کی بنا پر ہو ۔ دوائیوں کی جانچ پڑتال کے لئے محکمانہ کمیٹی بنائی جائے اور ادویات کی ضلع وار تقسیم کی ایک نقل متعلقہ ضلع کونسل کو مہیا کی جائے ۔	ادویات کی جانچ پڑتال کے لئے محکمانہ کمیٹی قائم کی جائے چونکہ یہ محکمانہ کارروائی ہے لہذا گورنر صاحب کے احکام کی ضرورت نہیں ہے	ادویات کی جانچ پڑتال کے لئے ایک محکمانہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے ادویات کی ضلع وار تقسیم کے بارے میں ایک نقل متعلقہ ضلع کونسل کو فراہم کرنے کے لئے ضروری احکام جاری کر دیئے ہیں ۔	
2 ۔ محکمہ کے شعبہ نشرواشاعت کو مزید فعال بنائے جائے اور جانوروں پر ہونے والی تحقیق کے نتائج تمام ضلع کونسلوں کو بھیجے جائیں تا کہ وہ اپنے ذرائع سے ان کی خاطر خواہ تشہیر کرسکیں ۔	عمل درامد ہو رہا ہے	شعبہ نشرواشاعت کو فعال بنانے کے لئے مناسب اقدامات کئے گئے ہیں جانوروں پر ہونے والی تحقیق کے نتائج ضلع کونسلیں کو مہیا کرنے بارے میں ضروری ہدایات جاری کر دی ہیں ۔	

3 - کمیٹی نے سفارش کی کہ گشتی شفا خانہ جات کا قیام صوبہ کے تمام اضلاع میں کیا جائے جولستان اور ڈیرہ غازی خان میں قائم شدہ ایسے شفاخانوں کی گشت کے پروگرام کو پیشگی مشتہر کیا جائے تا کہ لوگ اس سہولت سے مستفید ہوسکیں	مناسب کارروائی ہو رہی ہے	جولستان اور ضلع ڈیرہ غاز خان میں گشتی شفا خانوں کے قیام سے ایسے شفاخانوں کی ابتدا ہو چکی ہے - اس تجویز کی دیگر اضلاع میں توسیع کے لئے ایک منصوبہ بھی زیر غور ہے - قائم شدہ شفاخانوں کے گشت کی پیشگی شہر کے بارے میں ضروری احکامات صادر کر دیئے گئے ہیں -
4 - جانوروں میں امراض کی تشخیص کے لئے لیبارٹریوں کا قیام ضلعی شہروں کی بجائے دیہاتی قصبوں میں کیا جائے لاہور میں قائم شدہ لیبارٹری کو بھی کاھنہ نو میں منتقل کرنے کی سفارش کی جاتی ہے	محکمہ کی رائے سے اتفاق ہے	محکمہ کی رائے میں فی الحال ایسی لیبارٹریوں کا قیام دیہی علاقوں میں ممکن نہیں کیونکہ لیبارٹریوں میں استعمال ہونے والے سائنسی الات کو استعمال میں لانے کے لئے بجلی کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور اسی وجہ سے تشخص لیبارٹریوں کا قیام ضلعی سطحوں پر کیا جاتا ہے تا کہ وہاں مناسب سہولیتں میسر آسکیں مناسب وقت پر کاھنہ نو میں ایک لیبارٹری کا قیام بھی زیر غور ہے -
5. بورڈ آف ریونیو نے ایک یا دو سال پٹہ پر دی گئی اراضیات کی نشاندھی نہیں کی - کمیٹی پر زور سفارش کرتی ہے کہ ان اراضیات کو بھی پٹہ کی	سپیشل کمیٹی کو بورڈ آف ریونیو کی رائے سے اتفاق ہے -	محکمہ ھذا نے اس سفارش پر بورڈ آف ریونیو سے رائے طلب کی - بورڈ آف ریونیو نے بحوالہ چٹھی نمبری 871-84-494 بتاریخ 25 فروری 1984ء کو درج ذیل رائے کا اظہار کیا ہے - حکومت کی موجودہ پالیسی کے تحت وہ سرکاری اراضیات جو ایک تا دو سال کے لیے عارضی

			معیاد ختم ہونے پر پرورش حیوانات کے سلسلہ میں الاٹ کی جانے والی سکیم میں شامل کیا جائے اور ایسی اراضیات کے پٹہ کی تجدید فوری روک دی جائے۔
6	گورنمنٹ فارموں سے جو جانور نسل کشی کے لیے زمینداروں کو دئے جاتے ہیں ان پر نسل کشی کی بنا پر عائد کردہ سرچارج کی رقم خرید کنندہ کی بجائے بذریعہ سب سڈی وصول کی جائے نسل کشی کے لیے جانوروں کی فروخت ضلع کونسلوں کی سفارشات پر کی جائے تاکہ جانوروں کی	اس مسئلہ پر پہلے ہی رائے دی ہوئی ہے اور گورنر صاحب نے احکام صادر کیے ہوئے ہیں لہذا مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔	کاشت پر دی جاتی ہیں وہ یا تو چراگاہیں ہیں یا پھر یہ اراضیات ممنوعہ علاقہ میں شامل ہیں۔ جہاں تک نئے آباد حقوق میں سرکاری چراگاہوں کا تعلق ہے یہ آبادی دیہہ بڑھانے وغیرہ کے لیے مخصوص ہیں - جبکہ سرکاری اراضیات جو ممنوعہ میں واقع ہیں وہ حکومت کے ترقیاتی پروگراموں اور مزید قصبوں کی توسیع کے لیے مخصوص ہیں لہذا اس زمرہ کی اراضیات جو خاص مقاصد کے لیے ہوں لمبی مدت کے لیے استعمال میں نہیں لائی جا سکیں جیسا کہ افزائش نسل حیوانات کا منصوبہ ہے۔ نسل کشی کے لئے فروخت ہونے والے جانوروں پر نسل کشی کی بنا پر سرچارج وصول کرنے کے بارے میں سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات منعقدہ یا اجلاس 82-12-19 میں سپیشل کمیٹی نے یہ فیصلہ دیا تھا چونکہ یہ جانور نسل کشی کے لیے دیے جاتے ہیں اس لیے یہ جانور کم قیمت پر دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ تاہم اگر ضلع کونسلیں چاہیں تو وہ اپنے طور پر ان جانوروں کو سرکاری فارموں سے خرید کر زمینداروں میں مناسب قیمت پر فروخت کرنے کی ذمہ داری سنبھال لیں - جانوروں کی دستیابی کی فہرستیں ضلع کونسلوں کو

	افزائش میں تجربہ رکھنے والے افراد اس سہولت سے مستفید ہو سکیں - جانوروں کی دستیابی کے متعلق فہرستیں بھی ضلع کونسلوں کو مہیا کی جائیں -		مہیا کرنے کے لیے ذیلی دفاتر کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں -
7	ہر ضلع کونسل میں لائیو سٹاک کمیٹی بنائی جائے جو اپنے ضلع میں افزائش حیوانات میں اضافہ کرنے کے لیے تجاویز محکمہ کو بھیجے - اس کمیٹی میں متعلقہ ضلع کونسل کے نمائندہ کو بھی شامل کیا جائے -	محکمہ مناسب کارروائی کر رہا ہے -	اس سلسلہ میں ہر ڈویژن کے ڈپٹی ڈائریکٹر کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ ضلعی سطح پر کمیٹی برائے ترقی حیوانات تشکیل دیں جس میں ضلع کونسل کے چیئرمین کو بھی شامل کیا جائے یہ کمیٹی محکمہ امور حیوانات کو مناسب تجاویز مہیا کرے جس میں السداد بے رحمی کے بارے میں بھی مناسب اقدام شامل کیے جائیں -

سبجیکٹ کمیٹی برائے اوقاف کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ

سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	تبصرہ محکمہ اوقاف	سفارشات سپیشل کمیٹی
1	2	3
1 سبجیکٹ کمیٹی برائے محکمہ اوقاف نے با اتفاق جناب میاں شجاع الرحمن میئر لاہور میونسپل کارپوریشن کو کمیٹی کا کنوینر منتخب کیا ۔	تبصرہ درکار نہ ہے ۔	اس شق پر کوئی فیصلہ درکار نہ ہے ۔
2 جناب شیخ محمد لطیف نے تجویز کیا کہ پارک موسومہ نادرہ بیگم پارک ملحقہ دربار حضرت میاں میر(رح) صاحب کو لاہور میونسپل کارپوریشن جلد مکمل کرے جناب میاں شجاع الرحمن کنوینر سبجیکٹ کمیٹی و میئر لاہور میونسپل کارپوریشن نے جواب میں فرمایا کہ اس بارہ میں ٹینڈر طلب کر لیے گئے ہیں اور یہ ترقیاتی کام ماہ جون 1984ء سے قبل پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا ۔	محکمہ ، جناب میاں شجاع الرحمن میئر لاہور میونسپل کارپوریشن کے جواب سے مطمئن ہے اس مرحلہ پر کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے ۔	اس شق پر کوئی فیصلہ درکار نہ ہے کیونکہ میئر لاہور میونسپل کارپوریشن نے پارک نادرہ بیگم کی ترقیاتی سکیم پر عمل درآمد کرنے کی یقین دہانی کروائی ہے ۔
3 جناب میاں شجاع الرحمن کنوینر نے تجویز پیش کی کہ نئی مسجد داتا دربار (رح) صاحب لاہور کے لئے فراہمی چندہ کے سلسلہ میں ایک کمیٹی تشکیل دی	محکمہ کو کمیٹی کی سفارشات سے اتفاق ہے ۔	سپیشل کمیٹی کو اتفاق ہے بہرحال بیرون لاہور بھی اہم امور مذہبیہ کمیٹیاں فراہمی

جائے چنانچہ متفقہ طور پر طے ہوا کہ امور مذہبیہ کمیٹی دربار داتا صاحب لاہور میں فراہمی چندہ کی کارروائی کرے گی اور بیرون لاہور جو منیجر حضرات موجود ہیں ان سے درخواست کی جائیگی کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر کمیٹیاں تشکیل دے کر فراہمی چندہ کے بارہ میں کارروائی کریں ۔	چندہ کے بارے میں کارروائی کریں ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے زراعت کی سفارشات پر عملدر آمد کی رپورٹ

نمبر شمار	زرعی سبجیکٹ کی سفارشات	سبجیکٹ کمیٹی کا فیصلہ	مذکورہ سفارش پر محکمہ کی عمل درآمد کی تفصیل
1	2	3	4
	(1) زرعی سبجیکٹ کمیٹی نے سفارش کی کہ حکومت کوئی ایسا نظام وضع کرے جس سے کرم کش ادویات کی ملاوٹ ختم ہو سکے۔نیز اسکی قیمتیں بھی کم ہو سکیں۔کیونکہ جب سے کرم کش ادویات نجی شعبہ کی تحویل میں گئی ہیں ان کی نہ صرف قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے بلکہ ان میں ملاوٹ بھی زیادہ ہوگئی ہے انہیں وجوہات کی بنا پر اس سال کپاس اور چاول کی پیداوار پر بہت برا اثر پڑا ہے —	محکمہ مناسب کارروائی کررہا ہے—	کرم کش ادویات میں ملاوٹ کی شکایات کا جائزہ لینے کے لئے 10 جنوری 1984ء کو اسلام آباد میں مرکزی حکومت کے تحت پسٹیسائیڈ کمیٹی (Pesti.ide Committee) کے اجلاس میں اس معاملہ پر غور کیا گیا اور سیر حاصل بحث ہوئی تمام ممبران اس بات پر متفق تھے کہ کرم کش ادویات (زہروں) میں ملاوٹ کی شکایات حقیقت پر مبنی نہیں۔کرم کش ادویات خالص سپلا کی گئی تھیں۔کہیں کہیں ملاوٹ کے واقعات ہوئے ہونگے۔اصل وجوہات یہ تھیں کہ ایک تو ادویات صحیح منتخب کرکے ان

فصلات پر استعمال نہیں کی گئیں۔ اور دوسرے ان فصلات پر محکمہ کی طرف سے سفارش کردہ ادویات کی مقدار استعمال نہیں ہوئی۔ انہیں وجوہات کی بنا پر بعض جگہوں پر یہ تاثر لیا گیا ہے کہ کرم کش ادویات میں ملاوٹ تھی۔ جن جگہوں پر ان ادویات کی صحیح، بروقت اور سفارش کردہ مقدار استعمال ہوئی ہے۔ وہاں سے اس قسم کی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ اور فصلات بھی کیڑوں کے حملہ جات اور نقصانات سے کافی حد تک محفوظ رہیں۔

اس سلسلہ میں حکومت صوبہ بھر میں تجربہ گاہیں لیبارٹریاں قائم کر رہی ہے۔ تاکہ زہروں کے نمونہ جات حاصل کر کے یہ پتہ لگایا جا سکے۔ کہ ان میں ملاوٹ کی گئی ہے یا نہیں۔ اور یہ زہریں حکومت کے مقرر کردہ معیار کے

مطابق ہیں یا نہیں ۔ موجودہ قانون کے تحت ادویات کی ملاوٹ کے سد باب کے لئے مزید کارروائی کی جائے گی ۔

جہاں تک قیمتوں میں اضافے کا تعلق ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے کمپنیوں کو جو ان کا لین دین کرتی ہیں ۔ یہ کہا ہے کہ وہ اصل قیمت پر زیادہ سے زیادہ 80% منافع وصول کریں ۔ نیز جو کمپنی اس سے زائد منافع وصول کرے اسے10% چھوٹ کی رعایت نہیں دی جا سکتی تقریباً تقریباً تمام فرمیں حکومت کے مجوزہ اصول کی پابندی کرتی ہیں ۔ البتہ جب ادویات بیرونی ممالک سے مہنگے داموں آئیں تو ملک میں اسی نسبت سے قیمتوں کا بڑھنا ایک قدرتی امر ہے ۔ تاہم حکومت پنجاب اس سلسلہ میں پوری کوشش کر رہی ہے کہ ادویات کی قیمتوں کو معمول کی سطح پر رکھا جائے ۔

حکومت نے کھاد کی قیمت فی بوری 128 روپے مقرر کر رکھی ہے - جبکہ عام مارکیٹ میں یہ 110 روپے سے 112 روپے فی بوری کے حساب سے دستیاب ہے - قیمتوں میں اتنا فرق نہیں ہونا چاہئیے -	محکمہ مناسب کارروائی کررہا ہے -	وفاقی حکومت نے حال ہی میں درآمد شدہ یوریا کھاد کی قیمت 128 روپے فی بوری سے گھٹا کر 110 روپے فی بوری کردی ہے - اس نرخ پر کھاد کاشتکاروں کو کوآپریٹو سوسائٹز اور پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن کے سیل ڈپوؤں سے دستیاب ہے - پاکستان میں کھاد کے نئے کارخانے قائم ہوجانے سے کھاد کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے - نئے قائم شدہ کارخانوں کو اپنی جدید ٹیکنیک اور زیادہ کھاد تیار کرنے میں دوسرے پرانے کارخانوں کی نسبت کھاد سستی پڑتی تھی - اس لئے انہوں نے نسبتاً قیمت فروخت کم کر رکھی - دوسرے کھاد بنانے والے کارخانہ داروں نے اپنے کھاد ڈیلروں کو کافی رعائتی دے رکھی تھیں - جنکی بنا پر ڈیلرز صاحبان نے اپنی سیل (Sale) بڑھانے کے لئے اپنے منافع کو کم سے کم کرکے کھاد کو عام مارکیٹ میں مقرر کردہ قیمت سے کم نرخ پر فروخت کرنا شروع کردیا تھا - چنانچہ جب حکومت پنجاب یہ تمام حقائق وفاقی حکومت کے نوٹس میں لائی تو اس نے کھاد کی قیمت گھٹادی - اب کھاد ہر جگہ نئی قیمت پر دستیاب ہے - بلکہ اب یوریا کھاد تو اس سے بھی قدرے کم قیمت پر دستیاب ہے -
کاشتکاروں کو حکومت کی مقرر کردہ قیمت کے مطابق مونجی کے دام نہیں مل رہے ہیں - حکومت کو اس طرف توجہ	مناسب امداد کیجارہی ہے -	یہ حقیقت ہے کہ شروع شروع میں چاول کے کاشت کاروں کو مونجی کی قیمت حکومت کی مقرر کردہ قیمت سے ایک دو روپیہ کم ملتی رہی - جسکی وجہ غیر معیاری مونجی

	دینی چاہئیے - چاول کے ساتھ ساتھ مونجی کی بھی قیمت خرید مقرر ہونی چاہئیے -		
			اور اس میں نمی کی غیر مناسب مقدار تھی - تاہم رائس ڈیلروں (Rice dealers) سے رابطہ قائم کرکے معیاری فیس کی صحیح قیمت دلوانے کا بندوبست کردیا گیا تھا - جہاں تک مونجی اور چاول دونوں کی قیمت خرید مقرر کرنے کا تعلق ہے حکومت نے پہلے ہی دونوں کی الگ الگ قیمت خرید مقرر کر رکھی ہے - سال 1983ء کیلئے مونجی کی مقرر کردہ قیمت خرید یوں ہے —
			اری — چھ مونجی 55 روپے فی 40 کلو گرام
			باسمتی 380 مونجی 90 روپے فی 40 کلو گرام
4	کاشتکاروں کو مونجی کی فصل کی مناسب قیمت دلانے کیلئے مارکیٹ کمیٹیاں ان کی امداد کریں -	محکمہ کی رائے سے اتفاق ہے	کاشتکاروں کو دھان کی حکومت کی طرف سے مقررہ قیمت دلانے کے لئے مارکیٹ کمیٹیاں پہلے ہی نقال ہیں اور انکے ساتھ پورا پورا تعاون کرتی ہیں - البتہ مناسب قیمت خرید کو یقینی بنانے کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے وفاقی حکومت کو سفارش کی گئی ہے کہ دھان کی خریداری کی اجازت رائس پروکیورمنٹ ڈیلرز [Rice Procurement Dealers] کے ساتھ ساتھ پاسکو [ASSC] یا کسی قسم کے کسی اور ادارے کو بھی دی جائے تاکہ باہمی مقابلے کی وجہ سے کاشتکاروں کو مونجی کی صحیح اور مناسب قیمت ملتی رہے -
5	دفعہ 144 کے نفاذ کے تحت نرسریوں (دھان) پر لازمی سپرے کروایا جائے -	محکمہ نے مناسب کارروائی کرلی ہے	1983ء سے پہلے محکمہ زراعت (توسیع) کے کارکنان دھان کی نرسریوں پر زہر پاشی کے ذمہ دار تھے - اب جبکہ

		تاکہ نرسری کی زہر پاشی کی جائے ۔	کرم کش ادویات کی سپلائی ۔ خرید و فروخت نجی شعبہ کی تحویل میں دے دی گئی تو پچھلے سال یہ فیصلہ کیا گیا کہ کرم کش ادویات کی خریداری اور زہر پاشی کے ذمہ دار خود کاشتکار ہونگے ۔ جبکہ محکمہ زراعت کے کارکنان اس سلسلے میں پیسٹ اسکاؤٹنگ (Pest Scouting) اور کاشتکاروں کی صرف رہنمائی کریں گے ۔ لیکن بہت سارے کاشتکار حضرات نرسریوں پر زہر پاشی میں ناکام رہے ۔ اب بھی حلقوں کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ نرسریوں پر زہر پاشی محکمہ زراعت دوبارہ اپنے ذمہ لے لے ۔ چنانچہ یہ معاملہ اب حکومت کے زیر غور ہے ۔
6	ضلع سیالکوٹ میں مرالہ راوی لنک کنال اور اپر چناب کنال کا درمیانی رقبہ سیم نالوں اور تھور کی وجہ سے متاثر ہورہا ہے ۔ محکمہ انہار سے گذارش کی جائے کہ ان نالوں کی کھدائی اور صفائی کرواکے متاثرہ علاقوں کو قابل کاشت بنانے کیلئے اپنے Excavators اور Bulldozers استعمال کرے ۔ اور اس علاقہ کی مزید زرعی اراضی کو متاثر ہونے سے بچائے ۔	کمیٹی کو اتفاق ہے ۔	چونکہ اس سفارش کا تعلق محکمہ انہار و قوت سے ہے ۔ اس سفارش کی نقل ان کو ارسال کردی گئی ہے ۔ سبجیکٹ کمیٹی برائے انہار و قوت اس پر مزید کارروائی کر رہی ہے ۔

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے	اس سلسلے میں محکمہ کی طرف سے کی گئی کارروائی کی موجودہ صورت حال
1	2	3	4
1	راجہ عظمت کمال خان چیئرمین ضلع کونسل جہلم نے تجویز پیش کی کہ دینا - پدری کالری سڑک کی تعمیر کی جائے جسکے لئے اس سے قبل بھی کئی دفعہ مختلف فورم میں سفارش کی جاچکی ہے اور گورنر ڈائریکٹو میں بھی شامل ہے -	وسائل کی کمی کے باعث اس تجویز پر عمل نہیں ہوسکتا جونہی وسائل اجازت دیں مناسب کارروائی کی جائے -	اس قسم کی سڑکیں کھیت تا منڈی سڑکوں کے پروگرام کے تحت بنی ہیں اور یہ پروگرام ضلع کونسل خود ترتیب دیتی ہیں لہذا راجہ صاحب ضلع کونسل سے رجوع کریں اور اس سڑک کو ضلع کونسل آئندہ کھیت تا منڈی سڑکوں کے پروگرام میں شامل کرالیں -
	خان رشید اکبر خان چیئرمین ضلع کونسل بھکر نے تجویز پیش کی کہ جھنگ مانکیرہ - بھکر سڑک کا ایک میل کا حصہ جو بھکر شہر سے گذرتا ہے اسکی مرمت اور دیکھ بھال کیلئے میونسپل کمیٹی بھکر کی تحویل میں دے دیا جائے -	سڑک کی مرمت اور اسکو چوڑا کرنے کا منصوبہ تیار کیا جائے - البتہ سڑک کو میونسپل کمیٹی کی تحویل میں دینے کی سفارش	یہ سڑک ہائی وے کی ملکیت ہے اور اسکی مناسب دیکھ بھال کی جاتی ہے - خان رشید اکبر خان چیئرمین ضلع کونسل بھکر جبکہ ملک نذیر احمد اترا جو کہ چیئرمین میونسپل کمیٹی بھکر ہیں - حالیہ پراونشل کونسل کے اجلاس کے دوران جب وہ گورنر پنجاب سے ملے تو استدعا کی کہ مذکورہ سڑک کو چوڑا کیا جائے - لہذا اس سڑک کو میونسپل کمیٹی بھکر کی تحویل میں دینے کا کوئی جواز

		سے اتفاق نہیں -	نہیں ہے - ہاں اگر میونسپل کمیٹی بھکر یہ ریزولیشن پاس کرے کہ سڑک کو انکی تحویل میں دے دیا جائے تو اس پر غور ہوسکتا ہے —
3	سبجیکٹ کمیٹی کی میٹنگ کے دوران ایک فاضل ممبر نے کہا کہ ٹینڈر طلب کرتے وقت ضلع کونسل کو مطلع نہیں کیا جاتا —	محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے —	چیف انجنیئر ہائی وے نے میٹنگ کے دوران وضاحت کی تھی کہ اس طرح کا کیس ہرجگہ نہیں ہے - ضلع کونسلوں کو ٹینڈرز طلب کرنے کی بروقت اطلاع دے دی جاتی ہے - بہر حال ایگزیکٹیو انجنیئر کو دوبارہ ہدایت جاری کردی گئی ہیں کہ ٹینڈرز کے متعلق ضلع کونسل کو بروقت مطلع کردیا کریں —
4 -	خان رشید اکبر خان چیرمین ضلع کونسل بھکر نے مزید تجویز پیش کی کہ دریا خان اور ڈیرہ اسماعیل خان سڑک کا ایک چھوٹا سا حصہ جو کہ پنجاب میں واقع ہے لیکن صوبہ سرحد کی ملکیت ہے بہت بری حالت میں ہے یا تو حکومت پنجاب اسے اپنی تحویل میں لے لے یا صوبہ سرحد کو اس کی مرمت کے لئے لکھے -	محکمہ نے اس سفارش پر مناسب کارروائی کی ہے -	مذکورہ سڑک کی مرمت کے لئے صوبہ سرحد کے سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کو لکھ دیا گیا ہے -

5 - سبجیکٹ کمیٹی نے ممبران نے تجویز پیش کی کہ ان سڑکوں کے لئے جو کہ لوکل گورنمنٹ بنانے کے بعد ضلع کونسل کی تحویل میں دے دی گئی ہیں کوئی فنڈز برائے مرمت نہیں دئیے گئے - ممبران نے سفارش کی کہ سڑکوں کی دیکھ بھال اورمرمت کے لیے ہائی وے کی بارڈ سٹک کے مطابق فنڈز مہیا کئے جائیں -

لوکل گورنمنٹ وبنیادی جمہوریت پنجاب نے اس ضمن میں ہدایات جاری کر دی ہیں البتہ ضلع کونسلوں کے وسائل جو کہ محدود ہیں ان کو مزید بڑھایا جائے -

یہ سوال چونکہ محکمہ لوکل گورنمنٹ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس محکمہ کو اس پر غور کرنے کے لیے لکھ دیا گیا ہے -

سبجیکٹ کمیٹی برائے تعلیم کی سفارشات پر عملدرامد کی رپورٹ

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے	اس سلسلے میں محکمہ کی جانب سے کی گئی کارروائی کی موجودہ صورت
1	2	3	4
	محکمہ تعلیم میں ٹرانسفر سے متعلق ہر قسم کے معاملات بلا شرط عرصہ تعیناتی تین سال مارشل لاء میں بھیجنے کی بجائے محکمہ تعلیم میں ہی نپٹائے جائیں ۔	سفارش سے اتفاق نہیں	قواعد کی رو سے محکمہ تعلیم میں تبادلہ کے لئے تین سال کی شرط عائد نہیں ہوتی ۔ البتہ موجودہ طریقہ کار کے مطابق تین سال سے قبل تبادلہ کے لئے ڈی ایم ایل اے کانفرنس حاصل کرنا ضروری ہے۔ یہ اختیارات محکمہ تعلیم ہی کے پاس رہیں تو زیادہ مناسب ہے لیکن سپیشل کمیٹی نے فی الحال اس تجویز سے اتفاق کیا کیونکہ یہ فیصلہ ڈی ایم ایل اے کی کانفرنس میں ہوا تھا ۔
	چار یونین کونسلوں پر مشتمل تعلیمی حلقہ میں موجود پرائمری سکولوں پر محکمہ تعلیم کی طرف سے گریڈ نمبر9 کا ایک سپروائزر مقرر کیا جائے جو کہ ان سکولوں کا نگران ہو ۔	سفارش سے اتفاق نہیں	پرائمری مدارس کی نگرانی اور انسپکشن کے لیے حکومت پنجاب نے مرکز وار اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر (گریڈ نمبر 15) مقرر کئے گئے ہیں۔ ایسے اے ای او خواتین و حضرات کی تعداد پورے صوبے میں فی الحال 524 ہے ۔ ان میں وہ متو آسامیاں بھی شامل ہیں جو کہ پچھلے سال محکمہ خزانہ نے منظور کی تھیں ۔

اسکولوں میں ہر کلاس میں لڑکوں کی مقررہ تعداد چالیس تا پچاس طلبا پر ایک استاد کی اسامی منظور کی جائے اور اس طرح ہر پچاس طلباء کیلئے ایک استاد تعینات کیا جائے۔	سفارش سے اتفاق نہیں ۔

اس سال محکمہ تعلیم نے محکمہ خزانہ سے مزید 238 ایسی اسامیوں کا مطالبہ کیا ہوا ہے ۔ ان کی منظوری کی صورت میں پرائمری سکولوں کی نگرانی کے لئے ذمہ دار افسروں کی تعداد 762 ہو جائے گی اسے محکمہ تعلیم فی الحال تسلی بخش سمجھا ۔

البتہ ضرورت محسوس ہونے پر آئندہ مزید آسامیوں کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں ۔ محکمہ تعلیم کی رائے یہ ہے کہ اسکول کی نگرانی اور انسپکشن درجہ بالا افسران ہی بہتر طریق سے کرسکتے ہیں ۔ لہذا محکمہ کو مجوزہ سفارش سے اتفاق نہیں —

جہاں تک ہائی اسکولوں کا تعلق ہے محکمہ تعلیم کی موجودہ پالیسی کے تحت اس وقت چالیس تا پچاس طلباء کے سیکشن پر ڈیڑھ اساتذہ کی شرح سے اسامیاں منظور کی جاتی ہیں —

البتہ پرائمری مدارس کے اجراء کے وقت دو اساتذہ مہیا کئے جاتے ہیں اور جب طلباء کی تعداد 100 تک پہنچ جاتی ہے تو مزید ایک استاد کی اسامی منظور کر کے تقرر کردیا جاتا ہے —

اس مروجہ طریق کار کے مطابق مجوزہ طریق کار کے مقابلے میں اساتذہ کی بہتر تعداد اسکولوں کو مہیا ہو رہی ہے ۔ مانسولئے ایسے چند شہری اسکولوں میں جہاں جماعتوں

	سیکشنوں میں طلباء کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے اور ایسے اسکولوں کو وسائل کے مطابق وقتاً وقتاً مزید اساتذہ مہیا کئے جاتے ہیں —	
محکمہ تعلیم کو ملنے والے فنڈز کا پچاس فیصد پرانے اور پہلے سے موجودہ تعلیمی اداروں کی تعمیر اور مرمت پر خرچ کیا جائے جبکہ باقی ماندہ پچاس فیصد فنڈز نئے تعلیمی اداروں کے قیام کیلئے مختص کئے جائیں۔	سالانہ ترقیاتی پروگرام 83-1982ء میں 60% فنڈز موجودہ تعلیمی اداروں کی عمارات - اضافی کمرے - فراہمی فرنیچر و سامان کے لئے مختص کئے گئے ہیں - جبکہ باقی 40% فنڈز نئے تعلیمی اداروں کے قیام کے لئے مختص کئے گئے ہیں —	سفارش سے اتفاق نہیں —
	محکمہ تعلیم کو اس تجویز سے اتفاق نہیں - کیونکہ اکثر تعلیمی ادارے (ٹیکنیکل اور کالج) کرایہ کی عمارات یا مستعار لی گئی عمارات میں چلائے جارہے ہیں اور ان کو موزوں عمارات مہیا کرنا ضروری ہے ،اور اس مقصد کیلئے 60% فنڈز مختص رہنا ہی مناسب ہے اور فی‌الحال جو تخصیص کی گئی ہے وہی قائم رہنا چاہئیے —	
جس جگہ کے عوام اسکول کی عمارت فراہم کردیں وہاں پر محکمہ تعلیم اسکول قائم کرنے یا اسکول کا درجہ بڑھانے کو ترجیح دے -	اس سفارش پر پہلے ہی عمل ہو رہا ہے - جہاں موزوں عمارت مہیا ہو وہاں محکمہ تعلیم نئے اسکول کھولنے یا اسکول کا درجہ بڑھانے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتا —	سفارش سے اتفاق ہے -

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر فیصلے	محکمہ کی طرف سے عملدرآمد کی رپورٹ
1	2	3	4
1	- میانوالی ضلع میں برقی موٹر کی ہارس پاور برائے اخراج اب بذریعہ نجی ٹیوب ویل دیگر علاقوں کی نسبت اس مقدار کے اخراج آب کے لئے زیادہ ہارس پاور درکار ہوتی ہے - چونکہ ٹیوب ویلوں کے لئے بجلی کی شرح پورے صوبے میں یکساں ہے - اس لئے ضلع میانوالی میں نجی ٹیوب ویلوں سے پانی پمپ کرنے کے اخراجات زیادہ ہوتے ہیں - بجلی کی شرح میں خصوصی رعایت دی جائے اور ضلع	یہ معاملہ پہلے ہی وفاقی حکومت کو پیش کیا جا چکا ہے - اور سٹینڈنگ پاور ریٹس ایڈوائزری بورڈ میں زیر کارروائی ہے -	سٹینڈنگ پاور ریٹس ایڈوائزری بورڈ کی سفارشات کی روشنی میں وفاقی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ شرح نامہ بجلی کے مطابق واپڈا ملازمین کی مختلف اقسام کے لحاظ سے اخراجات وصول کرتا ہے - واپڈا کی طرف سے مختلف صوبہ جات میں درج ذیل شرح نامہ بجلی برائے نجی زرعی ٹیوب ویل عائد ہے مقررہ شرح فی کلوواٹ لوڈ ماہوار (روپے) — شرح فی یونٹ جمع بجلی (روپے) برائے صوبہ پنجاب و سندھ — 19.00 — 23.00 برائے صوبہ سرحد بلوچستان — 17.00 — 16.00 (ایندھن کی اضافی شرح یکساں طور پر اس کے علاوہ) میانوالی - بھکر - اٹک - ڈیرہ غازی خان راجن پور

میانوالی میں ایندھن کے اخراجات
کی قبل بھی ختم کی جائے ۔

وغیرہ میں بوجہ ملحقہ صوبہ سرحد و بلوچستان زیر زمین پانی پمپ کرنے کی کیفیات تقریباً یکساں ہیں ۔ جبکہ مطابق درج بالا شرح نامہ بجلی مذکورہ اضلاع جو پنجاب میں ہیں ۔ کرلئے نجی ٹیوب ویلوں کی شرح بجلی نسبتاً زیادہ ہے ۔ شرح نامہ کو کم کرنے کا مطالبہ مناسب سمجھتے ہوئے حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کو یہ معاملہ پیش کیا ہوا ہے ۔ وفاقی حکومت کی طرف سے موصولہ اطلاع کے مطابق مطالبہ کے متعلق معاملہ سٹینڈنگ پاور رٹیس ایڈوائزری بورڈ کے سپرد کیا گیا ہے اور زرعی صارفین کے لئے بورڈ کی سفارشات کو آئندہ شرح نامہ کی تشکیل کے وقت مد نظر رکھا جائے گا ۔ گورنر صاحب کی ہدایت کے مطابق وفاقی حکومت سے معاملہ کی پیروی کی جا رہی ہے ۔

2 ۔ تحصیل عیسیٰ خیل میں وسیع پیداواری رقبہ جات ہیں جنہیں آبپاشی کی سہولتیں مہیا کر کے ترقی دی جا سکتی ہے ۔ دریائے سندھ سے سمبوال کے مقام پر بذریعہ لفٹ آبپاشی مہیا کی جائے اس کے علاوہ یہ بھی اشارہ

تفصیلی رپورٹ دی گئی ہے ۔ تکنیکی لحاظ سے تجاویز قابل عمل نہیں ۔

سبجیکٹ کمیٹی نے حسب ذیل تجاویز کا جائزہ لینے کی سفارش کی ۔

(الف) دریائے سندھ پر سمبوال کے مقام پر لفٹ آبپاشی کا نظام مہیا کرنا ۔

(ب) چھچھالی اور بروچ نالہ کے مقام پر ڈیم ہائے تعمیر کرنا ۔

تجاویز کا جائزہ لیا گیا ہے ۔ سمبوال تحصیل عیسیٰ خیل میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے ۔ جو دریائے سندھ کے

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	مذکورہ سفارش پر فیصلے	محکمہ کی طرف سے عملدآمد کی رپورٹ
	تھاکہ دریائے کرم پر چھچھالی اور بروچ کے مقامات پر ڈیم تعمیر کرنے سے بھی مذکورہ رقبہ جات آبپاش ہو سکتے ہیں ان تجاویز کا جائزہ لینے کے لئے سفارش کی گئی		کنارے انتہائی اونچی جگہ پر واقع ہے - کسی بھی قسم کی آبپاشی کی سکیم کے لئے تقریباً 70 فٹ بلندی تک پانی اٹھانا پڑتا ہے سن 1961ء سے پہلے دریائے سندھ کے دائیں کنارے پر پمپنگ سٹیشن تعمیر کر کے آبپاشی کی سہولت مہیا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن یہ منصوبہ کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکا اور اسے ترک کرنا پڑا - دریائے سندھ میں ہر سیلابی موسم کے بعد کٹاؤ کا عمل جاری و ساری رہتا ہے - اور دریا کی رو میں رخ بدلتی رہتی ہیں - غیرمعمولی خیل تحصیل میں کوئی بھی لفٹ آبپاشی کا نظام نہ صرف انتہائی غیر سود مند ہوگا بلکہ اسکی نگہداشت و فعالیت بھی مشکل ہوگی - 1971 میں سال ڈیم آرگنائزیشن نے چھچھالی کے مقام پر بند تعمیر کیا لیکن ترسیب Sedimentation کی بھاری مقدار کی وجہ سے ایک سال کے اندر ہی اس میں بھل کی انتہائی مقدار جمع ہو گئی جس سے کوئی مفاد حاصل نہ ہو سکا - بروچ نالہ بھی بھاری ترسیب کا حامل ہے - اس وجہ سے اس علاقہ میں کسی قسم کا ڈیم تعمیر کرنا مناسب نہیں - گورنر پنجاب کی ہدایت کے پیش نظر معاملہ کی مزید

3	داجل برانچ توسیعی سکیم کی حیثیت پر بحث کی گئی ۔ منصوبہ میں عجلت کی سفارش کی گئی	قومی اقتصادی کونسل کی مجلس عاملہ(ECNEC) کے فیصلہ) اجلاس مورخہ 16 فروری 1984 کے پیش نظر سکیم کی منظوری بین الصوبائی پانی کی تقسیم کے تصفیہ تک ملتوی رہیگی۔	چھان بین کی جائیگی۔ سپیشل سنٹرل ڈیویلپمنٹ ورکنگ پارٹی کے اجلاس منعقدہ 12 نومبر 1983 میں داجل برانچ توسیعی سکیم زیر بحث لائی گئی۔اور سکیم پر غور کرنے کیلئے سفارش کی گئی۔ بعد ازاں ECNEC کے اجلاس منعقدہ 16 فروری 1984 میں یہ منصوبہ زیر غور لایا گیا۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ صوبہ جات کی نہری آبپاشی کی نئی سکیموں پر بین الصوبائی پانی کی تقسیم کے تصفیہ کے بعد منظوری کیلئے غور کیا جائیگا ۔ گورنر پنجاب کی ہدایت کے مطابق سکیم کی منظوری کے لئے معاملہ کی پیروی کی جا رہی ہے۔
4	ضلع راجن پور میں پہاڑی برساتی نالوں (رود کوھی) کی طغیانی کا مسئلہ زیر بحث لایا گیا۔اس پر قابو پانے کیلئے اقدامات کا مطالبہ کیا گیا۔اس سلسلہ میں یہ تجویز کیا گیا کہ برساتی نالوں کے بہاوکو منضبط کرنے اور مقامی رقبہ جات کی آبپاشی کیلئے	رود کوھی کے بہاو کو کنٹرول کرنے کیلئے جائیزہ لینے کا کام نیسپاک لمیٹڈ کو تفویض کیا گیا ہے۔ تاکہ پلاننگ رپورٹ کی روشنی میں کارروائی کی جاسکے مقامی طور پر چھوٹے بند تعمیر کرنے کی طرف بھی غور کیا	مورخہ 6 مئی 1984ء سیشل سنٹرل ڈیویلپمنٹ ورکنگ پارٹی کے اجلاس منعقدہ 12 نومبر 1983 میں داجل برانچ توسیعی سکیم زیر بحث لائی گئی۔اور سکیم پر غور کرنے کیلئے سفارش کی گئی۔ بعد ازاں ECNEC کے اجلاس منعقدہ 16 فروری 1984 میں یہ منصوبہ زیر غور لایا گیا۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ صوبہ جات کی نہری آبپاشی کی نئی سکیموں پر بین الصوبائی پانی کی تقسیم کے تصفیہ کے بعد منظوری کیلئے غور کیا جائیگا ۔ گورنر پنجاب کی ہدایت کے مطابق سکیم کی منظوری کے لئے معاملہ کی پیروی کی جا رہی ہے۔ فیڈرل فلڈ کمیشن کے توسط سے نشنل انجینئرنگ سروسز (پاکستان) لمیٹڈ یعنی نیسپاک لمیٹڈ کو اضلاع راجن پور ڈیرہ غازی خان میں پہاڑی برساتی نالوں کے بہاوا کو منضبط کرنے کے طریق کار کا جائزہ لینے کا کام تفویض کیا گیا ہے۔مٹھاوان رود کوھی کی پلاننگ اور ڈیزائین کی رپورٹ تیار ہو چکی ہے جسکا جائزہ لیا جا رہا ہے۔اصل رپورٹ (ماسٹر پلان) کی تیاری آخری مراحل میں ہے رود کوھی سے بذریعہ تعمیرات (Control Structures) مقامی رقبہ

			چھوٹے بند تعمیر کرنے پر جائیگا۔ بھی غور کیا جائے۔
(5) راجن پور ضلع میں سیم کا مسئلہ کا حوالہ دیا گیا سیم کے تدارک کے لئے سکارپ سکیم یا سیم نالوں کی تعمیر کے ذریعے اقدامات کرنے کی سفارش کی گئی۔	سفارش کی روشنی میں کارروائی کی جارہی ہے۔	ضروری	جات کی آبپاشی کی طرف مناسب توجہ دی جائیگی۔ گورنر پنجاب کی ہدائت کے مطابق سول انتظامیہ اور مقامی آبادی کے تعاون سے چھوٹے چھوٹے بند تعمیر کرکے بہاؤ کنٹرول کرنیکا بھی جائزہ لیا جائیگا۔ اس علاقہ کا اصل مسئلہ پہاڑی برساتی نالوں کی طغیانی کا ہے جس کے لئے نیشنل انجینئرنگ سروسز (پاکستان) لمیٹڈ ماسٹر پلان مرتب کررہا ہے۔ مٹھاواں رود کوہی کی سکیم مرتب کی گئی ہے جسکا جائزہ لیا جارہا ہے۔ مقامی طور پر چھوٹے بند تعمیر کرنے کے بارے میں غور کیا جارہا ہے۔
(2) ڈیرہ غازی خان و راجن پور کے اضلاع کے ایسے رقبہ جات جہاں زیر زمین پانی کھاری ہے تم کے			

لیے انسداد سیم و تھور کا سکار کا منصوبہ چھٹے پانچ سالہ منصوبہ 1983-88ء کے لئے نئی سکیموں کی فہرست میں جو تکنیکی کمیٹی نے ایڈیشنل سیکرٹری وزارت پانی و بجلی کی سربراہی میں مرتب کی شامل کیا گیا تاہم وفاقی حکومت کی طرف سے بوجہ محدود وسائل اس منصوبہ کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی جاسکی۔

(3) ڈرینج کی درج ذیل نئی سکیمیں ان علاقوں میں نکاسی آب کی سہولت بہم پہنچانے کے لئے مرتب کی گئی ہیں۔

نام سکیم	تخمینہ لاگت لاکھ روپے	حیثیت
کپٹر ڈرین	46.35	1982-84 کام

	کھاتو ڈرین	47.30	جاری ہے - 1984-85 (مجوزہ سالانہ ترقیاتی پروگرام)
	توسیع اصلاح مانگا ڈرین	39.46	1984-85 ایضاً

ڈرینج سکیموں کی تشکیل میں زیادہ متاثرہ رقبہ جات کو ترجیح دی جاتی ہے -

6	کمیٹی نے اظہار خیال کیا کہ قطب ڈھنڈی اور قادرا راجباہوں کے موگہ جات کی ریمالڈنگ کی وجہ سے ہیڈ کی طرف موگہ جات میں پانی کم اور نیچے والے موگہ جات میں پانی زیادہ ہو گیا ہے اسکا جائزہ لینے اور تدارک کیلئے اقدامات کرنیکی سفارش کی گئی —	معاملہ کا جائزہ لیا گیا محکمہ کی طرف سے دی گئی وضاحتی رپورٹ کی روشنی میں مزید کارروائی کی ضرورت نہیں۔	قطب ڈھنڈی اور قادرا راجباہوں کے ہیڈ سے ٹیل تک پانی کی منصفانہ تقسیم کیلئے ان کے موگہ جات کی متوزہ اخراج کے مطابق ریمالڈنگ کی گئی - قبل ازیں اوپر والے موگہ جات بہ نسبت نیچے والے موگہ جات کے زیادہ اخراج حاصل کر رہے تھے - جسکی وجہ سے نیچے والے موگہ جات میں پانی کی کمی رہ جاتی تھی اب ان راجباہوں کے اوپر والے موگہ جات میں بھی پانی کی کمی نہیں اور نیچے والے موگہ جات بھی ٹھیک پانی حاصل کر رہے ہیں اور ٹیلوں تک پانی کی کمی کا شکار نہیں—

سبجیکٹ کمیٹی برائے صحت کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سفارشات سبجیکٹ کمیٹی	محکمانہ کارروائی	سپیشل کمیٹی کی سفارشات پر عملدآمد کی رپورٹ
1	2	3	4
1	لیڈی ہیلتھ وزٹروں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے صوبہ میں دو مزید پبلک ہیلتھ ٹریننگ سکول ڈیرہ غازی خان اور جہلم میں کھولے جائیں۔	اس سلسلہ میں محکمہ مناسب کارروائی کررہا ہے	لیڈی ہیلتھ وزٹروں کیلئے لاہور اور ملتان میں بالترتیب 121 اور 52 طالبات ہرسال داخل کی جاتی ہیں جو کہ محکمہ صحت کی ضرورت کے مطابق کافی ہیں—نئی سکیم کے تحت دیہی مرکز صحت اور بنیادی مرکز صحت میں لیڈی ہیلتھ وزٹر کا کام میڈیکل ٹیکنیشن کرتی ہیں صوبے میں 11 میڈیکل ٹیکنیشن سکول ہیں جن میں ایک جہلم اور ایک ڈیرہ غازی خان میں بھی ہے اسمیں کل 300 سیٹوں میں سے 122 سیٹیں خواتین کیلئے مخصوص ہیں مزید (پراپس —ایڈ) کے تحت 5 مستقل میڈیکل ٹیکنیشن ٹریننگ سکول تعمیر کئے جا رہے ہیں جن میں 500 طلبہ کے داخلہ کی گنجائش ہوگی—اس میں 250 سیٹیں خواتین کیلئے مخصوص ہونگی۔
2	صوبے میں نئے مراکز صحت کھولنے کی بجائے موجودہ	محکمہ مناسب کارروائی کر رہا ہے	حکومت نئے مراکز صحت قائم کرنے کے ساتھ ساتھ موجودہ مرکز صحت میں علاج معالجے اور تشخیص

امراض کی مکمل سہولتیں فراہم کرنے کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے تاکہ جہاں مراکز صحت موجود نہیں وہاں انہیں قائم کیا جائے اور پہلے سے قائم شدہ مراکز اضافی سہولتیں فراہم کر کے مزید فعال بنایا جائے چنانچہ اس مقصد کے لئے دیہی مراکز صحت اور بنیادی مراکز صحت کی تعمیر ترقی آلات کی خریداری اور ان میں موجود سہولتوں کو بہتر بنانے کے لئے رواں مالی سال کے دوران 13 کروڑ 91 لاکھ ساٹھ ہزار روپے خرچ کئے جا رہے ہیں ان اخراجات کا اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے۔

	زیر تکمیل سکیمیں			نئی سکیمیں		کل خرچ
	عمارات	آلات	کل	عمارات	آلات	کل
RHCS	201·00	2·50	203·50	62·60	62·50	286·00
BHUS	901·40	75·60	977·00			
				25·148·75	148·60	
						1049·75

درج بالا فراہم کردہ بجٹ سے ظاہر ہے کہ حکومت زیر تکمیل (پہلے سے منظور شدہ) منصوبوں پر زیادہ زور دے رہی ہے۔

نئے منظور کئے جانے والے مراکز صحت میں بہت سی اضافی سہولتیں بنیادی طور پر انکی سکیم میں شامل کر لی گئی ہیں جبکہ پہلے سے قائم شدہ مراکز میں یہ تمام سہولتیں شامل کی جا رہی ہیں تاکہ انہیں زیادہ

مراکز صحت کو ہر لحاظ سے consolidate کیا جائے

موثر اور مفید بنایا جا سکے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں (RHCS)

دیہی مراکز صحت

1 ہر دیہی مراکزصحت میں دو کی بجائے تین ڈاکٹر تعنیات کئے جا رہے ہیں۔

2 مراکزصحت کو بجلی کی فراہمی کے لئے خطیر رقم خرچ کی جا رہی ہے۔چنانچہ موجودہ مالی سال کے دوران اس مد میں 10 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

3 موجودہ 185 مراکزصحت میں تشخیص امراض کی جدید سہولتیں فراہم کرنے کی غرض سے ہر مرکز میں ایکس رے پلانٹ نصب کئے جا رہے ہیں۔اور پروگرام کے مطابق چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے دوران ان تمام مراکز میں ایکس رے پلانٹ فراہم کر دئیے جائیں گے جبکہ موجودہ مالی سال کے دوران منظور کئے جانے والے مراکز میں یہ سہولتیں پہلے ہی رکھ دی گئی ہیں۔

4 ہر دیہی مرکزصحت میں ایک اضافی رہائیشی گاہ تعمیر کی جائے گی تاکہ تیسرے ڈاکٹر کو بھی مکان فراہم کیا جا سکے۔

5 چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے تحت بڑے قصبوں میں واقع پچاس مراکزصحت میں 10 بستروں کا اضافہ کیا جائے گا۔

بنیادی مراکزصحت

( )

1 مرحلہ وار پروگرام کے تحت بنیادی مرکز صحت کی سطح پر ڈاکٹر تعینات کئے جا رہے ہیں ۔ چنانچہ اب تک 403 بنیادی مراکز صحت کیلئے ڈاکٹروں کی آسامیاں فراہم کر دی گئی ہیں۔

2 ڈاکٹروں کیلئے ہر بنیادی مرکز صحت میں ایک رہائش گاہ تعمیر کی جا رہی ہے اس مقصد کیلئے موجودہ ترقیاتی پروگرام میں 40 لاکھ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔

3 بنیادی مراکز صحت میں بجلی کی فراہمی کیلئے موجودہ مالی سال کے دوران 30 لاکھ روپے کی خطیر رقم خرچ کی جا رہی ہے۔

3 ہسپتالوں میں صفائی کا فقدان ہے اسلئے گاہے بگاہے یاد دہانی کرانی چاہیے ہیلتھ سٹاف حاضری انکی تنظیم اور اخلاقیات کو بہتر بنانے کیلئے ہدایات اور ان پر عمل کرنے کے لئے سختی سے حکم صادر کیا جائے۔

ہدایات پر عمل درآمد کیلئے ضروری کارروائی کی جائے تاکہ شکایت جلد از جلد دور کی جا سکے۔

اس سلسلہ میں تمام ہسپتالوں کو ضروری ہدایات جاری کی جا چکی ہیں یاد دہانی کے طور پر نئی ہدایات بھی جاری کر دی گئی ہیں

4 صوبہ کے تمام پرائیویٹ ہسپتال اور کلینک کو رجسٹرڈ کیا جائے اور انکو مقررہ معیار کے مطابق بنایا جائے اور ناجائز پریکٹس سے روکا جائے۔	محکمہ مناسب کارروائی کر رہا ہے۔	محکمہ صحت اس امر پر ضروری کارروائی کر رہا ہے اس ضمن میں ایک آرڈیننس زیرغور ہے جو کہ کابینہ کی منظوری کے بعد نافذالعمل ہو گا۔
5 صوبہ کے تمام ہسپتالوں میں گائیناکالوجی تھیٹروں میں صرف خواتین ڈاکٹروں کو تعین کیا جائے اور وہاں تمام خواتین سٹاف ہونا چاہیے۔	محکمہ کی رائے سے اتفاق ہے۔	پردہ دار خواتین کیلئے ایسے ہسپتال موجود ہیں جہاں اپریشن تھیٹر میں لیڈی ڈاکٹر اور لیڈی گائنیو کالوجسٹ ہی متعین کی جاتی ہیں۔ مثلاً لاہور میں لیڈی ایچسن ہسپتال اور گنگارام ہسپتال نیز تمام ضلعی ہسپتالوں میں صرف خواتین گائنوکالوجسٹ ہیں۔ مگر دیگر ہسپتال مثلاً لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں ایسا ممکن نہیں کیونکہ یہ Teaching ہسپتال ہے اور مرد زیر تربیت ڈاکٹروں کو وہاں ٹریننگ دی جاتی ہے یہ خواتین کی مرضی ہے کہ وہ کس ہسپتال میں جاتی ہیں۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے اطلاعات ، ثقافت و سیاحت کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سفارشات سبجیکٹ کمیٹی	محکمانہ کارروائی	سپیشل کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ
1	2	3	4
1	لتھراڑ ، پنجاڑ اور نثر (ضلع راولپنڈی) کو مقامات سیاحت کے طور پر ترقی دی جائے ۔	چھٹے پانچسالہ ترقیاتی منصوبہ میں سکیم 30لاکھ روپے کے مجوزہ تخمینہ کے ساتھ شامل کرلی گئی ہے ۔ عملی پہلوؤں کا جائزہ لیا جا رہا ہے ۔ ڈپٹی کمشنر چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی کو پی سی فارم پر منصوبہ مرتب کرنے کے لئے تحریک کی گئی ہے ۔ تاہم مذکورہ مقامات شاہراہ سے کافی فاصلہ پر واقع ہیں ۔ اس لئے جب تک سڑک نہیں بنتی ان مقامات پر سیاحوں کا جانا ناممکن ہوگا ۔	سپیشل کمیٹی نے اتفاق کیا کہ جب تک سڑک نہیں بنتی ان علاقوں میں سیاحت کے فروغ کے لئے مزید کارروائی ممکن نہ ہوگی ۔
2 (الف)	مظفرگڑھ کے نزدیک شیرشاہ پل کے مقام پر ایک پارک	محکمہ نے فورٹ منرو ، کلرکہار مری اور شیر شاہ کے مقامات پر	آئندہ سالوں میں اس سکیم پر غور کیا جائیگا ۔

	اور ٹورسٹ ہٹ تعمیر کئے جائیں -	ٹورسٹ ہٹ کی تعمیر کے لئے منصوبہ بنا کر پراونشل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی کے سامنے پیش کیا تھا - پراونشل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی نے ہدایت کی کہ فی الحال فورٹ منرو اور کارکہار کو ترجیح دی جائے - چنانچہ محکمہ نے ان دو مقامات پر ٹورسٹ ہٹ بنانے کی سکیم منظور کر لی ہے - اور اس سکیم کے لئے موجودہ مالی سال میں رقم بھی حاصل کرلی ہے - مری اور شیر شاہ کے لئے اس قسم کی سکیم بعد میں تیار کی جائے گی -	
(ب)	قومی شاہراہ پر اٹک سے رحیم یار خان تک ہر پچاس میل کے فاصلہ پر اور خصوصاً ان مقامات پر جہاں جنگلات ہیں سیاحوں کے قیام کے لئے جگہیں تعمیر کی جائیں - محکمہ جنگلات کو تحریک کی جائے کہ اس مسئلہ میں منصوبہ بندی عملدرآمد	چھٹے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ میں 180 لاکھ روپے کے مجوزہ تخمینہ کے ساتھ یہ سکیم شامل کر دی گئی ہے - صوبائی چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں یہ ممکن نہیں ہو گا کہ اس سکیم پر پوری طرح عملدرآمد کیا جا سکے - لہذا وفاقی حکومت سے درخواست کی گئی ہے - کہ اس	تجویز مناسب ہے اور سپیشل کمیٹی اس تجویز سے اصولی طور پر متفق ہے - وسائل کی کمی کے پیش نظر پورے منصوبے پر یکدم عملدرآمد ممکن نہیں ہے - مرحلہ وار پروگرام ترتیب دے کر اس سکیم پر عملدرآمد کیا جائے -

	کرے - یہ سکیم اس اعتبار سے اہم ہے کہ بین الاقوامی شاہراہ اور غیر ملکی سیاحوں کی گذرگاہ اور انہیں سہولیات مہیا کرنے سے متعلق ہے -	سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ اسے اپنے چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں شامل کر لیں - البتہ اگلے سال اس منصوبہ کے آغاز کے لئے لاہور اور راولپنڈی کے درمیان دو مقامات کا انتخاب کیا جائیگا -	
3	ضلع مظفر گڑھ کے صدر مقام پر ڈسٹرکٹ آرٹس کونسل قائم کی جائے -	محکمہ ابھی ٹوریزم صدر مقامات پر آرٹس کونسلیں قائم کرنے کے لئے اقدامات کر رہا ہے - ضلعی صدر مقامات ہنوز محکمہ کی ترجیحات میں شامل نہیں ہیں - اپنی باری پر اس سفارش کو زیر غور لا کر عملدرآمد کیا جائے -	سپیشل کمیٹی محکمہ سے اتفاق کرتی ہے -
		سپیشل کمیٹی نے مذکورہ محکمانہ کارروائی سے اتفاق کیا -	
4	الف) ہیڈ مرالہ کو تفریحی مقام کے طور پر ترقی دی جائے - محکمہ آبپاشی و توانائی کو اس سلسلے میں تحریک کی جائے کہ تفریحی مقام کی تعمیر کے بعد اس جگہ کو سیاحوں کے لئے کھلا رکھا	محکمہ آبپاشی کو تحریک کی گئی تھی کہ مناسب جگہ کا تعین کر کے سیاحوں کے لئے اسے ترقی دی جائے - مگر دفاعی نکتہ نظر سے اس علاقہ میں تفریح گاہ کی تعمیر نا مناسب ہے - کمیٹی نے اس وضاحت سے	مزید کارروائی کی گنجائش نہیں ہے -

	جائے - اور اگر ضروری ہو تو اس مقام کے بعض حصوں کو سیاحت کے لئے "ممنوعہ علاقہ" قرار دیا جائے -	اتفاق کیا -	
(ب)	ہرن مینار اور ملحقہ علاقہ کو مقام سیاحت کے طور پر ترقی دی جائے -	ہرن مینار کو سیاحت کے نقطہ نظر سے ترقی دینے کے لئے 24 لاکھ روپے کی ایک سکیم منظور کی گئی تھی - جس پر بعد ازاں نظر ثانی کی گئی اور یہ سکیم بشمول 10 لاکھ روپیہ برائے قیام چڑیاگھر 31·50 لاکھ روپیہ کے تخمینہ کے ساتھ ڈیپارٹمنٹل ڈویلپمنٹ سب کمیٹی نے منظور کر لی ہے - سال رواں میں اس سکیم پر عملدرآمد کے لئے 3 لاکھ روپے مل چکے ہیں - اور مزید 10 لاکھ روپے مہیا کرنے کے لئے محکمہ مال کو لکھا جا چکا ہے -	اس تجویز پر پہلے ہی عمل ہو رہا ہے -
5	نظامت سیاحت کو گاڑیاں فراہم کی جائیں -	نظامت سیاحت کو 2 کاریں مہیا کی جا چکی ہیں - کمیٹی کو بتایا گیا کہ محکمہ سیاحت کے لئے دو گاڑیاں ناکافی ہیں - اور محکمہ کی حاصل کرے- گورنر صاحب کی منظوری کی ضرورت	اس تجویز کا مفاد عامہ سے کوئی تعلق نہیں ہے - محکمہ اپنی ضروریات کے مطابق محکمہ مالیات سے منظوری	

		اہمیت اور کارکردگی کے پیش نظر ایک گاڑی کی ضرورت ہے - کمیٹی نے تجویز سے اتفاق کیا اور سفارش کی کہ مزید ایک گاڑی محکمہ سیاحت کو ملنی چاہیے - اس سلسلہ میں محکمہ مالیات کو لکھا جا چکا ہے -	نہیں
(6)	ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کی بجائے ڈپٹی ڈائریکٹرز کی آسامیاں تخلیق کی جائیں - اور محکمہ مالیات میں یہ معاملہ موثر طور پر اٹھایا جائے -	محکمہ مالیات کے ساتھ یہ معاملہ اٹھایا گیا تھا - جس کے نتیجہ میں ملتان ، راولپنڈی اور فیصل آباد ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں ڈپٹی ڈائریکٹرز (اطلاعات) کی آسامیاں تخلیق ہو کر افسران کی تعیناتی عمل میں لائی جا چکی ہے - بقیہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز یعنی بہاولپور ، ڈیرہ غازی خان ، گوجرانوالہ اور سرگودھا میں ڈپٹی ڈائریکٹرز (اطلاعات) کی آسامیوں کے لئے محکمہ مالیات کو لکھا جا چکا ہے -	اس تجویز کا مفاد عامہ سے کوئی تعلق نہیں ہے - محکمہ اپنی ضروریات کے مطابق محکمہ مالیات سے منظوری حاصل کرے - گورنر صاحب کو منظوری کی ضرورت نہیں ہے -
(7)	محکمہ اطلاعات پروٹوکول افسران کے حق میں خصوصی تنخواہ کی منظوری کے لئے	اس معاملہ کے حقائق جاننے کے لئے باقی صوبائی حکومتوں اور وفاقی حکومت سے دریافت کیا گیا اور معلوم	مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے -

	اقدامات کرے۔	ہوا کہ ہر ڈویژنل ڈیوٹی پر مامور افسران کو کوئی خصوصی تنخواہ نہیں ادا کی جاتی اس جائزہ کے بعد مزید کارروائی کی گنجائش نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی۔ چنانچہ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ اس موضوع پر مزید کارروائی کی ضرورت نہیں۔	
(8)	سبجیکٹ کمیٹی، جناب گورنر صاحب پنجاب سے ملاقات کرے گی اور یہ اظہار کرے گی کہ محکمہ اطلاعات، ثقافت و سیاحت کو مطلوبہ فنڈز فراہم نہیں کئے جا رہے ہیں۔ اور یہ عرضداشت پیش کرے گی کہ جناب گورنر محکمہ مالیات ترقیات و منصوبہ بندی کو ہدایت کریں کہ محکمہ مذکورہ کو مطلوبہ فنڈز فراہم کریں۔	محکمہ نے اس سلسلہ میں توجہ دی ہے۔ جس کے نتیجہ میں رواں مالی سال میں سیاحت کی ترقی کے لئے 19 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جبکہ آرٹس کونسلز کی ترقی کے لئے 28.15 لاکھ روپے مزید مختص کئے گئے ہیں۔ وفاقی حکومت کے ادارہ پی ٹی ڈی سی کے لئے بھی قومی سطح پر 31 لاکھ روپے برائے فروغ سیاحت فراہم کئے گئے ہیں۔ اس طرح محکمہ ہذا کو اس طرح کوئی شکایت نہیں ہے۔ محکمہ کا نقطہ نظر یہ ہے۔ کہ سبجیکٹ کمیٹی کو اس سلسلہ میں جناب گورنر سے ملاقات کی اب ضرورت نہیں ہے۔ کمیٹی نے اس پر اتفاق اور	سپیشل کمیٹی کو محکمانہ کارروائی سے اتفاق ہے۔

9 -	سیاحوں کی راہنمائی کے لئے لٹریچر ، نقشہ جات اور کتابچے چھپوائے جائیں -	اطمینان کا اظہار کیا - کمیٹی کو بتایا گیا کہ محکمہ کے فنڈز محدود ہیں - اسلئے ان اخراجات کا متحمل نہیں ہوسکتا - مزید برآں سیاحت پر لٹریچر مرکزی حکومت اور پی-ٹی-ڈی پہلے ہی مہیا کر رہی ہیں -	محکمہ کی کارروائی سے اتفاق ہے -
10	سڑکوں کے کنارے اختتام اور ابتدائے قصبہ اور شہر پر لگائے گئے بورڈ جن پر خدا حافظ اور خوش آمدید لکھا ہوتا ہے - اس کے لئے نقشہ جات بھی ہونے چاہئیں -	یہ تجویز کمیٹی کے زیر غور آئی اور طے پایا کہ یہ کام لوکل کونسلوں کو کرنا ہوگا - اور محکمہ سیاحت اس طرح کے بورڈ لگوانے کی ذمہ داری نہیں لے سکتا - اور نہ ہی ان کی نگہداشت کر سکتا ہے - کیونکہ محکمہ کے پاس کوئی فیلڈ عملہ نہ ہے -	محکمہ کی کارروائی سے اتفاق ہے -

سبجیکٹ کمیٹی برائے صنعت کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 31 دسمبر 1983 کی سفارشات	مذکور سفارشات پر حتمی فیصلہ	اس بارے میں محکمانہ کارروائی کی تازہ ترین صورت حال
1	2	3	4
1	سید محسن رضا بخاری نے تجویز فرمایا کہ وفاقی حکومت سے درخواست کی جائے کہ کم از کم دو تجارتی بینکوں کے صدر دفاتر لاہور یا اسلام آباد منتقل کر دئیے جائیں ۔	یہ تجویز بارہا پہلے بھی پیش کی گئی ہے اور وفاقی حکومت کو یہ مسئلہ پیش کیا گیا ہے اس مسئلے کا تعلق چونکہ وفاقی حکومت سے ہے لہذا اس پر مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے ۔	تجویز پر مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے ۔
2	سید محسن رضا بخاری کی تجویز پر معتمد صنعت و معدنی ترقی نے ان کوششوں کا ذکر کیا جو کہ مستقل نمائندے کے اجرا کے سلسلے میں جگہ کے حصول کے لئے کی گئی کمیٹی کے ممبران نے بہت سی جگہوں کے بارے میں اظہار خیال کیا ۔ فیصلہ	چونکہ سبجیکٹ کمیٹی نے اس سلسلہ میں ابھی کوئی سفارش نہ کی ہے لہذا اس پر غور کرنا ابھی قبل از وقت ہے ۔	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات موصول ہونے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔

	کیا گیا کہ ایک سب کمیٹی مسٹر محمد اسلم بٹ مسٹر وزیر علی بھٹی اور ایوان تجارت کے دو ارکان پر مشتمل لاہور میں مختلف جگہوں کا معائنہ کرنے کے بعد اپنی سفارشات 15 جنوری 84 تک پیش کرے۔		
3	سید محسن رضا بخاری کی تجویز پر معتمد محکمہ صنعت و معدنی ترقی نے صنعتی پالیسی کے مسودہ کے نمایاں خدوخال بیان کئے فیصلہ کیا گیا کہ اس کو تمام ایوانہائے تجارت کی آرا کے بعد حتمی شکل دی جائے۔	اس تجویز پر عملدرآمد کا اختیار خود محکمہ کو ہے محکمہ قواعد و ضوابط کے مطابق ضروری کارروائی کرے	صنعتی پالیسی کی تشکیل ایوانہائے صنعت و تجارت کو اعتماد میں لے کر کی گئی ہے اس پر جملہ کمشنر صاحبان اور محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کی آرا لے کر اس کو حتمی شکل عنقریب دے دی جائے گی۔
4	سید محسن رضا بخاری کی تجویز پر معتمد محکمہ صنعت و معدنی ترقی نے بتایا کہ Export Processing Zone Authority نے لاہور کے مجوزہ EPZ کے سلسلے میں کاہنہ کچھا کے قریب 195 ایکڑ رقبے پر محیط علاقے کی نشاندہی کی ہے تجویز نے خیال ظاہر کیا کہ EPZ لگانے سے پیشتر مجوزہ جگہ میں دستیاب پانی کا تجزیہ کروالیا جائے۔ تجویز کیا گیا	تجویز سے اتفاق کیا گیا چونکہ معاملہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے اور تجویز کا مکمل جائزہ نہیں لیا گیا۔ لہذا محکمہ اپنی کارروائی مکمل کرے۔	ناظم محکمہ صنعت و معدنی ترقی کو کہا گیا ہے کہ وہ مجوزہ جگہ کے حصول کے لیے کارروائی کرے EPZA سے بھی درخواست کی گئی ہے کہ وہ مذکورہ جگہ کے قابل

کہ حکومت پنجاب جگہ کے حصول کے لیے کارروائی کا آغاز کرے اور EPZA سے درخواست کی جائے کہ وہ اس جگہ کے قابل عمل ہونے کے بارے میں باقاعدہ جائزہ لے ۔		عمل ہونے کے بارے میں باقاعدہ جائزہ لے ۔
5 مسٹر محمد اسلم بٹ نے تجویز فرمایا کہ وزارت صنعت حکومت پاکستان سے دوبارہ درخواست کی جائے کہ وہ Investment Promotion Bureau کا ایک ذیلی دفتر لاہور یا اسلام آباد میں قائم کریں ۔	یہ مسئلہ وفاقی حکومت کے سامنے پیش کیا جا چکا ہے جس سے اس نے اتفاق نہیں کیا ۔ اس پر مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے ۔	تجویز پر مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے ۔
6 مسٹر محمد اسلم بٹ نے تجویز فرمایا کہ صنعتوں کو دیہی علاقوں تک قائم کرنے کے لیے ضروری مراعات حاصل کی جائیں ۔ اس سلسلہ میں مرکزی حکومت سے رجوع کیا جائے ۔	تجویز سے اتفاق کیا گیا ۔	صنعتوں کو دیہی علاقوں تک پھیلانے کے لیے حکومت نے ایک منصوبہ بنام Rural Industries Loan Fund ایک کروڑ 90 لاکھ روپے کے سرمائے سے شروع کیا ہے جس کے تحت دیہی علاقوں میں صنعتیں لگانے کے لیے آسان شرائط پر قرضے فراہم کیے جائیں گے ۔ یہ قرضے

چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن کے ذریعے جاری ہوں گے علاوہ ازیں پسماندہ علاقوں میں صنعتیں لگانے کے لیے انکم ٹیکس کی چھوٹ اور کسٹم ڈیوٹی میں مراعات وغیرہ کے لیے وفاقی حکومت سے رجوع کیا گیا ہے۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے خوراک کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 31 دسمبر 1983ء کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلہ	اس بارے میں محکمانہ کارروائی کی تازہ ترین صورت حال
1	2	3	4
1 -	اب جبکہ ملک گندم میں خود کفیل ہو چکا ہے اور گندم بر آمد کی جارہی ہے - راشن آٹا گندم سے 5 فی صد چوکر نکال کر فراہم کیا جاوے تاکہ صارفین کو راشن ڈپوؤں سے نسبتاً سفید رنگ کا آٹا مہیا کیا جا سکے -	5 فی صد چوکر نکالنے سے کوئی اس فائدہ نہیں ہو سکے گا - علاوہ ازیں نسبتاً سفید رنگ کا آٹا مہیا کرنے کے لئے قیمت میں اضافہ ہوجائے گا - لہذا اس سفارش پر عمل درآمد مناسب نہ ہے -	
2 -	چونکہ الیکشن کے بعد کافی چیئرمین اور کونسلر صاحب نئے آئے ہیں لہذا کونسلر صاحبان کو جو اختیار محکمہ خوراک سے متعلقہ دیئے گئے ہیں - ایک بار پھر چیئرمین صاحبان کو تحریری طور پر ان کے بارے میں اطلاع دی جاوے -	سفارش منظور ہوئی -	تمام چیئرمین صاحبان کو تحریری اطلاع دے دی گئی ہے -
3 -	محکمہ خوراک کی کار کردگی کو بہتر بنانے کے سلسلے میں تنقیدی جائزہ لینے کے لئے جب critique کیا جاوے - اس میں سبجیکٹ کمیٹی کے ممبران کو مدعو کیا جاوے -	سفارش منظور ہوئی -	جب بھی critique کیا گیا ممبران سبجیکٹ کمیٹی کو برائے شمولیت مدعو کیا جاوے گا -

سبجیکٹ کمیٹی برائے امداد باہمی کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے	اس سلسلے میں محکمہ کی جانب سے کی گئی کارروائی کی موجودہ صورت حال
1	2	3	4
(۱)	کوآپریٹو سوسائٹیز فلاحی ادارے ھیں اور ان کا اصل مقصد اپنے ممبران کی خدمت کرنا ہے منافع کمانا ان کا ثانوی مقصد ہے یہ ادارے ان کے ممبران کی مدد ذاتی اور اپنی مدد آپ کے تحت کام کرتے ھیں اور اس کے لئے انہیں کسی قسم کی کوئی مالی امداد مہیا نہیں کی جاتی ہے اس طور پر کاروبار کے نتیجہ میں انہیں جو تھوڑا بہت منافع حاصل ھوتا ہے وہ ممبران کی مشترکہ ملکیت ھوتا ہے جو سوسائٹیز میں ابھی جمع رھتا ہے تاکہ وہ اپنے فنڈز میں اضافہ کر سکے مگر اس رقم پر انکم ٹیکس وغیرہ ادا کرنا پڑتا ہے جس کی ادائیگی کے بعد بعض کوآپریٹو سوسائٹیز کے پاس ذاتی سرمایہ کے لئے بہت قلیل رقم بچتی ہے اور بعض صورتوں میں انہیں نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے ایسی ھی صورت حال پنجاب کوآپریٹو یونین	معاملہ زیر غور لایا گیا کیونکہ یہ معاملہ ھائی کورٹ میں زیر سماعت ہے لہذا اس پر اس مرحلہ پر سفارش نہیں کی جا سکتی -	اندریں حالات مزید کارروائی کی ضرورت نہیں

کو درپیش ہے جس کی وجہ سے اسے اپنے ملازمین کو تنخواہ دینا بھی دشوار ہے اس صورت حال کے تحت گذشتہ سیجیکٹ کمیٹیوں نے بھی حکومت کو سفارش کی تھی اور اب بھی سفارش کی جاتی ہے کہ کواپریٹو سوسائٹیز کو مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر انکم ٹیکس اور پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے اس کے لئے صوبائی حکومت ہر ممکن کارروائی کرے۔

(2) کواپریٹو سوسائٹیز کے پاس اپنے ممبران کی طرف سے فنڈ مختلف اغراض اور مقاصد کے لئے جمع کروائے جاتے ہیں جو اس سوسائٹی کی ذمہ داری ہوتی ہے اور ممبران کے مطالبہ پر انہیں واپس دینا ہوتا ہے ان رقومات کی بہتر حفاظت کے لئے سوسائٹیز انہیں بنکوں میں سیونگ حساب میں جمع کرواتی ہے جس پر کہ متعلقہ بنک زکواۃ کی کٹوتی کر لیتے ہیں جس سے ایسی سوسائٹیز کو خاص پریشانی اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بعض صورتوں میں ان کے کاروبار بری طرح متاثر ہوتے ہیں چونکہ یہ ادارے سوشل ویلفیئر کے ادارے زکواۃ کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہیں لہذا سفارش کی جاتی ہے کہ کواپریٹو سوسائٹیز کو بھی زکوات کی ادائیگی سے مستثنیٰ دیا جائے۔

(3) گزشتہ کئی سالوں سے محکمہ امداد باہمی دیہی زرعی کواپریٹو سوسائٹیز کی معرفت سالانہ ہر دوفصلات پر

زکواۃ اسلام کا اہم رکن ہے لہذا کس ادارے کو اس سے مستثنیٰ کرنے کی سفارش نہیں کی جا سکتی۔

اندریں حالات مزید کارروائی کی ضرورت

محکمہ فنانس کے ہاں بھی یہ معاملہ زیر غور ہے لہذا محکمہ

اندریں حالات مزید کارروائی کی ضرورت

125 کروڑ سے 150 کروڑ روپے تک قرضہ جات کا اجراء کر رہا ہے جس کی زیادہ تر رقم کھاد و دیگر زرعی ضروریات کی صورت میں فراہم کی جا رہی ہے اس قرضہ کی وصولی	فنانس کی روشنی میں الگ نہیں رپورٹ بھیجی جائے گی فی الحال سپیشل کمیٹی اس بارے میں کوئی سفارش نہیں کرتی

فصل برداشت ہونے پر نقدی اور جنس کی صورت میں لی جاتی ہے جس کی وجہ سے محکمہ امداد باہمی کے میدانی عملہ کے کام میں متعدد اضافہ ہو گیا ہے اس بنا پر عملہ کی قانونی ذمہ داری یعنی سوسائٹیز کے حساب و کتاب کی جانچ پڑتال بری طرح متاثر ہوئی ہے - موجودہ صورت حال میں رجسٹریشن نگرانی اور آڈٹ کی ذمہ داری ایک اہلکار کی ہے جس کی وجہ سے غلط کاریوں کو بھی کی نشاندی کرنا ممکن نہ ہے اس کی ساتھ ساتھ ہی عشر و زکواۃ کمیٹیوں کے حساب و کتاب کی جانچ پڑتال ہی اس محکمہ کی میدانی عملہ کے ذمہ ہے اندرون حالات سفارش کی جاتی ہے کہ بہتر کارکردگی اور مفاد عامہ کے مدنظر محکمہ امداد باہمی کی صوبائی سطح پر تنظیم کی جائے اور رجسٹریشن اور نگرانی کے کام کو آڈٹ سے علیحدہ کیا جائے اور اس غرض کیلئے صوبائی سطح کے رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز (آڈٹ) بمعہ ضروری معاون میدانی عملہ کی اسامیاں پیدا کی

جائیں جن پر سینئر اور تجربہ کار محکمانہ افسران کو تعینات کیا جائے ۔

4 ۔ گزشتہ کئی سالوں سے یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ کواپریٹو بنکس کے کالعدم قرار دئیے جانے کے بعد اب بنیادی کواپریٹو سوسائٹیز کا کوئی ایسا نمائندہ ادارہ نہیں رہ گیا جو بنیادی سوسائٹیز کی مشکلات کا جائزہ لے سکے اور اسکا حل تلاش کر سکے اس کی وجہ سے دوسرا نقصان جو تحریک امداد باہمی کو پہنچا ہے وہ تحصیل اور ضلعی سطح پر لیڈر شپ کا فقدان ہے جس کی وجہ سے تحریک کے منسلک افراد اپنی مشکلات اور تجاویز حکومت تک نہیں پہنچا رہے اس طرح اب کوئی ایسا کواپریٹو ادارہ باقی نہ رہا ہے جو تحریک امداد باہمی کے فروغ کیلئے سیمینار یا مذاکرہ وغیرہ منعقد کرنے کا بندوبست کر سکے یہی صورت حال صوبائی سطح پر موجود ہے ان وجوہات کی بنا پر تحریک امداد باہمی اپنا رول ادا نہیں کر سکتی ۔ لہذا سفارش کی جاتی ہے کہ محکمہ امداد باہمی ضلعی اور صوبائی سطح پر بنیادی اور دیگر کواپریٹو سوسائٹیز کی فیڈریشن قائم کرے اور ان کے بہتر کاروبار کیلئے فنڈ مہیا کرے ۔

محکمہ نے اس تجویز کو سپیشل کمیٹی کے سامنے سفارش کے ساتھ پیش کیا جنہوں نے اس سے اتفاق کیا ہے ۔

چونکہ سپیشل کمیٹی نے اس تجویز کو اپنی میٹنگ مورخہ 15 اپریل 1884ء کو منظور کیا ہے ۔ اب محکمہ اس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے مزید کارروائی کر رہا ہے ۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ —

نمبر شمار	سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	سپیشل کمیٹی کا فیصلہ	عمل درآمد رپورٹ
1	2	3	4
(1)	بعض منتخب ارکان کی جانب سے یہ شکایات موصول ہوئی ہیں کہ ترقیاتی فنڈز کی تقسیم اور سالانہ تعمیراتی پروگرام کی تشکیل کے وقت کچھ حلقوں کو قطعی طور پر لوکل کونسل کی اپنی سیاسی وجوہ کی بنا پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے ۔ غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ محکمہ ایک بار پھر اس ضمن میں واضح ہدایات جملہ لوکل کونسلوں کو جاری کرے کہ وہ ترقیاتی پروگرام مرتب کرتے وقت ترقیاتی فنڈز کی منصفانہ تقسیم کریں اور کسی بھی علاقے کے مفادات اور ضرورتوں کو نظر انداز نہ کریں ۔	محکمہ نے ہدایات جاری کر دی ہیں ۔ لہذا گورنر صاحب کے احکام کی ضرورت نہیں ہے ۔	ہدایات جاری کر دی گئی ہیں جو لف ہیں ۔
(2)	فیصلہ ہوا کہ جملہ سربراہان لوکل کونسل ہائے کے بذریعہ مراسلہ ہدایات جاری کی جاویں کہ وہ آڈٹ انسپکشن نوٹ میں اٹھائے گئے اعتراضات رفع کرنے کے لئے ذاتی طور پر توجہ دیں اور نوٹ	محکمہ نے ہدایات جاری کر دی ہیں ۔ لہذا گورنر صاحب کے احکام کی ضرورت نہیں ہے ۔	تجویز سے اتفاق ہے ۔ مناسب ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔

پیمائنہ اور اسکے جواب لوکل کونسل کے سامنے بلا تاخیر پیش کریں ۔		
(3) بلدیاتی کنونشن منعقدہ دسمبر 1983 میں تجویز پیش کی گئی کہ بلدیاتی اداروں کی مالی حالت کو بہتر بنانے کے لئے اور انکی ضروریات پورا کرنے کے لئے ایک لوکل کونسل بنک کا اجرا کیا جائے ۔ فیصلہ ہوا کہ مندرجہ ذیل سب کمیٹی معاملہ پر غور و خوض کے بعد اپنی سفارشات سبجیکٹ کمیٹی کے سامنے جلد پیش کرے ۔ (1) میاں شجاع الرحمن میئر لاہور میونسپل کارپوریشن (کنوینر) (2) چوہدری حاکم علی چیرمین ضلع کونسل قصور (3) رائے محمد حیات کھرل وائس چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ (4) ڈپٹی سیکرٹری مقامی حکومت سید تجمل عباس (5) ڈپٹی سیکرٹری فنانس شیخ ضمیر علی (6) چوہدری محمد شریف سلیمی اکاؤنٹس آفیسر لوکل گورنمنٹ بورڈ (سیکرٹری)	حسب تجویز کمیٹی تشکیل دی جا چکی ہے ۔ کمیٹی کی رپورٹ مکمل ہونے پر سبجیکٹ کمیٹی کے اگلے سیشن میں پیش کر دی جائے گی ۔	حسب تجویز سب کمیٹی تشکیل کر دی گئی ہے میاں شجاع الرحمن اس کے کنوینر ہوں گے ۔ کمیٹی سے گزارش کی گئی ہے کہ وہ 13 مارچ 1984ء تک اپنی رپورٹ پیش کرے ۔
(4) تجویز پیش کی گئی کہ ہر بڑے اور چھوٹے شہر کے ماسٹر پلان تیار کرنے کے لئے احکامات جاری کئے جائیں ۔ جسکی بنیاد پر کم از کم آئندہ دو	محکمانہ کارروائی مکمل ہو چکی ہے ۔	تجویز سے اتفاق ہے ۔ محکمہ متعلقہ سے رجوع کیا جا چکا ہے ۔

دھانیوں کے اعداد وشمار کو پیش نظر رکھا جائے
فیصلہ ہوا کہ متعلقہ معاملہ محکمہ ہاؤسنگ اور فزیکل
پلاننگ کے سپرد کیا جائے جو محکمہ مقامی
حکومت دیہی ترقی کی مشاورت سے تجویز پر عمل
درآمد کرے اور چھوٹے بڑے قصبوں کے ماسٹر پلان
تیار کرے ۔

سبجیکٹ کمٹی برائے سماجی بہبود و زکواہ کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ

سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات	مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے	اس سلسلے میں محکمہ کیجانب سے کی گئی کارروائی کی موجودہ صورت حال	
خواتین کی نمائندگی زکواتہ کمیٹیوں میں سے حد ضروری ہے کیونکہ خواتین بیوگان اور غریب عورتوں کی بحالی میں اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔	یہ معاملہ اس وقت مرکزی زکواۃ کونسل کے زیر غور ہے لہذا اس کے فیصلے کا انتظار کیا جائے	جہاں تک مقامی زکواۃ کمیٹیوں کے انتخابات کا تعلق ہے اس میں حصہ لینے کیلیے خواتین پر کوئی پابندی نہیں ہے جہاں تک خواتین کی نامزدگی کا تعلق ہے تو اس ضمن میں مرکزی حکومت کیطرف سے بھی مرکزی زکواۃ کونسل کوھدایات ملی ھیں جن پر کام ھورھا ہے امید ہے کہ اس سلسلے میں جلد ھی مرکزی زکواۃ کونسل کی طرف سے صوبوں کو رھنمائی فراھم کی جائیگی ۔	صوبائی کونسل پنجاب
محکمہ معاشرتی بہبود کی سرگرمیوں اور پروگراموں کو اجاگر کرنے کیلئے محکمہ کے رسالہ کا دوبارہ اجراء کیا جائے۔	محکمہ نے اس سفارش پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے۔	اس ضمن میں یہ طے پایا ہے کہ معاشرتی بہبود کی سرگرمیوں کی عکاسی کیلئے زکواۃ کے مجلس پیام زکواۃ میں کچھ اوراق مختص کردئیے جائیں جسمیں رضاکارانہ طور پر کام کرنے والے معاشرتی اداروں کی سرگرمیوں کی بھی اشاعت کا بندوبست کیا جائے اس سلسلے میں احکامات جاری کردئیے گئے ھیں۔	مورخہ 6 مئی 1984ء

بیوگان کی بحالی کے سلسلے میں قائم کردہ اداروں کی افادیت کے پیش نظر حکومت ایسے نئے اداروں کے قیام کیلئے زکواۃ فنڈ سے فراخدلی سے رقوم خرچ کرے۔

اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ محکمہ زکواۃ بیوگان کی بحالی کے پروگرام کو بتدریج وسعت دے رہا ہے اور اس پر ایک کثیر رقم خرچ کررہا ہے اسطرح کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد ہورہا ہے۔

اس سفارش پر عملدرآمد ہورہا ہے۔سال 81-1980، 82-1981 اور 83-1982ء کے دوران بیوگان کی بحالی کی سکیم کے تحت 319 ویلفیر مراکز کو مبلغ -/1،02،96'000 روپے زکواۃ فنڈ سے دئیے گئے ہیں۔سال 84-1983 کے دوران -12,08,843 روپے 48 ویلفیر اداروں کو دئیے گئے۔ صوبائی زکواۃ کونسل کے اجلاس منعقدہ 15 فروری 1984ء میں 12 اضلاع کے 96 ویلفیر اداروں میں بیوگان کی بحالی کیلئے -/31،82،000 روپے کی منظوری ہو چکی ہے۔

سبجیکٹ کمیٹی برائے امن عامہ کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

نمبر شمار	سفارشات سبجیکٹ کمیٹی	مذکورہ سفارش پر حتمی فیصلے	اس سلسلے میں محکمہ کی جانب سے کی گئی کارروائی کی موجودہ صورت حال
1	2	3	4
1	پنجاب صوبائی کونسل کے ممبران کے لئے اسلحہ کے لائسنسوں کا کوٹہ مقرر کیا جائے ۔	صوبائی کونسل کے ہر ممبر کے لئے غیر ممنوعہ بور کے پانچ اسلحہ کے لائسنسوں کا کوٹہ مقرر کر دیا گیا ہے۔	عملدرآمد ہو رہا ہے ۔
2	مرالہ ضلع سیالکوٹ کے قرب و جوار میں ٹریکٹروں کی چوریوں سمیت دوسری چوریوں میں اضافہ ہوا ہے ۔ ضلعی پولیس کو علاقہ میں چوریوں کے واقعات کی روک تھام کے لئے موثر کارروائی کرنی چاہیئے ۔	ضلع سیالکوٹ کے تھانہ ہیڈ مرالہ اور اس سے ملحقہ تھانہ جات صدر ۔ سڑیال اور پھکیاں میں سے صرف ۔ تھانہ ہیڈ مرالہ میں دسمبر 1983ء میں ٹریکٹر چوری کا ایک مقدمہ نامعلوم افراد کے خلاف درج ہوا جو کہ زیر تفتیش ہے ۔ ۔ سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات کے مطابق اس علاقہ میں حفاظتی اقدامات کے تحت پولیس کی گشت کو مزید سخت کرنے کے انتظامات کئے گئے ہیں ۔ اس ہی سیالکوٹ کو گشت کے نتائج کے بارے میں	عملدرآمد ہو رہا ہے ۔

		رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔	
3	ضلع اوکاڑہ میں مویشیوں کی چوریوں کی روک تھام کے لئے موثر اقدامات کئے جائیں۔ ضلع میں مقدمات درج نہ کرنے کے واقعات کا ازالہ کیا جائے۔	ضلع اوکاڑہ کے تھانہ جات میں کھلی کچہریوں کے دوران مقدمات کے آزادانہ اندراج کے نتیجہ میں سال 1982ء کے دوران مویشیوں کی چوری کے درج ہونے والے 274 مقدمات کے مقابلہ میں سال 1983 کے دوران 315 مقدمات درج کئے گئے۔ سال 1982ء کے دوران 221 مقدمات کے چالان مکمل کرنے کے مقابلہ میں 1983ء کے دوران 270 مقدمات کی تفتیش اور چالان مکمل کئے گئے۔ اس جرم کی روک تھام کے سلسلہ میں بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔ اس ہی اوکاڑہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس عرصہ کے دوران مویشی چوری کے مقدمات میں سزا پانے والے اشخاص کی تعداد کے بارے میں رپورٹ پیش کرے۔	عملدرآمد ہو رہا ہے۔
4	انسپکٹر جنرل پولیس ضلع اوکاڑہ شیخوپورہ اور سیالکوٹ میں ہونے والی ڈکیتی کی وارداتوں کے بارے میں صوبائی کونسل کو خاص	مذکورہ اضلاع میں ڈکیتی کی وارداتوں کی تفصیلات درج ذیل ہیں —	عملدرآمد ہو رہا ہے۔

رپورٹ پیش کریں ۔

1 - شیخوپورہ

ضلع میں 1982ء اور 1983ء کے دوران ڈکیتی کا کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا ۔ بہر حال اسلامی قوانین کے تحت 1985ء کے دوران خرابہ کے 7 مقدمات کے مقابلہ میں 1983ء میں 15 مقدمات درج کئے گئے ۔

2 - اوکاڑہ

سال 1983ء کے دوران ضلع میں ڈکیتی کی چار وارداتوں میں سے تین کا سراغ لگا کر چالان کیا گیا ۔ ایک مقدمہ ایف آئی آر نمبر 11583 زیر دفعہ 395 ت پ بشمول اسلامی قانون 17.6.79 تھانہ صدر ابھی تک زیر تفتیش ہے ۔ اس مقدمہ کے واقعات کے مطابق آٹھ ڈاکوؤں نے بندوق دکھا کر ایک بس کے مسافروں کو لوٹ لیا تھا ۔ تخت بھائی ضلع مردان سمیت مختلف اضلاع میں چھاپے مارے گئے ۔ وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکو قبائلی علاقہ میں فرار ہو گئے ہیں ۔ انہیں گرفتار کرنے کی پوری کوشش

	کی جا رہی ہے - سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات پر ایک گزشتہ فیصلہ کی روشنی میں انسپکٹر جنرل پولیس کو لاہور - شیخوپورہ روڈ پر پولیس کی موثر گشت شروع کرنے کی ہدایات جاری کی جا چکی ہیں - ایس پی شیخوپورہ کو کہا گیا ہے کہ وہ اس ضمن میں رپورٹ پیش کریں -	
	3 - سیالکوٹ ضلع سیالکوٹ میں 1983ء کے دوران ڈکیتی کی کوئی واردات رپورٹ نہیں کی گئی - تاہم جرایہ کے 32 مقدمات میں سے 28 کا کامیابی سے سراغ لگا کر مجرمان کا چالان پیش کیا گیا - مبلغ 10'51'843 روپے مالیت کی چوری شدہ اشیاء میں سے —/9'70'743 روپے مالیت کی اشیاء برآمد کی گئیں - اس طرح مال مسروقہ کی برآمد گی کا تناسب 92.3 فی صد رہا -	
5 - تھانہ کی سطح پر پولیس کی کار کردگی کو بہتر بنانے کے لئے مناسب ٹرانسپورٹ مہیا کی جائے -	حکومت محکمہ پولیس کو اضافی ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کی ایک جامع تجویز پر	عملدرآمد ہو رہا ہے -

مرحلہ وار عمل درآمد کر رہی ہے - اس دوران پولیس کے ماتحت عملہ کے لئے اقساط پر موٹر سائیکلوں اور بائیسائیکلوں کی خرید کے لئے پچاس لاکھ روپے کا ایک گردش فنڈ قائم کیا گیا ہے - اس کے علاوہ محکمہ پولیس کے لئے آئندہ مالی سال کے دوران گاڑیوں کی خرید کے لئے ایک کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں -

پنجاب کے تمام سپرنٹنڈنٹ ہائے پولیس موٹر موبائل پٹرول انسپکٹران اور موٹر وہیکل ایگزامینروں کو اس سلسلہ میں ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں سال 1983ء کے دوران ان جرائم کے 41380 مقدمات میں 144 ,, 27, 38 روپے جرمانہ وصول کیا گیا تاہم محکمہ داخلہ محسوس کرتا ہے کہ اس سلسلہ میں ابھی مزید بہتری کی گنجائش موجود ہے انسپکٹر جنرل پولیس اور چیئرمین صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے اس مہم کو مزید سخت کرنے کی درخواست کی

عمل درامد ہو رہا ہے

6 - بسوں اور ٹرکوں وغیرہ میں اضافی بتیوں ریڈیو ٹیپ ریکارڈوں اور پریشر ہارنوں کے سد باب کے لئے مہم کا آغاز کیا جائے -

		گئی ہے -	
7-	لاہور - شکرگڑھ براستہ مریدکے روٹ پر بسوں کی ایک کثیر تعداد چند ایک پرمٹوں کے تحت چل رہی ہے اس کا سدباب کیا جائے -	(1) لاہور - شکرگڑھ براستہ مریدکے روٹ پر صرف تین بسوں کے پاس روٹ پرمٹ ہیں - ان کے علاوہ میسرز نذیرعنائت اللہ اینڈ کمپنی کی 38 بسیں لاہور سے سوہا سنگھ براستہ مریدکے ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ کی عدالت سے جاری ہونے والے ایک عارضی حکم امتناعی کے تحت چل رہی ہیں - (ii) نیو ڈائمنڈ گروپ اور ایم ایس گروپ کی بسیں جن کے پاس لاہور تا شکر گڑھ براستہ گوجرانوالہ ستراہ - پسرور روٹ پرمٹ ہیں بھی براستہ مریدکے چلتی ہوئی پائی گئیں - ان میں سے 26 بسوں کے چالان کئے گئے ہیں -	عمل درآمد ہو رہا ہے -

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا دوسرا اجلاس

(پیر ۷ مئی ۱۹۸۴ء ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ)

اجلاس کی کارروائی صبح ۹ بجے زیر صدارت قائمقام چیئرمین جناب اللہ یار خاں شروع ہوئی۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

انا وکیلنصر ۔ جناب الصار عبد العلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواتین و حضرات السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

صوبائی کونسل پنجاب کے چار روزہ اجلاس کا یہ تیسرا دن ہے۔ جناب ملک اللہ یار خان وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی تشریف لے آئے ہیں۔ اجلاس کی باضابطہ کارروائی کا آغاز اللہ تبارک تعالیٰ کے بابرکت کلام سے ہوتا ہے۔ جناب قاری علی حسین صدیقی تلاوت کلام پاک فرمائیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ۝ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝

س نساء ۴ آیت ۱۳۵ س ال عمران ۳ آیت ۱۰۴ س حم سجدہ ۴۱ آیت ۳۴

اے ایمان والو! اللہ کے لئے گواہی دینے کے لئے انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو۔ خواہ وہ تمہارے اپنے یا ماں باپ کے یا رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی مالدار ہے یا فقیر پس اللہ ان دونوں کا خیر خواہ ہے۔ پس تم اپنی خواہش نفس کے پیچھے چل کر کہیں انصاف کو نہ چھوڑ دینا۔ اور اگر تم گول مول شہادت دو گے یا حق بات کہنے سے پہلو تہی کرو گے تو یاد رکھو کہ اللہ تمہارے تمام کاموں سے خبردار ہے۔

اور تم میں ایک ایسی فعال جماعت کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ جو بھلائی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے۔ اور برے کاموں سے روکے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے۔ اور اچھائی و برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تم سخت کلامی کا جواب کچھ اس انداز سے دو جو بہت ہی بہتر ہو۔ پس تم دیکھو گے کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی۔ وہ تمہارا گہرا دوست بن چکا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

سوالات اور ان کے جوابات

اناؤنسر آج کے ایجنڈے میں پہلا گھنٹہ سوالات اور ان کے جوابات کیلئے وقف ہے جن محکموں کے بارے میں سوالات اور جوابات ہوں گے ان کے نام یہ ہیں آبپاشی و قوت برقی، زراعت، پرورش حیوانات، جنگلات، خوراک اور منصوبہ و ترقیات سب سے پہلے سوال نمبر ۱۶ ہے اور محکمہ آبپاشی و قوت برقی کے بارے میں ہے یہ سوال خواجہ محمد اصغر کوریجہ صاحب نے کیا ہے۔

نہروں پر ہیڈ اپ کا قیام

۱۶ خواجہ محمد اصغر کوریجہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل رحیم یار خاں) کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ نہر پنجند کی آر۔ ڈی کے پل پر ۵ سایل شیدانی اور ۵ آر اونٹراں مائنرز میں پانی کی کمی کا مسئلہ درپیش رہتا ہے

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا نہریں غیر مستقل ہیں اور نہر پنجند میں پانی کی معمولی کمی کے پیش نظر فراز ی کی بنا پر بند ہو جاتی ہیں نتیجتاً عوام کو زبردست نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پانی کی مستقل فراہمی کے لیئے مذکورہ نہروں پر ہیڈ اپ قائم کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر ریٹائرڈ غضنفر محمد خاں)

(الف) یہ حقیقت ہے کہ ۵ ایل شیدانی اور ۴ آر ادنڑاں راجباہ نچند کینال کی برجی نمبر ۱۶۷ سے نکلتے ہیں لیکن یہ درست نہیں کہ ان پر گہری پانی کی کمی کا کوئی مسئلہ درپیش ہے

(ب) یہ حقیقت ہے کہ یہ دونوں نہریں غیر مستقل ہیں چونکہ یہ ہر دو نہریں فرازی رقبہ جات کو سیراب کرتی ہیں اس لئے جب نچند کینال میں ڈسچارج ۱۵۰ برجی کے ڈاؤن سٹریم ۵۵۰۰ کیوسک ہو جاتا ہے تو چلنا شروع کر دیتی ہے اور جب ڈسچارج ۶۰۰۰ کیوسک سے زائد ہو جاتا ہے تو یہ ہر دو نہریں اپنا حق ڈسچارج لینا شروع کر دیتی ہیں اور تمام فلو سیزن کے دوران انڈنٹ کے مطابق چلتی رہتی ہیں اس طرح فلو سیزن کے اختتام پر جب پانی نہر نچند کینال میں کم ہو جانا شروع ہو جاتا ہے ان نہروں کو حسب ضرورت پانی دینے کے لئے برجی ۱۶۷ پر کراس ریگولیٹر ہے کڑیاں ڈال کر پانی کی سطح مقررہ حد تک جو زیادہ سے زیادہ ایک فٹ ہے تک اونچی کی جاتی ہے اور اس مقام پر ہر دو نہریں تسلی بخش طور پر آبپاشی کرتی ہیں

(ج) یہ دونوں نہریں ایسے علاقہ کو سیراب کرتی ہیں جس کا زیر زمین پانی میٹھا ہے اور اس کی سطح نسبتاً اونچی ہے اگر ان راجباہوں کو مستقل کر دیا جائے تو یہ علاقہ سیم زدہ ہو جائے گا لہٰذا ان راجباہوں میں پانی کی مستقل فراہمی کیلئے حکومت کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

سکارپ کے ٹیوب ویلوں کی تنصیب

۱۷۔ خواجہ محمد اصغر کوریجہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل رحیم یار خاں)

کیا وزیر موصوف دقت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ اکثر اوقات ۵ ایل شیدانی اور ۵ - آر ادنڑاں میں پانی کی کمی رہتی ہے۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ نچند کینال کے گرد و نواح میں کافی رقبہ سیم و تھور کی زد میں ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پانی کی کمی دور کرنے سیم و تھور کا خاتمہ اور پیداوار میں اضافہ کے پیش نظر جزو (الف) میں مندرج نہروں پر سکارپ کے

کے ٹیوب ویل نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر غضنفر محمد خاں)

(الف) مذکورہ دونوں راجباہ غیر دوامی ہیں اور فلو سیزن میں حسب ضرورت اور اپنے مقرر کردہ استحقاق کے مطابق چلائے جاتے ہیں یہ امر قابل ذکر ہے کہ شیدانی راجباہ کے ۴۳۲۰ ایکڑ مقرر کردہ سالانہ رقبہ آبپاشی کے مقابلہ میں ۶۳۰۹ تین برسوں میں (خریف ۱۹۸۰ تا ربیع ۸۳-۱۹۸۲) کا سالانہ اوسط رقبہ آبپاش ۶۳۰۹ ایکڑ (۱۴۶ فیصد) ہے اسی طرح اونیڑالی راجباہ کے ۶۰۵۲ ایکڑ مقرر کردہ سالانہ رقبہ آبپاشی کے مقابلہ میں گذشتہ تین برسوں کا سالانہ اوسط رقبہ آبپاشی ۹۲۰۱ ایکڑ (۱۵۳ فیصد) ہے

(ب) واپڈا کے جون ۱۹۸۳ کے سروے کے مطابق پنجند کینال کے کل ۱۴ لاکھ ۹۰ ہزار ایکڑ سروے شدہ رقبہ میں سے ۳ لاکھ ۱۱ ہزار ایکڑ (۲۱ فیصد) رقبہ میں زیر زمین پانی کی سطح ۵ فٹ تک کی گہرائی پر ہے۔

(ج) پنجند عباسیہ کے زیر آبپاش رقبہ سے سیم اور تھور ختم کرنے کے لئے سکارپ پنجند عباسیہ یونٹ I (اللہ آباد پائلٹ پراجیکٹ) مکمل ہو چکا ہے جبکہ سکارپ پنجند عباسیہ (یونٹ نمبر II تا V) پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے یونٹ نمبر II اور یونٹ نمبر III پنجند کینال کے زیر آبپاش ہیں اور ان میں زیر زمین پانی میٹھا ہے منصوبہ کے تحت میٹھے پانی کے رقبہ جات میں اب سکارپ کے تحت ٹیوب ویل نصب نہیں کئے جائیں گے ایسے رقبہ جات پر پرائیویٹ ٹیوب ویلوں کے فروغ کے لئے منصوبہ کے تحت ۱۱ کے۔وی کی بجلی کی لائنیں ایک میل کے درمیانی فاصلے پر بچھائی جائیں گی۔ جزو (الف) میں مذکور راجباہ یونٹ نمبر II میں واقع ہیں اس لئے ان راجباہوں پر سکارپ ٹیوب ویل نصب نہیں کئے جائیں گے۔

خواجہ محمد اصغر کو ربیجہ :- جناب والا۔ سوال نمبر ۱۷ کے جواب میں وزیر موصوف نے میٹھے پانی کی وجہ سے سکارپ ٹیوب ویل سکیم کو منسوخ کرنے کا کہا ہے یہ درست ہے۔ میری استدعا ہے کہ پرائیویٹ ٹیوب ویلوں کے لیے جلد کنکشن دیا جائے اور لائنیں بچھائی جائیں تاکہ پانی کی کمی پوری ہو سکے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی :۔ یہ منظور شدہ ہے انشاءاللہ پروگرام بنا کر بجلی کی لائن آپ کو مہیا کر دیں گے اور اس میں ٹیوب ویل بھی لگا دیں گے۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ ۔ جناب والا، ایک سوال رہ گیا ہے۔

اناؤنسر۔ سوال نمبر ۱۷ کے بارے میں تو انہوں نے کہہ دیا ہے۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ :۔ جناب چیئرمین۔ سوال نمبر ۱۶ کے بارے میں وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ جب ۱۵۰ برجی پر پانی ۵۵۰۰ کیوسک ہوتا ہے تو یہ نہریں چلنا شروع ہوتی ہیں اور ۶۰۰۰ کیوسک تک پانی ہونے کی صورت میں یہ نہریں صحیح طریقے سے چلتی ہے۔ جناب والا۔ یہ بہت پرانا اور اہم مسئلہ ہے اس کے سروے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چھ ہزار کیوسک پانی تقریباً فلو سیزن کے ایک ماہ بعد شروع ہوتا ہے اور تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے ہی ختم ہو جاتا ہے اس طرح یہ ششماہی نہر ساڑھے تین مہینے سے اوپر کبھی نہیں چلتی۔ یہ ساڑھے تین مہینے پانی بالکل غیر متوقع نہیں ہوتا ہے اور کڑیوں کا انتظام بھی نامکمل ہے۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اوسطاً آمدنی بڑھ رہی ہے اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اوسطاً آمدنی ساڑھے تین مہینے کے پانی سے نہیں بڑھتی بلکہ اس کے لیے ہم ٹیوب ویل چلا چلا کر لاکھوں روپیہ خرچ کرتے ہیں پھر کہیں جا کر اس اوسطاً آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے میں یقین سے کہتا ہوں اور اس کے سروے میں میں سمجھتا ہوں کہ کچھ تفاوت ہوا ہے یہ ساڑھے تین مہینے سے زیادہ کبھی بھی نہیں چلی۔ جناب والا۔ یہ بیس، پچیس سال کا مسئلہ ہے اور میں نے جناب گورنر صاحب کی خدمت میں بھی عرض کیا تھا میری پرزور استدعا ہے کہ اس اہم مسئلے کی طرف خصوصی توجہ فرمائی جائے اور اس کے کوئی حل کے لئے فوری اور احسن اقدام اٹھائے جائیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی :۔ درست ہے۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے اس بارے میں اگر آپ پہلے سوال بھیجتے تو اس کا جواب بھی مل جاتا کہ اس کی کیا پوزیشن ہے آپ نے اسی طریقے سے یہ سوال کیا تھا ویسے ہی اس کا جواب دیا گیا آپ میں اس کو دیکھوں گا اور صحیح پوزیشن آپ کو بتا دوں گا جہاں تک آپ نے کڑیوں کا سوال اٹھایا ہے جب ہم اس کی REMODELLING کریں گے تو اس میں بجائے کڑیوں گیٹ دینے کی کوشش کریں گے تاکہ زیادہ مناسب انتظام ہو سکے۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ :۔ ٹھیک ہے جناب والا۔ ہمیں تو پانی چاہیئے بعض غیر مستقل نہریں بجائے چھ ماہ کے آٹھ ماہ چلتی ہیں اور یہ نہریں چھ ماہ کی بجائے ساڑھے تین ماہ چلتی ہے۔

ضلع بہاولنگر میں سیم تھور کے تدارک کے لئے اقدامات

۱۹۔ **میاں مقصود احمد موہل** (وائس چیئرمین، ضلع کونسل، بہاولنگر)

کیا وزیر آبپاشی و قوت و برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع بہاولنگر کی اراضیات سیم و تھور سے متاثر ہو چکی ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سیم و تھور کے تدارک کے لئے مذکورہ ضلع کو پانچ یونٹوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور یونٹ نمبر ۱ اور ۲ پر کام ہو رہا ہے۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت یونٹ نمبر ۳ سیم سے سب سے زیادہ متاثر ہے اور مذکورہ یونٹ کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی اور نہ ہی کوئی پروگرام وضع کیا گیا ہے۔ نتیجتاً روز بروز زمینیں سیم و تھور کے باعث برباد ہو رہی ہیں۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ضلع میں یونٹ نمبر ۳ کے لئے رقم مختص کرنے اور عملی طور پر سیم و تھور کے خاتمے کے لئے اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں)

(الف) ضلع بہاولنگر کا بیشتر رقبہ فورڈواہ صادقیہ نہری نظام کے تحت ہے۔ واپڈا کے جون ۱۹۸۳ء کے سروے کے مطابق کل ۱۸ لاکھ ۴۳ ہزار ایکڑ سروے شدہ رقبہ میں سے ۴ لاکھ ۸۴ ہزار ایکڑ (۲۶ فیصد) میں زیر زمین پانی کی سطح ۵ فٹ تک کی گہرائی پر ہے۔ ڈائریکٹر لینڈ ریکلیمیشن کے تھور گوشوارہ سال ۸۲ - ۱۹۸۱ کے مطابق ضلع کے کل تقریباً ۱۶ لاکھ ۱۲ ہزار سروے شدہ رقبہ میں سے ایک لاکھ ۱۵ ہزار ایکڑ ۷ فیصد رقبہ تھور سے متاثرہ ہے۔

(ب) سیم و تھور کے تدارک کے منصوبہ کے سلسلے میں قابل عمل رپورٹ تیار کرنے کے لئے فورڈواہ صادقیہ نہری رقبہ کو چھ یونٹوں میں تقسیم کیا گیا۔ یونٹ نمبر ۱ کے تحت سکارپ فورڈواہ صادقیہ منچن آباد پائلٹ پراجیکٹ تشکیل دیا گیا ہے اور یہ پراجیکٹ مکمل ہو چکا ہے۔ اس کے تحت واپڈا نے

کل ۲۲۶ ٹیوب ویل نصب کئے۔ جو گزشتہ دو سال سے محکمہ آبپاشی کی زیر تحویل کام کر رہے ہیں یونٹ نمبر ۱ کی سکیم پر کام ہو رہا ہے۔ پروگرام کے مطابق یہ سکیم جون ۱۹۸۶ء تک مکمل کی جاتی ہے۔

(ج) یونٹ نمبر ۲ کا رقبہ سیم سے سب سے زیادہ متاثر ہے اور مذکورہ یونٹ کی سکیم پر کام ہو رہا ہے۔ یونٹ نمبر ۳ اور نمبر ۴ کے رقبہ جات بھی سیم اور تھور سے متاثرہ ہیں اور ان رقبہ جات کے لئے سکیم کی تشکیل پروایڈا کام کر رہا ہے۔ اس سکیم کو فورڈ واہ صادقیہ (لفیہ رقبہ جات) کا نام دیا گیا ہے۔ فی الحال اس منصوبہ کے لئے وفاقی حکومت نے رقم مختص نہیں کی۔

(د) یونٹ نمبر ۳ کے لئے علیحدہ کوئی سکیم نہیں بنائی گئی۔ تاہم یونٹ نمبر ۳ اور نمبر ۴ کے متاثرہ رقبہ جات کے لئے ایک سکیم تشکیل دی جا رہی ہے جس پر واپڈا کام کر رہا ہے۔ محدود وسائل کے پیش نظر فی الحال عملدرآمد کے لئے اس منصوبہ کے لئے وفاقی حکومت نے کوئی رقم مختص نہیں کی۔

ضلع بہاولنگر میں سیم و تھور کا تدارک

۳۰۔ میاں غلام محمد ممونکا (چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر)

کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع بہاولنگر میں انسداد سیم و تھور کا کام شروع ہو چکا ہے مگر وہ صرف تحصیل منچن آباد اور تحصیل بہاولنگر کے کچھ حصہ تک محدود ہے اور وہ بھی سست رفتاری کا شکار ہے؟

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لفیہ تحصیل ہارون آباد اور چشتیاں کی زرعی اراضی مذکورہ کی نذر ہو چکی ہے اور پانی کی سطح زمین کے قریب آ گئی ہے۔ نتیجتاً کھاد بیج بلکہ افرادی محنت بھی رائیگاں جا رہی ہے۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ضلع کا رقبہ قریباً ۳،۵۰،۰۰۰ ایکڑ پر مشتمل ہے اور ۹۵ فیصد آبادی کے ذریعہ معاش کا انحصار کاشت کاری پر ہے۔

(د) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سیم اور تھور کی بربادی کے پیش نظر مذکورہ ضلع کی کثیر آبادی کا ذریعہ معاش کی تلاش میں نقل مکانی کا احتمال پیدا ہو گیا ہے۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع مذکورہ میں سیم و تھور کے مکمل خاتمہ کی خاطر موجودہ سکیموں کے کام کو تیز تر کرنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کر رہی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں)

(الف) جی ہاں ضلع بہاول نگر کی منچن آباد اور بہاول نگر تحصیلوں میں سیم و تھور کے انسداد پر کام ہو رہا ہے سکارپ فورڈ واہ صادقیہ یونٹ ا (منچن آباد) پائلٹ پراجیکٹ مکمل ہو چکا ہے اس سکیم کے تحت واپڈا نے کل ۲۲۶ ٹیوب ویل نصب کئے جو گزشتہ دو تین سال سے محکمہ آبپاشی کی زیر تحویل کام کر رہے ہیں۔ دوسری سکیم بنام سکارپ فورڈ واہ صادقیہ یونٹ ا پر تیزی سے کام جاری ہے۔ اس سکیم کے تحت ایک لاکھ ایکڑ رقبہ پر ۴۱ میل لمبی سیم نالیوں کی بحالی کی جائے گی۔ جبکہ ۹۸ میل لمبی نئی سیم نالیاں بنائی جائیں گی اور ۳۰ ڈرینج ٹیوب ویل لگائے جائیں گے اس منصوبہ کا تخمینہ ۱۲ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے ہے۔ اس سکیم پر واپڈا نے مارچ ۱۹۸۲ء سے عملدرآمد شروع کیا۔ اور جون ۱۹۸۶ء تک منصوبہ کی تکمیل کی جانی ہے فروری ۱۹۸۴ء تک سیم نالیوں کی کھدائی کا تقریباً ۸۷ فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا کام اگلے مالی سال (۸۵-۱۹۸۴ء) میں شروع کیا جائے گا۔ کام کی رفتار تسلی بخش جا رہی ہے۔ مطلوبہ فنڈ میسر ہوتے رہے تو انشاء اللہ منصوبہ پروگرام کے مطابق مکمل ہو جائے گا۔

(ب) بہاول نگر، ہارون آباد اور چشتیاں تحصیلوں کے رقبہ جات سیم سے متاثرہ ہیں یہ رقبہ جات بھی فورڈ واہ صادقیہ انہار کے زیر آبپاشی ہیں۔ ان علاقوں سے سیم کو ختم کرنے کے لئے سکیم کی تشکیل پر واپڈا کام کر رہا ہے جسے فورڈ واہ صادقیہ (نقیہ رقبہ جات) کا نام دیا گیا ہے۔

(ج) و (د) ضلع بہاول نگر کا رقبہ زیادہ تر فورڈ واہ صادقیہ نہری نظام کے تحت آتا ہے اس نظام کا رقبہ ۱۴½ لاکھ ایکڑ ہے۔ سیم اور تھور سے متاثرہ رقبہ جات کی اصلاح کے لئے اقدام کئے جا رہے ہیں۔

(ہ) جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے۔ سکارپ فورڈ واہ صادقیہ یونٹ نمبر ا پر تیزی سے کام جاری ہے۔ اگر مطلوبہ فنڈز کی فراہمی میں کوئی کمی یا رکاوٹ نہ ہوئی تو پروگرام کے

مطابق جون ۱۹۸۶ء تک مکمل ہو جائے گا۔ سکارپ فورڈ واہ صادقیہ (بقیہ رقبہ جات) کا منصوبہ بھی تشکیل دیا جا رہا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سکارپ سکیموں پر عملدرآمد کے لئے وفاقی حکومت واپڈا کو تیز رفتار پروگرام برائے انسداد سیم وتھور کے تحت فنڈز مہیا کرتی ہے۔

میاں غلام محمد ممونکا: جناب والا بہاولنگر کی سیم وتھور کی اہمیت کا تو میں نے ۵ مئی کو بھی ذکر کیا تھا اور مسائل اپنی جگہ زیادہ ہونے کے باوجود میں نے عرض کیا تھا کہ اس کو اولیت دی جائے خواہ دوسرے منصوبے ہمیں نہ میسر آئیں پھر بھی ہم وقت گذار سکتے ہیں لیکن جناب والا۔ اس کی اہمیت اس سے واضح ہو جاتی ہے کہ میرے خیال میں اس ایوان میں شاید کوئی بھی ایسا ممبر نہیں جو یہ کہے کہ مجھے اس بات کی ضرورت نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ضرورت ہے لیکن میری گذارش ہے کہ سب سے پہلے سیم اور تھور کا انسداد کیا جائے اس کے متعلق کام کی رفتار کی میں کیا وضاحت کروں آپ جانتے ہیں کہ کام کس سست رفتاری سے ہو رہا ہے اور سیم سیلاب کی طرح کس تیزی سے بہہ رہی ہے کیونکہ آپ کے سکارپ میں کام شروع ہونے کے بعد سیم پہلے منچن آباد میں تھی۔ اب بہاولنگر میں چشتیاں ہارون آباد کا مکمل حصہ اور فورٹ آباد کے نزدیک سیم کا شکار ہو چکا ہے یعنی اس کام کے شروع ہونے کے بعد اس چیز کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ کام کس رفتار سے ہو رہا ہے تو اس کے متعلق میں نے یہی گزارشات کرنی تھیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین (ملک اللہ یار خان)۔ ممونکا صاحب آپ ضمنی سوال اٹھائیں اگر آپ سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو آپ یہ فرما دیجئے کہ آپ مطمئن نہیں ہیں اور اگر اس کے بارے میں آپ نے مزید کچھ اظہار خیال کرنا ہے تو پھر عام بحث کے دوران فرمائیے۔

میاں غلام محمد ممونکا۔ جناب والا۔ پھر ضمنی سوال کا فائدہ کیا میں خاموش بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ اس میں اگر آپ نے کچھ کہنا ہے تو پھر عام بحث کے دوران کیجئے۔

میاں غلام محمد ممونکا۔ نہیں۔ جناب والا۔ وزیر موصوف نے جو فرمایا ہے میں تو اس کا جواب دے رہا تھا وہ فرما رہے تھے کہ ۲۲۶ ٹیوب ویل منچن آباد میں لگے جس میں میرے خیال میں سوا ایک سو پچیس کے قریب کام کر رہے ہیں باقی سب ختم ہو چکے ہیں اس کا بلاشبہ کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ یہ سوال نہیں ہے یہ تو آپ کا اپنا خیال فرما رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی :۔ نہیں۔ یہ کوئی ناراضگی کی بات نہیں ہے ہم تو آپ کی خدمت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں آپ شکایت کیجئے۔

ضلع سرگودھا کے چکوک کو بجلی کی فراہمی

۳۴۔ چوہدری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) : کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل سرگودھا نے قراردادوں کے ذریعہ سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی و چیف انجینئر رورل ڈویلپمنٹ الیکٹریفیکیشن زیر سکیم ایشین ڈویلپمنٹ بنک فیروزپور روڈ لاہور کو چکوک نمبر ۴۲ جنوبی۔ ۴۵ جنوبی اور ۵۳ جنوبی تحصیل سرگودھا کی اضافی آبادیوں جو کہ آدھ میل کے اندر اندر واقع ہیں اور ۲۵ گھروں سے زائد پر مشتمل ہیں کو بجلی فراہم کرنے کی استدعا کی تھی اور درخواست کی تھی کہ ان دیہات کو ۸۴۔۱۹۸۳ء میں زیر سکیم LEFT-OVER آبادیوں میں شامل کر لیا جائے۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع کونسل سرگودھا نے چکوک نمبر ۳۹ جنوبی ۴۰ جنوبی اور ۵۲ جنوبی جو کہ یونین کونسلوں کے صدر مقام بھی ہیں، کو بجلی فراہم کرنے کے لیے بذریعہ قرارداد استدعا کی تھی

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی کونسل کے گزشتہ اجلاس میں جناب گورنر صاحب نے متذکرہ دیہاتوں کو بجلی فراہم کرنے کی ہدایت جاری کی تھیں

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو اب تک کیا پیش رفت ہوئی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان)

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل سرگودھا کی طرف سے چکوک نمبر ۴۲ جنوبی ۴۵ جنوبی اور ۵۳ جنوبی کی اضافی آبادیوں کو بجلی مہیا کرنے کے لیے سفارشات موصول ہوئی تھیں یہ اضافی آبادیاں وضع کردہ معیار (آبادی کا فاصلہ ۱۱ کے وی لائن یا اس کے بجلی مہیا کردہ دیہات سے آدھ میل تک ہو اور کم از کم ۲۰ گھروں کی تعداد ہو جس کی تصدیق چیئرمین ضلع کونسل سے ہونی چاہیئے) کے مطابق ہیں اس لئے ان کو ایسی آبادیوں کو بجلی مہیا کرنے کی سٹ میں شامل

کر لیا گیا ہے۔ اور ان کو تحصیل لوڑ کے مطابق اپنی بلدی پر بجلی کی فراہمی کے لیے منظوری دے دی جائے گی۔

(ب) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل سرگودھا نے چکوک نمبر ۳۹ جنوبی، ۴۰ جنوبی اور ۵۲ جنوبی کو بجلی مہیا کرنے کی استدعا کی تھی واپڈا کی رپورٹ کے مطابق ان تینوں چکوک کو بجلی مہیا کرنے کے معمول کے پروگرام کے تحت منظوری فی الحال ممکن نہیں ہے۔

(ج) گورنر صاحب کی صوبائی کونسل کے اجلاس میں دی گئی ہدایات پر متذکرہ دیہاتیوں کو بجلی مہیا کرنے کے لیے جائزہ لیا گیا لیکن جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے ان دیہاتوں کو ان کے ڈی لائن سے آدھ میل کی حد سے زائد فاصلے پر ہونے کی وجہ سے بجلی مہیا کرنے کے لئے معمول کے پروگرام کے تحت منظوری دینا ممکن نہیں ہے۔

(د) ہر ایک جز کا جواب علیحدہ علیحدہ تفصیلاً اوپر دیا جا چکا ہے۔

چودھری انور علی چیمہ :۔ جناب چیئرمین میرا سوال تھا کہ چک نمبر ۵۲ جنوبی، ۴۰ جنوبی اور ۳۹ جنوبی کے لیے ایشین ڈویلپمنٹ بنک سکیم کے تحت ہم نے ایک قرارداد پاس کر کے بھیجی تھی کہ اس سکیم کے تحت ان چکوک کو شامل کیا جائے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی :۔ جناب چیئرمین سوال میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک کا کہیں کوئی ذکر نہیں۔

چودھری انور علی چیمہ :۔ میں جناب عرض کرتا ہوں کہ ہمارے ڈپٹی سیکرٹری ایریگیشن اینڈ پاور ز ایک نہایت محنتی اور دیانت دار افسر ہیں۔ یہ کسی غلطی کی وجہ سے میرے خیال میں اس کو درست نہیں کر پا سکے۔ سوال یہ ہے کہ سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی و چیف انجینئر رورل ڈویلپمنٹ الیکٹریفیکیشن زیر سکیم ایشین ڈویلپمنٹ بنک فیروز پور روڈ لاہور کو چکوک نمبر ۴۲ جنوبی، ۴۵ اور ۵۳ جنوبی تحصیل سرگودھا کی اضافی آبادیوں جو کہ آدھ میل کے اندر واقع ہیں اور ۲۵ گھروں سے زائد پر مشتمل ہیں کو بجلی فراہم کرنے کی استدعا کی تھی اور درخواست کی تھی کہ ان دیہات کو ۸۴-۱۹۸۳ء میں زیر سکیم LEFT. OVER آبادیوں میں شامل کر لیا جائے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی :۔ میرے پاس یہ سوال نہیں ہے اس لیے میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ سوال یہ ہے کہ قراردادوں کے ذریعہ سکیم ایشین ڈویلپمنٹ بنک کو بجلی فراہم کرنے کی استدعا کی تھی۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی :۔ جناب چیئرمین یہ جزو "ب" کے متعلق پوچھ رہے ہیں

چوہدری انور علی چیمہ :۔ جناب والا میں جزو "ب" کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ جزو "الف" کا تو جواب ٹھیک آگیا ہے لیکن ایشین ڈویلپمنٹ بنک سکیم میں یہ شرط ہے۔ اگر میری گذارش پر غور فرمائیں تو ان چکوک کو جیسے گورنر صاحب نے یہ حکم فرمایا تھا کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک سکیم والوں سے براہ راست رابطہ قائم کیا جائے کہ وہ اس کو EXPEDITE کریں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس میں ترمیم کر کے دوبارہ محکمہ کو بھیج دیا جائے بجائے اس کے کہ آپ خود علاقہ آمد کریں۔ اور وہ گاؤں جو اکے۔ وی لائن کے دو میل کے اندر واقع ہیں وہ اگر آپ خود نہیں کر سکتے ہیں تو وہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک سکیم والوں سے کرا دیں۔ علاوہ ازیں ۵۲ جنوبی ۳۹ جنوبی اور ۴۰ جنوبی یونین کونسل کے ہیڈ کوارٹرز ہیں۔ اور آدھ میل سے زائد فاصلے پر واقع ہیں لیکن اس کی آبادیاں زیادہ ہیں۔ اس لیے ان کو ایشین ڈویلپمنٹ بنک سکیم کے تحت شامل کیا جائے۔ یہ میرا سوال ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی :۔ اس کو نوٹ کر لیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ جناب بریگیڈیئر صاحب ایشین ڈویلپمنٹ بنک سکیم کے تحت جو فنڈز مہیا کئے گئے ہیں ان کے بارے میں ذرا وضاحت فرمائیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی :۔ مجھے اس کے متعلق تفصیل معلوم نہیں۔ اس کے لیے میں تیار ہو کر نہیں آیا۔ میں بغیر معلومات حاصل کئے اس کا جواب دینے سے قاصر ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ اس ضمن میں جہاں تک ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے فنڈز کی فراہمی کا تعلق ہے بریگیڈیئر صاحب کے پاس مواد موجود ہے کہ آیا کوئی ایسی سکیم موجود ہے جس کے تحت کسی مخصوص جگہ کو یا کسی خاص دیہات کو ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے فنڈز میں سے بجلی مہیا کی گئی ہو؟

چوہدری انور علی چیمہ :۔ جناب ایشین ڈویلپمنٹ بنک سکیم والوں کی طرف سے ضلع کونسلوں کو ایک چٹھی موصول ہوئی تھی کہ آپ RECOMMEND کر کے بھیجیں۔ اسی سلسلہ میں یہ دیہات RECOMMEND کر کے بھیجے ہیں اور وہ سکیم چل رہی ہے۔ ضلع جھنگ میں یہ سکیم شروع ہو چکی ہے۔ ضلع جھنگ میں اس سکیم کے تحت کام شروع ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ اس بارے میں آپ ایک بار پھر نوٹس دیجئے گا۔

چوہدری دلاور خان وائس چیئرمین ضلع کونسل، جھنگ :۔ آیا بنیادی مرکز صحت کو بجلی مہیا کرنے کے لیے حکومت کے زیر غور کوئی سکیم ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی :۔ اگر وہاں بجلی موجود ہے تو محکمہ صحت اس کا جواب دے وزیر صحت صاحب ذرا بتائیے کہ بنیادی مرکز صحت کو بجلی دینا آپکی پالیسی میں شامل ہے۔

وزیر صحت (چوہدری حامد ناصر) جناب چیئرمین جہاں پر بھی بجلی موجود ہے ہماری یہ پالیسی ہے کہ ہم اپنے پبلک ہیلتھ یونٹ کو بجلی دیں اور اس کے لیے ہم ہر سال لاکھوں روپیہ ادا کر رہے ہیں۔ مجھے ان کے متعلق تو علم نہیں ہے۔ اگر اس گاؤں میں بجلی ہے تو پبلک ہیلتھ یونٹ میں فوری بجلی لگا دی جائے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ جس گاؤں کے بارے میں آپ فرما رہے ہیں۔ وہاں بجلی ہے؟

چوہدری دلاور خان :۔ وہاں بجلی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ بیسک ہیلتھ یونٹ کو بجلی مہیا ہو جائے گی۔

چوہدری دلاور خان :۔ اس کو جناب نوٹ کر لیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی :۔ آپ گاؤں کا نام بتا دیں۔

چوہدری دلاور خان :۔ یہ بنیادی مرکز صحت میانی ضلع جھنگ ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی :۔ واپڈا سے متعلق کوئی صاحب آج یہاں موجود ہیں۔

ملک عطا محمد (چیئرمین ضلع کونسل، اٹک) جناب والا اگر بجلی نزدیک میسر ہو تو کیا تمام بیسک ہیلتھ یونٹ کو مہیا کی جائے گی؟

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ منسٹر صاحب نے اس کی وضاحت فرما دی ہے کہ جہاں جہاں یہ بیسک ہیلتھ یونٹ ہیں اور ان دیہاتوں کو بجلی اگر پہلے سے ہی مہیا ہے تو ان مراکز کو فراہم کر دی جائے گی۔

اناؤنسر :۔ اگلا سوال کرنے سے پہلے ایک ضروری اعلان سماعت فرمایئے۔ ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھنے والے اراکین پنجاب کونسل اور ممبران یعنی آبزرور آج دس بجے صبح جناب گورنر پنجاب سے اسمبلی چیمبر میں ملاقات کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ آبزرور کی وضاحت بھی کر دیجئے۔ جو چیئرمین یونین کونسل اور ٹاؤن کمیٹی ہیں ان اصحاب کو بھی یہ دعوت دی گئی ہے وہ بطور آبزرور اپنے وفد کے ساتھ جو صوبائی کونسل کے ممبران ہیں جناب گورنر سے ملاقات کریں گے۔

اناؤنسر :۔ ایک اعلان اور ہے۔ آج اٹلی کا سات رکنی پارلیمانی وفد پنجاب کونسل کی کارروائی دیکھنے ساڑھے گیارہ بجے آئے گا۔ فاضل اراکین کونسل سے گزارش ہے کہ چائے کے وقفے کے بعد پابندی وقت

کے ساتھ ایوان میں تشریف لائیں اور موجود رہیں۔ شکریہ

بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھنے والے اراکین پنجاب کونسل اور ممبرین یعنی آبزرور آج ساڑھے بارہ بجے بعد دوپہر جناب گورنر سے ملاقات کریں گے۔

سیم نالوں کی کھدائی

۴۴- چوہدری اختر علی (چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ)

کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ بھڑتانوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے چھمب جو موضع مذکورہ سے موضع ڈھوبے والی تک تقریباً تین صد ایکڑ رقبہ پر محیط ہے میں کسی سیم نالی کی کھدائی کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اگر جزو الف بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک نالی کی کھدائی متوقع ہے اگر جواب نفی میں ہے تو کیا چھمب مذکور میں سیم نالی تعمیر کرنا اور برجی نمبر ۳۹۰۰۰ نہر بی۔ آر۔ بی پر سائفن بنانا بہتر نہ ہوگا تاکہ سیلابی پانی کا نکاس ہو سکے جس سے فصلوں کا بچاؤ ہو سکے۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ڈرینیج ضلع سیالکوٹ کی تحصیل ڈسکہ میں نہر بی۔ آر۔ بی برجی نمبر ۶۵۰۰۰ کے سائفن سے لے کر گوجرانوالہ پسرور روڈ کے پل کوٹلی نوشہرہ کے راستے کسی برساتی نالہ تک اس علاقہ کے پانی کے نکاس کے لئے کوئی سیم نالی تعمیر کر رہا ہے اگر کر رہا ہے تو کب تک تکمیل متوقع ہے اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(د) آیا ضلع سیالکوٹ کی تحصیل ڈسکہ میں موضع لورمھکی کے سائفن نہر بی۔ آر۔ بی سے لے کر پل کوٹلی نوشہرہ گوجرانوالہ پسرور کے راستے پانی کے نکاس کے لئے کسی نالی کی کھدائی کی کوئی تجویز محکمہ ڈرینیج کے زیر غور ہے۔ اگر ہے تو کب تک عمل درآمد متوقع ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر ریٹائرڈ غضنفر محمد خاں)

(الف) یہ درست کہ موضع بھڑتانوالہ اور ڈھوبے والی میں تقریباً ۱۳۰۰ ایکڑ رقبہ نشیب میں واقع ہے اس رقبہ کے پانی کا نکاس بذریعہ سائفن نہر ۳۷۰۰۰، ۵۲۰۰۰، ۶۵۰۰۰

بی آر بی نہر مجوزہ لڑھکی ڈرین میں زیر غور ہے یہ سکیم آجکل تیار کی جا رہی ہے۔

(ب) سکیم کی منظوری اور فنڈز مہیا ہونے پر یہ کام ۸۵-۱۹۸۴ مالی سال شروع ہو سکتا ہے یہ سکیم ۸۵-۱۹۸۴ اے، ڈی-پی میں شامل کرنے کی تجویز حکومت کو بھیج دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔ ایک سکیم جس کا نام لڑھکی ڈرین ہے تیاری کے آخری مراحل میں ہے اس سکیم کے ذریعہ بھڑتا نوالہ کے چھمب کا پانی براستہ سائفن بی-آر-بی ڈھری نالہ میں ڈال جایا جائے گا۔ یہ تقریباً ایک کروڑ مالیت کی سکیم ہے اس سکیم منظوری اور مطلوبہ رقم مہیا ہونے پر اس کی تکمیل میں تین سال کا عرصہ درکار ہے۔

(د) جی۔ ہاں۔ جیسا کہ (ج) کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ اس سکیم کی منظوری اور مطلوبہ رقم مہیا ہونے پر ۸۵-۱۹۸۴ء میں کام شروع ہونے کی توقع ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں بذریعہ مشین سیم نالوں کی صفائی

۲۵۔ چوہدری اختر علی (چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ)

کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ:۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل سیالکوٹ میں موضع کلووال بھڑتا نوالہ وارد گرد کے مواضعات کا تقریباً ۵۰ ہزار ایکڑ رقبہ سیم نالوں کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے متاثر ہو رہا ہے۔

(ب) آیا حکومت متذکرہ مواضعات کے سیم نالوں کی صفائی کا کام مشینوں کے ذریعہ کرانے پر تیار ہے نیز ہیڈ مرالہ کے زیریں علاقہ میں سیم نالوں کی صفائی مشینوں کے ذریعہ نہ کرانے میں کیا امر مانع ہے

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ ٹنل واہ کی حد صرف سات میل کی لمبائی منظور شدہ ہے حالانکہ ٹنل مذکور کی لمبائی ۱۵ میل ہے آیا پوری ٹنل واہ کی صفائی کروا کر بہ دیہات کے مقبہ کو بچانے کے لئے کیا اقدام کئے جا رہے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر ریٹائرڈ غضنفر محمد خاں)

(الف) کلووال دیہات مرالہ ہیڈ ورکس کے قریب واقع ہے۔ جو یو-سی-سی کی برجی نمبر ۱۲ پر دائیں جانب ہے۔ اور موضع بھڑتا نوالہ بی-آر-بی-ڈی کی برجی ۶۵۰۰۰ کے بائیں

جانب واقع ہے۔ ان دیہات کے درمیانی رقبہ میں کوئی ٹرین نہیں ہے۔ مگر چند قدرتی نالے مثلاً "نلواہ پلکو۔ ایک نالہ ہسری نالہ وغیرہ گزرتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے کہ سیم نالوں کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے ۵۰۰۰۰ ہزار ایکڑ رقبہ متاثر ہو رہا ہے۔ بلکہ اس رقبہ کو سیلابی پانی سے بچانے کے لیے ڈھکی ڈرینج سکیم تیار ہو چکی ہے اور منظوری کے مراحل میں ہے۔

(ب) ہیڈ مرالہ کے زیر علاقہ میں چند ٹرین مثلاً ڈوگری نمبر ۱ ڈوگری نمبر ۲ جو کہ یو۔ سی۔ سی کے دائیں جانب واقع ہیں۔ ان کی صفائی کا کام بحالیات کے پروگرام میں شامل ہے۔ اور اگلے سال مشینوں کے ذریعے ان کی صفائی کروائی جائے گی۔ اس کے علاوہ چند چھوٹی چھوٹی ٹرین جیسا کہ سائنڈ ٹرین اور تنک سیم نالیاں ہیں۔ جو صحیح کام کر رہی ہیں۔

(ج) نلواہ کا ایک سیکشن جس کی لمبائی ۱۵ میل ہے۔ منظوری کے مراحل میں ہے۔ جیسے ہی یہ اہم سیکشن منظور ہو گا کام مشینوں کے ذریعے کروا دیا جائے گا۔

ضلع ڈیرہ غازی خان میں رود کوہیوں کی تباہ کاریوں کا تدارک

(۴۷) سید محمد صادق شاہ (چیئرمین میونسپل کمیٹی راجن پور) کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبائی اسمبلی کے گذشتہ اجلاس کے موقع کے جناب گورنر کی ڈیرہ غازی خان کے ایک وفد سے ملاقات کے دوران بتایا گیا تھا کہ ضلع راجن پور میں رود کوہیوں کی تباہ کاریوں کے بارے میں ایک محکمہ قائم کیا گیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) ہاں کا جواب اثبات میں ہو تو کیا مذکورہ محکمہ نے رود کوہیوں کی تباہ کاریوں کے تدارک کے لئے کوئی تجاویز پیش کی ہیں۔

(ج) اگر جزو (ب) ہاں کا جواب اثبات میں ہو تو ان تجاویز پر کہاں تک عمل درآمد ہوا ہے اور اس دوران فصلوں۔ نہروں اور سڑکوں کی تباہی کے تدارک کے لئے کیا اقدام کئے گئے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان)

(الف) جی نہیں کوئی علیحدہ محکمہ قائم نہیں کیا گیا بلکہ ضلع راجن پور کی رود کوہیوں کی تباہ کاریوں کو روکنے کے لئے نیشنل انجینئرنگ سروسز لمیٹڈ کو فیڈرل فلڈ کمشن نے مطالعاتی کام سونپا تھا۔

ب مذکورہ ادارے نے مٹھاوان ہل ٹورنٹ پر ایک رپورٹ حال ہی میں محکمہ آبپاشی و برقیات کو بھیجی ہے۔

ج جزو (ب) مذکورہ رپورٹ کا تکنیکی مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ اس مطالعہ کی روشنی میں سکیم کی منظوری اور مطلوبہ رقوم کی فراہمی کے بعد عمل درآمد کیا جائے گا۔

اس سلسلے میں آپ کو مزید اطلاع دے دوں کہ نیس پاک نے ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے اضلاع کے لئے رود کوہیوں کا مطالعہ سائنسی طریقے سے کیا تھا جس میں ۱۰۰ سال کا ریکارڈ جو بارشوں وغیرہ کا تھا اور جو سکیمیں بن چکی تھیں ان کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک رپورٹ مرتب کی جا چکی ہے اس میں سے مٹھاوان Torrents کے لئے ایک FEASIBILITY رپورٹ تیار کر کے پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر پیش ہے اور انشاءاللہ رقم فراہم ہونے پر رود کوہیوں کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ جیسا کہ میں نے کل عرض کیا تھا گورنر صاحب نے کمشنر ڈیرہ غازی خان کو حکم دیا ہے کہ بجائے اس کے کہ بڑی سکیم شروع ہونے کا انتظار کیا جائے کیونکہ اس میں اربوں روپے خرچ ہونگے لہٰذا چھوٹے پیمانے پر کوشش کی جائے کہ HILL TORRENTS کو صحیح راستے پر سے نکال کر مکمل کیا جائے۔

سید محمد صادق شاہ صاحب: جناب چیئرمین میں نے سوال راجن پور کے متعلق دیا تھا لیکن جواب ڈیرہ غازی خان کے متعلق دیا گیا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: یہ جواب راجن پور کے متعلق ہے آپ کو بتایا گیا ہے کہ پوری سکیم کا جائزہ لے کر انہوں نے صرف مٹھاوان کی تفصیل بھیجی ہے جو زیر غور ہے اور راجن پور کا مجھے علم ہے کہ راجن پور میں hill Torrents نہیں ہے

سید محمد صادق شاہ: ٹھیک ہے جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ نیس پاک نے ایک رپورٹ مرتب کی یہ کب تک متوقع ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: غالباً آپ بھی اس میں موجود تھے جس میں نیس پاک نے رپورٹ گورنر صاحب کو پی اینڈ ڈی کے کمیٹی روم میں دی تھی یہ تمام HILL TORRENTS کی رپورٹ جون کے آخر تک ہو جائے گی اور امید ہے کہ اس میں مٹھاوان کو پائلٹ پراجیکٹ بنا کر پیش کیا ہے جو محکمے کے زیر غور ہے۔ شکریہ

بخارا مائنر میں پانی کا جاری رہنا

جناب گل حمید خان روکڑی (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

آیا یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ آبپاشی کے ریکارڈ کے مطابق کالا باغ ڈویژن (داؤد خیل) میں واقعہ بخارا مائنر پانی جاری رہتا ہے مگر عملاً اس میں پانی نہیں چھوڑا جاتا۔ نتیجتاً زمیندار ان علاقہ اس سے مستفید نہیں ہو رہے ہیں اور ان کی فصلیں تباہ ہو رہی ہیں اگر ایسا ہے تو مذکورہ مائنر کی بندش کی وجہ کیا ہے اور کیا حکومت اسے مستقلاً چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان)

یہ امر واقعہ ہے کہ راجباہ بخارا لفٹ کینال کالا باغ ڈویژن داؤد خیل کا حق پانی صرف فصل خریف کے دوران یکصد ایام کے لئے عملاً موقع پر پانی اس حد سے بھی زائد چھوڑا جاتا ہے اور زمینداران اس پانی کو اپنی اپنی استطاعت کے مطابق استعمال کرتے ہیں اور مستفید ہوتے ہیں فصل خریف پانی کی کمی کی وجہ سے تباہ نہیں ہوتی۔ البتہ فصل ربیع کے دوران حق آبپاشی نہ ہونے کی وجہ سے برسات پر دارومدار رہتا ہے۔

جناب گل حمید خان روکڑی:۔ جناب والا سوال اور جواب کو انہوں نے ملا دیا ہے کچھ ٹھیک ہے اور کچھ غلط ہے میں زیادہ بحث نہیں کرتا صرف اتنی گذارش ضرور کروں گا کہ ایس۔ ای محکمہ انہار کو کہا جائے کہ میں ان کے ساتھ خود جاؤنگا اور ان کو بتاؤں گا کہ آپ نے سوال کا جواب غلط دیا ہے وہ رپورٹ درست کر کے آپ دیں آپ رپورٹ منگوالیں میں اس کے ساتھ جاؤں گا پھر اس کے بعد جو بھی فیصلہ ہو آپ فرما دیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی:۔ سیکرٹری صاحب آپ وہاں چیف انجینئر بھی رہ چکے ہیں آپ ذرا وضاحت کریں گے بخارا مائنر کی یہ شاخ چینل ہے۔

جناب گل حمید خان روکڑی:۔ جناب یہاں وقت زیادہ لگ جائے گا۔ میں تفصیل میں

نہیں جانا چاہتا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: اگر وہ میں چلے جائیں گے تو تھوڑی سی دقت تو ہو جائے گی وہ وہاں کے چیف انجینئر رہ چکے ہیں۔

سیکرٹری آبپاشی (جناب مسعود اختر) جیسے جناب نے جواب پڑھا ہے اس کے مطابق نہر میں پانی چلتا ہے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چند ایک موگھوں میں زمینداروں کو کچھ تکالیف ہوں میرا خیال یہ ہے کہ اگر خاص موگھے کی طرف نشان دہی کر دی جائے تو اس کو ہم محکمانہ طور پر دیکھ کر درست کر دیں گے۔

جناب گل حمید خان روکڑی: جناب میں تو کہہ رہا ہوں کہ میں ایس۔ ای صاحب کے ساتھ خود جاؤں گا پھر ان کو موقع پر سمجھاؤں گا پھر ایک رپورٹ آئے گی اس کے بعد آپ فیصلہ کریں کہ کیا عمل کیا جائے۔

وزیر آبپاشی: بہت بہتر ہے منظور ہے

سمندوالہ لفٹ اریگیشن سکیم کی تکمیل

۵۷۔ **جناب گل حمید خان روکڑی:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سال ۶۴-۱۹۶۳ میں سمندوالہ لفٹ اریگیشن سکیم منظور ہوئی تھی جس کی تکمیل تین مراحل میں ہونے تھی۔ پہلا اور دوسرا مرحلہ مکمل ہو کر کامیابی سے چل رہا ہے جس سے ہزاروں ایکڑ رقبہ سیراب ہو رہا ہے زمینداروں مستفید ہو رہے ہیں مگر تیسرے مرحلہ کی تکمیل کے سلسلہ میں سروے وغیرہ کے علاوہ کوئی واضح کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ اگر ایسا ہے تو تیسرے مرحلہ کی تاحال تکمیل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت اسے کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں)
سمندوالہ لفٹ اریگیشن سکیم کے منصوبے تیسرے مرحلے کی توسیع کے متعلق بیان

کی گئی ہے تحقیقاتی رپورٹ کے سلسلہ توسیع کا منصوبہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر نہ تو تکنیکی طور پر کارگر ہے اور نہ ہی مالی اعتبار سے موزوں ہے۔

(۱) تھل نہر جس سے پانی لیا جاتا تھا پہلے ہی بری طرح پانی کی کمی کا شکار ہے لہذا لفٹ اریگیشن سکیم کے منصوبے کے لئے فالتو پانی موجود نہیں ہے

۲۔ موجودہ لفٹ اریگیشن سکیم پر اخراجات آمدنی کی نسبت تین گنا ہے اس وجہ سے نئی اسکیم مالی اعتبار سے موزوں نہیں۔

جناب گل حمید خان روکڑی:۔ جناب والا یہ سکیم تین مراحل میں تھی پہلا اور دوسرا مرحلہ بھی مکمل ہو گیا ہے۔ ان تینوں مراحل سے گذر کر بعد ازاں لاکھوں ایکڑ زمین سیراب ہونا تھی زمین کو سیراب کرنے کے لئے وہاں کوئی اور ذریعہ نہیں ہے اچھی بھلی زمینیں ہیں اور حکومت کی پالیسی بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ زمینیں سیراب کی جائیں اب رہا مسئلہ کہ خرچہ زیادہ ہے آمدن تھوڑی ہے جناب والا اس پر جتنا خرچہ بھی آتا ہے ہم لوگ آبیانے کی صورت میں پہلے بھی دے رہے ہیں حکومت بھی کچھ خرچ نہیں کرتی سوائے اس کے کہ اس کو بنا دیتی ہے پھر اس کی رننگ کے لئے اس پر جتنی بجلی اور مرمت کا خرچہ آتا ہے وہ ہم میں پہلے ہی تقسیم کیا جاتا ہے اور آبیانے کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے اور اس پر جتنے بھی اخراجات آتے ہیں ہم خود فی کنال کے حساب سے دیتے ہیں اور یہ دیگر اخراجات کے علاوہ ہوتے ہیں۔ اس لئے میری گذارش ہے کہ وہ اتنی بڑی لفٹ اریگیشن سکیم نہیں کہ تھل پراجیکٹ جیسی نہر جس وقت چاہیئے صاف کر دے۔ مزید برآں اگر پانی کی بچت کی جائے تو ایسی کئی لفٹیں چل سکتی ہیں۔ مہربانی کر کے کام شروع کیا جائے اس علاقے میں پینے کے پانی کی بھی کمی ہے اور لاکھوں ایکڑ زمین کو سیراب کرنے کے لئے بھی پانی کی کمی ہے اس پر غور کریں سروے کرائیں کیونکہ اس سے ہمارے دونوں مسئلے حل ہو جائیں گے آپ اس کا جائزہ لیں آخر کار یہ کام انشاء اللہ ہو جائے گا پہلے ہی ہمیں جواب نہ دیں ہمیں ناامید نہ کریں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی:۔ جناب جواب تو صاف ہے اس میں کوئی شک شبہ نہیں ہے۔ تھل کینال ایک ایسی خریف کی چینل ہے صرف پورے پنجاب میں جو وارہ بندی پر چل رہی ہے اس کی گنجائش ۶ ہزار تھی اب ۶ ہزار ۸ سو تک چل رہی ہے اور اس میں پانی کی اتنی کمی ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے صرف خریف کے چینل میں اس کو

دارہ بندی کے چلانے میں اس ایوان میں لوگ شکایت کرتے ہیں اور جب گورنر صاحب دورہ پر گئے تھے تب بھی مسئلہ اٹھایا گیا تھا کینال ری ہیبلیٹیشن پراجیکٹ جو ہے اس میں اس کو ٹھیک کیا جا رہا ہے جو اس کی کم از کم مقررہ مقدار ہے وہ صحیح طور ڈسچارج ہوتی ہے۔ یہ صرف اس علاقے کا جہاں آپ کہہ رہے ہیں کوئی لاکھوں ایکڑ کا سوال نہیں ہے اور یہ اتنی بڑی سکیم نہیں ہے نیچے جو پانی ملتا ہے وہ ویسے ہی رد رہے ہیں اس میں سے مزید پانی نکالنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے دوسرے یہ لائن چینل ہے اور چونکہ ۳۰ میل کا پرمینٹ کینال جو ہے جیسا کہ آپ نے دیکھا ہوگا وہ مرمت ہو رہا ہے۔ ری ہیبلیٹیشن ہو رہا ہے اس کے بعد امید ہے کہ ہم اس کا صحیح منظور شدہ ڈسچارج آسانی سے گذار سکیں گے اس لئے اس میں پانی کی گنجائش نہیں ہے یہ تو انہوں نے ویسے ہی سوال کے جواب میں لکھ دیا ہے کہ قیمت زیادہ ہوتی ہے کہ میں اس کا تفصیلی جواب آپ کو دے دوں گا کہ آپ کتنا آبیانہ دیتے ہیں اور کتنا خرچ ہوتا ہے۔ لیکن پانی نہیں ہے۔

جناب گل حمید خاں دکڑی: جناب والا ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ نیچے والے پانی کی وجہ سے کاشتکار رو رہے ہیں ان کو بھی پانی دیں۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ہم اوپر والے ہیں ہمارے سر سے گذر کر یہ نہر آ رہی ہے ہم روتے رہیں اور نیچے پانی چلا جائے یہ بھی تو انصاف نہیں ہے ہمیں ہمارا حق دیا جائے۔

وزیر آبپاشی: اس نہر میں پانی نہیں ہے اور جب تک نہر ری ماڈل ہو کر دس ہزار کیوسک پر نہیں آتی کوئی پانی اضافی اس میں سے نہیں مل سکتا۔ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ پورے پنجاب کی نہروں میں ایک نہر ہے جو فصل خریف میں بھی دارہ بندی پر چلتی ہے میں اس سے کس طرح پانی دے دوں۔

ضلع سرگودھا میں باغات کیلئے پانی کی بندش

۶۶۔ چوہدری ہارون اکبر چیمہ (میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا)

کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع سرگودھا دیہات میں قواعد و ضوابط کے مطابق باغات کے لئے اضافی پانی کا کوٹہ مہیا کر دیا گیا تھا مگر دفتر

پانی ہونے کے باوجود بغیر وجہ بتلائے مذکورہ کوٹہ ختم کر دیا گیا ہے اس کی وجوہ کیا ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں) اس ضمن میں تحریر کیا جاتا ہے کہ اضافی پانی کا کوٹہ برائے باغات بذریعہ سیکرٹری شعبہ آبپاشی و برقیات لاہور چٹھی نمبری ۴۲۲/۷۳/۵/۶۲/۱۲/۲ مورخہ ۷۳-۵-۱۰ دو فیصد سے بڑھا کر ۲.۵ فیصد کیا گیا تھا مذکورہ چٹھی کے تحت لوئر جہلم کینال سرکل میں باغات کے لئے پانی کا کوٹہ ۷۸-۸۰ کیوسک بنتا تھا۔ جو کہ تمام تر باہین مالکان مختص کیا جا چکا ہے اور اب مزید پانی باغات کے لئے نہیں ہے۔

چوہدری ہارون اکبر چیمہ۔ جناب چیئرمین صاحب! ہمارے سوال میں یہ تو بتایا گیا ہے کہ کوٹہ تھا ہمارا سوال یہ ہے کہ وہاں کے زمینداروں کے پاس سے وہ کوٹہ منسوخ کیوں کیا گیا جب کہ وہ ان کو الاٹ ہوا تھا اس پر ان کے CONTRACT ہوئے CONTRACT کے بعد بغیر کسی وجہ بتلائے ان CONTRACTS کو منسوخ کیا گیا اور لوگوں کو مقدمہ بازی میں الجھایا گیا۔ موجودہ سیکرٹری صاحب اس وقت چیف انجینئر تھے۔ ان کو اس واقعہ کا بخوبی علم ہے۔ ان سے آپ پوچھ سکتے ہیں کہ کس وجہ سے زمینداروں کا کوٹہ منسوخ کیا گیا جب کہ ان کے CONTRACT بھی ہو چکے تھے

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ جناب والا یہ بڑا UNFAIR سوال ہے کیونکہ سوال میں آپ نے ایسا کوئی مسئلہ نہیں اٹھایا۔

چوہدری ہارون اکبر چیمہ:۔ جناب والا میرا سوال وہی ہے۔ کہ وہاں وافر پانی موجود ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پانی نہیں ہے۔ پانی بھی موجود تھا۔ زمینداروں کو ملا لیکن بغیر وجہ بتلائے وہ منسوخ کر دیا گیا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس کو منسوخ کرنے کی وجہ کیا تھی؟ آپ نے جنرل کوٹہ کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ کوٹہ EXHAUST کرنے کے بعد کینسل کر دیا گیا۔ ورنہ وہ منتقل کیا جاتا ہم کہتے ہیں کہ وہ EXHAUST کرنے کے بعد کینسل کر دیا گیا اس کی کوئی وجہ نہیں دی گئی۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی:۔ میں اس کا جائزہ لے کر دیکھ لونگا۔

چوہدری ہارون اکبر چیمہ:۔ جناب والا۔ آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھئے جو اس وقت چیف انجینئر تھے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ سیکرٹری صاحب تو جواب نہیں دے رہے، جواب تو میں دے رہا ہوں اور چونکہ اس کی تفصیل میں جانا ہے اس لئے میں اسے دیکھ لوں گا۔

چوہدری ہارون اکبر چیمہ۔ جناب والا۔ اس کی تفصیل نہیں بلکہ اس کی منسوخی کے متعلق ہم نے پوچھا ہے

وزیر آبپاشی و برقی ۔ منسوخی کے سلسلے میں تفصیل میں جانا ہے کہ آپ کو الاٹ ہوا تھا۔ عمر، زید، بکر کس کو الاٹ ہوا تھا اور وہ کیوں منسوخ ہوا۔

چوہدری ہارون اکبر چیمہ ۔ جناب والا۔ ہم نے لکھا ہی یہی ہے کہ وہ کیوں منسوخ کیا گیا۔ ہم نے کوٹہ کے متعلق تو پوچھا ہی نہیں کہ ہمارا کوٹہ ہے یا نہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی سوال یہ ہے کہ " . . . باغات کے لیے اضافی پانی کا کوٹہ مہیا کر دیا گیا تھا مگر وافر پانی ہونے کے باوجود بغیر وجہ بتلائے مذکورہ کوٹہ ختم کر دیا گیا۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی کوٹہ ختم کر دیا گیا۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی کوٹہ ختم نہیں کیا گیا۔

چوہدری ہارون اکبر چیمہ ۔ جناب والا۔ وہ کوٹہ تو ختم کر دیا گیا ہے۔

چوہدری انور علی چیمہ ۔ جناب والا۔ میں بھی تائید کرتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں بغیر وجہ بتلائے وہ کوٹہ ختم کر دیا گیا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی میں عرض کرتا ہوں کہ آپ نے اس معاملہ کو جس طریقے سے اٹھایا ہے میں اس کی تفصیل دیکھ کر آپ کو بتا دوں گا۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اب پتا نہیں کتنے ایسی زمیندار ہوں گے۔ یہ بات چھپانے کے لیے نہیں ہے میں آپ کو ظاہر کر دوں گا اور میں یہ بھی بتاتا چلوں، باقی صاحب بھی بیٹھے ہیں کہ باغ کا کوٹہ کوئی فالتو نہیں ہوتا۔ یہ باقی زمینداروں کا حصہ لے کر آپ کو دے دیا جاتا ہے اس لئے خوش نہ ہوں۔ نہر میں اتنا پانی فالتو نہیں آتا جب نہر چلتی ہے تو سب کے چند چند منٹ کاٹ کر اور موگے کو ALTER کر کے آپ کے لیے اتنے گھنٹے بڑھا دیا جاتا ہے۔

چوہدری انور علی چیمہ ۔ جناب والا۔ میں اس ضمن میں واضح عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ایک نہایت اعلیٰ زمیندار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ باغات کے لئے پانی کا ڈبل کوٹہ دیا جاتا ہے اور باغ کے پانی کا ہم ڈبل آبیانہ دیتے ہیں۔

وزیر آبپاشی و برقیات :۔ جناب آپ آبیانہ دیتے ہیں۔ میں کب کہہ رہا ہوں کہ آپ نہیں دیتے

چوہدری انور علی چیمہ ۔ جناب والا۔ عرض یہ ہے کہ جس وقت پانی وافر تھا اور زمینداروں کو کوٹہ الاٹ کیا گیا تو ایک ایس ای صاحب نے پانی کا کوٹہ منظور کیا اور اس ایس ای کی ٹرانسفر کے بعد جب دوسرے ایس ای صاحب آئے تو انہوں نے سارے کا سارا منسوخ کر دیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ بہتر ہوگا کہ جن لوگوں کے کوٹے منسوخ کر دئے گئے ہیں۔ جن کو پہلے جاری کئے گئے تھے۔ ان اشخاص کے نام آپ دے دیں تاکہ ان کے بارے میں وہ معلومات حاصل کر سکیں۔

چوہدری انور علی چیمہ ۔ ٹھیک ہے ۔ میں پھر بریگیڈیئر صاحب سے ملکر بعد میں بات کروں گا ۔
وزیر آبپاشی و برقی ۔ آپ بتائیے ۔ میں بالکل معلوم کروں گا ۔
جناب قائم مقام چیئرمین ۔ لیکن ان لوگوں کے نام بتائیے جن کو کوٹہ پہلے دیا گیا تھا اور پھر منسوخ کر دیا گیا ۔
چوہدری انور علی چیمہ ۔ جناب والا ۔ تقریباً سو ڈیڑھ سو آدمی ہیں جن کے نام بھی بتا دوں گا ۔
جناب قائم مقام چیئرمین ۔ جو بھی ہیں ان کے نام بتا دیں ۔
وزیر آبپاشی و برقی ۔ آپ ان ڈیڑھ سو میں سے پانچ آدمیوں کے نام بتا دیں ۔

چوہدری انور علی چیمہ ۔ جناب والا ۔ تقریباً سو ڈیڑھ سو آدمی ہیں جن کے نام بھی بتا دوں گا ۔
جناب قائم مقام چیئرمین ۔ جناب والا ۔ ایک تو وقار الحسن ہے ۔ نصر اللہ خاں ہے ۔ تنویر انور خان صاحب اور میرا اپنا ذاتی باغ بھی شامل ہے ۔
وزیر آبپاشی و برقی ۔ میں اس کو انشاءاللہ ضرور دیکھوں گا ۔

چوہدری انور علی چیمہ ۔ تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کا کوٹہ کاٹ دیا گیا ہے ۔ وہ سارے LITIGATION میں گئے ہوئے ہیں ۔
جناب قائم مقام چیئرمین ۔ یہ بہتر ہوگا کہ آپ سیشن کے بعد ان کو مل لیں ۔
وزیر آبپاشی و برقی ۔ انشاءاللہ اس کو میں ضرور دیکھ لوں گا ۔

ضلع اٹک میں بجلی کی فراہمی

70 ۔ ملک عطا محمد (چیئرمین ضلع کونسل اٹک) کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع اٹک میں بجلی کی فراہمی کی اشد ضرورت ہے اور یہاں کے جغرافیائی حالات سے آگاہ کے ۔ وی لائن کے موجودہ منظور شدہ فاصلہ میں گاؤں موجود نہیں ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت بجلی کی فراہمی کے لئے موجودہ فاصلہ کی حد ۵ میل تک بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک ؟
وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں) حکومت نے ۸۳ ۔ ۱۹۸۲ء کے مالی سال سے پسماندہ اضلاع کے دیہات کو بجلی کی فراہمی کے سلسلے میں تحصیل کی بنیاد پر خصوصی کوٹہ کے لئے ایک فارمولا WEIGHTAGE FORMULA وضع کیا تاکہ اگلے پانچ سالوں میں بجلی فراہم کردہ دیہات کا بین التحصیل مقید تناسب کا تفاوت ختم ہو کر یہ تناسب ہر تحصیل میں ۸۹ ۔ ۶۳ فی صد ہو جائے ۔ ضلع اٹک میں بجلی کی فراہمی

کے لیے دیہات کا تحصیل وار کوٹہ اس فارمولا کے تحت مقرر کیا گیا ہے۔ ضلع اٹک کی تحصیل تلہ گنگ، پنڈی گھیب اور فتح جنگ میں ۱۱ کے وی لائن سے فاصلے کی حد پہلے ہی بالترتیب ۳ میل ۲ میل اور ۱ میل تک بڑھائی جا چکی ہے۔ واپڈا کی رپورٹ کے مطابق حکومت کے منظور شدہ دیہات کی لسٹ میں تحصیل کوٹہ کے مطابق مندرجہ بالا فاصلے کی حد کے اندر دیہات مطلوبہ تعداد میں موجود ہیں اس لئے رواں مالی سال میں فاصلے کی حد کو مزید بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ملک عطا محمد۔ جناب والا۔ پچھلے دنوں جب گورنر صاحب کو مختلف REPRESENTATIONS ہوئیں تو ہمارے ضلع کی تحصیل اٹک جہاں اس سے پہلے کسی کا بجلی کا کوٹہ مقرر نہیں کیا گیا تھا اس ضمن میں ان سے گزارش کی گئی تھی تو انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ جائز مطالبہ ہے اور ہم اس پر غور کریں گے۔ اس کے بعد جناب والا ہمیں غیر مصدقہ طور پر یہ بتایا گیا کہ تحصیل اٹک کے لیے ایک میل تحصیل فتح جنگ کے لئے دو میل، تحصیل پنڈی گھیب کے لئے تین میل اور تحصیل تلہ گنگ کے لیے چار میل کی حد فاضل مقرر کی گئی ہے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ واپڈا نے آپ کو جو انفارمیشن مہیا کی ہے کیا یہ اس وقت سے پہلے کی تھی یا بعد کی کیونکہ مجھے اس میں کچھ شک پڑتا ہے کہ انفارمیشن جو آپ کو مہیا کی گئی ہو وہ شاید مصدقہ نہ ہو۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ضلع اٹک کی تحصیل تلہ گنگ، پنڈی گھیب اور فتح جنگ میں ۱۱ کے وی لائن سے فاصلے کی حد پہلے ہی بالترتیب تین میل یعنی تلہ گنگ کے لئے تین میل پنڈی گھیب کے لیے دو میل اور فتح جنگ کے لیے ایک میل بڑھائی جا چکی ہے۔ اور واپڈا کی رپورٹ کے مطابق حکومت کی منظور کردہ دیہات کی لسٹ میں تحصیل کوٹہ کے مطابق مندرجہ بالا فاصلے کی حد کے اندر دیہات مطلوبہ تعداد میں موجود ہیں۔ اس لئے رواں مالی سال میں فاصلے کی حد کو مزید بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہے جواب۔

ملک عطا محمد۔ درست ہے۔ جناب والا۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ کچھ شکوک و شبہات ہیں کہ جو تحصیل اٹک کو بیچ میں سے نکالا گیا ہے جبکہ غیر مصدقہ طور پر ہمارے نوٹس میں آیا ہے کہ تحصیل اٹک کو بھی شامل کیا گیا ہے اور ایک، دو تین اور چار کے فارمولے پر چاروں تحصیلوں کو لیا گیا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ واپڈا کے بادشاہوں سے پھر اگر کسی وقت پوچھ لیں تو مناسب رہے گا۔

وزیر آبپاشی و برقی۔ بہت اچھا جی۔ واپڈا کے بادشاہوں سے پوچھ کر میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔

چوہدری قادر بخش (چیئرمین، ضلع کونسل، ٹوبہ ٹیک سنگھ) جناب والا۔ یہ جو ان تحصیلوں کو کوٹہ دیا جا رہا ہے تو اس سلسلے میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کو کیوں نہیں دیا جا رہا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی ۔ میرا خیال ہے کہ ہر ایک تحصیل کو دیا جا رہا ہے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو بھی دیا جا رہا ہے۔

چوہدری قادر بخش ۔ جناب والا ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کو نہیں دیا جا رہا یہ کوٹہ تحصیل وائز نہیں دیا جا رہا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی میرے خیال میں وہاں بجلی زیادہ ہوگی۔ میں ابھی اس کے متعلق بتاؤں گا

ملک عطا محمد صاحب کا مسئلہ ذرا تھوڑا سا دوسرا ہے۔ ان کی تحصیل اٹک کے ایک حصے میں بجلی اتنی زیادہ ہے کہ وہ PERCENTAGE میں اوپر مانے جاتے ہیں۔ شاید آپ کا چھچھ کا علاقہ ہے۔

ملک عطا محمد ۔ جناب والا ۔ وہ چھچھ کا علاقہ ہے لیکن جو بجلی وہاں صرف ہو رہی ہے وہ جتنے بڑے بڑے انڈسٹریل CONCERNS اور XESCOMPLE ہیں وہ ان کو دی جا رہی ہے دیہات میں وہ بجلی نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ کا مسئلہ تھوڑا سا مختلف ہے کیونکہ جب یہ تحصیل میں آتا ہے تو اتنے گاؤں وہاں بجلی کے ہیں۔ اس لئے وہ آپ پر کمی ہو جاتی ہے۔ اس لئے چھچھ کے علاقہ کو کاٹ کر نکال کر دیکھنا پڑے گا پھر شاید آپ کا مسئلہ آسانی سے حل ہو جائے گا۔

ملک عطا محمد جناب والا اسی ضمن میں گزارش ہے کہ جتنے بڑے بڑے INDUSTRIAL CONCERNS ہیں فیکٹریز ہیں COMPLEKES ہیں ان سب کا بجلی کا کوٹہ اس تحصیل کے کوٹے میں سے نکال کر جو باقی بچ جائے اس کو SPREAD OVER کر دیں تو یہ مناسب رہے گا۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت جی میں سمجھ گیا ہوں۔ میں نے تو مسئلے کی نشاندہی کر دی ہے کہ آپ کا مسئلہ ذرا دوسرا ہے۔ اس وجہ سے آپ کا کوٹہ پچھلے سال بھی نہیں تھا۔

چوہدری قادر بخش جناب والا۔ میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت یہ ضمنی سوال تو نہیں۔ جو سوال ہے اس کے جواب میں اٹک کا ذکر ہو رہا ہے اور آپ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی بات کر رہے ہیں۔ آپ سوال کریں میں اس کا جواب دوں گا۔

چوہدری قادر بخش ۔ جناب والا ۔ میں اصول کی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ آپ بھی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے بارے میں سوال کا نوٹس دیجئے۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ آپ نوٹس دیجئے میں جواب دوں گا۔ یہ اٹک کی بات ہو رہی ہے اور میں نے ان کو اٹک کا جواب دے دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے سوال بھی نہیں کیا تھا۔

صارفین بجلی کے لئے مراعات

۸۳۔ میاں منظور احمد وٹو۔ (چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ) کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گذشتہ مالی سال میں کتنی بجلی چوری ہوئی اور غلط اور فرضی بلوں کی کتنی شکایات صارفین کی طرف سے موصول ہوئیں۔

(ب) واپڈا کے ریونیو دفاتر نے کتنے فرضی بلوں کی درستگی کی اور کتنے صارفین ابھی تک دفاتر واپڈا اور دفاتر ریونیو واپڈا کے چکر لگا رہے ہیں۔

(ج) بجلی کی چوری اور فرضی بلوں سے صارفین کو بچانے کے لئے ٹیوب ویلوں کے لئے فکس ریٹ کرنے میں کیا امر مانع ہے۔ یا کم از کم جو صارفین پسند کرتے ہیں ان ٹیوب ویلوں کے ریٹ فکس کر دینے میں کیا دقت ہے۔

(د) ملک میں غلے کی پیداوار بڑھانے اور زیادہ رقبہ زیر کاشت لانے کے لئے ٹیوب ویل کنکشن کو آسان بنانے کے لئے تخمیناً لاگت پانچ بیس ہزار روپیہ سب سڈی نہ دینے میں کیا دشواری ہے۔

(ھ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت صارفین بجلی کی شکایات کے تدارک کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے۔ نیز حکومت صارفین بجلی کی سہولت کے لئے واپڈا کے ریونیو دفاتر ڈویژن سطح کی بجائے سب ڈویژنل دفاتر میں کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(و) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حکومت سالانہ ترقیاتی پروگرام کی ترتیب و تشکیل کے سلسلہ میں دیہات میں بجلی کی فراہمی کے بارے میں متعلقہ ضلع کونسلوں سے سفارشات حاصل کرتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا اس پر من و عن عمل ہوتا ہے۔

اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں) ۔ یہ مسئلہ واپڈا کو بھیجا گیا واپڈا کے جواب کے مطابق کیفیت حسب ذیل ہے

(الف) و (ب) ۱۹۸۳-۱۹۸۲ء کے مالی سال میں بجلی کی چوری کا اندازہ تقریباً ۵ فیصد ہے۔ کسی بھی صارف کو فرضی بل نہیں بھیجا گیا۔ البتہ ریڈنگ درج کرتے وقت یا بلوں کی تیاری کے وقت چند بل غلط ہو جاتے ہیں۔ ان کی تعداد اوسطاً ہر روز دو یا تین بل بعض سب ڈویژن میں ہوتی ہے۔

(ج) ۱۹۷۵ء سے لے کر اب تک نجی زرعی ٹیوب ویلوں کے لئے فکسڈ ریٹ لاگو کرنے کے بارے میں متعدد عوامی اداروں میں غور کیا جا چکا ہے۔ اس کی تجویز کا وفاقی حکومت دوبارہ تفصیل سے جائزہ لے رہی ہے۔

(د) وفاقی حکومت اپنے محدود مالی وسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے نئے زرعی ٹیوب ویل کنکشنوں کی ایک سال کے لئے حد مقرر کرتی ہے۔ اگر فی زرعی ہزار ٹیوب ویل سب سڈی ۱۵۰۰۰ سے بڑھا کر ۲۰۰۰۰ کر دی جائے تو اس کے نتیجے میں ٹیوب ویل کنکشنوں کی سالانہ حد میں کمی واقع ہو سکتی ہے کیونکہ بجٹ کم ٹیوب ویلوں پر خرچ ہو جائے گا۔ اس طرح زیادہ زمین زیر کاشت لانے کا مقصد حاصل نہیں ہو گا۔

(ھ) جزو ہائے بالا کے جواب سے ظاہر ہے کہ واپڈا اپنے صارفین کی شکایات کے ازالے کے لئے ہر وقت ضروری اقدام کر رہی ہے۔ واپڈا نے صارفین کی سہولت کے لئے بلوں کی درستگی کے بارے میں سب ڈویژنل آفیسر کو اختیارات دے رکھے ہیں۔ اس لئے سب ڈویژنل سطح پر ریونیو دفاتر کھولنے کا فی الحال کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی کے لئے واپڈا کی مہیا کردہ سروے فہرست اور ضلع کونسل کی سفارشات کو یکجا کر کے آبادی کے لحاظ سے ایک فہرست تیار کی جاتی ہے۔ جو دیہات ۱۱ کے۔ وی لائن سے فاصلے کے مقررہ معیار کے مطابق

ہوتے ہیں اور آبادی بھی زیادہ ہوتی ہے ان کو تحصیل کوٹہ کے لحاظ سے بجلی کی فراہمی کے لئے منظور کیا جاتا ہے

میاں منظور احمد وٹو ۔ جناب والا۔ میں سوالات کے جوابات کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ پہلے ان کو جواب پڑھنے دیجئے۔

میاں منظور احمد وٹو ۔ جناب والا۔ سوالات کے جوابات کے سلسلہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سارے سوالات کے جوابات پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرے اس سوال کے دو حصے ہیں۔ جناب والا میں آپ کی سہولت کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو یہ سارے جوابات پڑھنے کی زحمت ہوگی اس سوال کے دو حصے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی ۔ آپ دو حصوں میں سوال کرتے تو آپ کو جواب بھی دو حصوں میں ملتا لیکن چونکہ آپ نے پانچ حصوں میں سوال کیا ہے۔ اس لئے جواب بھی پانچ حصوں میں دیا گیا ہے۔ ہر حصے کا جواب الگ الگ دیا گیا ہے۔

میاں منظور احمد وٹو ۔ یہ در اصل چار سوالات ایک سوال سے متعلقہ ہیں میں وزیر موصوف کا وقت بچانا چاہتا ہوں۔ میں پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات کی جو opportunity فراہم کی جاتی ہے اس کا مقصد محض یہ ہے کہ لوگوں کے مسائل اور تکالیف جو کہ کسی بھی محکمہ کی طرف سے بے توجہی کا شکار ہوں۔ ان مسائل کو اس ہاؤس میں یہاں سوالات کے سلسلہ میں پیش کیا جائے اور پنجاب لیول پر ان کے جوابات اس انداز سے دیئے جائیں۔ کہ اگر کوئی مسئلہ موجود ہے اور وہ اگر حل طلب ہے تو اس کو حل کیا جائے۔ بلکہ ساتھ ساتھ ان کو حل کرنے کی کوشش بھی کی جائے اور اس کے لئے راہیں تلاش کی جائیں۔ کہ کس طریقہ سے یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ وائپڈا کے تکلیف سے دوچار

ہیں۔ غلط بل اور غلط ریڈنگ کی وجہ سے ریونیو دفاتر کے چکر لگانے پڑتے ہیں واپڈا کے دفاتر کی طرف سے ایک تو یہ ہو گیا ہے کہ یونٹ کے ریٹ آئے دن بڑھتے رہتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بے شمار حسابات اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ جن کو وہ یونٹ کے ریٹس بڑھانا تو نہیں کہتے ہیں لیکن اس میں بجلی کا سرچارج ہے ڈیوٹی ہے۔ ان چیزوں میں Conversion کو بے حساب دشواریوں کا سامنا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ دو صاحب جو سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ اس میں مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جو سوال آپ پوچھیں وہ specific ہونا چاہئے جس کا آپ جواب چاہتے ہیں۔ اور پھر اس ضمن میں اگر آپ نے کوئی ضمنی سوال پوچھنا ہے تو وہ بھی اسی مسئلے سے متعلق ہو۔ لیکن جس طرح سے آپ اپنے خیالات کا اظہار فرما رہے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ سوال نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ ضمنی سوال کی تعریف میں آتا ہے اس بارے میں اگر آپ نے اظہار خیال کرنا ہے تو عام بحث کے دوران آپ کر سکتے ہیں۔ سوالات کے سلسلہ میں آپ کو specific مسئلہ کے بارے میں نشاندہی کرنی ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے آپ کو جواب فراہم کیا جانا چاہئے۔

میاں منظور احمد وٹو۔ جناب والا۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں میرا سوال بہت specific ہے۔ اور وہ بجلی کے بارے میں ہے۔ بجلی کے fixed rates کے سلسلہ میں جو صارفین چاہتے ہیں کہ ان کے rates کو horse power کے حساب سے fix کر دیا جائے۔ ان کے ریٹس fix کرنے میں کیا قباحت ہے۔ اور مسلسل کہا جاتا رہا ہے کہ یہ کیس فیڈرل گورنمنٹ کے پاس فیصلہ کے لئے پڑا ہوا ہے۔ جناب میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ یہ فیصلہ کب تک ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ یہ درست ہے، آپ تشریف رکھئے، ان کو جواب دے دینے دیجئے۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ جناب چیئرمین، یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں سوال پڑھ دوں تاکہ پتا چل سکے کہ سوال کیا تھا اور اس کا جواب کیا ہے سوال کیا ہے اور اس کے جواب میں جو سوال ہوتا ہے اسی سے ہی اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ تو سوال کا جز "الف"

یہ ہے۔

(الف) گذشتہ مالی سال میں کتنی بجلی چوری ہوئی اور غلط اور فرضی بلوں کی کتنی شکایات صارفین کی طرف سے موصول ہوئیں۔

اس کا جواب جو واپڈا نے دیا ہے وہ یہ ہے۔

جواب: (الف) ۸۳-۱۹۸۲ کے مالی سال میں بجلی کی چوری کا اندازہ تقریباً ۵ فیصد ہے۔ کسی بھی صارف کو فرضی بل نہیں بھیجا گیا ہے۔ البتہ ریڈنگ درج کرتے وقت یا بلوں کی تیاری کے وقت چند بل غلط ہو جاتے ہیں۔ ان کی تعداد اوسطاً ہر روز دو یا تین بل بعض سب ڈویژن میں ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بریگیڈیر صاحب، گذارش ہے کہ انہوں نے جوابات پڑھ لئے ہیں۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ آپ کے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے جو ضمنی سوال پوچھا ہے وہ یہ ہے کہ کیا حکومت اس مسئلہ کے بارے میں غور کر رہی ہے یا اس ضمن میں حکومت کا موقف کیا ہے۔ کہ بجلی کے ریٹس fix کر دیئے جائیں۔ اس ضمن میں آپ کچھ فرمائیں گے۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ جناب والا کل بڑی مختصر سی بات اسمبلی کی لابی میں وٹو صاحب سے ہوئی اور پہلے انہوں نے کہا تھا کہ ہمارا مسئلہ یہی ہے کہ Fixed Rates کروا دیں۔ اب یہ Fixed Rates اور میٹر ریٹ، یہ بہت بڑا متنازعہ مسئلہ ہے۔ بحیثیت زمیندار کے، کاشت کار کے میں نہیں چاہتا کہ میرے بجلی کے Fixed Charges ہوں۔ میں اپنی مثال دے رہا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھ سے میری ریڈنگ کے مطابق پیسے لئے جائیں۔ اور تمام اچھے زمیندار بھی یہی چاہتے ہیں کہ Fixed Charges نہ لئے جائیں۔ اور میں جہاں بھی گیا ہوں میرے سامنے دو School of thought دو تجاویز آئی ہیں۔ کہ یا تو اس پر ریفرینڈم کرایا جائے یا فرداً فرداً صارفین سے پوچھا جائے کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ پھر اس کا حل یہ ہے کہ جو زمیندار Fixed Charges کرانا چاہتے ہیں وہ Fixed Charges کرا دیں۔ اور جو میٹر ریڈنگ چاہتے ہیں وہ میٹر کے مطابق کر دیں۔ یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں ہے کہ اس کا ایک حل ہو جائے۔ اور Fixed Charges ہو جائیں۔ جیسا کہ فاضل محرک نے بتایا ہے۔ کہ فیڈرل ٹیرف بورڈ Federal Tariff Board

کے سامنے یہ مسئلہ ہے اور میری خود چیئرمین واپڈا صاحب سے بات ہوئی اور بل نے ان کو خط بھی لکھا تھا۔ بلوں کی ریڈنگ بجلی کی چوری ایک بڑا کمپلیکیٹر مسئلہ ہے۔ واپڈا والے یہ کہتے ہیں کہ Fixed Charges وہ کروانا چاہتے ہیں جو کہ بجلی کی چوری کرتے ہیں۔ اب میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ میری اپنی یہ خواہش ہے کہ میری میٹر ریڈنگ پڑھی جائے اور اس کے مطابق بل دیا جائے۔ یہ مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے۔ ہم واپڈا سے بھی رجوع کر رہے ہیں۔ نہ صرف واپڈا سے رجوع کریں گے۔ بلکہ میں نے فیڈرل منسٹر سے بھی بات کی تھی۔ ان کو خط بھی لکھا تھا۔ اس کا جواب بھی موصول ہے۔ اب اس جواب کو کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ اور میں خود راولپنڈی جا کر ان سے ملاقات کروں گا۔ اور Tariff Board میں اس مسئلہ کا حل ڈھونڈیں گے۔

میاں منظور احمد وٹو۔ جناب والا۔ اس سلسلہ میں یہ خیال فرمائیں کہ آپ کی پوزیشن میں اور ایک عام Consumers کی پوزیشن میں بہت فرق ہے۔ میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ انہوں نے میرے سوال کے جواب میں یہ بات تسلیم کی ہے۔ کہ بجلی کی چوری کا اندازہ تقریباً ۵ فیصد ہے لیکن مجھے اس بات سے اتفاق نہیں ہے۔ میں آپ کے سامنے اپنے ایک سب ڈویژن کی مثال دیتا ہوں۔ ہمارا ایک سب ڈویژن کی مثال دیتا ہوں۔ ہمارا ایک سب ڈویژن اوکاڑہ میں ہے۔ جو بلی مکھا کے سب ڈویژن ہیں بجلی کی منظور شدہ Consumption ۱۳۱ لاکھ یونٹ ہے اس میں جو بجلی Consumer تک پہنچتی ہے وہ ۹۵ لاکھ یونٹ ہیں۔ اور اس میں ۳۶ لاکھ یونٹ لائن losses ہیں۔ اب اس میں پوزیشن یہ ہے کہ ۳۵ لاکھ ۶۴ ہزار یونٹ بجلی چوری ہوتی ہے اور باقی کوئی ۳۵ ہزار یا ۳۶ ہزار یونٹ distribution یا line losses ہیں۔ تو ایسی صورت میں یہ losses ۲۸ فیصد ہو جاتے ہیں۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ ان کا میزان کیا ہے۔

میاں منظور احمد وٹو۔ جناب والا میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ لکھا سب ڈویژن میں ۱۳۱ لاکھ یونٹ Total Consumption ہے۔ لیکن Consumer تک ۹۵ لاکھ یونٹ پہنچتی ہے یعنی ۳۶ لاکھ یونٹ line losses ہیں۔ تو اس طرح یہ losses ۲۸ فیصد تک پہنچ جاتے ہیں۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ وٹو صاحب مجھے آپ سے اتفاق ہے۔

(جناب شوکت شفیع (چیف کمرشل آفیسر واپڈا) ۔ جناب والا جو بجلی ہم کسی سب ڈویژن میں بھیجتے ہیں اس میں چوری اور دیگر قسم کے losses کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے جو کہ Technical losses ہوتے ہیں۔ تمام کی تمام بجلی چوری بھی نہیں ہوتی اور تمام کی تمام بجلی losses میں بھی نہیں چلی جاتی۔ اب اگر یہ دیکھنا ہو کہ ایک سب ڈویژن میں ہمارے کتنے ہیں تو یہ اس بات پر depend کرتا ہے کہ وہاں پر ہمارا ڈسٹری بیوشن سسٹم کیسا ہے۔ کیونکہ ہر جگہ ڈسٹری بیوشن سسٹم ایسا نہیں ہے کہ اس میں fixed percent losses ہوں۔ اس طرح چوری کے متعلق ہم نے جہاں تک ۵ فیصد کا کہا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہر سب ڈویژن میں ہی ۵ فیصد چوری ہو گی، کسی سب ڈویژن میں کم چوری ہو گی کسی سب ڈویژن میں زیادہ چوری ہو گی۔ اگر ایک سب ڈویژن میں چوری زیادہ ہو رہی ہے تو بھی ہم اس کی اوسط دیکھتے ہیں کہ تمام سب ڈویژنوں کی اوسط کتنی آتی ہے۔ جہاں تک agricultural Tariff کا تعلق ہے اس کے بھی دو حصے ہیں۔ ایک part اس پر depend کرتا ہے کہ موٹر کتنی Capacity کی استعمال کی گئی ہے اور دوسرا part یونٹ Units Consumption پر depend کرتا ہے لیکن جس وقت آپ Flat Charges لگاتے ہیں تو وہ Flat Charges ان دونوں چیزوں کو replace کرتا ہے۔ اب واپڈا تو Flat Charges پر بھی راضی ہے۔ اس کے لئے جس طرح آپ نے فرمایا کہ ایک Power Tariff Rate Committee موجود ہے اس Power Tariff Rate Committee میں Consumers کے بھی نمائندے ہوتے ہیں، صوبائی حکومتوں کے بھی نمائندے ہوتے ہیں، اس کے علاوہ واپڈا کے بھی نمائندے ہوتے ہیں۔ لیکن واپڈا کا وہاں پر اپنا کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ یہ Select کرے کہ یہ Tariff دیا جائے بلکہ سب کی رائے سے فیصلہ ہوتا ہے۔ واپڈا اپنی طرف سے صرف سروس مہیا کرتی ہے۔ آپ عوام ہیں عوام کے نمائندے ہیں ہم تو آپ کے خادم ہیں۔ آپ جس طرح بھی کہیں کہہ سکتے ہیں۔ جس طرح گھر کا نوکر اگر اپنی explanation دے بھی دے تو ہم اسے غلط کہتے ہیں اور نوکر بیچارہ آگے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس طرح یہ عوام کے نمائندے ہیں یہ ہمیں کہہ سکتے ہیں اور ہم خاموش رہیں گے۔

سیدہ ساجدہ تیر عابدی۔ جناب والا میں بھی واپڈا سے متعلق ایک وضاحت طلب کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ اس ضمن میں۔؟

سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جی۔ ہاں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی۔ فرمائیے۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی۔ جناب والا ایک تو محکمہ واپڈا ہے اور ایک ان کے ساتھ ان کا محکمہ آڈٹ ہے ان کا یہ محکمہ آڈٹ اچانک دورے پر آتا ہے اور دو دو سال پرانے بلوں Consumption Cell کرتا ہے۔ یہ Consumption نہ جانے کون کرتا ہے اور کہاں کے اخراجات آ جاتے ہیں دو دو، تین تین، چار چار ہزار روپے بلوں میں exceed ہو کر آ جاتے ہیں اور جب ہم ان کے محکمے سے جا کر پتہ کرتے ہیں تو ہمیشہ یہی کہہ دیا جاتا ہے کہ آڈٹ والے آئے تھے اور ۱۹۸۲ء سے چارجز لگا کر چلے گئے۔ جب کہ ہر مہینے ہم اپنے بلوں کی ادائیگی باقاعدگی سے کرتے ہیں، کیونکہ ہم لوگ ان سے ڈرتے بہت ہیں۔ اگر ہم ان کے بلوں کی ادائیگی نہ کریں تو ہمارا سارا کاروبار Suffer کر جاتا ہے۔ اب اس بات کی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان کے محکمے میں یہ کونسا ایسا خطرناک عنصر پیدا ہو گیا ہے جو بلوں میں چار چار چھ چھ ہزار روپے اضافے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ میں اس بات کی وضاحت طلب کرنا چاہوں گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ بیگم صاحبہ یہ بہت اہم سوال ہے لیکن یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ اسلئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس کے لئے آپ ایک علیحدہ سوال پوچھیں تو آپ کو اس کا تفصیل کے ساتھ جواب ملے گا۔

وزیر آب پاشی و برقی قوت۔ جناب چیئرمین اگر آپ اجازت دیں تو اس مسئلہ پر میں تھوڑی سی مزید بحث کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب والا میں وزیر ہونے کے علاوہ بنیادی طور پر by Profession الیکٹریکل انجینئر بھی ہوں، اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ line losses دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک Transmission losses جو کہ Calculated ہوتے ہیں اور جو ہمیں معلوم ہوتے ہیں دوسرے distribution losses ہوتے ہیں تو آپ یہ بتائیں کہ آپ کے پلان میں line losses اور distribution losses اوسطاً کیا ہیں؟ اس کے علاوہ پاور ٹرانسمیشن کا وولٹیج بڑھتا جاتا ہے Theoretically line losses کم ہوتے جاتے ہیں۔ اب آپ نے half a million Volts کی لائن لگائی ہے اور آپ اسے دو لاکھ بیس ہزار وولٹ پر چلا رہے ہیں۔ آپ اپنے line losses اور distribution losses

بتائیں۔ کیونکہ آپ کے چیئرمین واپڈا نے مجھے کہا تھا کہ ہم پنجاب گورنمنٹ کے بڑے مشکور ہیں کہ اپنے ہمیں line losses ان کے ذریعے وصول کر لیتے ہیں اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ چونکہ محکمہ نہر کے ٹیوب ویلوں پر میٹر نہیں لگے ہوئے ہیں۔ وہ میں نے مہم چلا کر لگوا لئے ہیں اور صرف چند سو باقی رہ گئے ہیں جن پر میٹر نہیں لگے ہوئے بہرحال ہم نے ان پر میٹر لگوانے شروع کر دیئے ہیں۔ اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کے Calculated line losses اور distribution losses کیا ہیں۔ اگر آپ کے پاس لکھا سب ڈویژن کے اعداد و شمار نہیں ہیں تو generally بتائیں کہ آپ کے کیا پلان ہیں کیونکہ اسی بنیاد پر تو اتھارٹی اپنی پلاننگ کرتی ہے، پھر ہی چوری کا پتہ چل سکتا ہے کہ ۵ فیصدی چوری ہوتی ہے یا دس فیصدی ہوتی ہے یا نہیں ہے شاید چوری نہیں بھی ہوتی ہو۔

جناب شوکت شفیع (چیف کمرشل آفیسر واپڈا) جناب والا ٹرانسمیشن لائن پر ۶۶ ہزار سے اوپر والی لائنز ہیں اس کیلئے ہمارے Calculated loss چھ فیصد ہیں اور اس کے علاوہ ڈسٹریبیوشن کے line losses جو ہیں، اس میں 11KV بھی آجاتی ہے اور 33 کے وہ بھی آجاتی ہے تقریباً ۱۳ فیصد کے قریب ہیں...

وزیر آبپاشی و برقی قوت: اس کے مطلب یہ ہوا کہ آپ کے plain losses کل ۹ فیصد ہیں

جناب شوکت شفیع (چیف کمرشل آفیسر واپڈا) جی۔ ہاں۔

وزیر آب پاشی و برقی قوت: چوری اس کے علاوہ ہے؟

جناب شوکت شفیع: اس کے بعد ۵ فیصد چوری آگئی۔ اس کے علاوہ کچھ یونٹ ہمارے پاور ہاؤسز میں Consume ہوتے ہیں...

وزیر آب پاشی و برقی قوت: مگر وہ تو Countable ہیں۔

جناب شوکت شفیع: نہیں میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ اس میں یہ تمام شامل ہیں، لیکن جہاں تک ڈسٹرس بیوشن کا تعلق ہے...

وزیر آب پاشی و برقی قوت: نہیں آپ نے ایک بڑی Significant بات کی ہے کہ کچھ یونٹ پاور ہاؤسز میں Consume ہوتے ہیں تو اس کے پیسے بھی Consumers سے لیئے جائیں گے۔

جناب شوکت شفیع: نہیں ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسی طرح ٹرانسمیشن لائنز کے losses کا بھی Consumers سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ Consumers کا تعلق صرف distribution losses سے ہے۔

وزیر آب پاشی و برقیات: تو پھر آپ یہ بتائیں کہ Consumer کو کتنے برداشت کرنے پڑیں گے۔ جس طرح ہمارے فاضل محرک نے اس سلسلے میں اعداد و شمار پیش کیے ہیں۔

جناب شوکت شفیع:۔ جناب والا ابھی میں عرض کر رہا ہوں کہ ۱۳ فیصد ڈسٹری بیوشن line losses ہیں اور پانچ فیصد چوری کے یعنی ۱۳ فیصد اور پانچ فیصد۔۔۔

وزیر آب پاشی و برقیات: پہلے آپ نے line losses چھ بتائے تھے۔

جناب شوکت شفیع: نہیں جناب میں ٹرانسمیشن لائنز کے متعلق عرض کر رہا تھا۔

وزیر آب پاشی و برقی قوت: وہی ٹرانسمیشن یعنی line losses

جناب شوکت شفیع: ٹرانسمیشن کے متعلق میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس کا Consumers کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔

میاں منظور احمد وٹو: جناب والا اس سلسلہ میں، میں یہ عرض کرتا ہوں کہ line losses ایک سب ڈویژن کے متعلق جو اعداد و شمار میں نے دیئے ہیں۔ اس سلسلہ میں permission کی line losses جو under rules ہے وہ ۳۶۰۵ ہزار یونٹ ہے۔۔۔

وزیر آب پاشی و برقی قوت: میں بھی ان سے اسی کی بات کر رہا تھا۔

میاں منظور احمد وٹو: یعنی ۳۶ لاکھ یونٹ کے جو losses ہیں ان میں سے ۳۶۰۵ ہزار یونٹ کی permission ان under the rules ہے۔ اس لیے میں نے عرض کیا تھا کہ ۳۵ لاکھ ۶۴ ہزار یونٹوں کی چوری ہوئی ہے اور اس چوری کو کیسے پورا کیا جاتا ہے یہ بات آپ کے علم میں ہونی چاہیے کہ قبود در و پیش، ہر جان در و پیش۔ یہ چوری Consumers ضرب سے پوری کی جاتی ہے اور وہ Consumers جو نہ یہاں اسمبلی میں اپنی بات کر سکتے ہیں، نہ ہی ضلع کونسل میں اپنی بات کر سکتے ہیں، آپ تو اپنی بات کرتے ہیں کہ۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت: نہیں جناب میری سن تو لیجئے۔ مجھے واپڈا والوں نے ایک ٹیوب جیل کا

بل ۱۱ ہزار روپے دے دیا اور وہ بھی سرکاری طور پر بند تھا اور آڈٹ پارٹی نے دے دیا اور میرے آدمیوں نے اسے ادا بھی کر دیا، جب مجھے اطلاع ملی تو میں نے اس کا ایکشن لیا۔

میاں منظور احمد وٹو: اب آپ خود ہی Consumers کی حالت زار کا اندازہ کیجئے کہ وہ کیا ہیں۔

وزیر آبپاشی و برقیات: جناب والا میں تو آپ سے پوری طرح متفق ہوں اور میری تمام ممبران سے یہ درخواست ہے کہ جیسے ہمارے فاضل محرک نے Facts and figures بھی ساتھ دیئے ہیں اسی طرح اس کے ساتھ کچھ نام بھی ساتھ آجائیں تاکہ میں اس سلسلہ میں چیئرمین واپڈا اور مرکزی وزیر سے تفصیل کے ساتھ گفتگو کر سکوں۔ مجھے واپڈا سے کوئی ہمدردی نہیں ہے، لیکن چونکہ واپڈا کی طرف سے میں جواب دہ ہوں اسلئے میں چاہتا ہوں کہ ہر ضلع سے کوئی ایک دو specific شکایات آجائیں۔ جو نام کے ساتھ ہوں چاہے یہ غلط بلوں کی ہوں، جو کچھ بھی ہو الزام ہو۔۔۔

نواب محمد یحییٰ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی اوکاڑہ) جناب والا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر چوری کون کرتا ہے۔ عوام کرتے ہیں یا واپڈا والے کرتے ہیں چوری تو آخر عوام ہی کرتے ہیں۔ انہیں بھی تو اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔۔۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ کہوں کہ عوام چوری کرتی ہے یا واپڈا والے چوری کرتے ہیں۔۔۔

چوہدری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین، ضلع کونسل سرگودھا)۔ جناب چیئرمین جناب بریگیڈیئر صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کے اپنے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بریگیڈیئر صاحب کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے تو اس بارہ میں کیا ایکشن ہوا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی:۔ اس کے بارے میں میں نے چیئرمین صاحب کو ٹیلیفون کیا تھا اور چونکہ میری شکایت صحیح تھی اس لئے وہ درست کر دی گئی۔

چوہدری انور علی چیمہ:۔ جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جس نے غلط بل ڈالا تھا کیا اس کے خلاف کوئی ایکشن بھی ہوا تھا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی:۔ میں نے تفصیل نہیں پوچھی تھی کہ کیا اس کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا یہ جو میٹر ریڈر تھا اس کا تبادلہ ہو چکا تھا اس کی جگہ کوئی دوسرا آیا تھا اس نے بغیر پڑھے پچھلی ریڈنگ کا ایک بل بنا کر بھیج دیا۔

چوہدری انور علی چیمہ :- جناب والا ۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ جو وزراء صاحبان ہیں وہ عوام میں ہمارا رابطہ قائم کرنے والے ہیں اگر وزراء صاحبان ہی ان محکموں کو کرتے ہیں تو پھر ہمارا کیا حال ہوگا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی :- کیا آپ نے میری بات نہیں سنی میں تو کسی محکمے کو defend نہیں کر رہا ہوں میں تو آپ سے درخواست کر رہا ہوں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین :- اس میں defend نہیں کر رہے ہیں وہ تو آپ کے سوالات کا جواب دے رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی :- جواب تو مجھے پڑھنا ہے defend تو میں کسی کو نہیں کر رہا۔

چوہدری دلاور خان : (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل جھنگ) ۔ جناب چیئرمین فیول چارجز جو کہ Consumers سے لئے جاتے ہیں اس سلسلے میں میں یہ عرض کرونگا کہ آیا بجلی حاصل کرنے میں کوئی خرچ وغیرہ ہوتا ہے۔

وزیر قانون و تعلیم (چوہدری عبدالغفور :- جناب والا ۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اس کے بارے میں عرض کرنا چاہونگا ۔ واپڈا کا جو موضوع اس وقت یہاں زیر بحث ہے یہ واقعی گھمبیر مسئلہ ہے اور ہر فاضل ممبر اس پر بولنا چاہے گا تو میں عرض کروں گا کہ آپ اس بارے میں ایک سپیشل وقت مقرر کر دیجئے شکایت واقعی اپنی جگہ درست ہے واپڈا والوں سے لوگ خاصے شاکی ہیں اور جس طرح جناب وٹو صاحب نے فرمایا ہے کہ عملہ وہاں اسلئے رکھا نہیں جاتا کہ وہ باقاعدہ مل کر چوری کروائے اور ان کو تنخواہ دی جائے اس کی Consumption لیکر پھر ایک اور Consumer سے اس کی وصولی کی جائے یہ بہت سنجیدہ مسئلہ ہے چونکہ سوال جواب کے وقفے میں ہر آدمی کو مطمئن نہیں کیا جاسکتا اس لئے جب عام بحث ہو اس کیلئے کچھ وقت مقرر کیا جائے اس کو Sort out کیا جائے ۔ یہ جو Consumption ہے اس کی بل ریڈنگ کسطرح ہوتی ہے اس کی پے منٹ کس طرح ہوتی ہے اور چوری کے سلسلے میں عملہ کس طرح Contribute کرتا ہے چوری کے سلسلے میں ایک عام بحث ہو جانی چاہیئے تاکہ لوگ مطمئن ہو سکیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) جناب چیئرمین ۔ میں ایک منٹ کیلئے عرض کرنا چاہتا ہوں مجھے شکار کھیلنے کی بہت عادت ہے اور میں اکثر دیہاتوں میں جاتا رہتا ہوں اور

چار تکلیفیں جو میں نے زمینداروں کی دیکھی ہیں وہ یہ ہیں کہ واپڈا والے جاکر ان کے میٹروں کو ادھر ادھر کراتے ہیں پھر ان سے پیسے وصول کرتے ہیں اگر ریٹ فکس کریں پھر اس کے بعد چوری کریں تو پھر جو ان کا عملہ ہے وہ کس لئے ہے یقین جانئے کہ جتنے بھی ان پڑھ لوگ ہیں اور جتنے بھی چھوٹے زمیندار ہیں یہ ان کو اس قسم کی تکالیف دیتے ہیں کہ خدا کی پناہ اور میں یہ کہوں گا کہ خدا کے واسطے فکسڈ ریٹ کریں اس سے لوگوں کا بھی بھلا ہوگا باقی جہاں کہیں چوری ہوتی ہے تو یہ عملہ کس لئے ہے میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں کہ یہ چوری کو پکڑنے والے نہیں ہیں یہ مل کر چوری کرواتے ہیں یہ ان کی اپنی مرضی سے ہوتی ہے میں آپ کے گلبرگ کی سٹریٹ لائٹیں ہیں ان کا بل آجاتا ہے اور وہ متواتر بائیس سال سے آرہا ہے اور میں بائیس سال یہ بل نہیں دے رہا ہوں اور میں بائیس سال یہ بل نہیں دے رہا ہوں اور میں متواتر لکھ کر بھیج رہا ہوں اس پر ابھی تک کوئی ایکشن نہیں ہوا تو جناب ان کی یہ کارکردگی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ (ملک اللہ یار خاں) ۔ تو آپ بائیس سال سے بل نہیں دے رہے ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جی ۔ بالکل نہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ تو وہ کنکشن ابھی تک نہیں کٹا ۔ (قہقہہ)

وزیر مواصلات و تعمیرات :۔ وہ بل میرے نام کا بھیج رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ انہوں نے بڑی خاص مہربانی کی ہے ۔

بیگم نجمہ حمید :۔ (لیڈی کونسلر، میونسپل کارپوریشن، راولپنڈی) جناب والا ۔ اگر ہم ایک دن بل نہ دیں تو بجلی کاٹ دی جاتی ہے۔

نہری آبپاشی کی شرح کے مطابق آبیانہ کی وصولی

۸۴ ۔ میاں منظور احمد وٹو :۔ (چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ) کیا وزیر آبپاشی و قوت برق ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب میں نہری نظام کافی دیرینہ ہے اور آج کی ضرورت کے مطابق

آبپاشی کی ضروریات کو پورا نہیں کرتا۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ نہری نظام سے پنجاب کے کچھ علاقہ میں فیصد اور کچھ میں فیصد آبپاشی ہوتا ہے مگر آبیانہ سب جگہ ۱۰۰ فیصد وصول کیا جاتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو ہر علاقہ میں آبپاشی کی شرح کے مطابق آبیانہ کیوں وصول نہیں کیا جاتا۔

(د) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ محکمہ آبپاشی نے سلیمانکی ہیڈ ورکس کے نزدیک پاکپتن نہر کے بجانب جنوب قریباً بیس ہزار ایکڑ قابل کاشت اراضی کو نہری پانی پہنچانے کی غرض سے راجباہ نور شاہ نامی کے اجرا کا منصوبہ بنایا تھا اور اسکا سروے وغیرہ بھی مکمل ہو گیا تھا مگر ابھی تک متذکرہ راجباہ جاری نہیں کیا گیا۔

(ہ) آیا یہ بھی درست ہے کہ بلوکی سلیمانی تک واقع تحصیل دیپالپور کے مشرقی کی طرف راجباہ لالو گڈر سے لے کر راجباہ جیٹھ پور اور ڈھیانہ تک نو عدد راجباہوں کی ٹیلز ہیں۔ ان سے ٹیلز پر بروقت پانی کی کمی رہتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا محکمہ آبپاشی نہر کے ساتھ ساتھ بجلی کی لائن بچھا کر لفٹ سکیم کے ذریعے اس علاقے کو سیراب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اوکاڑہ اور ساہیوال اضلاع کی دو تحصیلیں دیپالپور اور پاکپتن شتابی نہری پانی سے سیراب ہوتی ہیں جب کہ سردیوں میں نہریں بند رہتی ہیں اور لوگ ٹیوب ویلوں کی مدد سے گندم اور دیگر فصلات کی آبپاشی کرتے ہیں۔ محکمہ انہار کے ارباب اختیار بلا ضرورت سردیوں میں نہری پانی چند یوم کے لئے چھوڑ دیتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ۱۰۰ فیصد آبیانہ وصول کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیا عوامی مفاد کے نقطہ نظر سے حکومت اس پالیسی میں ردوبدل کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی:۔ (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں)

الف پنجاب کا نہری نظام تقریباً ایک صدی سے قائم ہے یہ نظام جس قدر رقبہ کی آبپاشی کے لئے قائم ہوا تھا۔ اس کی ضرورت کو کماحقہ پورا کر رہا ہے بلکہ اس سے زیادہ رقبہ آبپاشی کر رہا ہے علاوہ ازیں بہت سے قابل کاشت رقبہ کو جو حدود آبپاشی میں ہے کوئی نہ کسی طرح میں شامل کر کے زائد آبپاشی کیا جا رہا ہے۔

ب یہ درست نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ پنجاب کے اکثر علاقوں میں سالانہ آبپاشی ۱۰۰ فیصد سے بھی زائد ہے آبیانہ اسی رقبہ پر وصول کیا جاتا ہے۔ جس پر کاشت فصل پختگی تک پہنچ جائے۔ ایسے رقبہ پر جہاں فصل کاشت نہ ہو یا پختگی نہ پہنچے آبیانے کی معافی کی گنجائش قواعد کے اندر موجود ہے۔

ج جیسا جزو (الف) اور (ب) میں وضاحت کی گئی ہے آبیانہ آبپاشی شدہ رقبہ پر بمطابق مروجہ شیڈول تشخیص کیا جاتا ہے اور آبیانہ صرف اس رقبہ پر لگایا جاتا ہے جو موقع پر آبپاش ہو۔

د راجباہ نور شاہ کے اجرا کا منصوبہ بنایا گیا تھا لیکن اس اضافہ رقبہ کے لیے مطلوبہ اضافی پانی موجود نہ ہونے کے باعث یہ منصوبہ ناقابل عمل تھا۔ اس لیے منظور نہ کیا جا سکا

ہ یہ درست ہے کہ بلوکی سلیمانکی لنک کے مشرق کی طرف راجباہ لالو گیڈر سے لیکر راجباہ جیٹھ پور ڈھلیانہ تک نو (۹) صد راجباہ کی ٹیلیں ہیں ان ٹیلوں پر اکثر و بیشتر پانی کی سپلائی تسلی بخش رہی تاہم کسی ٹیل پر پانی کی کمی محسوس ہو تو اسے کا فوراً تدارک کر دیا جاتا ہے اندریں حالات بجلی کی لائن بچھا کر لفٹ سکیم کے ذریعے سیراب کرنے کی اندریں ضرورت نہیں تاہم جہاں بجلی کی لائن مہیا کی گئی ہے وہاں پر کاشتکاروں اپنے نجی ٹیوب ویل لگا کر آبپاشی بڑھا سکتے ہیں۔

و یہ درست ہے کہ اوکاڑہ اور ساہیوال اضلاع کی دو تحصیلیں دیپالپور اور پاکپتن کا کچھ حصہ ششماہی نہروں سے سیراب ہوتا ہے جو دوران فصل خریف چلائی جاتی ہیں دوران نہرش فصل ربیع زیر کاشت رقبہ کی آبپاشی کے لیے حسب ضرورت زمینداروں کے مطالبہ پر اور دریاؤں میں زائد پانی ہونے کی صورت میں ماہ نومبر میں گندم کی فصل کی بوائی کے لیے ایک پانی دیا جاتا ہے اور پھر ماہ فروری میں گندم کی فصل کی پختگی کے لیے دوسرا پانی دیا جاتا ہے جس سے زیادہ اناج اگاؤ مہم میں کافی مدد ملتی ہے صرف ایسے رقبہ جات پر جو اس پانی سے سیراب ہوں نہری آبیانہ تشخیص کیا جاتا ہے۔ شرح آبیانہ دوامی انہار کی نسبت بہت کم ہے مثلاً ششماہی نہری علاقہ میں ابتدائی آبپاش شدہ رقبہ کی تمام فصلات پر ماسوائے باغ اور سبزیات آبیانے کی شرح ۱۰ - ۱۲ روپے فی ایکڑ ہے بعد ازاں اگر ایک بار اضافی

نہری پانی دیا جائے تو ۲۰۴۰ روپے فی ایکڑ اور اگر دو یا اس سے زائد بار پانی دیا جائے تو ۵۰۶۰ روپے فی ایکڑ مزید آبیانہ تشخیص کیا جاتا ہے۔ چنانچہ گندم کی فصل کے لئے جہاں دوامی نہروں پر شرح آبیانہ ۲۱۰۶۰ روپے فی ایکڑ ہے وہاں سفشاہی نہروں پر شرح آبیانہ ۱۱۰۲۰ روپے فی ایکڑ تشخیص کیا جاتا ہے اگر ایک زائد پانی مہیا کیا جائے تو شرح آبیانہ ۱۳۰۶۰ روپے فی ایکڑ ہو جاتی ہے اگر دو بار یا زائد بار پانی دیا جائے تو یہ شرح آبیانہ ۱۶۰۸۰ روپے فی ایکڑ بن جاتی ہے جو ہر طرح سے دوامی نہروں کے رقبہ جاتی کی شرح سے کم رہتی ہے دوران فصل ربیع زیادہ اناج اگا کر عہم کو تیز اور کامیاب کرنے کے لئے عموماً سفشاہی نہروں میں دو یا زائد مرتبہ دیا جاتا ہے جس سے زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔ جو کہ عین قومی مفاد کے مطابق ہے۔

کپاس کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ

۹/۱ جناب محمد صدیق اکبر بخاری (نامزد رکن) کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ اس دفعہ ۱۷ فیصد چھڑکاؤ کی ادویات کے زائد استعمال کے باوجود صرف پرگریسو کاشتکاری کپاس کی پیداوار گذشتہ سال کی نسبت ۸۰ فیصد حاصل کر سکے ہیں جب کہ عام کاشت کار کی پیداوار ۸۰ سے ۹۰ فیصد کم ہوئی ہے۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گذشتہ سال بہترین موسمی حالات زرخیز زمین اور اعلیٰ کاشتکاری کے پیش نظر خانیوال سیڈ فارم کے ایک ہزار ایکڑ کے بڑے بلاک سے ۴۴ من فی ایکڑ پیداوار حاصل ہوئی جب کہ اس کے مقابلہ میں اسرائیل کے ایک لاکھ ایکڑ سے ۵۵ من فی ایکڑ پیداوار حاصل ہوئی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو موجودہ کپاس کی اقسام اور موافق موسمی حالات کے پیش نظر فی ایکڑ زیادہ پیداوار حاصل نہ ہونے کی کیا وجوہ ہیں۔

وزیر زراعت (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں)

(الف) یہ درست ہے کہ موجودہ سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں کپاس پر کرم کش ادویات کا استعمال پچھلے سالوں کے مقابلوں میں بہت زیادہ ہوا ہے لیکن کرم کش ادویات کا صرف زیادہ مقدار میں استعمال ہی کامل تحفظ نباتات اور زیادہ پیداوار کے لئے کافی نہیں بلکہ ان میں مندرجہ ذیل امور کا بھی دخل ہوتا ہے۔

(۱) صحیح زہر (pesticide) کا انتخاب جس کی کسی کیڑے (insect pest) کی تلفی کے لئے ماہرین سفارش کرتے ہیں۔

۲۔ زہر کا مناسب وقت پر اور صحیح مقدار میں استعمال اور یکساں زہر پاشی کا اچھا طریقہ

۳۔ محکمہ زراعت کے ماہرین کی سفارشات کے مطابق مناسب وقفوں پر زہر کا استعمال

۴۔ فصل پر حسب ضرورت دوبارہ سہ بارہ چھڑکاؤ

جہاں تک ممبر موصوف کی طرف سے پیش کردہ اعداد و شمار کا تعلق ہے اس سلسلہ میں فی الحال کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی کیونکہ ابھی تک اس بارے میں کوئی تفصیلی سروے نہیں کیا گیا۔

(ب) اس میں شک نہیں کہ سال ۸۳-۱۹۸۲ء میں کپاس کی پیداوار کے لئے موسم بہترین رہا اور پنجاب سیڈ کارپوریشن کے فارم واقع خانیوال پر تیس سو ایکڑ سے اوسطاً ۲۲۰۶۴ من ایکڑ کپاس کی پیداوار حاصل ہوئی جبکہ بین الاقوامی مشاورتی کمیٹی (واشنگٹن) کی ماہانہ اشاعت برائے دسمبر ۸۴-۱۹۸۳ء کے مطابق ۸۳-۱۹۸۲ء میں اسرائیل میں ۱۰۳۹ لاکھ ایکڑ اراضی سے ۵۰۰۲۳ من اوسط پیداوار حاصل ہوئی۔ کپاس کی فی ایکڑ پیداوار میں اس نمایاں فرق کی مندرجہ ذیل وجوہات ہو سکتی ہیں۔

۱۔ مختلف محل وقوع اور آب و ہوا۔

۲۔ زمین کی زرخیزی میں نمایاں تفاوت

۳۔ زمینداروں کے مالی وسائل اور تعلیمی معیار

۴۔ زیر کاشت رقبہ میں نمایاں فرق

تاہم پنجاب اور اسرائیل کی کپاس کی فی ایکڑ پیداوار کا موازنہ درست نہیں کیونکہ اسرائیل میں کپاس ایک سے ڈیڑھ لاکھ ایکڑ اراضی پر کپاس کاشت کی جاتی ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں پنجاب میں چالیس لاکھ ایکڑ کے لگ بھگ رقبہ پر کپاس کی کاشت کی جاتی ہے ظاہر ہے کہ تھوڑے

رقبہ پر کاشت ہو۔ نیز والی فصل کی دیکھ بھال اور انتظام بہتر طریقہ پر ہو سکتا ہے اس پر اور کیڑے مار ادویات کا استعمال ماہرین کی رائے کے بالکل مطابق ہو سکتا ہے جبکہ اس کے برعکس اس سے پینتیس (۳۵) چالیس (۴۰) گنا زیادہ رقبہ پر کاشت شدہ فصل پر پوری نگرانی اور حفاظت نہیں ہو سکتی اور پھر یہ بھی بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسرائیل میں فی کس آمدنی پنجاب پاکستان سے کہیں زیادہ ہے مزید برآں دونوں ممالک کے محل وقوع، زرخیزی زمین آب و ہوا اور مالی فنی تکنیکی وسائل میں بہت فرق ہے اسرائیل کی آب و ہوا انتہائی خشک ہے اور یہ کپاس کی فصل کے لئے بہت موزوں ہے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسرائیل کی اوسط پیداوار S.A اور روس دونوں سے زیادہ ہے۔

ج (۱) کپاس کی بوائی کے موقع پر لگاتار بارشوں کی وجہ سے فصل کی بار بار بوائی۔ کھیتوں میں پانی کھڑا رہنے اور اس کے نتیجہ میں پودوں کی تلفی کی وجہ سے فی ایکڑ پودوں کی ضرورت سے کم تعداد

(۲) جڑی بوٹیوں کی بہتات جو کہ بارشوں کی وجہ سے بذریعہ نلائی و گوڈائی تلف نہ کی جا سکیں

(۳) بارشوں کی وجہ سے پودوں کی بڑھوتری

(۴) ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں کا معمول سے پہلے اور شدت سے حملہ

(۵) لگاتار بارشوں کی وجہ سے غیر تسلی بخش تحفظ نباتات

(۶) بڑھوتری کیڑے مکوڑوں کے حملوں اور دیگر ذرائع کی جگہ سے کپاس کے پھولوں اور ٹینڈوں کی تعداد میں معمول سے کمی۔

چھوٹے کاشتکاروں کے لئے جدید ٹیکنالوجی

22 جناب محمد صدیق اکبر بخاری:۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں چھوٹے اور غیر حاضر کاشتکار کپاس کی اچھی اور زیادہ پیداوار حاصل کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جدید ٹیکنالوجی پر عمل پیرا پروگریسو کاشتکار مذکورہ فصل کی زیادہ اچھی پیداوار حاصل کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سائنسی تکنیک کے مطابق عملاً کام کر کے دکھانے میں شعبہ توسیع زراعت تاحال کامیاب نہیں ہوا ہے

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ فصل کی زائد پیداوار حاصل کرنے کے لئے چھوٹے کاشتکاروں کو جدید ٹیکنالوجی سے روشناس کرانے کے لئے کیا حکومت کوئی پروگرام روبہ عمل لانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں)

(الف) چھوٹے کاشتکار کپاس کی زیادہ پیداوار اس لئے حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ وہ مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے اچھا بیج کھاد کیڑے مار ادویات اور چھڑکاؤ کرنے والی مشین خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے غیر حاضر کاشتکار چونکہ کام (زراعتی) میں دلچسپی نہیں لیتے اس لئے ان کی زرعی پیداوار بھی کم رہتی ہے اور مالک کی عدم موجودگی میں کھیتی باڑی کے لئے مستعد کارکنان اتھارٹی نہ ہونے کی وجہ سے بروقت صحیح زرعی آلات کھاد اور کیڑے مار ادویات کے استعمال سے قاصر رہتے ہیں اور یہی عوامل کم پیداوار کے اسباب بن جاتے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے بشرطیکہ اللہ کا فضل شامل حال ہو اور ناگہانی حادثات آفاتی و سماوی آفات اور غیر متوقع عوامل اس کے راستہ میں حائل نہ ہوں۔

(ج) نہیں یہ درست نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ محکمہ زراعت کے تمام شعبہ جات آج ملکی مسائل سے پوری طرح سے آگاہ ہیں۔ اور ان کو حل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ پوری طرح سے رابطہ قائم رکھتے ہیں۔ اور تعاون کرتے ہیں۔ یہ انکی جملہ مروجہ کوششوں کا نتیجہ ہے کہ شعبہ توسیع زراعت نہ صرف جدید سائنسی ٹیکنیک سے بہرہ ور ہے بلکہ اس کو عملاً بروئے کار لانے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہے بفضل خدا یہ ان کی اپنی زرعی کاموں میں دلچسپی اور بروقت اور صحیح خطوط پر چلنے کا نتیجہ ہے کہ ملک نہ صرف ان دنوں گندم چاول اور چینی کی پیداوار میں خود کفیل ہے۔ بلکہ ان کی برآمد سے اپنے زرمبادلہ میں اضافہ بھی کر رہا ہے ان امور کی توثیق کے لئے ان فصلات کی پنجاب میں ۵۱ - ۱۹۵۰ء اور ۸۳ - ۱۹۸۲ء کے سالوں میں رقبہ پیداوار فی ایکڑ اوسط پیداوار

اور ان میں فیصد اضافہ اور پاکستان سے ۸۱ - ۱۹۸۰ء ۸۲ - ۱۹۸۱ء اور ۸۳ - ۱۹۸۲ء کے سالوں میں بیرونی ممالک کو برآمد سے حاصل شدہ زرمبادلہ کے اعداد و شمار درج ذیل ہیں:

فصلات	رقبہ "..." ایکڑوں میں ۸۳ - ۱۹۸۲ء میں بمقابلہ ۵۱ - ۱۹۵۰ء	فیصد اضافہ
گندم		
چاول		
کپاس		
گنا		
مکئی		

فصلات	پیداوار "..." میٹرک ٹنوں میں ۸۳ - ۱۹۸۲ء بمقابلہ ۵۱ - ۱۹۵۰ء	فیصد اضافہ
گندم		
چاول		
کپاس		
گنا		
مکئی		

فصلات	اوسط پیداوار فی ایکڑ منوں میں ۸۳ - ۱۹۸۲ء میں بمقابلہ ۵۱ - ۱۹۵۰ء	فیصد اضافہ
گندم		
چاول		
کپاس		
گنا		

مکئی

زرعی اجناس کی برآمد سے حاصل شدہ زرمبادلہ (لاکھوں روپوں میں)

فصلات	۸۱ - ۱۹۸۰ء	۸۲ - ۱۹۸۱ء	۸۳ - ۱۹۸۲ء
چاول			
کپاس			
آلو			

آئندہ بھی کارکنان محکمہ زراعت بفضل خدا ملی اور ملکی خدمت میں مستعد اور چوکس رہیں گے۔

(د) ایک متمول اور خوشحال کاشتکار جدید ٹیکنالوجی کو اپنانے کا ہمیشہ پہلے خطرہ مول لیتا ہے جبکہ متوسط اور چھوٹے درجہ کے کاشتکار اس کی کامیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی عملی طور پر پیروی کرتے ہیں۔ چنانچہ حکومت چھوٹے کاشتکاروں کی فلاح بہبود کے لئے مندرجہ ذیل کام کر رہی ہے۔

(۱) مختلف اداروں کے ذریعہ فراہمی قرضہ جات کی سہولت میسر ہے۔ تاکہ چھوٹے کاشتکار اپنی کھیتی باڑی میں پیش آنے والی ضروریات مثلاً کھاد عمدہ بیج، جدید زرعی آلات وادویات یا سپرے کرنے والی مشینری پوری کر کے اپنی پیداوار بڑھا سکیں نیز ۱۲۰۵ ایکڑ اراضی تک کے کاشتکاروں کو قرضہ فراہم کرنے والے اداروں کی طرف سے بغیر سود کے قرضہ فراہم کیا جاتا ہے۔

(۲) سپرے مشینیں رعائتی نرخوں پر چھوٹے کاشتکاروں میں تقسیم کی جاتی ہیں۔

(۳) محکمہ زراعت کا توسیعی عملہ ہر یونین کونسل میں متعین ہے اور وہ چھوٹے بڑے کاشتکاروں کو بغیر کسی تفریق کے ضروری اور جدید زرعی سفارشات سے روشناس کراتا ہے اور جدید ٹیکنالوجی فراہم کرتا ہے محکمہ کی طرف سے عملہ کو ہدایات ہیں کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں کاشتکاروں کو عملی تربیت کے لئے زرعی اجناس کے کھاد، بیج اور کلچر (کاشتکاری) کے نمائشی پلاٹ لگانے اور فارم قائم کرے اور اس کے ساتھ ساتھ تحصیل اور ضلعی سطح پر نمائشی میلے لگائے۔ نیز جدید سفارشات

سے روشناس کراتا ہے۔ اور جدید ٹیکنالوجی فراہم کرتا ہے۔ محکمہ کی طرف سے عملہ کو ہدایات ہیں کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں کاشتکاروں کو عملی تربیت کے لئے زرعی اجناس کے کھاد، بیج اور کلچر (کاشتکاری) کے نمائشی پلاٹ لگائے اور قائم کرے اور اس کے ساتھ ساتھ تحصیل اور ضلعی سطح پر نمائشی میلے لگائے۔ نیز جدید معلومات کو ریڈیو۔ ٹیلی وژن۔ زراعتی نامہ اور اشتہارات کے ذریعہ کاشتکاروں تک پہنچایا جاتا ہے۔ ٹی وی پروگرام اس قسم کی تربیت کی ایک کڑی ہے۔ تاہم محکمہ زراعت اپنے فرائض کی بجا آوری میں یہ عمل بعید کوشش جاری رکھے گا کہ چھوٹے بڑے کاشتکاروں کو ان کے فروغ کے لئے ہر قسم کی مفید فنی معلومات مہیا کی جائیں

گوجرانوالہ ڈویژن میں محکمہ زراعت کی کارکردگی

۶۳۔ چوہدری ہارون الرشید تبسم، (چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب) کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف)۔ آیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت کے پاس اس وقت تقریباً پانچ کروڑ روپے مالیت کی ادویات گوداموں میں پڑی ہوئی ہیں اور ان میں سے اکثر زائد المیعاد ہونے کے باعث ناکارہ ہو چکی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو اس قومی نقصان کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔

(ج) محکمہ زراعت کے افسران کا کھاد کے بارے میں آخری ریفریشر کورس کب ہوا تھا۔

(د)۔ آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ کے کچھ افسران کھاد کے استعمال سے متعلق اختلاف رکھتے ہیں جس کا نقصان کاشتکاروں کو ہوتا ہے۔

(ہ) آیا یہ بھی درست ہے کہ زرعی مارکیٹ کمیٹیوں کی حدود کے اندر غلہ منڈیوں میں فصل خریف چاول، کپاس اور مکئی کی فروخت میں بیوپاری طبقہ نے کاشتکاروں کو کم قیمت دے کر نقصان پہنچایا ہے اگر ایسا ہے تو محکمہ کی جانب سے کیا تدارک کیا گیا ہے۔

(و) آیا یہ بھی درست ہے کہ زرعی مارکیٹ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ملک میں چاول کی پیداوار کے لئے اول درجے کا مقام رکھتی ہے۔ مگر گزشتہ تین چار سال سے مذکورہ کمیٹی کے نمائندہ ارکان میں چیئرمین کا انتخاب نہیں کرایا گیا۔

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ حافظ آباد مارکیٹ کمیٹی کے سابقہ سیکرٹری اور اس کے بھائی سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ کی ملی بھگت سے پہلے حافظ آباد مارکیٹ کمیٹی سے ساٹھ ہزار روپے اور قبل ازیں وزیر آباد مارکیٹ کمیٹی سے آٹھ ہزار روپے ناجائز طور پر بطور قرض اپنے نام نکلوائے مگر ابھی تک محکمہ زراعت ان سے مذکورہ رقوم وصول کرنے میں ناکام رہا ہے۔

(ح) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات ہو تو حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے

وزیر زراعت (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں) جواب کی وضاحت کیلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کرم کش ادویات کی خرید و فروخت اور تقسیم کے طریق کار کی مختصراً تاریخ بیان کر دی جائے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے ساتھ ہی کرم کش ادویات کی خرید اور تقسیم مرکزی محکمہ تحفظ نباتات کے سپرد کی گئی۔ ۱۹۵۵ء میں تحفظ نباتات کا کام صوبائی محکمہ زراعت کو سونپ دیا گیا۔ لیکن ادویات کی خرید اور تقسیم کا کام ۱۹۶۳ء تک مرکزی محکمہ تحفظ نباتات کے ذمہ رہا۔ اس کے بعد محکمہ زراعت مغربی پاکستان کو تحفظ نباتات کے فرائض کے ساتھ ساتھ ادویات کی خرید، ترسیل اور تقسیم کا کام مکمل طور پر سونپ دیا گیا۔ ۱۹۶۷ء سے ۱۹۶۶ء تک کرم کش ادویات کی خرید، ان کا استعمال ذخیرہ اور حساب کتاب تسلی بخش نہ تھا جس کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔

(۱) بہت ساری کرم کش ادویات تحفتاً یا امداد میں ملتی رہیں۔ لہٰذا ان کے چناؤ میں کوئی خاص احتیاط نہ برتی گئی۔

(۲) چونکہ یہ ادویات زمینداروں کو مفت (بلا قیمت) مہیا کی جاتی تھیں لہٰذا ان کے اجرا، استعمال کا حساب کتاب تسلی بخش طریقہ سے نہ رکھا جا سکا۔

(۳) اس وقت ادویات کے لئے کوئی معیار وغیرہ مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ لہٰذا بہت ساری ایسی ادویات یہاں آتی رہیں جن کیلئے نہ تو کبھی مطالبہ کیا گیا اور نہ وہ یہاں استعمال کیلئے مناسب تھیں۔ مگر بطور تحفہ یا امداد دینے والے ادارے انہیں اپنی صوابدید کے مطابق بھیجتے رہے۔ اور یہ غیر ضروری اور غیر ارادی طور پر جمع ہوتی رہیں۔ یہ سلسلہ ۱۹۶۶ء تک جاری رہا۔ جبکہ حکومت نے پچیس (۲۵) پیسے فی ایکڑ کے حساب سے سپرے فیس لگائی بعد میں استعمال کنندگان سے دوائی کی قیمت کا پچیس فیصد وصول کیا جانے لگا۔ ۱۹۷۱ء میں

اس میں اضافہ کر کے استعمال کنندگان سے دوائی کی قیمت کا پچاس (۵۰) فیصد وصول کیا جانے لگا۔ ۱۹۷۲ء میں ادویات کی تقسیم کار میں تبدیلی لاتے ہوئے پچھتر (۷۵) فیصد ادویات پرائیویٹ سیکٹر کے ذریعہ تقسیم کی جانے لگیں اور پچیس (۲۵) فیصد ادویات محکمہ زراعت کے پاس رہیں۔ یہ پالیسی فروری ۱۹۸۰ء تک جاری رہی۔ اس کے بعد ادویات کی خرید، ترسیل اور تقسیم کا مکمل کام پرائیویٹ سیکٹر کو تفویض کر دیا گیا۔

(۴) دراصل اس ملک میں تحفظ نباتات پر مؤثر تحقیق اور ترویج کا کام ہی ۱۹۵۰ء کی دہائی کے آخر سالوں میں شروع ہوا۔ اور بہت عرصہ تک کاشتکار حضرات حشرات لارض سے فصلات پر حملوں، ان سے نقصانات اور کرم کش ادویات سے ان کی بروقت مؤثر روک تھام اور فوائد سے نابلد رہے۔ لہٰذا ان کا استعمال بہت دیر سے شروع ہوا۔ شروع شروع میں تو بہت کم کاشتکار حضرات نہایت محدود مقدار میں کرم کش ادویات استعمال کرتے رہے۔

(ب) اس معاملہ سے حکومت پنجاب پوری طرح آگاہ ہے۔ اور پہلے ہی مکمل تحقیق کروا چکی ہے اور اس ضمن میں رپورٹ مزید کارروائی کیلئے مرکزی حکومت کو ارسال کی جا چکی ہے

(ج) ہر شعبہ میں ایک دفعہ صوبہ بھر میں یونین کونسل کی سطح سے لیکر ڈویژن سطح تک ریفریشر کورس کرایا جاتا ہے۔ جس میں محکمہ زراعت کے کارکنان اور افسران کے علاوہ کاشتکار حضرات بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور موسمی حالات کے مطابق فصلات، کھاد، کرم کش ادویات، پانی اور دیگر زرعی عوامل کے بارے میں مفصل تربیت اور ہدایات دی جاتی ہیں۔

(د) یہ درست نہیں کہ محکمہ کے افسران کھاد کے استعمال کے بارے میں جو نرہ ہدایات و سفارشات پر متفق نہیں۔ صورتحال یوں ہے کہ کوئی بھی متعلقہ سفارش مرتب کرنے اور اس کو جاری کرنے سے پہلے ماہرین کے اجلاس طلب کر کے تمام امور کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے اور ہر طرح کے ممکنہ اور غیر ممکنہ اثرات پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر سفارش مرتب کی جاتی ہے اور ہدایت جاری کی جاتی ہیں۔ لہٰذا اختلاف رائے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) مروجہ نظام کے تحت مونجی کی خریداری میں رائس ڈیلروں کی اجارہ داری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ کٹائی کا موسم شروع ہوتے ہی کچھ غیر معیاری اور زیادہ نمی والی مونجی

کاشتکار حضرات منڈیوں میں لے آئے جس کی وجہ سے انکو حکومت کی طرف سے مونجی کی مقررہ قیمت خرید سے ایک دو روپیہ کم قیمت ملتی رہی۔ تاہم رائس ڈیلروں سے رابطہ قائم کر کے معیاری جنس کی صحیح مقرر کردہ قیمت کاشتکار حضرات کو دلوانے کا بندوبست کر دیا گیا تھا اس کے ساتھ ساتھ وفاقی حکومت کی توجہ بھی موجودہ نظام اور اسکے بہتر کرنے کی تدابیر کی طرف مبذول کراتے ہوئے سفارش کی گئی ہے کہ دھان کی خریداری یا سکو یا اس طرح کے کسی اور ادارے کے بھی سپرد کی جائے تاکہ دو مختلف خریدار ایجنسیوں کے باہمی مقابلہ کی وجہ سے کاشتکاروں کو مناسب دام مل سکیں۔

(و) اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ مارکیٹ کمیٹی حافظ آباد کی تشکیل بحوالہ سرکاری نوٹیفکیشن بتاریخ ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء ہوئی تھی بعد میں عدالت عالیہ لاہور میں اس کے خلاف رٹ پٹیشن نمبر ۵۴۳۱/۶۱ دائر ہوئی جس کی بنا پر چیئرمین مارکیٹ کمیٹی حافظ آباد کا انتخاب عمل میں نہ آسکا۔ اب مذکورہ بالا رٹ پٹیشن کا فیصلہ ہو چکا ہے اور مارکیٹ کمیٹی کی دوبارہ تشکیل کے لیئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

(ز) یہ درست ہے کہ سابقہ سیکرٹری حافظ آباد نے مارکیٹ کمیٹی حافظ آباد سے مبلغ (۶۰،۰۰۰،۰۰) ساٹھ ہزار روپیہ بطور قرضہ برائے تعمیر مکان حاصل کیا اور مارکیٹ کمیٹی وزیر آباد سے مبلغ (۹،۰۰۰،۰۰) نو ہزار روپیہ بطور قرضہ برائے خریداری موٹر سائیکل حاصل کیا۔

(ح) مذکورہ بالا سیکرٹری سے رقوم کی وصولی کے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اب تک مبلغ ساٹھ ہزار روپے میں سے مبلغ (۲۷۵۰،۰۰) دو ہزار سات سو پچاس روپیہ اور مبلغ نو ہزار روپے میں سے مبلغ (۲۶۵۰،۰۰) دو ہزار چھ سو پچاس روپیہ وصول ہو چکے ہیں۔ سیکرٹری مذکورہ کو چارج شیٹ کرنے کے بعد معطل کر دیا گیا ہے۔ مزید تحقیق کیلئے انکوائری آفیسر مقرر ہو چکا ہے۔

کپاس کے اچھے بیجوں کی فراہمی

۸۰۔ ملک اقبال احمد لنگڑیال: (چیئرمین ضلع کونسل ساہی وال) کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف)۔ آیا یہ حقیقت ہے کہ گندم کے بیج "۷۷۱۔ ڈبلیو ایل ہندوستانی" جو ہر لحاظ سے دیگر بیجوں کی نسبت بہتر ہے، کی کاشت پر پابندی لگا دی گئی ہے اور آئندہ کاشت کے لئے "پنجاب ۸۱" کو ترجیح دی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو اول الذکر بیج کے مقابلے میں "پنجاب ۸۱ پاکستانی" کی صوبہ بھر میں ضلع وار اوسط پیداوار کی شرح کیا ہے۔

(ج) حکومت کپاس کی بیماری اور گزشتہ فصل خریف کی بری طرح متاثرہ پیداوار کے پیش نظر آئندہ کے لئے اچھے بیجوں کی فراہمی کے لئے کیا بندوبست کر رہی ہے؟

وزیر زراعت (بریگیڈئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان)

(الف) یہ درست ہے کہ گندم کی قسم "WL۔۷۱۱" کی کاشت کے لئے محکمہ زراعت پنجاب نے ۸۴۔۱۹۸۳ء سے سفارش نہیں کی اور فی الحال "پنجاب ۸۱" کی سفارش کی ہے کیونکہ "WL۔۷۱۱" پر پیلی اور بھورے رنگ کی کنگی کا حملہ شدید ہونا شروع ہو گیا ہے جب کہ "پنجاب ۸۱" بھورے رنگ کی کنگی سے "WL۔۷۱۱" کے مقابلہ میں بہتر قوت مدافعت کی حامل رہی ہے۔

(ب) پنجاب کے بارہ (۱۲) اضلاع میں "WL۔۷۱۱" اور "پنجاب ۸۱" کی پیداوار کا موازنہ درج ذیل ہے۔

پیداوار فی ایکڑ منوں میں

	"WL۔۷۱۱"	"پنجاب۔۸۱"
(۱) فیصل آباد (۲) ملتان (۳) ساہیوال	۹۶۲۸ تا ۲۰۰۳۹	۹۶۶۰ تا ۱۹۶۱۴

(۴) وہاڑی (۵) رحیم یار خان (۶) جھنگ (۷) بہاول نگر (۸) لاہور (۹) گوجرانوالہ (۱۰) سیالکوٹ (۱۱) سرگودھا (۱۲) میانوالی

مختلف اضلاع میں گندم کی قسم "WL۔۷۱۱" کی پیداوار کئی جگہوں پر زیادہ اور کئی جگہوں پر تقریباً برابر اور چند جگہوں پر "پنجاب۔۸۱" کے مقابلے میں کم رہی۔ مجموعی طور پر "WL۔۷۱۱" کی پیداوار قدرے زیادہ رہی۔ لیکن کسی قسم ( ) کی سفارش کرنے کا دارومدار صرف پیداوار پر ہی نہیں ہوتا بلکہ اور بھی دوسرے خواص خاص کر بیماریوں پر ہوتا ہے جب کوئی قسم پہلے پہل دی جاتی ہے۔ تو اس پر بیماریوں خاص کر کنگی کا اثر کم یا بالکل نہیں

ہوتا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد یا ممکنہ طور پر کاشت کے پہلے ہی سال ہی میں کسی نئی ریس ( ) کے آجانے سے وہ قسم متاثر ہو جاتی ہے اور پیداوار میں خاصی کمی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ گندم کی قسم "پنجاب۔ ۷۶" میں ہوا۔ یہ قسم ۷۷-۱۹۷۶ء میں کاشتکاروں کو دی گئی۔ لیکن اسی سال کنگی کے حملہ کی نذر ہو گئی۔ جیسے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ "WL-711" پیلی اور بھورے رنگ کی کنگی سے شدید متاثر ہو چکی ہے۔ اس لئے اس کی سفارش نہیں کی جاتی۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں کئے گئے تجربات سے ظاہر ہوا کہ جب "WL-711" کو بھورے رنگ کی کنگی لگائی گئی۔ تو اس کی پیداوار ۷۵ء۷ من ایکڑ تھی۔ لیکن جب اسے کنگی سے محفوظ کیا گیا تو اس کی پیداوار ۲۲ء۵۲ من فی ایکڑ ہو گئی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کنگی کے حملہ سے پیداوار میں ۱۴ء۷۴ من فی ایکڑ کمی واقعہ ہوئی۔

گندم کے تحقیقاتی شعبہ میں گو ایسی اقسام موجود ہیں۔ جو کہ "WL-711" سے بھی زیادہ پیداوار کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ لیکن ان کو عام کاشت کے لئے سفارش نہیں جا سکتا۔ کیونکہ انہوں نے کسی نہ کسی بیماری کے خلاف اچھی قوت برداشت نہیں دکھائی۔ اس سال محکمہ زراعت پنجاب نے گندم کی تین (۳) نئی اقسام نکالی ہیں۔ جو کہ حکومت پنجاب سیڈ کونسل کو منظوری کے لئے عنقریب پیش کی جائیں گی۔

مزید برآں معزز رکن کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بھارتی زرعی تحقیقاتی کونسل (IARC) جو کہ پاکستان زرعی ریسرچ کونسل (PARC) کی طرح کا ایک تحقیقاتی ادارہ ہے نے بھی بھارت کے بہت سے علاقوں میں گندم کی اس قسم "WL-711" کو کاشت نہ کرنے کی سفارش کی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے اس دفعہ خریف ۱۹۸۴ء کے لئے کپاس کا ساڑھے چھ (۶ء۵۰) لاکھ من معیاری اور تصدیق شدہ بیج اقسام "B-557" "MNH-93" اور "نایاب" کاشتکاروں کو فراہم کرنے کا بندوبست کر رکھا ہے۔ کپاس کا یہ بیج پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن کے مرکزوں، پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی شاخوں اور منڈی ٹاؤن کی سطح پر پنجاب سیڈ کارپوریشن کے مقرر کردہ بیج ڈیلروں سے دستیاب ہوگا۔

پنجاب کے بارانی اضلاع جہاں کپاس کی کاشت دوسرے اضلاع کی نسبت جلد شروع ہو جاتی ہے وہاں پر بیج فراہم کر دیا ہے اور باقی اضلاع میں بھی فراہمی جاری ہے۔

لائیوسٹاک فارمز کی کارکردگی

64 - جناب محمد ظفر اللہ خاں :- (وائس چیئرمین ضلع کونسل بھکر) کیا وزیر امور پرورش حیوانات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ نے لائیوسٹاک فارمز دودھ دینے والے جانوروں کی افزائش اور اچھی کارکردگی کے اضافہ کے لیے قائم کئے ہیں لیکن متعلقہ فارمز اس سلسلہ میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر سکے۔

(ب) آیا یہ حقیقت ہے کہ رکھ غلاماں تحصیل کلور کوٹ ضلع بھکر میں ڈیری فارم 1955-54ء میں قائم کیا گیا تھا۔ کروڑوں روپے کی عمارت کو تاحال مرمت نہیں کیا گیا۔

(ج) آیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ لائیوسٹاک فارمز خسارے میں چل رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو انکے گزشتہ پانچ سال کے اخراجات و آمدنی کا گوشوارہ پیش کیا جائے۔ نیز یہ بتایا جائے کہ حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں)

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ لائیوسٹاک فارمز دودھ دینے والے جانوروں کی افزائش اور اچھی نسل کے جانوروں کے اضافے کے لئے قائم کئے گئے ہیں اس پر کامیابی سے عمل ہو رہا ہے اور نتیجہ میں نسلی اعتبار سے جانور پیدا کئے جا رہے ہیں۔ جس کا ثبوت موجودہ جانوروں کی پیداواری صلاحیتوں سے عیاں ہے ان فارموں سے پچھلے 5 سالوں میں اعلیٰ صلاحیت رکھنے والے مندرجہ ذیل جانور برائے نسل کشی دیئے جا چکے ہیں۔

سال	ساہیوال نسل		دوغلی نسل		نیلی راوی		بھینس		بھیڑیں		بکری	
	نر	مادہ	نر	مادہ	نر	مادہ	نر	مادہ	نر	مادہ	نر	مادہ
1978-79	31	56	1	7	16	3	160	178	192	191		
1979-80	70	180	—	21	32	—	498	94	206	181		
1980-81	60	133	7	37	60	1	300	195	137	212		
1981-82	72	310	2	62	32	47	363	67	138	111		
1982-83	71	162	4	83	42	20	566	247	205	55		
میزان	304	841	14	210	182	71	1887	781	878	750		

ساہیوال نسل کی گائیوں میں دودھ کی روزانہ اوسط پیداوار 5 سال پیشتر 4.5 لیٹر تھی جو بڑھ کر 1983-84ء میں 6.2 لیٹر ہو چکی ہے اسی طرح نیلی راوی بھینسوں میں روزانہ اوسط پیداوار 6.3 لیٹر سے بڑھ کر 6.8 لیٹر ہو چکی ہے اس کے علاوہ دوغلی نسل کی گائیں پیدا کی گئی ہیں جو پیداواری لحاظ سے ہماری ساہیوال نسل سے بھی زیادہ دودھ دیتی ہے۔ علاوہ ازیں شالی قسم کی بھینسیں پیدا کی گئی ہیں جنہوں نے 342 اور 376 دنوں میں 5400، 6338 لیٹر دودھ پیدا کر کے دنیا میں ریکارڈ قائم کیا ہے۔ اس طرح ساہیوال نسل کی گائے نے 398 دنوں میں 5457 لیٹر دودھ پیدا کر کے ریکارڈ قائم کیا ہے۔ دوغلی گائیوں کے ذریعے دودھ کی پیداوار میں 46 سے 141 فی صد تک اضافہ ہوا ہے۔ اس نسل کی گائیوں نے یومیہ 46 لیٹر اور فی بیانت 7000 سے 10,000 لیٹر تک دودھ دیا ہے ان کے علاوہ بھیڑوں اور بکریوں کی مخلوط نسلیں بھی پیدا کی گئی ہیں جو بہتر صلاحیت کی حامل ہیں۔

(ب) لائیو سٹاک فارم رکھ غلاماں تھل کے ترقیاتی ادارے نے 1971ء میں قائم کیا۔ بعدازاں یہ فارم مختلف اداروں کے زیر انتظام رہا۔ اس فارم انتظام کی ذمہ داری محکمہ لائیو سٹاک کو اگست 1979ء میں سونپی گئی اس وقت عمارات مرمت طلب تھیں۔ محکمہ لائیو سٹاک نے مہیا کردہ وسائل کے مطابق ان کی مرمت کرائی ہے چونکہ سرکاری عمارات کی مرمت اور دیکھ بھال بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ ہے لہذا اس سلسلہ میں محکمہ لائیو سٹاک نے چیف انجینئر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ قائم کیا ہے۔

(ج) حقیقت میں گورنمنٹ لائیو سٹاک فارمز تحقیقاتی فارم ہیں اس لیے ان سے صرف ظاہری منافع

کا تخمینہ لگانا کافی نہیں ہوگا۔ اصل میں یہ جانوروں کی افزائش کے لیے اہم ادارے ہیں جو کہ دور دراز علاقوں میں قائم کیے گئے ہیں جہاں سے زمینداروں اور کسانوں کو ان سے فائدہ اٹھانے کا موقع میسر آتا ہے۔ فارم قائم کرنے سے علاقہ کے لوگوں کو سڑکوں، بجلی اور پانی وغیرہ کی بنیادی سہولتیں بھی میسر آجاتی ہیں اور ان سے بالواسطہ اور بلاواسطہ آمدنی زمیندار کو ہوتی ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق سانڈ جاموشش اور سانڈ بیلوں سے پچھلے پانچ سالوں میں ظاہری آمدنی کے علاوہ مخفی آمدنی بذریعہ جدید نسل کشی 750 لاکھ روپے اور قدرتی طریقہ سے تقریباً 170 لاکھ روپے جبکہ بکروں اور مینڈھوں سے 240 لاکھ روپے ہوتی ہے صوبہ پنجاب میں اس وقت 732، 67 سانڈ جاموشش اور 3573 سانڈ بیل درکار ہیں۔ موجودہ سرکاری فارم مطلوبہ تعداد میں سانڈ فراہم کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے مزید فارم کھولنے کی ضرورت ہے پچھلے 5 سال کا خرچ و آمدنی کا گوشوارہ لف ہذا ہے۔

گوشوارہ آمدنی و خرچہ مختلف گورنمنٹ لائیوسٹاک فارم برائے سال ۷۹-۱۹۷۸ تا ۸۳-۱۹۸۲ء

نمبر شمار	نام فارم	آمدنی (لاکھ روپوں میں)					خرچہ (لاکھ روپوں میں)				
		۷۹-۱۹۷۸	۸۰-۱۹۷۹	۸۱-۱۹۸۰	۸۲-۱۹۸۱	۸۳-۱۹۸۲	۷۹-۱۹۷۸	۸۱-۱۹۷۹	۸۱-۱۹۸۰	۸۲-۱۹۸۱	۸۳-۱۹۸۲
۱-	تجرباتی فارم جہانگیر آباد	۱۵۰۹۲	۱۷۰۰۸	۱۹۰۰۳	۲۰۰۴۸	۲۳۰۴۶	۱۴۰۶۰	۱۶۰۲۱	۱۴۰۴۰	۱۹۰۸۵	۲۲۰۹۶
۲-	خضر آباد	—	—	۳۰۲۲	۲۳۰۵۷	۲۴۰۷۳	—	—	۱۰۰۶۹	۱۲۰۶۹	۱۹۰۴۲
۳-	خوشاب	۳۰۱۸	۵۰۱۴	۵۰۷۹	۵۰۷۰	۵۰۸۹	۵۰۷۶	۷۰۶۵	۹۰۴۱	۱۱۰۲۱	۱۳۰۲۵
۴-	فاضل پور	۴۰۷۳	۴۰۹۲	۵۰۷۹	۶۰۴۹	۵۰۵۶	۹۰۷۷	۹۰۳۸	۱۱۰۳۶	۱۴۰۵۵	۲۱۰۳۵
۵-	چک کٹورا	۴۰۴۱	۶۰۸۶	۹۰۶۲	۸۰۳۵	۹۰۱۴	۷۰۱۴	۱۰۵۶	۸۰۷۲	۱۱۰۵۷	۱۵۰۴۲
۶-	کھیرے والا	۳۰۹۴	[illegible]	۵۰۳۲	۵۰۲۹	۴۰۹۳	۹۰۹۳	۱۰۰۵۵	۹۰۹۴	۱۶۰۴۶	[illegible]
۷-	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۴۰۵۱	۲۰۴۶	۱۰۴۵	۲۰۳۸	۳۰۴۱	[illegible]	۶[illegible]
۸-	رکھ بھونیکے	۴۰۷۵	۶۰۵۷	۶۰۵۵	۸۰۱۶	۶۰۹۸	۵۰۸۲	۹۰۹۵	۷۰۷۶	۱۴۰۱۹	۲۲۰۵۹
۹-	رکھ ڈیرہ چاہل	—	—	—	۱۰۴۱	۲۰۹۱	—	—	۱۰۵۴	۷۰۶۷	۱۰۰۵۴
۱۰-	شپ فارم ۲۰۵ ٹی ٹوئے لے	۱۰۱۳	۴۰۶۵	۱۰۹۱	۲۰۰۵	۲۰۲۶	۳۰۸۹	۶۰۴۳	۳۰۶۵	۱۴۰۸۷	۶۰۳۶
۱۱-	لائیوسٹاک فارم رکھ غلاماں	۲۰۰۴۰	۲۵۰۵۶	۳۰۹۸	۳۲۰۵۶	۲۳۰۳۳	۲۶۰۳۸	۲۸۰۶۰	۳۲۰۷۰	۳۸۰۲۷	۴۸۰۵۲
۱۲-	کلور کوٹ	—	۱۱۰۱۶	۱۱۰۹۹	۱۲۰۳۲	۱۶۰۰۲	۱۰۲۱	۷۰۵۸	۸۰۸۶	۱۱۰۹۸	۱۴۰۴۱
۱۳-	رکھ ماہنی	—	—	—	—	۵۰۲۱	—	—	—	[illegible]	۶۰۸۲
۱۴-	تجرباتی فارم کھیری مورت	۰۰۷۱	۴۰۰۰	۵۰۸۶	۰۰۴۵	۵۰۷۹	۳۰۱۲	۶۰۴۸	۶۰۳۲	۷۰۵۴	۱۴۰۳۴
۱۵-	بہادر نگر	۲۸۰۳۸	[illegible]	۲۱۰۱۶	۲۸۰۲۸	۳۷۰۸۱	۱۴۰۹۸	۱۹۰۲۳	۲۲۰۵۳	۲۳۰۵۵	۳۰۰۶۵

صوبائی کونسل پنجاب

مورخہ ۷ مئی ۱۹۸۴ء

اضافی گوشوارہ برائے سال ۱۹۸۳-۸۴ء، سال ۱۹۸۲-۸۳ء موصولہ مورخہ ۶-۵-۸۴

برائے نو ماہ (جولائی ۱۹۸۳ء تا مارچ ۱۹۸۴ء)

نمبر شمار	فارم کا نام	۱۹۸۴/۳	۱۹۸۳/۳ روپے لاکھوں	فرق
۱	جہانگیر آباد	۲۲.۹۵	۷.۳۲	+ ۱۵.۶۳
۲	خضر آباد	۱۰.۵۷	۸.۳۹	+ ۱.۶۱
۳	خوشاب	۳.۸۴۰	۴.۵۵	(-) ۰.۲۱
۴	فاضل پور	۶.۲۴	۳.۴۹	+ ۲.۷۵
۵	چک کٹورا	[illegible]	۵.۹۸	(-) ۱.۶۶
۶	کھیرے والا	۴.۰۶	۳.۵۵	+ ۰.۵۱
۷	ہارون آباد	۱.۸۸	۱.۵۴	+ ۰.۳۴
۸	رکھ بھونیکے	[illegible]	۳.۹۴	+ ۲.۸۸
۹	رکھ ڈیرہ جاہل	[illegible]	۱.۷۱	+ ۱.۹۳
۱۰	۲۰۵ آر ٹی ڈی سائے	۱.۰۲	۰.۷۱	+ ۰.۳۱
۱۱	رکھ غلاماں	[illegible]	۱۱.۷۳	+ ۵.۲۷
۱۲	کلور کوٹ	[illegible]	۴.۴۶	+ ۳.۲۵
۱۳	کھیری مورت	[illegible]	۰.۶۰	(-) ۰.۵۷
۱۴	رکھ ماہنی	[illegible]	۰.۰۶	+ ۰.۶۲
۱۵	جگت پیر	[illegible]	—	+ ۰.۰۵
۱۶	بہادر نگر	[illegible]	۱۸.۹۰	+ ۵.۱۰
۱۷	قادر آباد	[illegible]	۹.۱۲	+ ۰.۵۱
	میزان	[illegible]	۸۵.۵۵	+ ۳۸.۳۲

لفاوت [illegible] +

بھیڑ پال سکیم کے تحت اراضی کی الاٹمنٹ

۷۶۔ جناب رشید اکبر خاں (چیئرمین، ضلع کونسل بھکر) کیا وزیر امور پرورش حیوانات ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ بھیڑ پال سکیم (اراضی واقع ضلع بھکر) تیار کر رہی ہے۔ تاکہ ملک میں گوشت۔ اون۔ دودھ کی پیداوار میں اضافہ ہو حالانکہ پہلی سکیمیں ناکام ثابت ہوئی ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ لائیوسٹاک بھیڑ پال سکیم کے لیئے زمین تقسیم کرے گا۔ جب کہ زمین محکمہ کالونیز کی ہے۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسی سکیمیں صرف مخصوص افراد کو فائدہ پہنچانے کی خاطر جاری کی جاتی ہیں تاکہ وہ افراد مارکیٹ سے بہت ہی کم قیمت پر اور اقساط میں رقبہ حاصل کر سکیں اور مقامی کاشتکاروں/زمینداروں کے حقوق کو مدنظر نہیں رکھا جاتا اور نہ ہی ترجیح دی جاتی ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے مختلف سکیموں میں رقبہ جات الاٹ کرتے وقت طریقہ اپنایا گیا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو جزو (ج) میں درج ناانصافیوں کے ازالہ کے لیئے حکومت کیا اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔؟

وزیر امور پرورش حیوانات (بریگیڈئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان)

(الف) محکمہ لائیوسٹاک کے علم میں ایسی کوئی سکیم نہیں ہے۔

(ب) ایسا نہیں ہے۔

(ج) محکمہ لائیوسٹاک کے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

(د) جواب نفی میں ہے۔

گوجرانوالہ ڈویژن میں محکمہ جنگلات کی جانب سے واٹر ٹینکرز کی خریداری۔

۶۱۔ جناب سراج قریشی (صدر، مرکزی انجمن تاجران، لاہور) کی جانب سے جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ جنگلات گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور گجرات نے پچھلے سال پانی کے ٹینکر تیار کروانے کے لئے کراچی سے تین عدد انجن خریدے اور سیالکوٹ کے دفتر نے پانی کے ٹینکر تیار کرانے کے لئے ٹینکر ٹینڈر کوٹیشن طلب کیں اور کوٹیشن نمبر ۱ مبلغ ۴۶۴۰۰ روپے کوٹیشن نمبر ۲ مبلغ ۵۱۴۰۰/- روپے۔ کوٹیشن نمبر ۳ مبلغ ۵۵۰۰۰/- روپے اور کوٹیشن نمبر ۴ مبلغ ۷۵۰۰۰/- روپے تھی لیکن محکمہ نے سب سے کم نرخ ۴۱۴۰۰/- روپے کی بجائے سب سے زیادہ نرخ ۷۵۰۰۰/- روپے کی غیر قانونی منظوری دے کر ۳۳۶۰۰/- روپے کی سرکاری رقم کو خرد برد کرا دیا۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جس انجن پر محکمہ نے ۳۰ جون ۱۹۸۳ء تک پانی کا ٹینکر تیار کروانا تھا وہ انجن کراچی سے ہی ۷ جولائی ۱۹۸۳ء کو گوجرانوالہ ڈویژن آیا اور ۳۰ جون ۱۹۸۳ کو آنے والا ٹینکر ۱۲ ستمبر ۱۹۸۳ء کو گوجرانوالہ آیا لیکن افسران نے ملی بھگت کر کے ڈھائی ماہ قبل ۲۸ جون ۱۹۸۳ء کو ۷۵۰۰۰/- روپے کی پیشگی ادائیگی بذریعہ چیک کر دی تاکہ ناجائز مفادات پورے کئے جا سکیں، حالانکہ پانی کے ٹینکر کی وصولی کے بعد ہی ادائیگی ہو سکتی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پانی کا ٹینکر تو ۱۲ ستمبر ۱۹۸۳ء کو گوجرانوالہ آیا مگر اس کے لئے ڈرائیور کی تعیناتی دو ماہ قبل یعنی جون ۱۹۸۳ء میں کر دی گئی۔ اس طرح محکمہ پر دو ماہ کی تنخواہ کا اضافی بوجھ ڈالا گیا۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ پانی کے ٹینکر اور انجن کے خرید کے سلسلہ میں کی گئی بدعنوانیوں اور دو ماہ قبل ڈرائیور کی تعیناتی کے مرتکب افراد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں)

(الف) یہ حقیقت ہے کہ پچھلے مالی سال میں محکمہ جنگلات نے گوجرانوالہ سیالکوٹ اور گجرات کے لیئے تین عدد پانی کے ٹینکر خریدنے کے لیئے کوٹیشن مؤرخہ ۸۳-۶-۵ کو طلب کی۔ ٹینڈر کی ایک شرط یہ تھی کہ پانی کے ٹینکر ۲۰ دن کے اندر اندر مہیا کیئے جائیں۔ چونکہ واٹر ٹینکر کی خریداری کی منظوری گورنمنٹ سے ۸۳-۵-۲۴ کو دی گئی اور سال مذکورہ میں خریداری اور ادائیگی کرنے کا وقت کم تھا۔ تینوں ڈویژنوں کے لیئے کوٹیشن مہتمم جنگلات سیالکوٹ نے طلب کیں ناظم جنگلات لاہور سرکل نے مالی سال کے جلد ہی ختم ہو جانے کے پیش نظر مہتمم جنگلات گوجرانوالہ گجرات اور سیالکوٹ کو باقاعدہ منظوری سے پیشتر ٹرک۔ ٹینکر خرید کرنے کی پیشکش اجازت دے دی۔ کوٹیشن موصول ہوئیں ان کے ریٹ مندرجہ ذیل تھے

۱۔ شالیمار کارپوریشن لاہور ۴۱۴۰۰ تا ۴۶۲۷۵ (سات مختلف نرخ)

۲۔ محمد رفیق بندر روڈ لاہور ۵۱۴۰۰/-

۳۔ عقیل برادرز بادامی باغ لاہور ۵۵۰۰۰/-

۴۔ ایم۔ ایم کارپوریشن راوی روڈ لاہور ۵۷۰۰۰/-

۵۔ اشرف انٹرپرائزز لاہور ۶۲۴۸۰/-

۶۔ گیکو کمپنی لاہور ۶۳۰۰۰/-

۷۔ انٹرنیشنل ہاؤسنگ بلڈرز لاہور ۶۵۰۰۰/-

۸۔ رانا نذر احمد لاہور ۷۵۰۰۰/-

پہلے دوسرے اور تیسرے نمبر کے کم کوٹیشن والے ٹینڈر مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر نامنظور کیئے گئے۔ شالیمار کمپنی کا ریٹ سب سے کم تھا۔ لیکن اس نے اپنی کوٹیشن میں سات قسم کے ریٹ بمطابق ہارس پاور دیئے اور کام کی میعاد تیس ۳۰ دن۔ جو کہ ٹینڈر کی مقررہ مدت سے زیادہ تھی۔ اس طرح محمد رفیق نے ۳۰ دن اور عقیل برادرز نے ۳ سے ۴ ہفتے میں مکمل کرنے کی پیشکش کی۔ جو کہ قابل قبول نہ تھی۔ میسرز ایم ایم کارپوریشن نے کام مقررہ مدت یعنی ۲۰ روز میں مکمل کرنے کی پیشکش کی لہذا ناظم لاہور سرکل نے اپنے مہتمم جنگلات صاحبان کو ٹینکرز ایم ایم۔ ایم کارپوریشن سے بنوانے کی اجازت دے دی۔ کیونکہ اس فرم نے انکوائری کی تمام شرائط پوری کرنے کی پیشکش کی تھی

یہ کہنا غلط ہے کہ سب سے زیادہ قیمت کا ٹینڈر جو کہ مبلغ -/۷۵۰۰۰ روپے کا تھا منظور کیا گیا۔

قاعدہ نمبر ۳ پنجاب سٹور پرچیز رولز ۱۹۵۱ (اپنڈکس ۱۳ پنجاب فنانشل رولز جلد دوم) کے مطابق کوئی ایسا ٹینڈر جو اشیاء خرید کی فراہمی اور ان کی ادائیگی کی شرائط پر پورا نہیں اترتا قابل قبول نہیں ہوتا۔

(ب) کراچی سے چیسز (انجن برائے گوجرانوالہ ڈویژن ۸۳-۷-۱۲ کو موصول ہوا۔ اور ٹینکر ۱۲ ستمبر ۱۹۸۳ کو آیا۔ یہ غلط ہے کہ -/۷۵۰۰۰ روپے کی پیشگی ادائیگی کی گئی حقیقت یہ ہے کہ ٹینڈر کی منظوری کے مطابق مبلغ -/۵۷۰۰۰ روپے کی ادائیگی بذریعہ چیک مورخہ ۸۳-۶-۲۸ کو کر دی گئی۔ یہ بات ضابطہ کے مطابق نہیں ہے۔ اس ضمن میں پہلے ہی تحقیقات شروع ہو چکی ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ ٹینکر ۱۲ ستمبر ۱۹۸۳ کو گوجرانوالہ موصول ہوا لیکن اس کا چیسز (انجن) مورخہ ۸۳-۷-۱۲ کو موصول ہو چکا تھا۔ اس پر ٹینکر نصب کرنے کے سلسلہ میں ڈرائیور کی موجودگی ضروری تھی۔ اندریں حالات مہتمم جنگلات گوجرانوالہ نے ڈرائیور کی بھرتی کے احکام ۸۳-۷-۲۸ کو جاری کئے۔ لہذا یہ کہنا غلط ہے کہ ڈرائیور چیسز پہنچنے سے دو ماہ قبل بھرتی کر لیا گیا تھا۔

(د) ضروری کاروائی کی جا رہی ہے۔

EXTRACT COPY OF RULES 3 OF THE PUNJAB STORES PURCHASE RULES, 1951

Rule 3—Tenders shall invited in Pakistan and also abroad when considered desirable by the authority competent to place an order to purchase stores for the supply of all articles which are purchased under rules 2,4, and 5, unless a rate or running contract exists for the supply of the articles or unless the value of the order to be placed is small, or unless there are sufficient reasons,which should be recorded in writing, to indicate that it is not in the public interest to call for tenders.

No tender which fails to comply with the conditions as to delivery and payment prescribed in rule 2 above shall be accepted.

راشن ڈپوؤں کے الاٹمنٹ بورڈ میں سرکاری ملازمین کی شمولیت

۴۳۔ راجہ محمد افضل خان (چیئرمین میونسپل کمیٹی جہلم) کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-
آیا یہ حقیقت ہے کہ ۴ اگست ۱۹۸۲ء سے قبل راشن ڈپوؤں کی الاٹمنٹ بورڈ کی میٹنگ میں تمام منتخب نمائندے ہی ووٹنگ ممبر شمار ہوتے تھے مگر محکمہ خوراک کی چٹھی نمبر III-VO-8-7/(17)5-17-SOP مؤرخہ ۴ اگست ۱۹۸۲ء کے تحت سرکاری ملازمین کو بھی ووٹنگ ممبر بنا دیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔؟

وزیر خوراک (سردار رفیق حیدر خاں لغاری) ۴ اگست ۱۹۸۲ء کے نوٹیفیکشن نمبر ایس او چار۵(۱۷)۸۲ حصہ دوئم سے پہلے بھی اور بعد میں بھی تمام ممبران الاٹمنٹ بورڈ بشمول منتخب نمائندگان اور سرکاری ملازمین ووٹنگ ممبر شمار ہوتے ہیں۔ اس نوٹیفیکشن کے ذریعے صرف الاٹمنٹ بورڈ کی کارکردگی سے متعلقہ مشکل کو دور کیا گیا ہے۔ یعنی ممبران کے ووٹوں کی تعداد برابر ہونے کی صورت میں چیئرمین الاٹمنٹ بورڈ کو فیصلہ کن ووٹ کا اختیار دیا گیا ہے۔ اور چار ممبران الاٹمنٹ بورڈ کا کورم مقرر کیا گیا ہے۔

ضلع خوشاب کے بارانی علاقہ کے لئے ذرائع آبپاشی

۴۴۔ جناب محمد اکبر خان اعوان (وائس چیئرمین ضلع کونسل، خوشاب) کیا وزیر متعلقہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ آباد آباد (ABAD) بارانی اراضی کو قابل کاشت بنانے کے لئے مختلف منصوبے مثلاً سمال ڈیم وغیرہ تعمیر کر رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ضلع خوشاب کا بارانی علاقہ اس سکیم کے تحت آتا ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک اس محکمہ نے اس علاقہ کی ترقی کیلئے کیا اقدام کئے ہیں؟

وزیر متعلقہ:- (الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے ایک جامع منصوبہ ضلع خوشاب میں واقع وادیٔ سون کیلئے مرتب کیا ہے۔ یہ منصوبہ پانچ سال پر محیط ہے اور اسکو آخری شکل دی جا رہی ہے۔ بارانی علاقہ کی اراضی کو فروغ دینے کیلئے ضروری ہے کہ وہاں پر اراضی کیلئے پانی کا بندوبست مناسب ہو۔ اس علاقے کا سروے کرانے کے بعد حکومت اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ وہاں پر سال ڈیم تعمیر نہیں کیے جا سکتے۔ اس کمی کو دور کرنے کیلئے وادی سون میں 11 KV لائن بچھا دی گئی ہے۔ بجلی کی اس فراہمی سے وادی سون میں Shallow - Well ہیں ان کی کارکردگی بہتر بنائی جائیگی۔ اندازاً ہر ایک Shallow - Well پر ساٹھ ہزار روپے خرچ آئینگے۔ جو منصوبے حکومت نے خصوصی پروگرام کے تحت بنائیں ہیں انکی تفصیل جدول نمبر ۱ میں دیکھی جا سکتی ہے اور جو اس علاقے میں عام پروگرام کے تحت کام ہو رہا ہے انکی تفصیل جدول نمبر ۲ میں ملاحظہ فرمائیں

جدول نمبر ۱

جامع منصوبہ برائے سون سکیسر وادی

(لاکھوں میں)

نمبر شمار	نام محکمہ	سکیم کا نام	مختص شدہ رقم
	زراعت	۱۔ پھلوں کی نرسری اور پرورگنی باغ کے قیام کا منصوبہ	16 . 00
		2۔ سبزیوں کے بیج کے فارم کی سکیم	16 . 00
		3۔ لفٹ پمپ کی فراہمی کی سکیم	12 . 00
		4۔ نوشہرہ میں شہد کی مکھیوں کی پرورش کا منصوبہ	12 . 00
		5۔ چھوٹے ڈیموں کی تعمیر	رقم کا تعین نہیں کیا گیا
			56 . 60
	امور حیوانات		
		۱۔ جانوروں کی بہتری اور افزائش کے لیے گشتی شفاخانوں کا منصوبہ	22 . 50

2. جانوروں کے مالکان کی تربیت کا اجراء	0.80
3 جانوروں میں چھوت کی بیماری کی روک تھام کا منصوبہ	35.30
4. وادی سون میں وارسل مکھی کے کنٹرول کا منصوبہ	5.25
5. مقامی نسل کی دودھ دینے والی گائے کی افزائش کا منصوبہ	5.56
6. وادی سون میں اچھی نسل کی بھیڑ بکریوں اور دنبوں کی ترسیل کا منصوبہ	4.25
7. وادی سون میں اچھی قسم کے مرغی خانے اور ان کی تشہیر کا منصوبہ	0.60
8. اوچھالی اور سوہی میں حیوانات کی صحت کے لیے ہسپتالوں کا قیام	28.37
9. موجودہ ویٹرنری ہسپتالوں کی عمارات اور رہائشی ضروریات کو پورا کرنے کا منصوبہ	62.00

جنگلات

1. 200 ایکڑ پر محیط عرصہ تین سال میں بیک اناناس متعارف کرانے کا منصوبہ	9.62
2. 1000 ایکڑ پر عرصہ تین سال میں جنگلات لگانے کا منصوبہ	40.00
3 پہاڑی علاقوں کی سڑکوں پر شجرکاری کا منصوبہ	28.39
4. جنگلی جانوروں کے تحفظ اور ان کی	39.31

5 . وادی سون میں سیاحت کے فروغ کا منصوبہ	81 . 00
	198 . 31

دیہی ترقی

1 . آنگا اور کھبیکی میں یونین کونسل کے دفاتر کی تعمیر	1 . 35
2 . 6 یونین کونسلوں میں نالوں اور کچے راستوں کی تعمیر	25 . 00
3 . کفری سسرال اور سناواں میں پشتوں کی تعمیر	4 . 00
4 . کھبیکی ، آنگا یونین کونسل میں 14 کنوؤں کی تعمیر اور اوچھالی کھورا ، اور سودی بے والی یونین کونسل میں بھی کنوؤں کی تعمیر	18 . 00
5 . آٹھ مڈل سکول اور بارہ پرائمری سکولوں میں بالترتیب آٹھ اور دو کمروں کی تعمیر کا منصوبہ	18 . 00
6 . 184 میل لمبی سڑکوں کی تعمیر جو کہ سات مختلف LINK کو ملائے گی	67 . 00
(الف) نوشہرہ اوچھالی روڈ سے کھوائی (1½ میل)	8 . 00
(ب) آنگا سے کوٹلی ، اوگالی تک سڑک (3 میل)	3 . 00
(ج) کامرا والا سے مکروی تک سڑک (2 میل)	8 . 00

(د) اوچھالا سے کبا کی تک 1.50 میل سڑک	6.00
(س) سوڈی سے تلہ گنگ براستہ چھبل (2 میل کی سڑک)	35.00
(ش) سوڈی سے کلیال (2 میل کی سڑک)	15.00
جزوی میزان	142.35

صنعت و معدنی ترقی

(1) نو شہروں میں دیہی مزدوروں کی ٹریننگ کا پروگرام	
(الف) پہلے سال میں :	8.53
(ب) دوسرے سال میں :	2.37
جزوی میزان	10.90
2. معدنی طریقے کے لیے جیوفزیکل سروے اور مستقبل میں کھدائی کا پروگرام	15.00
3. جبی سے اوچھالی تک 4 میل سڑک کی تعمیر کا منصوبہ	160.00
4. کھتائی سے مہراں خاں تک 2.50 میل کی سڑک کی تعمیر کا منصوبہ	25.40
5. جبی سے کھتوائی 13.50 میل تک سڑک کی تعمیر کا منصوبہ	135.00

6. سودھی جے والی سے بجہ 10 میل سڑک کی تعمیر کا منصوبہ	120.00
7. اوچھالی سے امب شریف 12 میل تک سڑک کی تعمیر کا منصوبہ	144.00
میزان	584.40

دیہی آب رسانی

1. دیہی آب رسانی سکیم برائے کفری	5.71
2. ایضاً اوچھالا	6.59
3. ایضاً باکھی	8.30
4. ایضاً کھوڈانی	7.61
5. ایضاً کلیال	9.58
6. ایضاً کھنال	10.15
7. ایضاً شکر کوٹ	12.00
8. ایضاً سرحال	13.00
9. ایضاً آنگا کی توسیع	13.82
10 ایضاً سوڑی جے والی	8.32
11. ایضاً جبہ	13.14
12. ایضاً مہری والی	13.50
13. ایضاً اوگالی	14.00
14. ایضاً کھورا	14.00
15. ایضاً پیال	14.99
16. ایضاً نوشہرہ کی توسیع	15.00

17. ایضاً	اوچھالی	11.60
18. ایضاً	کھچر کدار اور پیر	14.98
19. ایضاً	ہردوی سوہی	17.00
20. ایضاً	سرائے میانہ	22.00
21. ایضاً	مردوال	15.00
	میزان :	260.62

تعلیم (سکولز)

1. 72 پرائمری سکولوں کی عمارات کا منصوبہ ہیں 51 لڑکوں کے 21 لڑکیوں کے لئے ہیں۔	72.00
2. 20 لڑکوں کے اور 7 لڑکیوں کے پرائمری سکولوں میں ایک زائد کمرہ تعمیر کرنے کا منصوبہ۔	20.79
3. 4 لڑکوں کے اور 2 لڑکیوں کے ہائی سکول کی نئی عمارات کی تعمیر کا منصوبہ	24.28
4. موجودہ 70 پرائمری سکولوں میں سامان کی فراہمی کا منصوبہ	3.50
5. موجودہ 10 مڈل 7 ہائی اور 3 ہائی 6 مڈل سکولوں میں اشتعال اور مرمت وغیرہ کے منصوبہ جات۔	12.80
(الف) چار لڑکوں اور 2 لڑکیوں کے سکولوں کو مڈل کا درجہ	

دینے کا منصوبہ اور ایک لڑکوں اور لڑکیوں کے مڈل کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا منصوبہ	19.18
	152

تعلیم کا بجٹ

1. انٹرمیڈیٹ کالج کے دوسرے حصے کی تعمیر کا منصوبہ	9.02
2. پرنسپل صاحب کی رہائش گاہ کی تعمیر کا منصوبہ	4.79
3. گریڈ 17 کے افسران کیلیے رہائش گاہوں کا منصوبہ	6.77
4. آٹھ رہائشی گھروں کا منصوبہ جن میں ایک ایک افسر رہ سکے گا	8.30
5. نوشہرہ میں لڑکیوں کے لیے ایک انٹرمیڈیٹ کالج کے قیام کا منصوبہ	37.00
میزان	65.88

سماجی بہبود

1. سامان، کتابوں، دوائیوں کھیلوں کا سامان، بنائی کی مشینیں، سلائی کی مشینوں کی خریداری اور سٹاف کی تنخواہوں کی سپیشل ترقیاتی پروگرام	

برائے وادی سون سے ادائیگی کا پروگرام	7 · 68
کل میزان	1656 · 00

جدول نمبر 2

(لاکھ روپیہ)

نمبر شمار	محکموں کے نام	مختص رقم 1983-84	خرچ بمدت مارچ 1984
1.	جنگلی جانوروں کی افزائش	27 · 87	4 · 55
2.	مچھلی کی افزائش	9 · 22	4 · 98
3.	صنعت	31 · 00	-
4.	بائی زراعت کیلئے	4 · 70	7 · 00
5.	سڑکیں	50 · 00	23 · 14
6.	دیہی علاقوں میں پینے کا پانی	21 · 50	20 · 20
7.	سرکاری عمارتیں	0 · 47	0 · 47
8.	تعلیم	6 · 45	1 · 25
9.	صحت	16 · 27	8 · 64
	کل رقم	167 · 48	70 · 23

محکمہ صحت کی کارکردگی کا جائزہ

جناب قائم مقام چیئرمین۔ (ملک اللہ یار خان) وقفہ سوالات ختم ہے اب میں وزیر صحت کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ وہ محکمہ صحت کے بارے میں محکمہ صحت کی کارکردگی کا ایک جائزہ پیش کریں۔

اٹارنی جنرل۔ وزیر صحت کی آمد سے پہلے ایک ضروری اعلان وزیر خزانہ کی جانب سے سماعت فرمالیجئے۔ جناب نواز شریف صاحب نے یہ اعلان کیا ہے کہ ان کے گھر پر آج پنجاب کونسل کے چیئرمین جناب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان صاحب اور تمام فاضل اراکین کے اعزاز میں رات کے کھانے کی دعوت ہے سب حضرات کو کارڈ جاری کئے جا چکے ہیں ساڑھے سات بجے تمام فاضل اراکین ۱۸۰۰۔ ایچ ماڈل ٹاؤن میں تشریف لائیں۔

چوہدری ناظم الرشید تبسم۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام وزراء صاحبان کو یہ توفیق دے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ (میاں صلاح الدین)۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو تین وقت کا کھانا کھا لیا کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر صحت (چوہدری حامد ناصر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب چیئرمین و اراکین کونسل!

السلام علیکم!

مجھے خوشی ہے کہ آج تقریباً ۲½ سال بعد میں پھر محکمہ صحت کی کارگذاری پیش کرنے کیلئے آپ سے مخاطب ہوں۔

صوبہ پنجاب میں آج ۸ انتظامیہ ڈویژن اور ۲۷ اضلاع ہیں اور اس کی آبادی پاکستان کے تمام صوبوں سے زیادہ تقریباً ۴ کروڑ ۷۰ لاکھ ہے۔ دیہاتی عوام کے لئے جو کل آبادی کا ۷۱ فی صد ہیں نہ صرف طبی سہولتیں محدود ہیں بلکہ بیشتر آبادی آج بھی پسماندگی بے روزگاری نامناسب غذا اور دیگر معاشی اور معاشرتی الجھنوں میں مبتلا ہے۔ یہاں تک کہ بیشتر عوام کو پینے کے لئے صاف ستھرا پانی بھی میسر نہیں بہت سے دیہات سڑکوں سے محروم ہیں کوڑا کرکٹ کے ذخیرہ اور گندے پانی کی نکاسی کے انتظامات بھی نہیں ہیں اور یہ تمام عناصر خرابی صحت کا باعث ہوتے ہیں۔

حکومت کی سطح پر محدود وسائل ترقیاتی کاموں میں ہمارے کام کی رفتار میں اگرچہ مانع ہیں تاہم ۱۹۷۷ء کے مقابلے میں آج جب ہم محکمہ صحت کی کارگذاری کا جائزہ لیتے ہیں۔ تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ موجودہ حکومت کس انداز سے عوام کی بہتر صحت کے لئے سرگرداں ہے تاہم ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ جدید ترین نظریہ کے مطابق صحت جسمانی تکلیف یا کسی بیماری میں مبتلا نہ ہونا نہیں بلکہ صحت کے معنی یہ ہیں کہ افراد جسمانی ذہنی اور معاشرتی اعتبار سے صحیح حالت میں ہوں۔

صحت کے اس نقطہ نظر کی رو سے آپ بآسانی یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ انسانی صحت کا حصول محض محکمہ صحت کی کارگذاری سے ممکن نہیں جب تک تمام افراد اپنے اپنے مقام اور حیثیت کے مطابق اس کے لئے بھرپور کوشش نہ کریں۔ ذاتی جسمانی صفائی، ماحول کی صفائی، عوام کو حفظانِ صحت کے اصولوں سے روشناس کرنا اور عوام کو ان باتوں کی اہمیت

کا احساس دلا کر راغب کرنا کہ وہ ایسے اصولوں کو روزمرہ زندگی میں اپنائیں جس سے اُن کی صحت اور ان کے ماحول کی صفائی جیسے مقاصد حاصل ہو سکیں۔ چند ایسے عنوانات ہیں جس کے لئے ہر فرد و بشر کو ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔ اسی احساس کے پیش نظر میں آج اپنی گفتگو کا آغاز بھی دیہات میں عوام کی صحت کے لئے بہتر طبی سہولتوں اور مستقبل میں ان سے متعلق منصوبہ بندی سے ہی کر رہا ہوں۔

حکومت پنجاب کے موجودہ سالانہ بجٹ میں صحت کے متعلق ترقیاتی منصوبہ بندی کے لئے تقریباً ۴۹ کروڑ روپے منظور کئے گئے ہیں۔ جو کہ ۱۹۷۷ء کے مقابلے میں ۲۰۰ فیصد زیادہ ہے ہماری معیشت کا زیادہ تر دارومدار زراعت پر ہے اور آبادی کا تقریباً ۷۰ فیصد دیہات میں رہتا ہے اور جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں۔

(Basic Health Unit) کو دیہاتی عوام کی صحت کے لئے بنیادی حیثیت حاصل ہے B.H.U's جن کی تعداد ۱۹۷۷ء میں ۱۹۲ تھی انشاء اللہ جون ۱۹۸۴ء تک ۱۱۲۳ ہو جائیگی یعنی ۱۹۷۷ء کے مقابلے میں ۱۹۸۴ء میں B.H.U's میں اضافہ تقریباً ۴۸۵ فیصد ہوگا ۱۹۷۷ء میں B.H.U ایک میڈیکل آفیسر کی نگرانی میں دیہاتی عوام کی صحت کا نگران تھا آج B.H.U کے لئے میڈیکل آفیسر تدریجی بطور نگران مقرر کئے جا رہے ہیں اور اب تک ۴۰۳ ڈاکٹروں کی نئی آسامیوں کی منظوری دی جا چکی ہے منصوبے کے مطابق ہر تین یا چار B.H.U کے کام کی نگرانی کے لئے تقریباً ایک لاکھ کی آبادی کے لئے مرکز کی سطح پر بہتر طبی امداد کے طور پر Rural Health Centre (دیہی مرکز صحت) قائم کیا گیا ہے R.H.C کی تعداد ۱۹۷۷ء میں ۱۱۴ تھی جو کہ جون ۱۹۸۴ء تک ۱۱۵ ہو جائیگی یعنی اضافہ ۱۰۰ فیصد ہوگا۔

R.H.C کے لئے میں بھی ایک میڈیکل آفیسر کا اضافہ کیا جا چکا ہے اور اب تک ۱۵۰ مزید میڈیکل آفیسران کی آسامیاں منظور کی جا چکی ہیں۔ اگرچہ Basic Health Units اور Rural Health Centres کی عمارات عام طور پر تیار ہیں تاہم عملہ کی اور خاص طور پر Paramedicals کی کمی کی وجہ سے عوام کو ان طبی سہولتوں کا خاطر خواہ فائدہ دستیاب نہیں اسی طرح تربیت یافتہ ڈاکٹروں کی آسامیاں ہونے کے باوجود ڈاکٹر دیہی علاقوں میں عوام کی خدمت کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔

اُمید ہے یہ صورت حال بھی جلد ہی ختم ہو جائے گی اور نوجوان ڈاکٹر مستقبل قریب

میں اپنے دیہی بھائیوں کی خدمت کے لئے بخوشی دیہات میں جانا پسند کریں گے۔

جہاں تک Para Medicals عملہ کی کمی کا سوال ہے ہم نے اس بات کا انتظام کر لیا ہے۔ کہ مقدار اور معیار دونوں اعتبار سے اس مسئلہ کو بطور احسن پورا کیا جائے جس کے لئے ہم نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

Asian Development Bank کی مدد سے ۵ نئے پیرا میڈیکل سکول کھولنے کا منصوبہ زیر عمل ہے یہ پانچ سکول بہاولپور، ساہیوال، سرگودھا، سیالکوٹ اور جہلم میں کھولے جائیں گے۔

ان سکولوں میں

1. DISPENCERS
2. X-RAY TECHNICIANS
3. LAB. TECHNICIANS
4. OPERATION THEATRE TECHNICIANS

وغیرہ کو تربیت دی جائے گی۔ U.S. AID کی مدد سے ہم پانچ سکول اسکے علاوہ میڈیکل ٹیکنیشن کی تربیت کے لئے بنا رہے ہیں جن میں سے بھی ہیں ۵۰۰ میڈیکل ٹیکنیشن دستیاب ہو سکیں گے۔ ان میں تربیت پانے والے ۵۰ فی صد مرد اور ۵۰ فی صد عورتیں ہوں گی۔ اس طرح آج گیارہ میڈیکل ٹیکنیشن سکولوں سے ہم صرف ۳۰۰ میڈیکل ٹیکنیشن حاصل کر سکتے ہیں جب کہ مذکورہ بالا ۵ سکولوں سے ہمیں ۵۰۰ میڈیکل ٹیکنیشن مزید مل سکیں گے۔ اور ہماری میڈیکل ٹیکنیشن کی کمی کافی حد تک دور ہو جائے گی۔ یہ سکول اٹک سیالکوٹ، جھنگ ڈیرہ غازیخان اور بہاولنگر میں واقع ہوں گے۔

ڈسپنسرز کی تربیت آج کل تمام تدریسی ہسپتالوں، تمام ضلعی ہسپتالوں، کالج آف کمیونٹی میڈیسن اور سول ہسپتال مری لیبی کل ۳۰ جگہوں سے کی جا رہی ہے اور ہر سال تقریباً ۶۶۳ ڈسپنسر تربیت حاصل کرتے ہیں۔ اگر یہ سب سرکاری ملازمت کے لئے مل سکیں تو ہماری کمی خود بخود دور ہو سکتی ہے۔ لیکن نجی کاروبار اور بیرون ملک کی ملازمت کی کشش کی وجہ سے یہ سب ڈسپنسر پوری تعداد میں ہم کو نہیں مل سکتے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اس صورت حال کا ازالہ کرنے کے لئے ہم ان سب کے لئے لازم کر دیں گے۔ کہ ڈسپنسر کم از کم ۲ سال سرکاری ملازمت ضرور کریں کیونکہ حکومت ان سے کسی قسم کی فیس وغیرہ لئے بغیر مفت ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتی ہے۔

پیرا میڈیکل میں مڈوائف کی بھی سخت کمی ہے ہمارے پاس ان کی تربیت [illegible]
گنجائش ہے ہم ان کو وظیفہ بھی دیتے ہیں لیکن اسکے باوجود ہمیں پوری تعداد میں مڈوائف
Training کے لئے دستیاب نہیں بالخصوص پس ماندہ علاقوں [illegible] کمی
تعلیم عام ہونے کی بدولت جلد دور ہو جائیگی۔

پبلک ہیلتھ نرسز کی تربیت لاہور اور ملتان میں Public Health Nursing Schools میں کی جا رہی ہے لاہور سکول میں ہر سال 116 اور ملتان سکول میں ہر سال 32 لڑکیوں کو داخلہ دیا جاتا ہے حکومت پنجاب کو ان نشستوں میں اضافہ کرنے کی ضرورت [illegible] نہیں کہ [illegible] Medical Technicians [illegible] صرف [illegible] ہیں

[illegible] تربیت یافتہ نرسز (Nurses) کی بھی بہت کمی ہے اس وقت [illegible] کے لئے [illegible] ہسپتالوں کے علاوہ چند [illegible] ہیں [illegible] ہر سال [illegible] 44 لڑکیاں [illegible] Pak [illegible] Nursing Academy [illegible] نرسز کو [illegible] Specialized [illegible] دی جانے کی [illegible] کوئی [illegible] کی جا سکے گی۔ اور [illegible] Specialized [illegible] بھی [illegible] کے [illegible] ہیں گی۔

دیہی عوام کو بہتر قسم کی طبی سہولتیں فراہم کرنے کی خاطر اب بہت جلد ساڑھے [illegible] اور بالخصوص R.H.C. کو دیا جائیگا۔ اس سامان کو صحیح طور پر استعمال کرنے [illegible] سامان کو کسی بھی قسم کی خرابی سے بچانے کے لئے ہم نے Asian Development Bank کی مدد سے ایک اور منصوبہ بنایا ہے جس کے تحت ایک مرکزی ورکشاپ لاہور دو ذیلی ورکشاپ سرگودھا اور ملتان میں قائم کی جائیں گی اسی سکیم کے تحت ایشین بنک کی مدد سے ان ورکشاپوں کے عملے کو Pak Swedish Institute گجرات میں Mechanics کی ماہرانہ تربیت دی جائیگی

امید ہے کہ ان اقدامات سے دیہی عوام کو بہتر طبی سہولتیں میسر ہوں گی اور قیمتی ساز و سامان بھی چھوٹے چھوٹے نقائص کی وجہ سے بیکار نہیں پڑا رہیگا۔

تحصیل و ضلع کی سطح پر صحت سے متعلق سہولتوں کے ذکر سے پہلے میں E.P.I اور W.F.P کے متعلق عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ان پروگراموں کا فائدہ بھی دیہی عوام کو زیادہ ہوگا۔ بچوں کو متعدی بیماریوں سے بچانے کیلئے حکومت پنجاب نے جولائی ۱۹۷۹ء میں ۶ بیماریوں کے خلاف بچوں میں مدافعت پیدا کرنے کے لئے ٹیکوں کے پروگرام کا آغاز کیا۔ اس پروگرام کے تحت ۱۹۸۰ء تک بچوں کی ان متعدی بیماریوں کی وجہ سے شرح اموات اور بیماری کو ۹۰ ٪ تک کم کرنا مقصود تھا اور اس کے لئے ۳۸۳ مراکز قائم کئے گئے تھے۔ لیکن پھر حکومت پاکستان کے فیصلے کے مطابق یہ مقصد دو سال میں حاصل کرنا قرار پایا اور اس پروگرام کے ساتھ ساتھ دو اور مقاصد اسہال اور پیچش کی وجہ سے شرح اموات کو O.R.S کے ذریعے کم کرنا بھی قرار پائے۔

چنانچہ جنوری ۱۹۸۳ء سے اس پروگرام کے مطابق کام شروع کیا گیا اس سال ۱۹۸۳-۸۴ء کے لئے ۹ کروڑ ۳۴ لاکھ کی رقم منظور کی گئی اور آج ۳۸۳ مستقل مراکز کے علاوہ ۸۶۶ گشتی ٹیمیں پنجاب کے تمام اضلاع کی دیہی و شہری آبادی کیلئے ٹیکہ جات کا کام کر رہی ہیں اور اب تک ۶۵ لاکھ ۵۴ ہزار بچوں کو ٹیکے لگ چکے ہیں۔

اسی طرح دیہات میں نوزائیدگی کی دوران زچگی شرح اموات کو کم کرنے کے لئے پرائیویٹ و غیر تربیت یافتہ دائیوں کی تربیت کے لئے ۵۰ لاکھ روپے کی منظوری رواں سال کے لئے دی گئی اس پروگرام کے تحت آج تک ۴۶۳۸ دائیاں تربیت حاصل کر چکی ہیں ۱۴۷۸ دائیاں زیر تربیت ہیں اور ۵۰۰ مختلف سینٹروں میں ان کی تربیت جاری ہے۔ ان دائیوں کو دوران تربیت حکومت کی طرف سے وظیفہ بھی دیا جاتا ہے اور تین ماہ کی تربیت کے اختتام پر ایک دائی KIT بھی ان کو مفت دی جاتی ہے۔

بچوں کے اسہال اور پیچش کے خطرات سے بچانے کیلئے امسال ۴۱ لاکھ ۷۷ ہزار روپے کی رقم منظور کی گئی ہے اور اب تک ۳۴ لاکھ O.R.S پیکٹ تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ ہم نے Accelerated Health Programme

پنجاب میں اس خوبی سے چلایا ہے کہ W.H.O نے دو صرف پنجاب کے لئے Regional Conference کا فیصلہ بھی کیا کہ لاہور میں E.P.I کا East Mediterranean Region کا اجتماع کیا جائے تاکہ
کے تقریباً دیگر ۲۲ ممالک بھی ہمارے تجربے سے استفادہ کر سکیں
دیہاتی عوام ہی کی بہبود کے لئے [illegible] میں ورلڈ فوڈ پروگرام کے نام سے ایک منصوبہ تیار
کیا گیا اسکے اغراض و مقاصد [illegible] کی شرح اموات [illegible] اور مستقبل میں [illegible]
اور ثانیاً ماؤں کی دوران حمل اور دودھ پلانے کے عرصہ میں بہتر صحت اور بچے کی پیدائش کے
وقت شرح اموات کم کرنا مقصود تھا لیکن اس میں کوئی خاطر خواہ [illegible] ہوئی۔ اب [illegible]
سے اس پروگرام کی اہمیت کے پیش نظر [illegible] زیادہ [illegible] اس پروگرام
سے عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کے لئے عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔ اس پروگرام
کے تحت H.C. [illegible] اور دیگر صحت کے ادارے یعنی تقریباً [illegible]
اور [illegible] کی نگرانی صرف ناقص غذا کی وجہ سے شدید قسم کی Malnutrition
حاملات کی حامل ماؤں اور بچوں کو دودھ گندم اور گھی مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے
ہر ماہ تقریباً ۲ لاکھ ۲۰ ہزار افراد فائدہ اٹھاتے ہیں۔ امید ہے۔ اس پروگرام کی بدولت مستقبل
میں ہمارے Malnourished بچے اور خواتین زیادہ صحت مند اور توانا ہونگے
T.H.Q. R.H.C. B.H.U کے بعد تحصیل H.Q ہسپتال کلیدی حیثیت کے حامل ہیں صوبہ پنجاب میں کل ۸۴ تحصیلیں ہیں جن میں
سے ۲۷ تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں میڈیکل کالجوں سے ملحق ہسپتال یا ضلعی ہسپتال قائم ہیں جبکہ ۴۹ تحصیلوں میں
تحصیل ہسپتال (T.H.Q) ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے ۱۳ یا تو نئے تحصیل کے
ہیں یا ان میں توسیع و ترقی کیلئے کام کیا جا رہا ہے۔ باقی ۸ نئی تحصیلوں میں جو [illegible]
آئیں نئے تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال بنانے کے منصوبے زیر غور ہیں۔ چونکہ B.H.U اور R.H.C
[illegible] مریضوں کو T.H.Q. Hospital تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں Referred
[illegible] جاتا ہے اسلئے T.H.Q. Hospital میں بستر [illegible] کی ضرورت ہے۔
اور اسکے لیے مستقبل میں منصوبہ بندی کے متعلق میں پہلے پنجسالہ منصوبہ کے ضمن میں ذکر کر چکا
تحصیل کے بعد میں ضلع کی سطح کے ہسپتال کا ذکر کرتا ہوں پنجاب میں ضلعوں کی تعداد ۲۷ ہے ۵ ضلعی
شہروں میں میڈیکل کالجوں سے ملحق ہسپتال کام کر رہے ہیں۔ باقی [illegible] میں
میں Distt. H.Q. Hospitals ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز کی نگرانی [illegible]

کو طبی امداد بہم پہنچا رہے ہیں۔ ۶۰ نئے اضلاع میں سے ۲ میں ضلعی ہسپتالوں کی تعمیر کا کام شروع ہے اور ۴ نئے ضلعی سطح کے ہسپتال بنانے کے منصوبے زیر غور ہیں۔ یہ ضلعی ہسپتال R.H.C. / Basic H. Unit اور تحصیل H. Q. ہسپتالوں کے لئے Referral Hospital کا کام کرتے ہیں۔ ضلعی ہسپتال بہتر طبی امداد 9 مختلف Specialists کے ذریعے بہم پہنچا رہے ہیں فی الحال بعض ہسپتالوں میں چونکہ چند Specialists کی آسامیاں خالی ہیں اس لئے Specialists کی کمی کو پورا کرنے کیلئے ایک سکیم کے مطابق میڈیکل کالجوں کے پروفیسر صاحبان کی سرکردگی میں گشتی Specialists ٹیموں کا بھی انتظام کیا گیا ہے تاکہ وہ ضلع اور تحصیل کی سطح تک مریضوں کے علاج کیلئے وہاں جائیں اور عوام کو اپنی مہارت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائیں۔

مزید برآں M.B.B.S. ڈاکٹروں کی تعلیم کے اختتام پر اُن کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کے لئے یہ فیصلہ قومی سطح پر کیا جا چکا ہے کہ تمام ڈاکٹروں کو House Jobs یا Interness کے طور پر میڈیکل کالجوں سے ملحقہ ہسپتالوں ضلعی ہسپتالوں میں تربیت کے مواقع مہیا کئے جائیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں اب تک ۳۴۰ House Jobs یا Interness کی نئی آسامیوں کی منظوری دی جا چکی ہے اور اب کل House Jobs یا Interness کی آسامیاں ۹۰ ہیں اسکے ساتھ ساتھ ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت ان سب کیلئے رہائشی سہولتیں مہیا کرنے کیلئے میڈیکل کالجوں سے ملحقہ ہسپتالوں اور ضلعی ہسپتالوں میں ہوسٹل تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ اس تمام پروگرام سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ تمام ڈاکٹروں کے لئے ملازمت سے پیشتر تربیت کے لئے سہولتیں دستیاب ہوں گی اور دوئم یہ کہ ہر ضلعی ہسپتال میں زیادہ تعداد میں نوجوان ڈاکٹر بھی دستیاب ہونگے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں اگرچہ تمام ضلعی ہسپتالوں میں 9 سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی آسامیاں ہیں تاہم ان میں ۳۳٪ آسامیاں خالی ہیں۔ اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کیلئے پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ میں ۳۰۰ ڈاکٹروں کے لئے Deputation پر تربیت کا انتظام کیا گیا ہے۔

P.G.M.I. میں زیادہ وسیع تعلیم اور تحقیق کے کام کی سہولتیں موجود ہیں۔ یہاں سے تربیت حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحبان تقریباً طب کے تمام شعبہ جات کے مختلف مضامین میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما اور ڈگری کے امتحان دے سکتے ہیں۔ تاہم اس وسیع المقاصد ادارہ کیلئے

بیس جگہ نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں آج تک ضروریات کے مطابق Specialists مطلوبہ مقدار میں حاصل نہیں ہو سکے۔

اس کمی کو پورا کرنے کیلئے محکمہ صحت زید بن سلطان النہیان ہسپتال لاہور میں نیا Institute بنا رہی ہے اور امید ہے کہ اس کمی پر جلد قابو پا لیا جائیگا۔ اس سلسلے میں ایک سکیم محکمہ منصوبہ بندی کو پہلے ہی بھیجی جا چکی ہے۔

میڈیکل کالج اور ان سے ملحقہ تدریسی ہسپتال شعبہ صحت کے اہم ترین ادارے ہیں۔ جہاں سے ہر سال تقریباً ۱۵۰۰ ڈاکٹر فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ ان تمام ڈاکٹروں کی تعلیم و تربیت کیلئے میڈیکل کالجوں کے ساتھ ۲ تدریسی ہسپتال ملحق ہیں جہاں پر ہر قسم کی جدید ترین تشخیص اور علاج کیلئے سہولتیں موجود ہیں۔ ان ہسپتالوں میں ہر شعبہ کے پروفیسر Consultant کا کام بھی کرتے ہیں جن کے ذریعے علاج کی بہترین سہولتیں ان تمام مریضوں کو مہیا ہو جاتی ہیں۔ جو مختلف ہسپتالوں کو آتے ہیں۔

ان ہسپتالوں کو مزید بہتر بنانے کیلئے میو ہسپتال لاہور، ہسپتال اور سروسز ہسپتال میں Improvement اور راولپنڈی میں ۵۰۰ بستروں کا نیا ہسپتال، فیصل آباد میں ۵۰۰ بستروں کا نیا ہسپتال اور علامہ اقبال میڈیکل کالج کیلئے ۱۰۰۰ بستروں کے نئے ہسپتال کیلئے حکومت منظوری دے چکی ہے۔ ان مدوں میں تدریسی ہسپتالوں کیلئے ۸ کروڑ ۲۴ لاکھ اور میڈیکل کالجوں کی عمارات مکمل کرنے کیلئے ۲ کروڑ ۷۵ لاکھ جس میں کل ۵ کروڑ ۱۹ لاکھ اس سال خرچ کیا جا رہا ہے۔

عوام کو دانتوں کا علاج اور بہتر علاج فراہم کرنے کیلئے اب تک Dental Surgeons کی آسامیاں تعمیل کی سطح تک منظور کی جا چکی ہیں اور صوبے میں اس وقت تعمیل و ضلعی ہسپتال میں کل ۴۵ ڈینٹل سرجنز کی آسامیاں موجود ہیں۔ ان میں سے صرف ۱۲ خالی ہیں جو کہ جلد پُر کر لی جائیں گی۔ مزید برآں کئی جگہوں پر Dental Units کی بھی کمی ہے جسکو بتدریج پورا کیا جا رہا ہے۔

ڈینٹل سرجنز کی تدریس کے لئے ہر سال لاہور کے ڈینٹل کالج میں ۵۵ اور ملتان میں ۲۵ طلباء داخل کئے جاتے ہیں۔ جو ہماری ضروریات کیلئے کافی ہیں۔ خوش کن بات یہ ہے کہ بیرون ملک کے طلباء بھی ہمارے کالجوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اسکے علاوہ P.G.M.I میں M.D.S کے کورس کا اجراء کیا جا چکا ہے اور اب تک ۲۳ ڈاکٹر فارغ التحصیل ہو کر قوم کی بہتر خدمت

کر رہے ہیں۔ ڈنٹیل سرجن کی پیشہ وارانہ مدد کیلئے ہمارے ہاں Dental Technician اور Dental Hygienist کی تدریس کا انتظام بھی ہے۔

عوام کو دانتوں کی سہولتوں کے ذکر کے بعد میں Govt. Mental Hospital کا ذکر کرنا چاہوں گا۔

حکومت کا دماغی اور نفسیاتی امراض کا یہ ہسپتال آج سے ۸۴ سال پہلے ۱۹۰۰ء میں تقریباً ۱۵۱ ایکڑ زمین پر پاگل خانہ کے تصور سے قائم کیا گیا یعنی نفسیاتی بیماریوں کے مریضوں سے عوام کو بچایا جائے۔ ۱۴۰۰ بستروں کا یہ ہسپتال ایشیا میں سب سے بڑا ہسپتال تھا ۱۹۴۷ء میں پاکستان بن جانے کے بعد ۱۹۸۲ء تک اس ہسپتال کی بہتری کے لئے بہت کم توجہ دی گئی۔ ۱۹۸۲ء میں اس ہسپتال کا کل بجٹ ۲۸ لاکھ ۱۳ ہزار تھا اس میں سے مریضوں کو خوراک ۳ روپے فی مریض فی یوم کے حساب اور دوائی ۲ روپے فی مریض فی یوم کے حساب سے مہیا کی جاتی تھی۔ مریضوں کو کمروں میں بند رکھا جاتا تھا اور ضرورت ہو تو اُن کو باندھ بھی دیا جاتا تھا۔

کچھ عرصہ پہلے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ Mental Hospital کو علی رضا آباد منتقل کیا جائے اور موجودہ زمین L.D.A کو رہائشی منصوبہ بندی کیلئے دیدی جائے۔ مگر گورنر صاحب کی بطورِ خاص مداخلت سے یہ فیصلہ تبدیل کیا گیا اور گورنر انسپکشن ٹیم اور محکمہ صحت کے باہمی مشورہ سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ موجودہ ہسپتال کی باقاعدہ منصوبہ کے تحت جدید بنیادوں پر تعمیر کی جائے اور اس کو جدید ترین علاج معالجہ کی سہولتوں سے مزین کیا جائے۔

ان فیصلوں کے مطابق اس ہسپتال کی بہتری کے لئے مئی ۱۹۸۲ء سے جو کچھ کیا گیا وہ یہ ہے۔

۱۔ ہسپتال کے متعلق ایک ماسٹر پلان تیار کیا گیا اور حکومت اس کی منظوری دے چکی ہے۔ اس پلان کے مطابق ایک نیا اور جدید قسم کا ہسپتال بنایا جائیگا۔ عورتوں کے لئے نیا سیکشن بنایا جائے گا۔ اور باقی ماندہ ہسپتال کی مرمت کی جائے گی ان سب مقاصد پر کل تقریباً ۳ کروڑ ۷۰ لاکھ خرچ ہوں گے۔

ان میں سے ۴۸ لاکھ کی منظوری محکمہ تعمیرات کو پہنچا دی گئی ہے۔

۲۔ اس کے علاوہ مریضوں کی خوراک کیلئے ۳ روپے فی یوم سے بڑھا کر ۱۱ روپیہ کر دیا گیا ہے۔

۳۔ دواؤں کے لئے خرچ ۲ روپے سے بڑھا کر ۹ روپے فی مریض فی یوم کر دیا گیا ہے۔
۴۔ اور اس طرح اب اس کا سالانہ بجٹ ۲۸ لاکھ سے بڑھا کر ایک کروڑ ۲۷ لاکھ ۷۵ ہزار کر دیا گیا ہے۔
۵۔ ۲ کی بجائے ۴ Psychiatrist مقرر کر دیے گئے ہیں۔
۶۔ ۸ میڈیکل آفیسروں کی بجائے ۱۲ میڈیکل افسر کی آسامیاں مہیا کی گئی۔
۷۔ اسکے علاوہ Radiologist/ Pathologist/ Anaesthetist اور Dental Surgeon کی اسامیوں کی بھی منظوری دی جا چکی ہے
مزید برآں مریضوں کی ہسپتال میں رہائشی سہولتوں میں خاطر خواہ بہتری کی گئی ہے
مندرجہ بالا سہولتوں یعنی Technical عملہ کا اضافہ سے یہ یقین ہو جائیگا کہ مریضوں کو جدید طریقہ علاج میسر ہو سکے ہسپتال کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور عوام کو اس کام میں Involve کرنے کیلئے چار کمیٹیاں انتظامیہ کی مدد کر رہی ہیں۔ نہ صرف یہ کہ لاہور مینٹل ہسپتال کو Improve کیا جا رہا ہے بلکہ تمام تدریسی ہسپتالوں میں Psychiatric Beds مہیا کیئے جا رہے ہیں اور بتدریج یہ سہولتیں ضلعی ہسپتال تک بھی پہنچائی جائینگی بے جا نہ ہوگا اگر یہاں میں معاشرے کے ایک نئے ناسور کا ذکر بھی کر دوں جسکے متعلق نہ صرف گورنر صاحب بلکہ صدر پاکستان بھی فکر مند ہیں۔ میری مراد منشیات کے بڑھتے ہوئے استعمال سے ہے۔ حالیہ جائزہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وبا یونیورسٹی کے طلباء تک بھی پہنچ چکی ہے جو کہ افسوس کا مقام ہے۔
اسکی روک تھام کیلئے حکومت پاکستان نے ایک بورڈ تشکیل دیا ہے جو منشیات کی کاشت سے لیکر مریض کے استعمال کرنے تک ہر جگہ پر اس ناسور کے سد باب کیلئے کوشش کر رہا ہے پنجاب میں جناب وزیر برائے Excise & Taxation کی سربراہی میں ایک High Powered کمیٹی مقرر کی گئی ہے جس کے تحت تمام محکمہ جات Education/ اور Social Welfare, Home Excise & Taxation یعنی پولیس وغیرہ اپنے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ محکمہ صحت اس سلسلے میں علاج اور Rehabilitation کے فرائض سرانجام دے رہا ہے اسوقت Psychiatri کی نگرانی میں ۶ مختلف جگہوں پر سنٹر کا کام کر رہے ہیں اور اب تک بفضل خدا ۱۵

افراد کا علاج کیا گیا ہے۔ یا وہ زیر علاج ہیں۔

یہاں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہیے کہ مریض کو جلد از جلد ڈاکٹر کے پاس لے جایا جائے تاکہ اسکا علاج جلد ہو سکے اور وہ صحت مند خوشگوار زندگی کا لطف اٹھا سکے یہ سنٹر Rehabilitation میں ہسپتال لاہور ڈسٹرکٹ ہیڈ ہسپتال فیصل آباد علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ، جنرل ہسپتال راولپنڈی اور بی وی ہسپتال بہاولپور میں ہیں اسکے بعد نئے سنٹر سروسز ہسپتال گنگا رام ہسپتال اور میو ہسپتال میں بنائے جائیں گے اور بعد ازاں ضرورت کے مطابق یہ سینٹر اور جگہوں پر بھی کھولے جائیں گے۔

ادویات اور ساز و سامان کی فراہمی کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ادویات کے لئے خرید کی رقم ۱۹۷۷ء کے مقابلے میں ۶۲۷ گنا بڑھا دی ہے یعنی ۱۹۷۷ء میں ادویات پر ۲ کروڑ ۷۷ لاکھ کی رقم خرچ کی جاتی تھی اور اب ۱۹۸۴ء میں بڑھ کر یہ رقم ۲۰ کروڑ ۱۴ لاکھ ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ بہتر معیار کی ادویات اور ساز و سامان حاصل کرنے کے لئے طریق کار کو بھی تبدیل کیا گیا ہے۔ مثلاً معیاری اور موثر ادویات کی فہرست ماہرین ادویات بنانے والی فرموں کو Prequalify کیا گیا ہے جس کی بدولت غیر معیاری ادویات کی Supply کے امکانات ختم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح طبی ساز و سامان کی فراہمی کے لئے Standard Equipment کی فہرست تیار کی جا رہی ہے اور صرف اُن فرموں کو PREQUALIFY کیا جا رہا ہے جو نہ صرف معیاری مشینیں بناتی ہیں بلکہ بعد از فروخت مرمت اور SPARE PARTS کی گارنٹی بھی دیتی ہیں نیز جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں۔ ان مشینوں دیکھ بھال اور ان پر کام کاج کے لئے تربیت یافتہ عملہ مہیا کرنیکا بندوبست بھی کیا جا رہا ہے۔ اس طریقہ سے قیمتی ELECTRO MEDICAL EQUIPMENT کا ضیاع روک دیا جائیگا اور مریضوں کو بہتر تشخیص اور علاج میں مدد ملے گی۔

میڈیکل سائنس کی روز افزوں ترقی سب پر عیاں ہے۔ محکمہ صحت کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ عوام کو اپنے وسائل سے بہترین سہولتیں فراہم کرے اس سلسلہ میں اب ہم نے T.H.Q/ R.H.C/ B.H.U اور

کے علاوہ Specialised Institution بنانے کی طرف توجہ بھی شروع کر دی ہے تاکہ مریض بیرون ملک جانے اور لاکھوں روپیہ کا زرمبادلہ خرچ کرنے کی بجائے اپنے ملک میں ہی ہر قسم کی جدید سہولتوں سے مستفید ہو سکیں۔ مثلاً ہم سب جانتے ہیں کہ امراض قلب کے شکار دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔ عارضہ دل کے مریض اکثر و بیشتر By-Pass یا Open Heart Surgery سرجری وغیرہ کیلئے ملک سے باہر جاتے تھے۔ مگر اب تمام تدریسی ہسپتالوں میں RAPID CARDIAC CARE اور CORONARY CARE UNIT کی سروس فراہم کر کے مریض کی معقول دیکھ بھال کی جاتی ہے اور میو ہسپتال کی CORONARY CARE UNIT میں دل کے مریضوں کے علاج معالجہ کے علاوہ شروع کر دی گئی ہے۔ جسکو مزید بہتر بنانے کیلئے حکومت تقریباً ۳ کروڑ روپے کی لاگت سے ایک CARDIAC CENTRE بنا رہی ہے۔ جہاں عارضہ دل کے مریضوں کو تشخیص اور طبی و جراحی علاج کیلئے جدید ترین سہولت میسر آ سکے گی۔ اسکے لیئے ڈاکٹروں اور PARA MEDICAL STAFF کی تربیت کیلئے انگلستان کے جدید ترین ہسپتالوں میں انتظام کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح بچوں کی مکمل نگہداشت کیلئے مرحلہ وار پروگرام کے تحت میو ہسپتال میں بچوں کے وارڈ کو بچوں کے ادارے میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ جہاں پہلے ایک Specialist ہوتا تھا اب وہاں ۱۲ سے زائد Specialists موجود ہیں

گورنر صاحب کی ہدایت کے مطابق اسکے علاوہ بچوں کے ایک علیحدہ ہسپتال کا منصوبہ بھی زیر غور ہے۔ جس میں بچوں کی تمام بیماریوں کی تشخیص اور طبی و جراحی علاج معالجہ کے لیئے ہر قسم کی سہولتیں مہیا ہونگیں۔ امید ہے مستقبل قریب میں اسکی تکمیل کی بدولت یہ ہسپتال بھی ایک مکمل ادارہ کی شکل میں سامنے آئیگا۔

دل اور بچوں کے ان اداروں کی طرح امراض چشم کیلئے میو ہسپتال میں جو آنکھوں کا سب سے پرانا ادارہ ہے۔ ۲۰۰ دو سو بستر کا علیحدہ شعبہ تعمیر کر دیا گیا ہے جس میں جدید ترین آلات کے ذریعے امراض چشم کی تشخیص اور علاج معالجہ کی سہولتیں مہیا کر دی گئی ہیں۔ امید ہے یہ ادارہ بھی جلد ہی اپنی نئی عمارت میں کام شروع کر دیگا۔

سرطان جیسے موذی مرض کے لئے بھی گورنر صاحب کی ہدایت کے مطابق ایک سکیم تیار کی جا رہی ہے۔ جہاں سرطان کی بروقت تشخیص اور جدید ترین علاج کا پورا انتظام ہوگا۔

صدر پاکستان کے احکامات کے مطابق ایک E.N.T سنٹر لاہور میں بنایا جا رہا ہے۔ اس کے بعد ایک ایسا ہی سنٹر ملتان میں بنایا جائیگا یہاں ناک کان اور گلا کی تمام بیماریوں کے علاج کے لئے جدید سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔

سڑکوں پر بڑھتے ہوئے حادثات کے پیش نظر محکمہ صحت پنجاب نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ اٹک سے صادق آباد تک National Highway پر ۳۴ ایمبولینس گاڑیاں مختلف مقامات پر رکھی جائیں۔ ایمبولینس میں ایک ڈاکٹر بمعہ EMERGENCY EQUIPMENT کے دستیاب ہوگا۔ جس کا واسطہ براہ راست پولیس کے ساتھ ہوگا اور فوری طور پر جائے حادثہ پر پہنچ کر مریضوں کو طبی امداد دینے کے علاوہ اس کو نزدیک ترین ہسپتال میں پہنچانا اس کا فرض ہوگا۔ اس مقصد کے لئے درکار ۱۳۴ ایمبولینس گاڑیوں میں سے ۱۶ گاڑیاں لاہور پہنچ گئی ہیں ۱۳ گاڑیاں کراچی بندرگاہ میں پہنچ چکی ہیں باقیماندہ ۵۰ گاڑیاں اگلے مالی سال میں حاصل کر لی جائیں گی۔ اور اسطرح یہ سکیم اگلے سال تک مکمل ہو جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دیسی طریقہ علاج ہماری زندگی میں علاج معالجہ کا اہم حصہ ہے محکمہ صحت کی رپورٹ اس ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ حکومت اس طریق علاج کی سرپرستی اور فروغ کے لئے ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت ۲۱۳ ڈسپنسریاں قائم کریگی۔ رواں مالی سال میں ۸۱ طبی ڈسپنسریاں قائم کی جا رہی ہیں اس کی نگرانی کیلئے ایک طبی ڈائریکٹوریٹ (Directorate) بھی قائم کر دیا گیا ہے عملہ کی تقرری عمل میں آچکی ہے۔ ڈپٹی ڈائریکٹر عنقریب مقرر کر دیا جائیگا۔ طبی کام کی دیکھ بھال کے لئے سیکرٹریٹ میں ایک (S.O) کی تقرری بھی کر دی گئی ہے۔

طب کی طرح ہومیوپیتھی کے لئے ڈائریکٹریٹ (Directorate) بھی قائم کر دیا گیا۔ عملہ کی تقرری عمل میں آچکی ہے۔ امید ہے اکنٹنٹ ڈائریکٹر یا ڈپٹی ڈائریکٹر بھی عنقریب مقرر کر دیا جائیگا سیکرٹریٹ میں ہومیوپیتھی کیلئے ایک (S.O) ۸۴ء سے منظور کر دیا گیا ہے۔

اب میں آپکی خدمت میں قومی چھٹے پنجسالہ منصوبہ برائے صحت کے مقاصد پیش کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ ہم کہاں ہیں اور بالآخر ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے

کیلئے ہمیں کیا کچھ کرنا ہوگا منصوبہ کے مقاصد حسب ذیل ہیں۔

۱۔ شرح اموات کو ۱۲/۱۰۰۰ سے کم کرکے ۱۰/۱۰۰۰ پر لانا۔

۲۔ بچوں کی شرح اموات کو ۱۰/۱۰۰۰ سے کم کرکے ۶۰/۱۰۰۰ پر لانا۔

۳۔ لوگوں کی اوسط عمر کو ۵۵ سال سے بڑھا کر ۶۰ سال کرنا۔

۴۔ متعدی امراض کی وجہ سے ۳۰٪ شرح بیماری کو تقریباً ختم کرنا۔

۵۔ تمام بچوں اور بالخصوص نوزائیدہ بچوں کو باقاعدگی سے مستقبل انداز میں حفاظتی ٹیکہ کی فراہمی کا انتظام کرنا۔

۶۔ بچوں میں کم یا ناقص خوراک کی وجہ سے شدید قسم کی علامات اور معذوریوں کو ختم کرنا

۷۔ ہر زچہ کو دوران زچگی تربیت یافتہ دائی کی خدمات مہیا کرنا۔

۸۔ ہر قسم کی معذوری سے لوگوں کو بچانا اور معذوروں کو بہتر زندگی گذارنے کیلئے سہولتیں بہم پہنچانا۔

ان مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے ہمیں پنجاب میں مندرجہ ذیل اقدامات کم از کم کرنے ہونگے۔

۱۔ ہمیں ہر یونین کونسل میں کم از کم ایک B.H.U تعمیر کرنا ہوگا یعنی زیر تعمیر اور تعمیر شدہ B.H.U کے علاوہ ۸۱۱ مزید B.H.U تعمیر کرنا ہونگے۔

تمام B.H.U میں ڈاکٹروں کی خدمات مہیا کرنا ہونگی اور وہاں ڈاکٹروں کی رہائش بھی فراہم کرنا ہوگی۔

۲۔ ہمیں مرکز کی سطح پر ایک R.H.C مہیا کرنا ہوگا یعنی ابھی تقریباً ۷۳ مزید R.H.C بنانے ہونگے۔

ان سب میں ۲ بستروں کی سہولت X-Ray Machine Lab Equipment اور آپریشن تھیٹر Equipment وغیرہ مہیا کرنا ہوگا۔

۳۔ ہر تحصیل H.Q ہسپتال میں ۴۰ سے لیکر ۸۰ بستروں کی تعداد کو حاصل کرنا ہوگا اور یہاں پر جدید علاج کیلئے سہولتیں مہیا کرنا ہونگی نیز ہر تحصیل H.Q ہسپتال میں تین Specialist کی آسامیاں بھی مہیا کرنا ہونگی۔ اور انکی ضرورت کے مطابق تشخیص اور علاج معالجہ کا سامان مہیا کرنا ہوگا۔

تاکہ ضلع اور تدریسی ہسپتالوں سے مریضوں کا بوجھ کم ہو سکے اور دیہاتی بھائیوں کو گھروں کے قریب بہتر صحت کی سہولتیں میسر ہو سکیں۔

۴۔ ہر ڈسٹرکٹ H.Q. ہسپتال میں کم از کم 125 بستروں کی سہولت مہیا کرنا ہوگی۔

۵۔ مذکورہ بالا اداروں کو تربیت یافتہ عملہ مہیا کرنے کے لئے تمام قسم کے Specialists ڈاکٹر، نرسز اور تمام Para-medicals کے تدریسی پروگرام کو بہتر بنانا ہوگا۔

۶۔ معذوروں کی بحالی کے لئے لاہور میں مصنوعی اعضاء کی ساخت کے لئے ورکشاپ کو بہتر بنانا ہوگا۔ اور ملتان میں بھی ایک ایسا ہی ادارہ قائم کرنے کے علاوہ۔ شعبہ جات متعلقہ امراضِ چشم بچگان ناک کان اور گلا اور ذہنی پسماندگی کے میدان میں Curative اور Preventive کی سہولتوں کو بہتر بنانا ہوگا۔

محکمہ صحت کی تمام تر مذکورہ کارگذاریوں اور مستقبل کی منصوبہ بندی کے باوجود حکومت صحت کے لئے تمام تر سہولتیں مہیا کرنے کے لئے عہدہ برا نہ ہو سکے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ نجی شعبہ اس کارِ خیر میں حکومت کا ہاتھ بٹائے۔

خوش کن بات یہ ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں نجی ہسپتال اور کلینک کھولے جا رہے ہیں۔ حکومت ان کی پوری طرح حوصلہ افزائی کرنا چاہتی ہے۔ اور جلد ہی ان اداروں کو مراعات دینے۔ ان کی مدد کرنے اور کسی حد تک ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے قانون بھی نافذ کرے گی۔ مجھے امید ہے کہ اس قانون کی بدولت مریضوں اور اداروں کو بہتر تحفظ مل سکے گا۔ میں بھی امید کرتا ہوں کہ نجی شعبہ اور ہمارے ڈاکٹر بڑے شہروں کے علاوہ چھوٹے شہروں اور دیہات میں بھی جذبۂ خدمت کے تحت پھیل جائیں گے۔ اور اپنے ہم وطنوں کی بہتر صحت برقرار رکھنے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں گے۔

خدا ہم سب کو ایسا کرنے کی توفیق عطا کرے آمین ثم آمین

والسلام پاکستان پائندہ باد

محکمہ صحت کی کارکردگی پر بحث

(جناب قائم مقام چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام چیئرمین :- عام بحث میں حصہ لینے کے لئے درخواست ہے کہ ممبر صاحبات اپنے خیالات کا اظہار یا تقریر کرنے سے پہلے اپنے آپ کو متعارف کروائیں۔

جناب خاقان بابر :- (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی) جناب والا پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے جوان سال وزیر باتدبیر جناب حامد ناصر چٹھہ نے بڑی خوبصورتی سے تصویر پیش کی ہے اور میں اس کے لئے ان کو مبارک دیتا ہوں۔ لیکن میری مبارک باد جو ہے وہ مشروط ہے۔ کیونکہ مجھے اس بات کا ذہنی طور پر کافی قلق ہے یہ بات پارلیمانی روایات کے خلاف ہے۔ کہ پریزنٹیشن ہونے کے بعد اس کی کاپیاں تقسیم ہوں یا تقسیم ہی نہ ہوں۔ ہمیں اعلام درک کرنا ہوتا ہے۔ جس کو کر کے آپ کے سامنے حاضر ہوتا ہوتا ہے۔ کل بھی جب تقریر ہوگی تھی اور یہ ایک اچھی پریزنٹیشن وزیر زراعت کی تھی اس کے بعد کاپیاں تقسیم کر دی گئیں۔ میں جناب والا مودبانہ گذارش کروں گا یہ ایک لازمی چیز ہے کہ ممبران کو وقت سے پہلے کچھ ٹائم دیا جائے تاکہ وہ پریزنٹیشن پڑھ کر آئیں۔ کیونکہ یہ پریزنٹیشن تصویر کا ایک رخ ہوتا ہے جو حکومت کا ہوتا ہے۔ ایک عوام کا رخ بھی ہوتا ہے۔ جس کے نقطہ نظر سے جو ممبران نے یہ بات کرنی ہوتی ہے۔ وہ نہیں ہو سکتی جب تک کم از کم اس پریزنٹیشن کو پڑھ لینے کا موقع نہ ملے وہ اپنی سوچ بچار نہیں کر سکتے۔ صحیح طور پر اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ یہ اندھیرے میں کرنے والی بات ہے۔

جناب والا دوسری بات میں عرض کروں گا میں اس حد تک Convince ہوں کہ پچھلی منسٹری نے بہت سے کام کئے ہیں۔ مثال کے طور پر چٹھہ صاحب کے چارج لینے سے پہلے یہاں پر کبھی نرسوں کی کبھی ڈاکٹروں کی ہڑتالیں ہوتی تھیں۔ کچھ نہ کچھ گڑبڑ رہتی تھی۔ انہوں نے چارج لینے کے بعد کیا تدبیر اختیار کی ہے اس کی تو انہوں نے وضاحت نہیں کی لیکن نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس نوجوان وزیر نے کم از کم یہ تاثر دیا ہے کہ ہمارے ہاں ہڑتالیں بند ہو گئی ہیں ہڑتالیں نہیں ہو رہی ہیں۔

جناب والا دوسرا نکتہ حکومت کا ہے۔ میں گذارش کرنی چاہوں گا کہ جس وقت پاکستان بنا تھا تو تعلیم کے نقطہ نظر سے اعلیٰ تعلیم کے نقطہ نظر سے پنجاب نمبر ایک پر تھا۔ ابھی ابھی سندھ کا دورہ کرنے کا موقع ملا تو میرا تاثر یہ ہے کہ پنجاب کا یہ اعزاز ختم ہو رہا ہے۔ Monoply کو قائم رکھنے کے لئے اور Monopolization کرنے کے لئے مختلف دلائل پیدا کئے جاتے ہیں مختلف دلائل کے ذریعہ نشستیں کم کی جا رہی ہیں۔ میں نشستوں کو کم کرنے کے سلسلہ میں اپنے وزیر یا تدبیر سے اتفاق نہیں کرتا۔ اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ دلائل دیئے جاتے ہیں کہ ہمارے ان انتظامات کالجوں میں ٹھیک نہیں ہیں اس کا اہتمام کیا جائے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جو لڑکے پڑھ کر لائق ہو سکتے ہیں ان کو موقع نہ ملے تو زندگی میں آگے جا سکیں۔ اور پنجاب پیچھے رہ جائے۔ میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ ہمارے چھوٹے صوبوں کو ترقی کا موقع بھی دینا چاہیئے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ پنجاب کو ترقی کے مواقع سے محروم کر دیا جائے۔ اس پر تفصیلی گفتگو عام بحث کے دوران کروں گا۔ لیکن جناب والا میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ سیٹوں کا کم کرنا ٹھیک نہیں۔ کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو genuine نمبر لیتے ہیں۔ محنت کرتے ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں میں بھی جانتا ہوں کہ ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ جو جائز طریقے سے نمبر لینے والے ہوتے ہیں۔ ان کے اتنے نمبر نہیں ہوتے جتنے سفارشیوں کے یا مال کر کرنے والوں کے یا کرپشن کے ذریعہ نمبر حاصل کرنے والوں کے ہوتے ہیں۔ اس طرح صحیح قسم کے جو امیدوار ہیں وہ داخلے سے محروم رہ جاتے ہیں اور Ultimately اس پروفیشن کا معیار بھی خراب ہوگا۔ نقصان بھی ہوگا۔ جتنے زیادہ داخلے ہوں گے اتنا زیادہ کمپیٹیشن ہوگا۔ جتنا کمپیٹیشن ہوگا اتنا ہی زیادہ وہ لوگ جو بہتر ہیں اجاگر ہوں گے اس لئے میں درخواست کروں گا کہ اس پر نظر ثانی کم کرنی چاہیئے اور جو ۲۰۰ سیٹیں کم کی گئی ہیں اس فیصلہ کو واپس لیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں صلاح الدین (وزیر مواصلات و تعمیرات) جناب والا میں ایک وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔ ابھی میں نے بجلی کے متعلق عرض کی تھی۔ یکوب ویل کا بل تو میں دے دیتا ہوں۔ مگر جو فالتو آتا ہے وہ ہر مہینے واپس کرتے ہیں یا دیتے نہیں ہیں۔ وہ ہر سال بیچتے ہیں لیکن واپس لے لیتے ہیں۔

جناب سراج قریشی (صدر مرکزی انجمن تاجران۔ لاہور) جناب چیئرمین میری گذارش ہے کہ

جناب وزیر صحت نے جس اچھے طریقے سے حکومت پنجاب کے محکمہ صحت کے بارے میں تفصیلات بتائی ہیں اس سے یہ واضح ہو گیا کہ پنجاب میں طبی سہولتیں عوام کو دینے کے لئے خاصا کام ہو رہا ہے۔ مثلاً مریضوں کے لئے دوائیوں کے پیسے بڑھائے گئے ہیں۔ اسی طرح ان کی خوراک کے خرچ میں بھی اضافہ کیا گیا اور ہسپتالوں کی تعمیر کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ لیکن کچھ ایسے مسائل ہیں جو یہاں پیش کرنے بڑے ضروری ہیں تاکہ یہ محکمہ اور بہتر طریقے سے عوام کی خدمت کر سکے۔

جناب والا پہلا مسئلہ یہ ہے کہ کل کے اخبار میں ایک چیز چھپی ہے کہ پوسٹ مارٹم کرتے وقت لاوارث لاشیں جن میں خواتین و مرد شامل ہیں ان کو کھلی جگہ پر پھینک دیا جاتا ہے۔ ان کی ستر پوشی تک نہیں کی جاتی۔ اس طرح ان لاشوں کی بے پردگی ہوتی ہے۔ اور وہ دھوپ میں پڑی گلتی سڑتی رہتی ہیں۔ اس لئے محکمہ صحت کے جن افسران کی کوتاہی ہے میری جانب سے استدعا ہے کہ ان کے بارے میں مکمل تحقیقات کی جائیں۔ اس طرح کوتاہی کرنے والوں کے خلاف موثر کارروائی ہونی چاہیئے۔ تاکہ آئندہ اس واقعہ کو اس بے پرواہی سے دہرایا نہ جا سکے۔ اور لاشوں کی بے حرمتی نہ ہو سکے۔

جناب والا دوسرا نکتہ میرا یہ ہے کہ اس وقت غیر ملکی اداروں کی ادویات پر محکمہ صحت نے پابندی لگائی ہوئی ہے۔ ان کی فروخت۔ ان کا بنانا اور ان کے استعمال پر بندش ہے لیکن اس کے باوجود کھلی مارکیٹ میں یہ دوائیں فروخت ہو رہی ہیں۔

وفاقی محتسب اعلیٰ نے بھی اس بارے میں عوام سے اپیل کی ہے اور وہ اخبارات میں بھی چھپی ہے اس فیصلے کو لوگوں تک پہنچایا بھی ہے۔ لیکن محکمہ صحت کے ذمہ دار حکام ان دوائیوں کی بندش کے لئے کوئی موثر انتظامات نہیں کر رہے اور ایسی دوائیاں بازار میں بک رہی ہیں۔ مثلاً Enlon and Enterovioform اس طرح کی دوسری اور دوائیاں بھی بک رہی ہیں۔ میں وزیر صحت سے عرض کروں گا کہ ان دوائیوں کی بندش کے لئے جو مضر صحت ہیں مکمل انتظامات کریں اور ان کی فروخت ختم کرائیں۔

جناب والا تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ غیر معیاری اور جعلی دوائیوں کی چیکنگ کے سلسلے میں محکمہ صحت کے حکام نے ڈویژنل لیول پر ڈرگ انسپکٹرز مقرر کئے اور ان کی چار اسامیاں مختلف ڈویژن میں قائم کیں لیکن نو ماہ کا عرصہ گذر جانے کے باوجود ان کا ماتحت عملہ تو کام کر رہا ہے۔ اور تنخواہیں بغیر کسی کارکردگی کے وصول کر رہا ہے۔ لیکن ابھی تک ڈویژنل ڈرگ انسپکٹر کا تقرر نہیں کیا گیا۔

اسی طرح جس نظام کا صدر مملکت کی منظوری کے بعد اجراء کیا گیا تھا، اور ڈرگ انسپکٹرز نے غیر معیاری اور جعلی دوائیوں کا انسداد کرنا تھا۔ وہ تقریباً نو ماہ سے کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ اور حکومت کو ماتحت عملے کی تنخواہوں اور دوسرے اخراجات کی صورت میں نقصان ہو رہا ہے۔ میں وزیر صحت صاحب سے استدعا کروں گا۔ کہ وہ اس بارہ میں واضح پالیسی اپنائیں۔ اگر اُن کی ضرورت نہیں ہے تو پھر ان آسامیوں کو ختم کر دیں۔ اور اگر ڈویژنل ڈرگ انسپکٹر بنانے ہیں تو مہربانی فرما کر انکا فوری تقرر کریں تاکہ ڈویژن میں بھی دوائیوں کی چیکنگ موثر طریقے سے کی جا سکے۔ علاوہ ازیں میں اپنا تجربہ بیان کروں گا کہ پچھلے دنوں مجھے میو ہسپتال جانے کا اتفاق ہوا میں نے وہاں دیکھا کہ ایمرجنسی وارڈ میں کسی قسم کی دوائی باہر سے لانے کی ضرورت نہیں ہے میں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ واقعی یہ عمل ہو رہا ہے حکومت نے اس قسم کا اچھا انتظام کر کے اپنی کارکردگی کا بہتر ثبوت دیا ہے میں استدعا کروں گا کہ صوبے میں دوسرے ہسپتالوں کے ایمرجنسی وارڈوں میں بھی اس طرح کے بورڈ لگوائیں اور اس طرح کا موثر انتظام کریں کہ ایمرجنسی وارڈ کے تمام مریضوں کو کسی قسم کی دوائی میو ہسپتال کی طرح باہر سے نہ لانی پڑے جس طرح مریضوں کو میو ہسپتال میں سہولت دی جا رہی ہے۔ وہ پورے صوبے میں پھیلانے کی ضرورت ہے لیکن میو ہسپتال کا ایمرجنسی وارڈ جدید ترین ہے لاکھوں روپوں کے خرچ سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کو ابھی تک شاید بجلی اور سوئی گیس کی سہولت فراہم نہیں کی گئی اور وہ ابھی تک بند پڑا ہوا ہے۔ اور پرانے ایمرجنسی وارڈ میں مریضوں کا علاج کیا جا رہا ہے۔ محکمہ صحت کے حکام سے میری عرض ہے کہ جب حکومت پنجاب نے اس مد پر خاصہ روپیہ خرچ کر دیا ہے اور اس جدید ترین وارڈ کو لاکھوں روپے کے خرچ سے تعمیر کیا گیا ہے تو اس کو صحیح معنوں میں عوام کی سہولت کے لیے استعمال کرنے کے لیے بجلی اور سوئی گیس کا فوری طور پر بندوبست کیا جائے تاکہ لوگ اس سے جلد مستفید ہو سکیں۔ آخر میں یہ عرض کروں گا کہ عام سرکاری ہسپتالوں میں غریب مریضوں کو جلدی داخلہ نہیں ملتا ان کو بڑے بڑے ڈاکٹروں کے گھر جانا پڑتا ہے اور وہاں رات کو فیس دی جاتی ہے۔ اور ان سے سفارشی چٹ لے کر مریض ہسپتال آ جاتے ہیں اس کے بعد ان کو داخلہ ملتا ہے۔ ورنہ وہ مریض ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں میں عرض کروں گا یہ بڑے بڑے ڈاکٹر اور سرجن اپنے اپنے گھروں میں مریضوں کو دیکھتے ہیں اور لواحقین سے فیسیں وصول کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان کو ہسپتال میں داخلے ملتے ہیں اس نظام کو تبدیل کیا جائے۔ اور ڈاکٹروں کی چٹوں کو داخلے کے لیے ضروری قرار نہ دیا جائے۔ تاکہ تمام مریضوں کو داخلہ مل سکے۔

چوہدری ممتاز حسین (چیئرمین میونسپل کمیٹی، ساہیوال) جناب والا میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے مسائل لوکل نوعیت کی قسم کے ہیں جو میں باری باری بیان کروں گا۔ سب سے پہلے یہ گزارش کروں گا۔ ساہیوال سول ہسپتال میں ایک انجمن فلاح

مریضان ہیں جس میں پرائیویٹ لوگوں کے علاوہ ہسپتال کی انتظامیہ بھی شامل ہے۔ دراصل یہ انجمن فلاح مریضاں مریضوں کی فلاح کے لیے بنائی گئی تھی۔ اس کے برعکس اسکا کام صرف ایک سیاسی پلیٹ فارم کا بنا دیا گیا ہے۔ اور ڈاکٹروں کے ساتھ ملی بھگت کر کے دوائیوں کو بیچا جاتا ہے۔ اور کچھ لوگ جو بہت اہم ممبر ہیں۔ انہوں نے وہاں اس انجمن فلاح مریضاں کی دو تین دوکانیں بنائیں ہیں اور وہ بڑے سستے ٹھیکے پر لے کر دوائیاں وہاں بیچتے ہیں وہ اس ٹھیکہ کا تقریباً تین ہزار روپے سالانہ دیتے ہیں جب کہ اس کو اگر آج آکشن کیا جائے تو میرا خیال ہے کہ اس سے ایک لاکھ روپیہ آمدن ہو سکتی ہے۔

وزیر صحت : آپ دوبارہ بتائیں

چوہدری ممتاز حسین انجمن فلاح مریضاں ن۔ H۔ ا ساہیوال اس کے متعلق پہلے بھی کافی شور ہو چکا ہے لیکن اس پر کوئی کاروائی نہیں ہوئی۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ایک تو انہوں نے وہ دوکانیں مفت میں لی ہوئیں ہیں اور جو دوائیاں ہسپتال میں غریب آدمیوں میں تقسیم کرنے کے لیے دی جاتی ہیں وہ دوائیاں ان دوکانوں پر بیچی جاتی ہیں۔ یہ بھی بلیک مارکیٹ کا ایک طریقہ ہے۔ دوسرے یہ ایک سیاسی پلیٹ فارم ہے جو شہر کی سیاست کو قابو میں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس سیاسی پلیٹ فارم کو توڑا جائے۔ اور اچھے نیک نیت اور پُر خلوص لوگوں کو جو کہ صحیح طور پر عوام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں ان میں شامل کیا جائے۔ اور اس غلط کاری کو ختم کیا جائے میرا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہسپتال کی انتظامیہ ابتری کا شکار ہے۔ اور ایم ایس صاحب ایڈمنسٹریشن کنٹرول کرنے میں ناکام ہیں۔ میڈیکل کیسوں میں رشوت کی فضا عام ہے ایسے واقعات بھی ہیں کہ ایک پارٹی پہنچی ہے کہ اس نے دو ہزار روپے آفر کئے ہیں تو ابھی ان سے بات ہو رہی تھی کہ دوسری پارٹی بھی پہنچ گئی اور انہوں نے تین ہزار روپے پیش کر دیا ہے تو ان کا کام اس لئے اس کی بھی کنفیشن کی جائے۔ اس کی تحقیق کی جائے اور اس کا تدارک کیا جائے۔ تیسری گزارش یہ ہے کہ ہم ساہیوال والے فیصل آباد سے ملتان سے لاہور سے تقریباً 100 میل کے فاصلے پر ہیں۔ جب کسی غریب دل کے مریض کو ATTACK ہوتا ہے تو اس وقت اس کے لیے بہت مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ ایک سو میل کا سفر طے کر کے لاہور۔ ملتان۔ فیصل آباد پہنچے۔ اس لئے اس مرض کے لیے فوری طور پر انتظام نہ ہونے کی وجہ سے بعض دفعہ کئی ایک لوگ اس مہلک بیماری کا شکار ہو کر انتقال کر جاتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ وہاں ایک کارڈک کلینک فوراً بنایا جائے۔ تاکہ لوگوں کو اس سلسلے میں کافی مدد مل سکے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ اشیاء خوردنی میں ملاوٹ بہت زیادہ ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لوگ ملاوٹ کرنے سے باز آئیں

اس ضمن میں قوانین اتنے آسان اور نرم ہیں کہ اگر ان لوگوں کے چالان بھی کریں یا کرائیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پھر ماشاءاللہ یہاں کی ٹیسٹ ایبارٹسیاں بھی اس انتظار میں بیٹھی ہوتی ہیں کہ کوئی آئے اور ان کو ہدیہ پیش کرے اور اس کے بعد وہ ان کو چھوڑ دیں نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ ان لوگوں پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ وہ اپنی ملاوٹ سے باز نہیں آئیں گے۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ ان قوانین کو سخت کیا جائے۔ غیر ممالک میں سب چیزیں برداشت ہو جاتی ہیں لیکن اچھے اور ترقی یافتہ ممالک میں ملاوٹ کا کوئی تصور نہیں ہے کہ ملاوٹ بھی کوئی ایسی چیز ہوتی ہے۔ اگر ان قوانین کو اس طرح سخت بنایا جائے کہ یہ ملاوٹ والا خراب کام ختم ہو سکے۔

بیگم عارفہ طوسی (لیڈی کونسلر، لاہور میونسپل کارپوریشن) جناب والا۔ ابھی ہمارے محترم وزیر صحت صاحب نے اپنی مفصل تقریر میں بہت اہم باتیں بتائیں اور ہم اس بات پر خدا کے شکر گزار ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں علاج کے معاملے میں وہ سہولتیں فراہم کی ہیں جن کے لیے کبھی ہمیں ملک سے باہر جانا پڑتا تھا۔ اپنی رپورٹ میں انہوں نے فرمایا ہے کہ بچوں کے وارڈ ایک ادارے کی صورت میں میو ہسپتال میں جا رہے ہیں لیکن جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے اس کے مطابق ہمارے بچے قوم کا سرمایہ ہیں اور آئندہ ہماری نسلوں کا دارومدار انہیں بچوں پر ہے۔ تو یہاں آبادی کے لحاظ سے بچے ۵۰ فیصد ہیں۔ لیکن ہمارے میو ہسپتال میں بچوں کا صرف ایک ہی وارڈ ہے اور اس میں صرف ایک ہی کوالیفائیڈ ڈاکٹر ہے جب کہ طبی شعبے پانچ وارڈوں پر مشتمل ہیں۔ بیمار بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ایک پروفیسر ڈاکٹر علاج معالجہ کے لیے ناکافی ہے۔ جیسا کہ آپ نے ابھی فرمایا کہ ہم بچوں میں اسہال کی بیماری کی روک تھام کے لیے کافی حد تک کوشش کر رہے ہیں لیکن میں آپ کو یہاں بتا دینا چاہتی ہوں کہ یکم مئی کے پاکستان ٹائمز میں ایک لیٹر ڈاکٹر انصاری صاحب نے ڈی آئی NOST POI کے نام سے شائع کیا تھا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ تقریباً نو سال سے پوسٹ گریجویٹ انسٹی ٹیوشن میں جو کہ پنجاب کا واحد ادارہ ہے بچوں کے علاج کا کوئی پروفیسر نہیں ہے۔ حالات کے پیش نظر بچوں کی دیکھ بھال اور معالجے کا کوئی ڈاکٹر نہیں ہے اور او۔ آر۔ ایس ORS اسہال کے بارے میں ٹی وی پر اشتہار دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اسہال کی بیماری بچوں میں ہے اور شرح اموات کو روکنے کے لیے او۔ آر۔ ایس کا استعمال ضروری ہے ہماری دیہی ہسپتالوں میں بھی او۔ آر۔ ایس کے پیکٹ ہونے چاہئیں جو کہ ابھی تک دستیاب نہیں ہیں۔ حفاظتی ٹیکے اب بچوں میں لگائے جا رہے ہیں لیکن ضلع یا ڈویژن کی سطح پر بچوں کی مہلک بیماریوں کے لئے کوئی علیحدہ وارڈ نہیں ہے۔ لہٰذا جب تک آپ بچوں کے لیے علیحدہ مناسب انتظامات نہیں کریں گے بچوں کے

شرح اموات کم نہیں ہو سکتی۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس طرف خاص توجہ دیں تاکہ ہمارے بچوں کی صحت ٹھیک ہو سکے۔ جناب والا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گی کہ کل میرا ایک سوال تھا کہ کیا وزیر صحت یہ فرمائیں گے کہ طبی ڈائریکٹوریٹ اور طبی ڈسپنسریوں کا قیام عمل میں آچکا ہے اگر نہیں تو کب عمل میں میں آئے گا۔

وزیر صحت۔ جملہ لکھ کر دیجئے میں کل تمام کا جواب دے دوں گا۔

بیگم عارفہ طوسی۔ شکریہ۔

چوہدری رحمت علی باگڑی (چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ) :۔ جناب والا۔ جناب وزیر صحت نے محکمہ صحت کے بارے میں جو مفصل رپورٹ پیش کی ہے اس شک وہ قابل اطمینان ہے۔ اور میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے جس طریقے سے خاص کر دیہاتی آبادی کو ہیلتھ کوریج Coverage دینے کی منصوبہ بندی کی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی ہیلتھ یونٹ بنایا جا رہا ہے۔ ہر مرکز کے لئے ایک رورل ہیلتھ سنٹر اور اسی طرح تحصیل ہیڈ کوارٹر اور ضلع ہیڈ کوارٹر میں یہ پاکستان کی تاریخ میں شائد پہلی دفعہ اس طرح کوشش کی گئی ہے کہ ایک منصوبہ بندی کے تحت پوری آبادی کو Health Coverage دیا جائے۔ لیکن جو مشکلات ہم دیہات میں محسوس کر رہے ہیں وہ یہ ہیں کہ ان بنیادی ہیلتھ یونٹوں میں سٹاف خوشی سے جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ لیکن ہمیں ان کی تکالیف کو ہر صورت میں دور کرنا ہے تاکہ وہاں میڈیکل آفیسر صاحبان اور پیرا میڈیکل سٹاف جانے کے لئے تیار ہو جائے۔ تو سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ ان بنیادی ہیلتھ یونٹوں میں ہم وہ تمام سہولتیں مہیا کریں جو کہ رہائش کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ وہاں رہائشی کوارٹرز تو ہر بیسک ہیلتھ یونٹ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر بہت سے ایسے یونٹ ہیں جہاں بجلی اب تک نہیں لگ سکی۔ اس کے لئے ہم اپنی سطح پر کوشش کر رہے ہیں کہ جیسے بھی بیسک ہیلتھ یونٹ تیار ہوتے ہیں وہاں بجلی لگ جائے لیکن اگر حکومت کی طرف سے بھی تھوڑا سا اشارہ محکمہ بجلی والوں کو ہو جائے تو یہ ہمارے لئے مزید سہولت کا سامان ہوگا۔ دوسری تجویز میں یہ کرونگا کہ رورل ہیلتھ سروس کے لئے جو لوگ تیار ہوتے ہیں ان کو کوئی سپیشل الاؤنس دیا جائے تاکہ وہ Motivate کئے جا سکیں اور ان کی کوئی خواہش ہو کہ ٹھیک ہے اگر ہم دور دراز کے دیہاتی علاقوں میں جا رہے ہیں تو ہمیں اس کا معاوضہ بھی بہتر ملے گا۔ دوسرا پوائنٹ جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور جو عام شکایت ہے وہ

یہ ہے Spurious Drugs ہماری ادویات پر اب نہ کوئی ڈاکٹر انحصار کر سکتا ہے کہ جو نسخہ وہ دے رہا ہے اس کے مطابق وہی دوائی ملے گی اور نہ عوام اس پر کوئی اعتبار کر سکتے ہیں کہ انہوں نے جو دوائی خریدی ہے اس کا اثر وہی ہوگا جو ڈاکٹر کی خواہش تھی تو اس طرف ہمیں خاص کر توجہ دینی چاہیئے کیونکہ ملاوٹ تو ہمارے ملک میں ہر سطح پر ہے لیکن کم از کم ادویات میں اس چیز کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ آخر میں علامہ اقبال میڈیکل کالج کی طالبات کے کچھ مطالبے ہیں جو آج بھی انہوں نے مجھے بتائے۔ جب میں آپ کی بھتیجی کو وہاں چھوڑنے گیا وہ بھی آپ کی وساطت سے وزیر صحت کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ پہلا ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ان کا جو ہوسٹل ہے وہ علامہ اقبال ٹاؤن میں ہے اور جو کالج ہے وہ جیل روڈ پر ہے تو تقریباً دس بارہ میل کا فاصلہ ہے۔ اس کے لئے پرنسپل صاحب نے پہلے پانچ بسوں کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ جتنی تعداد تھی وہ صبح بسوں میں آتی تھی۔ یہ طالبات رات تک اپنا کام کرتی ہیں اور خاص کر فائنل کی جو سٹوڈنٹس ہیں ان کو تقریباً نو دس بجے رات تک کام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن پچھلے دو ماہ سے وہ بسیں شائد پنکچر ہو گئیں یا کسی طرح ان کو پنکچر کر دیا گیا۔ اور پرنسپل صاحب نے انہیں بند کر دیا ہے۔ تو یہ ان بچیوں کی ایک بڑی شکایت ہے اور یہ ان کا ایک بڑا جائز مطالبہ ہے کہ ان بسوں کو دوبارہ بحال کیا جائے۔ کیونکہ ان کے لئے یہ بڑا مشکل ہے کہ وہ دو تین بسیں تبدیل کریں اب کوئی رکشہ پر آتی ہیں۔ کوئی بس پر آتی ہیں اور خاص کر جو بچیاں رات کو جاتی ہیں ان کے لئے بسوں کی نایابی مزید پریشانی کا باعث ہے۔ لہٰذا وہ بسیں جو پہلے چل رہی تھیں ان کو بحال کیا جائے۔ دوسرا ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ان سے بجلی کا کرایہ ڈبل وصول کیا جا رہا ہے۔ اور اس کی وجہ ہوسٹل والے یہ بتاتے ہیں کہ ان کا وہاں اپنا ٹرانسفارمر نہیں ہے۔ بلکہ انہوں نے کوئی عارضی کنکشن لیا ہوا ہے۔ تو یہ بھی میرے لئے ایک تعجب کی بات ہے کہ لاہور میں لڑکیوں کے ہوسٹل کے لئے ایک ٹرانسفارمر بھی مہیا نہ کیا جا سکے۔ تیسرا ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ان کے ہوسٹل میں جتنی طالبات ہیں وہ لاہور سے نہیں بلکہ باہر کے دور دراز کے علاقوں سے آتی ہیں مگر ٹیلیفون کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ اگر کسی باپ یا والدین نے اپنی بچی سے Contact کرنا ہے۔ ساہیوال سے کرنا ہے۔ فیصل آباد سے کرنا ہے یا اٹک سے کرنا ہے تو یہ ان کے لئے بڑی مشکل ہو گی کہ وہ آدمی بھیجیں اور اپنی بچی کی خیریت معلوم کریں تو ان کا یہ جو ٹیلیفون کا مطالبہ ہے میں سمجھتا ہوں یہ بھی بہت جائز ہے۔ تو میں اس میڈیکل کالج کی طالبات کے جو تین مطالبات آپ کی وساطت سے وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ یہ جلد از جلد حل کئے جائیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ (ملک اللہ یار خاں)۔ شکریہ
چوہدری غلام حیدر سجاد۔ (صدر کسان بورڈ، پنجاب)۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔
جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں اپنے وزیر صحت کی صحت کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کا چمکتا دمکتا ہوا چہرہ ہمیشہ تروتازہ اور خوش خرم رکھے۔ (اس مرحلہ پر ملک اللہ یار خاں صاحب نے "آمین" کہا) کیونکہ انہوں نے اس بالی عمر میں جس جذبہ، لگن اور محنت سے اپنے فرائض کو نبھایا ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اور وہ تعریف جناب والا بے جا اس لئے نہیں ہے کہ میں اپنے مطالبات کے حق میں انہیں کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ شائد وہ ان مطالبات پر ہمدردانہ غور فرمائیں۔ سب سے پہلا مطالبہ تو یہ ہے جو جناب بابر صاحب نے پیش کیا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ ایک طرف تو محکمہ صحت یہ کہتا ہے کہ دیہات میں بھیجنے کے لئے ہمیں ڈاکٹر نہیں ملتے اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹروں کی تعداد اتنی ہو گئی ہے کہ ہم انہیں ملازمتیں دینے سے قاصر ہیں تو محکمہ صحت کی اس پالیسی میں تضاد ہے۔ اسے یک رنگ کیا جائے اور میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ جو سیٹیں کم کی گئی ہیں انہیں بحال رکھا جائے۔

جناب والا دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ محکمہ صحت میں ڈاکٹروں کے جنرل کیڈر میں، گریڈ ۲۰ میں دو آسامیاں عرصہ دراز سے خالی ہیں۔ ایک ایم۔ ایس۔ سروسز ہسپتال اور دوسرا ایم۔ ایس میو ہسپتال، لاہور۔ جب کہ اہل افسران بھی موجود ہیں۔ لیکن ان آسامیوں کو پر نہیں کیا جا رہا ہے اور جنرل وقتی یا دیگر پروفیسر صاحبان کو گریڈ ۱۷، ۱۸ کے ہیں۔ ان سے اضافی کام لیا جا رہا ہے۔ اس سے انتظامی کام بھی متاثر ہو رہا ہے اور سینئر افسران کی حق تلفی بھی ہو رہی ہے۔ میں وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ وہ اس طرف توجہ دیں۔ اس کے علاوہ محکمہ صحت میں گریڈ ۱۸ کی سولہ، سترہ آسامیاں عرصہ دو سال سے خالی پڑی ہوئی ہیں۔ اور ان جگہوں پر Most Junior Staff کام کر رہے ہیں۔ گریڈ ۱۸ کے افسران کی ترقی رکی ہوئی ہے اس طرف بھی توجہ فرمائیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ محکمہ صحت کے گریڈ ۱۳، ۱۴ کے جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں میں محرومی کے احساسات پیدا ہو رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وزیر صحت اس طرف بھی توجہ دیں گے۔ ان کے علاوہ ہسپتالوں کی کارکردگی کے سلسلہ میں جو تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ میں اسے اپنے لہجہ میں پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی زخمی ہسپتال میں پہنچتا ہے اور وہ نتیجہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو نتیجہ دینے کے بعد عام طور پر ڈاکٹر صاحبان ایک دو ضربات کو Under-observation رکھ لیتے ہیں۔ اور اس کا واضح مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ کی جیب میں پیسے ہیں تو دے دیں

اور اس کا نتیجہ آپ حسب منشا حاصل کر لیں اور اگر آپ کی جیب میں پیسے نہیں ہیں تو آپ کل پیسے لے کر آ
جائیں۔ ہم نے اس کو زیر مشاہدہ رکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ہے کہ عموماً کسی چنگلی کو چیرا دے کر یا
کسی ہلتے ہوئے دانت کو اکھاڑ کر ۳۲۵، یا ۳۲۶ ت پ کا نتیجہ نہایت آسانی سے حاصل کیا جاتا
ہے۔ تو میں گذارش کروں گا کہ آخر اس چیز کو روکنے کی ذمہ داری کس کی ہے۔ ہمیں یہ جواب ملتا کہ معاشرہ اور
انحطاط میں ہے۔ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی بلکہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں
لیکن ایک ہاتھ کو مجبور کر دیا جاتا ہے۔ کہ وہ دوسرے ہاتھ کے ساتھ تالی بجائے۔ تو میں اس سلسلہ میں جناب
وزیر صحت سے گذارش کروں گا کہ وہ نوجوان ہیں۔ دورے کریں۔ اس کو ملاحظہ کریں۔ اور اس سلسلہ
میں کارروائی کریں تاکہ عوام جب اس قسم کا نتیجہ لینے کے لئے جاتے ہیں۔ ان کو صحیح صحیح نتیجہ ملے
یا غلط نتیجہ مل کر دوسرے کی حق تلفی نہ ہو۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

حاجی گل حمید خان (کلٹھا چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) جناب والا۔ کافی بحث ہو چکی ہے۔ ایک
دو چھوٹے چھوٹے پوائنٹ ہیں۔ میں اس کے متعلق عرض کروں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ بڑے ڈاکٹر جو کہ خاص
طور پر لاہور، فیصل آباد یا سرگودھا کے اور میڈیکل کالجز میں بطور پروفیسر متعین ہیں وہ تمام دن لوگوں کو اپنے
گھروں میں لوٹتے رہتے ہیں۔ اور اتنی فیس چارج کرتے ہیں کہ غریب آدمی کا وہاں پر جانا بہت مشکل ہوتا ہے
یہ بھی میرے علم میں لایا گیا ہے۔ کہ کئی کیسز میں جب مریض کا اپریشن ہو رہا ہوتا ہے اس وقت بھی سودے
ہوتے ہیں کہ اس کی پوزیشن بہت خراب ہے۔ اس کی فیس اب اتنی ہو جائے گی اس برائی کا تدارک
کیا جائے اور ان کے یہاں سے تبادلے کئے جائیں۔ جو لوگ دوسرے اضلاع میں بیٹھے ہیں۔ ان کو یہاں لایا
جائے۔ تاکہ ان کی جو Monopoly ہے وہ ٹوٹ جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بڑے بڑے افسران
جو کہ تبادلے کرنے والے ہیں۔ یا باقی لوگ وہ ان کے زیر اثر ہیں اور وہ بھی ان ڈاکٹروں کے محتاج ہیں کیونکہ
کہ وہ ان کی کوٹھیوں پر جا کر ان کا پورا علاج کرتے ہیں۔ باقی عام پبلک کو نہیں پوچھتے۔ اور ان افسران کو
کہتے ہیں کہ صاحب میں ابھی آپ کے گھر آ جاؤں گا اور آپ کو آ کر دیکھ لوں گا۔ چیک کر لوں گا۔ اس کا
مناسب سدباب کیا جائے۔ دوسری بات فیملی پلاننگ کے بارے میں عرض کروں گا۔ کسی صاحب نے اس
کو اچھی طرح سے پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا ہے۔ جناب والا فیملی پلاننگ کے بغیر آپ کی دوسری جتنی پلاننگ
ہیں۔ وہ سب ختم ہو جائیں گی۔ اتنی آبادی بڑھ رہی ہے پہلے جو ایک پروگرام فیملی پلاننگ کا تھا۔ اس کو
شروع کیا جائے۔ تاکہ ہم منصوبہ بندی کے مطابق چلیں۔ اور اس سلسلہ میں دوسری طرف سے کوشش کی جا
ہے کہ پروڈکشن بڑھائی جائے یا کوئی اور درستی کی جائے اس کو اس Ratio سے Tally کیا جائے تاکہ آبا
زیادہ پیدا ہونے کا مسئلہ نہ ہو۔ اس کے بعد میں اپنے ضلع کے متعلق عرض کروں گا کہ وہاں پر رورل ہیلتھ سینٹر

Basic Health Units خالی پڑے ہوئے ہیں۔ وہاں پر کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔ جیسے ہمارے کسان بورڈ کے چیئرمین صاحب نے بتایا ہے کہ ڈاکٹروں کی سیٹیں کم کی جا رہی ہیں۔ ڈاکٹروں کی بہتات اگر ہوگی تو لاہور میں ہوگی۔ یہاں لاہور میں ڈاکٹروں کی مزید ضرورت نہیں ہے ہم لوگوں کے دیہاتی - Basic Health Units بغیر ڈاکٹروں کے چل رہے ہیں بلکہ ضلعی ہیڈ کوارٹر لیول پر بھی ہمارے ہاں ڈاکٹر نہیں آتے ہیں۔ میرے ضلع میں سیکرٹری ہیلتھ صاحب نے سات ڈاکٹروں کی تقرری کر کے مجھے اطلاع بھیجی۔ میں ان کی آمد کا انتظار کرتا رہا۔ ایک دن سیکرٹری ہیلتھ صاحب وہاں پر جناب گورنر کے ساتھ دورے پر تشریف لائے۔ میرے دریافت کرنے پر انہوں نے کہا کہ ان ڈاکٹروں نے نوکری ہی چھوڑ دی ہے۔ کہ ہم میانوالی نہیں جاتے۔ تو میں عرض کروں گا کہ ایسے آدمیوں کو میڈیکل کالجوں میں وظائف پر کیوں پڑھایا جاتا ہے۔ جو نوکری کرنا ہی نہیں چاہتے۔ کیوں کہ وہ لاہور سے باہر پوسٹنگ نہیں مانگتے۔ تو ہم جو پسماندہ علاقے کے لوگ ہیں ہماری سیٹیں بڑھائی جائیں۔ ہم وہاں پر اپنے آدمی بھیجیں گے وہ لکھ کر دیں گے کہ ہم پسماندہ علاقوں میں سروس کریں گے۔ اور وہ ہمارے ہاں سروس کرنے کے پابند ہوں گے۔ لہٰذا وہ سیٹیں کم نہ کی جائیں بلکہ وہ سیٹیں ہم پسماندہ علاقوں کے لوگوں کو الاٹ کر دی جائیں۔ اور انہیں علاقوں کے لوگوں کو وہ سیٹیں دے کر ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جائے۔ شکریہ

آغا عبدالرشید جیلانی۔ (ڈپٹی میئر، میونسپل کارپوریشن، راولپنڈی)

جناب چیئرمین۔ وزیر صحت کی تقریر ہم نے بغور سنی۔ انہوں نے منشیات کے بارے میں حکومت کے مختلف اقدامات کا ذکر کیا ہے۔ بہت اچھی بات ہے کہ ہماری حکومت اس بارے میں بہت ہی دلچسپی لے رہی ہے۔ اس سلسلہ میں میں گذارش کروں گا کہ ان منشیات کا اثر آخر کیوں ہمارے شہروں میں اس طرح عام ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں اگر ہر شہر کی انتظامیہ اس کا موثر کنٹرول کرے تو اس کا مزید پھیلاؤ رک سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں میں اپنے شہر راولپنڈی کی ایک مثال دوں گا۔ وہاں پر ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے ہمارے ساتھ میٹنگ کی۔ مختلف وارڈوں کے انہوں نے حلقے بنائے۔ کہ ہر علاقہ کا کونسلر جو ہے وہ اپنے اپنے علاقے میں منشیات کے کنٹرول کے بارے میں بتائے۔ ایک دو جگہ پر نشاندہی کی گئی لیکن افسوس سے میں کہتا ہوں کہ متعلقہ ایکسائز کے محکمے کے افسران نے ان آدمیوں کو پکڑا اور آدھے گھنٹے کے بعد ان سے پیسے لے کر ان کو چھوڑ دیا گیا۔ تو میں نے اس لئے اسسٹنٹ کمشنر صاحب کو لکھ کر دے دیا تھا کہ ہمارے شکایت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ایک عوامی نمائندے کی حیثیت سے ہم اگر کوئی شکایت کرتے ہیں اور Pin Points کرتے ہیں۔ کہ اس جگہ پر منشیات کا کاروبار ہو رہا ہے۔ تو چند دنوں کے بعد اس جگہ پر ایکسائز کا محکمہ اس آدمی کو

پکڑتا ہے۔ اور آدھے گھنٹے کے بعد اس سے پیسے لیکر اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری بات جو کہ وزیر موصوف نے میٹل ہسپتال میں مریضوں کے علاج کے بارے میں کہی ہے۔ اس کے متعلق عرض کروں گا کہ آج کے مہنگائی کے دور میں ایک عام معمولی سی بیماری کے لئے بھی علاج کرانا ناممکن ہو گیا ہے۔ اور انہوں نے ان مریضوں کے لئے نو روپے یومیہ جو رقم علاج کے لئے رکھی ہے میرے خیال میں یہ بہت ہی کم ہے۔ مریض انتہائی مستحق ہوتا ہے کہ اس کی جتنی زیادہ سے زیادہ امداد کی جائے۔ وہ اچھا ہے۔ لہذا میں اس سلسلہ میں گذارش کروں گا۔ کہ ان کے علاج کے لئے زیادہ رقم فراہم کی جائے۔

شکریہ

وزیر خزانہ (میاں محمد نواز شریف) جناب والا میرے فاضل دوست نے ابھی منشیات کے بارے میں ذکر کیا ہے میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں، چونکہ یہ سبجیکٹ مجھ سے متعلق ہے وزیر صحت شاید اس نکتہ کی وضاحت نہ کر سکیں۔ اس لئے میں چاہتا تھا میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کا جو سٹاف مختلف ضلعوں میں تعینات ہے وہ ایسے لوگوں کو پکڑتا ضرور ہے۔ لیکن وہ خود چھوڑتا نہیں ہے، ان کی ضمانت مجسٹریٹ لیتا ہے ہمارے انسپکٹر یا آفیسر خدانخواستہ ان سے رشوت لیکر انہیں نہیں چھوڑتے۔ بلکہ قانون میں چونکہ پروویژن ہے اس لئے ان کی ضمانت ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں بھی ہم نے نوٹس لیا ہے اور ہوم ڈیپارٹمنٹ سے بات کی ہے۔ بلکہ اس سلسلہ میں ہم نے چیف سیکرٹری سے بھی بات کی ہے کہ ہمیں ایک ایڈیشنل سیشن جج دے دیا جائے جو صرف اسی کام کے لئے مامور ہو۔ ساتھ ہی ساتھ ہم دوسری چیزوں کا بھی نوٹس لے رہے ہیں۔ یعنی بعض ایسے سمگلر بھی موجود ہیں جن کو سب جانتے ہیں اور Evidence بھی موجود ہیں ان کے کیسز ہم عنقریب ملٹری کورٹ میں ٹرائل کریں گے۔ گورنر صاحب سے بھی ہمیں اجازت مل چکی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب اس سلسلہ میں خاص پیش رفت ہو گی۔ لیکن ان کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ہمارا محکمہ ان مجرموں کو پکڑ کر دس منٹ کے بعد چھوڑ دیتا ہے .....

جناب قائم مقام چیئرمین۔ نہیں انہوں نے آپ کے محکمہ کے بارے میں خصوصی طور پر نہیں کہا ہو سکتا ہے انہوں نے جہاں چالان بھیجے ہوں انہوں نے اسے ضمانت پر چھوڑ دیا ہو۔ ۔ ۔

جناب آغا عبدالرشید۔ جناب والا اگر اجازت ہو تو میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ چالان کی نوبت ہی نہیں آئی بلکہ ایکسائز انسپکٹر نے انہیں گرفتار کیا اور پیسے لینے کے ایک گھنٹے کے بعد انہیں چھوڑ دیا گیا، چالان کی تو نوبت ہی نہیں آئی اور نہ ہی پرچہ درج ہوا یہ واقعہ میرے علاقہ میں ہوا اس کے گواہ موجود ہیں، میں نے اس سلسلہ میں اسسٹنٹ کمشنر راولپنڈی کو لکھ کر دیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ وہ کون صاحب ہیں آپ ان کے نام بتا سکتے ہیں۔

جناب آغا عبدالرشید جیلانی۔ جناب والا میں نے اسسٹنٹ کمشنر کو لکھ کر بھیجا ہوا ہے زبانی تو مجھے یاد نہیں ہے۔

جناب اقبال قریشی (قریشی دواخانہ لیبارٹریز، لاہور) اور میں یہ کوشش کر رہا تھا کہ مجھے بھی کوئی وقت مل جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ مائیک درست کیجئے۔

جناب اقبال قریشی۔ جناب والا میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ میں دو تین روز سے کوشش کر رہا تھا کہ مجھے بھی کچھ وقت مل جائے لیکن جب یہ مائیک ملا بھی تو معلوم ہوتا ہے" ساقی نے کچھ ملا دیا ہے شراب میں" ابھی خاقان بابر صاحب فرما رہے تھے کہ جب محترم وزیر صاحب کے آنے سے پہلے خاصے گرم تھے اور ان کے آنے کے بعد حالات خاصے پرسکون ہو گئے لیکن ان کا جو طرز بیان تھا اس سے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ وزیر موصوف کے تدبر کا اس میں ہاتھ نہیں ہے بلکہ اس میں ان کے حسن و جوانی کا عمل دخل ہے جس کی وجہ سے ہنگامے ختم ہو گئے۔

جناب وزیر موصوف نے جو Presentation دی اس میں میں سمجھتا ہوں کہ جو سب سے اچھی بات کر رہا ہے اس کا ذکر نہیں ہوا اور وہ ہے "حفاظتی ٹیکوں" کا عمل جس طرح اس وقت ٹی وی ریڈیو پر Propegation کی جا رہی ہے۔ جس طرح دیہاتوں میں اور دوسری جگہوں پر اس پروگرام کو مشتہر کیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری آنے والی نسلوں کے لئے بھی اب تک جو پروگرام پیش کئے گئے ہیں یہ ان سب میں سے اچھا پروگرام ہے۔ وزیر موصوف کا میں اس بات کا شکریہ بھی ادا کروں گا کہ انہوں نے ایک طبی ڈائریکٹوریٹ اور طبی ڈسپنسریوں کی بھی منظوری فرما دی۔ اس کے علاوہ ایک اور اچھی تجویز اور پروگرام جو آپ کی طرف سے وضع کیا گیا ہے وہ "ایمبولینس سروسز" ہے یقیناً یہ پروگرام بہت اچھا ہے لیکن مجھے اس کے طریقہ کار سے کچھ اختلاف ہے۔ کل ہماری میٹنگ میں جس پروگرام کی وضاحت کر رہے تھے اس کے مطابق جب ایکسیڈنٹ ہو گا اس کی ایف۔ آئی۔ آر درج کرنے کے بعد ایمبولینس مہیا کی جائے گی۔ تو فرض کیجئے لاہور اور گوجرانوالہ کے درمیان کوئی حادثہ ہوتا ہے تو ایمبولینس لاہور میں یا گوجرانوالہ میں Posted ہو گی۔ وہ شخص پہلے تھانے میں جائے گا وہاں ایف۔ آئی۔ آر درج کروائے اور اس کے بعد اس کو ایمبولینس میسر ہو گی۔ اگر حادثہ خدانخواستہ Serious ہو تو اس عرصہ

میں مریض کا خدا جانے کیا حال ہوگا۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ کوئی ایسا طریقہ کار وضع کیا جائے جیسا شہروں کے بارے میں انہوں نے فرمایا ہے کہ لاہور میں یہ طریقہ کار ہوگا کہ اگر کوئی ڈاکٹر ٹیلیفون کرتا ہے کہ ایمرجنسی ہے، کوئی ہارٹ پیشنٹ ہے یا کوئی حادثہ ہوگیا ہے تو اس ڈاکٹر کی Confirmation پر ایمبولینس مہیا کر دی جائے گی۔" یہ طریقہ کار زیادہ بہتر ہے بجائے اس کے کہ ایف۔ آئی۔ آر LODGE کی جائے۔ اس لئے میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ طریقہ کار کو نسبتاً آسان اور سہل بنا دیں تاکہ ایمبولینس کی افادیت کم نہ ہو جائے۔

اس کے علاوہ ایک اور چیز جس کو Mention کیا گیا لیکن پر بہت کم توجہ دی گئی وہ منشیات کا مسئلہ ہے۔ منشیات آج کل جس تیزی سے طالب علموں میں، کالجوں میں اور دیگر لوگوں میں پھیل رہی ہیں اس کی روک تھام کیلئے دو چار چھ یعنی چند ایک سینٹرز بنا دینے سے تو کام نہیں ہوگا۔ اگر اس بات کے لئے وسائل اجازت دیں تو بیک ہیلتھ یونٹ میں بھی کوئی پروگرام وضع کیا جائے ورنہ ڈسٹرکٹ ہسپتالوں اور اس کے ساتھ پرائیویٹ پریکٹیشنروں کو کچھ ایسی Propagation اور Education ہونی چاہیئے کہ وہ بھی علاج کر سکیں۔ جناب والا یہ مسئلہ اتنا Widespread ہے کہ چند سینٹروں سے حل نہیں ہوگا۔

میڈیکل کالجوں کی نشستوں کے بارے میں بہت سے دوستوں نے باتیں کی ہیں۔ میں یہی عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے اور اس کی نشستیں بڑھنے کی بجائے کم ہوتی جا رہی ہیں۔ میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ آواز بلند کر رہا ہوں کہ براہ کرم ان نشستوں کو بحال کیا جائے اور اگر زیادہ کر سکیں تو "فبہا"

Spurious Drugs کے متعلق کوئی خاص ذکر نہیں ہوا۔ بہت سی ادویات میں سمجھتا ہوں ایسی ہیں جو ابھی تک مستعمل ہیں، چل رہی ہیں، اوریجنل دوائی تو مارکیٹ میں کم ہے لیکن جعلی ادویات جو اس پیکنگ سے ملتی جلتی ہیں نسبتاً کہیں زیادہ فروخت ہو رہی ہیں اور خصوصاً دیہاتی علاقوں میں یہ وبا بہت زیادہ ہے اس سلسلہ میں کوئی ایسا طریقہ کار یا ایسے قوانین وضع کرنے چاہیں جس سے ہم اس وباء کو جو تیزی سے پھیل رہی ہے کنٹرول کر سکیں۔ اس ضمن میں اپنی دیسی ادویات کا خاص طور پر ذکر کروں گا، کیونکہ ابھی تک ان ادویات کے لئے کوئی مروجہ قوانین نہیں ہیں اس لئے ڈرگ والوں کو بھی دشواری

پیش آتی ہے کہ ان کو کسطرح سے پکڑیں اور چالان کیا جائے کوئی ایسا آسان طریقہ کار بنایا جائے جس سے یہ لوگ قابو میں آسکیں۔

جناب والا آخر میں، وزیر موصوف کی توجہ سب سے "اہم ترین سبجیکٹ ہے، کسی بھی ڈیولپمنٹ کے لئے یا کسی بھی پروگرام کیلئے یا ترقی کیلئے ہماری بنیاد ریسرچ ہوتی ہے یہاں آپ نے جو Presentation دی اس میں اس کا کوئی ذکر مجھے نظر نہیں آیا۔ تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ مختلف قسم کی ریسرچ کیلئے ایک معقول رقم مختص کرنی چاہیئے۔ اس ریسرچ کو آپ مختلف شعبوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ جیسے ادویات کی ریسرچ امراض کی ریسرچ۔ اور Equipment کی ریسرچ Rehabilitation کی ریسرچ۔ آگے اس کی تفصیل تو بہت لمبی ہو جائے گی، لیکن شروعات کیلئے ایک سلسلہ ضرور ہونا چاہیئے۔ تاکہ جو کچھ ہم پلان کر رہے ہیں جو پراجیکٹ ہیں ان کو فی الحقیقت پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ (شکریہ)

ملک عطا محمد۔ (چیئرمین، ضلع کونسل، اٹک)۔ صدر گرامی۔ وزیر صحت کی پالیسی کی تقریر ان کی اپنی تعریف ہوئی اور ان کی صحت کی دعائیں بھی مانگی گئیں مزید میرے پاس کچھ کہنے کو نہیں سوائے اس کے کہ یہ نکتہ جو ان کی تقریر سے اٹھا تو اس پر بعد میں سیر حاصل بحث ہوئی۔ جو کچھ میری سمجھ میں آیا ہے میں اس پر عرض کرنا چاہتا ہوں Drug Menace یا منشیات کے سلسلے میں جس طرح بحث کا سلسلہ جاری رہا ہے ابھی تک منشیات کے جن پہلوؤں پر بحث ہوئی ہے ان میں پکڑ دھکڑ یا علاج وغیرہ کا ذکر ہوا ہے۔ حضور والا۔ اس ضمن میں میری گزارش ہے کہ ہم منشیات کی وبا سے نجات حاصل کرنے کیلئے کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کریں جو کہ تعلیمی نوعیت کا ہو جس سے ہم عوام کو خاص طور پر جوان طلباء اور، جوان لڑکوں کو منشیات جیسے زہریلے پرہیز کرنے کی تعلیم دے سکیں منشیات بہت تیزی سے معاشرے میں اثر کر رہی ہیں اس کا علم بہت حد تک تو تمام لوگوں کو نہیں ہے لیکن اگر آپ Grass Root پر تفتیش کروائیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ تقریباً "تیس، پینتیس فیصد کی اوسط میں یہ لوگ منشیات سے چڑنا شروع ہو گئے ہیں خاص طور پر نوجوان پود یہ تو حکومت کا اپنا کوئی سلسلہ کار ہو گا جس پر ہم کوئی بحث نہیں کرنا چاہتے لیکن جو کچھ ہمارے سامنے ہے اس کے لئے ہمیں کوئی موزوں حل تلاش کرنا ہو گا تاکہ اس پر بحث کرنی ہو گی اس ضمن میں میری گزارش ہے کہ تمام چیئرمین صاحبان ضلع کونسل اور

صوبائی کونسل اراکین مجلس شوریٰ سب کے باہمی تعاون سے ایک سہ ماہی یا ششماہی ملک گیر مہم چلائیں جس میں محکمہ Excise & Taxation اپنی طرف سے ایسے اشتہار طبع کرے کہ منشیات کی وجہ سے جو تکالیف یا بیماریاں جن سے نشہ کرنے والوں کا مستقبل تاریک ہوتا ہے اُسے وہ پروجیکٹ کریں اس قسم کے سلسلے سے اس زہرآلود وباء کو ہم ختم کر سکتے ہیں لیکن علاج معالجہ سے اس کو ختم کرنا مشکل ہے۔ اس سے ہم اسے روک تو سکتے ہیں مگر ختم نہیں کر سکتے Educational Process اس لئے چلانا بہت ضروری ہے جو کہ تمام تعلیمی اداروں سے شروع ہو اور جو سیاسی Forum پر بھی ہو۔ ضلع کونسل کے Forum پر بھی ہو تاکہ یہ ایک ملک گیر مہم سمجھی جائے اور اس میں تمام متعلقہ افسران ضلع، اور تمام متعلقہ افسران شامل ہوں اور وہ اس میں ذاتی دلچسپی لیں اور ان تمام اراکین کے ساتھ مل کر اس مہم کو چلانے کی کوشش کریں تاکہ یہ لعنت یہ وبا جو ہماری سوسائٹی میں اتنی تیزی سے پھیل رہی ہے جس کو اگر اس وقت ہم نے نہ روکا تو مجھے ڈر ہے کہ یہ ایسے پھیل جائے گی کہ اس کا یہاں سے نکالنا ہمارے بس کا روگ نہیں ہوگا تو جناب والا Drug Menace کے بارے تو میری یہ گزارشات تھیں۔

پھر جناب والا۔ دوسرا نقطہ یہ اٹھا جو وزیر موصوف نے بیان فرمایا اور اس بجٹ میں کچھ بحث بھی ہوئی کہ ہمارے بی۔ ایچ۔ یو یا جو ہمارے ایسے شفاخانے ہیں وہاں ڈاکٹر مہیا نہیں ہوتے کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ ہیں۔ اور کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ نہیں ہیں کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ نہیں آنا چاہتے۔ جناب والا۔ یہ سب باتیں درست ہیں لیکن اب جبکہ یہ حکومت ایک بڑی اچھی روش پر چل رہی ہے کہ انہوں نے De-centralization کا سلسلہ اختیار کر رکھا ہے ہر شعبہ میں De-centralization ہو رہی ہے میری یہ رائے ہے کہ اگر ڈاکٹرز کی Appointments کو بھی ڈی۔ سنٹرلائز کر کے ڈویژن لیول پر لایا جائے تو ڈاکٹر کے لئے یہ سہولت ہوگی کہ وہ اپنا Appointment Letter آسانی سے لے سکیں گے اس وقت جناب والا پنجاب کے دور دراز علاقوں سے سفر کر کے لاہور میں آنا بہت مشکل ہے گرمیوں میں بھی مشکل ہے اور سردیوں میں بھی مشکل ہے۔ آنا بھی مشکل ہے جانا بھی مشکل ہے۔ یہاں رہنا بھی مشکل ہے کھانا پینا بھی مشکل ہے اور جو حصول روزگار کی تلاش میں ڈاکٹر آیا ہوا ہے اس کے لیے تو اور بھی مشکل ہے کیونکہ وہ بے روزگار ہے ایک بار روزگار ہے ایک بار روزگار آدمی کے تو آپ اتنے چکر لگوا سکتے ہیں لیکن بے روزگار آدمی حصول روزگار کے لیے اتنے چکر نہیں لگا سکتا اس کے لیے ہمیں

کوئی ایسا اصول وضع کرنا چاہیئے تاکہ حصول روزگار آسان ہو۔ لوگوں کو روزگار آسانی سے مل سکے اس وقت جہاں تک میرے مشاہدات میں آیا ہے ڈاکٹرز بہت زیادہ ہیں یہ درست ہے کہ شہروں کے ڈاکٹر دیہات کی طرف نہیں جانا چاہتے۔ لیکن یہ بھی درست ہے کہ جو ڈاکٹرز اتنے ہیں ان کو روزگار نہیں ملتا۔

APPOITMENTS اس وقت سیکرٹری صحت صاحب دیتے ہیں جناب۔ سیکرٹری صحت کا ایک ایسا عہدہ ہے جس کے اوپر آنا رش ہوتا ہے جس کے پاس اتنا کام ہوتا ہے کہ وہ APPOINTMENTS یا اس قسم کے مسائل کی طرف اپنی بھرپور توجہ نہیں دے سکتا کیونکہ ان کی کچھ PROTOCOL DUTIES ہوتی ہونگی کچھ میٹنگز ہوتی ہوں گی کبھی کچھ ہوگیا اور کبھی کچھ ہوگیا اس لئے کیوں نہ اس کا ایک سہل طریقہ بنا دیا جائے اور ڈویژنل لیول پہ ڈاکٹرز کی APPOINTMENTS کو بھیجا جائے تاکہ بے روزگار ڈاکٹروں کو وہاں پہ آسانی سے APPOINTMENTS مل سکیں۔ میں کوئی ٹیکنیکل آدمی نہیں ہوں یہ میری ایک عام آدمی کی رائے ہے جو تجویز کر رہا ہوں اس پر مزید حکام متعلقہ غور و خوض کر سکتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اگر اسی سمت میں ہم نے چلنے کی کوشش کی تو ہم کسی حد تک ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔

تیسرا نقطہ جناب والا۔ میرا یہ ہے کہ وزیر موصوف نے رورل ہیلتھ سنٹرز اور بیسک ہیلتھ یونٹ کا ذکر فرمایا ہے۔ ان بیسک ہیلتھ یونٹس اور رورل ہیلتھ سنٹرز کے متعلق ایک فارمولا بنایا گیا ہے کہ تمام آر۔ ایچ۔ سی اور بی ایچ یو مرکز ہیڈ کوارٹرز پر ہونے چاہئیں یہ درست ہے کہ فارمولا بنایا ہوگا اور انہوں نے بھی کچھ سوچ بچار کے بعد بنایا ہوگا۔ میں ضلع کونسل کا چیئرمین ہوں اور ایک منتخب آدمی ہوں میں اپنے راولپنڈی ڈویژن کی بات کرتا ہوں جس میں ضلع جہلم، ضلع راولپنڈی اور ضلع اٹک یہ تین اضلاع شامل ہیں ہمارے تینوں اضلاع کی ضلع کونسلوں نے تین رورل ہیلتھ سنٹرز تجویز کر کے بھیجے تھے جو کہ اس مرکز فارمولے سے کچھ ہٹ کر تھے لیکن واقعاتی حساب سے وہاں کی آبادی کے اعتبار سے وہاں پر صحت کی جو سہولتیں میسر تھیں ان کے حساب سے ضلع کونسلوں کے چیئرمین حضرات نے جو آگے سفارشات پیش کی تھیں وہ کچھ مرکزی لیول کے فارمولے سے ہٹ کر تھیں۔

میری گزارش ہے کہ یہ درست ہے اور فارمولے کو اپنی جگہ پر قائم رہنا چاہیئے لیکن فارمولے بھی تو ہم ہی بناتے ہیں ان میں FLEXIBILITY ضرور ہونی چاہیئے کہ علاقے کی تجاویز جو ڈویژنل کوآرڈینیشن کمیٹی میں بھی پیش ہوتی ہیں اگر ڈویژنل کوآرڈینیشن کمیٹی ان اضلاع کی سفارشات کو آگے بھیجتی ہے تو ان پہ ضرور از راہ کرم غور فرمایا جائے نہ کہ وہی مرکز فارمولا بیچ میں ایک دیوار کی طرح حائل ہو جائے اور ہمارے منصوبے بیکار ہو جائیں ہمارے ضلعی علاقہ میں جناب والا ایک رورل ہیلتھ سنٹر تجویز ہوا تھا وہ تقریباً سو میل کا فاصلہ بنتا ہے فتح جنگ ایک طرف اسپتال ہے دوسری طرف کوہاٹ میں اسپتال ہے اور یہ فاصلہ سو میل کا ہے پھر اس طرف اٹک ہے دوسری طرف پنڈی گھیب ہے وہاں سے اٹک بھی پینتالیس میل ہے پنڈی گھیب بھی پینتالیس میل ہے

اور بیچ میں یہ سارا علاقہ جناب والا ۔ وہ فارمولا آنکھوں سے تو یہ سب کچھ نہیں دیکھ سکتا تو ہم ہی تجویز کر سکتے ہیں یہ تو ہم اپنی ڈویژنل کو آرڈینیشن کمیٹی میں SUGGEST کر سکتے ہیں اور ڈویژنل کو آرڈینیشن کمیٹی ہماری سفارشات پر غور کر سکتی ہے اور غور کرنے کے بعد وہ ہماری ان سفارشات کو آگے بھیج سکتی ہے لیکن وہاں پر اگر مرکز یول کا وہ اندھا فارمولا آجائے اور کہے کہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا تو جناب والا ۔ اس ضمن میں کچھ پیش رفت ہونی چاہیئے کہ اگر ضلع کونسل جو ایک COMPETENT ادارہ ہے جس کی کچھ آنکھیں بھی ہیں کچھ دیکھ بھی سکتا ہے سن سکتا ہے اور لوگوں کی تکالیف بھی ان کے مشاہدے میں ان کے علم میں آسکتی ہیں تو وہ اگر کچھ سفارشات پیش کریں تو ان کو ازراہ کرم ملحوظ خاطر رکھا جائے ابھی ہمارے ڈویژن میں تین اضلاع آتے ہیں پنڈی ، ڈھڈیال کا ایک RURAL HEALTH CENTER تجویز کیا گیا ہے اسی طرح جہلم میں بھی کلر کہار تجویز کیا گیا تھا اور ڈویژنل کو آرڈینیشن کمیٹی نے تجویز کیا ہے اور RECOMMEND کیا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ پھر یہ اندھا قانون کیوں آڑے آگیا اور پھر وہ سلسلہ وہیں کا وہیں رک گیا۔

الحاج چودھری محمد حیات ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا وقت کا تعین کر دیا جائے۔

ملک عطا محمد :۔ جناب یہ درست ہے جو میرے فاضل بھائی نے فرمایا ہے لیکن یہ ہماری ضرورت ہے۔ اس فورم پر ہم اگر اپنے مسائل کو سامنے نہیں لائیں گے تو اور کہاں لائیں گے۔ ہمیں کچھ کہنے کا موقع تو دیجئے ۔ ہم بارانی اضلاع سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ہمارے بارانی اضلاع کے ساتھ ہر فورم پر یہ زیادتی ہوتی ہے ۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ یہاں پر جتنے بھی ہمارے افسران ہیں سب لاہور میں ہیں ۔ جو بڑے بڑے لوگ ہیں یہ لاہور میں ہیں ۔ یہ اتنی دور جانے کے لئے تیار نہیں ۔ ہمارے مسائل کو دیکھنے کے لئے تیار نہیں ۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ وہ ہمارے مسائل کو سننے کے لئے بھی تیار نہیں ۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہمیں اجازت دیجئے ہمیں حکام متعلقہ کو کچھ کہنے کی اجازت دیجئے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ان گذارشات کے ساتھ اگر میرے بھائیوں کی سمع خراشی ہو رہی ہے کہ میں موضوع سے ہٹ کر کچھ کہہ رہا ہوں تو میں معافی چاہتا ہوں۔

میاں عبداللطیف (وائس چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) جناب چیئرمین وزیر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ غیر معیاری جو ادویات ہیں ان کا ہم سدباب کر رہے ہیں۔ لیکن عملی طور پر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اچھی فرموں کی ادویات ۔ ہسپتالوں میں مہیا نہیں کی جاتی اگر غیر نامور فرموں سے بنائی ہوئی غیر معیاری دوائیاں ہسپتالوں کو مہیا کی جاتی ہیں اور وہ مریضوں کو استعمال کرائی جاتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان ادویات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں وزیر صحت صاحب سے اتنی درخواست

کروں گا کہ ایسے لوگ جو صرف سپلائی کا کام کرتے ہیں اور دوائیاں نہیں بناتے ان سے دوائیاں نہ لی جائیں بلکہ جو فرمیں اچھی دوائیاں بناتی ہیں ان سے دوائیاں خریدی جائیں۔

جناب والا دوسرے وزیر صحت صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ چھ اضلاع ہیں ان میں چھ نئے اضلاع ہیں ان کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز زیر تعمیر ہیں باقی چار پر کام ہو رہا ہے۔ لیکن وہ میرے خیال میں صرف کاغذوں میں کام ہو رہا ہے۔ ہمارے ڈیرہ اسمٰعیل خان ضلع کے ہیڈ کوارٹر کے لئے ابھی تک زمین کی سلیکشن تک نہیں ہو سکی۔ ہمارے عوام کی خواہش ہے کہ شہر کے نزدیک ہسپتال بنایا جائے۔ لیکن ہماری ضلعی انتظامیہ یہ چاہتی ہے کہ جہاں پر ہمارے ضلع کے دفاتر بنے ہیں اس کے قریب ضلعی کوارٹر ہسپتال کو بنایا جائے۔ وزیر صحت صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے۔ ہم نے وہاں بھی درخواست کی تھی اور ہماری درخواست جو ہے وہ بالکل نہیں مانی گئی اور ایسی جگہ ہسپتال کو رکھا گیا جو شہر سے قریباً سات آٹھ کلومیٹر ہے۔ جو غریب آدمی وہاں جائے گا وہ دس بارہ روپے تانگے کے خرچ کرے گا۔ پھر وہ مریض کو لے کر ہسپتال میں جائے گا۔ پھر جا کر اس کو دوائی ملے گی۔ شہر کے اندر زرائی کالج نیکلوری کے سامنے ساڑھے تیرہ ایکڑ زمین خالی پڑی ہے اس میں ہسپتال کی عمارت بن سکتی ہے۔ اگر وہاں رہائش کے لئے ان کو جگہ چاہیئے تو ساتھ جو ہمارا ڈگری کالج ہے اس کے ساتھ بارہ ایکڑ کے قریب خالی رقبہ پڑا ہے وہاں ان کی کالونی بن سکتی ہے۔ جو ان کا سٹاف ہے اس کے لئے ہمارا جو پرانا ہسپتال ہے وہاں پر خاصی جگہ ہے وہاں پر ان کے لئے رہائشی جگہ بن سکتی ہے۔ یہ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ شہر سے اتنی دور جا کر ہسپتال کو بنانا ہے۔ اس کے متعلق ہماری انتظامیہ نے کیا سوچا ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ اس پر ایک دفعہ پھر غور کر لیا جائے اور ایک دفعہ پھر خود جا کر اس کو دیکھ لیں یہ جو ہمارا ہسپتال ہے یہ زمین کے چکر میں پڑا ہوا ہے۔ ابھی تک زمین کی سلیکشن نہیں ہو سکی۔ تو میری یہ درخواست ہے کہ ہمارے ہسپتال کے لئے دوبارہ غور فرمایا جائے۔

ملک نواب علی بھٹی (وائس چیئرمین ضلع کونسل ادکاڑہ) جناب چیئرمین میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے بیک بنچوں کی طرف بھی نظر ڈالی اور ہمیں وقت دیا کہ ہم اپنی گذارشات پیش کر سکیں۔ جناب والا میری گذارش یہ ہے کہ سیکرٹری صاحبان اور جو ذمہ دار افسران ہیں ان کو یہاں آفس میں رہنا چاہئے۔ کیونکہ ان کے نہ ہونے سے بددلی سی پھیلتی ہے۔ اب میں اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں۔

جناب چیئرمین پہلی گذارش یہ ہے کہ وزیر صحت صاحب نے یہاں بڑے خوبصورت انداز میں گورنمنٹ کی پالیسی یہاں پیش کی ہے۔ کوئی کام جو کرنا ہے اگر خوبصورت طریقے سے کیا جائے اور اس کی اچھے طریقے سے دیکھ بھال ہو تو اس کام سے اصل مقاصد پورے ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ صحت پر کافی رقم خرچ کر رہی ہے مگر میرے خیال میں زیادہ رقم جو ہے وہ ضائع ہو جاتی ہے اور اس طرح جتنے سرکاری ہسپتال ہیں ان میں کافی دوائیاں بلیک ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان یا ان کا جو ماتحت عملہ ہے وہ ان کو دوکانوں پر فروخت کر دیتا ہے اس کا خصوصی طور پر تدارک ہونا چاہیئے۔ دوائی امیر آدمی تو اپنی جیب سے خرید لیتا ہے۔ غریب آدمی دوائی لینے سے قاصر ہوتا ہے۔ اس طریقے سے ہسپتالوں میں دوائیاں مہیا کرنے کا جو مقصد ہے وہ پورا نہیں ہوتا۔

دوسرے جناب بیسک ہیلتھ یونٹوں میں جو راشن جاتے ہیں کافی یقین اور وثوق سے کہتا ہوں کہ ان کا ۵۰ فی صد خود عملہ خورد برد کر جاتا ہے اس کی طرف بھی خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔

تیسری بات یہ ہے کہ صحت کے لئے جو ملاوٹ ہے وہ نہایت ہی نقصان دہ ہے۔ ملاوٹ کا یہ معیار ہے کہ پہلے تو مشہور تھا کہ دودھ میں پانی ملایا جاتا ہے۔ مگر اب پتہ چلتا ہے کہ پانی میں دودھ ملایا جاتا ہے۔ ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ دودھ میں جو ملاوٹ ہوتی ہے اس سے کئی بیماریاں پھیلتی ہیں تو اس کی طرف محکمہ کو خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔

ہمارے اوکاڑہ ڈسٹرکٹ میں میرے خیال میں جتنے ہیلتھ یونٹ ہیں وہاں کوئی ڈاکٹر تعینات نہیں کیا گیا صرف ٹیکنیشنز آتے ہیں تو ہماری استدعا ہے کہ اوکاڑہ کے لئے خصوصی کوٹہ رکھا جائے۔ ان گذارشات کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

رانا نذیر احمد خاں (وائس چیئرمین ضلع گوجرانوالہ) جناب چیئرمین وزیر صحت صاحب نے اپنی PRESENTATION میں جو اصول بتائے ہیں۔ اس میں انہوں نے دہرایا ہے کہ ہر یونین کونسل پر ایک بیسک ہیلتھ یونٹ بنانا ہے۔ میری اس سلسلہ میں یہ گذارش ہے کہ عام طور پر جو یونین کونسلیں ہیں وہ ۱۰ ہزار سے لے کر ۱۲ ہزار افراد کی آبادی پر تشکیل دی گئی ہیں۔ ہمارے ضلع گوجرانوالہ میں بہت سی ایسی یونین کونسلیں ہیں جن کی آبادی ۲۵، ۲۶ یا ۲۷ ہزار کے قریب ہے تو اس CRITERIA کے مطابق ہم ایک ہی بیسک ہیلتھ یونٹ بنا سکتے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ اس اصول میں تھوڑی سی ترمیم کر کے اس کو ایسا RATIONAL کیا جائے۔ جس یونین کونسل کی آبادی ۲۵ ہزار یا ۲۵ ہزار سے زیادہ ہو وہاں دو ہیلتھ یونٹ بن سکتے ہیں۔

یہ آبادی کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ نہ کہ یونین کونسل کی بنیاد پر ایک یونین کونسل میں اگر ۲۵ / ۳۰ دیہات ہیں تو ان کا فاصلہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک ۶ / ۷ میل سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے میری گذارش ہے کہ اس میں ترمیم کی جائے۔ دوسری گذارش یہ ہے کہ ڈاکٹر تو ہمیں کافی تعداد میں مل گئے ہیں۔ لیکن جو لیڈی ڈاکٹریں ان کی بہت کمی محسوس ہوتی ہے۔ بہت اہم ہسپتال ابھی تک خالی پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے میڈیکل کالجز میں جو طالبات کی سیٹیں ہیں ان کو زیادہ کی جائیں تاکہ لیڈی ڈاکٹر ہر جگہ پہنچ جائیں۔

چوہدری انور علی چیمہ (والٹن چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) جناب چیئرمین ابھی وزیر صحت نے اپنی جائزہ رپورٹ پیش کی ہے میں اس ضمن میں وزیر صحت اور سیکرٹری صحت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں یہ رپورٹ انتہائی موزوں اور ان کی کارکردگی نہایت تسلی بخش ہے۔ میرا تعلق ضلع سرگودھا سے ہے میں سرگودھا کے متعلق ہی عرض کروں گا۔ یہاں ایوان میں بہت سی باتیں کی گئی ہیں۔ جن میں ملاوٹ۔ ادویات کا نہ ملنا وغیرہ شامل ہے میں اور ہمارے میئر کارپوریشن اور ڈپٹی میئر کارپوریشن سرگودھا یہاں موجود ہیں ہمارے ضلع میں ایسی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ ہم اپنے ضلع کے افسران کے بہت مشکور ہیں۔ وہاں انہوں نے ایسی کوئی مثال پیدا نہیں ہونے دی۔ ہمارے وزیر صحت خود بھی چکتے دمکتے صاف ستھرا نظر آتے ہیں۔ اس طرح آپ ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں جائیں آپکو صاف ستھرا چمکتا دمکتا نظر آئیگا۔ ای پی آئی کا یہاں پروگرام چل رہا ہے۔ وہ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ کس طریقے سے پروگرام میں کامیابی ہو رہی ہے۔ چیک بیماریوں پر قابو پایا جا رہا ہے۔ اسکے علاوہ ایک دو تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح والٹن چیئرمین کونسل گوجرانوالہ نے بیسک ہیلتھ یونٹ کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ آبادی کے لحاظ سے ہونا چاہئے۔ میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں اس کے ساتھ تھوڑا اضافہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ بیسک ہیلتھ یونٹ کے ساتھ ۵ کردں کا ایک وارڈ ہونا چاہئے۔ کیونکہ ایسے بھی مریض ہوتے ہیں۔ جو وقتی طور پر وہاں رکھے جانے ضروری ہوتے ہیں لیکن چونکہ بیسک ہیلتھ یونٹ کے ساتھ کوئی وارڈ نہیں ہے اس لئے وہ اس سہولت سے مستفید نہیں ہو سکتے اور مریضوں کو ڈسٹرکٹ کوارٹر ہسپتال یا مراکز صحت میں لے جانا پڑتا ہے میری گذارش ہے کہ کم از کم ۵ بستروں کا ایک وارڈ ہونا چاہئے۔ اس طرح دیہاتوں میں ڈاکٹروں کے نہ جانے کا معاملہ ہے۔ ان کی ملازمت کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہونی چاہئے کہ انہوں نے کم از کم دو سال بیسک ہیلتھ یونٹ میں ضرور کام کرنا ہے۔ تب یہ ڈاکٹر صاحبان دیہاتوں میں جائیں گے۔ وگرنہ یہ دیہاتوں میں جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آپ بڑے بڑے منصوبے بناتے ہیں۔ لاہور ایسا شہر ہے جہاں بڑے بڑے منصوبے بنانے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ایسے منصوبے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر جیسے ملتان، سرگودھا، فیصل آباد ڈیرہ غازی خان اور دور

دور علاقوں میں بنائیں تو وہاں کے لوگ بھی مستفید ہو سکیں گے پیرا میڈیکل سکول بھی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ہونا ضروری ہے۔ ایک بات یہ ہے کہ مراکز صحت پر پوسٹ مارٹم کی سہولت فراہم کر دیں کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔ پوسٹ مارٹم کے لئے اکثر ہیڈ کوارٹر آنا پڑتا ہے اس میں کافی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اور لاش کے ساتھ اور بھی پریشان ہونا پڑتا ہے۔ اسلئے یہ جتنا زیادہ نزدیک ہو سکے اور جتنی زیادہ سہولت ہو سکے بہتر ہے۔ دوسری گذارش یہ ہے کہ ای پی آئی پروگرام واقعی کامیاب چل رہا ہے لیکن جو ویکسینیٹر رکھے گئے ہیں ان کو ملازمت کا کوئی تحفظ نہیں ہے بغیر وجہ بیان کئے ان کی سروس ختم کر دی جاتی ہے۔ ان کی ملازمت کا تحفظ کیا جائے تاکہ وہ ایمانداری سے کام کر سکیں شکریہ

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا (لیڈی کونسلر میونسپل کمیٹی جہلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین سب سے پہلے میں اپنا تعارف کرانا ضرور چاہوں گی چونکہ پچھلے تین چار سال سے میرے نام میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ اخبارات میں بہرحال میرا نام گلشن حقیق مرزا ہے دیکھ کر بہت سے لوگ پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ آپ اسکا نوٹس کیوں نہیں لیتی۔ جناب والا وزیر صحت کی پر مغز اور قابل تحسین جائزہ رپورٹ پر میں حکومت پنجاب کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں۔ کیونکہ محکمہ صحت کی کارکردگی واقعی قابل ستائش ہے۔ یقیناً اس میں تھوڑا سا کریڈٹ پچھلی سلیکٹ سبجیکٹ کمیٹی کا بھی ہوگا جس کی تین سال تک کنوینر مجھے حاصل ہے جناب ہم خود اعتمادی خود انحصاری، خود کفالت کی جدوجہد میں پوری طرح آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں اور عوام کی صحت کا معیار بلند کرنا میں سمجھتی ہوں توجیحات میں بہت اونچا رکھتا مقام ہے۔ ویسے تو کسی بھی مسئلے کے حل کے لئے ہم اسکے CURATIVE ASPECTS اور PREVENTIVE کو سامنے رکھتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں صحت کے معاملے میں حکومت کس حد تک PREVENTIVE لیکن زیادہ CURATIVE ASPECT کی ذمہ دار ہے یقیناً اس میں کچھ صاحب استطاعت خواص بھی شامل ہیں جو کہ نجی ہسپتالوں کے قیام سے حکومت کی کوششوں کو SUPPLEMENT کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک عوام کی خاندان کے پروگرام کا تعلق ہے میری رائے میں عوام کی بھرپور شرکت غیر ملکی رضاکار انجمنوں اور مقامی کونسلوں کا تعاون اسکی کامیابی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے جناب والا۔ لہٰذا ان سے پورا پورا تعاون حاصل کیا جانا چاہیئے۔ آج صحت رپورٹ میں میں نے چند ایک نکات کو بہت توجہ سے نوٹ کیا ہے سب سے پہلی خوشی کی بات یہ ہے کہ بجٹ میں کافی اضافہ کیا گیا ہے۔ اور پلاننگ بھی بہتر طور پر کی گئی ہے۔ سیکرٹری صاحب!

برائے مہربانی اس لفظ کو وزیر صحت کی تقریر کے متن سے TALLY کر کے صحیح کر لیں مجھے اس وقت یاد نہیں کہ اصل لفظ کیا تھا CENTS مجھے غلط معلوم ہوتا ہے کا قیام معدل ہیلتھ سنٹرز کی تکمیل پیرا میڈیکل اور لیڈی ہیلتھ وزیٹر ٹریننگ سنٹرز اور پوسٹ گریجویٹ EFFORTS کا ذکر کیا گیا ہے اور خاص طور پر نرسنگ SPECIALISED NURSES اکیڈمی کا قیام وقت کی اشد ضرورت تھی کیونکہ ہمیں سپیشل نرسز کہیں سے نہیں مل رہی تھیں EQUIPTMENT کے سلسلے میں بھی کافی دقت پیش آئی تھی اب یہ امر باعث اطمینان ہے کہ حالات بہتر کئے جا رہے ہیں ACCELERATED PROGRAMME کو ڈبلیو ایچ او کی طرف سے ADMIRE کیا گیا اور پسند کیا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں یہ ایک بہت اچھا سرٹیفکیٹ ہے جس کے لئے ہم سب مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اسکے بعد ہاؤس سرجنز کو زیادہ سے زیادہ ہاؤس جاب پر مقرر کیا جانا بھی بہت حوصلہ افزا ہے۔ ہسپتال کی کارکردگی کے سلسلے میں بھی کافی نمایاں پیش رفت ہوئی ہے جو عوام کے لئے کافی اطمینان و حوصلہ کا باعث ہو گی۔

اور محکمہ صحت کا نئی CORONARY CARE CENTERES قیام کے لئے بھی بہت مبارکباد کا مستحق ہے کیونکہ ہر شخص کو باہر جانے کی سہولت نہیں مل سکتی تو اس سے بہت سی ہماری ضروریات پوری ہو سکیں گی ایک اور بڑی خوشخبری نیشنل ہائی وے لائنگ سسٹم کی ہے جس کے لئے دل سے مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ اس سے ایک دم محسوس ہوا کہ ہم واقعی SPACE AGE کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہ ہمارے یہاں کی بہت بڑی ضرورت تھی حادثات کی صورت میں کم از کم راستے میں کچھ فوری طبی امداد تو مہیا ہو سکے گی۔

جناب والا! اس کے بعد میں آپ کی توجہ اس سنگین حقیقت کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ ہمارے یہاں شرح اموات کا تناسب ابھی بھی ہمیں جھنجھوڑنے کے لئے کافی زیادہ ہے کسی بھی لحاظ سے صحت کا معیار رکھنے کیلئے شرح اموات ہی سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم کتنا آگے بڑھے ہیں یا ہمیں کس سمت میں کوشش کی اور ابھی وزیر صحت نے بھی اگلے پانچ سال کے اموات پر کچھ روشنی ڈالی ہے تو اسی سلسلے میں چند ایک تجاویز پیش کرنا چاہتی ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہیلتھ ایجوکیشن کے سلسلے میں محکمہ صحت نے پچھلے چند سالوں میں واقعی بہت کام کیا ہے۔ لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ جتنا کام ای۔پی۔آئی کے سلسلے میں ہوا ہے اتنا حفظ صحت دوسرے بنیادی لوازمات کی طرف نہیں کیا گیا۔ بچوں کی بیماریوں سے بچاؤ کے ٹیکوں کے سلسلے میں اب عام شہری کی توجہ یقیناً بڑھ گئی ہے بلکہ گاؤں کی عام خواتین

خود ہی ٹیلیویژن سے متاثر ہو کر بچوں کو آتی ہیں۔ جو یقیناً ایک حوصلہ افزا حقیقت ہے۔
لہٰذا میں سمجھتی کہ اب ماحول کی صفائی پینے کے لئے صاف پانی کی اہمیت اور غذائیت یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اب ہمیں ای پی آئی E P I کے ساتھ ساتھ ان سے متعلقہ معلومات کو عام کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ لوکل کونسل کی طرف سے صاف پانی کی فراہمی کی ذمہ داری ضرور ہے لیکن میں جانتی ہوں کہ بہت سی جگہوں پر ابھی تک CHORONOMS بھی مہیا نہیں کئے جا سکے گورنر صاحب کے ڈائریکٹرز دو دفعہ اس سلسلے میں گئے ہیں لیکن اکثر جگہ وہی پرانے طریقوں سے ہی کام چل رہا ہے۔ جو افسوسناک امر ہے اور اس کے لئے پھر سے تاکید ہونی چاہیئے کہ ہر لوکل کونسل کے بجٹ میں اس کو زیادہ سے زیادہ ترجیح دی جائے۔ پوسٹر اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام کو حفظان صحت کی اہمیت سے روشناس کرایا جائے اور اس میں غیر حکومتی رفاہی ادارے کو شامل کیا جائے کہ وہ ہیلتھ ایجوکیشن کے کام میں زیادہ سے زیادہ پیش رفت کروائیں اور مساجد آئمہ کرام کی بھی زیادہ توجہ لی جائے تاکہ وہ ذاتی طہارت ماحول کی صفائی اور صاف پانی اور ایسی چیزیں جنکی ہمارے دین کی طرف سے بہت تاکید کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ تشہیر کریں۔ پرسوں گورنر صاحب نے اپنی تقریر میں مثالی گاؤں کا ذکر کیا تھا تو میں اس سلسلے میں ایک تجویز پیش کرتی ہوں کہ کہ ایک تجویز پیش کرتی ہوں کہ مثالی شہر کا بھی مقابلہ کیا جائے اور اس کی ایک سکیم بنائی جائے اور اس میں لوکل سڑکوں اور سینی ٹیشن خاص طور پر توجہ دی جائے ہر لوکل کونسل کو اس مقابلے کیلئے کچھ INCENTIVE دیا جائے اس کے بعد اساتذہ اور طالبعلموں سے چھٹیوں کے دوران تعاون لیا جائے کہ یہ بھی ہماری بنیادی تعلیم ہی کا ایک سلسلہ ہے اس کو زیادہ سے زیادہ پرموٹ PROMOTE کرنا ضروری ہے جیسے ان کو خواندگی کی مہم کو کامیاب بنانے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کو شامل کریں جو تھوڑا سا CURRICULA ان کا ہوگا۔ تو ان کے لئے کچھ INCENTIVE بھی رکھے جائیں ان کی حوصلہ افزائی یقیناً اس مہم کو زیادہ کامیاب بنانے میں معاون ثابت ہوگی اس کے بعد یونیورسٹی اساتذہ اور طالبعلموں کی خدمات ASSESMENT DATA COLLECTION, PROBLEM اور HEALTH NEEDS کے لئے حاصل کی جائیں۔ اس سے گورنمنٹ کو بھی فائدہ ہوگا اور طلباء کے لئے یہ ایک بڑی تعمیری سرگرمی بھی ہوگی جو میرا خیال ہے قومی نقطۂ نگاہ سے بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوگی۔ ہمارے ہاں DATA COLLECTION کا IDEA

بہت کم ہے حالانکہ یہ DATA ہر لوکل کونسل میں نوٹس بورڈ پر آویزاں کیا جانا چاہئے تاکہ عوام میں مسائل کا شعور پیدا ہو اور اپنی ذمہ داری کا بھی میں سمجھتی ہوں کہ ترقی پذیر ملکوں میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے کے لئے اس کی بڑی ضرورت ہے۔ جیسا کہ ساؤتھ کوریا میں میں نے اس کا بہت زیادہ مظاہرہ دیکھا۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں لوکل کونسل کے دفتروں میں ایسے ریکارڈ جا بجا آویزاں نظر آئے گاؤں کے ہر شخص کو یہ پتا تھا کہ ان کے ہاں کیا کیا مسائل ہیں اور کیا کیا ان کے پاس وسائل ہیں اور انہیں انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنے اہداف کو کیسے اور کب تک حاصل کرنا ہے اس کے بعد منشیات کی وبا کے سلسلے میں ایک تجویز ہے کہ اس میں محکمہ صحت کے ساتھ بہت سے اور محکموں کا تعاون بہت ضروری ہے۔ یہ بہت تشویشناک مسئلہ ہے اور اس مرض سے نمٹنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے لیکن اس میں چونکہ بڑے بڑے سرمایہ دار اور قابل اثر افراد اس تباہی کو پھیلانے کے ذمہ دار بنتے ہیں اس لئے دوسرے متعلقہ محکموں کے تعاون سے ایک قابل عمل منصوبہ بنایا جانا ضروری ہے اور آخر میں میں یہ کہونگی کہ قوم کی روحانی اور اخلاقی صحت کی بحالی کے لئے معیاری لائبریری کا قائم کیا جانا بھی لازمی ہے کیونکہ اس کا بھی صحت سے گہرا تعلق ہوتا ہے یہ سماجی بہبود تعلیم اور صحت کا مشترکہ پراجیکٹ ہونا چاہئے اور ہر لوکل کونسل میں لائبریری قائم کرنے کے لئے زیادہ توجہ دی جانی چاہئے بلکہ ان کا جال بچھا دیا جائے اور خصوصاً خواتین کونسلرز سے میں درخواست کروں گی کہ اپنے دو فیصد ویلفیئر فنڈ سے وہ اگر اس پروجیکٹ پر خصوصی توجہ دیں تو میں سمجھتی ہوں کہ خواتین اور بچوں کی صحت کے لئے اور گھر میں عمومی صحت کے لئے اس کے نتائج بہت دور رس ہوں گے انشاء اللہ (شکریہ)

قائم مقام چیئرمین (ملک اللہ یار خان) ۔ شکریہ۔ بیگم ساجدہ نیر عابدی۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی (لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ) ۔ جناب والا۔ محترم وزیر صحت کی مکمل اور مفصل رپورٹ سننے کے بعد میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک انتہائی اچھی پیش رفت ہے جو صحت کے میدان میں ہوئی ہے۔ فوکل پوائنٹ پر بیسک ہیلتھ سینٹر اور ہر یونین کونسل کی سطح پر رول ہیلتھ سنٹر اس وقت تک ہمیں مہیا ہو چکے ہیں لیکن چونکہ بعض یونین کونسلیں زیادہ دیہاتوں پر مشتمل ہیں اس لئے اب جناب والا دیہاتوں کے معاملے میں تھوڑا سا ترقی کی طرف رخ موڑنا ہوگا کیونکہ ہیلتھ HEALTH FACILITIES کا اس ملک میں رہنے والا حق دار ہے آپ کی وساطت سے محترم وزیر صحت کی خدمت حاصل کیلئے گا۔

میں گزارش کرتی ہوں کہ چھوٹی چھوٹی ڈسپنسریوں کا قیام ہمارے دیہاتوں میں قائم کیجئے۔ اس کے لئے دیہات والے عمارت مہیا کریں گے کچی پکی جس طرح کی بھی کوئی اچھے موقع پر بنی ہوئی بلڈنگ دے سکے گا۔ اس میں چھوٹی ڈسپنسریوں کا اجراء کیا جائے میں نے اس سے پہلے بھی گزارش کی کہ فرسٹ ایڈ کی ٹریننگ مرکز کی سطح پر یا یونین کونسلوں کی سطح پر لوگوں کو دی جائے تاکہ فوری طور پر جو ہمارے لوگ مریض کی حالت کو غلط HANDLING سے بگاڑ دیتے ہیں اس کے لئے تھوڑی بہت ٹریننگ مل جائے۔ اور ڈسپنسریوں کا قیام بھی فوری طور پر طبی سہولت میں معاونت کرے گا۔ اس لئے مہربانی کر کے اس مسئلے پر غور کیا جائے۔ (شکریہ)

حاجی مقصود احمد بٹ (صدر انجمن تاجران (رجسٹرڈ) لاہور۔ جناب چیئرمین! وزیر صحت نے محکمہ صحت کے بارے میں مفصل رپورٹ پیش کی ہے اور فرمایا ہے کہ آئندہ سالانہ بجٹ میں پچاس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ جس طرح پہلے دو دن کے منعقدہ اجلاسوں میں سلائیڈیں دکھا کر کارکردگی پر روشنی ڈالی گئی تھی اور آئندہ کے پروگرام کے بارے میں تفصیلاً بتلایا گیا تھا لیکن حیرت کی بات ہے کہ محکمہ صحت کی نظر سے یہ کیوں نہیں گزارا اور نہ ہی بجٹ کو تقسیم کیا گیا ہے کہ پچاس کروڑ کن کن مدات میں خرچ ہوں گے۔ جناب والا۔ ویسے تو حکومت پنجاب اس وقت موجودہ دور میں بہت سے مفید کام کر رہی ہے لیکن سرکاری ہسپتالوں میں تعینات رجسٹرار اور سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان رات کو اپنے پرائیویٹ کلینک چلاتے ہیں۔ دن کو ہسپتالوں میں فرائض انجام نہیں دیتے بلکہ زیادہ تر میٹنگوں میں ہی ان کے DUTY HOURS گزر جاتے ہیں اور وہ مریضوں پر پوری توجہ نہیں دے پاتے میری گزارش ہے کہ رجسٹرار اور سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان کو ایسے فرائض سونپتے وقت اس بات کو خصوصاً مدنظر رکھا جائے کہ وہ ذاتی پریکٹس نہ کرتے ہوں تاکہ وہ ہسپتال کے انتظامی امور اور دیگر فرائض پر پوری پوری توجہ دے سکیں۔ جناب والا میں مزید گزارش کروں گا کہ وہ ہسپتال جو عوام اپنی مدد آپ کے تحت چلا رہے ہیں جیسا کہ لاہور میں برنس مین ہسپتال، چیمبرز کے تعاون سے چل رہا ہے۔ اسی طرح فصاحت ہارون ہسپتال شام نگر۔ خیبنی ہسپتال اندرون اکبری گیٹ قائم ہے۔ ایسے ہسپتالوں میں بھی حکومت کی طرف سے ایک یا دو ڈاکٹر کچھ وقت دیں تو اس سے اپنی مدد آپ کے تحت ان عوامی ہسپتالوں کی حوصلہ افزائی ہوگی اور عوام اپنی مدد آپ کے تحت ہسپتال قائم کرنے میں مزید راغب ہوں گے جناب والا۔ آخر میں منشیات کے روز بروز بڑھتے ہوئے ناسور کی بات کروں گا۔ یہ حقیقت ہے کہ منشیات کا کام گزشتہ ایام میں بہت عروج پر تھا لیکن لاہور کی پولیس اور محکمہ آبکاری نے کافی حد تک اس پر قابو پا لیا ہے۔ ایک فلاسفر کا کہنا ہے کہ برائی بڑے لوگوں سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ شریفوں کی خاموشی سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ حقیقت ہے

کہ ہم لوگوں کی خاموشی کی وجہ سے اس برائی کا رجحان بڑھا تھا میری ایک رائے ہے کہ کیوں نہ ہم محلہ وار کمیٹیاں تشکیل دیں جو انتظامیہ کے ساتھ مل کر اس بدعت کا مکمل خاتمہ کر دیں۔ شکریہ

چوہدری ظہیر احمد تاج (جنرل سیکرٹری پنجاب فیڈریشن آف ٹریڈ یونین) جناب والا میں ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آپ کے لئے اور اس معزز ایوان کے لیے بھی یہ ایک دلچسپ خبر ہوگی۔ یہ ایک کروڑ روپے کا مسئلہ ہے۔ محکمہ ہیلتھ نے ۸۳-۸۴ کو ایکسرے پلانٹس کے کچھ ٹینڈرز طلب کئے یہ ایکسرے پلانٹس رورل ہیلتھ سینٹروں اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں لگائے جانے تھے۔ اور ان کے لگانے کا پروگرام بھی محکمہ ہیلتھ کا ہے۔ تو جو بات چل رہی تھی وہ تھی کہ ۱۰۰ ایم اے کے ایکسرے پلانٹ لگائے جائیں۔ ہوا یہ ہے کہ جو کمپنیاں ENLIST جس میں SEIMENS اور GEC اور اسی طرح کی جو دیگر یورپین کمپنیاں تھیں ان کے ٹینڈرز ریکارڈ پر موجود تھے ۱۷ اپریل کو فیصلہ ہونا تھا۔ ان کو روک لیا گیا۔ اور ایک توشیبا کمپنی تھی۔ اسے ENLIST کرنے کے لیے خاصی محنت کی گئی توشیبا کی شہرت مارکیٹ میں کچھ اچھی نہیں ہے اس کو ٹیسٹ کرنے کے لیے ٹیم کو پنڈی ولنگڈن ہسپتال میں بھیجا گیا کہ اس کی ٹیوب چیک کی جائے۔ جناب والا وہ ٹیوب ۸۰ ہزار روپے کی آتی ہے۔ تو وہ فیوز ہوگئی اور پھر چار روپے کے جوڈیشل اسٹامپ پر UNDERTAKING لے لی گئی کہ آئندہ کے لئے کمپنی صحیح سپلائی کرے گی اور اس کو ENLIST کیا گیا۔ اس سلسلہ میں جو نئی بات ہوئی وہ یہ ہے کہ ۱۰۰ ایم اے کی بجائے انہوں نے کہا کہ اس کو ۵۰۰ ایم اے کر دیا جائے کیوں کہ توشیبا والے ۱۰۰ ایم اے کی بناتے نہیں ہیں۔ لہٰذا اس کو ۵۰۰ ایم اے کر دیا جائے تاکہ وہ کمپنی COMPETITION میں آسکے۔ حضور والا ہمیں توشیبا سے کوئی عناد نہیں ہے۔ وہ بسم اللہ، ہزار دفعہ اس COMPETITION میں آئے لیکن دو قسم کا COMPETITION کرانا ہوگا۔ اگر آپ نے JAPANESE بنانے ہیں۔ تو آپ مہربانی کر کے دیگر جاپانی فرموں کو بھی اس کا موقع دیں۔ جیسے ہتاچی، اکوما، شوما، ینا کا ہے یا دیگر فرمیں ہیں۔ اور چوں کہ یورپین کمپنیوں کے ریٹس اپنے پراڈکٹس کے معیاری ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوتے ہیں ان کا علیحدہ کمپیٹیشن کیجئے۔ لیکن ۸۰، ۸۰ ہزار روپے کی ٹیوبیں دیہات میں اگر روز جلنا شروع ہوئیں اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ان کی مرمت کے لیے کمپنی کا آدمی یہاں سے جایا کرے گا اور وہ فی گھنٹہ ۲۰۰ روپے چارج کیا کرے گا اور جو ہمارا مقصد ہے وہ ختم ہو جائے گا۔ تو میرے عرض کرنے کا مقصد تھا کہ مہربانی کر کے ایک تو خریداری کرنے سے پہلے اس کا معیار اور اس کی OUT PUT اور اس کی REPUTATION کا اندازہ لگایا جائے پھر اس کو COMPETITION میں شامل کیا جائے۔ لیکن یہ مناسب نہیں کہ اگر آپ کو ہاتھی مفت مل جائے۔ تو آپ اس کو گھر باندھ لیں چاہے چارہ دینے کے لیے پیسے ہی نہ ہوں تو ایسا معیار مقرر نہ

کیا جائے۔ ۱۰۰ ایم اے کے جو یونٹ ہیں۔ ان کے متعلق ڈاکٹر صاحبان زیادہ جانتے ہیں کہ وہ اگر لگائیں گے تو وہ زیادہ ECONOMICAL بھی ہوں گے اور روزمرہ کے معمول کے مطابق بھی ہوں گے اس کے علاوہ تیسری اہم دقت یہ ہے کہ اگر آپ نے ۵۰۰ ایم ایم اے کے لگا دیئے تو ان کے لئے ECONOMICAL بھی ہوں گے۔ ان کے لیے RADIOLOGIST وہاں پر نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین :۔ اگلے نکتے پر آیئے۔

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ جناب والا۔ میں اگلے نکتہ پر آتا ہوں کہ محکمہ ہیلتھ میں کروڑوں روپے کا جو EQUIPMENT خرید ہوتا ہے انہوں نے اس کا کیا معیار رکھا ہوا ہے۔ اگر مجھے انکوائری کے لئے کہا جائے تو میں یہ خدمت فی سبیل اللہ سرانجام دوں گا۔

FOR THE HEALTH OF MY NATION AND MYSELF وہ یہ ہے کہ جناب لوگوں کے کھوکھے بھی موجود ہیں۔ اور وہ لوگ کروڑوں روپے کی EQUIPMENT سپلائی بھی کرتے ہیں، عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کو بھی رسٹ پر لانے کے لیے کوئی معیار بنایئے۔

ع ہم تو کل بھی سردار حقیقت کے امین تھے آج بھی انکار حقیقت نہ کریں گے

اس پر توجہ فرمائی جائے۔ شکریہ

الحاج چوہدری محمد حیات (جنرل سیکرٹری پاکستان موٹر ٹرانسپورٹ) جناب چیئرمین، وزیر صحت نے بڑا مختصر مگر جامع قسم کا جائزہ پیش کیا۔ میں وزیر صحت صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ملاوٹ کے سلسلہ یعنی فوڈ ایڈلٹریشن FOOD ADULTRATION کے بارہ میں انہوں نے کیا دلچسپی لی۔ ان کی اپنی رپورٹ سے تو کوئی خاص بات واضح نہیں ہے۔ میں لاہور کی مثال دیتا ہوں جہاں پر ان کا ہیڈ کوارٹر ہے جہاں یہ رہتے ہیں یا تو یہ ہر دوسرے تیسرے روز گوجرانوالہ چلے جاتے ہیں۔ جو کہ آبائی گاؤں ہے۔ ورنہ لاہور میں یہ حالت ہے کہ گزشتہ دس سال سے ملاوٹ کے کیسز پر کوئی بھی خاطر خواہ ایکشن نہیں ہوا اس سلسلہ میں جو MAXIMUM PUNISHMENT رکھی گئی ہے وہ آج تک کسی شخص کو نہیں ملی ہے کیسز DETECT ہوتے ہیں، پکڑے جاتے ہیں، کچھ تو ارادتاً ان کا نام اور پتہ غلط لکھا دیا جاتا ہے۔ جو بعد ازاں فائل کر دیئے جاتے ہیں، اور کچھ عدالت میں پیش ہی نہیں ہوتے۔ کچھ عدم ثبوت کی وجہ سے فائل کر دیئے جاتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو کہ لیبارٹری میں جاتے ہیں۔ اور مہینوں وہاں پر پڑے رہتے ہیں۔ اور ان پر بھی کوئی ایکشن نہیں ہوتا۔ میری اس سلسلہ میں مودبانہ گزارش ہے کہ جہاں محکمہ والے ہر روز مختلف ایڈورٹائزمنٹ پر لاکھوں

روپے خرچ کرتے ہیں۔ اخبارات میں ان کے روزانہ اشتہارات آتے ہیں۔ وہاں ملاوٹ جو کہ انسانی ضروریات کی ایک اہم شے ہے اس پر انہیں ضروری توجہ دینی چاہیئے دوسرا میں SPECIALISTS کے متعلق عرض کروں گا۔ کہ قصور میں ابھی حال ہی میں ایک نئے ہسپتال نے کام کرنا شروع کیا ہے۔ وہاں پر سپیشلسٹ کی جگہ عرصہ دراز سے خالی پڑی ہوئی۔ پہلے ہسپتال میں بھی خالی ہے۔ ان سے گزارش ہے کہ اس کو پُر کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے یہ نہیں بتایا کہ کس سپیشلسٹ کی جگہ خالی ہے۔

الحاج چوہدری محمد حیات: جناب والا مختلف کے سپیشلسٹ ہوتے ہیں ہماری ان مجھے زبانی تو یاد نہیں ہیں۔ وہاں کے لوگوں کی یہی ڈیمانڈز ہیں۔ کہ وہاں پر سپیشلسٹ کی جو اسامیاں خالی ہیں ان کو پُر کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مختلف شعبہ جات کے سپیشلسٹ ہوتے ہیں۔

الحاج چوہدری محمد حیات: جناب والا میں ان کو SEPARATELY بتا دوں گا تفصیل یہ کہ FLYING SQUADS کا جو پروگرام انہوں نے بتایا ہے وہ بڑا قابل تحسین ہے۔ مگر اس پر آج صبح تک کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ بقول وزیر موصوف کے انہوں نے فرمایا تھا کہ AMBULANCE ایک آئی ہے پانچ ابھی آئی ہیں۔ اور کچھ کل تک پہنچ رہی ہیں۔ تو وہ صرف ہائی وے پر نہیں۔ میں مودبانہ عرض کروں گا کہ جہاں ایکسیڈنٹ کے مقامات ہیں۔ خاص طور پر جہاں CONGESTION ہے جہاں پر روڈ ایکسیڈنٹ روزانہ ہوتے ہیں ان کو کوئی فرسٹ ایڈ نہیں دی جاتی ہے۔ تو ہم ان کی نشاندہی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس میں ہمارا ایک علیحدہ ادارہ ہے جو کہ مرنے والے کے لواحقین کو COMPENSATION دیتا ہے۔ دوسروں کو تو اس سلسلہ میں کوئی پیش رفت ہونی چاہیئے یہ ایک اچھا قدم ہے۔ شکریہ۔

مس سکینہ بیگم چوہدری۔ (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن، فیصل آباد)۔ جناب چیئرمین ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے جناب وزیر صحت صاحب نے بہت اچھی رپورٹ پیش کی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں دو تین باتیں ان کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کیونکہ فیصل آباد پاکستان کا تیسرا بڑا شہر اور پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے مگر اس تناسب سے وہاں پر ٹریننگ سکول وغیرہ نہیں کھولے جاتے ہیں۔ ابھی انہوں نے بتایا ہے کہ ملتان اور لاہور میں لیڈی ڈسپنسروں کی ٹریننگ کے لئے کالج ہے۔ چونکہ فیصل آباد کی آبادی سولہ لاکھ کے قریب ہے۔ اور ضلع دیہی

علاقوں کو ساتھ ملا کر کل آبادی ۳۲ لاکھ کی ہو جاتی ہے۔ اگر وہاں پر کوئی لیڈی ٹریننگ کالج اور دائیوں کی ٹریننگ کے لئے کوئی سکول کھول دیئے جائیں تو وہاں کی ساری آبادی مستفید ہو سکتی ہے۔ اس لئے میری یہ گذارش ہے کہ فیصل آباد کو نظر انداز نہ کریں۔ اس بات پر اکتفا نہ کریں کہ وہاں پر ۵۰۰ بیڈ کا ایک ہسپتال بنا دیا گیا ہے اس کی آبادی پر بھی غور کریں کیونکہ فیصل آباد بہت بڑا شہر ہے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا ہے کہ دائیوں کی تربیت کے لئے ۵۰ لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔ لیکن ہمارے نوٹس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ اس رقم سے دائیوں کو سکالرشپ دیئے جاتے ہیں۔ فیصل آباد میں ایسا کوئی سکالرشپ نہیں دیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہاں پر ایک ڈاکٹر ہیں مسز الطاف بشیر وہ رضاکارانہ طور پر کام کرتی ہیں۔ اور گاؤں میں وہ اپنے خرچ پر جا کر دائیوں کو تربیت دیتی ہیں۔ لیکن پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے وہاں پر ایسا کوئی کام نہیں ہو رہا ہے اس لئے میری وزیر صحت سے گذارش ہے آپ کی وساطت سے کہ فیصل آباد میں زیادہ سے زیادہ ٹریننگ سکول برائے خواتین کھولیں تاکہ آئندہ جو ہماری خواتین طالبات ہیں وہ وہاں سے مستفید ہو کر وہیں پر کام کر سکیں اور ہماری فیصل آباد کی لڑکیوں کو دور دراز سے ملتان آ کر جو ٹریننگ لینا پڑتی ہے۔ ان کو فیصل آباد ہی میں ٹریننگ مل سکے۔ باقی انہوں نے بتایا ہے کہ ۳۴ ویں روڈ ایکسیڈنٹ کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ اس کو میں APPRECIATE کرتی ہوں۔ اور باقی وہ رپورٹ بہت اچھی تھی۔ THANK YOU

مس شاہین عتیق الرحمن۔ (نامزد رکن لاہور) جناب والا وزیر صحت کی خدمت میں ایک دو تجاویز پیش کرنا چاہتی ہوں۔ ایک تو وہ شکایت عام ہے کہ رورل SECTORS میں ڈاکٹر نہیں جاتے۔ اس سلسلہ میں میری گذارش یہ ہے کہ اگر آپ انہیں زیادہ تنخواہوں کا INCENTIVE دیں تو وہاں ڈاکٹر جائیں گے۔ اس کے علاوہ رورل ایریا زمین جو ڈاکٹر جائیں ان کا SLAB اور ہونا چاہیئے۔ دوسری بات یہ ہے جیسا کہ معزز رکن خاقان بابر صاحب نے کہا کہ ہمارا ایک وفد جب سندھ کے دورہ پر گیا تو وہاں جا کر ہمیں معلوم ہوا کہ وہاں ایک بڑی اچھی سکیم شروع کی گئی ہے جناب والا اگر بہت اچھے پلان بنائے بھی جائیں۔ لیکن اگر ان کی صحیح طرح سے سپروائزری نہ کی جائے تو اس کے متوقع نتائج حاصل نہیں کئے جا سکتے۔ ہم نے کافی اضلاع دیکھے ہیں مگر وہاں پر طبی سہولتیں نہیں ہیں اور سنٹر DEAD پڑے ہوئے ہیں۔ اول تو ڈاکٹر نہیں ہیں اور اگر ڈاکٹر موجود ہیں تو ادویات نہیں ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے سندھ میں ایک سٹیزن سپروائزری کمیٹی تشکیل کی گئی ہے۔ جس کی تشکیل گورنر سندھ کرتے ہیں۔ سندھ کی یہ سٹیزن سپروائزری کمیٹی ہسپتالوں کو چیک کرتی ہے کہ آیا ان میں کام ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا۔ اسی طرز پر اگر پنجاب میں بھی سپروائزری کمیٹی تشکیل دے دی جائے تو ہمیں کافی فائدہ حاصل ہو گا۔ کیونکہ صرف محکمہ پر DEPEND کرنا،

میں سمجھتی ہوں کہ کچھ زیادہ ہی CONFIDENCE IMPORE کرنے والی بات ہے۔ آخر میں آپ سے کچھ FACTS حاصل کرنا چاہتی تھی، جب وزیر موصوف تبصرہ کریں تو اس کا جواب دے دیں ایک تو یہ کہ آپ پاپولیشن پلاننگ پر کتنے فیصد فنڈز مختص کر رہے ہیں۔ دوسرا میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ کا دوسرے صوبوں کے مقابلے میں کتنا EXPENDITURE ہے COMPARATIVELY TO OTHER PROVINCES خاص طور پر آبادی کے تناسب سے کتنے ہسپتال ہیں اور ان میں کتنے بستروں کی گنجائش ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہوا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ سندھ میں اور سرحد میں بہتر سہولیات ہیں۔ اس لئے میں یہ دریافت کرنا چاہوں گی کہ پنجاب اس سلسلہ میں کیوں پیچھے رہ گیا ہے۔ بہت بہت شکریہ

قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ۔

چوہدری پرویز الٰہی (چیئرمین ضلع کونسل گجرات) جناب والا وزیر صحت نے بڑی تفصیل کے ساتھ ہیلتھ پالیسی کی وضاحت کی ہے اور یہ پالیسی قابل تعریف ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ویکسینیشن پروگرام کے متعلق بھی تفصیل بیان کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پروگرام قابل تعریف ہے لیکن اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے کچھ غیر تربیت یافتہ افراد بھی اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں کئی شکایات ایسی ملی ہیں کہ صفائی کا بندوبست صحیح نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ بچوں کو ٹیکہ لگنے کے بعد PUSS پیدا ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں وزیر موصوف کو ضرور سوچنا چاہیئے۔ اس کے بعد جناب والا دوسرا پوائنٹ میرے ذہن میں رورل ہیلتھ سنٹرز کے بارے میں ہے وزیر صحت نے فرمایا کہ ہماری یہ کوشش ہے کہ جگہ جگہ رورل ہیلتھ سنٹر بنا دیئے جائیں۔ جناب والا میں آپ کی خدمت میں یہ بات گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت MATERNAL DEATH RATE ۸ فیصد کے قریب ہے۔ اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ گو آپ نے دائیوں کا بندوبست تو کیا ہوا ہے لیکن ان کے پاس بنیادی آلات نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں INFANTS DEATH RATE کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ اس وقت ۲۰ فیصد کے قریب ہے، اور یہ سب کچھ رورل ہیلتھ سنٹروں میں مناسب انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں میری یہ تجویز ہے کہ جس طرح بڑے ہسپتالوں میں آپ نے INCUBATORS رکھے ہوئے ہیں ان ہیلتھ سنٹروں میں بھی کم از کم ایک ایک INCUBATORS رکھا جائے۔

جناب والا میری تیسری گذارش MALARIA ERADICATION کے بارے میں ہے۔ پاکستان میں جو امراض زیادہ نقصان پہنچا رہی ہیں ان میں ملیریا تیسرے نمبر پر آتا ہے دیہی علاقوں میں ۸۰۹۵ فیصد، شہروں میں ۷۰۳۳ فیصد اور پورے ملک میں ۸۰۷۰ فیصد لوگ اس بیماری کا

شکار ہوتے ہیں۔ ۱۹۶۱ء میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی مدد سے ملریا ایریڈیکیشن پروگرام ملک بھر میں شروع کیا گیا اور اس کے نتائج بھی حوصلہ افزا رہے لیکن ۱۹۷۲ء میں اس کے دوبارہ آثار نمودار ہوئے۔ جناب والا میں محکمہ صحت کو تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس موذی مرض کے تدارک کے لئے اور اس کے محرکات کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور سدباب کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ۔

قاضی عبدالقدوس (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی)۔ جناب چیئرمین بہت سی باتیں کہی جا چکی ہیں اس لئے میں مختصراً چند تجاویز پیش کرتا ہوں۔ ایک بات جو وزیر صحت نے اپنی تقریر میں پیش کی اور متعدد اراکین کونسل نے اسے دہرایا یہ ہے کہ ڈاکٹر دور دراز سنٹرز میں نہیں جاتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات صرف کہنا ہی ضروری نہیں بلکہ اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے کہ اس بات کا تدارک ہو سکے۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بہت سے ایسے ڈاکٹر بھی ہیں جو کاغذی طور پر دیہاتوں میں اپوائنٹ ہو جاتے ہیں لیکن وہ ہفتہ میں ایک دو دفعہ وہاں جاتے ہیں اور ان کی رہائش ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں رہتی ہے یا پھر وہ روز چالیس پچاس میل کا سفر طے کر کے گیارہ بارہ بجے پہنچتے ہیں اور ایک دو گھنٹے بیٹھ کر واپس چلے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں میری ایک تجویز یہ ہے کہ ڈاکٹروں کو اپنے رہائشی ضلع میں تعینات نہ کیا جائے بلکہ انہیں اپنے ضلع سے باہر تعینات کیا جائے اور وہاں انہیں ہر طرح کی سہولت دی جائے۔ اس طرح ڈاکٹروں کا ہر روز اپنے گھر سے اپنے کلینک کو چلانا، یا کسی پرائیویٹ کلینک کے ساتھ منسلک ہو کر اپنی پرائیویٹ پریکٹس کرنے کا رجحان ختم کیا جا سکتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ اگر باقی لوگ دوسرے صوبوں میں جا کر ملازمتیں کر سکتے ہیں اور ان کے اپنے ضلع میں پابندی ہوتی ہے کہ وہ اپنے ضلع میں تعینات نہیں ہو سکتے تو ڈاکٹروں کیلئے بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی خاص تعزیری بات نہیں ہوگی کہ وہ برا منائیں۔ ایک بات جو یہاں ایک فاضل رکن نے کہی وہ نہایت حقیقت پر مبنی ہے۔ وزیر صحت نے اپنی تقریر میں یہ بات دہرائی ہے کہ بیسک ہیلتھ یونٹ کے متعلق ان کا TARGET یہ ہے کہ ہر یونین کونسل میں سے ایک بیسک ہیلتھ یونٹ ضرور کھولیں گے بہت اچھی بات ہے لیکن میں اس سے اختلاف کرتا ہوں جس وقت تک ایک یونین کونسل میں دو بیسک ہیلتھ یونٹ نہ ہوں گے

یا بیسک ہیلتھ یونٹ کے علاوہ کوئی دوسری ڈسپنسری موجود ہے اس وقت تک یہ کہنا کہ ہم دیہاتوں کو بھی سہولتیں بہم پہنچا رہے ہیں درست نہیں ہوگا کیونکہ بہت سے بیسک ہیلتھ یونٹ کونسل کے ہیڈ کوارٹر میں بنتے ہیں اور بہت سے ہیڈ کوارٹر ایسے ہیں جہاں پر سڑک پہنچ گئی ہے اور ان کے تین چوتھائی حصہ دو چار میل کے فاصلے پر واقع ہیں۔ ان لوگوں کیلئے وہاں آنا ناممکن ہے۔ ایسی صورت میں آپ واقعی اگر شہروں سے ہٹ کر دیہاتیوں کو بھی سہولتیں پہنچانا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم دو بیسک ہیلتھ یونٹ ہونے چاہئیں یا ایسا بھی ہو رہا ہے کہ ایک یونین کونسل میں اگر ڈسپنسری موجود ہے تو اسے ختم کر کے وہاں بیسک ہیلتھ یونٹ کھولا جا رہا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس ڈسپنسری کو ختم کرنے کی بجائے اسے اسی یونین کونسل میں یا کسی دوسری زیادہ ضرورت مند یونین کونسل میں موزوں مقام پر کھول دیا جائے اس کے بعد ایک اور بات جس کی DISTINCTION کچھ اس طرح ہے کہ بیسک ہیلتھ یونٹ اور بڑے جنرل ہسپتال کے درمیان رورل ہیلتھ سنٹر کی ضرورت ہے۔ رورل ہیلتھ سنٹر بیسک ہیلتھ یونٹ سے بڑا ہوتا ہے لیکن بہت سے رورل ہیلتھ سنٹر ڈسپنسریوں کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ میں قاضیاں رورل ہیلتھ سنٹر کی مثال پیش کرتا ہوں ۱۵ سال سے ڈسپنسر چلا رہے ہیں۔ جب کہ وہاں ایک ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر ہونی چاہیئے ۱۵ سال کے بعد اب ایک ڈاکٹر صاحب تعینات ہوئے ہیں، لیڈی ڈاکٹر کی غیر موجودگی مسلسل جاری ہے اور وہ ڈاکٹر بھی اسی طرح ہفتہ میں ایک دفعہ یا روزانہ ایک دو گھنٹے کیلئے اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہیں میرا مطلب یہ ہے کہ بیسک ہیلتھ یونٹ کی طرف توجہ ضرور دی جائے لیکن رورل ہیلتھ سنٹر کو کم از کم اپنا مقام ضرور دیا جائے۔ نیا بچہ پیدا ہونے کے بعد سوتیلی ماں والا سلوک نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین (ملک اللہ یار خان) شکریہ

ابھی ہمارے پاس پانچ ہیں ایک بجکر پندرہ منٹ پر اجلاس برخاست ہوگا۔ ایک بج کر پندرہ منٹ کے بعد دو بج کر پندرہ منٹ تک کھانے اور نماز کا وقفہ ہوگا دو بج کر پندرہ منٹ پر جب ہم پھر ملیں گے تو تین اراکین کو بولنے کا موقع ملے گا اس کے بعد پھر وزیر زراعت بجٹ کے اختتامی کلمات کہیں گے اور WIND UP کریں گے اس کے بعد عام بحث ہوگی اب ہمارے پاس صرف تین منٹ بچے صاحب اگر آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں تو کہیے۔

بیگم نجمہ حمید۔ (خاتون کونسلر، ضلع، راولپنڈی) جناب چیئرمین۔ جناب وزیر صحت نے بہت اچھی رپورٹ پیش کی ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے راولپنڈی میں ہولی فیملی ہسپتال میں ڈی۔ فریزر جیسی کوئی چیز نہیں ہے جہاں مردہ رکھتے ہیں تو میں دوسرے ہسپتالوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتی ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ کس چیز کے متعلق آپ نے کہا ہے؟

بیگم نجمہ حمید۔ مردے رکھنے کیلئے جو چیز ہوتی ہے اور وہ ڈی فریزر ٹائپ ہوتی ہے اور وہ ڈی فریزر ٹائپ ہوتی ہے مجھے اس کا نام نہیں پتہ

دوسری جناب والا بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ لاہور اور ملتان ٹریننگ کیلئے ٹریننگ سنٹرز شروع کئے گئے ہیں میں چاہتی ہوں کہ راولپنڈی میں بھی اسلام آباد کے متاثرین کیلئے دائمی ٹریننگ اور دوسری ٹریننگ شروع کریں ہم ان کو کارپوریشن کی طرف سے جگہ بھی مہیا کریں گے لیکن یہ ٹریننگ سنٹر ہیلتھ کی طرف سے کھولیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام چیئرمین۔ اب نماز اور کھانے کا وقفہ ہے دو بج کر پندرہ منٹ پر ہم دوبارہ اکٹھے ہوں گے۔

اناؤنسر:۔ ایک ضروری اعلان سنئے۔ آج شام کو وزیر خزانہ کے اعشائیہ میں لے جانے کیلئے پیپلز ہاؤس میں مقیم کونسلر صاحبان کو ٹرانسپورٹ کی سہولت دی جائے گی یہ ٹرانسپورٹ پیپلز ہاؤس میں موجود ہوگی جو کونسلر صاحبان اور خواتین اس سے استفادہ حاصل کرنا چاہیں انہیں خوش آمدید کہا جائے گا۔

(ایک بج کر پندرہ منٹ پر اجلاس کی کارروائی برخاست ہوئی)

دو بج کر سترہ منٹ پر اجلاس کی کارروائی وقفہ ظہرانہ اور نماز کے بعد زیر صدارت قائم مقام چیئرمین دوبارہ شروع ہوئی۔

چوہدری منور حسین تارڑ (چیئرمین، ضلع کونسل، گجرات) جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ضلع ہیڈکوارٹر گجرات میں ٹی بی۔ وارڈ میں ٹی۔ بی کے مریضوں کو ناکارہ دوائیاں دی جاتی ہیں اچھی و اعلیٰ قسم کی دوائیاں کا پتہ نہیں کہ کہاں جاتی ہیں اور مریضوں کو بازار سے دوائیاں خریدنی پڑتی ہیں اس طرح سے جو غریب مریض ہیں وہ اپنا علاج نہیں کروا سکتے مثال کے طور پر ایفاڈرین کی گولیاں ہسپتال کو مہیا کی جاتی ہیں لیکن ہسپتال والے کسی مریض کو وہ گولیاں نہیں دیتے تو میری

گذارش ہے کہ اسپتال والوں کو تنبیہہ کی جائے کہ وہ مریضوں کو مفت دوائیاں مہیا کریں
(قطع کلامیاں)
شکریہ۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال (چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال) جناب چیئرمین

اٹھا جو مینا بدست ساقی رہی نہ کچھ تاب ضبط باقی
تمام میکش پکار اٹھے یہاں سے پہلے کہاں سے پہلے

وزیر موصوف نے بڑی اچھی تقریر کی ہے اور صحت کے متعلق بتایا ہے کہ حکومت اس طرف خاص توجہ دے رہی ہے اور اس میدان میں محکمہ بہت ترقی کر رہا ہے۔ اسکے متعلق خاص مثالیں بھی دیں اور ترقی کی رفتار کا جائزہ بھی لیا۔ اس سلسلہ میں میں گذارش کرونگا کہ جو بیسک BASIC ہیلتھ سنٹر اضلاع میں دیئے جاتے ہیں ان پر پابندی لگا دی گئی ہے کہ ایک تو یونین کونسل کا ہیڈ کوارٹر ہو دوسرے یہ کہ وہ پانچ میل کے اندر اندر ہو اسکے علاوہ کوئی اور ہیلتھ سنٹر نہ ہو۔ میں عرض کرونگا کہ پانچ میل کے اندر کیونکہ کچھ یونین کونسل کے ہیڈ کوارٹر جو ہیں وہ درمیان میں نہیں ہیں اس کا فاصلہ کم از کم چار پانچ میل سے زیادہ ہو جاتا ہے اور پوری یونین کونسل کے لوگ اس سہولت سے مستفید نہیں ہوتے۔ اسکے متعلق میں گذارش کرونگا کہ اس میں تبدیلی کی جائے۔ اسی طرح ایک مرکز یعنی PRIMARY HELTH CENTER بھی شرط لگی ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ مرکز یا سنٹر ایسے جگہوں پر بنے ہیں جہاں ٹرانسپورٹ کی سہولت میسر نہیں۔ مثال کے طور پر اپنے ضلع میں ۸۴-۱۹۸۳ میں رورل ہیلتھ سنٹر ہمیں ملا تھا جو کہ پچھلے سال میں ضلع کونسل نے APPROVE کیا۔ ضلع کی کوآرڈینیشن کمیٹی میں APPROVE ہوا اسکے بعد وہ ڈیسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹی میں بھی APPROVE ہو گیا۔ جب اسکی پلاننگ کا وقت آیا تو محکمہ کی طرف سے ایک چٹھی چلی گئی کہ جناب آپ نہیں بنا سکتے۔ جس جگہ آپ نے اسکو منظور کیا ہے اس جگہ مرکز کونسل کے دفتر نہیں ہے۔ اگر جناب مرکز کونسل کے دفتر کو دیکھا جائے تو وہ سڑک سے ہٹ کر پورا میل دور ہے۔ وہاں کوئی ٹرانسپورٹ جاتی بھی نہیں۔ یہ سنٹر جس جگہ پر ضلع کونسل نے منظور کیا ہے وہ جگہ اسی طرح سے ہے جس سے ضلع ملتان کے لوگ ہیں۔ ضلع وہاڑی کے لوگ بھی اور ضلع ساہیوال کے لوگ بھی۔ ضلع وہاڑی کے لوگ بھی اور ضلع ساہیوال کے لوگ بھی مستفید ہو سکتے ہیں [illegible] ضلع کے لوگ

لوگوں کی بات ہے ہوتی بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو روٹ ہے اس سے اس علاقے کے عوام مستفید ہو سکیں۔ اس طرح سے روٹ ایک منٹر کے نزدیک میرے خیال میں ۱۵ میل اور ۲۰ میل کے نزدیک کوئی اور ایسے منٹر ہے بھی نہیں۔ کوئی بھی سہولت نہیں ہے وہ علاقہ بھی جس جگہ ہم نے تجویز کیا کہ ایک ورکشاپ ہے اس طرف حالانکہ گورنمنٹ اتنی توجہ بھی دے رہی ہے لیکن اس میں کمیونیکیشن کا خاص مسئلہ ہے اس سلسلہ میں میری یہ گزارش ہے یہ جو پابندی ہے اسکو ختم کیا جائے۔

جناب والا نمبر ۲ میری گزارش کمیونیکیشن کا ہوں میں جو سٹیشن کم کی گئی ہیں ان کے متعلق ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ ہم ترقی کر رہے ہیں اور خاص ترقی ہو بھی رہی ہے۔ ڈاکخانوں کی اور بھی ضرورت ہے چہ جائیکہ نفریوں کو اور بھی کم کر دیں ڈاکخانے اور کم ہوں۔

تیسری جناب والا گزارش یہ ہے اس پر خاص یہاں بحث بھی ہوئی ہے اور شکایات بھی ہوئی ہیں کہ ہسپتالوں میں دوائیاں بالکل نہیں ملتیں اور مریضوں کا علاج بالکل نہیں ہوتا۔ ان کی نگرانی کے لیئے وہیں کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جو کہ ان ہسپتالوں میں آنے والے مریض ہیں انکی سہولت کیلئے ہوں اور ان کمیٹیوں کے آفس بھی ہسپتالوں کے اندر ہونے چاہیں جو عوام کی شکایات کو سنیں اور ان کی مدد کر سکیں یہی میری گزارشات ہیں۔

چوہدری شیر علی (میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) جناب چیئرمین جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ لاہور میں پہلے ایک سپیشلسٹ تھا اب ۱۲ ہیں۔ بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ دوسرے شہروں کی حالت بھی یہی ہے کہ پہلے جتنے تھے اس سے اب زیادہ ہوں گے لیکن میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ یہ سپیشلسٹ جو ہمارے ہسپتالوں میں کبھی ان کے گھروں پر شام کے وقت جایا کریں کیونکہ وہ ہسپتال میں بہت کم وقت دیتے ہیں وہ کہتے ہیں آپ شام میری کوٹھی پر آئیں۔ تین چار سو روپیہ وہ فیس لیتے ہیں جب کہ ملازم رکھا ان کو ہسپتال کیلئے گیا ہے۔ بعض تو ایسے ہیں کہ بیس بیس روز ان سپیشلسٹوں سے لوگوں کو وقت ہی نہیں ملتا اگر آج ہم ٹیلیفون کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم چیک اپ کروانا چاہتے ہیں تو آج سے ۲۰ روز بعد وہ اپنی کوٹھی پر ڈیٹ دیتے ہیں۔ جناب سے یہ گزارش ہے کہ ان کو عوام کے علاج کیلئے رکھا گیا ہے ان کی کوٹھیاں بھی چیک کر لیا کریں۔

جناب والا ایک اہم بات جو کہ وزیر موصوف نے فرمائی ہے اور کچھ دوستوں نے اس پر اظہار خیال بھی کیا ہے میں بھی اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں اور وہ منشیات کا

مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ منشیات بنانے والا آپکے سامنے ہے۔ منشیات بیچنے والا آپ کے سامنے ہے اور منشیات پینے والا سڑکوں اور گلیوں میں پڑا ہے۔ کہیں حکومت تو خود نہیں یہ کراتی۔ جبکہ تینوں پارٹیاں سامنے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو پکڑا نہیں جاتا اور ختم نہیں کیا جاتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا اس میں میری گزارش یہ ہے یہ جو قوم کے قاتل ہیں۔ معاشرے کے بھی قاتل ہیں۔ ہماری تہذیب کے بھی قاتل ہیں اور ہماری تہذیب کے بھی قاتل ہیں اور ہماری آنے والی نسلوں کے بھی قاتل ہیں۔ ان کو سرعام گولی ماری جائے۔ اگر ہم تقریریں کرتے رہے باتیں کرتے رہے تو کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوگا ابھی وزیر موصوف نے اقرار کیا ہے اور ان کی رپورٹ کے مطابق یہ وبا سکولوں اور یونیورسٹیوں میں پہنچ چکی ہے تو اسکا علاج کب ہوگا جب تمام سکولز اور یونیورسٹیاں مدہوش میں پڑی ہوں گی۔ اسے سنجیدگی سے لیجئے۔ باہر کی امریکن گورنمنٹ وہاں منشیات کو روکنے کیلئے کروڑوں روپیہ پاکستان استعمال کر رہا ہے کہ کسی صورت میں وہاں نہ جانے دیں اگر وہ گورنمنٹ اسکو روکنے کیلئے کروڑوں روپیہ صرف کر رہی ہے تو آپکو کونسا امر مانع ہے کہ ہم اپنے ملک میں سب چیزیں دیکھتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ جب تک اس پر کڑی اور سخت سزا اور وہ بھی سرعام نہیں دی جائے اس وقت تک اسکا سدباب نہیں ہو سکتا۔ ہماری عدالتوں کا عجیب حال ہے۔ میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا۔ شاید ۲۵ کروڑ یا شاید ۵ لاکھ روپے کا مسالہ کسی بس میں پکڑا گیا۔ جبکہ وہ مسالہ ہیروئن میں استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ کروڑوں اور لاکھوں اور اربوں کی باتیں وہ اخبارات میں آتی ہیں کہ ان کی اتنی پکڑی گئیں۔ اتنی اتنی پکڑی گئیں تو چیزیں کہا جاتی ہیں وہ دوبارہ عدالتوں کے ذریعے نیلام کر کے ان لوگوں کو ہی دے دی جاتی ہیں اور دوبارہ ہماری نئی نسل کے پاس آجاتی ہیں۔ جناب والا! یہ زہر سرعام یونیورسٹیوں اور سکولوں تک پہنچ جاتی ہے۔ جبکہ ہماری آنے والی نسل کو وہاں پر جہاں آپ بیٹھے ہیں میں بیٹھا ہوں آنا ہے۔ اگر وہ نشے کے عادی ہو گئے تو وزیر صاحب آنے والی نسل برباد ہو جائے گی۔ میری گزارش ہے کہ جب حکومت پر یہ تمام چیزیں عیاں ہیں منشیات کا علم ہے تو آپ میرے ساتھ فیصل آباد میں بیچنے والا پینے والا اور بنانے والا تینوں کو پکڑوا سکتا ہوں۔ اس میں میری ایک اور گزارش ہے کہ جس علاقے میں کوئی نشہ پکڑا جائے اس علاقہ کی پولیس سے بھی باز پرس ہونی چاہیئے۔ کیونکہ میری رپورٹ کے مطابق یہ تمام لوگ پولیس کو MONTHLIES

دیتے ہیں۔ بنانے والا اور بیچنے والا بھی۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ علاقہ کی پولیس خود کرواتی ہے۔ اگر اس میں پینے والے بیچنے والے اور بنانے والے کے ساتھ ساتھ علاقہ پولیس سے بھی بازپرس کا کوئی قانون بنا لیں تو میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ منشیات پاکستان میں پینی بند ہو جائیں گی۔ شکریہ۔

چودھری دلاور خان (وائس چیئرمین، ضلع کونسل، جھنگ) جناب چیئرمین میں صرف ایک نکتہ کی طرف آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جو انہوں نے یہاں ہیلتھ سنٹر کے متعلق پالیسی POLICY MATTER بیان کیا ہے کہ ہر مرکز میں ایک پرائمری ہیلتھ سنٹر ہوگا اس میں فرق یہ ہے کہ دو یونین کونسل والا بھی مرکز اور ۱۲-۱۴ یونین کونسل والا بھی مرکز ہے۔ اس لئے اس پر غور کیجئے۔ بڑی مہربانی ہے۔ جہاں ۱۲ یا ۱۴ یونین کونسلیں ہیں وہاں دو پرائمری ہیلتھ سنٹر قائم کیجئے۔ اس کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین — اب میں وزیر صحت سے درخواست کروں گا کہ وہ بحث کو WIND UP کریں۔

چوہدری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا)

جناب چیئرمین، ارکان صوبائی کونسل کو جسٹس آف پیس کا خطاب دیا گیا ہے۔ اور یہ جسٹس آف پیس کے فرائض میں شامل ہے۔ جس طرح میئر صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر ان کے پاس کوئی اطلاع آئی ہے تو وہ فوری طور پر اس پر کارروائی کرائیں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آیا یہ جو پیس ہیں کیا یہ PEACE ہے یا PIECE ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین :- آپ ضابطہ فوجداری کا مطالعہ کریں۔ اور ان دفعات کا بھی مطالعہ کیجئے۔ جن دفعات کے تحت آپ کو یہ اختیارات دیئے گئے ہیں۔

چوہدری انور علی چیمہ : اگر ہمارے پاس اختیارات ہوں تو منشیات کو پکڑوا سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ دلیرانہ کام کرنا چاہیئے۔

وزیر صحت (چوہدری حامد ناصر) میں ایوان کا بے حد مشکور ہوں کہ اراکین کونسل نے شعبہ صحت کے بارے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ خواتین بابر صاحب نے فرمایا تھا کہ PRESENTATION سب سے پہلے دی جانی چاہیئے۔ آئندہ میں ان کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ دوسرے انہوں نے فرمایا ہے کہ میڈیکل کالجوں میں سیٹیں کم نہ کی جائیں۔ چونکہ ابھی ڈاکٹروں

کی دیہات میں کمی ہے اس لئے ڈاکٹروں کی کمی نہ کی جائے۔ اور یہ پورے ہاؤس کا مطالبہ تھا اس سلسلے میں گذارش ہے کہ یہ فیصلہ حکومت نے بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ڈاکٹرز دیہات میں نہیں جاتے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ ڈاکٹر کم ہیں بلکہ وہ اس لئے نہیں جاتے کہ وہ ابھی تک یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو لاہور میں۔ ملتان میں۔ فیصل آباد میں، سرگودھا میں نوکری مل جائے گی۔ لیکن حال یہ ہے کہ لاہور فیصل آباد۔ بہاولپور جیسے بڑے بڑے شہروں میں ایک بھی نوکری نہیں مل سکتی۔ ہمارے پاس شہروں میں نوکری نہیں ہے۔ ہمارے پاس دیہات میں نوکریاں ہیں۔ جس ڈاکٹر نے نوکری کرنی ہے اس کو دیہات میں جانا پڑے گا۔ ایک ڈاکٹر کی نوکری کے لئے ہمارے پاس دس بارہ کی نسبت سے درخواستیں آتی ہیں۔ ابھی ہم نے نو سو ایم اوز اور ڈبلیو ایم اوز کے لیے اشتہار دیا تھا تو فی الحال ساڑھے چار ہزار سے پانچ ہزار تک درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔ یہ بات نہیں کہ ڈاکٹر تعداد میں کم ہیں اور وہ دیہات میں جانا نہیں چاہتے بلکہ ان کو یہ آس ہے کہ انہیں شہر میں نوکری مل جائے گی۔ لیکن انشاءاللہ وہ دیہاتوں میں جائیں گے۔ لہذا میرے خیال میں میڈیکل کالجوں میں سیٹیں کو بڑھانے کا یہ جواز ٹھیک نہیں اس کے علاوہ اخبارات میں اس کا تذکرہ آیا ہے اس ایوان میں بھی اس کا ذکر ہوا ہے اور فورمز میں بھی اس کا ذکر ہوا ہے کہ باوجود اس کے ۱۵/۲۰ سال پہلے کے نصاب سے آج کا نصاب بہت بہتر ہے لیکن اس باوجود تعلیم کا معیار وہ نہیں ہے جو آج سے ۱۵/۲۰ سال پہلے میڈیکل کالجوں میں تھا۔ ہم نے اس سلسلے میں اپنے ماہرین سے پرنسپل صاحبان سے اساتذہ سے بہت سی میٹنگز کی ہیں اور اس کی واحد وجہ صرف ایک ہی نکلی ہے کہ ہر ادارہ OVER WORKED ہے جو ادارہ یا کالج 100/150 طلبا کے لئے ڈیزائن کیا گیا تھا اس میں اب تین سو چار سو طلبا ہیں۔ اساتذہ کا یہ کہنا ہے کہ ایک فرینڈ بادی کے اوپر اناٹومی کا جو سبق ۶/۷ طلبا کو ماضی میں دیتے تھے وہ اب انہیں 15/20 کو دینا پڑتا ہے اس طرح کی وجوہات نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ میڈیکل کے لیے سیٹوں کو کم کیا جائے۔ بالخصوص ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں ایک حد تک زیادہ ڈاکٹروں کی پروڈکشن بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بیکار ڈاکٹر معاشرہ کے لیے اچھا ثابت نہیں ہوتا اس کے علاوہ اگر آج میڈیکل سیٹوں میں کمی کی جائے تو اس کا اثر پانچ سال کے بعد شروع ہوگا۔ لہذا اس وقت حکومت نے میرے خیال میں بنا سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے اب مزید میڈیکل سیٹیں بڑھانے کی گنجائش نہیں ہے۔ ان خواتین ڈاکٹروں کی کمی کے لئے اس کی سیٹیں ہم نے ۲۰/۳۰ بڑھا دی ہیں۔ اس کے بعد سردار قریشی صاحب نے پاکستان ٹاکٹر کے آرٹیکل کا ذکر فرمایا ہے۔ تو میں اس کی انکوائری کرا دوں گا اگر کسی فرینڈ بادی کو یہ حق ہوتی ہے تو اس کا ازالہ کیا جائے گا انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو ادویات BANNED ہو چکی ہیں ان کا اب بھی استعمال ہو رہا ہے

اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ہمارے پاس ڈرگ انسپکٹرز موجود ہیں، ڈی ایچ او موجود ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ ہر دوا Banned کو چیک کریں۔ اور وہ روزانہ اس قسم کی ادویات پکڑ کر ملٹری کورٹس میں سزا کے لیے بھیج رہے ہیں امید ہے کہ جلد یہ غیر قانونی ادویات جو سر عام بازاروں میں بک رہی ہیں ان کی روک تھام کی جائے گی۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ ڈویژنل ڈرگ انسپکٹر کی تعیناتی کی جائے۔ اس سلسلے میں چار آسامیاں منظور ہو چکی ہیں جن کے ایس اینڈ جی اے ڈی رولز بنا رہی ہے ان کی جلد تعیناتی کی جائے گی باقی چار ڈرگ انسپکٹر اگلے مالی سال میں مل جائیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ میو ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں بجلی اور سوئی گیس مہیا نہیں کی گئی یہ ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ بھی مکمل نہیں ہوا ہے۔ واپڈا اور سوئی گیس کو ان اتھارٹیز کے ڈیمانڈ نوٹس کے مطابق پیسے جمع کرا دیئے ہیں انشاء اللہ گیس اور بجلی مذکورہ وارڈ میں جلد مہیا کر دی جائے گی۔ دوسرے ہسپتالوں میں مریضوں کے داخلہ کو آسان کیا جائے اس سلسلے میں ہم پہلے ہی غور کر رہے ہیں ایک کمیٹی بیٹھی ہوئی ہے کہ اس کو آسان بنا دیا جائے۔ تاکہ مریضوں کو داخلے سے پہلے دھکے کھانے نہ پڑیں انشاء اللہ یہ کام جلد ہو جائے گا۔

ایک رکن۔ جناب والا . . . . . .

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ تشریف رکھیئے۔

وزیر صحت: ساہیوال سے شکایت ہے انجمن فلاح مریضاں، مریضوں کی بہتری کے لیے کوئی کام نہیں کر رہی بلکہ وہ عملہ کی ملی بھگت سے ادویات بازار میں فروخت کر رہی ہے حکومت نے انجمن فلاح مریضاں ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں بنانے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ عوام ہسپتالوں کو چلانے میں مدد و معاون ثابت ہو سکیں۔ مجھے افسوس ہے۔

وزیر صحت ساہیوال سے شکایت ہے انجمن فلاح مریضاں، مریضوں کی بہتری کے لئے کوئی کام نہیں کر رہی۔ بلکہ وہ عملہ کی ملی بھگت سے ادویات بازار میں فروخت کر رہی ہے۔ حکومت نے انجمن فلاح مریضاں ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں بنانے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ عوام ہسپتالوں کو چلانے میں ممد و معاون ثابت ہو سکیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ عوام کے نمائندوں کے بارہ میں شکایت آئی ہے لیکن ابھی آج تک کوئی شکایت نہیں پہنچائی گئی ہے۔ نہ ہی ڈپٹی ڈائریکٹر صحت کو پہنچی ہے اور نہ ہی سیکرٹری صحت کو پہنچی ہے۔ بہرحال ہم اس پر انکوائری کریں گے۔ اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو اس کا سدباب کیا جائے گا۔

ایک رکن پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائمقام چیئرمین آپ آرام سے ان کی تقریر سنئے۔ جب آپ تقریر کر رہے تھے تو وزیر صحت آپکی تمام تکالیف سن رہے تھے۔ مناسب یہ ہے کہ جب وہ تقریر کر رہے ہیں۔ آپ آرام سے سنیئے۔ اس ضمن میں اگر کچھ کہنا ہے تو بحث کے دوران اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

وزیر صحت میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ساہیوال کے بارہ میں شکایت کی گئی ہے۔ ہم لاہور سے ایک ٹیم بھیج کر معائنہ کرائیں گے۔ اور اس کے بعد اس بارہ میں بتائیں گے۔ میڈیکو لیگل کیسز Medico-legal cases میں کرپشن کی آپ نے بات کی ہے۔ اگر کوئی مخصوص کیس آپ کے سامنے ہے تو میں اسکی انکوائری کرا سکتا ہوں۔ لیکن جنرل شکایت کا پیش کرنا بڑی مشکل ہو جاتا ہے۔ آپ ہمیں لکھ کر ۲ یا ۴ کیسز دیں تو میں ان کی انکوائری کرا سکتا ہے۔ انہوں نے مزید فرمایا ہے کہ خصوصاً ساہیوال میں دل کے مریضوں کے لئے بستر مہیا کئے جائیں۔ میں اپنی رپورٹ میں بتا چکا ہوں کہ ہمارا پروگرام ہے کہ ہر ضلعی ہسپتال میں فی الحال دل کے مریضوں کے لئے ۵ بیڈز مہیا کئے جائیں۔ اور آہستہ آہستہ انکو بڑھا دیا جائے امید ہے اگلے سال سے ایک فیز پروگرام کے تحت باری باری ہر ڈسٹرکٹ ہسپتال میں دل کے امراض کے لئے بستر دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے ملاوٹ کے بارہ میں فرمایا کہ قانون اس بارہ میں بہت نرم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس بارہ میں قانون بہت نرم ہے۔ ۶۳-۱۹۶۲ء میں کچھ EXEMPTION کی گئی تھی۔ جنہوں نے اس قانون کو اور نرم کر دیا ہے۔ معائنہ کیا جا رہا ہے کہ اس EXEMPTION کو واپس لیا جائے۔ اور قانون کو مزید سخت کر دیا جائے۔ اس کے بارہ میں پنجاب کابینہ سوچ رہی ہے۔ بہرحال ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ گاؤں میں نہ سیمپل لے سکتا ہے۔ اور نہ مقدمات چلا سکتا ہے۔

جو میونسپل اتھارٹیز ہیں نمونہ جات بھیجتی ہیں۔ ہم صرف ان کو ٹیسٹ کر کے ان کا رزلٹ دیتے ہیں۔ باقی مقدمہ عدالتوں میں چلانا یا سیمپل لینا یہ میونسپل اتھارٹیز کا کام ہے یعنی آپکا اپنا کام ہے۔

بیگم عارفہ طوسی صاحبہ نے فرمایا کہ میو ہسپتال میں بچوں کا وارڈ کافی نہیں ہے اور وہاں صرف ایک سپیشلسٹ ڈاکٹر ہے میں نے اس سلسلے میں عرض کیا تھا کہ وہاں پہلے ایک سپیشلسٹ ہوتا تھا اب وہاں بارہ سپیشلسٹ ہیں اس کے باوجود ہم گورنر صاحب کی ہدایت کے مطابق ایک Fullfledged children Hospital ہسپتال کے علاوہ لاہور میں بنا رہے ہیں جو کہ تین سو سے لیکر پانچ سو بستروں تک کا ہوگا۔ اس Mother Maternity ہسپتال ہوگا۔ اس

یہ آپکی شکایت دور ہو جائیگی (نعرہ ہائے تحسین) آپ نے یہ فرمایا تھا کہ او۔ آر۔ ایس کے پیکٹ دیہات میں نہیں ملتے آپ جس دیہات میں جس بیسک ہیلتھ یونٹ میں میرے ساتھ چلیں میں آپ کو او۔ آر۔ ایس کے سینکڑوں پیکٹ دکھا دونگا۔ کسی بھی ہسپتال میں چلیں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کا جہاں تک سوال ہے، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ایک PED کی پوسٹ CREATE کر دی گئی ہے۔ انشاء اللہ تمام اضلاع میں PED پہنچ جائیں گے اس کے بعد چوہدری رحمت علی ہاگڑی صاحب نے فرمایا کہ سٹاف کی کمی ہے اور ہمیں ان کو وہاں جانے کے لئے دینے INCENTIVE چاہئیں رہنے کی جگہ دینی چاہیئے اور بجلی وغیرہ مہیا کرنی چاہیئے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ سوائے میڈیکل آفیسر کے بیسک ہیلتھ یونٹ میں تمام CATEGORY OF PARA MEDICAL STAFF کے کوارٹر موجود ہیں جس گاؤں میں بجلی ہے وہاں انہیں بجلی بھی دی ہوئی ہے جس گاؤں میں BASIC HEALTH UNITS بننے کے بعد بجلی آئی ہے وہاں ہم تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کر رہے ہیں واپڈا کو پیسے دیکر بجلی وہاں پہنچانے کیلئے امید ہے اس طرح یہ تمام مسئلے حل ہو جائیں گے لیکن اس کے باوجود کہ یہ تمام سہولتیں ہیں پھر بھی ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ ڈاکٹرز ہچکچاتے ہیں ہم ڈاکٹرز کو Rural Allowance بھی دیتے ہیں یہ ایک فیڈرل الاؤنس ہے یہ پراونشل گورنمنٹ کا چارج نہیں ہے کہ ہم نیشنل پے وغیرہ میں مداخلت کریں۔ فیڈرل گورنمنٹ کے حکم مطابق ہم ڈاکٹرز کو دو سو روپے ماہوار اور رورل الاؤنس دیتے ہیں اور لیڈی ڈاکٹرز کو تین سو روپے ماہوار RURAL ALLOWANCE دیتے ہیں ٹاؤن کمیٹی سے نیچے کی سطح پر جو ہیں ان کو یہ الاؤنس ملتا ہے اس کے بعد شکایت ہوئی کہ یہ ناقص ادویات بازار میں بکتی ہیں محکمہ صحت اس کے سد باب کے لئے بے پناہ کوشش کر رہا ہے ہر سال ہزاروں سیمپل لئے جاتے ہیں ان کو ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور جو SUB STANDARD ادویات ہمیں ملتی ہے ان کے بیچنے والوں کو ہم سٹری کورٹس میں SUMMARY TRIAL کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ EXAMPLARY PUNISHMENT کی وجہ سے اس ناسور سے ہمیں چھٹکارا مل جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے کچھ علاقہ میڈیکل کالج کے سٹوڈنٹس کے پرابلمز کے بارے میں بتایا ہے۔ محکمہ صحت نے تو ٹرانسپورٹ کی FACILITIES وغیرہ کافی مہیا کی ہیں۔ اگر کسی وجہ سے ان کی گاڑیاں خراب ہیں تو پرنسپل صاحب کے پاس CONTINGENCY اخراجات موجود ہیں۔ اگر گاڑیاں پنکچر ہو جائیں یا کوئی اور چھوٹی موٹی خرابی ہو جائے تو گاڑیاں مرمت ہو سکتی ہیں۔ چونکہ پرنسپل صاحب سے میں رابطہ قائم نہیں کر سکا۔ اس لئے اس کی تفصیل آپ کو نہیں بتا سکتا۔ صرف اتنا کافی سمجھتا ہوں کہ ایسی پرابلمز

انشاء اللہ ان کو نہیں ہونی چاہئیں اور نہ ہی ہو گی۔ ٹیلیفون کے بارے میں البتہ مجھے پہلے بھی شکایت آئی تھی کہ ہوسٹل میں نہیں ہے۔ تو اس میں پرابلم یہ ہے کہ وہاں تک ابھی ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ کی UNDER GROUND کیبل ہی نہیں پہنچی تو جب تک وہ کیبل نہ پہنچے اس سے پہلے وہ ٹیلیفون ہی نہیں لگ سکتا۔ اگر آج وہ کیبل پہنچا دیں تو ہم کل ہی وہاں ٹیلیفون کا انتظام کر دیں گے۔ محکمہ ٹیلیفون صرف کالج کے لئے وہ کیبل پہنچانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس کے بعد غلام حیدر سجاد صاحب نے فرمایا کہ .....

جناب قائم مقام چیئرمین (ملک اللہ یار خاں) چٹھہ صاحب وہاں اور بھی تو کوئی آبادی ہو گی۔

وزیر صحت - نہیں جناب یہ یونیورسٹی کی دوسری جانب ہے۔

ادھر کالج تعمیر ہو رہی ہے۔ ابھی ڈویلپمنٹ نہیں ہوئی۔ جب ہو جائے گی تو پہنچ جائے گی۔ By the time the college is complete.

ابھی صرف یہ ہوسٹل بنے ہیں۔ انہوں نے ہوسٹل میں ۲۰ گریڈ کی پوسٹ کے خالی ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ہماری PROPOSAL ایس اینڈ جی اے ڈی کو تقریباً تین ماہ پہلے بھیج چکی تھی۔ گورنر صاحب نے اس پر کچھ OBSERVATION لگا کر واپس بھیجی۔ ہم نے پھر وہ فائل واپس بھیجی۔ اسی طرح دو تین دفعہ فائل اوپر پہنچ گئی ہے۔ امید ہے کہ یہ مسئلہ بہت جلد حل ہو جائے گا۔ جہاں تک ۱۸ گریڈ کی پروموشن کا سوال ہے تو گزارش ہے کہ تقریباً چالیس فی صد تو کئے جا چکے ہیں۔ باقی ماندہ ۶۸٪ اگلی دفعہ ایس اینڈ جی اے ڈی کا جو حل ہو جائے گا۔ اس کے بعد مہاتوالی سے چیئرمین نے فرمایا ہے کہ پروفیسر حضرات اور سپیشلسٹ حضرات اپنے گھروں میں بہت بھاری فیس لیتے ہیں۔

جناب والا۔ ہماری ذمہ داری ہسپتالوں تک محدود ہے۔ قانونی طور پر پروفیسر حضرات کو OFF DUTY HOURS میں اپنے گھروں میں پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے۔

ایک معزز ممبر - کسی کو تبدیل کر کے دیکھ لیں۔ کیا وہ تین سال سے زیادہ عرصہ سے لاہور میں ہیں۔

وزیر صحت - وہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ ہر پروموشن پر ان کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے جب اسسٹنٹ پروفیسر سے ایسوسی ایٹ پروفیسر ہوتے ہیں۔ تو ان کو تبدیل کرنا پڑتا ہے۔

ایک معزز ممبر - لاہور میں آپ نے ایسا کیا ہے۔

وزیر صحت ۔ لاہور میں ؟

ایک معزز ممبر ۔ جی ہاں ۔

وزیر صحت ۔ بے شمار ہوں گے ۔ پروفیسر حضرات کو تو میں تبدیل کر نہیں سکتا ۔ کیونکہ وہ ۲۰ گریڈ کے ہوتے ہیں ۔ میں ۱۹ گریڈ تک تبادلہ کر سکتا ہوں ۔ اس کے علاوہ آپ نے کہا تھا کہ سرجن حضرات اپریشن کے دوران فیس بڑھا دیتے ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ ہسپتالوں میں تو یہ کام نہیں کرتے ہوں گے اگر وہ اپنے گھروں میں فیس بڑھاتے ہیں ۔ یا کم کرتے ہیں تو یہ ان کی اپنی ذمہ داری ہے اس میں ہم مداخلت نہیں کر سکتے ۔ اس کے بعد بہت سے ممبران نے منشیات کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے تو اس سلسلے میں گذارش ہے کہ محکمہ صحت کا کام صرف مریضوں کی دیکھ بھال کرنا اور ان کو عادت سے چھٹکارا پانے میں مدد کرنا ہے ۔ بیچنے والوں کو ، بنانے والوں کو پکڑنا اور ان پر مقدمہ چلانا اور ان کو سزا دینا یہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور پولیس وغیرہ کا کام ہے جیسے میں عرض کر چکا ہوں ۔ کہ منسٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے زیر نگرانی ایک ہائی پاور کمیٹی اس سلسلے میں بہت کام کر رہی ہے ۔ اور امید ہے ۔ کہ اس کے نتائج بہت جلد برآمد ہوں گے ۔ اس کے بعد مینٹل ہاسپٹل کے بارے میں ذکر کیا کہ نو روپے فی مریض کافی نہیں ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ میری رپورٹ سے ان کو صحیح سمجھ نہیں آئی ۔ فی یوم فی مریض ہم ۲۵ روپے خرچ کرتے ہیں ۔ نو روپے صرف ادویات کا خرچ ہے ۔ گیارہ روپے اس کے علاوہ خوراک کا خرچ ہے ۔ اور اس کے علاوہ ان کے بستر وغیرہ کا خرچ ہے ۔ تو ۲۵ روپے ہم فی یوم خرچ کرتے ہیں ۔ پہلے اس میں صرف آٹھ روپے فی یوم فی مریض خرچ کئے جاتے تھے ۔ تو یہ تین گنا اضافہ پچھلے دو سالوں میں ہوا ہے ۔ اور ہسپتال کے جو ہمارے ایڈمنسٹریٹر ہیں ۔ ان کے کہنے کے مطابق یہ اخراجات ان کی ضرورت کے لئے کافی ہیں ۔ اس کے بعد اقبال قریشی صاحب نے فرمایا کہ میں نے EPI کا ذکر نہیں کیا ۔ میں نے تو بڑی تفصیل سے EPI کا ذکر کیا تھا بلکہ یہاں تک بتایا تھا کہ تقریباً ۶۵ لاکھ بچوں کو ٹیکہ جات لگ چکے ہیں ۔ اس کے بعد انہوں نے ذکر کیا یہ جو فلائنگ سکواڈ FLYING SQUAD ہم نے ہائی وے پر بنائے ہوئے ہیں ۔ ان کا جو طریقہ کار ہے ان کو پسند نہیں آیا ۔ میں نے آج تک یہ نہیں سنا کہ ایف آئی آر درج ہونے کے بعد ہماری ایمبولینس کہیں جائے گی ۔ ہمارا پروگرام یہ ہے کہ ایکسیڈنٹ کی رپورٹ ملتے ہی ایمبولینس سیدھی جائے واردات پر پہنچ جائے ۔ صرف ہمیں کسی ذمہ دار شہری یا پولیس سے اطلاع ہونا ضروری ہے ۔ اس کے بعد یہ ذکر کیا گیا کہ میڈیکل سائنس میں ریسرچ نہیں کی جا رہی ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی یہ شکایت بجا ہے کہ ریسرچ موجودہ حالات کے مطابق ناکافی ہے ۔ یہ نہیں کہ بالکل نہیں ہے ۔ تھوڑی بہت ریسرچ کالج آف میڈیسن RESEARCH

COLLEGE OF MEDICINES اور دیگر تدریسی ہسپتالوں میں کی جا رہی ہے۔ اور اب الہیان ہسپتال میں ایک ریسرچ کا شعبہ کھولا جائے گا۔ لیکن یہ ریسرچ معیار کے مطابق یا انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق نہیں ہے۔ فی الحال ہم ترقی یافتہ ممالک کی ریسرچ پر انحصار کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ اس شعبے میں بھی ہم عنقریب خود کفیل ہو جائیں گے۔

وزیر صحت: چیئرمین ضلع کونسل اٹک نے یہ فرمایا تھا کہ ڈاکٹروں کی تقرری کو Decentralize کر دیا جائے۔ جناب والا۔ محکمہ صحت صرف چھ ماہ کی عارضی ایڈہاک ملازمت دے سکتا ہے۔ اور اس کے لئے ڈاکٹرز کو لاہور آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ڈاک میں درخواست ارسال کریں۔ جتنی بھی درخواستیں موصول ہوں گی ان کا RELATIVE MERIT WORK OUT کر کے جتنے ہیں درکار ہوں گے۔ اتنے TOP کے امیدواران کو ہم رکھ لیں گے۔ باقی سے ہم معذرت کریں گے۔ مستقل ملازمت پنجاب پبلک سروس کمیشن دیتی ہے۔ اور اس کے انٹرویو کے لئے تمام ڈاکٹروں کو لاہور آنا ہوتا ہے۔ یہ گریڈ ۱۷ کی گزیٹڈ آفیسر کی نوکری ہے۔ اور تمام جو گریڈ ۱۷ کی ملازمتیں ہیں۔ ان کو پنجاب پبلک سروس کمیشن بھرتی کرتی ہے اس کے بعد کہا گیا کہ بیسک ہیلتھ یونٹ اور رورل ہیلتھ سینٹر کے بارے میں شرائط بہت RIGID ہیں۔ یہ شرائط محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے اپنی ریسرچ اور اپنی پلاننگ کے مطابق رکھی ہیں اور ان کو RELAX کرنے کا فارمولا بھی دیا ہے۔ کہ COORDINATION COMMITTEE کے ذریعہ اپنی JUSTIFICATION PLANNING AND DEVELOPMENT DEPARTMENT کو بھیجیں اور اگر وہ ان JUSTIFICATIONS کو جائز سمجھیں تو وہ ان کو RELAX کر سکتے ہیں۔ محکمہ صحت کا اس میں کوئی خاص عمل دخل نہیں ہے۔ ہمارا کام صرف ایک قسم کی گھنٹی بجانا ہے۔ کہ یہاں پر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی ہدایات VIOLATE ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے ٹوبہ ٹیک سنگھ سے وائس چیئرمین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہسپتالوں کو سب سٹینڈرڈ ادویات دی جا رہی ہیں۔ میں نے اپنی رپورٹ میں بھی یہ تفصیلاً عرض کیا تھا کہ پچھلے ڈیڑھ سال سے ہم نے ادویات کے حصول کا طریقہ کار بدل دیا ہے۔ اس سے پہلے یہ ہوتا تھا کہ مثلاً ہمیں اسپرین چاہیئے۔ تو ہم اخبارات میں اشتہار دیتے تھے۔ کہ جناب ہمیں اسپرین چاہیئے۔ ٹینڈر دیجئے۔ اور قانونی طور پر جس کی سب سے سستی کوٹیشن ہوتی تھی۔ وہ اسپرین ہمیں لینی پڑتی ہیں۔ چاہے وہ چونے کی بنی ہوئی کیوں نہ ہو۔ وہ بعد میں ٹسٹ ہوتی تھی۔ کہ آیا یہ اسپرین ہے یا کچھ اور ہے۔ لیکن اب ہم نے یہ سلسلہ بدل دیا ہے۔ ہم نے ادویات کو SPECIFY کر دیا ہے۔ اور ان کے مینوفیکچرز کو بھی SPECIFY کیا ہے تاکہ ہم سب سٹینڈرڈ ادویات بنانے والوں سے ادویات نہ خریدیں۔ میں جس ہسپتال میں بھی گیا ہوں۔ اور میں بیشمار بیسک

ہیلتھ یونٹ جاکر چیک کرتا ہوں۔ وہاں پر کسی میں بھی سب سٹینڈرڈ ادویات موجود نہیں ہیں۔ اب ہم WYTH اور PFIZER اور اس کی سٹینڈرڈ کمپنیوں سے ادویات لیتے ہیں۔ اور اس کے باوجود بھی ہم ان کو ٹیسٹ کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی دوائی سب سٹینڈرڈ پاتے ہیں۔ تو ہم ان کو واپس بھی کر دیتے ہیں۔ اور ان پر مقدمہ بھی چلاتے ہیں۔ لیکن عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کی جو بڑی فرمز ہیں وہ دھوکہ فریب نہیں کرتی ہیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ ہسپتال کے بارے میں آج سے کوئی آٹھ دن پہلے ڈپٹی کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ سے میری بات ہوئی تھی۔ کہ ہمیں جلد ہی زمین ہینڈ اوور (HAND OVER) کی جائے۔ کیونکہ ہسپتال کے لئے فنڈز ہمارے پاس موجود ہیں اور ہم اس کی کنسٹرکشن کر سکیں۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ ہم نے این او سی دے دیا ہے۔ اور وہ اس وقت بورڈ آف ریونیو میں زیر عمل ہے۔ سائٹ کے بارے میں جب میں ٹوبہ ٹیک سنگھ گیا تو بہت سی سائٹس ہمیں دکھائی گئیں۔ کوئی یہ کہے کہ جہاں پر پہلے تحصیل ہسپتال ہے وہاں بنایا جائے کوئی کہے کہ قریب ہی کوئی اور جگہ ہے وہاں بنایا جائے۔ چیئرمین ٹوبہ ٹیک سنگھ میرے ساتھ تھے۔ لیکن کوئی ایک ٹکڑا ہمیں ایسا نہیں ملا۔ مثلاً ہمیں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے ۲۵ ایکڑ پر مشتمل ٹکڑا چاہیئے۔ کوئی بھی ایک قطعہ ۲۵ ایکڑ کا ہمیں نہیں دکھایا گیا۔ سوائے اس کے جو کہ وہاں کی ایڈمنسٹریشن نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔ لیکن وہ کہتے ہیں۔ کہ وہ بھی آدھا سڑک کے ایک طرف ہے اور دوسرا دوسری طرف۔ آپ دیکھیں کہ اگر ڈاکٹر کی ہسپتال میں رہائش نہیں ہوگی۔ تو رات کو ایمرجنسی کے وقت وہاں کوئی آ کر جائے گا۔ تو سوائے ایمرجنسی سٹاف کے وہاں پر کوئی ملے گا ہی نہیں۔ اور پھر شکایت ہوگی۔ کہ جناب چھوٹے ڈاکٹر تھے۔ بڑا ڈاکٹر کوئی نہیں تھا۔

(میاں عبداللطیف (وائس چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ)

جناب میں نے یہ سیلیکٹ کیا تھا کہ جہاں پر ڈسٹرکٹ کونسل کی اکیڈمی ہے۔ جہاں پر پولیس لائن ہے۔ وہاں ایک قطعہ زمین ہے۔

وزیر صحت ۔ وہ گورنمنٹ کی ہے؟ میں اس کو معائنہ کرا لوں گا

میاں عبداللطیف ۔ وہ جناب والا۔ ۲۵۔ ایکڑ ہے۔ صرف درمیان میں جھنگ روڈ ہے جو گزرتی ہے۔

وزیر صحت ۔ میں اس کا دوبارہ معائنہ کرا دوں گا۔ کیونکہ اس کے لئے ہمیں زمین لوکل انتظامیہ نے مہیا کرنی ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ ہم نے ڈپٹی ڈائریکٹر کو آپ کے پاس بھیجا تھا کہ آپ کے ساتھ مل کر ڈپٹی کمشنر کے ساتھ ملا کر کسی سائٹ

کا انتخاب کریں۔ اور وہاں پر چیئرمین ٹاؤن کمیٹی بھی تھے۔

میاں عبداللطیف ۔ پولیس لائن کے ساتھ والی جگہ ٹھیک ہے۔

وزیر صحت ۔ تو یہ کتنی دور ہے شہر سے۔

میاں عبداللطیف :۔ یہ شہر سے ڈیڑھ، دو میل دور ہے۔

وزیر صحت :۔ ڈیڑھ دو میل تو زیادہ دور نہیں ہے۔ یہ فاصلہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے زیادہ دور نہیں ہے۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ جو موجودہ ہسپتال ہے اس کو ہم ڈسپنسری کے طور پر شہریوں کی سہولت کے لئے چلاتے رہیں گے۔ اور اس کو بند نہ کریں گے۔

میاں عبداللطیف :۔ یہاں پر ۲۵ ایکڑ گورنمنٹ کے پڑے ہوئے ہیں۔ صرف جھنگ روڈ اس کو DIVIDE کرتی ہے۔

وزیر صحت ۔۔۔۔۔ یہ میں دوبارہ اس کو EXAMINE کرالوں گا۔ محکمے کے لوگوں کو بھجوا دوں گا۔ اگر وہ زمین ہمیں مل سکی تو ہم ضرور اس کو لے لیں گے، ہمیں تو خوشی ہے کہ شہر کے جتنے قریب ہسپتال بنے اتنا بہتر ہے۔

اوکاڑہ سے خبر آئی تھی کہ ادویات کے لئے جتنے پیسے ہم خرچ کر رہے ہیں۔ وہ ضائع ہو رہے ہیں۔ کیوں کہ ادویات چوری ہو جاتی ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ادویات ضرور چوری ہوتی ہوں گی۔ ہم ادھر سے بھیجنے سے پہلے پوری کوشش کرتے ہیں کہ دوائی چوری نہ ہو۔ تدارک کے لئے ہم ہر دوائی کے اوپر ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز کی مہر لگاتے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے یہ بھی حکم دیا ہوا ہے۔ کہ جس ہسپتال میں یہ دوائی پہنچے وہ اپنے ہسپتال کی بھی مہر لگائیں۔ اس کے بعد ہمارے ڈرگ انسپکٹر ہر سٹور پر چیک کر رہے ہیں کہ کہیں سرکاری ادویات تو فروخت نہیں ہو رہی ہیں۔ لیکن یہ میں مانتا ہوں کہ اس کے باوجود کہیں نہ کہیں سرکاری ادویات ضرور بکتی ہوں گی۔ اگر فاضل ممبر ہمیں کوئی خاص نشاندہی کریں تو ہم اس پر SERIOUS ACTION لے سکتے ہیں کیوں کہ یہ چوری بھی اور ڈرگ ایکٹ کی VIOLATION بھی ہے اس کے بعد رانا نذیر صاحب نے گوجرانوالہ سے فرمایا ہے کہ کئی یونین کونسلیں ایسی ہیں جہاں پر ایک رورل ہیلتھ سینٹر کافی نہیں ہے۔ میں نے اپنی رپورٹ میں جو TARGET پیش کئے تھے وہ اگلے پانچ سالہ منصوبے کے تھے یہ کوئی مستقل TARGET نہیں ہیں جب ہم یونین کونسل میں ایک ایک RHC، HEALTH UNITS کر چکیں گے اس کے بعد اس پر بھی غور کیا جائے

گا۔ کہ کونسی ایسی یونین کونسلیں ہیں جن میں مزید ایک ایک یا دو BASIC HEALTH UNIT کی ضرورت ہے۔ یہ TARGETS اگلے پانچ سالہ منصوبے کے ہیں۔ اس کے بعد یہ ایک مستقل عمل کے طور پر جاری رہے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پوائنٹ یہ اٹھایا گیا ہے۔ کہ بعض یونین کونسل کے ہیڈ کوارٹر کے ایک سرے پر BASIC HEALTH UNIT ہے۔ ان کی تجویز یہ تھی کہ یونین کونسل کے ہیڈ کوارٹر پر BASIC HEALTH UNIT قائم کیا جائے۔ اگر کہیں پر اس قسم کی صورت حال ہو تو اس کی اجازت دی جائے کہ وہ مرکزی مقام پر قائم کیا جائے۔

وزیر صحت: جناب چیئرمین۔ اس سلسلہ میں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ رول حال ہی میں بنا ہے۔ سال ڈیڑھ سال پرانا ہے۔ اس سے پہلے یہ RESTRICTION ہوتی بھی نہیں تھی یہ رول پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے بنایا ہے اور اس کی RELAXATION کا طریقہ بھی انہوں نے وضع کیا ہے کہ DIVISIONAL CORRDI- NATION کے THROUGH ایسے تمام CASES جو کہ BASIC HEALTH UNIT کے لئے کونسل سمجھے کہ یہ صدر مقام پر مناسب نہ ہے اس کو پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں بھیجے وہ اس کی JUSTIFCATION کو دیکھ کر اگر مناسب سمجھیں تو اس کی اجازت دے دیتے ہیں اس کے بعد سرگودھا ہی سے یہ مطالبہ آیا تھا کہ ہر ڈویژن میں پیرا میڈیکل سکول ہونے چاہئیں۔ جناب والا تقریباً ہر ڈویژن میں پیرا میڈیکل سکولوں کے بارے میں عرض کر چکا ہوں سرگودھا میں ایک ورکشاپ بھی بن رہی ہے اور اس کے علاوہ ایک پیرا میڈیکل سکول بھی کھولا جا رہا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے یہ شکایت بھی کی ہے کہ۔ ای۔ پی۔ آئی پروگرام کے تحت جو ویکسینیٹر رکھے گئے ہیں ان کی ملازمت کا تحفظ نہیں ہے۔ جناب والا ان ویکسینیٹروں کو دو سال کے کنٹریکٹ پر رکھا گیا ہے اور جب ہمارا ACCELERATED پروگرام یعنی جو ہم نے ہنگامی طور پر پورا کرنا ہے۔ جب یہ پروگرام ختم ہو جائے گا، جتنے ویکسینیٹروں کی ہمیں ضرورت ہوئی انہیں ہم رکھ لیں گے اور باقیوں سے ہم اجازت چاہیں گے۔

اس کے بعد بیگم گلشن حقیق مرزا نے فرمایا ہے کہ ہیلتھ ایجوکیشن اور پینے کے لئے صاف پانی پر EMPHASIS دینا چاہیئے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ مجھے آپ سے مکمل اتفاق ہے، محکمہ صحت میں ہم پہلے ہی اس پر غور کر رہے اس پروگرام کو ہم اور تیز تر کر کے

ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعہ کوشش کریں گے کہ لوگوں کو بچوں، صفائی وغیرہ کے اصول بتائے جائیں تاکہ ان کی صحت بہتر ہو سکے۔ جیسا کہ پرسوں چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات نے اپنی PRESENTATION میں بتایا کہ حکومت پہلے ہی صاف پانی مہیا کرنے کیلئے بہت پیسہ خرچ کر رہی ہے۔ لیکن یہ تمام کام رات بھر میں نہیں ہو جائیں گے بلکہ آہستہ آہستہ دھیرے دھیرے کام چلتا رہے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سکولوں میں ہیلتھ ایجوکیشن کا ایک مضمون ہونا چاہیئے۔ میں اس سلسلہ میں وزیر تعلیم سے عنقریب ایک میٹنگ کروں گا اور اس کے بارے میں کچھ غور کریں گے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہمیں STATISPICS اور DATA COLLECTION کے لیے ایک شعبہ قائم کرنا چاہیئے۔ مجھے آپ سے مکمل اتفاق ہے اسی PRESENTATION کے لیے مجھے کچھ

(اسی مرحلہ پر جناب گورنر تشریف لائے اور کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اعداد و شمار دوسرے صوبوں کے متعلق چاہیے تھا جیسا کہ میری بہن مس رشا ایشیق عتیق نے کہا کہ ہمیں دوسرے صوبوں کے مطابق بتائے کہ آپ کے صوبہ میں کیا ہے تو اپنے صوبہ کا تو میں نے DATA اکٹھا کر لیا، لیکن دوسرے صوبے والے مجھے اپنے اعداد و شمار نہیں دے سکے باوجود اس کے کہ میں نے اس کی پوری کوشش کی ۱۹۸۰ء کے بعد ان کے پاس کوئی نیا DATA نہیں تھا۔ اس کے ملکی سطح پر بڑی ضرورت ہے پنجاب میں ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اگلے ایک دو سال میں DATA COLLECTION کرنے کو اور STATISTICS COLLECTION کو ہم کمپیوٹرائز کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس کے علاوہ ہم جس رفتار سے چل رہے ہیں، ہم اس کے ساتھ نہیں کر سکیں گے۔

ڈاکٹر کشن عتیق مرزا:۔ (جہلم) جناب والا چھٹیوں میں یونیورسٹی کے طالب علموں کو DATA COLLECTION کرنے کیلئے ASSIGNMENTS دینی چاہیئے کیونکہ انہوں نے ویسے بھی کسی نہ کسی موضوع پر ریسرچ کرنی ہوتی ہے۔ اس لئے کیوں نہ ہم اپنی SELF NEEDS کے مطابق دانشوروں اور ماہرین اور اساتذہ کے تعاون سے منصوبہ بندی کریں اور کچھ INCENTIVE کھولے جائیں تاکہ وہ چھٹیوں میں ایسے حقائق

پر غور و فکر کیا جائے قومی ترقی کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں۔

وزیر صحت :۔ میں اس سلسلہ میں وزیر تعلیم سے مشورہ کروں گا۔

اس کے بعد بیگم ساجدہ نیر عابدی نے یہ فرمایا ہے کہ جہاں جہاں بیسک ہیلتھ یونٹ بن جاتے ہیں وہاں پر پہلے سے موجود ڈسپنسری کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ ان کو ختم نہیں کرنا چاہیئے یہ بات ٹھیک ہے کہ جہاں جہاں بیسک ہیلتھ یونٹ بن جاتا ہے وہاں پر ڈسپنسریوں کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی جناب والا ایک ڈسپنسری کے لیے بلڈنگ بھی محکمہ صحت کو HANDED OVER کی اگر آپ پالیسی کے تحت .....

وزیر صحت دیکھئے۔ پالیسی کا تو یہ ہے کہ جہاں جہاں ڈسپنسریاں ہیں اگر وہاں بیسک ہیلتھ یونٹ بن جاتا ہے تو ہم اس ڈسپنسری کو بند کر دیتے ہیں اور بیسک ہیلتھ یونٹ چلاتے ہیں۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی جناب والا بعض یونین کونسلیں کافی بڑی ہیں۔ مثال کے طور پر سرائے یونین کونسل ۵۳ دیہاتوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے ایک ہیلتھ سنٹر اس یونین کونسل کی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس سلسلہ میں میں نے پچھلی دفعہ گورنر صاحب سے ڈائریکٹیو کے تحت ایک اور ہیلتھ سنٹر مانگا جو کہ ابھی مراحل میں گزر رہا ہے۔ چونکہ وہ ابھی UNDER PROCESS ہے شاید اس کی مجھے اجازت مل جائے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے اس کی اجازت نہ ملے۔ اگر آپ ترقی کے رخ کو کچھ اس طرح موڑ دیں کہ بڑی یونین کونسل میں ساتھ ساتھ ایک ڈسپنسری بھی چلتی رہے تو زیادہ بہتر ہے۔ اگر گاؤں کے لوگ بلڈنگ بھی دیں .....

وزیر صحت :۔ جی ہاں اگر آپ کے پاس ایسی کوئی خاص مثال موجود ہے تو ہمیں آپ بھیجیں CASE BY CASE BASIS پر ہم اسے EXAMINE کریں گے۔ اور اگر FEASIBLE ہوا تو .....

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی :۔ جناب والا میں نے اس سلسلہ میں پورے کاغذات بھی دیئے ہوئے ہیں .....

وزیر صحت :۔ وہ ریکارڈ تو آپ نے رورل ہیلتھ سنٹر کے کے متعلق دیا ہوا ہے۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی :۔ جی نہیں ڈسپنسری کی پوری بلڈنگ کا نقشہ کاغذات FULL FLEDGED بلڈنگ بنی ہوئی ہے اور WITH EQUIPMENTS ہے۔ کوئی خیر صاحب اسے چلاتے تھے مگر اب وہ مر گئے ہیں تو وہ بھی میں نے کہا کہ اسے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ چلائے۔

وزیر صحت: تو آپ اسے ٹیک اوور کرانا چاہتی ہیں۔

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی: جی۔ ہاں اور اسی طرح اور بھی لوگ اگر دیہاتوں میں بلڈنگ فراہم کر دیں اور وہاں پر اگر ایک چھوٹی سی ڈسپنسری کھل جائے تو میرے خیال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بڑے بڑے علاقوں میں پہنچنا بہت دشوار ہوتا ہے۔

وزیر صحت: WE WILL EXAMINE IT FEASIBLE اور اور ہمیں بلڈنگ نہ بنانی پڑے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی: جناب والا بلڈنگ آپ نہ بنائیں وہ گاؤں کے لوگ خود PROVIDE کر دیں گے۔ شکریہ۔

وزیر صحت: اس کے بعد یہ حکم آیا کہ میں نے اپنی رپورٹ میں FUTURE PLAN کے بارے میں ذکر نہیں کیا اس سلسلہ میں میری گزارش یہ ہے کہ میں نے کم از کم دس منٹ محکمہ صحت کے FUTURE PLAN اور FUTURE TARGET کے بارے میں ذکر کیا تھا۔ اگر اس سلسلہ میں آپ کوئی مخصوص سوال کرنا چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ہی فرمایا تھا کہ پرائیویٹ ہسپتالوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے اس سلسلہ میں میں نے اپنی رپورٹ میں بھی ذکر کیا کہ ایک قانون پرائیویٹ ہسپتالوں کی حوصلہ افزائی، ان کی ریگولیشن اور ان کی STANDARDIZATION کیلئے بنایا جا رہا ہے اور امید ہے کہ اگلی کیبنٹ میٹنگ میں اس کی منظوری مل جائے گی۔ اس کے بعد شیخ صاحب نے ایکسرے پلانٹ کے بارے میں تفصیلاً شکایت کی ہے۔ اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ مجھے بھی چند شکایات ملی تھیں اور میں نے اپنی رہنمائی کیلئے میاں صلاح الدین صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا اور ہم نے تفصیلاً ایکسرے کی تمام ترکارروائی اپنے ہاتھوں سے کی ہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں پوری کوشش کی ہے کہ کوئی بھی اس قسم کا ایکسرے پلانٹ نہ ہو جو کہ صرف ایک کمپنی بناتی ہو۔

۱۰۰ ایم اے کی بجائے ہم نے ۵۰۰ ایم اے کے پلانٹ لینے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ رورل ہیلتھ سینٹرز میں ۱۰۰ ایم اے کے پلانٹ جائیں گے۔ اس کے لئے ہم نے پانچ فرموں کو PREQUALIFY بھی کیا ہے۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ صرف ۲۰۰ ایم اے کے پلانٹ حکومت پنجاب نہیں خریدے گی بلکہ اس جگہ ۵۰۰ ایم اے کے پلانٹ خریدے جائیں گے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ۲۰۰ ایم اے کے پلانٹ صرف ایک فرم بناتی ہے اور جو چیز ایک ہی فرم بناتی ہو وہ پھر بلیک میل

کرنے کی پوزیشن میں ہو جاتی ہے۔ ہم کوئی ایسی چیز نہیں خریدنا چاہتے جو ایک ہی فرم بناتی ہو۔ اس کے علاوہ ہمارے ماہرین کا بھی یہ خیال تھا کہ ۱۰۰ ایم اے اور ۲۰۰ ایم اے میں کوئی خاص فرق نہیں ہے کہ حکومت ۲۰۰ ایم اے کے پلانٹ خریدے اگر بہتر ایکسرے پلانٹ خریدنا ہے تو پھر ۵۰۰ ایم اے کا پلانٹ خریدنا چاہیے لہٰذا ہم نے اپنے ایکسپرٹ کے مشورے سے اور اپنی سوچ بچار کے مطابق یہ فیصلہ کیا ہے کہ ۲۰۰ ایم ایم اے کے پلانٹ کی بجائے ۵۰۰ ایم اے کے پلانٹ خریدیں گے، لیکن ۱۰۰ ایم اے کے پلانٹ ہم ضرور خریدیں گے اور اس کے لئے ۵ فرمیں PREQUALIFY ہوئی ہیں۔

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ جناب والا زیلن ZELIN لمیٹڈ نے بھی اس سلسلہ میں APPLY کیا تھا جسطرح توشیبا والوں نے APPLY کیا تھا۔

سیکرٹری صحت :۔ زیلن لمیٹڈ کی بات کر رہے ہیں۔

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ PLEASE JUST ALLOW ME TO EXPLAIN MY VIEWS.

وزیر صحت :۔ زیلن تو ڈیلر ہیں وہ کوئی فرم تو نہیں ہے، MANUFACTURERS نہیں ہیں وہ تو ہمارے پاس لوکل ڈیلر ہیں۔ وہ کونسا ایکسرے پلانٹ بناتے ہیں؟

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ جناب والا پہلے میں عرض کر دوں اس کے بعد آپ فرمائیں گزارش صرف اتنی ہے کہ سارے یہاں REPRESENTATIVE ہیں اور کوئی بھی MANUFACTURER نہیں ہے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ نے جاپانی فرموں کا مقابلہ کروانا ہے .....

وزیر صحت :۔ دیکھئے، آپ کو کسی نے غلط انفارمیشن دی ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں۔

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ نہیں۔ یہ انفارمیشن بڑی صحیح ہے۔

وزیر صحت :۔ پہلے آپ میری بات سن لیجئے اس کے بعد جو آپ ارشاد کریں گے وہ پورا ہاؤس سن لے گا۔ سب سے پہلے ہماری شرط تھی کہ جو پری۔ کوالیفیکیشن کے لئے اپلائی کریں وہ پہلے ہمیں اپنے سپیئر پارٹس اور ورکشاپ کی FACILITIES دکھائیں یہ میں مانتا ہوں کہ دنیا میں سینکڑوں کمپنیاں ہوں گی جاپان میں بھی۔ اور یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی جو بہت سٹینڈرڈ کے EQUIPMENT بناتی ہیں لیکن ان کے پاس یہاں پر سپیئر پارٹس اور ورکشاپ کی REPAIR FACILITIES نہیں ہیں ہم نے پانچ ایسی فرمیں دیکھیں ہیں جن کے پاس یہ REPAIR FACILITIES ہیں

اور ہم نے انہیں PRE QUALIFY کر لیا یہ تو میں کہتا ہی نہیں کہ وہ ایکس رے پلانٹ نہیں بناتے ہوں گے۔ سینکڑوں فرمیں بناتی ہوں گی ہٹاچی بھی بناتی ہوگی توشیبا بھی بناتی ہوگی سارے بناتے ہوں گے لیکن ان کے پاس آیا ہمارے ایکسرے پلانٹ کو مرمت کرنے کی FACILITIES موجود ہیں اگر ہیں تو ہم ان کو پری کوالیفائی کرنے کو تیار ہیں اگر نہیں ہیں تو ہم پھر اگلے سال دوبارہ دیکھیں گے اگر اگلے سال تک ان کے پاس یہاں ہمارے پلانٹس کو مرمت کرنے کی FACILITY موجود ہوگی تو ان کو بھی پری کوالیفائی کر لیں گے یہ تو بڑی آسان سی بات ہے۔

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ جناب میں عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ نے پری کوالیفائی کرنے سے پہلے اخبار میں دے دیا تھا کہ ان کو پری کوالیفائی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

وزیر صحت :۔ جناب اخبار میں دیا ہے۔ بالکل اخبار میں دیا ہے۔

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ اچھا جناب والا۔ اسی طرح میں عرض کروں کہ جو آپ نے فرمایا ہے آپ ایسا کریں میری جو تجویز ہے اس پر غور فرمائیں وہ یہ ہے کہ یونین سائل جو ہے وہ علیحدہ ہے اور جاپانی علیحدہ ہے تو یاٹا کو آپ مرسیڈیز کے ساتھ نہ ملائیے اس کا جب مکمل ریٹ آئے گا تو اس کا پچھلے والوں کو زیادہ منافع ہوگا۔ تو میرا مطلب یہ ہے کہ یہاں بھی COMPETITION لائیے اور وہاں بھی لائیے۔

وزیر صحت :۔ دیکھئے جناب۔ ایک بات میں آپ کو بتا دوں۔ ادھر گاڑیوں کا سودا نہیں ہو رہا ہے یہاں تو ایکس رے پلانٹ کا ہو رہا ہے۔

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ دیکھئے میں عرض کروں گا کہ آپ ایمنز کو توشیبا کے ساتھ نہیں ملا سکتے۔

وزیر صحت :۔ کیا آپ ریڈیالوجسٹ ہیں۔

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ میں ریڈیالوجسٹ تو نہیں بلکہ میں ایک شہری ہونے کی حیثیت سے معلومات رکھتا ہوں۔

وزیر صحت :۔ میں نہ ڈاکٹر ہوں نہ ریڈیالوجسٹ ہوں ... میں نے اپنے ایکسپرٹ USERS پرائیویٹ PRIVATE SECTORS USERS ہر ایک سے گفتگو کر کے یہ فیصلہ کیا ہے اور یہ بات آپ کو ماننی پڑے گی کہ ہم نے جو SPECIFICATION

دی ہیں آپ شاید ان کو سمجھ نہیں پاتے میں نے کم از کم اس کیس کو سٹڈی کیا ہے SPECIFICATION اس قسم کی دی ہیں کہ ذرا سی بھی اگر کوئی چیز سب سٹینڈرڈ ہو تو ہم وہ نہیں لیں گے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ کوئی چیز جاپان میں بنتی ہے یا چاند پر بنتی ہے ہمیں تو سستی اور اچھی چیز چاہیئے اور اسکی انشاءاللہ میں گرانٹی دیتا ہوں۔

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ جناب ایک منٹ کیلئے یہ عرض کی جاتی ہے کہ اس کی اسی ہزار کی ٹیوب جو ہے وہ جل جاتی ہے سوشل سیکورٹی ایک چھوٹا سا ادارہ ہے اور میں اس کی گورننگ باڈی کا ممبر ہوں اس وقت ہم نے یہ تجویز کرنے کے دوران تجربہ حاصل کیا تھا کہ اس میں یہ LOSSES ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ہم نے کہا کہ یہ زیادہ نقصانات ہونگے۔ آپ بھی ایک کروڑ کی رقم کو بچائیے اور اس پر تحقیقات فرمائیے۔

سیکرٹری صحت (بریگیڈیر منظور ملک) :۔ جناب والا۔ بات یہ ہے کہ جب ہم نے اخبار میں اشتہار دیا تھا تو گیارہ بارہ فرموں نے APPLY کیا تھا اور ان میں سے ہم نے یہ دیکھا تھا کہ کونسی بین الاقوامی RECOGNIZED فرمیں ہیں کن کا سٹینڈرڈ اچھا ہے کن کی کارکردگی اچھی ہے کن کے پاس ورکشاپ FACILITIES ہیں کن کے پاس سپیئر پارٹس کی FACILITIES ہیں اور اسکے بعد پھر ہم نے الیکٹرڈ MEDICAL ایکسپرٹ کو بلایا اس کے بعد ہم نے اپنے ریڈیالوجسٹ کو بلایا اس کے بعد ہم سب نے مل کر کہا کہ سٹینڈرڈ کی فرمیں اتنی ہونی چاہیں کہ جس سے ہمیں خریدنے کے بعد ان کو مرمت کی FACILITIES میسر ہوں یہ نہ ہو کہ MUSHROOM کی طرح ساری فرموں کو بلا کر اس کے بعد اس کی مرمت ہی نہ کروا سکیں اور وہ ہمارے پاس JUNK کے طور پر پڑا رہے اس طرح ان سب ایکسپرٹس نے کہا تھا یہ نہیں ہے کہ ہم نے CHAPTER CLOSE کیا ہوا ہے It is open Everybody can complete اس کے بعد یہ ہوگا کہ NEXT MEETING ہوگی People can Apply وہاں پر جا کر دیکھیں گے اگر کوئی ایسی فرمیں جو ہمارے You can go and visit معیار پر پوری اتریں تو اس کو بھی CONSIDER کیا جائے گا مگر ہم نے جو اس وقت SELECT کی ہیں وہ سٹینڈرڈ کی فرمیں ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) جناب والا۔ میں بھی اس کمیٹی میں تھا۔ لہٰذا میں بھی عرض کرتا ہوں۔ ابھی انہوں نے کہا ہے کہ مرسیڈیز میں اور کسی اور کار میں بہت فرق ہے بات یہ ہے کہ الیکٹرونکس میں جاپان بہت آگے آپ ENGYOGRAPHY لے لیجئے۔ آپ کو اسپتال میں داخل کر کے آپ کے جسم کی ENGYOGRAPHY کرتے ہیں جس کا MORTALITY RATE ریٹ بھی دو، تین فیصد ہے اب انہوں نے ٹیکہ لگا کر نکال دیا ہے تو اس لئے وہ بہت آگے چلے گئے ہیں پھر قیمتوں کو بھی دیکھنا ہے یہ تھوڑی بات ہے کہ ہم کو ایک چیز چالیس فیصد یا پچاس فیصد کم قیمت پر ملے اور پھر سٹینڈرڈ بھی ہو تو ہم دوسروں سے کیوں لیں۔ بہر صورت آپ نے پانچ فرمیں منتخب کی ہیں اور ان میں بھی COMPETITION ہونا چاہیئے۔ ورنہ وہ ہمیں لوٹ کر لے گئے آپ بے فکر رہیں کسی کا حق نہیں مارا گیا۔

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ جناب میں عرض کروں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ جاپان کی ایک فرم ہو اور یورپ چار فرمیں عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جاپان کی ہٹاچی کمپنی سب سٹینڈرڈ نہیں ہے۔

MINISTER FOR HEALTH
HITACHI does not have repair facilities here

چوہدری ظہیر احمد تاج : جناب والا۔ ہٹاچی کی چیزیں سستی ہیں۔

وزیر صحت :۔ آپ ہٹاچی کی بات کر رہے ہیں ہٹاچی کے پاس لاہور میں مرمت کی REPAIR FACILITIES نہیں ہیں

CH Zaheer Ahmad Taj: They have every type of Workshop
MINISTER FOR HEALTH: My experts visited their Premises
They were not satisfied with the facilities there

چوہدری ظہیر احمد تاج۔ (نامزد رکن) تو آپ اس کے بارے میں مزید تحقیقات کریں۔ مگر ایک کو Monopoly نہ بنائیے۔

وزیر صحت :۔ اگلے سال ہم پھر دوبارہ کریں گے۔

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ براہ مہربانی MONOPLY نہ بنائیے جاپان کی ایک فرم اور یورپ کی چار فرمیں جاپان والے آپ کو ایک چیز دس ہزار کی دیں گے جبکہ یورپ والے دو لاکھ کی دیں گے۔

وزیر صحت :۔ میرے بھائی پانچ فرمیں پری کوالیفائی کی ہیں۔

Ch. Zaheer Ahmed Taj: Only One That is Japanese Sir. And others are five.

MINISTER FOR HEALTH: What Japan has got to do with it?

ہمیں ایکس رے مشینیں لینی ہیں جو مشینیں سٹینڈرڈ کے مطابق ہیں وہ Complete کریں، سب سٹینڈ لینے کے لئے ہم تیار نہیں ہیں۔

چوہدری ظہیر احمد تاج :۔ جناب آپ ان کی ٹینڈروں کو مارکیٹ میں چیک کریں کہ کتنے فیصد جلتی ہیں۔ It is my request that you make some inquiry.

MINISTER FOR HEALTH: I have already made an inquiry. That is why I am telling you all this.

سیکرٹری صحت :۔ ہم نے جو QUOTATIONS بنائی ہیں ان میں یہ بھی لکھا ہے کہ کسی بھی فرم کو سو فیصد پے منٹ نہیں ملے گی جب تک کہ اس کی شین فٹ نہیں ہو جائے گی۔

وزیر صحت :۔ اور موقع پر جا کر ہمارے ایکسپوش ٹیسٹ بھی کریں گے۔

سیکرٹری صحت :۔ اور اسکی پچاس فیصد PAYMENTS بعد میں دی جائے گی تاکہ ہم اس کی ایک ایک چیز کو چیک کر لیں اور ہمارے USERS ریڈیالوجسٹ کی تسلی ہو جائے تب ہم اس کو بقایا رقم دیں گے۔ اس کی بنک گرانٹی بھی دے دی جائے گی۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے مگر بات یہ ہے کہ بہت ساری فرموں کو بیچ ڈالنے سے سامان اچھا نہیں ہو جاتا سٹینڈرڈ کی فرمیں چند ایک ہی ہوتی ہیں اگر کوئی اور ایسی فرم نکل آئے گی تو اس بھی CONSIDER کر لیا جائے گا۔ کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے۔

وزیر صحت :۔ اس کے بعد جناب یہ شکایت آئی تھی کہ ہم جو FLYING SQUARD بنا رہے ہیں ان کی DEPLOYMENT کا پروگرام صحیح نہیں بنا تو اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ابھی یہ پروگرام بنایا جا رہا ہے اور آپ کو بھی اس ایکسرسائز میں ضرور شامل کرینگے Please note that it is included in that Programme اور ہم کوشش کرینگے کہ یہ ایسی جگہوں پر کھڑی ہوں جہاں زیادہ سے زیادہ انکا فائدہ ہو سکے۔

جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ سولہ گاڑیاں لاہور میں پہنچ چکی ہیں تیرہ گاڑیاں کراچی میں ہیں اور پانچ گاڑیاں ہم اگلے سال خریدیں گے۔
اس کے بعد فیصل آباد سے یہ شکایت آئی تھی کہ .....

الحاج چوہدری محمد حیات :۔ جناب والا۔ میں نے فوڈ کے متعلق کچھ عرض کیا تھا۔

وزیر صحت :۔ جی وہ میں عرض کر چکا ہوں۔ اس سے پہلے ایک فاضل رکن نے سوال کیا تھا اس سلسلے میں یہ جو آگے چلا ہوں کہ فوڈ کیلئے محکمہ صحت صرف لیبنگ کرتا ہے نہ ہم Sample لیتے ہیں نہ ہم Prosecuting Department ہیں۔

الحاج چوہدری محمد حیات :۔ جناب والا۔ حال یہ ہے کہ اگر آپ دودھ کی Percentage دیکھیں تو وہ ستر فیصد مکس ہو رہا ہے۔ روٹی ایسی ہوتی ہے جیسے ربڑ ہوتی ہے پچھلے دس سال سے آپ Percentage دیکھ لیں کہ کتنے کیس پکڑے گئے ہیں اور جو چھوڑے گئے ہیں وہ کتنے ہیں۔

وزیر صحت :۔ مولانا صاحب۔ آپ کو شاید میری بات کی سمجھ نہیں آئی میں نے عرض کیا ہے کہ اگر ہم سب سٹینڈرڈ خوراک پکڑیں بھی تو ہم نہ لے سکتے ہیں اور نہ ہم مقدمہ چلا سکتے ہیں ہمیں بلدیاتی ادارے کے انسپکٹر فوڈ انسپکٹر Samples دیتے ہیں ہم ان کو ٹیسٹ کر کے ان صرف رزلٹ دے دیتے ہیں آگے وہ جانیں اور ان کا کام جانے۔

الحاج چوہدری محمد حیات :۔ جناب والا۔ آپ کی لیبارٹری کا یہ حال ہے....

وزیر صحت :۔ ہاں اگر ہماری لیبارٹری میں کوئی خرابی ہے تو آپ اس کی بات کریں۔

الحاج چوہدری محمد حیات :۔ Samples وہاں Be kept together پڑے رہتے ہیں ہمیں ان کی ٹیسٹنگ نہیں ہوتی اور اس میں کوئی Improvement نہیں ہے کوئی بھی آدمی اس ایوان میں بتا دے کہ لاہور میں خوراک میں ملاوٹ کے جرم میں جو لوگ پکڑے جاتے ہیں ان کا کیا بنتا ہے۔

وزیر صحت :۔ میرا لاہور ادھر نہیں ہیں یہ ان کا کام ہے کہ وہ Prosecute کریں۔

الحاج چوہدری محمد حیات آپ لاکھوں روپیہ advertisement پر لگا رہے ہیں یہ صحت کی بنیادی ضرورت ہے کہ فوڈ کا چیک اپ صحیح طریقے پر ہو مگر وہ نہیں ہو رہا۔

وزیر صحت ۔ دیکھئے یہ محکمہ خوراک یا جو لوکل اتھارٹیز ہیں یہ ان کا کام ہے ہمیں تو وہ حکم کرتے ہیں کہ لیجئے یہ آٹے کا sample ہے اسے ٹیسٹ کر دیجئے ہم تو اس کو ٹیسٹ کر کے ان کو result دے دیتے ہیں اس کے علاوہ محکمہ صحت کا اور کوئی فرض نہیں ہے۔

الحاج چوہدری محمد حیات ۔ جناب Inter Connected یا جو بھی ہے آپ اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور کریں۔

وزیر صحت ۔ ان شاء اللہ آپ کی شکایات متعلقہ محکموں تک پہنچا دونگا۔

اسکے بعد فیصل آباد سے شکایت آئی ہے کہ ٹریننگ facilities ملتان اور لاہور کو دی جا رہی ہیں اور فیصل آباد کو Ignore کیا جا رہا ہے۔ گذارش یہ ہے کہ فیصل آباد میں سب سے پہلے تو ایک میڈیکل کالج ہے۔ وہاں ڈسپنسر کو بھی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ جو دائیوں کا مطالبہ آپ نے کیا ہے کہ فیصل آباد میں ڈاکٹر الطاف teaching کر رہی ہیں یہ درست ہے کہ وہ اپنے طور کر رہی ہیں لیکن جو ٹریننگ دائیوں کی ہے وہ صرف دیہات میں ہم کر رہے ہیں یہ جو traditional birth attendance ہیں ان کو تین مہینے کا کریش پروگرام اور کورس دیتے ہیں۔ شہروں میں تو ہم کر ہی نہیں رہے۔ دیہات کی ضرورت پورا کرنے کے لئے ہم یہ کام کر رہے ہیں۔

مس سکینہ بیگم چوہدری ۔ (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) جناب والا ۵۰ لاکھ روپیہ دائیوں کے لئے سنگر شپ دیتے ہیں۔ شہروں کے محلوں میں دائیاں ہیں۔ دائیوں کے لئے بھی کچھ ہونا چاہیئے۔ جو ٹریننگ وہ لیتی ہیں۔

وزیر صحت ۔ شہروں میں جیسے آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر الطاف ہیں اور بھی بہت سی ڈاکٹر صاحبان ہوں گی۔

مس سکینہ بیگم چوہدری ۔ ڈاکٹر الطاف رشید تو رضاکارانہ طور پر یہ کام کر رہی ہیں۔

وزیر صحت ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ڈاکٹر تو موجود ہیں۔ دائیاں تو وہاں چاہئیں جہاں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ ویسے ہم آپ کی بات کا معائنہ کریں گے۔ اگر feasible ہوا تو ہم شہروں میں شروع کر دیں گے۔

مس سکینہ بیگم چوہدری ۔ فیصل آباد میں بھی ہونا چاہیئے۔

وزیر صحت ۔ اگر اس کے لئے ہمیں پیسے مل گئے تو ہم شہروں میں بھی شروع کر دیں گے۔

سیکرٹری صحت ۔ جناب والا یہ ٹریننگ دو قسم کی ہے۔ ایک تین مہینے کی ہے اور ایک ایک سال کی ہے۔ جو سال کی ہے اس میں ۸۹۷ کے قریب سیٹیں ہیں۔ اور ایک سال کا کورس ہے یہ شہروں میں بھی ہم run کر رہے ہیں۔ فیصل آباد میں بھی ٹریننگ سینٹر ہے۔

وزیر صحت۔ وہ ہمارے ملازم ہیں۔

سیکرٹری صحت۔ مگر وہاں پر ایک سال کی ٹریننگ ہے۔ یہ جو تین مہینے کی ٹریننگ ہے وہ ہے ریفریشر ٹریننگ۔ جو گاؤں میں پرانے لوگ رہتے ہیں بیان کے لئے ہے۔ ان کو تین مہینے کا سپیشل ٹریننگ دے کر ان کو Hills دے دی جاتی ہیں تاکہ وہ سائنٹیفک طریقے سے علاج کر سکیں۔

وزیر صحت۔ میری بہن شاہین عتیق الرحمٰن صاحبہ نے فرمایا تھا کہ ہسپتالوں کی بہتری کے لئے سپروائزری کمیٹی بنانی چاہئے مجھے مکمل طور پر ان سے اتفاق ہے بیشتر ہسپتالوں میں ایسی کمیٹیاں بن گئی ہیں اگر کوئی ایک آدھ رہ گیا ہے اس کی بھی عنقریب بن جائے گی۔

ہم نے ایک سوال کیا گیا تھا کہ پاپولیشن پلاننگ کے فنڈز کتنے ہیں اور وہ کیسے خرچ ہوتے ہیں۔ میں معزز چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے گزارش کروں گا کہ وہ بتائیں کیونکہ پاپولیشن پلاننگ کے محکمے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس کے بعد چوہدری پرویز الٰہی صاحب نے فرمایا تھا کہ ایس۔ پی۔ آئی کے ویکسینیٹر گزشتہ سال ٹیکہ لگا دیتے ہیں اور بچوں کو سپیشک ہو جاتا ہے۔ ہمیں بھی یہ شکایات موصول ہوئی تھیں اس لئے ہم نے ان کو ڈسپوزل سرنج مہیا کر دی ہیں تاکہ ایک سرنج ایک ہی دفعہ استعمال ہو اور اس کو پھینک دیا جائے اب یہ شکایات پچھلے دو چار مہینے سے نہیں ہے۔

اس کے بعد وائس چیئرمین راولپنڈی نے یہ تجویز دی تھی کہ ڈاکٹروں کو مجبور کیا جائے کہ وہ ہسپتال میں رہیں اور انہوں نے اس کا طریقہ کار یہ بتایا کہ ان کو اپنے گھروں کے قریب پوسٹ کیا جائے تاکہ وہ روز اپنے گھر پہنچ ہی نہ سکیں۔ سب سے پہلے یہ ہے کہ ہر ہیلتھ سنٹر میں کوشش یہ کی جاتی ہے کہ ڈاکٹروں کے لئے مکان مہیا کیا جائے چند بیسک ہیلتھ یونٹ ہیں یہ سہولت نہیں ہے وہاں بھی ایک Model Programme پروگرام کے تحت بنائے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان، انگریز کے ملازم ہوتے ہیں اور وہ پنجاب میں کسی جگہ بھی لگائے جا سکتے ہیں لہٰذا آپ کی جو تجویز ہے اس پر ہم سنجیدگی سے غور کریں گے اور اگر اسکو بہتر سمجھا تو اسکو ضرور اپنائیں گے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہر ایک یونین کونسل میں ایک بیسک ہیلتھ یونٹ کافی نہیں ہوتا۔ اس کے متعلق میں پہلے بھی کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ جب ہر یونین کونسل میں ایک بیسک ہیلتھ یونٹ بن جائے گا اس کے بعد یہ غور کیا جائیگا کہ اگر کوئی بڑی یونین کونسل ہے اس میں دوسرا بھی بنا دیا جائے گا۔

Secretary SAHIB there was a hospital کہ ہوتی ہیں ہسپتال میں [illegible] نہیں ہے۔ کس ہسپتال میں نہیں ہے۔

سیکرٹری صحت ۔ وہاں پوسٹ مارٹم نہیں ہوتے ۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال کے اندر ہوتے ہیں اس بارہ میں گورنر صاحب نے حکم دیا ہے میں اگلے ہفتے جا رہا ہوں ۔ انشاء اللہ وہ بھی جا کر دیکھیں گے

بیگم نجمہ حمید ۔ dead body بھی وہاں ہوتی ہے ۔

وزیر صحت ۔ dead body کو preserve کرنے کا کچھ تو ہسپتال میں انتظام چاہیئے ۔

بیگم نجمہ حمید ۔ بالکل کوئی انتظام نہیں ہے ۔

سیکرٹری صحت ۔ میں جاؤں گا اور دیکھوں گا ۔

وزیر صحت ۔ ویسے یہ ہمارا پروگرام ہے کہ ہم نے mortuary ددل ہیلتھ سنٹر تک آہستہ آہستہ مہیا کرنی ہے ۔ میں یہ سن کر حیران ہوا I am sorry, it was not in my notice کہ ایک ٹیچنگ ہسپتال میں mortuary نہیں ہے ۔ انشاء اللہ یہ جلدی بنے گی ۔

بیگم نجمہ حمید ۔ I thank you

وزیر صحت ۔ اس کے بعد آپ نے یہ کہا ہے کہ لیڈی ہیلتھ وزیٹر کا کورس شروع کیا جائے ۔

بیگم نجمہ حمید ۔ کارپوریشن کی طرف سے ہم خود provide کریں گے ۔

وزیر صحت ۔ وہ تو ٹھیک ہے ۔ اس میں بات کرنے والی یہ ہے ہمارا جو اب پروگرام ہے وہ میڈیکل ٹیکنیشنز پر زیادہ depend کر رہا ہے ۔ ایل ایچ وی وہ preventive حاصل کرتی ہیں ۔ میڈیکل ٹیکنیشن preventive اور curative دونوں ٹریننگ ان کو دی جاتی ہیں اس لئے ہم یہ نہیں چاہتے کہ ایل ایچ وی زیادہ تعداد میں پیدا کریں ۔

بیگم نجمہ حمید ۔ ایل ایچ وی مل نہیں رہیں راولپنڈی میں اتنے ادارے ہیں اتنے زچہ بچہ سنٹر ہیں ۔ وہاں ایل ایچ وی کی اتنی کمی ہے ۔ آپ راولپنڈی جا کر دیکھیں ۔

وزیر صحت ۔ میں نے یہ عرض کی ہے کہ میں میڈیکل ٹیکنیشن کی تعداد بڑھا رہا ہوں اس وقت ہم ۳۰۰ کو ۱۸ مہینے کے بعد تربیت دیتے ہیں ۔

بیگم نجمہ حمید ۔ ایل ایچ وی کی بہت کمی ہے ۔ کچھ کی شادیاں ہو جاتی ہیں اور وہ چلی جاتی ہیں ۔

وزیر صحت ۔ اب میں ۵۰۰ مزید ٹیکنیشن کا انتظام کر رہا ہوں جس میں سے اڑھائی سو male ہونگے اور اڑھائی سو female ہوں گے ۔ ایل ایچ وی کی جگہ ہم ٹیکنیشن لگا رہے ہیں کیونکہ یہ بہتر کوالیفائیڈ ہیں ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا۔ کیا female ٹیکنیشن ہیلتھ وزیٹرز کا کورس کر سکیں گی؟

وزیر صحت۔ راولپنڈی اور اٹک میں ہم میڈیکل ٹیکنیشن کا سکول چلا رہے ہیں اس میں آپ کو male اور female میڈیکل ٹیکنیشن ہر سال اڑھائی اڑھائی سو مل جائیں گے۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا۔ کیا میڈیکل ٹیکنیشن کے کورس میں آج پڑھ رہے ہیں متعلقہ تربیت بھی اتنی ہو گی کہ وہ لیڈی ہیلتھ وزیٹر کا کام کر سکیں یہ بھی نہیں۔

وزیر صحت۔ بالکل کر سکتی ہیں

I am not a technical man. It is part of programme. This is curative as well as preventive.

بیگم نجمہ حمید۔ اگر ایل ایچ وی کی ٹریننگ شروع ہو جاتی تو بہت اچھی تجویز تھی۔

وزیر صحت:۔ ہم اس کو آہستہ آہستہ ختم کر دیں گے بلکہ ہم ایل ایچ وی کو بھی ایک سال کا پروگرام دے کر میڈیکل ٹیکنیشن میں convert کر دیں گے۔

سیکرٹری صحت: بات یہ ہے اس کے دو فائدے ہیں۔ یہ preventive اور curative دونوں کو cover کریں گے۔ ہمارے پاس ایل ایچ وی لڑکیاں بہت کم آتی ہیں۔ ہم اس کو waste نہیں کر سکتے کہ ایک preventive side پر ہو اور ایک curative side پر ہو۔ بہتر یہی ہے کہ ہم ان کا کورس اس طرح سے کریں کہ وہ preventive بھی کر لیں۔ اور curative بھی کر لیں۔ یقین کیجئے گا کہ میڈیکل ٹیکنیشن کا کورس ایل ایچ وی سے کہیں۔ بہتر ہے بلکہ آپ کو یاد ہونا چاہیئے کہ بیسک ہیلتھ یونٹ کے اندر Preventive or curative دونوں کو ہم نے incorporate کیا ہوا ہے۔ ہمارا concept یہ ہے کہ Preventive side کے اوپر زیادہ زور دیں۔ اس لئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جو curative side کے لوگ ہیں ان کو بھی preventive کی ٹریننگ دی جائے۔ یہ نہ ہو کہ ہم preventive میں پیچھے رہ جائیں۔

بیگم نجمہ حمید: اس کے لئے زیادہ سنٹر کھولے جائیں۔

وزیر صحت: میں نے عرض کی ہے کہ پہلے ۳۰۰ ٹیکنیشن سال میں ٹرینڈ کرتے ہیں۔ اب ۵۰۰ مزید کا انتظام کیا ہے۔ اور وہ ۸۰۰ ہو جائیں گے۔ امید ہے یہ کافی ہوں گے۔

اس کے بعد میئر فیصل آباد نے فرمایا کہ سپیشلسٹ جو ہیں یہ اپنے گھروں میں کام کرتے ہیں اور ہسپتالوں میں نہیں کرتے۔ اگر کوئی ایسی خاص بات ہو جس سے ڈسٹرب ہو جائے کہ خاص سپیشلسٹ ڈیوٹی کے وقت ہسپتال میں موجود نہیں تھا تو اس کا میں سدباب کر سکتا ہوں لیکن ان پر قانونی طور پر گھروں میں پریکٹس کرنے کی پابندی نہیں لگائی ہوئی ہے۔

چودھری شیر علی: (میئر میونسپل کارپوریشن۔ فیصل آباد) سوال یہ نہیں ہے کہ ان کے گھروں پر پابندی نہیں ہے سوال یہ ہے کہ جب آپ نے ان کو ہسپتال میں نوکریاں دے رکھی ہیں۔ انہوں نے وہ سیڑھی بنائی ہے اپنے گھروں تک مریضوں کو لانے کے لئے وہ وہاں کہتے ہیں کہ آپ شام کو گھر آئیں

وزیر صحت: اگر کوئی ایسا کیس آپ بتائیں تو میں اس کی انکوائری کرا لیتا ہوں۔

چودھری شیر علی: ۔ سینکڑوں کیسز ایسے ہیں۔ وہ انہوں نے سیڑھی بنائی ہوئی ہے۔

وزیر صحت: میں تمام سپیشلسٹ کی انکوائری کرا دوں۔ میں یہ نہیں مانتا ہوں۔ کئی ہمارے پاس بڑے بڑے اچھے اور محنتی ڈاکٹر موجود ہیں۔

چودھری شیر علی: یہ ٹھیک ہے کہ وہ بڑے محنتی ہیں۔ بڑے لائق ہیں۔ جتنی لمبی آپ چاہیں میں تعریفیں کر دیتا ہوں۔ لیکن یہ ان میں نقص ہے کہ جب مریض ہسپتال میں کسی سپیشلسٹ کو دکھانے کے لئے جاتے ہیں۔ وہ بات یہ کرتے ہیں کہ شام کو کوٹھی پر آئیں۔ میں نے یہ بات وثوق کے ساتھ کہی ہے۔

وزیر صحت: کیونکہ یہ ایک بین الصوبائی قسم کی پرابلم آپ نے بتائی ہے۔ میں فوری طور پر تو اس کے بارے میں کوئی حل تجویز نہیں کر سکتا۔ ہم سب اپنے محکمے میں بیٹھ کر مل کر آپس میں صلاح مشورہ کریں گے کہ اس صورت حال کو کیسے بہتر بنایا جائے۔

بیگم نجمہ حمید: وہی ہسپتال میں چلے جاتے ہیں اور وہیں کو رپورٹ دے دیں گے۔

وزیر صحت: آپ ضرور جائیے۔

بیگم نجمہ حمید: وہ کہتے ہیں کہ شام کو اچھی طرح چیک اپ کروانے کے لئے گھر پہ آئیں۔ ہمیشہ ہر ڈاکٹر یہی کہتا ہے۔

وزیر صحت: آپ کسی ڈاکٹر کی نشاندہی کریں جو یہ کہتا ہو۔ We will take action.

رانا نذیر احمد خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ) جناب والا اس سلسلہ میں میری عرض یہ ہے کہ جتنے میڈیکل سپیشلسٹ ہیں سب نے اپنے پرائیویٹ کلینک بنائے ہوئے ہیں۔ اور سب کے سب پرائیویٹ ہسپتالوں میں جاتے ہیں۔ اور اور ٹائم کام کرتے ہیں۔ جو مریض ہسپتال میں آتا ہے اس کو ٹائم دے دیا جاتا ہے کہ آپ فلاں کلینک پر پہنچ جائیں۔ اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ گورنمنٹ کروڑوں روپیہ خرچ کر رہی ہے مریضوں کا treatment صحیح طریقے سے ہو سکے لیکن ان کو تو باہر پرائیویٹ کلینک میں ٹائم دے دیا جاتا ہے۔ یا اپنے گھروں پہ۔ ہسپتال میں تو ان کو look after کرتے ہی نہیں۔ اس سلسلہ میں ہماری گزارش یہ ہے کہ اس کا کوئی سدباب ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مریض کو ہسپتال میں صحیح treatment نہیں مل رہا ہے۔

وزیر صحت : میں نے عرض کیا ہے کہ ہم اپنے محکمے میں اکٹھے ہو کر اس کا سدباب کرنے کے متعلق سوچیں گے۔ انشاء اللہ اس کا حل ملے گا۔ لیکن میری گذارش یہ ہے۔ آپ ہمارے کسی بھی ہسپتال میں اور لوگ اوقات میں چلے جائیں آپ دیکھیں گے کہ کوئی اپریشن تھیٹر خالی نہیں ہوگا جس کے بارے میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ درست طریقے سے استعمال ہو رہا ہے۔ ہمیں استعمال کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ لیکن اس کے علاوہ مریضوں کو رات کو دوپہر کو آدھی رات کو وقت کوئی ڈاکٹر پرائیویٹ ہسپتال میں یا گھر پر treat کر بھی لے تو میں اس کو کوئی جرم نہیں سمجھتا۔ وہ لوگ رات کے وقت ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں جن کے پاس ڈاکٹر کو پیسے دینے کے لئے ہوتے ہیں۔ غریب آدمی نہیں دے سکتا۔ اور نہ ہی ان سے علاج کرا سکتا ہے۔ وہ لوگ AFFORD نہیں کر سکتے۔ جو لوگ afford کر سکتے ہیں۔ وہ لوگ ڈاکٹر کے پاس جائیں اور اگر زیادہ پیسے دے بھی دیں تو میرے خیال میں اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

چوہدری شیر علی : جناب رونا تو یہ ہے کہ ڈاکٹر ہسپتالوں میں مریضوں کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ جن کے پاس پیسہ ہوتا ہے وہ تو ڈاکٹروں کو دیکھا لیتے ہیں۔ لیکن جن کے پاس پیسہ نہیں ہے وہ ہسپتال کے باہر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں۔ آپ نے ان کے لئے کیا کیا ہے۔

وزیر صحت : میرے کسی بھی ہسپتال میں آپ میرے ساتھ چلئے۔ کوئی بستر آپ کو خالی نہیں ملے گا۔ اگر خالی مل جائے تو آپ مجھے پکڑ لیں۔

چوہدری شیر علی : وہ لوگ باہر پڑے ہوتے ہیں اور ڈاکٹر ان کا معائنہ کرتے ہیں جو پیسہ دیتا ہے۔ آخر وہ کیا کریں۔ وہ بیچارے تو زبردستی بستر پر لیٹ جاتے ہیں۔

وزیر صحت : اس کا جواب تو میں نہیں دے سکتا۔ میں نے عرض کیا ہے کہ

I will take another look into this.

بیگم زبیدہ جعفری : آپ کے ڈاکٹر صاحبان مریضوں کو کہتے ہیں۔ آپ اپریشن کے لئے فلاں کلینک میں آئیے۔ ہم وہاں آپ کا اپریشن کریں گے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ وہ اپریشن بھی دوسری کلینکوں میں کرتے ہیں۔ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کیونکہ ہم اکثر مریض لے کر جاتے ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحبان ان کو یہی مشورہ دیتے ہیں کہ شام کو گھر پر آ کر دیکھا اور اپریشن بھی فلاں ہسپتال میں کریں گے۔

وزیر صحت : میں نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ رات کے وقت یا شام کے وقت وہ ضرور ایسا کرتے ہوں گے۔

بیگم زبیدہ جعفری : حضور اس کا تھوڑا سا تو سدباب کیا جائے۔

وزیر صحت : میں نے عرض کیا ہے کہ میں ضرور کروں گا اس کے بعد کہا گیا کہ ڈاکٹر بہت حد تک بڑھ گئے ہیں۔ اس کا علاج کرنا چاہیے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ اور پھر

[illegible]

وزیر صحت: [illegible]

عام بحث

جناب چیئرمین: [illegible]

[illegible]

میاں محمد اکبر فاروقی: [illegible]

[illegible]

میاں محمد اکبر فاروقی: [illegible] SERIOUSLY [illegible] SUGGESTION [illegible] SERIOUS [illegible] HIGH POWERED [illegible] PRIORITY [illegible] AT BROAD IN OUTLINE [illegible]

کیونکہ اس معاملے میں مفید SUGGESTIONS دے سکیں گے۔ میرے خیال میں ہیروئن سے یا دوسری منشیات جنہیں غلط انعام میں نشیات ہی کہا جاتا ہے۔ ان سے بہت زیادہ خطرناک نشے ہیں۔ جن میں ہم لوگ مبتلا ہیں۔ اس کی میں ایک اور مثال دوں گا۔ کہ کل پرسوں سے وزراء حضرات اپنی رپورٹ پیش کر رہے تھے اور آج چودھری حامد ناصر صاحب وزیر صحت نے رپورٹ پیش کی۔ اس سے میرے ذہن میں ایک بات بار بار آ رہی تھی۔ "ہر کہ در دکان نمک رفت نمک شد" جو توقع ایک پبلک کے نمائندے سے نہیں ہو سکتی تھی۔ ہمارے وزراء حضرات اس نشے میں وہی کر رہے ہیں۔ جو کہ ایک بیوروکریٹ کرتا ہے۔ مثلاً یہ کہ ہم اس پر غور کر رہے ہیں۔ غور کریں گے۔ یہ معاملہ زیر غور ہے اور اس کے بعد جلد کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔ اور پھر جو آج LATEST بات ہوئی۔ اس میں انہوں نے اقرار کیا کہ میں نے اپنے محترم بزرگ وزیر میاں صلاح الدین صاحب سے بھی مشورہ حاصل کیا ہے۔ اور مجھے احساس ہوا کہ بالکل ان کی طرح ہی یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ جس طرح وہ کہا کرتے ہیں کہ مجھ کو رات کے بارہ بجے بھی کوئی ٹیلیفون کرے تو میں COMPLAINT سننے کے لئے تیار ہوں۔ تو ہمارے وزیر صحت بھی یہی فرما رہے تھے کہ ابھی چلیں میرے ساتھ کسی بھی ہسپتال میں اور مجھے دکھائیں کہ یہاں پر کیا ہوتا ہے تو حضور انور! یہ ایسی باتیں ہیں جو بالکل سطحی سی نظر آتی ہیں لیکن ہم ایسے نشے میں مخمور ہیں کہ اگر اس کا کوئی علاج نہ کیا گیا تو یہ ہمیں لے ہی ڈوبے گا مجھے افسوس ہے کہنا پڑتا ہے کہ ہم اس معاملے کو بہت LIGHTLY لے رہے ہیں اتنا LIGHTLY کہ ہمیں شاید احساس ہی ختم ہوتا جا رہا ہے کہ ہم ایک قوم ہیں جس نے EXIST کرنا ہے اور EXIST کرنے کے لئے EFFORTS کرنی پڑتی ہیں ایسی جو کہ SURVIVAL کے لئے بڑی لازمی ہیں۔ بہت بہت شکریہ

وزیر مواصلات وہاؤ سنگ کا خطاب

وزیر مواصلات و تعمیرات:۔ (میاں صلاح الدین) جناب والا اگر نشے کی بات ہے تو پھر عبادت میں بھی نشہ ہے سیاست میں بھی نشہ ہے ان کے حساب سے اس وقت جو بات ہو رہی تھی وہ یہ ہو رہی تھی کہ اس وقت ملک میں جو بھی چیزیں نشے کیلئے استعمال ہوتی ہیں جس میں چرس ہے افیون ہے بھنگ ہے شراب ہے اور جو ہیروئن ہے یہ EXTREMELY اگر ہم اس کو روک لیں جو کہ ملک میں بڑھتی جا رہی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اپنی آئندہ آنے والی نسلوں پر بہت زیادہ احسان کریں گے اس کی نشو و نما سب کرتے ہیں آپ کو مجھے

سے زیادہ علم ہے اور میں آپ کے پاس کئی دفعہ آیا ہوں اس چیز کے لئے کہ اس چیز میں کو کس طرح بند کرنا چاہیئے۔ یہ نشے کی بات تو نہیں ہے یہ تو اپنے نوجوانوں کو بچانے کی بات ہے تو میں آپ سے صرف یہ عرض کروں گا کہ کم از کم یہ جو ایک KILLER ہمارے ملک میں جڑ پکڑ گیا ہے اور اس کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے اگر اس کی سزا سخت کر دیں تو انتہائی سود مند ہوگا۔ دیکھئے چرس سے کوئی نہیں مرتا افیم سے کوئی نہیں مرتا۔ شراب سے کوئی نہیں مرتا۔ بھنگ پینے سے کوئی نہیں مرتا مگر جن بچوں کو ہیروئن کی عادت پڑ گئی ہے ان کے ماں باپ کی حالت دیکھیں کہ ان کا علاج کتنا مشکل ہے اور انسان کو کتنے پیسے صرف کرنا پڑتے ہیں یہ تو آپ بہت سارے نشوں میں چلے گئے سب بات تو صرف ایک ہی ہے کہ ایک چیز جو اس وقت POTASSIUM CYANIDE سے زیادہ ہمارے نوجوانوں کو تباہ و برباد کر رہی ہے اس کو روکنا ہے۔ میر نصیل آباد نے ٹھیک کہا ہے کہ جو لوگ اس چیز کو کرتے ہیں جو بناتے ہیں جو بیچتے ہیں جو ان کے پیچھے ہیں، ہمیں پتا ہے صرف ہمیں سخت قدم اٹھانے کی ضرورت ہے اور اگر ہم اس چیز میں کامیاب ہو جائیں تو میں سمجھوں گا کہ ہم اپنی آئندہ آنے والی نسلوں پر بہت بڑا احسان کریں گے بہت بہت شکریہ باقی نشوں کی بات تو آپ جتنی مرضی کریں۔

میاں مجید اکبر فاروقی:۔ REACTION جناب والا میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ ماں باپ کے نشے کا ..... ہے اولاد پر جو ہیروئن لیتے ہیں۔ اگر ماں باپ کو نشہ نہ ہو تو اولاد کبھی ہیروئن نہ لے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات:۔ ویسے تو علامہ نے کہا ہے کہ ۔

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مرد مسلمان بھی ہے صاحب زندیق

اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کرنا وہ بھی تو نشہ ہے آپ کس طرف چل پڑے ہیں مجھے آپ کی سمجھ نہیں آ رہی۔

چوہدری نیاز احمد (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر): جناب والا۔ بات نشے کی ہو رہی تھی۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ حکومت کا نشہ .....

جناب چیئرمین: بات نشے کی ہے۔

چوہدری نیاز احمد: جی نشے کی بات ہے۔ (قہقہہ) بات نشے کی ہو رہی تھی کہ حکومت کا نشہ۔ دولت کا نشہ، دولت کا نشہ اور ان سب سے بڑا اعبادت کا نشہ ہے۔ بہرحال نشے تو بہت قسم کے ہیں لیکن میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں ان نشوں کا سدباب کرنا ہے جن کے متعلق اللہ میاں

نے فرمایا ہے۔ سب نشوں کو نہیں لینا۔ اس میں تو عادت کا بھی نشہ آجاتا ہے جو سب سے بُرا ہے۔ تو ان چیزوں کو چھوڑیں۔ میری جناب والا ایک تجویز ہے کہ یہ جو منشیات کے متعلق اچھی طرح سدباب نہیں ہو رہا وہ یہ ہے کہ تھوڑا سا CONTRADICTION ہے کہ آدھا مسئلہ پولیس کے پاس ہے اور آدھا مسئلہ ایکسائز کے پاس ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پولیس سے ہٹ کر صرف محکمہ ایکسائز کو یہ کام سونپ دیا جائے جیسے میرا یہ تجربہ ہے کہ ہماری سابقہ ریاست بہاولپور کے اندر پہلے ایکسائز کے پاس یہ سب کچھ تھا پولیس اس میں مداخلت نہیں کرتی تھی اور وہ بالکل موثر رہا۔ بلکہ دن یونٹ بننے کے بعد بھی یہ مسئلہ چلتا رہا۔ لیکن جب سے یہ معاملہ آدھا پولیس کے ہاتھ میں آگیا ہے تو اتنا موثر نہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کے کچھ اور کام بھی زیادہ ہوتے ہیں تو میری اس میں تجویز اور گزارش ہے کہ اگر یہ محکمہ ٹوٹل پر اسیکیوٹر یعنی مجسٹریٹ بھی محکمہ ایکسائز کا ہو اور سارے کا سارا ان کے ذمے ڈال دیا جائے۔ تو جیسے پہلے یہ پراپرٹی ٹیکس ENTERTAIN میں بہت زیادہ موثر ثابت ہوا ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ انشاء اللہ ٹھیک طریقے سے اس پر قابو پا لیں گے۔

جناب چیئرمین ۔ ہارون صاحب کچھ کہیں گے۔

چوہدری ہارون الرشید تبسم (چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب) جناب کی آمد سے پہلے منشیات کے متعلق ذکر ہو رہا تھا کہ بسوں میں ہوسٹلوں میں سکولوں میں اڈوں میں منشیات کا کاروبار جاری ہے۔ میں آپ کے علم میں ایسی بات لانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر جانا مشکل ہے۔ جناب والا۔ یہ بڑے غور سے سننے والی بات ہے جتنا جیلوں کے اندر یہ کاروبار ہے اتنا باہر نہیں ہے۔ جیلوں کے اندر جہاں پر عام کسی کا آنا جانا نہیں ہے۔ ایک تالا ہوتا ہے۔ ایک ڈیوٹی ہوتی ہے۔ وہاں سے ہر چیز جاتی ہوتی ہے۔ چونکہ مجھے ذرا شوق ہے تحقیق کا علم، باتیں پوچھنے کا۔ تو یہ جو لزم وغیرہ ضمانت پر آتے ہیں ان سے باتیں ہوتی ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں جو چیز ہمیں باہر نہیں ملتی وہ ہمیں جیلوں میں زیادہ مل جاتی ہے۔ یہ چرس، افیم، شراب وغیرہ مجھے تو نام بھی پورے نہیں آتے۔ وہ بتلاتے ہیں سارے نام یہ سب کے سب جیل کے اندر مل جاتے ہیں ہم باہر معاشرے کی باتیں کر رہے ہیں، اڈوں کی، سکولوں کی بسوں کی، تو میں تو کہتا ہوں کہ اس چیز کی انکوائری کرائی جائے کہ جیلوں میں کس طرح سے یہ چیزیں ملتی ہیں۔ یہ سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہاں پر منشیات کا کاروبار بند کرایا جائے۔ منشیات کے عادی اور جرائم کے عادی لوگ جب جیلوں میں جاتے ہیں تو وہ اس لئے جیلوں میں بھیجے جاتے ہیں کہ سدھر جائیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جتنی یہ نعمت وہاں پر میسر آتی ہے۔ اتنی باہر نہیں ملتی تو میری گزارش یہ ہے کہ جناب جب اس کے متعلق سوچیں تو یہ چیز ذہن میں رکھیے گا۔ کہ یہ کاروبار جیلوں کے اندر بند ہونا چاہیئے۔ شکریہ۔

حاجی مقصود احمد بٹ (صدر انجمن تاجران، لاہور) جناب چیئرمین، منشیات کی بات ہو رہی ہے اس سے پہلے بھی میں نے منشیات کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا، لیکن اس وقت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو آئے دن اخباروں میں لکھا ہوتا ہے کہ اتنے کروڑ روپے کی منشیات پکڑی گئی ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے پبلسٹی ہوتی ہے کیونکہ جو منشیات یہ پکڑتے ہیں اور اس کی جو قیمت لگاتے ہیں اس سے اس کی پبلسٹی ہوتی ہے جو غلط قسم کے لوگ ہوتے ہیں جب وہ ایسی خبریں پڑھتے ہیں تو ان کو اس کا لالچ پیدا ہوتا ہے۔ پولیس والوں سے یہ پوچھا جائے کہ جب یہ اس کی مالیت لکھتے ہیں وہ کہاں سے پتہ کرتے ہیں۔ اگر دو کلو منشیات پکڑی گئی ہے تو وہ کونسے ملک کی قیمت لگاتے ہیں جب کہ ہمارے اندرون ملک اس کی قیمت بہت معمولی ہوتی ہے۔ پولیس والے اپنی کارکردگی کو بہتر دکھانے کے لیے اخباروں میں ایسی خبریں دیتے ہیں اور بڑھا چڑھا کر قیمت بتاتے ہیں کہ دو کروڑ روپے کی ہیروئن پکڑی گئی۔ اور جب یہ پکڑتے ہیں تو پھر اس کو ضائع کہاں کرتے ہیں ہماری معلومات یہ ہیں کہ پولیس والے پھر انہیں غلط لوگوں کے ہاتھ دوبارہ اس کو فروخت کر دیتے ہیں۔ اور وہ غلط قسم کے لوگ پھر اس کو اپنے طور پر بیچ دیتے ہیں وہ لوگ جن کا پولیس سے رابطہ ہوتا ہے اور جو پولیس والوں کو منتھلی دیتے رہتے ہیں ان کا کاروبار ٹھیک طریقہ سے چلتا ہے ہے۔ اور جو لوگ منتھلی نہیں دیتے ان کو پکڑا جاتا ہے ان پر چھاپے پڑتے ہیں اور ان کا جو مال پکڑا جاتا ہے وہ دوسرے لوگوں کے ہاتھ فروخت کیا جاتا ہے۔ تو اس سے پہلے بھی میں نے یہ عرض کی تھا کہ کسی فلاسفر کا کہنا ہے کہ برائی برے لوگوں سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ یہ شریفوں کی خاموشی سے پیدا ہوتی ہے تو ایک محلہ میں ایک یا دو آدمی ہوتے ہیں جو یہ دھندا کرتے ہیں ہم لوگ ان کا اس لئے محاسبہ نہیں کر سکتے کہ پولیس ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتی اگر پولیس کا تعاون ہو۔ ان کی ضمانتیں نہ ہوں تو اس مسئلہ پر بہت جلد قابو پایا جا سکتا ہے۔ تو میری یہی گذارش ہے کہ منشیات بیچنے والے اور جو پینے والے پکڑے جاتے ہیں کم از کم ان کی موٹر کورٹ میں ضمانت نہیں ہونی چاہیئے اس کے لئے سپیشل کورٹ ہونی چاہیئے تاکہ ان کو سخت سے سخت سزا دی جا سکے۔ شکریہ۔

چوہدری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) جناب چیئرمین میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اگر منشیات کو ختم کرنا ہے تو معاشرے کے ہر فرد کو یہ جرات پیدا کرنی ہوگی کہ کس طرح سے منشیات کی لعنت کو ختم کرنا ہے جس محلے میں منشیات کی خرید و فروخت ہوتی ہے یا وہاں پر کوئی منشیات کا عادی ہے تو

ہے تو ہمیں پتہ ہوتا ہے کہ فلاں آدمی منشیات کی خرید و فروخت کرتا ہے فلاں آدمی پیتا ہے لیکن ہمارے اندر جرات نہیں ہے ہم پولیس کو جا کر بتاتے نہیں ہیں ہم ان کو خود پکڑتے نہیں ہیں پکڑواتے نہیں ہیں تو پھر ہم منشیات کس طرح سے بند کرا سکتے ہیں۔ پہلے ہمیں اپنے اندر اخلاقی جرات پیدا کرنی چاہیئے۔ کہ منشیات کو ختم کرنا ہے میں کہتا ہوں کہ جس حلقہ سے میں ممبر ڈسٹرکٹ کونسل منتخب ہوا ہوں۔ مجھے اس حلقہ میں پتا ہے کہ کون آدمی منشیات کا کاروبار کرتا ہے تو میں نے آج تک اس کے متعلق رپورٹ کیوں نہیں کی ہے میری تجویز ہے کہ ہم سب اراکین اگر آج یہاں پر یہ عہد کر کے جائیں کہ ہم نے اپنے اپنے حلقوں میں سے منشیات کی خرید و فروخت نہیں ہونے دینی ہے تو اس برائی کا خاتمہ ہو سکتا ہے میں جناب سے عرض کرتا ہوں کہ میں اپنی ممبر شپ سے استعفیٰ دے دوں گا اگر ایک ہفتہ کے اندر اندر منشیات کا کاروبار بند نہ ہوا لہذا جناب سے گزارش کروں گا کہ اپنے اندر معاشرے میں مقام پیدا کرنے کے لیے جرات پیدا کی جائے اور منشیات کے کاروبار کو ختم کرنے کیلئے پولیس پر الزام نہیں لگانا چاہیئے یہ الزام ہمیں اپنے اوپر لینا ہوگا اگر ہم چاہیں تو منشیات ختم ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ آپ ہمیں موقع دیں اور اس بات کا عہد کر کے جائیں کہ ایک ہفتہ کے اندر منشیات ختم کرانی ہیں تو یہ لازماً ختم جائیں گی۔

ملک عطا محمد (چیئرمین ضلع کونسل، اٹک) جناب چیئرمین چیز ہیروئن چونکہ اٹک سے آتی ہے اس لئے میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب میرا تعلق اٹک سے ہے اور یہ بلاڑ کا ضلع ہے اور میں ایکسائز ٹیکسیشن کی سبجیکٹ کا ممبر بھی ہوں۔ اس ضمن میں ہماری کل میٹنگ ہوئی ہے اور کافی بحث بھی ہوئی ہے وہاں پر شریف نواز صاحب نمبر متعلقہ بھی موجود تھے۔ واقعی یہ ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج ہے اور میں نے میاں نواز شریف صاحب اور سیکرٹری ایکسائز کو مزید راستے بھی بتائے ہیں کہ کن راستوں سے یہ ہیروئن وغیرہ کا کاروبار ہوتا ہے اس ضمن میں ہم نے ۲۶ مئی کو ایک میٹنگ بھی رکھی ہوئی ہے تاکہ ہم اس پر تفصیلی بات چیت کر سکیں جناب والا یہ حقیقت ہے کہ اس وقت صرف ہیروئن ہی نہیں بلکہ کئی دیگر چیزیں بھی ہیں جو کہ ہمارے لئے چیلنج کا باعث ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان دنوں میں ہمارے علاقے میں واردات کچھ زیادہ ہی ہو رہی ہیں چوری کی واردات

ڈاکے کی واردات ، اس سلسلہ میں ہمارا صرف پولیس پر الزام رکھ دینا کہ پولیس ہم سے تعاون نہیں کرتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی غلط ہے ۔ میری گزارش ہے کہ باقی میدانوں میں جس طرح لوگ دن بدن ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں ، چور اور ڈاکو بھی اسی طرح ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں ۔ اب یہاں پر حالت یہ ہو چکی ہے کہ جو چور اور ڈاکو ڈاکہ ڈالنے کے لیے جاتے ہیں ان کے پاس جدید ترین ۱۹۸۳ء ۱۹۸۴ء ماڈل کاریں ہوتی ہیں اور ہمارے پاس حالت یہ ہے کہ شہر کے اندر دو تھانے ہیں ۔ اور دونوں تھانوں کے اندر کوئی ٹرانسپورٹ نہیں ہے تو اگر ایک چور یا ڈاکو یا سمگلر رات کو واردات کرتا ہے اور اس کی اطلاع اگر ہم بروقت پولیس کو دے بھی دیتے ہیں تو وہ اکیلا ایس ، ایچ ، او کیا کر سکتا ہے جب کہ اس کے پاس ٹرانسپورٹ ہی نہیں ہے ۔ تو میری آپ سے یہ التماس ہے کہ آئندہ بجٹ میں پولیس کے لیے باقاعدہ ایک فنڈ مخصوص کیا جائے تاکہ ان کو بہتر سے بہتر سہولیات دی جائیں کیوں کہ ہمیں یقین ہے کہ انشاءاللہ تعالےٰ ہم جو پبلک کے منتخب نمائندے ہیں ۔ نشاندہی ہم کریں گے اور ہمیں پولیس کا پورا پورا تعاون حاصل ہوگا ۔ لیکن اس کے لیے بہت ضروری ہے کہ پولیس کو بھی وہ مراعات حاصل ہوں جس کی انہیں اس وقت موجودہ دور میں سخت ضرورت ہے اگر آپ اجازت دیں میں صرف ایک اور بات عرض کرتا چلوں ۔ میں نے کل بھی بجٹ کمیٹی کی میٹنگ میں یہ بات کہی تھی اور اب بھی میری اس معزز ایوان سے درخواست ہے کہ ہمیں اپنے اپنے علاقوں میں سیمینار منعقد کرنے چاہییں اور ہم گاؤں گاؤں اور گھر گھر جا کر لوگوں کو یہ بتلائیں کہ منشیات کے استعمال سے نہ صرف ہماری موجودہ نسل کا بلکہ آئندہ والی نسلوں کی پوری کی پوری زندگی تباہ ہو کر رہ جائے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہتر طریقہ کار رہے گا ۔ میں جناب والا آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

خان رشید اکبر خان ۔ (چیئرمین ضلع کونسل ، جھکر) جناب چیئرمین ۔ نشے کی بات ہو رہی ہے تو میں اپنے ضلع جھکر کے ایک آفیسر کے متعلق آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو ہر شام نشے میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ پھر سے کہیے گا

خان رشید اکبر خان ۔ نشے کی بات ہو رہی تھی تو میں اپنے ایک افسر کے متعلق بتاتا ہوں جو کہ ہر شام نشے میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے ۔ وہ ہیں ہمارے اے ڈی ۔ سی جو کہ ہر شام کو شراب پیتے ہیں ، جنہیں انہوں نے لگائی ہوئی ہیں اور جس ضلع میں وہ رہے ہیں وہاں سے وہ معطل رہے ہیں اور جھکر سے دس میل دوران کا گھر ہے ڈسٹرکٹ لیہ میں ۔ رشوت وہ لیتے ہیں شراب وہ پیتے ہیں ۔ اے ۔ ڈی ۔ سی ہیں ملک ممتاز جکھڑ ان کا نام ہے ۔

خان رشید اکبر خان (چیئرمین ضلع کونسل بھکر)

کسی کی سنتے بھی نہیں کسی کی پرواہ بھی نہیں کرتے پچھلے دنوں ان کا تبادلہ ہوا تو انہوں نے اعلان کیا کہ بھکر ضلع سے میں نہیں جا سکتا۔ نہ جانے ان کا تبادلہ کیوں روک دیا گیا ہے۔ جناب والا آپ خفیہ طور پر ان انکوائری کروائیں اگر یہ الزام غلط ثابت ہو تو ہم سزاوار ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) اب خفیہ کہاں رہ گیا ہے؟

خان رشید اکبر خان۔ جناب والا صرف مجھے ہی معلوم نہیں ہے بلکہ ہر آدمی کو پتہ ہے کہ وہ شرابی بھی ہے ہر ضلع سے معطل ہوا، اور اب دو تین سال سے یہ آفیسر ہمارے سر پہ بیٹھا ہے اور شراب ہر شام کو پیتا ہے، زنا وہ کرتا ہے سب برائیاں اس میں ہیں، جناب والا جب ROUTINE میں اس کا تبادلہ ہوا اور اس نے اعلان کیا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا اس کے بعد فوراً اس کا تبادلہ رک گیا۔ لہٰذا ہم یہ التماس کرتے ہیں کہ اس شخص سے ضلع بھکر کی جان چھڑائی جائے۔ شکریہ۔

مس سکینہ چوہدری (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) جناب والا منشیات کی باتیں تو بہت ہو گئیں۔ لیکن میں آپ کی توجہ ایک ایسے کھیل کی جانب دلانا چاہتی ہوں جو کہ پورے پنجاب کے لیے ناسور بنا ہوا ہے۔ ۳ مئی ۱۹۸۴ء روزنامہ "جنگ" لاہور میں ایک خبر شائع ہوئی جس میں یہ بتایا گیا کہ محلہ منصور آباد فیصل آباد میں کیرم بورڈ کھیلتے ہوئے معمولی تنازعے پر کھلاڑیوں سے حملہ ہوا جس میں طارق علی موقع پر ہلاک ہو گیا اور دوسرا بھائی شدید زخمی ہو گیا۔ جناب والا اس ایوان کی وساطت سے میں آپ سے پر زور اپیل کرتی ہوں کہ کیرم بورڈ کا یہ کھیل جس کا رجحان ملک کے نوجوانوں میں تیزی سے بڑھ رہا ہے، درحقیقت جوئے کی ایک نئی قسم ہے (قہقہے)

بیگم نجمہ حمید جناب والا کیرم بورڈ تو INDOOR GAME ہے جھگڑا تو کسی بات پر بھی ہو سکتا ہے۔

مس سکینہ چوہدری جناب والا میری بات تو سنیں یہ تو کوئی بات نہیں۔ جناب والا فیصل آباد میں ہوٹلوں اور کلبوں کے مالکان نے کیرم بورڈ رکھے ہوئے ہیں اور اس پر شرطیں لگتی ہیں مالکان اس میں سے حصہ وصول کرتے ہیں۔ جناب والا یہ تو جوئے کی ایک قسم ہے۔ کیونکہ جو بھی کوئی کھیل شرط لگا کر کھیلا جائے۔ وہ جوئے ہی کی قسم ہے (قہقہے)

بہرحال یہ رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے جو درحقیقت جوئے کی ایک نئی قسم ہے۔
ہوٹلوں اور کلبوں کے اندر مالکان نے کیرم بورڈ رکھے ہوئے ہیں۔ جہاں پر کھلاڑی شرطیں لگا کر یہ کھیل کھیلتے ہیں اور روپے کی رقم تک ہوتی ہیں، اس کا فیصلہ ہار جیت پر ہوتا ہے اور مالکان اس میں سے باقاعدہ طور پر حصہ لیتے ہیں، جناب والا میں آپ سے یہ اپیل کرتی ہوں کہ اس کھیل پر پابندی لگا دی جائے اور ہوٹلوں والے کلبوں والے جو اس کام میں پیش پیش ہیں انہیں اس کام سے روکا جائے۔ یہ نہ ہو کہ یہ جوئے کی ایک قسم بن کر رہ جائے۔ اس وقت ملک میں اسلامی حکومت ہے اس دور میں ایسا نہ ہو کہ شرطیں لگا کر جوئے کھیلنے کا ایک نیا طریقہ رائج ہو جائے۔

جناب چیئرمین۔ Would you like to say any thing
آپ کچھ کہنا چاہیں گی۔ اور اگر کہنا چاہیں گی تو کیرم بورڈ پر یا کسی اور بات پر ..... (قہقہے)

ڈاکٹر بیگم گلشن حقیق مرزا جناب کیرم بورڈ کی بات پر ذرا ہلچل مچ گئی ہے۔

جناب چیئرمین۔ میرے خیال میں اس DEBATE کو ابھی WRAP UP کریں گے۔ کیونکہ منشیات وغیرہ پر کافی بات ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا۔ جناب والا میرے خیال میں کوئی بھی کھیل اگر شرطیں لگا کر کھیلا جائے اور اس کو جوئے کی شکل دی جائے تو وہ قابل اعتراض ہے ویسے کیرم بورڈ کا کھیل بڑا معصوم سا کھیل ہے جو عموماً گھروں کے اندر کھیلا جاتا ہے۔ میں ایسا سمجھتی ہوں کہ کوئی کھیل بھی اگر اپنی شکل بدل لے تو اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے ....

جناب چیئرمین۔ آپ منشیات پر کچھ کہنا چاہیں گی تاکہ اس کو WRAP UP کر کے۔ وزیر انچارج نواز شریف صاحب سے کچھ سنیں گے اور اس کے بعد دوسرے موضوع پر بات کریں گے۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا۔ منشیات کے متعلق میں نے ابھی صحت کمیٹی میں اپنی تجاویز پیش کی تھیں۔ اس میں میں نے یہ کہا تھا کہ بہت سے محکموں کے تعاون سے اس معاملے سے نمٹنا ہوگا۔

جناب چیئرمین۔ کس کے تعاون سے۔؟

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا۔ جناب میرا مطلب ہے۔ صرف محکمہ صحت اس کے لیے ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ دوسرے متعلقہ محکموں مثلاً سوشل ویلفیئر۔ تعلیم۔ اور پولیس و ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن وغیرہ کا

تعاون بے حد ضروری ہے۔

جناب چیئرمین ۔ پھر اس پر بھی کچھ کہیں گے کہ آیا یہ مسئلہ معاشرے کا ہے یا پولیس کا ہے یا جیسے یہ کہہ رہے تھے کہ .....

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا ۔ جناب والا یہ ایک بہت سنگین معاشرتی بیماری ہے لیکن اس کے پیچھے بہت سی FRUSTRATIONS کا عمل شامل ہوتا ہے۔ لہٰذا کچھ اس کی BACK GROUND میں بھی جانا بہت ضروری ہے اور اس کے علاج کے لیے اس کے PSYCHOLOGICAL Aspects پر توجہ دی جانی ضروری ہے کہ ایسا ہوتا کیوں ہے۔ معاشرے میں محرومی کا احساس کس لیے بڑھتا جا رہا ہے یا کونسے عوامل اس کو بڑھانے کا سبب بنے ہوئے ہیں اس کے ساتھ ہی ایک بہت بڑا سبب AVAILABILITY بھی ہے اور اس AVAILABILITY کے ساتھ ساتھ وہ لوگ جو اسے PROMOTE کرتے ہیں اور یعنی Drug Traffickers کی وجہ سے یہ اس وقت ایک کاروبار بن گیا ہے۔ اس لیے جس طرح سب لوگوں نے کہا اس کے لیے کڑی سزاؤں کی بھی اس وقت ضرورت ہے۔ میرے خیال میں اس پر جتنے بھی STEPS لیے جا سکتے ہیں ہر طرف سے لیے جانے چاہئیں یعنی حفاظتی تدابیر کے طور پر اور علاج کے طور پر بھی HEARTEDLY تمام ہاؤس اس سب اقدامات کے ساتھ ہونا چاہئیں۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا ۔ جی۔ ہاں۔ شکریہ

میاں اختیار حسین (چیئرمین میونسپل کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ) ۔ جناب والا منشیات کو ختم کرنے کے لیے میری بھی ایک تجویز ہے۔ اس وقت امریکہ پوری دنیا میں منشیات کو ختم کرنے کے لیے سرمایہ خرچ کر رہا ہے۔ پاکستان میں بھی امریکہ نے منشیات کو بند کرنے کے لیے بہت امداد دی ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ آپ بھی اسی طرح کریں جس طرح باہر کی دنیا میں ہو رہا ہے یعنی جو آدمی منشیات فروخت کرنے والے کو پکڑوائے اس کو کچھ انعام دیا جائے۔ یعنی فقط انعام یا پھر اگر کوئی دو لاکھ روپے کی ہیروئن پکڑواتا ہے تو اسے دس ہزار روپے انعام دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ لعنت جلدی ختم ہو سکتی ہے ایسا کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ جو لوگ ان چیزوں کو باہر سے لاتے ہیں وہ پیسوں کی لالچ میں لے جاتے ہیں۔ جو لوگ اپنی جان کا RISK لے کر یہ چیزیں سمگل کرتے ہیں اگر انہیں مخبری کر کے وہ پیسے مل جائیں تو وہ یہ کام نہیں کریں گے۔ جس طرح باہر کے ملکوں میں اور خاص طور پر امریکہ میں ہوا ہے تو یہ طریقہ بہت کامیاب ہوا ہے۔ اس لیے پاکستان میں بھی بہت ضروری ہے کہ مخبری کے لیے کوئی انعام مقرر کریں اور آپ یہ دیکھ لیں گے ملک کے تمام سمگلر پکڑے جائیں گے۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا ۔ جناب والا مخبری کرنے والے کو انعام کے ساتھ ساتھ اس کے تحفظ کی بھی ضمانت ہونی چاہیے۔

بیگم نجمہ حمید (لیڈی کونسلر راولپنڈی میونسپل کارپوریشن)

جناب والا! اگر ہم اس برائی کو ختم کرنے کا تہیہ کر لیں اور منشیات کا کاروبار کرنے والوں کو پکڑوا دیں تو منشیات کا کاروبار بھی ختم ہو سکتا ہے۔ اور اس لعنت سے بھی ہمیں چھٹکارا مل سکتا ہے۔ میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ کہ ہر محلہ میں اصلاحی کمیٹیاں بھی بنی ہوئی ہیں۔ اور کونسلر حضرات بھی موجود ہیں۔ دوسرا ان کے نوٹس میں بھی ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس قسم کا کاروبار کرنے والے لوگ پولیس والوں کو ماہانہ پیسے دیتے ہیں۔ آئی جی صاحب بھی موجود ہیں۔ اور میں ان سے معذرت کے ساتھ یہ کہوں گی۔ کہ اگر پولیس والے ان لوگوں کو پکڑنا چاہیں تو پکڑ سکتے ہیں۔ اس لئے میں یہ کہوں گی۔ کہ پولیس والے خود یہ کاروبار کرواتے ہیں۔ اگر پولیس والے ان کے ساتھ نہ ملے ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ نہ پکڑے جائیں۔ انہیں ہم سے زیادہ ان اڈوں کا پتہ ہے جہاں یہ کاروبار ہوتا ہے ہم نے کرائمز کنٹرول کمیٹیوں میں اس پر کافی بحث کی ہے۔ کہ وہاں پر اڈے موجود ہیں۔ اس کے فوراً بعد وہ اڈے وہاں پر ایک دم بند ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ دنوں کے بعد دوسری جگہ پر کھل جاتے ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ یہ ہے کہ وہاں ان کے نمائندے موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے میں یہ گذارش کروں گی کہ صرف ہمارے کہنے سے یہ اڈے بند نہیں ہو سکتے۔ اگر حکومت بھی تعاون کرے اور پولیس بھی تعاون کرے تو اس صورت میں منشیات کا کاروبار ختم ہو سکتا ہے۔

بیگم ساجدہ نیر عابدی (لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ)

جناب والا! جو ہیروئن، افیون، چرس پکڑی جاتی ہے اور وہاں سے خرد برد کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس میں ہم نے اپنی ڈسٹرکٹ کرائمز کنٹرول کمیٹی میں RECOMMEND کیا تھا کہ اسے ڈبل لاک میں رکھوا دیا جائے۔ کیونکہ وہاں سے جب یہ SAMPLING کے لئے جاتی ہے تو واپسی پر اصل چیز خرد برد ہو چکی ہوتی ہے۔ اس لئے ہم نے اپنی کرائمز کنٹرول کمیٹی میں یہ گذارش کی تھی کہ اسے ڈبل لاک میں رکھیں۔ اس کے علاوہ میرا ایک اور مشاہدہ بھی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ مختلف اضلاع میں گو یہ کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔ لیکن اس کا جو مجھے اصل شہر نظر آیا وہ اسلام آباد اور راولپنڈی ہیں۔ میں نے وہاں کے جمعہ بازار میں چند ایسے غیر ملکی لوگوں کو اس کے متعلق ساز باز کرتے دیکھا۔ لیکن چونکہ میرا وہ شہر نہیں اور میں وہاں کی اتنی واقف نہیں اس لئے میں یہ دیکھ کر بڑی پریشان ہوئی۔ اس ساز باز میں ایک موچی بھی شامل تھا۔ اور اس موچی کے پیچھے میں کافی پھرتی رہی۔ اور وہ غائب ہو گیا۔

جناب چیئرمین ۔ وہ آپ کا شہر نہیں تھا ؟

بیگم ساجدہ نیئر عابدی ۔ نہیں جی ۔ میرا شہر نہیں تھا (قہقہہ)
مجھے تو وہ نہیں ملا ۔ ۔ ۔ ۔ (قہقہے) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اچھا جی میں نے یہ دیکھا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
بیگم نجمہ حمید ۔ آپ مجھے ٹیلیفون کر دیتیں ۔

بیگم ساجدہ نیئر عابدی ۔ نہیں جی ۔ جو اپنا شہر نہیں ہوتا وہاں کی گلی گلی آدمی چھان نہیں سکتا ۔ اگر یہی بات سیالکوٹ میں ہو تو میں چار چھ گھنٹے میں کسی نہ کسی طرح TRACE کر لوں گی ۔ اصل میں چونکہ وہاں پر غیر ملکی کافی تعداد میں رہتے ہیں ۔ اس لئے اس کی وہاں پر کثرت سے سپلائی ہے اور صرف منشیات کی سپلائی نہیں ہے بلکہ آپ تھوڑے دن وہاں پر رہ کر عام زندگی کا جائزہ لیں تو اس کو اس روشنی میں دیکھیں کہ سپلائی کس کس قسم کی ہے ؟ جو حقیقتاً ہمارے معاشرے کے لئے ناسور ہے ۔ اس لئے میں تو یہ گذارش کروں گی کہ جو منشیات پکڑی جائیں انہیں ڈبل لاک میں رکھا جائے اس کے علاوہ MAIN SOURCE جہاں سے یہ آ رہی ہیں ۔ ان شہروں کا باقاعدہ جائزہ لیا جائے ۔ شکریہ

جناب حاجی صالح محمد نیازی (صدر آل پاکستان ٹریڈرز یونیز کنفیڈریشن)

جناب والا ! اس کے بارے میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ جہاں یہ پیدا ہوتی ہیں پہلے تو ایسی پابندی لگائیے کہ اس کی پیداوار کم ہو اور جہاں یہ پیدا ہوتی ہے وہاں پر زیادہ سختی یا زیادہ زور دیا جائے ۔

دوسرے جناب والا ۔ اس کے بارے میں ایکسائز والوں کو بھی علم ہوتا ہے اور پولیس والوں کو بھی علم ہوتا ہے ۔ کہ پشاور سے یا غیر علاقے سے یہ ٹرک میں آ رہی ہے ۔ یا فلاں چیزیں آ رہی ہے یہ علم ان کو ہوتا ہے اور جو لانے والے ہوتے ہیں ۔ وہ یہ چیز تب ہی لاتے ہیں ۔ جب وہ ان سے میل ملاپ کر لیتے ہیں ۔ ایکسائز والوں سے کر لیتے ہیں ۔ اور راستے میں جو چوکیاں بنی ہوئی ہیں ۔ ان سے میل ملاپ کر لیتے ہیں ۔ اور یہ کراچی تک جاتے ہیں ۔ اور کراچی سے پھر یہ غیر ملک کو نکل جاتے ہیں ۔ یہ باقاعدہ ان کے ساتھ حساب کتاب کر لیتے ہیں ۔ تب جا کر یہ ٹرکوں میں ادھر ادھر لاتے ہیں ۔ اور یہ پکڑ بھی لیتے ہیں ۔ مثلاً جناب والا ۔ ہماری بسوں میں ٹرکوں میں MONTHLY چلتی ہے لیکن پولیس والے اور ٹریفک والے ایک آدھ چالان کر بھی لیتے ہیں تاکہ یہ ثابت کر سکیں کہ جناب ہم تو بڑی سختی سے چیکنگ کر رہے ہیں ۔ تو اس کی بھی چیکنگ نہیں ہوتی ۔ کیونکہ یہ ان کے علم میں ہوتی ہے ۔ اور دوسرے

میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ انسانیت اس برائی سے برباد ہو رہی ہے۔ یہ شہروں میں بھی ہے دیہاتوں میں بھی ہے۔ تو جناب والا۔ اس معاملے میں اگر تھانے کی سطح پر ہم کمیٹی بنائیں .....

جناب چیئرمین۔ آپ ذرا سن لیجئے گا۔ اوپر آپ ذرا کم بولیں آپ یہاں نیچے بیٹھے ہوئے سن نہیں سکیں گے۔ آپ ذرا دیکھئے۔ سنیئے۔ بولیئے نہیں۔

جناب حاجی صالح محمد نیازی۔

جناب والا۔ تھانے کی سطح پر تو کمیٹی کامیاب نہیں ہوگی۔ لیکن اگر جیسا کہ ڈی ایس پی (صدر) ہے ڈی ایس پی (سٹی) ہے ان کے لیول پر کمیٹیاں بنا دی جائیں۔ تو کسی حد تک بیڑے میں سے آٹھ آنے کامیابی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جناب والا۔ ہو سکتا ہے کہ محلے میں محلے والے شاید ڈر کے مارے نہ بتائیں کہ جناب یہ شرابی ہے یا یہ ہیروئن بیچتا ہے۔ تو ڈی ایس پی صاحب کو وہ لوگ میٹنگ میں آگاہ کر سکتے ہیں اور ڈی ایس پی صاحب تھانیدار صاحب کو حکم دے سکتے ہیں۔ کہ فلاں محلے میں فلاں گھر جا کر پکڑو تو اس طریقے سے جو اڈے بنے ہوئے ہیں۔ ان کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اڈے تو ہوٹلوں میں بھی ہیں۔ اور بہت سارے ہوٹل شہروں میں، دیہاتوں میں چل ہی اس لئے رہے ہیں۔ کہ وہاں پر اگر ان کا یہ نشہ ختم ہو جائے تو ہوٹل بھی بند ہو جائیں گے۔ اس لئے ہو سکے تو یہ چیز اگر کمیٹی لیول پر کی جائے تو بہتر ہے۔ یہاں تو آدمی کا آدمی ہی بگڑا ہوا ہے اس کی اصلاح تو اللہ تعالیٰ ہی کرے گا۔

چوہدری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا)

جناب والا! منشیات کے موضوع پر کافی بحث ہو چکی ہے تو جناب اب اسے WIND UP کریں۔ اور جنرل بحث شروع کریں۔

جناب چیئرمین۔ یہ تو آپ پر منحصر ہے جب آپ چاہیں ختم کر دیں۔ یہ تو بہت اہم سبجیکٹ ہے۔ بس اب دوسرے مضمون پر چل رہے ہیں۔ ساری رات پڑی ہے ہم بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ!

قاضی عبدالقدوس (وائس چیئرمین، ضلع کونسل، راولپنڈی)

جناب صدر! یہ سبجیکٹ انتہائی اہم ہے اور اس کے بارے میں ہمیں نہایت سنجیدگی سے غور کرنا ہے۔ سب سے پہلے بات جو ہمارے سامنے آتی ہے اور جس کے متعلق نہایت سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین: میں معافی چاہوں گا آپ اس کے پھیلاؤ کی بھی بات کریں اور
کمی بھی بات کریں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ کیا یہ پولیس کا معاملہ ہے
اس کی طرف بھی آپ آئیے کیا والدین کی بھی اور اساتذہ کی بھی ذمہ داری ہے اس کے متعلق بھی فرمائیے

قاضی عبدالقدوس: جناب والا - میں اس موضوع پر گزارش کرنے والا تھا
اور یہ اتنا اہم موضوع ہے کہ صرف یہ کہہ دینا کہ پولیس والوں
کی ذمہ داری ہے کافی نہیں سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ چرس، ہیروئن، اور شراب وغیرہ
پی کیوں جاتی ہے اور اس کا استعمال کیوں ہوتا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں جس وقت تک ہم
اس بدعت کی وجوہات کی نشاندہی نہیں کریں گے اس وقت تک ہم اس کا علاج نہیں کر سکیں گے
جب تک ہم اس کی تشخیص نہیں کریں گے تو ہم اس کا کوئی علاج تجویز نہیں کر سکتے جناب والا
میں سمجھتا ہوں کہ چرس وغیرہ کا جو استعمال ہے وہ FRUSTRATION سے ہوتا ہے جب کسی
کلاس میں یا کسی شخص کے اندر FRUSTRATION پیدا ہوتی ہے تو اس وہ اس
FRUSTRATION کو دور کرنے کیلئے کوئی عارضی سہارا تلاش کرتا ہے اور ان سہاروں میں ایک چرس ہے اور سوال
پر بھی یہ تجزیہ کیا گیا ہے کہ بلیک امریکنز میں یہ سب سے زیادہ استعمال ہوتی ہے اور یہ جو بلیک امریکنز
چلا رہے ہیں وہ کیوں ایسا کر رہے ہیں اس لئے کہ امریکہ میں بلیک امریکنز کو وہ SOCIAL STATUS
نہیں دیا گیا جس کے وہ حقدار تھے اعلیٰ ملازمتوں سے انہیں محروم رکھا گیا دولت کے ذرائع سے ان
پر بند کر دیئے گئے شہری حقوق انہیں نہیں دیئے یہاں تک کے شہادت کے معاملے میں بھی
ان کی بات کو قانون کے تحت رد کیا جاتا رہا اور ایک بلیک امریکن کے خلاف اگر کوئی وائٹ امریکن
عورت الزام لگا دیتی تھی تو بلیک امریکن کو RAPE کیلئے سزائے موت ہو جاتی تھی اور ایک عورت
کا بیان کافی سمجھا جاتا تھا ان کیلئے کوئی صفائی نہیں تھی بے شمار لمبی یہ داستان ہے یہ سارا SOCIAL
STATUS انہیں چھین لیا گیا تو ان کے اندر ایک ایسی FRUSTRATION پیدا ہوئی کہ وہ باغی
آمادہ ہو گئے اور ان جرائم میں سے ایک یہ چیز بھی تھی کہ اب جب ہم اس مثال کو اپنے معاشرے میں
دیکھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں بھی نشے کے استعمال کی وجہ FRUSTRATION ہے اس کی
بے شمار وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن ایک وجہ جو میں سمجھتا ہوں کلاس ڈیفرنس ہے بہت زیادہ
امارت اور بہت زیادہ غربت ہے پورے مواقع کسی انسان کو نہ دینا اس کی ایک وجہ ہے مثال
کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا ملازم مثلاً ایک ہی ملازم پٹواری کو لے لیتے ہیں اس کی دس کوٹھیاں

ہیں میں تعلیم یافتہ ہوں میرے پاس کاروبار کے لئے پیسہ نہیں ہے اور میں اس کی دس کوٹھیاں دیکھتا ہوں تو میں یہ سوچتا ہوں کہ یہ آدمی تو زیرو ہے یہ آخر امیر کس طرح سے ہو گیا تو FRUSTRATION پیدا ہوتی ہے تو اسے دور کرنے کیلئے میں ایک شارٹ کٹ ڈھونڈتا ہوں اور اس شارٹ کٹ کے لئے یا تو میں چرس کا سمگلر بنتا ہوں یا خود چرس پینا شروع کر دیتا ہوں۔ ایک وجہ اس کی میں سمجھتا ہوں کہ رشوت ہے رشوت نے جو کلاس سسٹم پیدا کیا ہے اس کی وجہ سے ناہمواری پیدا ہوئی ہے جس کی وجہ سے FRUSTRATION پیدا ہوئی ہے دوسری وجہ سفارش ہے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے کالج کے طلبا بڑے خواب دیکھتے ہیں اور وہ دوران تعلیم UTOPAIN میں رہتے ہیں لیکن بی اے کرنے کے بعد جب وہ دھکے کھاتے ہیں اور انہیں نوکریاں نہیں ملتی تو وہ FRUSTRATION کا شکار ہو جاتے ہیں اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کا تھرڈ کلاس گریجوایٹ اعلیٰ نوکری پر چلا گیا اور ایک فرسٹ ڈویژن یا وظیفہ خوار در بدر پھر رہا ہے تو ان میں FRUSTRATION پیدا ہوتی ہے رشوت کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ سفارش بھی ایک ہے اور یہ ضروری نہیں کہ رشوت صرف ملازم ہی لیتے ہیں بلکہ جناب والا یہ ناہمواری دولت کے غیر منصفانہ تقسیم پیدا ہوتی ہے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس میں کاروباری طبقہ بھی شریک ہے مثلاً کاروبار میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ بلیک مارکیٹیئرز ہیں وہ چیزوں کی سمگلنگ کرتے ہیں راتوں رات امیر ہو جاتے ہیں اس طرح سے کاروباری طبقہ کے راتوں رات امیر ہونے سے بھی FRUSTRATION ہوتی ہے میرا مقصد یہ ہے دولت کی غیر منصفانہ تقسیم اور انسان کو آگے بڑھنے کے مساوی حقوق نہ ملنے کی وجہ ہے ہمارے معاشرے میں ایک ایسی FRUSTRATION پیدا ہو چکی ہے جو ہمارے طلبہ میں بھی ہیروئن وغیرہ کے نشے کو عام کر رہی ہے اور یہ حلقہ دن بدن پھیل رہا ہے اس طرح سے جس طرح غیر منصفانہ تقسیم کا حلقہ پھیل رہا ہے اس کی روشنی میں میں یہ کہونگا کہ ہمارے ملک میں ہیروئن کو یا اس کے نشے کو ختم نہیں کیا جا سکتا یہ محض طفل خیالی ہے اسے کم کیا جا سکتا ہے اسے ختم اس لئے نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کے لئے ایک بہت بڑا PROCESS چاہیئے اس کے لئے ہمیں پورے معاشرے کی اصلاح کرنا ہو گی پورے STRUCTURE کو نئے سرے سے تعمیر کرنا ہو گا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک، دو سال کی بات نہیں، یہ ایک نسل کی بات ہے اس کے لئے اپریشن کی ضرورت ہے اس کیلئے ہمیں کسی ماہر ڈاکٹر کا انتظار ہے۔ جناب والا! اسے ختم نہیں کیا جا سکتا بلکہ اسے کم کرنے کیلئے بعض اقدامات کئے جا سکتے ہیں اور اس لئے میں

سمجھتا ہوں کہ جیسا میر فیصل آباد صاحب نے بالکل ٹھیک کہا کہ بیچنے والا ۔ پینے والا اور خریدنے والا جب تینوں آدمی ہمارے سامنے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم اسے ختم نہیں کر سکتے ان تینوں کو پکڑ کر اور سزا دیکر ہم اس نشے کو اس لعنت کو ختم کر سکتے ہیں یہ درست ہے لیکن میں اس پر تھوڑا سا اظہار کرنا چاہوں گا۔

جناب والا ! وہ لوگ جو بیچتے ہیں وہ نشہ آور ڈرگ کے پھیلانے ذمہ دار نہیں ہیں وہ جو انہیں بیچتے ہیں ۔ وہ اس کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ آپ دیکھیں تو پس پردہ کچھ اور لوگ ہیں جن کے پردہ نشینوں میں نام آتے ہیں یہاں پر اور جس ملک میں بھی یہ دھندا ہوتا ہے وہ GOD FATHER کے ذریعے ہوتا ہے اس کا ایک GOD FATHER ہوتا ہے ہر شہر میں یہ جو بیچنے والے ہوتے ہیں اس کے ایجنٹ ہوتے ہیں اگر پکڑے جاتے ہیں تو ایجنٹ پکڑے جاتے ہیں اگر سزائیں ہوتی ہیں تو ان ایجنٹوں کو ہوتی ہیں جنہیں لاکھوں میں سے چند سو روپے ملتے ہیں جن کے جیل کے اندر جانے کے بعد بچے بھوکے مرتے ہیں اگر سزا دی جاتی ہے تو اس آدمی کو دی جاتی ہے جو بیچتا ہے اور وہ کیوں بیچتا ہے یہ نہیں دیکھا جاتا اصل میں وہ قصوروار نہیں ہوتا بلکہ ہر شہر میں بہت سے معززین اس دھندے کو چلانے والے ہوتے ہیں ۔ ہر شہر میں ایک یا دو یا اس سے زیادہ معززین ہیں یہ GOD FATHER سرے سے سامنے نہیں ہوتے جو اس چیز کو چھوتے نہیں لیکن اصل ساری کریم ان کے حصے میں جاتی ہے اور پھر وہ اتنے بااثر ہوتے ہیں کہ پولیس انہیں پکڑ نہیں سکتی ۔ شہر کا کوئی آدمی ان کا نام نہیں لے سکتا ان کی کوٹھیاں آج ایک کل دو ہو جاتی ہیں وہ کاریں ہر ہفتے بدلتے ہیں ان کا STANDARD OF LIVING اس بات کی دلالت کرتا ہے لیکن ہمارے قانون میں لچک یہ ہے کہ ان پر ہاتھ نہیں رکھا جا سکتا کیونکہ ان کے خلاف کوئی مواد نہیں ہوتا۔

جناب والا ! میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قانون میں تبدیلی لائی جائے ۔ میں حوالہ دیتا ہوں کہ ایک شخص نے انگلینڈ جانے والے ایک مسافر کو بوٹوں کا ایک جوڑا دیا کہ وہاں ہمارا رشتہ دار ہے اسے دے دینا ۔ وہ مسافر یہاں سے بوٹ لے کر چلا گیا اور ایئرپورٹ پر پکڑا گیا تو پتہ چلا کہ اس بوٹ میں چرس ہے وہ آدمی لاکھوں پتی ہے اور بظاہر بوٹوں کا کاروبار کرتا ہے جس نے یہ دی تھی وہاں اس شخص نے سٹیٹمنٹ دی اس سٹیٹمنٹ کو CORROBORATION دی کہ اس سے پہلے چار آدمی ایسی ہی

سٹیٹمنٹ دے چکے ہیں کہ فلاں آدمی نے ہمیں بوٹوں کا جوڑا دیسے دیا تھا کہ وہاں اس کے رشتہ دار کو پہنچا دیں۔ وہاں سے اس آدمی کی CONFESSIONAL STATEMENT یہاں بھیجی گئی اس کا ریکارڈ NARCOTIC BOARD میں موجود ہے۔ پھر ہم لوگوں نے دوڑ دھوپ کر کے کہ اتنے ظالم آدمی کو پکڑوایا جائے اس کے بھائی سے ایک ٹیپ بھروائی کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے گا تمہارا نام نہیں لیا جائیگا یہ تباؤ وہاں انگلینڈ میں جس آدمی نے بوٹ لینے تھے وہ آدمی کون ہے اس نے نام لیا وہ ٹیپ بھی موجود ہے لیکن جب کسی اعلیٰ افسر سے بات کی گئی تو انہوں نے یہ کہا کہ یہ ساری باتیں ٹھیک ہیں اگر کوئی CONFESSIONAL STATEMENT ہے تو وہ انگلینڈ میں ہے ہمارے پاس کوئی ایسا ثبوت نہیں ہے کہ ہم اس پر ہاتھ ڈال سکیں۔ میں سمجھتا ہوں ایسے لوگوں کو پکڑنے کے لئے کوئی خاص قانون بنایا جائے ورنہ اس کا قطعاً تدارک نہیں ہو سکتا۔ آپ ایک ایجنٹ کو پکڑ لیں گے وہ اللہ بھرتی کرے گا۔ یہ GOD FATHER جو ہیں جب تک یہ پکڑے نہیں جائیں گے اس وقت تک اس ہیروئن کے کاروبار میں کمی نہیں آسکتی۔

جناب والا اس کے علاوہ ہم نے یہ دیکھا ہے یہاں لیبارٹریز بہت ہیں لاہور میں بھی لیبارٹری ہے۔ یہاں اس دھندے کی بہت زیادہ پشت پناہی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی نشے کی حالت میں پکڑا جاتا ہے اور اس کا STOMACH WASH یہاں بھیجا جاتا ہے تو اگر وہ غریب ہے اس نتیجہ سے شراب نکلے گی۔ اس سے ہیروئن نکلے گی لیکن اگر وہ بہت امیر ہے تو کچھ نہیں نکلے گا میرے پاس بہت سی مثالیں ایسی ہیں اگر کوئی افسر مجاز ہیں تو میں ایک کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔ پیسے والے لوگ یہاں سے اگر یہ نتیجہ لے کر جاتے ہیں کہ اس میں کوئی نشہ آور چیز نہیں ہے۔ یہ FOOD POISONING ہے اس لیبارٹری کے PETTY CLERKS کو ٹھیکوں کے مالک ہیں اس پر بھی کڑی نگرانی رکھی جائے میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے بعض تک اس میں کم از کم کمی واقع ہو سکتی ہے۔ یہ اقدامات ہیں جن کے ذریعہ ہم کمی کر سکتے ہیں لیکن اسے ختم کرنا بہت مشکل ہے۔

جناب چیئرمین۔ اب وزیر صاحب منشیات کے بارے میں WIND UP کریں گے۔

بیگم عارفہ طوسی۔ (لیڈیز کونسلر۔ لاہور میونسپل کارپوریشن) جناب والا بہت سی باتیں اس ایوان میں ہوئی ہیں۔ جیل کے محکمے کا ذکر ہوا اور لوگوں کا ذکر ہوا کہ پیتے ہیں اور پلاتے ہیں لیکن ایک خاص پہلو کو تشنہ رکھ دیا گیا جو یہ ہے کہ یہ منشیات آتی کہاں سے ہیں یا کہاں سے لائی جاتی ہیں اور یہ کیوں ہوتی ہیں جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے ہمارا جو صوبہ سرحد کا علاقہ ہے وہاں پوست کاشت کیا جاتا تھا۔ اس سے افیون اور چرس جو بھی ہوتی تھی نکلتی تھی۔ اب ہماری

موجودہ حکومت نے ایک بہت اچھا قدم اٹھایا ہے کہ پوست کی کاشت بند کروا دی ہے جس کی وجہ سے کسی حد تک ہم نے کنٹرول کیا۔ اب بات یہ ہے کہ جہاں سے یہ سمگل ہو کر آتی ہے یہ ساری چیزیں بارڈر ایریا میں ہوتی ہیں۔ وہاں پر اس کا انسداد صحیح کیا جائے وہاں پر نفری بڑھائی جائے کیونکہ آپ نے دیکھا ہوگا ہمارے بارڈرز جو ہیں وہ میلوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ہمارا عملہ اسکو کنٹرول کرنے کے لئے ناکافی ہے۔ اگر بارڈرز کو کنٹرول کر دیا جائے تو وہاں سے کوئی چیز نہیں آئے گی۔ میں اس بات کے ساتھ یہ عرض کر دینا چاہتی ہوں کہ جہاں تک بھی ہو سکے اپنے بارڈر ایریا کو کنٹرول کیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ یہ جو CULTIVATION ہے کہ کہاں اگایا جا رہا ہے یہ بھی ضروری ہے کہ پاکستان کے کس جگہ پر ہے۔ بہت ممالک سے باہر سے آتا ہے لیکن پاکستان راستے میں آتا ہے ویسٹ میں بھی اور ایسٹ میں بھی۔ بہر صورت آپ اس کو WRAP UP کریں۔

وزیر مالیات۔ آبکاری و محصولات۔ (جناب محمد نواز شریف) جناب چیئرمین مشکور ہوں تمام ان فاضل ممبران کا جنہوں نے اس موضوع پر بات چیت کی ہے اور ہمیں ان کے مفید مشوروں سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ اصل میں یہ حکومت ہی تھی جس نے اسکا سختی سے نوٹس لیا اب حال ہی میں اسی پراپیگنڈے کی بدولت کم از کم عوام کے جذبات بیدار ہوئے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس برائی کے خلاف پراپیگنڈے کو ہم اخبارات میں اہمیت کے ساتھ شائع کراتے ہیں۔ حال ہی میں جناب گورنر صاحب کے حکم کے مطابق ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور اس کا مجھے سربراہ مقرر کیا گیا۔ اس کمیٹی کے ممبران میں سنٹر ہیلتھ بھی ہیں۔ ہم نے آئندہ کے لئے ایک لائحہ عمل ہم اختیار کرنا چاہتے ہیں اس کا میں ایک مختصر سا جائزہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

اس میں جیسا کہ بعض معزز ارکان نے فرمایا کہ ایسے لوگ جو کہ سامنے دندناتے پھرتے ہیں سب جانتے ہیں کہ وہ اس کاروبار کے ساتھ منسلک ہیں اور روزمرہ اس سلسلہ میں کاروبار کرتے دیکھے جاتے ہیں ایسے لوگوں کا ہم نے تفصیلی جائزہ لینے کے بارے میں لسٹ بنائی ہے اس میں کچھ ایسے افراد ہم نے اپنی لسٹ کے اوپر دیکھے ہیں جو بہت معزز سمجھے جاتے ہیں۔ گورنر صاحب کی RECOMMENDATION سے پہلے میں نے ذاتی طور پر بھی ان سے بات کی تھی کہ ان لوگوں کے خلاف مارشل لاء میں ٹرائل کیا جائے گا اور ان کو فوراً واقعی سزا انشاء اللہ دی جائے

گی۔ اس سلسلہ میں تمام چیزیں جو ان کے خلاف EVIDENCE ہیں وہ ساری مکمل ہو چکی ہیں اور وہ عنقریب انشاء اللہ دیکھیں گے کہ ان کو صحیح معنوں میں ایسی سزا سنائی جائے گی جو سبق آموز ہو۔

جناب والا پہلے سے کچھ ایسے محکمے ہیں جو وفاقی حکومت کے تحت چل رہے ہیں جس میں پاکستان نارکاٹک کنٹرول بورڈ ہے۔ پھر پولیس ہے۔ کسٹمز ہے۔ صوبائی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا ڈیپارٹمنٹ ہے جن کی ذمہ داری میں یہ چیز آتی ہے تو ان چار محکموں پر مشتمل ٹاسک فورس بنائی گئی ہے جو کہ لاہور میں بھی ہے میانوالی میں اور ملتان میں بھی کام کر رہی ہے۔ اس ٹاسک فورس کا مقصد یہ ہے کہ جو ہماری بارڈر پر نقل و حرکت ہوتی ہے ڈرگ کی سمگلنگ کی اس کو روکا جائے اس کیلئے پنجاب گورنمنٹ کی طرف ہم نے حال ہی میں اٹک اور میانوالی کے جو بارڈرز ہیں وہاں چیکپوسٹ مہیا کی ہیں اسلحہ مہیا کیا ہے اور سٹاف بھی مہیا کیا ہے تاکہ اس کو EFFECTIVELY کنٹرول کیا جائے۔ جہاں تک سمگلنگ کا تعلق ہے وہ بھی ہماری نظر سے اوجھل نہیں ہے۔ اسکے لئے مناسب کارروائی کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ مجھے امید ہے جو اضافی سٹاف مقرر کیا گیا ہے اور جو اضافی سہولتیں دی گئیں ہیں ان کے باعث اسکا کسی حد تک سدباب ہو جائیگا۔ میرے دوست شیخ صاحب جو اٹک سے ہیں انہوں نے اسکا ذکر کیا ہے اور میں نے انکی بات کا جواب دیا ہے۔ ہم نے پنجاب کونسل کے شروع ہونے سے پہلے اسکا بندوبست کر دیا تھا مزید ٹاسک فورس سیالکوٹ کے علاقہ میں پنڈی کے علاقہ میں قائم کر رہے ہیں انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ ہم اور بھی آگے بڑھیں گے۔ اس سے خاص حد تک سمگلنگ کا سلسلہ ختم ہو جائیگا۔ میرے فاضل دوست نے ابھی یہاں انعام کی بات کی تھی میں اس سلسلے میں ان کی اطلاع کیلئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انکا مشورہ بڑا مفید ہے ہم اس پر پہلے سے ہی عمل کر رہے ہیں ہم نے اس سلسلے میں تقریباً ۴۰ ہزار روپے انعام دیا ہے اٹک کے علاقے میں اس سلسلے میں مخبری ہوئی تھی۔ ہم نے اس مخبری کرنے والے کو ۴۰ ہزار روپے دیئے تھے۔ اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے انعام ہیں جو پہلے سے دیئے جاتے ہیں یہ سلسلہ جاری ہے چونکہ یہ بات ہوئی تھی اسلئے کہا گیا ہے۔ بہاولپور سے میرے فاضل دوست نے ذکر کیا ہے بعض ایسے شعبے ہیں جس میں اختیارات ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے پاس ہوتے تھے جب پولیس کا دخل نہیں تھا تو بڑا موثر کام چل رہا تھا ہم نے گورنر صاحب کو جو سفارشات بھیجی ہیں۔ اس میں یہ چیز شامل ہے کہ ایسے مجسٹریٹس ہمیں دے دیئے جائیں جو اس کام پر مامور کئے جائیں اور جو صرف یہی کام کیا کریں کیونکہ ابھی تک جو سلسلہ چلا آ رہا ہے جس کو انشاء اللہ ہم ٹھیک کرنے والے

ہیں اسکے مطابق جب ای اینڈ ٹی کا آفیسر یا کوئی انسپکٹر کسی ایسے شخص کو پکڑتا ہے جو اس جرم میں ملوث ہوتا ہے تو وہ اسکو کسی مجسٹریٹ کے پاس لے جاتا ہے اور کیونکہ قانون میں یہ پروویژن موجود ہے۔ اس کی ضمانت جلد ہی ہو جاتی ہے اس کو ختم کرنے کے لئے ——

حال ہی میں حدود آرڈیننس میں ترمیم کی گئی ہے جس کے تحت زیادہ سے زیادہ ۲۵ سال اور کم از کم ۲ سال کی سزا ہے ہم اس پر سختی سے عملدرآمد کریں گے میں نے خود ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے بات کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ اس سلسلے میں ایڈیشنل جج دیں گے۔ جو صرف اسی کام پر مامور ہو اور صرف سمگلنگ کے کیسز کو ہی ڈیل کیا کرے۔ ہماری اس بات سے انہوں نے اتفاق کیا ہے وہ جلد ہی ایک ایڈیشنل سیشن جج ہمیں دینگے جو ہمارے کیسز کو نمٹانے میں جلد از جلد کوئی راستہ اختیار کرے گا۔ باقی میرے ایک دوست حاجی مقصود بٹ صاحب نے ٹی وی اور پریس کے بارہ میں بات کی ہے یہ ان کی بات ٹھیک ہے۔ کہ ان کی قیمتیں جب اخبارات میں آتی ہیں تو وہ INFLATED ہوتی ہیں۔ وہ قیمتیں پاکستان کی قیمتوں کے مطابق نہیں ہوتیں میں نے ذاتی طور پر اس سلسلے میں دلچسپی لے کر ان سے یہ بات کی ہے جب قیمتوں کی بات آتی ہے۔ تو آپ اتنی بڑی قیمتیں نہ لکھا کریں۔ لوگوں کی رغبت اس طرف بڑھتی ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان میں اتنا پیسہ ہے اس میں اتنا فائدہ ہوگا تو ظاہر بات ہے کہ لوگ اس طرف بھاگتے ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طریقے سے اس کاروبار کو کر لیا جائے۔ میں نے ان سے درخواست کی ہے اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کچھ عرصے سے اتنی زیادہ قیمتیں نہیں چھاپتے اور مجھے امید ہے کہ ان کو بھی اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے مجھے امید ہے وہ بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے ایک قومی فریضہ سمجھتے ہوئے اس بات کا خیال کریں گے کہ قیمتوں کو اتنا زیادہ بڑھا چڑھا کر نہ چھاپا جائے۔ کہ لوگوں کی رغبت اس طرف ہو جائے۔ اس کے علاوہ اپنی چیک پوسٹوں کی تعداد بڑھا رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ عملے کو ضروری ساز و سامان سے لیس کر رہے ہیں۔ اس میں ٹرانسپورٹ اسلحہ اور عملہ بھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ چیک پوسٹوں کی تعداد میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ یہ چند ایک گزارشات کرنا چاہتا تھا اس کے علاوہ اور پوائنٹ تھا جس کا ذکر میرے ایک فاضل دوست نے کیا ہے کہ جب یہ منشیات پکڑی جاتی ہیں وہ واپس اسی سمگلر کے پاس چلی جاتی ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ جو منشیات

پکڑی جاتی ہیں وہ باقاعدہ طور پر محکمہ ایکسائز اور مال خانے کے اہلکاروں کی موجودگی میں ضائع کی جاتی ہیں۔ چرس کو جلایا جاتا ہے۔ شراب کو ضائع کیا جاتا ہے۔ افیون کو فیکٹری بھجوایا جاتا ہے ہیروئن کو جلایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ درست نہیں ہے کہ پکڑی جانے والی منشیات ان کے پاس واپس چلی جاتی ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ وہ واپس نہیں کی جاتی وہ ضائع کی جاتی ہے۔ باقی میں چیمہ صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ معاشرے کے ہر فرد کو اپنا فرائض ادا کرنا چاہیئے اس میں عوام والدین اور اساتذہ بھی شامل ہیں۔ یہ بات کسی حد تک ٹھیک ہے کہ تعلیمی اداروں میں یہ لعنت داخل ہو چکی ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ اس کا وہاں سدباب کیا جانا چاہیئے۔ جتنا ہمارا فرض ہے اتنا ہی والدین، اساتذہ کا بھی فرض ہے کہ وہ دیکھیں کہ ان کے بچے کونسی راہ اختیار کر رہے ہیں مجھے امید ہے کہ اس باہمی تعاون سے اس ناسور پر قابو کر لیا جائیگا۔

جناب چیئرمین:۔ فاروقی صاحب دیکھئے نا کتنا نشہ تھا اس میں، شکریہ ہاں ایک اے ڈی سی جی صاحب ہیں کیا آپ ان کے متعلق کچھ کہیں گے۔

چیف سیکرٹری صاحب:۔ اس اے ڈی سی جی کے بارے میں تحریری طور پر تو شکایت ہمیں نہیں مگر انکا کردار معلوم ہوتا ہے کہ شک و شبہ سے بالاتر نہیں ہے یہ بات گورنمنٹ تک پہلے ہی پہنچی تھی ان کا تبادلہ کر دیا گیا ہے جہاں ان کا تبادلہ کیا گیا ہے وہاں بھی انہیں قبول کرنے سے افسروں نے ہچکچاہٹ سے کام لیا ہے یہی وجہ تھی اس نے وہاں سے چارج نہیں چھوڑا کمشنر صاحب کہتے ہیں کہ وہ مذکورہ اے ڈی سی جی کو ہدایت کریں کہ وہ فی الفور چارج چھوڑ دیں اور انہیں ایس اینڈ جی اے ڈی میں اور ایس۔ ڈی لگایا جائیگا حکومت اس بات کا ارادہ رکھتی ہے۔ کہ ان کے کردار کی تحقیقات کرائی جائے۔

جناب چیئرمین:۔ نشے سے نکل کر جنرل ڈیبیٹ ہو جائے۔

میاں مجید اکبر فاروقی:۔ جناب ساڑھے چار بجے چائے ہے اور وہ بھی گورنر صاحب کی۔

چوہدری انور علی چیمہ:۔ گورنر صاحب کی چائے کا اور نشہ ہے۔

میاں مجید اکبر فاروقی:۔ جب کیس اتنا ESTABLISH ہو گیا ہے اور وہ اتنا DISREPUTED آدمی ہے تو اس کا تبادلہ کرنے میں کیا ہچکچاہٹ ہے۔

جناب چیئرمین He has to be heard پہلی بات تو یہ ہے کہ اسکے بارہ میں کچھ سنا تھا کچھ ایکشن لیا تھا۔ جو میں سمجھا ہوں کوئی اسکے خلاف انکوائری ہوگی کچھ پوچھ گچھ ہوئی ہوگی۔ پھر سنا جائیگا۔ یہ تو ایک چیز ہے جو انہوں نے کی ہے میں احترام کرتا ہوں انہوں نے پوچھ گچھ کیا ہے ایسے تو CONDEMN نہیں کریں گے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اتنا کافی ہے اسکو ذرا دیکھیں گے واقعی یہ بات ہے اسکے بعد انشاءاللہ ایکشن لیں گے۔

چوہدری عبدالمجید:۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کا تعلق کونسلرز حضرات، چیئرمین حضرات سے ہے ان کو بھی سنیئے۔

جناب چیئرمین:۔ میرا تعلق بہاولپور شہر سے ہے بہاولپور شہر بہاولپور ڈویژن کا صدر مقام ہے یہ خوشامد کی بات نہیں ہے آپکے دور حکومت میں بہاولپور نے بہت ترقی کی ہے وہاں پر بہاولپور یونیورسٹی بنی ہے وہاں پر لال سوہانرا نیشنل پارک بنا ہے کافی خرچ ہوا ہے ایک چولستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی وہاں بنی ہے جس کے باعث چولستان بھی کافی ترقی کر رہا ہے۔

تو جناب میں آج ایک اہم بات کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں جس کا تعلق یہاں پر موجود تمام میئر اور چیئرمین حضرات سے ہے۔ اس لیئے وہ بھی ذرا غور سے توجہ فرمائیں گے۔ بقول شاعر۔

میں ان کے مطلب کی بات کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

جناب چیئرمین جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہم چیئرمین ہوں یا میئر اپنے اپنے علاقوں میں جس قدر تعمیری، مثبت اور اچھے کام کریں گے وہ تاریخ آپ کے دور حکومت کی اچھی کارکردگی تصور ہونگے۔

میاں مجید اکبر فاروقی: یہ بھی نشہ آور ہے (قہقہہ)

چوہدری عبدالمجید:۔ جناب والا۔ اچھی کارکردگی کے لیئے وقت اور پرسکون ماحول کی ضرورت ہوتی ہے مگر ہم لوگوں کا زیادہ تر وقت اپنے کونسلر حضرات کی ناز برداریوں پر صرف ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی کونسلر ناراض ہو کر دوسری طرف چلا جائے تو چیئرمین اور ممبر شپ خطرے میں پڑ سکتی ہے (قہقہہ)

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) یہ ڈھنگ کا نشہ ہے قہقہہ

چوہدری عبدالمجید :- جناب والا میری عرض تو سنیں۔ جناب والا سب سے اولیت تو ہمیں اپنی چیئرمینی یا کونسلر شپ کو قائم اور برقرار رکھنے پر دینی پڑتی ہے اور باقی جو اصل کام ہوتے ہیں وہ ثانوی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف وقت کا زیاں ہوتا ہے بلکہ بعض کونسلر حضرات مجبور کرتے ہیں کہ ان کے ناجائز خواہشات کی تکمیل کی جائے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے سب کونسلر غلط کار ہیں اور چیئرمین یا میئر فرشتہ ہیں۔ مگر جیسا کہ ہمارے اجتماعی معاشرے کی یہ حالت ہے کہ ہر جگہ اچھے اور برے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں لیکن وقت کی کمی کے پیش نظر میں سب کو بیان کرنا موزوں نہیں سمجھتا مگر یہ حقیقت ہے کہ ہم لوگوں کو اس دھونس میں بہت سے غلط کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس لئے برائے مہربانی یہ عدم اعتماد کی تلوار جو چیئرمین اور میئر کے سر پر لٹک رہی ہے اسے ختم ہونا چاہیئے۔

(قہقہہ)

جناب چیئرمین :- فاروقی صاحب! دیکھا آپ نے یہ نشہ (قہقہہ) چلو آپ کو چائے پلاتے ہیں۔

چوہدری عبدالمجید :- جناب میری عرض تو سنیں۔ میری تھوڑی سی بات رہ گئی ہے ہاں اگر کوئی چیئرمین غلط کاری کرتا ہے۔ بددیانتی کرتا ہے۔ صحیح کام نہیں کرتا غفلت برتتا ہے تو اس کے لئے آپ کے پاس بہت سے مروجہ قوانین ہیں۔ آپ قوانین کے تحت مارشل لاء کے تحت اس کو سولی پر لٹکا دیں۔ اس کے ساتھ کوئی رعایت نہ برتی جائے لیکن یہ جو ہمارے اوپر عدم اعتماد کی تلوار لٹک رہی ہے کہ اگر ہم ان کے ناجائز کام نہیں کرتے تو وہ عدم اعتماد کو سامنے لے آتے ہیں اس سے ہمیں بچایا جائے یہ حقیقت ہے اور اس کی مثالیں میں آپ کو بہت سی دے سکتا ہوں لیکن کسی طریقے پر ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ کونسلر حضرات کہتے ہیں کہ ہم تو وہ فیوز ہیں کہ اگر اس طرف سے نکال کر دوسری طرف FIT ہو جائیں تو اس طرف اندھیرا ہو جائے گا اور دوسری جگہ چوتھا ایک معزز ممبر۔ عدم اعتماد ہونا چاہیئے

چوہدری عبدالمجید :- جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ اگر اطمینان سے کام کرنے دینا ہے تو آپ ہمارے سروں سے عدم اعتماد کی تلوار ہٹا لیں۔ ویسے اگر آپ نہ بھی ہٹائیں گے تو جیسے کسی نے کہا تھا کہ جناب میری تنخواہ بڑھا دیں ورنہ تو اس نے کہا کہ ورنہ کیا

ورنہ جناب اسی پر گزارا کرونگا۔ اسی تنخواہ پر کام کرونگا۔ (قہقہہ) ورنہ تو ہم کریں گے ہی۔ اسی تنخواہ پر کام کریں گے۔ ویسے مجھے فکر بھی نہیں ہے۔ بہاولپور میں اللہ کے فضل سے میرے خیال میں دوسرے علاقوں کی نسبتاً اچھی پوزیشن ہے میری پوزیشن مضبوط ہے۔ یہ میری اپنی ذاتی بات نہیں ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اپنے کونسلر حضرات کی STRENGTH بڑھانے کے لیئے ان کے کئی غلط کام کرنے لیئے ہم مجبور ہو جاتے ہیں۔ کونسلر حضرات کہتے ہیں کہ آپ میرے بیٹے کو وہاں لگوا دیں۔ آپ میرا فلاں کام کروا دیں آپ اگر نہیں کریں گے تو میں ادھر چلا جاونگا۔ ایسے ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ یہ کوئی شک والی بات نہیں ہے۔ اب یہ شرماتے ہیں یہ تو علیحدہ بات ہے شائد یہ کہتے ہونگے اس بات کی ہماری پوزیشن خراب ہوتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم پرسکون ماحول میں اپنا کام دیانتداری سے جاری رکھیں تو عدم اعتماد کا ڈر ہمیں نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اگر کوئی غلط کاری کرتا ہے۔ بددیانتی کرتا ہے۔ نااہل ہے تو اس کے لیئے آپکے پاس مروجہ قوانین ہیں۔ مارشل لاء ہے دفعہ ۲۹ ہے جس کے تحت جو بھی غلط کاری کرتا ہے اسکے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں اس کو آپ سولی پر لٹکا دیں لیکن جو ممبر اپنے ناجائز کام کیلئے ناراض ہو جائے تو اس کے لیئے ہمیں بڑی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ اپنا سارا وقت اسکو راضی کرنے پر صرف کرنا پڑتا ہے کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے۔

جناب چیئرمین: ۔ اس پر تو بڑی بحث ہوگی۔

چوہدری عبدالمجید: ۔ جناب عالا۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ توجہ فرمائیں کہ یہ میں نے جو باتیں کی ہیں کیا اس میں میری کوئی ذاتی بات ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہمیں اطمینان سے کام کرنے کا وقت دیا جائے تو ہم کام کریں گے اور انشاء اللہ دیانتداری سے کریں گے میں پھر عرض کرونگا کہ اگر کوئی غلط ہے اس کے ساتھ آپ جو مرضی سلوک کریں۔

جناب چیئرمین: ۔ کل انشاء اللہ تازہ دم ہو کر اس پر بحث جاری رکھیں گے یہ تو اپنے ہیں ایک اور مضمون دے دیا ہے۔ تو انشاء اللہ کل تازہ دم ہو کر اس بحث جاری رکھا جائے گا۔

چوہدری انور علی چیمہ :- جناب والا - اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں -

جناب چیئرمین :- بڑے شوق سے فرمائیں -

چوہدری انور علی چیمہ :- جناب والا - پنجاب کونسل کے اراکین نے پچھلی دفعہ بھی جناب سے گزارش کی تھی کہ ہمیں وی - آئی - پی مقرر کیا جائے - اگر آپ آج ہمیں وی - آئی - پی ڈیکلیئر کر دیں تو جناب ہم نشے میں آجائیں گے - (قہقہہ)

جناب چیئرمین :- میرے لیئے تو آپ وی - آئی - پی ہیں -

چوہدری انور علی چیمہ :- جناب والا - آپ کے لیئے تو ہیں لیکن دوسروں کے لیئے نہیں -

جناب چیئرمین :- دیکھیئے کل اس پر بحث جاری رکھیں گے -

چوہدری انور علی چیمہ :- جناب کل تک تو نشہ ختم ہو جائے گا -

جناب چیئرمین :- کل تازہ دم ہو کر آئیں گے اور اس پر بحث جاری رہے گی -

چوہدری انور علی چیمہ :- جناب والا - کل تک تو نشہ ختم ہو جائے گا -

جناب چیئرمین :- نہیں - کیسے ختم ہو گا - میں آپ کو چائے پلا رہا ہوں - آیئے آپ -

(اجلاس کی کارروائی ۸ مئی ۱۹۸۴ء صبح نو بجے تک ملتوی ہو گئی)

صوبائی کونسل پنجاب

(منگل 8 مئی 1984ء 6 شعبان المعظم 1404ھ)

(اجلاس کی کارروائی صبح 9 بجے زیر صدارت قائم مقام چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب ' جناب ملک اللہ یار خان شروع ہوئی)

اناؤنسر - (جناب الصبار عبدالعلی) نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواتین و حضرات ، السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ '

صوبائی کونسل پنجاب کے چار روزہ اجلاس کا آج چوتھا دن ہے - وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی جناب ملک اللہ یار خان صاحب ' تشریف لا چکے ہیں - اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاک نام سے ہوتا ہے قاری علی حسن صدیقی صاحب تلاوت کلام پاک فرمائیں گے -

پنجاب کونسل کا اجلاس ۸ مئی ۱۹۸۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۝ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

س انفال آیت ۲۶ — س نحل ۱۶ آیت ۹۰ — س بقرہ آیت ۲۸۶

مسلمانو! اور تم اُس وقت کو یاد کرو جب تم اقلیت میں تھے اور ملک میں کمزور سمجھے جاتے تھے۔ اور تم خطرہ رہتے تھے کہ کہیں لوگ تم کو اچک نہ لیں بے خانماں نہ کر دیں پس اُس نے تمکو جگہ دی اور تائید و نصرت سے تمکو تقویت بخشی اور کھانے کیلئے تمکو بہترین پاکیزہ رزق عطا کیا تاکہ تم شکر گزار بنو۔ بلاشبہ اللہ تمکو عدل و انصاف کرنے اور احسان کرنے نیز رشتہ داروں کی مدد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور فحش کاموں، نامعقول بری حرکتوں اور بغاوت و سرکشی سے منع کرتا ہے تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جو اچھے کام کرے تو اُس کو اُن کا فائدہ ملے گا۔ اور جو برے کام کرے تو اُسے انکا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول چوک ہو گئی ہو یا غلطی سرزد ہو گئی ہو تو ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا۔ اے ہمارے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہمیں طاقت نہیں اتنا ہم پر نہ لاد۔ پروردگار ہمارے گناہوں سے درگزر فرما۔ ہمیں بخش دے۔ ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے پس ہمکو کافروں پر غلبہ عطا فرما۔ وما علینا الا البلاغ -

سوالات اور ان کے جوابات

اناؤنسر — آج کے ایجنڈے میں پہلا ایک گھنٹہ سوالات اور انکے جوابات کے لئے وقف ہے - جن محکموں سے متعلق سوالات اور جوابات ہوں گے ' ان کے نام اسطرح سے ہیں محکمہ امور ملازمت و انتظامی امور ، اطلاعات - محکمہ اوقاف - محکمہ امور داخلہ محکمہ صحت - مواصلات و تعمیرات - فزیکل پلاننگ اور کالونیز سب سے پہلا سوال نمبر 62 چوھدری ھارون الرشید تھیم صاحب کی طرف سے محکمہ امور ملازمت انتظامی امور کے متعلق ہے -

محکمہ انسداد رشوت ستانی کی کارگزاری

62 - چوھدری ھارون الرشید تھیم (چیف ارگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب) کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ سرکاری ملازمین کے خلاف محکمہ انسداد رشوت ستانی کے ذریعہ تحقیقات کرنے کے لئے کمیٹیوں کے چیئرمین مندرجہ ذیل ہوئے ہیں -

1- گریڈ 1 تا 11 کے لیے چیئرمین متعلقہ ضلع کا ڈی سی -

2 - گریڈ 12 تا 16 کے لئے چیئرمین متعلقہ ڈویژن کا کمشنر -

3 - گریڈ 17 تا 20 کے لیے چیئرمین صوبائی چیف سیکرٹری -

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن جن ملازمین کے خلاف تحقیقات کرتا ہے اس کی حتمی رپورٹ پر متعلقہ چیئرمین نے یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ اس کے خلاف :-

(اول) عدالتی چارہ جوئی کی جائے

(دوم) محکمانہ کارروائی کی جائے -

(ج) اگر جزو ھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو 1980ء سے 1983ء تک کتنے سرکاری - ملازمین کے خلاف عدالتی چارہ جوئی اور محکمانہ کارروائی کی گئی اور ان کے فیصلے کیا ہوئے - نیز جن ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی

کی گئی ہے اور ان پر جرم ثابت ہوگئے ان میں سے کتنے ملازمین ترقی یاب ہوئے ؟

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن کا ڈائریکٹر پہلے ڈی - آئی جی پولیس ہوتا تھا اور اب ڈی سی کے عہدہ کا ڈائریکٹر ہے - 1980ء تا 1983ء کے دوران محکمہ کے دونوں سربراہان کا بلحاظ کارکردگی اور انسداد رشوت ستانی پر کیا اثر پڑا ہے -

(ہ) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سرکاری گاڑیوں کو نجی طور پر استعمال کرنے پر پابندی ہے - اگر ایسا ہے تو 1980ء تا 1983ء کے عرصہ کے دوران صوبہ بھر میں محکمہ مذکور نے سرکاری گاڑیاں نجی طور پر استعمال کرنے والے کتنے افسروں کے خلاف کارروائی کی ہے اور اس کی مکمل تفصیل کیا ہے ؟ (۲)

اضافی معتمد اعلیٰ (جناب سجاد الحسن)

(الف) اس سلسلہ میں اصل صورت حال مندرجہ ذیل ہے

(1) سرکاری ملازمین جن کے بنیادی پے سکیل نمبر 1 تا 10 ہوں کے لئے انسداد رشوت ستانی کمیٹی نمبر 3 کا چیئرمین ضلع کا ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے

(2) بنیادی پے سکیل نمبر 11 تا 16 کے لئے انسداد رشوت ستانی کمیٹی نمبر 2 کا چیئرمین ڈویژنل کمشنر ہوتا ہے۔

(3) بنیادی پے سکیل نمبر 17 اور اس سے اوپر کے افسران کے لئے انسداد رشوت ستانی کمیٹی نمبر 1 کے چیئرمین چیف سیکرٹری صوبہ پنجاب ہیں -

(ب) مندرجہ بالا کمیٹیاں نہ کہ ان کے چیئرمین سرکاری ملازموں کے بارے میں مندرجہ ذیل فیصلے کر سکتی ہیں

1 عدالتی چارہ جوئی کی جائے یا

2 محکمانہ کارروائی کی جائے یا پھر

3 جن ملازمین کے خلاف الزام ثابت نہ ہوں ان کے خلاف مقدمہ / انکوائری کو داخل دفتر کیا جاوے

(6) 1980 سے 1983 تک 2236 کیس ہائے میں سرکاری ملازمین کے خلاف عدالتی کارروائی کی گئی — جبکہ اس عرصہ کے دوران 2642 کیس ہائے میں سرکاری ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا گیا — اس دوران عدالتوں نے 1685 مقدمات کا فیصلہ کیا جن میں سے 602 مقدمات میں ملزمان سزایاب ہوئے—

جہاں تک محکمانہ کارروائی کے فیصلوں اور سزا کے باوجود ترقیابی کا تعلق ہے —ان میں مختلف ہے سکیل کے ہزاروں ملازمین حکومت کے متعدد محکمہ جات سے تعلق رکھتے ہیں مزید بران مطلوبہ اطلاع سابقہ چار سالوں پر محیط ہے اس لئے صحیح اعداد و شمار کے حصول کے لئے مزید وقت درکار ہو گا—

(7) نظامت انسداد رشوت ستانی کے پہلے دو ڈائریکٹر یکے بعد دیگرے سی ایس پی افسر تھے — بعد میں 8 پولیس افسر بطور ڈائریکٹر متعین ہوئے پھر تین) سول افسران ڈائریکٹر مقرر ہوئے — ڈائریکٹر کا عہدہ بنیادی ہے سکیل نمبر 19 کا ہے 1979 سے سول کے جو بھی افسران ڈائریکٹر تعینات کئے گئے ہیں وہ بھی سکیل نمبر 19 میں سے تھے ڈی—آئی—جی پولیس کی پوسٹ بھی ہے سکیل نمبر 19 کی ہے - نیز موجودہ ڈائریکٹر بنیادی ہے سکیل نمبر 19 کے سینئر افسران میں سے ہیں -

جہاں تک 1980 ء تا 1983 ء محکمہ انسداد رشوت ستانی کی کارکردگی کا تعلق ہے اس عرصہ میں مندجہ ذیل سول افسران بطور ڈائریکٹر تعینات رہے ہیں -

1 شیخ علی ذوالقرنین 1980 - 1 - 1 تا 1982 - 8 - 21 (تقریباً 32 ماہ)

2 - عظمت اللہ خان - 1982 - 8 - 21 تا 1983 - 2 - 24 (تقریباً 6 ماہ)

3 - سید سرفراز حسین - 1983 - 2 - 24 تا 1983 - 12 - 31 (تقریباً 10 ماہ)

ہر سہ افسران مندرجہ بالا کی تعیناتی کے دوران محکمہ کی کارکردگی حسب ذیل ہے -

نام ڈائریکٹر	نئے مقدمات/انکوائریز شروع کی گئیں	مقدمات/انکوائریز مکمل کروائی گئیں	کامیاب ریڈ ہوئے
1 شیخ علی ذوالقرنین	4571	4403	935
عظمت اللہ خان	752	833	222
3 سید سرفراز حسین	1276	1760	280
مجموعی کارکردگی دوران سال 1980 تا 1983	6599	6996	437

(ہ) سرکاری گاڑیوں کو نجی طور پر استعمال کرنے پر پابندی ہے - اس میں میں ذرا وضاحت کرتا چلوں کہ اس جواب جو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے - اس میں تھوڑی سی ترمیم کی ضرورت ہے حکومت پنجاب کے گریڈ 21 یا اس سے اوپر افسران کو سرکاری گاڑیوں کو نجی طور پر استعمال کرنے کی سرکاری طور پر اجازت دی گئی ہے - وہ ان گاڑیوں کو نجی طور پر استعمال کر سکتے ہیں - گریڈ 20 اور اس سے کم کے افسران ان گاڑیوں کو نجی طور پر استعمال نہیں کر سکتے - حکومت کی طرف سے سال 1979ء میں سرکاری گاڑیوں کے ناجائز استعمال کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل ہدایات موصول ہوئیں -

1 - صوبہ بھر میں سرکاری گاڑیوں کے ناجائز استعمال کے بارے میں پڑتال کی جائے -

2 - جہاں کہیں سرکاری محکمہ جات کی گاڑیاں ناجائز استعمال ہوتی پائی جائیں - اس کی اطلاع متعلقہ محکمہ کو دی جائے جو کہ اس کی تحقیقات کر کے مناسب کارروائی کرے -

3 . صوبائی محکمہ جات کے علاوہ دیگر محکمہ جات کی گاڑیوں کے بارے میں متعلقہ محکمہ جات کو مطلع کیا جائے اور ان کی نقول ایف - آئی - اے کو بھیجی جائیں -

محکمہ انسداد رشوت ستانی کا عملہ اس سلسلہ میں مسلسل نگرانی کرتا رہتا ہے - سال 1980ء سے 1983ء کے دوران 870 گاڑیاں بظاہر نجی طور پر استعمال ہوتے ہوئے پائی گئیں - جن میں سے 152 گاڑیوں کے بارے میں ایف - آئی - اے کو ضروری کارروائی کے لیے لکھا گیا - کیونکہ یہ سنٹرل گورنمنٹ کے محکموں کی گاڑیاں تھیں - یہ مرکزی حکومت کے ان محکموں کی گاڑیاں ہیں جن کے دفاتر لاہور میں ہیں اور جن کے افسران یہاں رہائش پذیر ہیں - بقیہ 718 گاڑیاں صوبائی محکمہ جات یا ایسے خود مختار اداروں سے متعلق تھیں جو صوبائی حکومت کے ماتحت ہیں - لہذا ان کے بارے میں متعلقہ محکمہ جات یا متعلقہ اداروں کے سربراہوں کو اطلاع دی گئی تاکہ مزید کارروائی کریں - ان میں سے اکثر و بیشتر گاڑیاں کاروباری مراکز یا تعلیمی اداروں کے قریب نجی استعمال میں پائی گئیں - مزید برآں سال 1983ء میں پے سکیل نمبر 20 کے دو ، پے سکیل نمبر 19 کے دو ، پے سکیل نمبر 18 کے ایک ، اور تین اہلکاروں کے خلاف سرکاری ٹرانسپورٹ کو نجی استعمال میں لانے کے سنگین الزامات کے تحت حکومت کی اجازت سے ادارہ انسداد رشوت ستانی نے خود تحقیقات مکمل کیں - جس کے نتیجہ میں ان کے خلاف عدالتی کارروائی کی جا رہی ہے -

چوہدری ہارون الرشید تھہیم - جناب والا میرے سوال کا جواب تو ٹھیک موصول ہوا ہے اور میرا سوال کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ اس محکمہ کو بھی ذرا حرکت میں لایا جائے - صفحہ نمبر 2 جز (ج) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ صحیح اعداد و شمار کے حصول کے لیے مزید وقت درکار ہوگا - میرا یہی سوال سب سے اہم بھی تھا تو اس کو پھر اگلے اجلاس کے لیے رکھ لیتے ہیں -

ایڈیشنل چیف سیکرٹری - میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں جیسا کہ اس سوال کے جواب میں عرض کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب کے ملازمین کی تعداد بہت زیادہ ہے - کیونکہ صوبائی ملازمین مختلف اضلاع اور ڈویژنوں میں پھیلے ہوئے ہیں - اگر ان کے خلاف کوئی کارروائی ضلع یا ڈویژن کی سطح پر ہوتی ہے تو اس کا ریکارڈ ضلع یا ڈویژن کی سطح پر رکھا

جاتا ہے - اس لئے یہ تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد اگلے اجلاس میں انشاءاللہ تمام اعداد و شمار مہیا کر دئیے جائیں گے -

چوہدری ہارون الرشید تھہیم - جناب والا اس جواب سے میری ذرا تسلی نہیں ہوئی - دراصل میرا سوال تھا کہ جن ملازمین کے خلاف انکوائریاں ہوتی رہی ہیں اس کے بعد ان کی ترقیاں بھی ہو گئی ہیں - میں نے ان کی لسٹ مانگی تھی - ان کے متعلق آپ نے یہ کہا ہے کہ ان کی لسٹ ابھی ہم بنا نہیں سکے -

ایڈیشنل چیف سیکرٹری - جی ہاں -

چوہدری ہارون الرشید تھہیم - پھر اس سوال کو اگلے اجلاس تک کے لئے ملتوی کر دیں تاکہ مکمل فہرست آ جائے - جن ملازمین کے خلاف مقدمات درج ہوئے انکوائریاں بھی ہوئیں اور الزامات ثابت بھی ہوئے - لیکن اس دوران انہوں نے اپنے محکموں سے ترقی بھی حاصل کر لی لہذا مجھے ان کی فہرست کی زیادہ ضرورت ہے -

ایڈیشنل چیف سیکرٹری - جناب والا میں تمام ملازمین کے بارے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا ، کیونکہ ظاہر ہے سب کی معلومات تو میرے پاس نہیں ہیں - لیکن جن ملازمین کی ترقی سے میرا تعلق ہے یعنی ایڈوائزل سلیکشن بورڈ تو اس کے متعلق میں یہ ضرور واضح کروں گا کہ جن ملازمین کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی ہوتی ہے اور وہ سزا یاب ہوتے ہیں - اگر عدالتی تحقیقات ہو وہ تو بات الگ ہے اس میں بعض اوقات dismiss بھی ہو جاتے ہیں اور جیل کی سزا وغیرہ بھی ہو جاتی ہے - لیکن جہاں کہیں محکمانہ کارروائی ہوتی ہے اور اگر صرف censure کی سزا - جو کہ صرف وارننگ ہوتی ہے اگر وہ بھی دی جائے تو اکثر اوقات ان کی ترقی نہیں ہو سکتی -

چوہدری ہارون الرشید تھہیم - لیکن اگر ان کی ترقی ہوئی ہو تو اس کی بھی فہرست دے دی جائے - کیونکہ میرا سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جو دیانت دار ملازمین یا افسران ہیں وہ کیوں پیچھے رہ جاتے ہیں - بعض ایسے ملازمین بھی ہوئے ہیں جن کے خلاف کوئی کارروائی ہو رہی ہوتی ہے مگر وہ اپنے محکمہ سے ساتھ ہی ساتھ ترقی بھی کروا لیتے ہیں - یہ سوال کسی کا دل دکھانے کے لئے نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس لئے کہا گیا تھا کہ آئندہ ایسے واقعات نہ ہوں

ایڈیشنل چیف سیکرٹری — جی ہاں ! اس سلسلہ میں مزید معلومات حاصل کر کے اس ایوان میں پیش کر دی جائیں گی -

اناؤنسر - سوال نمبر 32 بیگم بشریٰ رحمن کی جانب سے کیا گیا ہے اور اس سوال کا جواب دو محکموں کی جانب سے ہے - محکمہ اوقاف اور محکمہ اطلاعات ، ثقافت و سیاحت

حکومت کے زیر ترتیب زیر تکمیل منصوبوں میں خواتین کی شمولیت

32 - بیگم بشریٰ رحمان (نامزد رکن) : کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

سروی اعتداد کی خاتون کس طرح ان کے محکمہ جات کے زیر تربیت یا زیر تکمیل منصوبوں تجویزوں اور کارناموں میں معاون ثابت ہو سکتی ہے -

(الف) - تقریر سے

(ب) - تحریر سے

(ج) - نشر و اشاعت سے

اور خاص طور سے اگر یہ معاملات خواتین کی بہتری کے لیے ہوں ؟

وزیر متعلقہ - بیگم بشریٰ رحمان انفارمیشن ، کلچر اور ٹورزم سبجیکٹ کمیٹی کی ممبر ہیں - ان تینوں شعبوں کے بارے میں وہ مفید تجاویز دے سکتی ہیں -

پاکستان نیشنل سنٹر میں اہم موضوعات پر وہ اظہار خیال کر سکتی ہیں - وہ اخبارات میں اصلاحی مضامین اور فیچر بھی لکھ سکتی ہیں - ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروگراموں میں بھی شرکت کر کے وہ فلاحی کاموں اور خصوصاً خواتین کی بہتری کے پراجیکٹس کے بارے میں مفید تجاویز دے سکتی ہیں - اس کے علاوہ وہ حکومت کو ترقیاتی اور معاشرتی بہبود کے کاموں کی نشر و اشاعت کے لیے بھی مفید مشورے دے سکتی ہیں -

محکمہ اوقاف کی طرف سے جواب

عوام کی بہبود سے قیمتی آراء و تجاویز کا محکمہ اوقاف پنجاب ہمیشہ خیر مقدم کرتا ہے اور اس ضمن میں موصول شدہ مفید تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بھرپور سعی و کوشش کی جاتی ہے -

یہ امر محکمہ اوقاف کے لئے باعث عزت افزائی ہو گا اگر آپ اپنی قیمتی آراء اور مفید تجاویز سے تحریری طور پر مستفید فرمائیں - عوام سے متعلق بالعموم اور خواتین سے متعلق منصوبوں پر بالخصوص آپ کی درخشاں تجاویز وضع ہوں گی اور محکمہ اوقاف انہیں اپنے وسائل کے مطابق عملی جامہ پہناتے ہوئے خوشی محسوس کرے گا -

بیگم بشریٰ رحمان - (لاہور) - جناب والا - میں آپ کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے میرے اس سوال کو جو ایک مختلف انداز کا سوال تھا نہ صرف شرف قبولیت بخشا بلکہ ایک مربوط جواب بھی عنایت فرمایا مغربی پارلیمانی نظام میں انتظامیہ سے سوال اس طرح سے پوچھا جاتا ہے جس طرح منکر نکیر بد روحوں سے پوچھتے ہیں اسلامی نظام میں سوال بھائیوں سے پوچھے جاتے ہیں اور انسانی تاریخ میں پارلیمانی طرز کا پہلا Recorded سوال ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی چادر کے بارے میں کیا گیا تھا یوں تو پارلیمانی نظام میں بھی اگر سوالات پوچھے جاتے ہیں اور ان کے جوابات دیئے جاتے ہیں لیکن عام طور پر طریقہ کار یہ ہے کہ انتظامیہ لفاظی - کچھ حد تک اعداد و شمار اور غیر حقائق پر مبنی جوابات سے نوازتی ہے یا پھر اس قسم کا گول مول جواب دیا جاتا ہے کہ پھر سائل کو دست سوال دراز کرنے کی حاجت نہ رہے لیکن یہاں پر میں بصد عزت و احترام پہلے تو یہ کہوں گی کہ

تیرے چپ رہنے سے ڈر جاوں میں وہ ساحل نہیں
دامن امید پھر یا کہہ دے میں اس قابل نہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

آپ نے فرمایا ہے کہ میں انفارمیشن ، کلچرل اور ٹورزم سبجیکٹ کمیٹی کی ممبر ہوں ان تینوں شعبوں کے بارے میں میں مفید تجاویز دے سکتی ہوں جناب احترام کے ساتھ عرض ہے کہ مجھے بھی اس بات کا علم ہے کہ مجھے محض تجاویز پیش کرنے کے لئے رکھا گیا ہے ہر ممکن کوشش کرتی ہوں کیونکہ میں ایک نئی نامزد ممبر ہوں اور ابھی تو وارد ہوئی ہوں اس لئے طریقہ کار کو آہستہ آہستہ سمجھتی جا رہی ہوں اور سمجھنے کے لئے کافی وقت درکار ہے تو میں نے دل میں سوچا تھا کہ معاملات من و عن طے کرنے میں بہت دیر ہو جائے گی اس لئے میں آپ سے یہ سوال کروں کہ پیشتر اس کے کہ وقت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے اور ہماری صلاحیتیں بروئے کار نہ رہ جائیں

میں خود بھی آپ سے سوال کروں کہ جناب والا آپ فرما دیں کہ میں کونسا کام با احسن طریقے سے کر سکتی ہوں جو مجھے کرنا چاہیئے ۔

وزیر اوقاف — جناب والا ۔ یہ تو تقریر ہو رہی ہے

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ (ملک اللہ یار خان)— بیگم صاحبہ ۔ پارلیمانی آداب اور طریقہ کار کے پیش نظر ہر سوال کے اجواب کے بعد آپ ضمنی سوال کر سکتی ہیں آپ نے بہت اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے اور بہت اچھے انداز میں اظہار کیا ہے لیکن بہتر ہوتا کہ آپ ان کو عام بحث کے دوران اٹھائیں ۔ کیوں کہ اس وقت دوسرے اراکین مجلس سوالات کے جواب پوچھنے والے ہیں اور ان کے جوابات دینے ہیں اس لیے اس موقع پر تقریر کرنے کی اجازت نہیں ہے تو میں گزارش کروں گا کہ براہ کرم آپ نے اگر اس سوال کے جواب کے ضمن میں اگر کوئی ضمنی سوال کرنا ہے تو وہ سوال کی نوعیت کا کیجیئے ۔

بیگم بشریٰ رحمان — جی پھر تو یہی روایتی بات ہو گئی اس کو میں آپ کے پارلیمانی نظام میں تسلیم کرتی ہوں تو پھر مجھے چپ رہنا چاہیئے جس وقت آپ عام بحث کی اجازت دیں گے تو اس میں جتنے بھی آپ نے جوابات دیئے ہیں ان سب پر میں عرض کروں گی اور مجھے اپنا موقف آپ کے رو برو پیش کرنا ہے اور موقف پیش کئے بغیر آپ کو معلوم ہے کہ اس ایوان کا مقصد حل نہیں ہوتا جب آپ فرمائیں گے تو میں اپنا موقف پیش کروں گی ۔

جناب قائم مقام چیئرمین (ملک اللہ یار خان) ۔ شکریہ ۔

صوبہ میں چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں

18 — **قاضی عبدالقدوس** (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) — کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ میں آئے دن چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں رو پذیر ہوتی رہتی ہیں اور ان کی روک تھام کے لیے پولیس سرگرم عمل رہتی ہے اگر ایسا ہے تو ستمبر 1979ء تا ستمبر 1983ء کے دوران ہونے والی مذکورہ وارداتوں کے درج شدہ مقدمات کی ضلع وار تفصیل کیا ہے ؟

(ب) مذکورہ مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور ان میں سے کتنوں کے چالان عدالتوں میں بھیجے گئے ۔ نیز مذکورہ ملزمان

میں سے کتنے مجرم گردانے گئے اور سزایاب ہوئے - ان کی ضلع وار تعداد کیا ہے ؟

وزیر متعلقہ —

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ میں آئے دن چوری ، ڈکیتی اور دیگر نوعیت کے جرائم کی وارداتیں رونما ہوتی رہی ہیں تاہم حکومت ان کی روک تھام کے لیے پورے وسائل بروئے کار لا رہی ہے - انسدادی اقدامات کی بدولت قتل ، ڈاکہ زنی ، نقب زنی اور چوری کی وارداتوں میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل گوشوارہ برائے سال 1983ء 1982ء سے ظاہر ہے -

نوعیت جرم	1983	1982
قتل	2048	2133
ڈاکہ زنی	25	38
نقب زنی	4803	4853
چوری	9691	10803

صوبہ پنجاب میں ستمبر 1979ء تا ستمبر 1983ء کے دوران چوری کی کل 57 وارداتیں ہوئیں جن کی ضلع وار تفصیل منسلک ہے -

(ب) مذکورہ مقدمات میں کل 54665 اشخاص گرفتار کئے گئے اور ان کے چالان عدالتوں میں پیش کئے گئے جن میں سے 25001 اشخاص مجرم گردانے گئے اور سزا یاب ہوئے جن کی ضلع وار تفصیل منسلک ہے — کافی مقدمات ابھی زیر سماعت ہیں —

صوبہ پنجاب میں ستمبر 1979 تا ستمبر 1983 کے دوران چوری کے مقدمات کی ضلع وار تفصیل مندرجہ ذیل خاکہ میں درج ہے -

نمبر شمار	نام اضلاع	تعداد مقدمات	تعداد اشخاص گرفتار	تعداد اشخاص چالان	تعداد اشخاص سزایاب
1	لاہور	10140	7372	7372	2233
2	قصور	1787	956	956	473
3	شیخوپورہ	3687	1578	1578	952
4	اوکاڑہ	2557	1629	1629	526
5	گوجرانوالہ	2590	2071	2071	1125
6	گجرات	1316	903	903	373
7	سیالکوٹ	1647	1325	1325	857
8	راولپنڈی	2861	1655	1655	943
9	جہلم	525	410	410	234
10	اٹک	308	657	657	347
11	سرگودھا	2039	3028	3028	1720
12	خوشاب	278	153	153	129
13	میانوالی	386	716	716	420
14	بھکر	361	296	296	160
15	فیصل آباد	4293	6519	6519	2712
16	جھنگ	1475	1894	1794	993
17	ٹوبہ ٹیک سنگھ	852	510	510	227
18	ملتان	4395	4718	4718	2455
19	وہاڑی	1655	1478	1478	757
20	ساہیوال	3211	4044	4044	1156
21	ڈیرہ غازی خان	732	1192	1192	645
22	راجن پور	1408	858	858	204
23	مظفر گڑھ	1119	1685	1685	843

نمبر شمار	نام اضلاع	تعداد مقدمات	تعداد اشخاص گرفتار	تعداد اشخاص چالان	تعداد اشخاص سزایاب
24	لیہ	516	311	311	147
25	بہاولپور	2288	2038	2038	1207
26	بہاولنگر	2292	1889	1889	1118
27	رحیم یار خان	2945	4880	4880	2045
	ٹوٹل پنجاب	57663	54665	54665	25001

قاضی عبدالقدوس - جناب والا - جو تفاصیل دی گئی ہیں ان کی روشنی میں میرے ذہن میں چند سوالات اٹھتے ہیں ایک تو مقدمات کی تعداد بتائی گئی ہے اور جو اشخاص گرفتار ہوئے ہیں - جن کے چالان ہوئے ہیں اور جو سزا یاب ہوئے ہیں اس سلسلے میں میں نے ضمنی سوالات کرنے ہیں میں نے جو طائرانہ نظر سے دیکھا ہے تو ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جتنے مقدمات درج کئے گئے جو آدمی گرفتار کئے گئے ان کی تعداد نصف بنتی ہے یعنی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ایک مقدمے میں صرف ایک آدمی ملوث تصور کر لیا جائے تو پھر بھی نصف مقدمات ایسے ہیں جن میں کوئی شخص گرفتار نہیں ہوا اور وہ مقدمے ختم ہو گئے -

سیکرٹری امور داخلہ (کیپٹن سید نصیر احمد) - اس صورت میں یہ عرض کروں گا کہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر مقدمہ جو درج ہو اس کی ایف آئی آر میں کسی آدمی کا نام درج کیا جائے - مثلاً چوری کے ہر مقدمہ میں چور کا نام درج کرنا ممکن نہیں ہو گا -

قاضی عبدالقدوس - آپ نے جواب تقریباً ٹھیک دیا ہے لیکن ابھی تک میں نے سوال نہیں کیا - میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نصف یا نصف سے بھی زیادہ مقدمات ٹریس نہیں ہوتے - ان میں کوئی گرفتاری نہیں ہوتی اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

جناب قائم مقام چیئرمین - اسی کا جواب وہ دے رہے ہیں -

قاضی عبدالقدوس - میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ نے میرے سوال سے پہلے ہی تقریباً ٹھیک جواب دے دیا ہے حالانکہ اس سے پہلے ہماری ملاقات نہیں ہوئی -

جناب قائم مقام چیئرمین - جواب تو آپ کو مل گیا ہے -

قاضی عبدالقدوس - دوسرے میرے ضمنی سوال میں جو آدمی چالان ہوئے ہیں یا سزایاب ہوئے ہیں ان کی بھی اوسطاً نصف تعداد بنتی ہے - یہ ایک چوری کا مقدمہ ہوتا ہے اس میں برآمدگی ہے چشم دید گواہان ہوتے ہیں یا ان کے اپنے گواہان ہوتے ہیں اس کے باوجود نصف آدمیوں کا بری ہو جانا یہ ہمارے تحفظات ہوتے ہیں ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی کیا وجوہات ہیں کہ اتنے زیادہ آدمی بری ہو جاتے ہیں - کیا اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ عملہ تفتیش ناقص کرتا ہے یا اس میں قانونی پیچیدگیاں ہوتی ہیں -

جناب قائم مقام چیئرمین - آپ تشریف رکھیں اس کا جواب وہ ابھی دے دیتے ہیں -

سیکرٹری امور داخلہ — جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے آپ نے تسلیم کر لیا کہ میں نے کچھ تو اس کا جواب دے دیا ہے - untraced کرمنسز کی وجہ یہ ہے جیسا کہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ کئی قتل کے کیسز ہیں کئی چوری کے کیسز ہیں کئی ڈاکے کے کیسز ہوتے ہیں جن کے متعلق شکایت کی جاتی ہے کہ یہ واقع رونذیر ہوا لیکن یہ نہیں بتا سکتے لیکن کہ یہ کس نے کیا اور اس میں یہ نہیں بتا سکتی کہ کس نے کیا ہے ایسے کیسز کے un'race ہونے کے امکان ہوتے ہیں - پولیس اپنی پوری کوشش کرتی ہے - میں یہ نہیں کہتا کہ اس وقت موجودہ investigation کا جو سسٹم ہے وہ بہترین سسٹم ہے لیکن صوبہ پنجاب نے اس سلسلہ میں پہل کی ہے اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دو چیزیں اس بارہ میں کی جائیں - سب سے پہلے تو یہ ہے کہ watch & ward اور investigation کے عملہ کو جدا جدا کیا جا رہا ہے - ایک تھانے کے اندر جو آدمی ایف آئی آر کا اندراج کرے گا وہ اس کی تفتیش نہیں کرے گا تفتیش کرنے والا عملہ مختلف ہو گا - اس سے امید ہے کہ تھانے کی سطح پر بھی جو نقائص پیدا ہوتے ہیں ان کو دور کیا جائے گا - دوسرا مرحلہ جس میں پنجاب کے صوبہ نے پہل کی ہے وہ یہ ہے کہ Prosecution کی ایجنسی کو پولیس سے علیحدہ کیا جا رہا ہے - لاہور میں بھی اس کو علیحدہ کیا جا چکا ہے - اب Prosecuting Agency محکمہ قانون کے زیر نگرانی ہے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ خود اس کو Supervise کرتا ہے - جلد ہی ان آدمیوں کو پولیس فارم سے آزاد کر دیا جائے گا -

یہ ایک باقاعدہ Prosecuting Agency ہو گی جو کہ لا گریجوایٹ پر مشتمل ہوگی اور امید ہے کہ اس طریقے سے پولیس کے مقدمات کچہریوں میں آنے کے بعد پراسیکیوشن کا کام بہتر ہو جائے گا ۔ ان کی سفارشات کے سلسلہ میں جو کارکردگی گورنمنٹ نے کی ہے خیال ہے اس سے حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہوں گے ۔

دوسرا مسئلہ آپ نے کہا کہ کیوں ایسا ہے کہ 50 فیصد ایسے لوگ ہیں جن کے چالان ہوتے ہیں یا گرفتار ہوتے ہیں اس میں بھی آپ کو معلوم ہے ہمارے معاشرے میں ہمارے دیہاتی علاقے میں اس وقت کیا صورت حال ہے ۔ اگر ایک قتل ہوتا ہے یا ایک آدمی ایک یا دو کی بجائے 50 آدمیوں کے نام لکھائے جاتے ہیں ۔ یہ ذاتی دشمنی اور برادری سسٹم ہے یہ ایسی چیزیں ہیں جس کی وجہ سے جب کوئی چوری کا واقعہ یا قتل کا واقعہ ہوتا ہے اس کے اندر میں یہ نہیں کہتا کہ تمام مقدمات غلط درج ہوتے ہیں اس میں شک نہیں کہ مقدمات بھی درج ہوتے ہیں

لیکن اکثر اوقات دیکھا گیا ہے دیہاتوں کے اندر کوشش کی جاتی ہے کہ اگر ایک آدمی یا دو آدمی کسی حادثے میں ملوث ہیں تو وہ 20—25 آدمیوں کے نام لکھا دیتے ہیں لیکن تفتیش کے دوران ان آدمیوں کو ہر مرحلہ پر ہر سطح پر نکلنا پڑتا ہے ۔ ایک ایسی سٹیج آتی ہے جو کہ قانون یا جو عدالت ہوتی ہے یہ فیصلہ کرتی ہے کہ نہیں اصل میں 20 آدمیوں کے نام ایف—آئی—آر میں تھے لیکن مجرم صرف دو ہیں اور ان دو کو سزا دی جائے ۔ جیسا کہ آپ نے کہا جن کا چالان ہوتا ہے یا گرفتار ہوتے ہیں وہ سب سزایاب نہیں ہوتے ۔

قاضی عبدالقدوس ۔ جناب والا جزو ''ایف'' میں جرائم کے رجحان کم ہونے کے معاملہ کو limelight میں لانے کیلئے تقابل کیا گیا ہے صرف 1982 اور 1983 کا یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ جرائم کم ہو رہے ہیں ۔ کیا ان دو سالوں کے تقابل کرنے کو یہ وجہ نہیں ہے کہ 1982ء سے پہلے جتنے سال تھے ان میں جرائم زیادہ ہوئے ہیں وہ آپ نے عملاً چھوڑ دیئے ۔

سیکرٹری امور داخلہ ۔ میرے خیال میں کوئی ایسی وجہ نہیں ہے کیونکہ ہر سال تقریباً ان چیزوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جرائم زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں جہاں تک جرائم کا تعلق ہے میں کہوں گا کہ اس وقت ایف—آئی—آر کی رجسٹریشن کا جو basic procedure ہم اسکو overhaul کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ مثال کے طور پر میں آپکو یہ

بتا دیتا ہوں کہ حال ہی میں ہم نے راولپنڈی ڈویژن کے تین اضلاع کے اندر investigation اور watch & ward کے عملہ کو علیحدہ علیحدہ کیا ہے اور اس وجہ سے ایف-آئی-آر تقریباً ڈیڑھ گنا زائد ہوگئی ہیں ۔ یہ صحیح طور پر ہم اس وقت نہیں بتا سکتے کہ مقدمات زیادہ ہوئے ہیں یا کم ہورہے ہیں کیونکہ اس سسٹم کو ہم overhaul کر رہے ہیں۔ change کر رہے ہیں ہم نے جو جائزہ لیا ہے اسکے مطابق جب سے watch ward راولپنڈی ڈویژن اور investigation کو separate کیا ہے ۔ اور جو دوسرا عملہ ایف-آئی-آر درج کر رہا ہے اس نے ڈیڑھ گنا زیادہ ایف-آئی-آر درج کیں اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ عام تھانے میں جب ایک آدھی ایف-آئی-آر درج کرانے جاتا ہے اور وہی تھانیدار اسکی سپرویژن کرتا ہے تو کافی ایف-آئی-آر ایسی ہوں گی جو درج نہیں کی جاتی ہونگی ۔ تو اس صورت کو مد نظر رکھتے ہوئے میں آپکو فی الحال اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکوں گا ۔ جیسا کہ میں نے آپکو بتایا ہے کہ ہم ایک نیا تجربہ کررہے ہیں پورے صوبے کے اندر مختلف اضلاع میں اور میرا خیال ہے اسکے نتائج چھ مہینے تک آجائیں گے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ چوہدری عبدالقدوس صاحب آپکے سوال کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے ۔ آپ نے ستمبر 1979ء تا ستمبر 1983ء کے دوران ہونے والی وارداتوں کی تفصیل پوچھی تھی ۔ ان تمام مقدمات کی فہرست اس عرصہ میں اس کی تعداد اعداد و شمار ، مقدمات کی تعداد جو شخص گرفتار ہوئے یا چالان ہوئے اس عرصہ میں وہ تمام اعدادوشمار آپکو دے دیئے گئے ہیں ۔

قاضی عبدالقدوس ۔ جناب والا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ آپ نے جو سوال کیا تھا اس کا جواب آپکو مل گیا ہے ۔ اگر آپ کو 1982ء سے قبل کے دو تین سالوں کے علیحدہ علیحدہ اعداد و شمار کی ضرورت ہے تو براہ کرم اسکے لئے ایک علیحدہ نیا سوال کر دیں ۔

قاضی عبدالقدوس ۔ جناب والا میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں ۔ جو میرا مقصد ہے وہ ان کو معلوم ہو گیا ہے ۔

چودھری حاکم علی ۔ یہ میرے مشاہدے کی بات ہے آج سے آٹھ نو ماہ پہلے ایک چوری ہوئی اس میں ایک قتل ہوا اس وقت میں کراچی

تھا - میرے گاؤں والوں نے مجھے فون کیا - میں واپس جب آیا تو پتہ چلا کہ ایف—آئی—آر درج ہوئی ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین - معاف کیجئے یہ ضمنی سوال نہیں ہے یہ ایک واقعہ ہے جسکو آپ دہرانا چاہتے ہیں

چودھری حاکم علی—میں صرف پولیس کی ایف آئی ار کے متعلق عرض کر رہا ہوں—

جناب قائم مقام چیئرمین—جی نہیں اس ضمن میں عام بحث کے دوران بات کر سکتے ہیں

قاضی عبدالقدوس—جناب یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے—

جناب قائم مقام چیئرمین یہ پوائنٹ آف آرڈر اس وقت آپ کر سکتے ہیں جب آپ متعلقہ محکمہ کے سربراہ کے جواب سے مطمئن نہ ہوں - یا کوئی آئینی مسئلہ یا طریقہ کار کے ضمن میں آپ کو کوئی اعتراض ہے اس لئے میں گذارش کروں گا جو آپ پوچھنا چاہتے ہیں لیکن بہتر ہوگا کہ آپ عام بحث کے دوران اس مسئلہ کو اٹھائیں -

حاجی گل حمیدخان روکڑی - جناب والا ہوم سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے - پروسیکیوشن سائڈ کے لوگ وردی اتارکر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ماتحت ہونگے - دوسری سائڈ پر میجسٹریٹس میں صاحبان کیسز کا فیصلہ کریں گے - وہ بھی ڈسٹرکٹس میجسٹریٹس کا حصہ ہیں تو پروسیکیوٹ کرنے اور فیصلہ کرنے والا دونوں ایک ہی آدمی کے تحت آ جائیں گے - یا تو یہ کریں اس میں میجسٹریٹ صاحبان کو سیشن ججز کے تحت کردیں اور پروسیکیوشن ڈسٹرکٹ اینڈ منسٹریشن کے پاس آ جائے - یا وہ پولیس کے پاس آ جائے اور ڈپٹی صاحب کے جو میجسٹریٹ صاحبان ہیں وہ فیصلہ کریں - ایک ہی ایجنسی دونوں کام نہیں کر سکتی کہ وہ پروسیکیوٹ بھی کرے اور سزا بھی دے - یہ تو گھر بھر کا معاملہ ہو جائے گا -

معتمد داخلہ - یہ کوئی نیا قانون اور نیا مسئلہ نہیں ہے - گذشتہ 50 برس سے ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ صاحبان جو ہیں ان میں ہر ایک ضلع کا چیف پرسیکیوٹنگ آفیسر بھی ہوتا ہے اور قانون کے اندر اس وقت بھی پراسیکیوٹنگ ایجنسی کے لئے ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ سربراہی کے فرائض سرانجام دے رہا ہے - لیکن اس کا اینڈ منسٹریٹو کنٹرول پولیس کے پاس ہے - اس وقت مسئلہ یہ تھا کہ جب یہ کیس رجسٹرڈ ہونے کے بعد اور تفتیش ہونے کے بعد پراسیکیوٹنگ برانچ میں پہنچتا ہے - تو چونکہ وہی

عملہ پولیس نیچے سے لے کر اوپر تک prosecution تک پہنچ جاتا ہے اور خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ prosecution جو ہے شاید امن کے اندر رہ کر وہ فورس نہ ہو یا قانون میں ایسے نقص رہ جائیں - جو کہ دور نہ کیے جا سکیں تمام ترقی یافتہ ممالک میں پولیس کو prosecution سے علیحدہ کیا گیا ہے - لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو مجسٹریٹ وہاں ہوتے ہیں وہ prosecution پر حاوی ہوتے ہیں ایڈمنسٹریٹو کنٹرول ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا ہے لیکن اس کا ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ محکمہ قانون پراسیکیوٹنگ سٹاف کی اے سی آر اس وقت سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لکھتے ہیں - اب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لکھا کرینگے - اب ان کو ڈسٹرکٹ اٹارنی ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ اٹارنی کہا جائے گا -

جناب سراج قریشی - جواب میں جو اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں اس میں سوال نمبر 16 ملاحظہ فرمائیں یہ جھنگ کے بارہ میں ہیں اس سے یہ صورت حال واضح ہوتی ہے کہ پنجاب کے 27 اضلاع میں - آپ نے جتنے لوگوں کو گرفتار کیا ہے ان تمام کے آپ نے چالان کئے ہیں لیکن صرف ایک ضلع جھنگ ہے جس میں چالان کئے گئے اور گرفتار کئے گئے فرد میں 100 کا فرق پڑتا ہے - صرف ایک ضلع میں یہ خصوصی صورت حال کیسے پیدا ہوئی ہے - اور کیا اسی ایک ضلع میں ایسی وجوہات ہیں کہ پنجاب میں کوئی شخص چالان سے نہ بچ سکا ہو لیکن یہاں 100 افراد چالان ہونے سے بچ گئے ہوں-

معتمد داخلہ - میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اس کا جواب جو پہلا سوال تھا پوری تفصیل کے ساتھ دے دیا گیا ہے - یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کیسز رجسٹر کئے جائیں اور جس تعداد میں آدمی گرفتار کئے جائیں ان کی تعداد کے مطابق آدمیوں کا چالان ہو - یہ حالات پر منحصر ہوتا ہے میں نے آپ کو بتایا ہے کہ چند اضلاع ایسے ہیں جہاں برادری سسٹم رائج ہے - چند اضلاع ایسے ہیں جہاں زمینوں کے زیادہ جھگڑے ہوتے ہیں - چند اضلاع ایسے ہیں جہاں جرائم کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور جرائم زیادہ ہوتے ہیں - اس لحاظ سے یہ بھی ہے اس کی کوئی خاص وجہ نہیں

جناب سراج قریشی - ضلع جھنگ میں بھی کوئی آدمی چالان سے نہیں بچ سکا - آپ یہ دیکھیں جہاں آپ نے گرفتار کئے گئے افراد کی تعداد لکھی ہے پورے پنجاب میں ایک ضلع میں بھی آدمی نہیں بچ سکا -

معتمد داخلہ - آپ بات کو سمجھنے کی کوشش کریں - یہ ضروری نہیں اگر 1800 کیسز چالان ہوئے ہیں تو 1800 آدمی گرفتار ہونگے - یہ بھی ضروری نہیں کہ اگر 1800 کیسز رجسٹرڈ کئے گئے ہیں تو 1800 آدمیوں کا چالان ہو اور ہر کیس میں ایک ہی آدمی گرفتار ہو - دوسرے اضلاع میں ادے نے تحاشا کیسز ہوں گے جنکے اندر چالان نہیں کئے گئے ہونگے یہ ضروری نہیں کہ ایک کیس کے اندر ایک ہی آدمی ہو -

ایک معزز ممبر - یہ کالم نمبر 4 میں 1894ء دیا ہوا ہے -

معتمد داخلہ - یہ ان کے پاس 1894ء لکھا ہوا ہے میرے پاس بھی 1894ء ہے - کچھ کاپیوں میں یہ نہیں ہے اگر یہ بھی ہو تو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ ضروری نہیں کہ جتنے کیسز چالان ہوں اتنے ہی آدمی گرفتار ہوں قانون میں کوئی ایسا نکتہ نہیں ہے - کہ ایک کیس کا جس کا چالان ہوا اس میں ایک آدمی کا چالان ہو - ایک ایسا کیس ہو گا جس میں 10 آدمیوں کا چالان ہو گا ایک ایسا کیس ہو گا جس میں کسی آدمی کا چالان نہیں ہو گا -

79 قانون کرایہ داری میں ترمیم

حاجی مقصود احمد بٹ - (صدر انجمن تاجران لاہور)

کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ وفاقی حکومت نے صوبائی حکومتوں کو اجازت دے دی ہے کہ وہ اپنے صوبائی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے قانون کرایہ داری میں کی گئی ترامیم میں رد و بدل کر سکتی ہیں

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے آرڈیننس نمبر 1979 11 مجریہ 12 ستمبر 1979ء میں کی گئی ترامیم میں مزید ردوبدل کیا جا رہا ہے -

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ آرڈیننس 1979 11 کی ترامیم کے تحت تاجران کے روزگار کے وسائل ختم ہو رہے ہیں - کیونکہ ان کو اعلیٰ عدالتوں میں جانے سے روک دیا گیا ہے اور اس طرح عدل وانصاف کے دروازے ان پر بند کر دیئے گئے ہیں -

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ آرڈیننس میں مناسب ردوبدل کب تک متوقع ہے ؟

وزیر متعلقہ

(الف) حکومت پنجاب کو ایسی کوئی واضح اجازت نہیں دی گئی -

(ب) ایسی کوئی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور نہیں قانون کرایہ داری میں ترامیم کا مسئلہ وفاقی ہی حکومت کے زیر غور ہے -

(ج) حکومت کے پاس ایسے کوئی اعدادوشمار نہیں ہیں جن سے یہ پتہ چلے کہ آرڈیننس نمبر 1979-11 کی ترمیم کی وجہ سے تاجران کے روزگار کے وسائل ختم ہو رہے ہیں -

(د) معاملہ وفاقی حکومت کے ہی زیر غور ہے صوبائی حکومت اس بات کی کوشش کر رہی ہے کہ وفاقی حکومت کی ایک کمیٹی، جو اس قانون پر غور کر رہی ہے اپنی سفارشات جلدی پیش کرے تاکہ صوبائی حکومت ان پر عمل درآمد کر سکے -

حاجی مقصود احمد بٹ - جناب والا - دنیا کے کسی ملک میں خواہ وہ جمہوریت کا علمبردار ہو یا بادشاہت کا عوام الناس کے ایک مخصوص طبقے کو ملک کی اعلیٰ عدالتوں میں اپیل حق سے محروم کیا جانا بے حد افسوسناک ہے میں یہاں وضاحت کر دوں مالک جائیداد اگر 10 بار مقدمہ ہار جائے تو ایسے اپیل کا حق دیا گیا ہے کہ وہ نیا مقدمہ دائر کر سکے - جب کہ کرایہ دار کو ایشن عدالت میں مقدمہ ہارنے جانے کے بعد کسی بھی عدالت میں اپیل کرنے کا مجاز نہیں -

معتمد امور داخلہ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے موجودہ صورت حال میں کا حق ہر صوبہ میں دیا گیا ہے قانون کرایہ داری کے تحت ایک اپیل کا حق تمام صوبوں نے اپنے قانون میں دیا ہے آج سے دو سال قبل مرکزی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ پرانے قانون کرایہ داری میں ترمیم کی جائے - اور اس ضمن میں صرف ایک اپیل کرنے کا حق دیا جائے - اس کی وجہ یہ تھی کہ 20 - 25 سال سے Litigation بہت بڑھ رہی تھیں مقدمے عرصہ 25 - 20 سال تک عدالتوں میں زیرالتوا رہتے تھے اور جائیدادوں کے مالک ایک دفعہ اپنی جائیداد کرائے پر دینے کے بعد اپنی زندگی میں وہ خالی نہیں کرا سکتے تھے مرکزی حکومت نے صوبوں کو اختیار دیا اور صوبوں نے اپنے قانون کرایہ داری کو درست کیا - صوبہ پنجاب میں اپیل کا ایک حق موجود ہے وہ بھی رینٹ کنٹرولر کے فیصلہ کے خلاف - اس اپیل کے

حق کو سیشن جج کی عدالت میں دائر کیا جا سکتا ہے - صوبہ سرحد میں بھی یہی صورت حال ہے رینٹ کنٹرولر کے فیصلے کے خلاف ایک اپیل کا حق سیشن جج کو دیا گیا ہے - صوبہ سندھ میں صورت حال مختلف ہے جہاں رینٹ کنٹرولر کے فیصلے کے خلاف پھر ایک اپیل کا حق دیا گیا ہے - لیکن انہوں نے اس اپیل کو ہائی کورٹ کے پاس رکھا ہے - اور ایک تجربے کے طور پر تمام صوبوں نے قانون کرایہ داری کو درست کیا تھا - یہ قانون ایک صوبائی قانون ہے - کافی عرصے سے اس کے متعلق ہمارے پاس اپیلیں آئیں کہ اس پر غور کیا جائے اور اس قانون کو تبدیل کیا جائے موجودہ صورت حال یہ ہے کہ چونکہ مرکزی حکومت کی نصیحت پر مختلف صوبوں نے اپنے قانون کو ٹھیک کیا ہے مرکزی سطح پر ایک مرکزی کمیٹی گورنر صوبہ سرحد کے تحت اس وقت کام کر رہی ہے - جو اس بات کا فیصلہ کریگی کہ کونسی بہتر صورت حال ہے جو تمام صوبوں میں رائج کی جائے جس سے مالکوں کو اور کرایہ داروں کو صحیح حق مل سکے - ہم اس وقت اس کمیٹی کے فیصلے کے انتظار میں ہیں اور جب اس کا فیصلہ ہمارے پاس آ جائیگا ہم اس پر عمل کرینگے - میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا صوبہ سندھ کے ساتھ تعلق ہے اور جو اپیل کا حق ہائی کورٹ کو دیا گیا ہے وہاں پندرہ پندرہ سال سے پہلے اور اب تک کے بھی کیسز کا فیصلہ نہیں ہو سکا - اگر مقصد یہ ہے کہ کیس کو ہائی کورٹ میں لے جا کر پندرہ بیس سال کے لئے ایک مالک مکان کو اپنے فیصلے کا انتظار کرنا ہے تو یہ ایک اور صورت حال ہے - اگر مسئلہ یہ ہے کہ رائٹ آف اپیل دیا جائے تو اور وہ بھی سیشن کورٹ کی سطح پر تو اس میں وکیلوں کو بھی پیسے کم دینے پڑینگے اور کیس کا فیصلہ بھی اس ضلع میں ہو جائے گا - اور میرا خیال ہے کہ یہی صورت حال دونوں پارٹیوں کے لئے بہتر ہے - بہر حال یہ حتمی فیصلہ نہیں ہے جیسا کہ میں نے بتایا ہے - یہ مسئلہ زیر غور ہے -

حاجی مقصود احمد بٹ

جناب والا - میں نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ اگر مالک جائیداد ایک مرتبہ مقدمہ ہار جاتا ہے تو وہ پھر دوبارہ مقدمہ کر سکتا ہے لیکن اگر کرایہ دار ہار جاتا ہے تو وہ دوبارہ مقدمہ نہیں کر سکتا - بہر حال کچھ آپنے ابھی کہا کہ ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے اس بارے میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیر موصوف اس کمیٹی کے رکن ہیں جسکا حوالا آپنے دیا اگر وزیر موصوف اس کمیٹی کے ممبر ہیں تو وہ پچھلی ہی میٹنگ میں اس معاملے کو طے کیوں نہیں کرا سکے حصہ (ب) کیا وزیر موصوف

یہ سمجھتے ہیں کہ ان ترامیم سے لوگوں کو خصوصاً تاجر طبقہ کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور کیا ان حالات میں اس کمیٹی نے فوری طور پر اپنی سفارشات وفاقی حکومت کو نہیں بھیجنی تھیں -

ہوم سیکرٹری - چونکہ وزیر قانون اس کمیٹی کے ممبر ہیں اس لئے میں ان سے اس سلسلے میں درخواست کرونگا -

جناب قائم مقام چیئرمین - اس میں میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت کے تحت ایک سب کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس میں تمام صوبوں کے وزراء قانون اس کے ممبر تھے اور ہمارے چوہدری عبدالغفور صاحب وزیر قانون بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے - اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ مرتب کرکے Cabinet Committee کے سپرد کی ہے اور اس کمیٹی کے چیئرمین گورنر سرحد جناب فضل حق صاحب ہیں - یہ رپورٹ اب اس کمیٹی کے پاس ہے جہاں تک صوبائی وزیر قانون کا تعلق ہے یا جس طریقے سے وہ اس میں شامل تھے انہوں نے اپنی رپورٹ مرتب کر کے بھیج دی ہے - اب اس کمیٹی نے اس رپورٹ پر فیصلہ کرنا ہے اور پھر گورنمنٹ کو انہوں نے اپنے تاثرات اور تجاویز بھیجنی ہیں -

حاجی مقصود احمد بٹ - جناب والا - میں تاجران کا نمائندہ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی آواز آپ تک پہنچا دوں - ہمارا خیال ہے کہ اگر حکومت خود نہیں چاہتی کہ ان قوانین میں کوئی مزید ترامیم کی جائیں تو پھر میں تعظیم سے عرض کروں گا کہ -

ہم نے سوچا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد
وہ بھی خوش بخت تیرا چاہنے والا نکلا

میں ان کی آواز آپ تک پہنچا رہا ہوں

جناب قائم مقام چیئرمین -(ملک اللہ یار خاں) - شکریہ -

ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں ادویات کی جانچ پڑتال

جناب اقبال احمد قریشی (نامزد رکن) - کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ؟ :-

(الف) گذشتہ دو سالوں میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور میں ادویات کے کتنے نمونہ جات حاصل کئے گئے ہیں - ان میں سے کتنے پاس اور کتنے فیل/مسترد اور کتنے ایکسپائر ہوئے -

(ب) درج بالا مسترد شدہ نمونہ جات میں سے کتنے نمونے نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ (سابقہ نیشنل ہیلتھ لیبارٹری اسلام آباد) کو ارسال کئے گئے - ان میں سے کتنے پاس ہوئے اور کتنے دوبارہ مسترد کئے گئے

(ج) کل لیے گئے نمونہ جات میں سے کتنی تعداد طبی ادویات کی تھی اور ان میں سے کتنے ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور میں پاس کئے گئے اور کتنے فیل کئے گئے -

(د) فیل شدہ طبی نمونہ جات میں سے کتنے نمونے نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ (سابقہ نیشنل ہیلتھ لیبارٹری اسلام آباد) کو ارسال کئے گئے اور ان میں سے کتنے دوبارہ پاس اور کتنے دوبارہ فیل (مسترد) کئے گئے -

(ہ) صوبائی ٹیسٹنگ لیبارٹری میں کتنے ایسے افراد ہیں جو طبی ادویات کی ٹیسٹنگ میں ماہر ہیں ؟

وزیر صحت (چوہدری حامد ناصر)

	1982	1983	میزان
(الف) حاصل کردہ نمونہ جات	4414	4627	9041
معیار پر پورے اترے	2745	5206	7951
فیل ہوئے	192	311	503
ایکسپائر ہوئے	587	—	587

(ب) 56 نمونہ جات دوبارہ ٹیسٹ کے لئے اسلام آباد بھیجے گئے - جن میں 50 معیار کے مطابق پائے گئے - 6 غیر معیاری قرار پائے گئے -

	1982	1983	میزان
(ج) حاصل کردہ نمونہ جات	44	26	70
معیار پر پورے اترے	27	21	48
فیل ہوئے	2	4	6
ایکسپائر ہوئے	15	—	15
بقایا	—	1	1

(د) فیل شدہ طبی ادویات کی نمونہ جات میں سے ایک نمونہ نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ اسلام آباد کو روانہ کیا گیا - جس کی رپورٹ ابھی تک موصول نہیں ہوئی -

(ہ) صوبائی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں طبی ادویات کی ٹیسٹنگ کا کوئی ماہر نہیں ہے ؟

وزیر صحت — جناب چیئرمین سوال نمبر 36 کا جواب تفصیلاً دے دیا گیا - اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو میں حاضر ہوں -

جناب اقبال احمد قریشی — جناب والا - جز (ب) کا جواب دیا گیا ہے ،،کہ 56 نمونہ جات دوبارہ ٹیسٹ کے لیے اسلام آباد بھیجے گئے - جن میں 50 معیار کے مطابق پائے گئے - 6 غیر معیاری قرار پائے گئے،،

جناب یہ فرمائیے کہ آپ کی ان فکرز کے مطابق تقریباً 90 فیصد نمونہ جات اب بھی آپ کی Central Drug Testing Laboratory میں جا کر فیل ہو جاتے ہیں - کیا یہ درست ہے ؟

وزیر صحت — دیکھیے - 90 فیصدی تو ان میں سے ہے جو کہ Appeal میں گئے - سوال یہ ہے کہ جو نمونہ جات فیل ہوئے وہ تقریباً 503 ہیں - اور 503 میں سے ساڑھے چار نے اپنی غلطی تسلیم کر لی - باقی جو 56 تھے وہ اپیل میں گئے - ان میں سے 50 کا فیصلہ سنٹرل ڈرگ ٹیسٹ لیبارٹری میں ہمارے خلاف کیا گیا اور چھ ہمارے حق میں ہوئے ؛

جناب اقبال احمد قریشی — جناب والا وہ جو 456 آپ فرما رہے ہیں وہ تو اوپر لیبارٹری میں گئے ہی نہیں -

وزیر صحت — assume یہ کیا جائے گا کہ ہماری رپورٹ اس میں درست تھی -

جناب اقبال احمد قریشی - جی ہاں - لیکن میں یہ گذارش کر رہا ہوں کہ جو 56 نمونہ جات اوپر بھیجے گئے ان میں سے 50 انہوں نے کہا کہ درست نہیں ہیں -

وزیر صحت - جی ہاں -

جناب اقبال احمد قریشی - تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی جو لیبارٹری ہے اسکی تقریباً 90 فیصد رپورٹ غلط ہے -

وزیر صحت - نہیں یہ تو آپ نہیں کہہ سکتے ؟

جناب اقبال احمد قرشی - جناب والا - یہ تو آپکی فگرز بتا رہی ہیں ۔

وزیر صحت - جناب والا - ہمارے فگرز 503 ہیں - 503 نمونہ جات میں سے 50 نمونہ جات میں ہماری اور ان کی disagreement ہوئی ہے فگرز درست جو ہیں وہ یہ ہیں ۔

جناب اقبال احمد قرشی - جی ہاں - جناب والا 503 نمونہ جات ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری اسلام آباد نہیں بھیجے گئے اور آپ یہ assume کر رہے ہیں کہ چونکہ انہوں نے contest نہیں کیا جن کے نمونہ جات تھے اس لئے وہ غلط ہے ۔

وزیرصحت - دیکھئے یہ contest کرنا انکا فرض تھا - اگر وہ سمجھتے کہ ہماری کوئی غلطی ہے اور یہ بھی assume نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے جو 503 یا ساڑھے چار سو ہیں ہم اسمیں غلط ہونگے تو ratio جو ہے وہ ساڑھے چار سو اور پچاس کا ہوگا ۔

جناب اقبال احمد قرشی - میں گذارش کرونگا کہ آپ جب دو لیبارٹریوں کا comparison کریں گے یا دو physical test کا کریں گے تو اس میں اس کا مقابلہ اس کو دے سکتے ہیں جو کہ ایک جگہ سے testing کے بعد دوسری جگہ کا ہوگا - یہ نہیں کہ ایک ہی جگہ ٹیسٹ کر کے خود ہی اسکے منصف بھی بن جائیں گے کہ جناب ہم نے تو سو فیصد صحیح کیا ہے ۔

وزیر صحت - ویسے آپ کی بات بجا ہے - آپ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ 56 میں سے 50 - اور میں کہتا ہوں 503 میں سے 50 جو ہے وہ بھی اچھا فگر نہیں ہے ۔

جناب اقبال احمد قرشی - جی ہاں - بالکل صحیح ہے ۔

وزیرصحت — ایک بھی نمونے کی disagreement ہمارے اور فیڈرل ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں نہیں ہونی چاہیے ۔

جناب اقبال احمد قرشی نہیں ہونی چاہیے آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں ۔

وزیر صحت - ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی لیبارٹری کو re-equip کریں restaff کریں - اسکو improve کریں - اور اسکے بعد پھر ہم فیڈرل گورنمنٹ سے بھی بات کریں گے آخیر ہمارا اور ان کا یہ فگرز میں فرق کیوں آیا ہے ۔

جناب اقبال احمد قریشی - جناب والا - دوسرا سوال یہ ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری - یہ تو ڈرگ کی ٹیسٹنگ کے لئے بنائی گئی -

وزیر صحت - جی ہاں -

جناب اقبال احمد قریشی - تو پھر اسمیں یہ طبی ادویات کیوں ٹیسٹ کی جاتی ہیں -

وزیر صحت - جناب والا - ہم طبی ادویات اسمیں صرف اسلئے ٹیسٹ کرتے ہیں کہ جہاں ہمیں شک پڑے کہ ادویات بنانے والوں نے اس میں ایلوپیتھی ڈرگ ڈالی ہیں - 1976ء کے چارٹر کے تحت ہم اس کو ٹیسٹ کرتے ہیں - جن ادویات میں ایلوپیتھک ingredients نہیں ملتے ہم ان کو ٹیسٹ نہیں کرتے -

جناب اقبال احمد قریشی - آپ یہ فرمائیے گا کہ کیا آپ کچھ ایلوپیتھک ڈرگ بھی ٹیسٹ کرتے ہیں جن میں طبی ادویات ڈال دی گئیں ؟

وزیر صحت - ایسا کیس کبھی سامنے نہیں آیا - اگر آپ کے ذہن میں ہے تو بتائیں بصورت دیگر میں آپ کو اسکی تفصیلات معلوم کرکے بتا دوں گا -

جناب اقبال احمد قریشی - جناب والا - میں گذارش کرونگا کہ جیسے آپ assume کرتے ہیں کہ طبی ادویات میں ایلوپیتھی ڈرگ شامل کی جاتی ہیں اس طرح آپ یہ کیوں نہیں assume کرتے کہ ایلوپیتھی ادویات طبی ڈرگ بھی شامل کی جاتی ہیں -

وزیر صحت - اس میں ایک اور دشواری ہوگی اور ابھی تک جو میری اطلاع ہے اسکے مطابق طب کے بارے میں کوئی pharmacopia تیار نہیں ہے اور اسمیں technical difficulties ہیں کہ طبی medicine کو define کرنا ہی ہمارے لئے قانونی طور پر خاصا دشوار ہے - چونکہ اب حکومت پنجاب بہت بھاری تعداد میں طبی ڈسپنسریز میں طبیبوں کو اپوائنٹمنٹ دے رہی ہے ہم اس پر غور کر رہے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس جائیں اور جو آپکی طبیہ کونسل ہے انکی وساطت سے اور فیڈرل گورنمنٹ کی وساطت سے pharmacopia تیار کیا جائے جن کے تحت ہمیں پتہ چل سکے کہ طبی ادویات کا کیا سٹینڈرڈ standard ہونا چاہیے - کیا معیار ہونا چاہیے - اسکے بعد ہی پھر ہم آپ کو بتا سکیں گے - کہ کیا ایلوپیتھی ڈرگ میں طبی میڈیسن استعمال ہو رہی ہیں یا نہیں - اس وقت

ہمارے پاس طبی ادویات کی definition نہیں ہے - لیکن ایلوپیتھی ادویات کی ہمارے پاس definitions ہیں - لہذا وہ اگر طبی میڈیسن میں پائی جائیں تو ہم انکو trace کر سکتے ہیں -

جناب اقبال احمد قریشی - وزیر محترم میں آپ کی سٹیٹمینٹ سے اختلاف کرتا ہوں اسلئے کہ طبی pharmacopia گورنمنٹ کے approved کونسل کے مطابق 1965ء ایکٹ کے تحت موجود ہے - یہ کونسل ابھی اسلام آباد میں موجود ہے سینٹر کے تحت ہے اور ان کا نیا pharmacopia بنا ہوا ہے اور انہیں کی جانب سے دوریں کی stamp سے issue کیا ہوا ہے -

وزیر صحت—یہ enactment میں نہیں آیا -

جناب اقبال احمد قریشی—1965ء کے enactment میں آیا ہوا ہے- اگر آپ پسند فرمائیں تو میں پیش خدمت کر سکتا ہوں -

وزیر صحت—جی ضرور بھیجئے -

جناب اقبال احمد قریشی —جناب والا - دوسری چیز میں یہ پوچھنی چاہ رہا تھا کہ آپ فرما رہے تھے کہ طبی ادویات میں ایلوپیتھی دوائیں چیک کی جاتی ہیں - پچھلی مرتبہ آپنے فرمایا تھا کہ اس میں ہم anti biotic cartisone - - - - -

وزیر صحت—میں نے مثال دی تھی - I am not a technical person.

جناب اقبال احمد قریشی—ٹھیک ہے - وہ سیکرٹری صاحب فرما رہے تھے - تو کیا آپ یہ فرمائیں گے کہ آپنے کبھی ایسپرین میں ٹیسٹ کیا ہے اس میں anti biotic تو نہیں ہے ؟

وزیر صحت—کس میں جی ؟

جناب اقبال احمد قریشی—ایسپرین میں آپنے کبھی چیک کیا ہے کہ اس میں anti biotics تو نہیں ہیں ۔cartsone تو نہیں ہیں ؟

وزیر صحت—چونکہ یہ ٹیکنیکل سوال ہے - اگر آپ لکھ کر دے دیں گے تو پھر میں آپ کو ہاوس میں اس کے بارے میں جواب دے دونگا -

جناب اقبال احمد قریشی—جناب والا - ایسپرین میں بھی انٹی بایوٹکس ہوتے ہیں -

وزیر صحت — میں دریافت کر کے آپ کو بتا دوں گا ۔

جناب اقبال احمد قرشی — دوسرے جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ طبی ادویات میں آنٹی بایوٹکس ہوتی ہیں کیا یہ درست ہے ۔

وزیر صحت — صرف anti biotic ہی نہیں ۔ کوئی بھی ایلوپیتھک ingredient ہو تو ہم اس کو چیک کر سکتے ہیں ۔

جناب اقبال احمد قرشی — کیا جناب محترم وزیر صاحب فرمائیں گے کہ اس کے پیچھے motive کیا ہے ۔ کیوں ان ادویات میں ایلوپیتھک ادویات mix کی جاتی ہیں ۔

وزیر صحت — اس کے بارے میں تو آپ بہتر جواب دے سکیں گے، قانونی طور پر تو اس کی اجازت نہیں ہے ۔

جناب اقبال احمد قرشی — آپ جناب والا بالکل درست فرما رہے ہیں ۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ دو مسائل علیحدہ علیحدہ ہیں جنہیں mix کر دیا گیا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — ویسے قرشی صاحب دو ضمنی سوالوں کی اجازت ہوتی ہے ۔

جناب اقبال احمد قرشی — جناب چیئرمین ، میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ اتنا اہم موضوع ہے کہ اس وقت بھی settle ہو سکتا ہے عام بحث میں یہ نہیں آئے گا ۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ اگر اتنا اہم مسئلہ اس ہاؤس میں settle ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بہتر ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین — چلئے پوچھئے ۔

جناب اقبال احمد قرشی — جناب وزیر موصوف پوچھ رہے تھے کہ یہ کیوں کر ہوتا ہے ۔

وزیر صحت — آپ نے کہا تھا کہ آپ کو پتا ہے ؟ کہ کیوں کرتے ہیں ۔ میں نے کہا آپ بتائیں ۔

جناب اقبال احمد قرشی — میں بتاتا ہوں ۔ جناب والا یہ اصل میں دو علیحدہ مسئلے ہیں ایک تو وہ ہیں جنہیں آپ quacks کہتے ہیں وہ اپنے مطب میں کلینک میں ہومیو پیتھ ہوں ، ڈاکٹر ہوں ، حکیم ہوں یہ سب quackery نیم حکیمی چل رہی ہے ۔ اس میں ایلوپیتھک ہوں ، دیسی ہو ،

ہو سوچ پیتھک ہو سب mix کر رہے ہیں - تو یہ تو ایک known factor ہے - دوسرا اس میں مینوفیکچررز آ جاتے ہیں مینو فیکچررز کو یہ ضرورت نہیں ہے کہ وہ ایلوپیتھک دوائی دیسی میں mix کرے - یا دیسی والا ایلوپیتھک میں mix کرے اس لئے کسی نے ایلوپیتھک دوائی بنایا ہے تو وہ لائسینس لے کر اسی کو باقاعدہ مینوفیکچر کر سکتا ہے - اس میں کوئی قباحت اور پابندی نہیں ہے - جو چیز اشتباہ پیدا کرتی ہے وہ یہ ہے وہ کہ آپ جب دیسی دوائیں test کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ اس میں ایلوپیتھک Ingredient آ گئے ہیں - جو ہماری drug testing laboratory کے چیک کرنے کا طریقہ کار ہے - اس میں یہ وضاحت نہیں ہوتی ہے کہ کتنی فیصد quantity دی گئی ہے - اس میں عام طور پر ٹیسٹ دے دیا جاتا ہے test report آ گئی ہے کہ جناب اس میں یہ دوائی موجود ہے جہاں تک دوائی کا تعلق ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین—قرشی صاحب ، معاف فرمائیے - یہ تو آپ نے بہت لمبی بات کر دی ہے - ضمنی سوال مختصراً ہونا چاہیے اگر آپ نے ضمنی سوال پوچھنا ہے - ویسے جو آپ فرما رہے ہیں وہ بہت ہی مفید باتیں ہیں لیکن یہ بہت بہتر ہوتا اگر آپ یہ باتیں عام بحث کے دوران کرتے یا کسی دیگر وقت میں محکمہ صحت کے منسٹر صاحب سے یا جو متعلقہ افسران ہیں ، ان سے بات کر لیں یا وزیر صاحب سے علیحدہ بات کر لیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا -

جناب اقبال احمد قرشی—بہت بہتر جناب -

اناؤنسر—سوال نمبر 37 محکمہ صحت سے متعلق اور جناب اقبال احمد قرشی صاحب کی جانب سے کیا گیا ہے -

جناب اقبال احمد قرشی—جناب ابھی میرا پچھلا سوال ختم نہیں ہوا ہے -

اطباء کی رجسٹریشن

37-جناب اقبال احمد قرشی (نامزد رکن) - کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ درست ہے کہ پاکستان بھر میں بیس ہزار سے زائد رجسٹرڈ حکیم موجود ہیں جن کی غالب اکثریت پنجاب اور صوبہ سرحد میں موجود ہے -

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ طبی دوا سازی پاکستان کی اہم ملکی صنعت ہے اور پاکستان کے زیادہ تر عوام ان ادویات پر انحصار کرتے ہیں ؟

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی ڈرگ کوالٹی کنٹرول بورڈ طبی دواؤں کو ڈرگ میں بھیجے جانے کی سفارش کرتا ہے ؟

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی ڈرگ کوالٹی کنٹرول بورڈ میں اطباء اور طبی دوا ساز اداروں کا کوئی نمائندہ موجود نہیں ہے اور مذکورہ بورڈ میں طبی ادویات کا کوئی ماہر بھی نہیں ہے ؟

(ہ) صوبائی ڈرگ کوالٹی کنٹرول بورڈ کی ماہیت یعنی اس کے ممبرز کے نام ، تعداد ، تعلیمی قابلیت اور حیثیت کیا ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری حامد ناصر)

(الف) جی ہاں -

(ب) محکمہ صنعت و معدنی ترقی پنجاب کے مراسلہ (No. L/CH Unani Dawa Khana/84) کے مطابق پنجاب میں صرف 18 رجسٹرڈ طبی صنعتی ادارے / دواخانے ہیں اور جیسا کہ ظاہر ہے یہ تعداد عوام کی اکثریت کی طبی ضروریات کو پورا کرنے کی اہل نہیں ہو سکتی -

(ج) صوبائی کوالٹی کنٹرول بورڈ صرف ان طبی ادویات کو ڈرگ کورٹ میں بھیجنے کی سفارش کرتا ہے - جن طبی ادویات میں دوا سازوں نے ایلوپیتھک ادویات کی ملاوٹ کی ہوتی ہے خالصتاً طبی ادویات کو نہ ہم ٹیسٹ کرتے ہیں اور نہ ہی عدالتوں میں پیش کرتے ہیں -

(د) یہ درست نہیں ہے

(ہ) ڈرگ ایکٹ کے تحت قائم شدہ کوالٹی کنٹرول بورڈ کے چیئرمین سیکرٹری محکمہ صحت ہیں اور تین ممبران ہیں - موجودہ ممبران کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں -

(1) ڈاکٹر محمد حیات ظفر پروفیسر آف میڈیسن اینڈ پرنسپل نشتر میڈیکل کالج ملتان -

(2) ڈاکٹر محمد انیس ماھجو پروفیسر آف فارماکالوجی پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد -

(3) حکیم غلام سرور واجد سیکشن آفیسر فنانس ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب جو کہ کوالیفائیڈ طبیب ہیں -

جناب قائم مقام چیئرمین - آپ نے کافی ضمنی سوال کر لئے ہیں -

جناب اقبال احمد قرشی - جناب اب میں اگلے سوال پر چلا جاؤں -

جناب قائم مقام چیئرمین - جی ہاں -

جناب اقبال احمد قرشی - بہت بہتر -

جناب قائم مقام چیئرمین - اس میں اگر آپ نے کوئی ضمنی سوال کرنا ہے تو -

جناب اقبال احمد قرشی - اس میں یہ ہے جناب والا - کہ میں آپ کا ممنون ہوں کہ ڈرگ کوالٹی کنٹرول کمیٹی میں آپ نے ہمارا ایک نمائندہ شامل کر لیا ہے اور میں سیکرٹری ہیلتھ کا بھی ممنون ہوں - میں یہ on record لانے کے لئے بات کر رہا ہوں انہوں نے یہ فرمایا کہ آئندہ ہم کسی دوائی میں یا طبی دوائی کو پراسیکیوشن میں بھیجنے سے پہلے اس ادارے کو اور اس ادارے کے ساتھ ایک ایسے شخص کو جو وہ جانتا ہو اسے بلائیں گے اور اس کے ساتھ میٹنگ کریں گے اور اس کے بعد وہ پراسیکیوشن میں بھیجا جائے گا -

وزیر صحت - جی ہاں بالکل -

جناب اقبال احمد قریشی - اس کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں یہ ضمنی سوال نہیں ہے مگر میں یہ بات ریکارڈ پر لانے کے لئے کہہ رہا ہوں - اور میں نے کوئی ضمنی سوال نہیں پوچھنا ہے کیونکہ chair اجازت نہیں دے گی اس لئے شکریہ کے ساتھ میں بیٹھ رہا ہوں -

جناب قائم مقام چیئرمین - سراج قریشی صاحب آپ نے کوئی ضمنی سوال پوچھنا ہے -

جناب سراج قریشی - جناب والا - میں نے صرف یہ دریافت کرنا ہے کہ سال 1983ء میں جو نمونہ جات حاصل کئے گئے ہیں جن کی تعداد جو کہ محترم وزیر نے جواب میں تحریر فرمائی وہ -

جناب قائم مقام چیئرمین - یہ تو آپ نے بات لمبی کر دی ہے -

جناب سراج قریشی - جناب میں عرض کر رہا ہوں - یہ میرا ضمنی سوال ہے - آپ سوال سن لیں - بڑا مختصر ہے - انہوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ جو نمونہ جات حاصل کئے گئے ہیں وہ 4627 ہیں اور جو معیار پر پورے اترے ہیں وہ 5206 ہیں - تو یہ بڑھ کس طرح گئے ہیں - یہ 890 کے قریب جو نمونہ جات بڑھ گئے ہیں - یہ کہاں سے آئے ہیں -

وزیر صحت - جو نمونہ جات 1982ء میں لئے گئے تھے اور کئی نمونہ جات جو کہ نومبر یا دسمبر میں لئے گئے ہیں - ان کو بھی 1983ء میں ٹیسٹ کیا گیا اور جو بچ گئے تھے ان کو 1983ء کے ٹسٹنگ کے ٹوٹل میں ڈال دیا گیا ہے - اب اگر آپ مکمل حساب لگائیں گے تو یہ حساب درست آئے گا - میں یہ حساب لگا چکا ہوں -

جناب سراج قریشی - دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ 6 نمونہ جات اسلام آباد میں جا کر فیل ہو گئے -

وزیر صحت - چھ کیسز میں انہوں نے agree کیا ہے اور پچاس سے اختلاف کیا -

جناب سراج قریشی - وہ چھ ادویات جن کے نمونہ جات اسلام آباد میں فیل ہوئے ان کمپنیوں کے نام بتائیں گے کہ وہ ملکی تھیں یا غیر ملکی -

وزیر صحت - اگر آپ چاہیں گے تو وہ بعد میں آپ کو فراہم کر دوں گا - اس وقت میرے پاس ان کے نام موجود نہیں ہیں -

جناب سراج قریشی - فکر یہ -

طبی ڈائر یکٹوریٹ کا قیام

59 بیگم عارفہ طوسی (خاتون کونسلر میونسپل کارپوریشن لاہور) - کیا وزیر صحت صوبائی کونسل پنجاب کے اجلاس منعقدہ 21 تا 25 مئی 1983ء میں دیئے گئے اپنے بیان کی روشنی میں ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ طبی ڈائر یکٹوریٹ اور 81 طبی ڈسپنسریوں کا قیام عمل میں آچکا ہے - اگر نہیں تو کب تک عمل درآمد کی توقع ہے ؟

وزیر صحت - (چوہدری حامد ناصر) -

محکمہ صحت پنجاب نے شعبہ طب میں ڈپٹی ڈائریکٹر طب اور اس کے عملے کی منظوری مورخہ 11-4-83 کو دے دی تھی -

ڈپٹی ڈائریکٹر طب کے عملہ کی تقرری عمل میں آچکی ہے - ڈپٹی ڈائریکٹر کی تقرری زیر عمل ہے -

81 طبی ڈسپنسریوں کی منظوری 29-11-83 کو دے دی گئی تھی، فنانس ڈیپارٹمنٹ نے 14-4-84 کو فنڈز مہیا کر دیئے ہیں ڈسپنسریوں کا قیام امید ہے 30 جون تک مکمل ہو جائے گا -

بیگم عارفہ طوسی - آپ نے ایک طرف یہ فرمایا ہے کہ طبی شفاخانے کھول دیئے گئے ہیں - 81 ڈسپنسریاں کھول دی جائیں گی کیا میں یہ دریافت کرنے کی جسارت کروں گی کہ 30 جون 1984ء تک 81 طبی شفاخانوں کا اجرا مکمل ہو جائے گا -

وزیر صحت - جی ہاں ، انشاء اللہ ضرور ہو جائے گا -

بیگم عارفہ طوسی - جناب ان طبی ڈسپنسریوں کے اجرا کا طریقہ کار کیا ہوگا - اس کے لئے تجویز ہے کہ ہر ضلع میں ایڈوائزری کمیٹی بنا دیں اور اس کی رپورٹ قریشی صاحب سے لے لیں تو زیادہ بہتر ہوگا -

وزیر صحت - ہم یہ ڈسپنسریاں تحصیل ہیڈ کوارٹر پر کھول رہے ہیں اور رورل ہیلتھ سینٹر میں کھول رہے ہیں وہاں پر ایک یا دو دو کمرے ضرورت کے مطابق ان کو دے دیئے جائیں گے اور ان کو ضرورت کے مطابق ادویات دی جائیں گی - ایک حکیم ، ایک دوا ساز اور ایک دوا کوب کا تقرر کیا جائے گا -

بیگم عارفہ طوسی - ان کی تقرری کا طریقہ کار کیا ہوگا -

وزیر صحت ۔ یہ لوکل لیول پر ڈپٹی ڈائریکٹر صاحبان طے کریں گے ۔ جب ڈپٹی ڈائرکٹر بن جائیں گے ۔ درخواستیں مانگی جائیں گی ۔ ان کو scrutinize کیا جائے گا اور نارمل طریقہ کار کے مطابق ان کو appoint کیا جائے گا ۔

بیگم عارفہ طوسی ۔ جناب والا ۔ ایک طرف سوال جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر طب کے عملہ کی تقرری عمل میں آ چکی ہے ۔ لیکن ڈپٹی ڈائریکٹر کی تقرری زیر عمل ہے یہ بات سمجھ سے بالا تر ہے ڈپٹی ڈائریکٹر کی عدم موجودگی میں عملہ کیا کر رہا ہے ؟

وزیر صحت ۔ یہ آفس سٹاف ہے جو کہ ہم محکمہ طور پر خود تقرر کرنے کے مجاز ہیں وہ کام جلدی ہو گیا ہے ۔ ڈپٹی ڈائریکٹر ہے گریڈ 18 کا ۔ اس کے لئے رول ہمیں سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے مل کر بنانے پڑتے ہیں اور اس میں شروع میں کچھ دیر لگتی ہے کیوں کہ وہ گریڈ 18 کی سینئر پوسٹ ہے اس کے بعد ہمیں پنجاب پبلک سروس کمیشن سے ان کی recruitment کرانی پڑتی ہے اور اس میں دیر لگتی ہے اس لئے جو کام ہم کر سکتے تھے وہ تو ہم نے کر دیا اور وہ جلدی ہو گیا باقی پھر ایک محکمہ اور پھر دوسرا اور پھر تیسرا ۔ تو اس میں ظاہر ہے کہ کچھ وقت لگتا ہے ۔

بیگم عارفہ طوسی ۔ جناب اگر کنٹرولنگ اتھارٹی نہیں ہوگی تو کام میں رکاوٹ تو پیدا ہوگی ۔

وزیر صحت ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ جب تک ڈپٹی ڈائریکٹر تعینات نہیں ہوتا ہے ۔ تو سیکرٹریٹ کے ایک سیکشن آفیسر کی خدمات ہم نے لے لی ہیں اور اس سیکشن آفیسر کی زیر نگرانی وہ عملہ کام کرتا ہے اور ہم اس کے مشورہ سے کام کرتے ہیں ۔

بیگم عارفہ طوسی ۔ شکریہ ۔

سیالکوٹ میں نرسنگ سکول کا قیام

82 ۔ **ڈاکٹر محمد اشرف** ۔ (میئر میونسپل کارپوریشن ، سیالکوٹ) کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) سیالکوٹ میں نرسنگ سکول کی سکیم کب شروع ہوئی تھی اور اس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ۔ اب تک اس پر

کتنی رقم خرچ کی جا چکی ہے اور اس سکیم نے کب پایہ تکمیل کو پہنچنا ہے اور کیا عمارت کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے -

(ب) سکول کے متعلقہ سامان کی خرید پر کتنی رقم خرچ کی جا چکی ہے -

(ج) اس نرسنگ سکول کا اجراء کب ہونا تھا - کن وجوہات کی بنا پر یہ سکول التوا میں پڑا ہوا ہے -

(د) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ خزانہ اس سکول کیلئے نئی اسامیاں کی منظوری میں رکاوٹ ڈال رہا ہے -

(ہ) آیا یہ بھی درست ہے کہ علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں سرونٹ کوارٹرز کی تعمیر کا منصوبہ 1974-75ء میں شروع ہوا - اگر ایسا ہے تو اس منصوبہ کیلئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور اب تک کتنی رقم خرچ ہوئی ہے -

(و) آیا یہ بھی درست ہے کہ اس منصوبہ پر گراں قدر رقم خرچ کرنے کے بعد اسے معرض التوا میں ڈال دیا گیا ہے -

(ز) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو یہ منصوبہ ابھی تک پایہ تکمیل کو کیوں نہیں پہنچا ؟

وزیر صحت (چوہدری حامد ناصر)

(الف) نرسنگ سکول کی سکیم 1980-81ء میں شروع کی گئی تھی جس کیلئے 46-52 لاکھ روپے کی رقم منظور کی گئی - اس منصوبے پر اب تک 48.83 لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور عمارت کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اس سکیم کا اجرا 1983ء جولائی کو ہونا تھا - اب یہ انشاء اللہ جولائی 1984ء تک مکمل ہوجائیگی -

(ب) سکول اور ہوسٹل کا سامان (فرنیچر وغیرہ) 3.10 لاکھ روپے کی رقم سے خریدا جا چکا ہے -

(ج) اس نرسنگ سکول کا اجراء جولائی 1983ء کو ہونا تھا لیکن مالی وجوہات کی بنا پر محکمہ مالیات سٹاف کی منظوری نہ دے سکا - اب متعلقہ سٹاف کی منظوری محکمہ مالیات نے دے

دی ہے اب کوئی وجہ نہیں کہ سکول جولائی 1984ء سے کام شروع نہ کر دے۔

(د) محکمہ مالیات نے سکول کے تدریسی عملہ کی منظوری دے دی ہے انشاء اللہ جولائی 1984ء سے یہ سکول کام شروع کر دے گا۔

(ھ) یہ درست ہے کہ سروینٹ کوارٹر معیت علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ کیلئے ترقیاتی منصوبہ کے تحت 75-1974ء میں 68.84 لاکھ روپے کی منظوری دی گئی تھی۔ اس سکیم پر 30 جون 1983ء تک 77.33 لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔

(و) یہ درست نہیں کہ سکیم کو معرض التوا میں ڈالا گیا حقیقت یہ ہے کہ تمام سکیم باسوائے کوارٹرز برائے ملازمین درجہ چہارم بوجوہ ترجیحات مکمل ہو چکی تھیں۔ یہ کوارٹرز بھی پایہ تکمیل کو پہنچنے کو ہیں اور امید ہے کہ دسمبر 1986ء تک تمام کوارٹرز مکمل کر دیئے جائیں گے۔

دریائے ستلج پر بھوکان پتن پر پل کی تعمیر۔

20۔ میاں مقصود احمد سوہل (وائس چیئرمین، ضلع کونسل بہاولنگر)۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات 2 جنوری 84 کو ایوان کی میز پر رکھے گئے سوال نمبر 387 کے جواب کے حوالے سے از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ:۔

(الف) آیا موجودہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کے تحت دریائے ستلج پر بھوکان کے مقام پر تعمیر ہونے والے پل سے گزرنے کیلئے 9 تا 13 ٹن وزن کی پابندی اٹھانے کے لئے وزارت دفاع حکومت پاکستان سے رجوع کیا گیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ دفاع کی جانب سے پابندی اٹھانے کے بارے میں کیا جواب موصول ہوا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین)

(الف) دریائے ستلج پر بھوکان کے مقام پر تعمیر ہونے والے پل پر سے گزرنے کے لئے 9 تا 13 ٹن وزن کی پابندی اٹھانے کے لئے وزارت دفاع حکومت پاکستان سے رجوع کیا گیا تھا۔

(ب) وزارت دفاع نے 9 تا 13 ٹن وزن کی پابندی اٹھا لی ہے اور 70 ٹن تک وزن گزارنے کی صلاحیت کا پل بنانے کی اجازت دے دی ہے۔

سال 84-1983ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں پلوں کی تعمیر

28 میاں مجید اکبر فاروقی — (چئرمین میونسپل کمیٹی، گجرات) کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) سال 84-1983ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت صوبہ میں کل کتنے پلوں کی تعمیر کے لئے رقوم مختص کی گئی ہیں اور وفاقی حکومت کی طرف سے کس قدر گرانٹ ملی ہے۔

(ب) جن پلوں کی تعمیر کی منظوری ہو چکی ہے اور فنڈز بھی مختص ہو گئے ہیں ان میں سے کتنے پر 31 جنوری 1984ء تک کام شروع ہو چکا ہے۔

(ج) جن پلوں کے لئے تا حال فنڈز مہیا نہیں کئے گئے اور کام شروع نہیں کیا گیا اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات - (میاں صلاح الدین)

(الف) اس مالی سال کے صوبائی ترقیاتی پروگرام میں 26 پلوں کے لئے 3.52 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں وفاقی حکومت نے مزید 4 پلوں کے لئے اس سال 2.763 کروڑ روپے رکھے ہیں جس میں سے اب تک 2.354 روپے مل چکے ہیں۔

(ب) 31 جنوری 1984ء تک 22 پلوں پر کام ہو چکا تھا۔

(د) آٹھ (8) پلوں پر مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر کام شروع نہیں ہو سکا:

(1) جناح بدراج کی ریڈیلنگ۔ اسکا اسٹیمیٹ وفاقی حکومت کو برائے منظوری بھیج دیا گیا ہے ابھی منظوری نہیں آئی۔

(2) تریمو - سندھائی پل کی ریڈیکنگ - اس کا ڈیزائین برج ڈائریکٹوریٹ میں دوبارہ زیر غور ہے

(3) لاہور - سرگودھا روڈ کے کلومیٹر نمبر 42 میں مانگوکا ڈرین پر پل کی ریڈیکنگ کیونکہ موجودہ پل فی الحال ٹریفک کام کر رہا ہے اور اسکی مسلسل نگرانی ہو رہی ہے اس لئے یہ کام ملتوی کر دیا گیا ہے -

(4) اوور ہیڈ پل اوکاڑہ - مکرم ابھی منظوری نہیں ہوئی نظرثانی ہو رہی ہے -

(5) اوور ہیڈ پل گجرات اسکے دوبارہ ٹینڈر 25 اپریل 1984ء کو طلب کئے گئے ہیں

(6) ترپلہ - ہٹیاں - اٹک تلہ گنگ سڑک پر دریائے سوان پر پل کی تعمیر شروع نہیں کی گئی ہے اس منصوبہ پر دوبارہ غور ہو رہا ہے -

(7) انڈر پاس لیاقت پور یہ منصوبہ ریلوے کے ADP میں اس سال شامل نہیں ہے اور دوسرے زیر زمین پانی کی سطح کی بلندی کی وجہ سے انڈر پاس کی تعمیر ممکن نہیں ہے -

(8) دریائے ستلج بمقام بھکن ہل - اس منصوبہ کے تخمینہ جات اور PC-I فارم کی جانچ پڑتال پروونشل ڈیولپمنٹ ورکنگ پارٹی نے کر لی ہے اور ECNEC کی منظوری کے بعد اس پر کام شروع کیا جائے گا -

غازی گھاٹ کے پل پر ریلوے لائن بچھانا

46 - سید محمد صادق شاہ (چیئرمین ، صوبائی کمیٹی ، راجن پور) — کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ—

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ غازی گھاٹ کے پل کی تعمیر کے وقت پل مذکور پر ریلوے لائن کے انتظامات نہیں کئے گئے -

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ پل مذکورہ کی تعمیر سے ملتان اور ڈیرہ غازی خان کے درمیان 58 میل کی مسافت کم ہوگئی ہے -

(ج) اگر جزو هائے بالا کا جواب اثبات میں هو تو کیا حکومت عوام کی سہولت اور سامان کی نقل و حمل کے پیش نظر پل مذکورہ پر ریلوے لائن بچھانے کا بندوبست کرنے پر تیار ہے - اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا هیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) —

(الف) یہ درست ہے کہ غازی گھاٹ کے پل کے اوپر ریلوے لائن بچھانے کے کوئی انتظامات نہیں کیے گئے هیں -

(ب) یہ بھی درست ہے اس پل کی تعمیر سے ملتان اور ڈیرہ غازی خان کے درمیان 58 میل کی مسافت کم هوگئی ہے -

(ج) پل تعمیر هو چکا ہے اور ریل کی پٹری بچھانے کی کوئی گنجائیش نہیں ہے - اس بات کی تشریح کرنا مناسب نہ هوگا کہ سڑک اور ریل کا پل اکٹھا بنانے میں کوئی کفایت نہیں هوتی اور پلوں کا الگ الگ بننا قرین مصلحت ہے -

مالی سال 1984-85ء میں ضلع گجرات میں سڑکوں کی تعمیر کے لیے فنڈز کی فراهمی

73 - چوهدری پرویز الٰہی (چیئرمین ، ضلع کونسل ، گجرات) — کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع گجرات کی 25 میل زرعی رابطہ سڑکوں کے لیے 1983-84 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں فنڈز مختص کیے گئے تھے جس کے تحت ایکسین هائی وے گجرات نے آٹھ سڑکوں کے ٹینڈر طلب کیے اور بعض سڑکوں پر کام بھی شروع هوگیا - مگر فنڈز کی عدم فراهمی کی وجہ سے کام بند هوگیا ہے - اگر ایسا ہے تو فنڈز کیوں فراهم نہیں کیے گئے اور آئندہ بجٹ 85-1984ء میں ضلع گجرات کے لیے کتنے میل اور کون کون سی سڑکوں کے لیے فنڈز مخصوص کیے جا رہے هیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) -

موجودہ مالی سال میں ضلع گجرات میں کھوت تا منڈی سڑکوں کے پروگرام کے تحت زیر تعمیر سڑکوں کے لیے دو کروڑ پندرہ لاکھ روپے مختص کیے گئے هیں - ایکزیکٹیو انجینئر هائی وے گجرات نے غلطی سے 22 میل (نہ کہ 25 میل) نئی سڑکوں کے لیے ٹینڈر طلب کر لیے تھے کہ شاید ان کے لیے بھی رقم مہیا هو جائے لیکن چونکہ رواں مالی سال میں نئی سڑکوں

کے لیے ضلع گجرات میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے اس لیے ان پر کام شروع نہیں کیا گیا -

1984-85ء کا کھوت تا منڈی سڑکیں بنانے کا پروگرام ابھی مرتب نہیں ہوا ہے لہذا اس کا حتمی جواب نہیں دیا جا سکتا -

موضع برنالی ضلع گجرات میں واٹر سپلائی سکیم کی تکمیل

11 - جناب محمد ممتاز خان کھچی - (چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی) - کیا وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ موضع برنالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں 1982ء میں واٹر سپلائی سکیم پر کام شروع کیا تھا مگر ابھی تک یہ سکیم مکمل نہیں ہوئی -

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک یہ سکیم مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ - (میاں صلاح الدین) -

(الف) اس منصوبہ کی انتظامی منظوری 12ء68 لاکھ کی ہوئی تھی اور تعمیر کا کام مالی سال 1982-83ء میں شروع کیا گیا تھا مالی سال 1982-83ء میں اس منصوبہ پر 6ء87 لاکھ روپے خرچ کئے گئے - موجودہ مالی سال 1983-84ء میں اس منصوبہ کے لئے 5 لاکھ روپے رکھے گئے تھے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے 2-70 لاکھ روپے مزید فراہم کرنے کی منظوری دی ہے تاکہ اس منصوبہ کی تکمیل کو موجودہ مالی سال کے اختتام تک ممکن بنایا جا سکے -

(ب) یہ منصوبہ انشاءاللہ تعالی 30 جون 1984ء تک مکمل کر دیا جائے گا -

مسلم پارک غنی کالونی (لاہور) کے مکینوں کو پانی کی فراہمی -

12 - بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی - (لیڈی کونسلر ، ضلع کونسل ، سیالکوٹ) - کیا وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ سوال نمبر

264 کے جواب کے حوالے سے جو ایوان میں مورخہ 22-5-1983 کو دیا گیا تھا - از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا حکومت نے ترقیاتی کاموں کے لیے واسا اور دوسرے تمام محکموں کو تیسرے مرحلے کے لئے وسائل فراہم کر دئیے ہیں -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ واسا نے مسلم پارک غنی کالونی کے مکینوں کو پینے کا سرکاری پانی مہیا کرنے اور پانی کے پائپ بچھانے کے لئے 10 لاکھ پینسٹھ ہزار روپے کا منصوبہ تیاری کے بعد تیسرے مرحلہ میں شامل کیا گیا تھا جس پر تا حال کوئی کارروائی نہیں ہوئی

(ج) اگر جزو ہائے بالا (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا واسا مندرجہ بالا منصوبہ پر عمل کرتے ہوئے مسلم پارک غنی کالونی کے مکینوں کو پینے کا سرکاری پانی کب تک مہیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے - اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ - (میاں صلاح الدین) -

(الف) یہ درست نہیں ہے -

(ب) یہ درست ہے -

(ج) درحقیقت صورت کچھ اس طرح ہے کہ واسا کا پہلا منصوبہ برائے فراہمی آب 4-6 کروڑ روپے کا تھا - یہ منصوبہ 1967 سے شروع ہو کر 1971ء میں مکمل ہوا دوسرا منصوبہ برائے فراہمی آب 31 کروڑ روپے کا تھا - اور 1975ء سے شروع ہو کر دسمبر 1983ء میں مکمل ہوا ہے اب تیسرے منصوبہ میں فراہمی آب کے لئے 88 کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے - چونکہ یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے - لہذا اس کی تیاری پر خاصا وقت درکار ہے - واسا نے اب یہ منصوبہ بنا لیا ہے - اس منصوبہ کے تحت واسا 330 میل لمبی آب رسانی کی پائپ لائینیں بچھائے گا - جس میں مسلم پارک غنی کالونی بھی شامل ہیں اس مرحلے کے لئے کثیر وسائل درکار ہوں گے - اس لئے ممکن ہے - کہ اس کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت عمل پذیر کیا جائے - جو کہ وسائل کی

دستیابی پر منحصر ہو گا ۔ بہر حال اس قسم کے کاموں پر جو گذشتہ پروگراموں کے باقی ماندہ ہیں ۔ جیسے غنی کالونی ۔ مسلم پارک ۔ ان کو سرمایہ کی فراہمی پر ترجیحی بنیادوں پر پہلے کیا جائے گا ۔

اندرون شہر لاہور میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی

60 ۔ **جناب سراج قریشی** ۔ (صدر انجمن تاجران لاہور) کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی کونسل پنجاب کے پہلے اجلاس منعقدہ 20 اپریل 1980ء کے دوران گورنر پنجاب نے سوال کنندہ کے مطالبہ پر اندرون شہر لاہور کو بنیادی شہری سہولتوں کی فراہمی کے لئے ایل ڈی اے کی تحویل میں تو دینے کا اعلان کیا تھا ۔

(ب) کیا ایل ڈی اے نے اندرون شہر کے علاقہ میں ترقیاتی منصوبہ کی تفصیلات طے کر لی ہیں ان تمام تفصیلات سے آگاہ فرمایا جائے اور اس منصوبہ پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس تمام منصوبہ پر کل کتنی رقم خرچ ہو گی نیز اگر اس منصوبہ کو شائع کیا گیا ہو اسے بھی ایوان میں پیش کیا جائے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت متذکرہ علاقے کی ترقی کی منصوبہ بندی کے لئے مذکورہ علاقے کے وفاقی صوبائی اور بلدیاتی کونسلرز سے باہمی مشاورت کے کے لئے تیار ہے ؟

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین)

(الف) صوبائی کونسل پنجاب کے پہلے اجلاس منعقدہ 20 اپریل 1980ء کے دوران گورنر پنجاب نے سوالات کے جوابات میں یہ فرمایا تھا کہ انہوں نے سارا اندرون شہر ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے کے حوالے کر دیا ہے کہ وہ اسکو ڈویلپ کریں ۔

(ب) ایل ڈی اے نے اندرون شہر کے تقریباً ایک تہائی علاقہ اندرون لوہاری گیٹ ۔ موچی گیٹ ۔ اکبری گیٹ و دھلی گیٹ

میں ترقیاتی منصوبہ کی تفصیلات طے کر لی ہیں نیز منصوبہ پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے اس منصوبہ پر اندازاً چار کروڑ روپیہ خرچ ہو گا نیز دو کروڑ روپے کی رقم اس علاقے کے لوگوں کے لئے گھر دوبارہ بنانے یا اپنے گھر مرمت کرنے کے لئے مختص کی گئی ہے جو کہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے دستیاب ہو گی ۔

(ج) جی ہاں ۔

ٹاؤن پلانر کے پینل کی تشکیل

68 میاں رشید اکبر فاروقی (چیئرمین میونسپل کمیٹی گجرات) کیا وزیر ہاؤسنگ وفزیکل و پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی کونسل پنجاب کے گزشتہ اجلاس میں جناب گورنر صاحب نے محکمہ ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ کے ٹاؤن پلانرز کے ایک پینل کی تشکیل کے احکام صادر فرمائے تھے ۔ تاکہ لوکل کونسلیں اپنی ضروریات کے مطابق مجوزہ پینل کے ٹاؤن پلانرز کی خدمات سے استفادہ کر سکیں ۔ اگر ایسا کوئی پینل تشکیل کر دیا گیا ہے تو پینل کے ٹاؤن پلانرز کے نام اور پتے کیا ہیں اور فیس کے متعلق کیا فارمولا اختیار کیا گیا ہے اور اگر اب تک نہیں بنایا گیا تو کب تک بنانے کا ارادہ ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ (میاں صلاح الدین) محکمہ ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ پہلے ہی علاقائی دفاتر قائم کر چکا ہے ۔ جو کہ صرف مقامی کونسلوں کو تکنیکی مشورے دیتے ہیں ۔ لوکل باڈیز کے فوری اور مخصوص مسائل جو منصوبہ بندی کے متعلق ہوں ان دفاتر کی وساطت سے حل کئے جا رہے ہیں ۔ علاوہ ازیں حکومت نے ریٹائرڈ اور تعلیمی اداروں کے سرکردہ اراکین پر مشتمل ٹاؤن پلانرز کا ایک پینل تشکیل کر دیا گیا ہے ۔ جن کے نام اور پتے حسب ذیل ہیں ۔

نمبر شمار	نام	پتہ
1	مسٹر مظہر منیر	39۔گلبرگ V لاہور
2	خواجہ ظہیرالدین	36۔ٹی گلبرگ II لاہور
3	مسٹر ارشاد احمد	معرفت خواجہ ظہرالدین 36 ٹی گلبرگ II لاہور
4	مسٹر کمال ممتاز	25۔زمان پارک لاہور
5	مسٹر نیر علی دادا	8۔ایف III نیو مسلم ٹاؤن لاہور
6	مسٹر پرویز رینڈل	چیئرمین شعبہ آرکیٹیکچر انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

یہ پیش بڑے بڑے منصوبوں اور پالیسی وضع کرنے کے متعلق ضروری تکنیکی مشورے دینے کا مجاز ہو گا ۔ ٹاؤن پلانرز کمیٹی کا تعین انسٹیٹیوٹ آف ٹاؤن پلانرز اینڈ آرکیٹیکٹ اور پاکستان کونسل آف ٹاؤن پلانرز اینڈ آرکیٹیکٹ قوانین کے مطابق ہو گا ۔

مندرجہ بالا ٹاؤن پلانرز کی فہرست محکمہ لوکل گورنمنٹ کو بھی فراہم کر دی گئی ہے ۔

ایل ۔ ڈی ۔ اے کے پلاٹوں کی الاٹمنٹ

78 حاجی مسعود احمد بٹ (صدر ۔ انجمن ۔ تاجران ۔ لاہور)

کیا وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے ایک ''باہمی گفت وشنید پرائس کنٹرول کمیٹی'' تشکیل دی ہوئی ہے جو کہ مارکیٹ ریٹس پر عوام کو پلاٹس مہیا کرتی ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ محکمہ ایل ۔ ڈی ۔ اے پلاٹس کو مارکیٹ پرائس پر فروخت کرنے کی بجائے اپنی من مانی قیمت پر فروخت کر رہا ہے ۔ جس میں محکمہ کا متعلقہ عملہ اور پراپرٹی ڈیلران آپس میں ملی بھگت کر کے ناجائز فوائد حاصل کر رہے ہیں ۔

(ج) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ''مذکورہ افراد متذکرہ پلاٹس خرید کر ایگریمنٹ رجسٹرڈ ہونے سے قبل ہی فروخت کر رہے ہیں ۔

(د) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ''باہمی گفت و شنید پرائس کنٹرول کمیٹی'' نے رہائشی پلاٹس کے علاوہ کمرشل پلاٹس بھی براہ راست یا غلط ذرائع سے الاٹ کئے ہیں جب کہ کمرشل پلاٹس قبل ازیں نہ کبھی الاٹ ہوئے اور نہ ہی کبھی فروخت ہوئے تھے ۔ بلکہ ہمیشہ سے نیلام عام ہوتے رہے ہیں ۔ نیز محکمہ متعلقہ نیلام عام اور ''باہمی گفت و شنید پرائس کنٹرول کمیٹی'' کی سفارشات پر دیئے گئے رہائشی کمرشل پلاٹس کی فہرست بمعہ تاریخ الاٹمنٹ اور بمع قیمت ایوان میں پیش کرے ۔

(ہ) اگر جزو ھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بدعنوانیوں پر کنٹرول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ھیں ؟

وزیر ھاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین)

(الف) ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے نے پلاٹوں کی قیمتوں کے تعین کے لئے تین ڈائریکٹروں پر مشتمل ایک پرائس کمیٹی قائم کی ھوئی ہے جو ڈائریکٹر اسٹیٹ مینیجمنٹ ڈائریکٹر فنانس اور ٹاؤن پلانٹ پر مشتمل ہے یہ کمیٹی کسی پلاٹ کے ارد گرد کے علاقے میں موجود پلاٹوں کی موجودہ قیمتوں کا تعین کرکے ڈائریکٹر جنرل کو اپنی سفارشات پیش کرتی ہے

1 ایسے ناجائز تجاوز شدہ پلاٹ جن پر عرصہ دراز سے تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور تعمیر کو مسمار کرنا ممکن نہیں ہے -

2 ایسی تعمیر شدہ جائیداد جن پر کافی عرصہ سے ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اور ان سے قبضہ حاصل کرنا ممکن نہیں ہے-

3 ایسی کانیں وغیرہ جو کافی عرصہ سے پٹہ پر چلی آ رہی ھیں اور پٹہ دار کو بے دخل کرنا ممکن نہیں ہے -

4 وہ رھائشی یا کمرشل پلاٹ جو نیلام کی قیمت کے برابر فروخت کرنا ضروری ہے تاکہ ایل ڈی اے کی آمدنی کا ھدف پورا کیا جاسکے-

(ب) جی نہیں عملہ اور پراپرٹی ڈیلروں میں کسی قسم کی ملی بھگت کا سوال ھی پیدا نہیں ھوتا پرائس کمیٹی کی قیمت کا تعین کرنے سے ارد گرد کے پلاٹوں کی قیمتوں کا جائزہ لیتی ہے کم از کم وہ قیمت مقرر کرتی ہے جو ارد گرد کے پلاٹوں کی نیلامی سے متعین ہو چکی ھوتی ہے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی پالیسی کا تعین مارشل لا ھدائیت نمبر 23 میں کیا گیا ہے - اس پالیسی کے تحت دس فیصد رھائشی پلاٹ بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو نیلام کی قیمت کے برابر قیمت پر الاٹ کئے جاتے ھیں - اس قیمت کا

تعین بھی ملحقہ پلاٹوں کی گزشتہ نیلامی کو پیش نظر رکھ کر کیا جاتا ہے -

(ج) جی ہاں! قانونی محور پر ایسے پلاٹوں کی فروخت یا منتقلی میں کوئی امر مانع نہیں ہے جو نیلام یا اس کے برابر بازاری نرخ پر فروخت کئے جاتے ہیں تاہم اس قسم کے کیسوں کی تعداد دو یا تین فیصد سے زیادہ نہیں ہے - اس قسم کی منتقلی بھی عموماً ایسی صورت میں ہوتی ہے جب بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے رشتہ دار ان کے لئے پلاٹ حاصل کرتے ہیں پھر جب یہ پاکستان واپس آتے ہیں تو اپنے نام پر پلاٹ کی منتقلی کی درخواست دیتے ہیں ایل ڈی اے منتقلی کی فیس لے کر ضابطے کے مطابق ان پلاٹوں کو منتقل کر دیتی ہے - بہرحال یہ تمام کارروائی قانون اور ضابطے کے عین مطابق ہے

(د) درست ہے لیکن اس میں کوئی غلط ذریعہ اختیار نہیں کیا جاتا کچھ عرصہ سے قبل پلاٹوں کی کساد بازاری کی وجہ سے توقیاتی سکیموں کے لئے ایل ڈی اے کی آمدنی کے ہدف پورے نہیں ہو رہے تھے - چنانچہ ایل ڈی اے نے فیصلہ کیا کہ کمرشل پلاٹ بھی باہمی گفت و شنید کے ذریعے الاٹ کئے جائیں لیکن ان کی قیمت کم از کم وہ رکھی جاتی ہے جو ملحقہ پلاٹوں کی گزشتہ نیلامی کے ذریعے سامنے آئی ہو - چنانچہ بجٹ کے ہدف کو پورا کرنے کے لئے گزشتہ سال 64 پلاٹ نیلام کی قیمت پر فروخت کئے گئے جن کی تفصیل درج ہے -

(ھ) مندرجہ بالا تفصیلات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بد بدعنوانی نہیں ہوئی -

نمبر شمار	پلاٹ نمبر معہ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ و کنال	تاریخ منظوری
1	11 - بلاک ایل	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	2—0—0	2،78،000.00 روپے فی کنال	12-12-83
2	44 - بلاک ایل	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	2—0—0	1،70،000.00 روپے فی کنال	21-7-83
3	4 - آر	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	1—0—0	1،70،000.00 روپے فی کنال	19-11-83
4	333 - ہما بلاک	علامہ اقبال ٹاؤن	0—3—0	20'000.00 روپے فی مرلہ	8-10-83
5	160 - گلرڈن	نیو گارڈن ٹاؤن	2—1—57	2،25،000.00 روپے فی کنال	18-11-83
6	152 - شیر شاہ	نیو گارڈن ٹاؤن	0—10—0	1،25،000.00 روپے فی پلاٹ	25-10-83
7	27 - اے علی بلاک	نیو گارڈن ٹاؤن	2—10—110	4،05،000.00 روپے فی کنال	16-7-83
8	34 - این گلبرگ	گلبرگ III	1—0—0	15،000.00 روپے فی مرلہ	26-9-83

بذریعہ پرائس کمیٹی

نوعیت	کیفیت
رہائشی	پلاٹ نمبران 13-14 بلاک ایل مورخہ 83-11-7 کی نیلامی میں قیمت بالترتیب 2,05,000 روپےاور 2،06،000 روپے فی کنال وصول ہوئی جوکہ کم ہونیکی وجہ سے نامنظور کردی گئی - بدیں وجہ پرائس کمیٹی نے پلاٹ کی قیمت مبلغ 2,78,000 روپے فی کنال دینے کی سفارش کی جو منظور کرلی گئی۔
رہائشی	پلاٹ ھذا مورخہ 82-7-16 کی نیلامی میں رکھا گیا جسکی قیمت مبلغ 1,65,000 روپے فی کنال وصول ہوئی اور بولی منظور کرلی گئی مگر خریدار بوجہ سامنے قبرستان ہونے کے چھوڑ گیا اور پلاٹ دوبارہ بذریعہ پرائس کمیٹی 1,70,000 روپے فی کنال فروخت کردیا گیا -
رہائشی	خریدار نےدرخواست گذاری کہ وہ بوجہ بیرون ملک رہائشی پذیر ہونے کے نیلامی میں شریک نہیں ہوسکتا اسکی مجبوری کو مد نظر رکھتے ہوئے پلاٹ بلاک بی کی وصول شدہ قیمتوں کے مطابق یعنی پلاٹ نمبران 6,85'069-1,68,000-1,58,000 مورخہ 1-2-83--9-5-83 دیکھتے ہوئے مبلغ 1,70,000 روپے فی کنال فروخت کیا گیا -
رہائشی	مالک ملحقہ پلاٹ نمبر 532 نے استدعا کی کہ پلاٹ نمبر 533 جو کہ اس کے ہمسایہ میں خالی پڑا ہے اسے بھی مناسب قیمت پر فروخت کیا جاوے - کیونکہ یہ پلاٹ کسی دوسرے آدمی پر فروخت کرنے سے جھگڑ پیدا ہونے کا امکان تھا لہذا پرائس کمیٹی نے مارکیٹ پرائس کو مد نظر رکھتے ہوئے مبلغ 20'000 روپے فی مرلہ فروخت کرنے کی سفارش کی جو منظور کرلی گئی
رہائشی	مالک کوٹھی نمبر 166 بلاک گارڈن ٹاؤن نے استدعا کی کہ پلاٹ نمبر 160 گارڈن بلاک چونکہ خالی پڑا ہے نیز یہ بی - ٹی-سی کی ورکشاپ و کچی آبادی کے نزدیک ہے اور اسکی کوٹھی کے ملحقہ ہے اس لئے اسے بھی فروخت کردیا جاوے - پرائس کمیٹی نے بعد از تحقیقات مبلغ 2,25,000 روپے فی کنال فروخت کرنے کی سفارش کی جو منظور کرلی گئی -
مسجد	نور شاہ بلاک کی سوسائٹی نے درخواست گزاری کہ بلاک ھذا

میں مسجد کی جگہ تنگ ہے اور پلاٹ نمبر 152 جو کہ مسجد کے ملحقہ ہے۔ برائے توسیع تعمیر مسجد مناسب قیمت پر برائے تعمیر مسجد فروخت کی جائے تو کمیٹی نے موقع ملاحظہ کرنیکے بعد پلاٹ مبلغ 1,25,000 روپے فی پلاٹ سوسائٹی کو فروخت کردیا گیا ۔

رہائشی پلاٹ ھذا بالترتیب دو مرتبہ 24-4-83 اور 25-5-83 کی نیلامی میں رکھا گیا اور نیلام سے قیمت بوجہ سائز بڑا ہونے ۔ پیمائش صحیح نہ ہونے کے 3,81,000 — 30,5,000 روپے فی کنال بولی وصول ہوئی جو کہ نامنظور کردی گئی جوکہ بیرون ملک پاکستانی نے استدعا کی کہ پلاٹ اسے فروخت کردیا جائے کمیٹی نے موقع ملاحظہ کرتے ہوئے سامنے چونکہ آبادی ڈیوس آباد لگتی تھی ۔ مبلغ 4,05,000 روپے فی کنال فروخت کرنیکی سفارش کی جوکہ منظور کرلی گئی

رہائشی پلاٹ ھذا پر ملحقہ علاقے کے مکین ناجائز قبضہ کرنا چاہتے تھے اور جناب ڈی جی صاحب نے بعد ازانسپیکشن فوری طور پر بذریعہ پرائس کمیٹی فروختگی کے احکامات فرمائے جس کے بعد پلاٹ مبلغ 15,000 روپے کردیا گیا ۔

9	227-اے ii	گلبرگ iii	0-10-0	15,000 روپے فی مرلہ		3-11-83
10	1 - ایل	گلبرگ iii	0-10-0	15,000 روپے فی مرلہ		3-11-83
11	1 - سی ایل	گلبرگ iii	0-10-0	15,000 روپے فی مرلہ		3-11-83
12	36 - سی	شاہ عالمی گیٹ شو مارکیٹ	0-0-15	150,000 روپے فی مرلہ		30-11-83
13	37 - سی					
14	38 - سی					
15	39 - سی					
16	40 - سی					
17	41 - سی					
18	42 - سی					
19	43 - سی					
20	167	گرین مارکیٹ بادامی باغ	0-2-167	66,000 فی مرلہ		14-10-83

باہمی گفت و شنید

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت کنال مرلہ	تاریخ
1	214 جی — ایل	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	02-86	27,000 روپے فی مرلہ	16-7-83
2	27-26 بلاک ایل سیوک سنٹر	ایضاً	1-0-0	5,25,000 روپے فی کنال فی پلاٹ	1-8-83
3	22-بلاک ایل سیوک سنٹر	ایضاً	ایضاً	5,60,000 روپے فی کنال فی پلاٹ	15-9-83
4	25 - ایضاً	ایضاً	ایضاً	5,10,000 روپے فی کنال پلاٹ ایضاً	ایضاً

رہائشی چونکہ خریدار پلاٹ ھذا پر عرصہ 10 سال سے ناجائز قابض تھا اور پختہ تعمیر کی ہوئی تھی جس کو بیدخل کرنا بہت مشکل تھا لہذا پلاٹ اس کے ھاتھ مبلغ 15,000 روپے فروخت کر دیا گیا ۔

رہائشی پلاٹ نمبران 1 ایل اور اسی ایل بلاک ایل کے مالکان نے محکمہ سیٹلمنٹ سے بی ٹی او اور بی ٹی ڈی حاصل کر رکھا تھا اور عرصہ تقریبا 10 سال سے قابض ہے حالانکہ یہ زمین ایل ڈی اے نے باقاعدہ طور پر ایکوائر Acquire کی ہوئی تھی جن کو بیدخل کرنا مشکل تھا کیونکہ پلاٹس ھذا پر مکان تعمیر کئے تھے لہذا 15 ھزار روپے فی مرلہ فروخت کر کے جھگڑا ختم کر دیا گیا ۔

کمرشل سیریل نمبران 15 تا 22 مکانات کے مالکوں نے درج شدہ رقبہ اپنی دکانات میں شامل کر لیا تھا جن کو بیدخل کرنے کی کوشش کی گئی تو مالکان نے عدالت عظمیٰ کی طرف رجوع کیا چونکہ رقبہ سکیم کی حد لائین ۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ ان مالکان کو 1,50,000 روپے فی مرلہ کے حساب سے فروخت کرنے کا فیصلہ کیا گیا جو کہ منظور کر لیا گیا ۔

کمرشل خریدار پلاٹ ھذا نمبری 167 گرین مارکیٹ پر عرصہ تقریباً 20 سال سے ناجائز قابض تھا ۔ بعد میں یہ اراضی پٹہ پر دی گئی ۔ معیاد پٹہ ختم ہونے پر پلاٹ ھذا کو نیلام کرنے کا پروگرام رکھا گیا لیکن قابض نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا ۔ بعد میں مندرجہ بالا حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے قابض کو ھی مبلغ 66,000 ھزار روپے فی مرلہ فروخت کرنے کی سفارش کی گئی جو کہ منظور کر لی گئی ۔

قیمت ملحقہ فروخت شدہ پلاٹ بذریعہ نیلام	تاریخ	نوعیت	کیفیت
پلاٹ بلاک			
214—ایل کارنر 214 اے ۔ ایل 35,000 روپے فی مولہ	22—6—83	کمرشل پلاٹ نمبر ھمارا تا 11 کمرشل 1 تا	
29,000 روپے فی مرلہ	6—7—83	27 رھائشی فروخت شدہ	
17—ایم—/38,0000 روپے فی کنال	10—2—83	پلاٹس بذریعہ نیلام شدہ	
18—ایم—/45,000 روپے فی کنال	8—5—82	کی اوسط سیل پرائس	

19—ایم—430,000 روپے فی کنال	4—11—82	جیسا کہ خانہ نمبر میں
23—ایم—5,50-000 روپے فی کنال	18—7—83	عیاں ہے کے مدنظر
24—ایم—5,13,000 روپے فی کنال	7—8—83	فروخت ہوئے ہیں ۔
آیضاً ایضاً	ایضاً	
ایضاً ایضاً	ایضاً	

5 -	19-18	گلشن راوی	0-0-1 فی	4,16,000 روپے فی پلاٹ	19-9-83
6 -	214 ایف ایل	ایضاً	00-2-86	46,000 روپے فی مرلہ	11-10-83
7 -	695-694	بلاک عمر علامہ اقبال ٹاؤن	0-10-0 فی پلاٹ	35,000 روپے کارنر 32,000 روپے کارنر	14-12-83
8 -	4 سموک سنٹر	گلشن راوی	0-0-1	4,75,000 فی کنال	14-12-83
9 -	35 سموک سنٹر	ماڈل ٹاؤن توسیع سکیم	0-1-1	5,62,000 روپے فی کنال	13-12-83
10 -	209،209 اے بلاک ہنزہ	علامہ اقبال ٹاؤن	0-3-176 فی پلاٹ	30,000 روپے فی پلاٹ	13-12-83
11 -	65 جہاں زیب	علامہ اقبال ٹاؤن	0-10-0	30,000 روپے فی مرلہ	6-12-83

16	سیوک سنٹر	3,90,000	روپے فی کنال	13-3-83
17	ایضاً	4,16,000	روپے فی کنال	11-4-83
20	ایضاً کارنر	4,81,000	روپے فی کنال	13-3-83
214	سی ایل	46,000/-	روپے فی مرلہ	18-7-83
214	ڈی ایل	40,000/-	روپے فی مرلہ	ایضاً
214	ایف ایل	41,000/-	روپے فی مرلہ	ایضاً
652	عمر	25,000/-	روپے فی مرلہ	13-12-82
653	عمر	24,000/-	روپے فی مرلہ	27-4-83
654	عمر	39,000/-	روپے فی مرلہ	28-11-80
674	عمر	27,000/-	روپے فی مرلہ	15-9-83
675	عمر	34,000/-	روپے فی مرلہ	15-9-83
12	سیوک سنٹر	4,60,000/-	روپے فی مرلہ	7-11-83
13	ایضاً	4,60,000/-	روپے فی کنال	3-11-83
14	ایضاً	4,50,000/-	روپے فی کنال	18-10-83
30	سیوک سنٹر	6,25,000/-	روپے فی کنال	5-2-84
31	سیوک سنٹر	5,30,000/-	روپے فی کنال	12-11-83
24	ایضاً	6,51,000/-	روپے فی کنال	6-12-83
28	ایضاً کارنر	7,51,000/-	روپے فی کنال	2-8-83
491	جہانزیب	30,000/-	روپے فی مرلہ	26-5-82
492	ایضاً	30,000/-	روپے فی مرلہ	26-5-82
493	ایضاً	35,000/-	روپے فی مرلہ	1-2-83
64	جہانزیب	23,000/-	روپے فی مرلہ	25-5-83
63	ایضاً	36,000/-	روپے فی مرلہ	27-3-83

نمبر شمار	پلاٹ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت
1-	12-این	ماڈل ٹاؤن توسیع سکیم	2-0 0	1,55,300 روپے فی کنال
2-	8-این	گیسٹ ہاؤس	1-3-204	13,00,000/- روپے فی کنال
3-	36-این	ماڈل ٹاؤن توسیع سکیم	2-0-0	1,70,900/- روپے فی کنال
4-	40-این	ایضاً	ایضاً	ایضاً
5-	140-این	ایضاً	1-0-0	1,95,000/- روپے فی کنال
6-	379-این	فیصل ٹاؤن	1-0-0	1,90,000/- روپے فی کنال
7-	125-این	ماڈل ٹاؤن توسیع سکیم	1-0-0	1,85,000/- روپے فی کنال
8-	40-بی	ایضاً	2-0-0	1,70,000/- روپے فی کنال
9-	171-این	ایضاً	1-0-0	1,90,000/- روپے فی کنال
10-	137-این	ایضاً	ایضاً	1,95,000/- روپے فی کنال
11-	304-این	ایضاً	ایضاً	2,10,000/- روپے فی کنال
12-	13 - آر - 14 آر	ایضاً	ایضاً	1,70,000/- روپے فی کنال
13-	15 آر	ایضاً	ایضاً	1,70,000/- روپے فی کنال

باھمی گفت شنید

تاریخ	قیمت ملحقہ پلاٹ ھائے فروخت شدہ بذریعہ نیلام عام		تاریخ
16-7-83	9-این	1,50,000 روپے فی کنال	2-6-82
	10-این	1,50,000 روپے فی کنال	10-7-82
	14-این	1,50,000 روپے فی کنال	2-6-82
2-8-83	6-گیسٹ ھاؤس	10,11,000روپے فی کنال	27-5-83
	7-ایضاً	12,80,000 روپے فی کنال	9-5-83
15-8-83	32-این	1,59,000 روپے فی کنال	10-5-83
	34-این	1,50,000روپے فی کنال	2-6-82
	35-این	1,50,000روپے فی کنال	1-6-82
	40-این	1,70,000روپے فی کنال	7-8-83
7-8-83	ایضاً	ایضاً	ایضاً
25-8-83	132-این	1,77,000روپے فی کنال	16-1-83
	134-این	1,73,000 روپے فی کنال	27-4-83
	136-این	1,94,000 روپے فی کنال	2-8-83

5-10-83	122_این	1,84,000 روپے فی کنال
	123-این	1,87,000 روپے فی کنال
	126-این	1,86,000 روپے فی کنال
3-10-83	28-بی	1,42,000 روپے فی کنال
	29-بی	1,46,000 روپے فی کنال
	30-بی	1,55,000 روپے فی کنال
	33-بی	1,55,000 روپے فی کنال
15-10-83	147—این	1,90,000 روپے فی کنال
	150—این	1,96,000 روپے فی کنال
	172—این	1,78,000 روپے فی کنال
3-11-83	134—این	1,73,000 روپے فی کنال
	135—این	1,95,000 روپے فی کنال
	136—این	1,94,000 روپے فی کنال
19-11-83	188—این	2,13,000 روپے فی کنال
	202—این	1,80,000 روپے فی کنال
19-11-83	4—آر	1,70,000 روپے فی کنال
ایضاً	ایضاً	1,70,000 روپے فی کنال

15-6-83	
24-8-83	
12-12-82	
12-12-82	
2-4-83	
24-5-83	
24-8-82	
610-83	
27-4-83	
2-11-83	
2-8-83	
11-4-83	
28-3-83	
11-10-83	
11-10-83	

نمبر شمار	پلاٹ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت
14—	39— این	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	2-0-0	2'000'00 روپے فی کنال
15—	21-آر 22-آر	ایضاً	1-0-0	1,70,000 روپے فی کنال
16—	39 - رچنا	رچنا علامہ اقبال	2-0-0	1,75,000 روپے فی کنال
17—	144 - این	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	1-0-0	ایضاً
18—	36 - بی	ایضاً	2-0-0	1,55,000 روپے فی کنال
19—	96 - اے	نیو مسلم ٹاؤن	1-0-0	3,27,000 روپے فی کنال
20—	135 - این	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	1-0-0	1,95,000 روپے فی کنال
21—	136 - این	ایضاً	ایضاً	1,95,000 روپے فی کنال
22—	143 - این	ایضاً	ایضاً	1,90,000 روپے فی کنال
23—	138- بی	ایضاً	ایضاً	1,68,000 روپے فی کنال
24—	139- بی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
25—	64 بی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
26—	5 - آر	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	1-0-0	1,59,000 روپے فی کنال
27—	376 - بی	فیصل ٹاؤن	ایضاً	2,30,000 روپے فی کنال

تاریخ	قیمت فی کنال	پلاٹ ہائے فروخت شدہ بذریعہ نیلام عام	تاریخ
3-11-83	36-این	1,70,000 روپے فی کنال	15-8-83
	38-این	1,80,000 روپے فی کنال	1-10-83
	40-این	1,70,000 روپے فی کنال	21-8-83
6-12-83	13-آر	1,70,000 روپے فی کنال	
	14-آر	1,70,000 روپے فی کنال	19-11-83
	15-آر	ایضاً	
19-11-83	39-اے رچنا	1,67,000 روپے فی کنال	10-4-83
	62-رچنا	1,74,000 روپے فی کنال	[illegible]-83
6-12-83	142-این	2,00,000 روپے	21-8-83
	143-این	1,90,000 روپے	26-11-83
	147-این	1,90,000 روپے	24-8-82
6-12-83	28-بی	1,42,000 روپے	12-12-82
	29-بی	1,46000 روپے	12-12-82
	33-بی	1,55,000 روپے	24-5-83
12-12-83			
2-11-83	129-این	2,00'000 روپے فی کنال	27-10-83
	132-این	1,77,000 روپے فی کنال	16-1-83
	134-این	1,73,000 روپے فی کنال	27-4-83
	138-این	1,94'000 روپے فی کنال	2-8-83
ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
26-11-83	142-این	2,00,000 روپے فی کنال	21-8-83
	140-این	1,95,000 روپے	25-8-83
	139-این	2,14,000 روپے	27-10-83
6-12-83	49-بی	1,68,000 روپے فی کنال	[illegible]
	50-بی	1,56,000 روپے فی کنال	9-5-83
	54-بی	1,68,000 روپے فی کنال	30-11-83
6-12-83	49-بی	1,68,000 روپے فی کنال	1-2-83
	58-بی	1,58,000 روپے فی کنال	9-5-83
30-11-83	ایضاً	ایضاً	ایضاً
6-12-83	1-آر	1,95,000 روپے فی کنال	6-12-83

ایضاً	195,000 روپے فی کنال	2-آر	
ایضاً	1,95,000 روپے فی کنال	3-آر	
26-10-83	2,30,000 روپے فی کنال	377-بی	12-11-83
15-9-83	2,25,000 روپے فی کنال	371-بی	
15-9-83	2,26'000 روپے فی کنال	372-بی	

میونسپل اداروں کی حدود میں واقع نزول اراضی کی فروخت

4 شیخ آفتاب احمد - کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ -

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں کی حدود میں نزول اراضی موجود ہے -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ میونسپل اداروں کو سکول شفا خانہ جات بس اسٹینڈز اور دیگر کمرشل سکیموں کی تعمیر کے لئے لینڈ کی ضرورت درپیش رہتی ہے مگر یہ ادارے مذکورہ اراضی کی یکمشت قیمت ادا کرنے سے قاصر ہیں -

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت میونسپل اداروں کی ضروریات کے پیش نظر نزول لینڈ آسان اقساط پر فروخت کرنے کیلئے موجودہ پالیسی میں ترمیم کرنے کے لئے تیار ہے تاکہ جن میونسپل کمیٹیوں کی مالی حالت کمزور ہے وہ نزول اراضی خرید کر مفاد عامہ کے اداروں کی تعمیر کرسکیں؟

وزیر نوآبادیات

(الف) جی ہاں - یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں کی حدود میں نزول اراضی موجود ہے -

(ب) جی ہاں - یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اداروں کو سکول - شفا خانہ جات - بس اسٹینڈز اور دیگر سکیموں کی تعمیر کیلئے نزول لینڈ کی ضرورت درپیش رہتی ہے - جس کو مد نظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ پنجاب نے پالیسی

وضع کی ہوئی ہے اس پالیسی کی رو سے مفاد عامہ کیلئے گورنمنٹ معمولی قیمت پر اراضی فراہم کرتی ہے - لیکن کمرشل مقاصد کیلئے مارکیٹ کی موجودہ قیمت بمعہ 10 فیصد (دس فیصد سرچارج) پر اراضی دی جاتی ہے -

(ج) گورنمنٹ کی موجودہ وضع کردہ پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے اسمیں تخفیف و ترمیم کی کوئی گنجائش معلوم نہ ہوتی ہے - کیونکہ گورنمنٹ نے پہلے ہی میونسپل اداروں کو کافی سہولتیں دے رکھی ہیں جو اراضی میونسپل اداروں کو فروخت کی جاتی ہیں ان کی بہت مناسب قیمت وصول کی جاتی ہے - اسلئے آسان اقساط کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ کا نفاذ

23 - سید محمود اکبر شاہ رضوی (چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور) — کیا وزیر نوآبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا یہ صحیح حقیقت کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ کی موجودگی میں تمام کارروائی کالونی ایکٹ کے تحت عمل میں لائی جا رہی ہے ؟

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چولستان کی زمین کی الاٹمنٹ پر یہ پابندی ہے صرف سربراہ خاندان کو ہی زمین الاٹ کی جا سکتی ہے - حالانکہ کسی دیگر سکیم اور زرعی اصلاحات کے تحت بھی ایسی کوئی پابندی نہیں -

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ کے تعطل کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت اسے کب تک نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - زمین کی الاٹمنٹ پر مذکورہ پابندی کب ختم کی جائیگی ؟

وزیر نو آبادیات (میاں محمد ہذا ئر قریشی)

(الف) جی ہاں - چونکہ ڈویلپمنٹ ایکٹ کے تحت قواعد و ضوابط کلی طور پر مکمل نہ ہوئے ہیں لہذا اراضی کی الاٹمنٹ کو التوا سے بچانے کے لیے کالونی ایکٹ سے جس کے تحت

پہلے ہی مربوط شرائط و دیگر قانون فرداً فرداً جاری کئے گئے تھے ، استفادہ کیا جا رہا ہے -

(ج) حکومت کی مجوزہ ہدایات کے مطابق خاندان کے ہر فرد کو علیحدہ علیحدہ یقیہ الاٹ نہیں کیا جا سکتا بلکہ ایک خاندان صرف ایک ہی لاٹ (گزارہ یونٹ حد تک) لینے کا مجاز ہے - یہ ہدایات برائے اصطلاح خاندان صرف چولستان سکیم پر ہی عائد نہیں بلکہ صوبہ پنجاب میں سرکاری اراضی کی دیگر اسکیموں پر بھی لاگو ہیں -

(ج) چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ کے تحت کارکردگی میں پیدا شدہ قانونی سقم دور کرنے کے لیے مناسب اقدامات کئے جا رہے ہیں -

موجودہ ہدایات کے مطابق مقامی مستحق چولستانی باشندوں پر الاٹمنٹ کی پابندی نہ ہے ہیں کیونکہ جیسا کہ جواب جز (ب) میں واضح ہے سربراہ خاندان چولستان سکیم کے تحت اگر مستحق قرار دیا جاتا ہے تو گزارہ یونٹ (12½) تک سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ حاصل کر سکتا ہے -

مویشی پال سکیم کے تحت الاٹ شدہ اراضی کے حقوق ملکیت کی عطائیگی

24- سید محمود اکبر رضوی: کیا وزیر نوآبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ کالونی ایریا میں ساڑھے بارہ ایکڑ رقبہ مویشی پال سکیم کے تحت عارضی کاشت پر نمبر داران کو الاٹ کیا گیا تھا -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ رقبہ نمبر داران نے بڑی محنت اور خرچ سے آباد کیا ہے

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیگر الاٹیوں کی طرح مذکورہ نمبر داران کو بھی حقوق ملکیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر نو آبادیات (میاں محمد ذاکر قریشی)

(الف) جی ہاں ۔

(ب) عام طور پر یہ درست نہیں ۔ کیونکہ بیشتر رقبہ جات پہلے ہی زیر کاشت تھے ۔ اگر کسی رقبہ میں کسی نمبردار نے کچھ محنت یا خرچ کیا بھی ہوگا تو اس نے یقیناً اس کا مفاد بھی اٹھایا ہے ۔

(ج) مویشی پال سکیم ایک خاص مقصد اور خاص مدت کے لئے تھی اور اس میں حقوق ملکیت دینے کی کوئی شق موجود نہ ہے علاوہ ازیں بعد میں ایسی الاٹمنٹوں کو سروس گرانٹ کا درجہ دے دیا گیا تھا جو صرف عہد نمبر داری کے ساتھ منسلک ہے اور عہد نمبرداری سے خاتمہ پر ختم ہو جاتی ہے

ٹی ڈی اے کے رقبہ جات شاملات کی غیر قانونی فروخت

39 ملک غلام محمد مجتبےٰ غازی کھر ۔ (چیئرمین ، ضلع کونسل ، مظفر گڑھ)۔ کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ٹی۔ڈی۔اے کے رقبہ جات شاملات بالترتیب تین تین اور چار چار مرتبہ غیر قانونی طور پر فروخت ہو رہے ہیں ۔ اور مذکورہ اراضی کے متعدد مالک بنتے رہتے ہیں ہر شخص کے پاس باقاعدہ تصدیق شدہ رجسٹری بھی ہوتی ہے ۔ نتیجتاً اصل حقدار محروم ہو رہے ہیں اور قابضین مستفید ہو رہے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے سدباب کے لئے کوئی موثر اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے

وزیر نوآبادیات۔(میاں محمد ذاکر قریشی)

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ٹی۔ڈی۔اے کے رقبہ جات شاملات تین تین یا چار چار مرتبہ فروخت ہو رہے ہیں ۔ بلکہ

اصل حقائق یہ ہیں کہ محکمہ ٹی ڈی اے نے 1951ء میں مختلف نوٹیفیکیشن ہائے کے تحت مورخہ 51-4-4 کو رقبہ جات شاملات حصول کئے اور کلکٹر حصول اراضی محکمہ نے ہر موضع میں مالکان کو سماعت کرکے حصول شدہ رقبہ جات ایوارڈ بنائے اس کے بعد جو رقبہ شاملاتی - نارانی اور غیر مزروعہ ایوارڈ میں شامل کیا گیا - اس کا انتقال محکمہ مال میں بحق ٹی-ڈی-اے بحیثیت مالک ہوا - اس دوران انتقال سے قبل اصل مالکان رقبہ جات فروخت کرتے رہے - لیکن جب محکمہ ٹی-ڈی-اے کے حق میں انتقال ہو گیا - تو خرید و فروخت قانونی طور پر بند ہو گئی- لیکن اس کے باوجود لوکل مالکان اپنی اپنی پرانی ملکیتوں سے مختلف مشتریان کو رقبہ بغیر کسی حساب کے اور محکمہ ٹی ڈی-اے کی اجازت لئے بغیر بذریعہ رجسٹری ہوئے فروخت کرنا شروع کر دیا جس سے ایک لوکل مالک اپنے اصل حق واپسی سے زائد رقبہ فروخت کر گیا جس کا علم بوقت ایڈجسٹمنٹ مالک اراضی مشتری اور ٹی-ڈی-اے کو ہوتا ہے کیونکہ (ظاہر ہے) ٹی-ڈی-اے اصل مالک , کو حساب کے مطابق حق واپسی ایڈجسٹمنٹ میں کنفرم کرتا ہے اور جو لوگ اپنے حق واپسی سے زائد فروخت کر گئے ان کے مشتریان کو ٹی-ڈی-اے کی طرف سے قانون کے مطابق کچھ نہ ملتا ہے - اس طرح صحیح صورت حال سے آشنا ہونے پر پہلا مشتری آگے فروخت بذریعہ رجسٹری پھر کر دیتا ہے جس سے رجسٹری ہوتی جاتی ہے اس کا علم محکمہ ٹی-ڈی-اے کو نہ ہوتا ہے - معاملہ پرائیویٹ لوگوں کے مابین چلتا رہتا ہے اور اس کی وجہ سے مقدمہ بازی وغیرہ بھی شروع ہو جاتی ہے -

(ب) قانونی طور پر بوقت رجسٹری جائداد کا ٹائیٹل دیکھنا مشتری کی اپنی ذمہ داری ہے اس میں سب رجسٹرار بوقت رجسٹری جائداد اس بات کا مجاز نہ ہوتا ہے کہ وہ جائداد مندرجہ رجسٹری ڈیڈ کے متعلق سوال کرے لیکن اس کے باوجود جب ضلعی انتظامیہ کے نوٹس میں یہ بات

آئی تو انہوں نے اپنے طور پر سب رجسٹرار متعلقہ کو ہدایات جاری کر دیں کہ وہ بوقت رجسٹری اس خاص نکتہ سے چوکنا رہیں اور اس کے متعلق محکمہ ٹی۔ڈی۔اے سے قبل از رجسٹری سرٹیفکیٹ حاصل کریں تاکہ اس تحقیق کے بعد حقدار خواہ مخواہ مقدمہ بازی میں نہ الجھتے رہیں ۔

وادی سون ضلع خوشاب میں متاثرین کو متبادل زمین کی عطائیگی

40۔ ملک محمد اکبر خان اعوان (وائس چیئرمین ضلع کونسل خوشاب) ۔ کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ وادی سون ضلع خوشاب میں دو جھیلوں اوچھالی اور کھبیکی کے باعث ہزاروں ایکڑ مزروعہ زرخیز اراضی زیر آب آچکی ہے اور مذکورہ جھیلوں سے ملحقہ آبادیوں کے زیر آب آنے کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک کتنا رقبہ متاثر ہو چکا ہے اور آیا حکومت مذکورہ پانی کے اخراج کے لئے کوئی منصوبہ بنانے اور متاثرہ افراد کو متبادل زمین دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر نو آبادیات (میاں محمد ذاکر قریشی)

(الف) جی ہاں ۔

(ب) جھیل	موضع	رقبہ (ایکڑ)	متاثرین
کھبیکی	کھبیکی	413	1500
لیگ	دھادر	396	284
	مکروسی	41	32
		850	1616

اوچھالی	اوچھالی	1587	1254
لیک	جدا	126	60
	کرنڈی	240	281
	اگالی	512	694
	کنری	188	154
	انگا	154	591
	کولالی	70	245
		2877	3305

حکومت کے محکمہ آباد (Abad) نے وادی سون میں واقع دونوں جھیلوں سے پانی کے نکاس کے مسئلہ کی تحقیقات پر ممکنہ حل کرنے کے لئے 6.70 لاکھ روپے کی لاگت سے ایک منصوبہ تیار کیا ہے جس کی جناب چیف انجینئر صاحب سنٹرل ریجن نے منظوری دے دی ہے۔ جناب گورنر صاحب نے بھی وادی سون میں مسئلہ سیم کو دور کرنے کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل کی تھی جس کے ممبران یہ ہیں —

(1) چیف انجینئر انہار سنٹرل ریجن لاہور۔

(2) چیف انجینئر انہار سرگودھا ریجن ' سرگودھا ۔

(3) ایس ۔ ای ۔ تھل کنال سرکل میانوالی ۔

(4) پروجیکٹ ڈائریکٹر سمال ڈیمز آرگنائزیشن ایم کالونی ۔ اسلام آباد ۔

(5) ایس ۔ ای ڈرینج سرکل لاہور ۔

(6) ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ ڈیزائن (واٹر) سنٹرل واپڈا 2 ۔ بی/106 گلبرگ لاہور ۔

جہاں تک متاثرین کو متبادل رقبہ دینے کا سوال ہے اس بارے میں فی الحال کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے مذکورہ بالا کمیٹی کی رپورٹ کے بعد اس مسئلہ کے حل کے لئے مزید جائزہ لیا جائے گا ۔

علاقہ تھل میں آبادکاروں کو حقوق ملکیت کی عطائیگی

65 جناب محمد ظفراللہ خان۔(وائس چیئرمین ، ضلع کونسل بھکر) کیا وزیر نوآبادیات از راہ کرم بیان فرمینگے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ تھل میں آباد کاری سکیم کے تحت تقریباً 30 سال قبل کاشتکاروں کے 700 سے زائد چکوک قائم کئے گئے تھے جن کی اقساط ختم ہو چکی ہیں لیکن نصف الاٹیوں سے زائد کو حقوق دینا باقی ہیں ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ کی پالیسی 5 سالہ/15 سالہ پٹہ کے متعلق واضح نہیں ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متاثرین کو پریشان کرنے کا کیا جواز ہے ؟

وزیر نوآبادیات (میاں محمد ذاکر قریشی)

(الف) یہ درست ہے کہ تھل میں مختلف چکوک آبادکاری پر مشتمل ہیں یہ بھی درست ہوگا کہ 700 سے زائد آبادکاران الاٹ شدہ رقبہ کی اقساط ختم کر چکے ہوں مگر یہ امر قابل ذکر ہے کہ انہیں حقوق مالکانہ اس شرط پر تفویض ہوتے ہیں کہ یہ مقررہ قیمت ادا کرنے کے علاوہ سکیم کی دوسری شرائط بھی پوری کر رہے ہوں ۔ تاہم کلکٹر صاحبان کو ہدایات جاری کر دی گئیں ہیں کہ وہ ایسا کوئی مقدمہ التوا میں نہ رکھیں جس میں آبادکاران شرائط پوری کر چکے ہوں ۔

(ب) یہ درست ہے ویسے یہ سوال بذات خود بھی واضح نہ ہے تاہم اگر اس سوال سے یہ مراد ہے کہ پٹہ داری برائے 5 سالہ ، 15 سالہ کی پالیسی برائے عطا کرنے حقوق مالکانہ واضح نہیں تو اسکے متعلق اصل حقائق یہ ہیں کہ صرف ان پٹہ داران کو حقوق مالکانہ تفویض نہیں کئے جاتے ہیں جنکے قبضہ میں ایسا رقبہ ہو جو پہلے ہی کسی مستقل سکیم کے تحت مختص کیا گیا ہو ۔

(ج) جز ھائے (الف) (ب) کی تشریحات کی روشنی میں جزو ھذا کی تشریح کی چنداں ضرورت نہ ہے ۔

محکمہ اوقاف کے زیر تحویل اراضی پر ناجائز تعمیرات

33 ۔ بیگم بشریٰ رحمٰن (نامزد رکن) کیا وزیر اوقاف از راہ کرم فرمائینگے کہ :—

(الف) آیا یہ درست ہے کہ مزار حضرت بابا بلھے شاہ کے ارد گرد قبروں کو مسمار کرکے چٹیل میدان بنادیا گیا ہے اور مذہبی امور کی کمیٹی وھاں اپنی ذاتی دوکانیں بنالی ھیں ۔ اور کوٹ رکن دین کے گردو نواح میں بھی سرکنڈوں کا کاروبار کرنے والوں نے ناجائز طور پر پختہ مکانات تعمیر کرلئے ھیں ۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ ھری شاہ اچھرہ کی متنازعہ اراضی پر محکمہ ھذا کی ملی بھگت سے لوگوں نے ناجائز تعمیرات کھڑی کرلی ھیں اور محکمہ اوقاف لاھور میں بعض مزاروں اور قبرستانوں کا تحفظ کرنے میں ناکام رھا ہے ۔

(ج) اگر جزو ھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بد عنوانیوں کے سد باب کیلئے کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر اوقاف (میاں محمد ذاکر قریشی)

(الف) 1 ۔ یہ درست نہیں ہے ، حقیقت یہ ہے کہ قبرستان بہت قدیم ہے اور قبرستان میں قبریں اب بھی موجود ھیں ۔ 1968ء میں محکمہ اوقاف کی طرف سے ایک اشتہار دیا گیا تھا کہ جن لوگوں کے آباؤ اجداد کی قبور قبرستان میں ھیں وہ ان قبروں کو پختہ کرالیں چنانچہ کچھ لواحقین نے قبروں کو پختہ کروالیا تھا ۔

2 ۔ جہاں تک دوکانوں کی تعمیر کا تعلق ہے، آج سے تقریباً تین سال قبل قبرستان کے تحفظ کے لئے محکمہ اوقاف میں ایک سکیم بنائی گئی تھی کہ قبرستان کے تینوں اطراف میں دوکانات تعمیر کروادی جائیں

تاکہ قبرستان کا تحفظ ہوسکے ۔ اس سکیم کے تحت دوکانات کی تعمیر کے لئے ایک تعمیراتی کمیٹی تشکیل دی گئی اور عوام سے درخواستیں طلب کر کے بذریعہ قرعہ اندازی دوکانات الاٹ کی گئی تھیں الاٹی کے ذمہ 15,000 روپے کا خرچہ آیا تھا جو ماہانہ کرایہ میں وضع ہونا تھا ۔ اس سکیم پر عملدرآمد نہ ہوسکا ، کیونکہ چند اشخاص جن کو دوکانات نہ ملیں انہوں نے عدالت کی طرف رجوع کیا ۔ اس وجہ سے معاملہ التوا میں پڑا ہے ۔

3 ۔ یہ درست نہ ہے کہ کوٹ رکن دین کے گردو نواح میں سرکنڈوں کا کاروبار کرنے والوں نے ناجائز طور پر کوئی پختہ مکان تعمیر کرلئے ہیں ۔

(ب) یہ درست نہ ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ تکیہ لہری شاہ سے ملحقہ تمام جگہ سے متعلق مابین محکمہ اوقات ، سابقہ متولیان اور سفید جگہ کے پٹہ دار مسمی فرید جائیداد کا محکمانہ تحویل میں آنے سے لے کر اب تک مقدمہ بازی ہے ۔ اس وقت فریقین کے مابین عدالت عالیہ و عدالت عظمیٰ میں مقدمات زیر سماعت ہیں اور تادم تحریر کسی بھی ناجائز تعمیر کی اطلاع نہیں ۔

(ج) مندرجہ بالا وضاحت کی جا چکی ہے ۔

عام بحث

جناب قائم مقام چیئرمین — وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے ۔ اب عام بحث شروع کی جائے گی ۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

چوہدری عبدالمجید ۔ (چیئرمین ، میونسپل کمیٹی بہاولپور) — جناب چیئرمین جیسا کہ میں کل عرض کر رہا تھا کہ اچھی کارکردگی کے لیے سکون اور وقت کی ضرورت ہوتی ہے ، لیکن ہمارا زیادہ تر وقت اپنے کوئنسلر حضرات کی ناز برداریوں پر صرف ہو جاتا ہے اور اصل کام ثانوی حیثیت اختیار کر لیتا ہے ۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں آپ بھی بخوبی جانتے ہیں جس طرح ہمارے ملک میں جمہوریت کامیاب نہیں ہوئی ۔ آخر کیوں کامیاب

نہیں ہوئی کیوں ناکام ہوئی ؟ اسی اسمبلی میں جو کچھ ہوتا رہا ہے آپ نے خود دیکھا ہے - اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم سکون سے کام کریں ، مثبت کام کریں ، تعمیری کام کریں ، تو ہمارے سر پر جو عدم اعتماد کی تلوار لٹکی ہوئی ہے اس کو ختم ہونا چاہیے (نعرہ ہائے تحسین) - ویسے لطیفہ تو میں نے کل بھی عرض کر دیا تھا کہ اگر آپ کہیں کہ اسی تنخواہ پر کام کریں تو بھی ہم کریں گے - اس سلسلہ میں میرے خیال میں باقی چیئرمین اور میئر حضرات جو یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ بھی اپنے خیالات کا اظہار کریں گے کہ آیا میری یہ تجویز درست ہے ، حق بجانب ہے ، صحیح ہے حقائق پر مبنی ہے یا صرف غلط بیانی ہے - شکریہ -

بیگم نجمہ حمید (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) — جناب والا یہاں جو ان کے رفقاء کار بیٹھے ہیں یہ تو سب منتخب چیئرمین ہیں - یہ تو ان کا ساتھ دیں گے لیکن جناب والا میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ آپ ایسا کبھی بھی نہ کریں اور یہ جو تلوار لٹک رہی ہے اسے لٹکنے دیں - (نعرہ ہائے تحسین) یہ کہتے ہیں کہ کونسلر حضرات ناجائز کام کرواتے ہیں میں کہتی ہوں یہ جائز کام بھی نہیں کرتے - کیونکہ منتخب چیئرمین یا میئر حضرات سمجھتے ہیں کہ کونسلر ہمارے ہاتھ میں رہیں گے اگر ہم کوئی صحیح مطالبہ بھی کرتے ہیں تو یہ فوراً کہتے ہیں کہ اچھا کر دیں گے اور یہ وعدہ سال سال دو دو سال چار چار سال چلتا رہتا ہے اور میں تو یہ بھی کہتی ہوں کہ اگر آپ اپوزیشن والوں کو بلا کر پوچھیں کہ ان کے کیا مطالبات ہیں تو وہ آپ کو بتائیں گے اور صحیح کام ہو ہی اس لیے رہے ہیں کہ اپوزیشن مضبوط ہے تو میں یہ کہتی ہوں کہ آپ عدم اعتماد کی شق قطعی طور پر ختم نہ کریں - یہ چیئرمین ان کا ساتھ ضرور دیں گے کیونکہ یہ بھی ان کے ساتھ منتخب ہو کر آئے ہیں - یہ جو منتخب ہو کر آئے ہیں یہ بھی ان کی خوش قسمتی ہے اور یہ ان کے لیے کوئی کم نہیں ہے - کبھی آپ اٹر پورٹ پر دیکھیں کہ جب کوئی باہر سے اہم شخصیت آ رہی ہوتی ہے تو یہ چیئرمین حضرات دوسرے لوگوں کو اور پروٹوکول کے آدمیوں کو بلا لیتے ہیں لیکن اپوزیشن کے ممبران کو مدعو نہیں کرتے - یہ ان لوگوں کے ساتھ اتنی زیادتیاں کرتے ہیں کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی - آپ یہ نہ سمجھیں کہ میرا تعلق اپوزیشن سے ہے میں تو شیخ غلام حسین کے گروپ کی

کونسلر ہوں لیکن میں اپوزیشن کی آواز بھی ہوں (قہقہے) ۔ میں یہ نہیں کہتی کہ میں اپوزیشن میں ہوں لیکن جو بات مغلط ہے ۔ آخر وہ بھی ہماری طرح سے منتخب ہو کر آئے ہیں ان کو بھی حق ہے وہ اپنے کام کروائیں وہ بھی انہیں ووٹوں سے آئے ہیں ۔ اس لئے میں اس بات کی بالکل مخالفت کرتی ہوں اور کبھی بھی ایسا نہیں کرنا چاہئے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اگر آپ نے یہ کر دیا تو یہ نعوذ باللہ اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگیں گے ، میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتی ہوں ۔

خواجہ ریاض محمود (ڈپٹی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن) ۔ جناب چیئرمین میں بیگم صاحبہ کے خیالات کی پرزور مخالفت کرتے ہوئے کارپوریشن کی مثال پیش کرتا ہوں ۔ جہاں پر حزب اقتدار اور حزب مخالف کا تصور پیدا کئے بغیر لاہور کے میئر میاں شجاع الرحمن لاہور کے چالیس لاکھ شہریوں کیلئے اپنی خدمات ہر وقت پیش کر رہے ہیں اور اس میں کسی مخالف یا موافق عنصر کی کوئی بات نہیں ہے ۔ بیگم صاحبہ نے معلوم نہیں کہاں اس قسم کے حالات دیکھے ہیں ، (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین ۔ نہیں نہیں اس طرح نہیں ۔

خواجہ ریاض محمود ۔ اس کے علاوہ میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ جتنا روپیہ لاہور کے ترقیاتی کاموں کے لئے ان لوگوں کو ملتا ہے جن لوگوں نے میاں صاحب کو کامیاب کروایا ہے اور اتنا ہی روپیہ مخالف لوگوں کو بھی ملتا ہے اور ایک دھیلی پیسہ بھی انہیں دوسروں سے کم نہیں ملتا اور ان لوگوں کو بھی اتنی ہی مراعات حاصل ہیں جنہوں نے الیکشن میں میاں صاحب کا ساتھ نہیں دیا ۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوری بات ہے اور اصولی بات ہے کہ عدم اعتماد کسی حد تک رہنے چاہئے لیکن اس کا مستقل طور پر غلط استعمال نہیں ہونا چاہیے ۔ ہر شخص کو کسی تعصب کے بغیر لاہور کے شہریوں کے مسائل کو حل کرنا چاہئے ۔

جناب چیئرمین ۔ خاکوانی صاحب اب کی دفعہ تو آپ کو ہم نے سنا ہی نہیں ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ (میئر میونسپل کارپوریشن ملتان) ۔ جناب میں سن رہا ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ ملتان میں بھائیں بھی تو ہیں ۔ آپ کا تو اس چیز میں بڑا تجربہ ہے ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ جناب چیئرمین میں آپ کا بہت ہی ممنون ہوں کہ آپ نے میری طرف اشارہ فرمایا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں ، میں ہی ایک ایسا میئر ہوں جس نے گذشتہ چار سالوں میں 36 کے مقابلے میں 21 ووٹوں کے ساتھ چار سال گزارے اور ان 36 ممبران نے میرے خلاف عدم اعتماد کا بھرپور مظاہرہ کرنا چاہا ۔

مجھے نوٹس بھی دیے ۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ دس لاکھ شہریوں کی دعائیں تھیں اور جن کے وارڈوں میں میں نے کام کیا تھا کہ وہ 36 ممبران 37 نہ ہو سکے ۔ اور اگر وہ 37 ہو جاتے تو میں ہار جاتا ۔ بلکہ میں نے 21 کے 23 ووٹ کر لئے اور میں نے ان کو ہرایا اور وہ عدم اعتماد کامیاب نہ ہو سکا ۔ مگر اس بات میں کوئی کلام نہیں ہے کہ ہم پر اتنا دباؤ ہوتا ہے کہ ہمیں ہر وقت ممبر کی خوشنودی درکار ہوتی ہے ۔ جب ایک شخص اقلیت میں ہو اور آجکل تو اس موجودہ انتخابات میں بہت سے اضلاع میں اور بہت سے شہروں میں تناسب کچھ اس طرح سے ہو گیا ہے کہ ایک ایک یادو کی اکثریت ہے ۔ اسلئے وہیں ہر وقت یہ خدشہ ہے اور میری اکثریت بھی صرف دو ووٹوں سے ہے مگر میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں اگر انسان کو اپنے اوپر بھروسہ ہو اور اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد اور تقوی ہو تو کوئی کسی کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا ۔ ممبر بھی کچھ نہیں لگا سکتے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان سے کہتا ہوں کہ آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو میں رہوں گا اور اگر اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تو میں چلا جاؤں گا ۔ مگر میری نیت یہ ہوتی ہے اور ہر میئر کو یہ کرنا چاہیے کہ شہر کی ڈویلپمنٹ کیلئے وہ بالکل آنکھیں بند کر کے یا دونوں اطراف آنکھیں کھول کر رکھے اور شہر کی ڈویلپمنٹ پوری طرح سے کرے انشاءاللہ تعالیٰ اس کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں ہو گی ۔ مگر یہاں پر اسوقت عدم اعتماد کے متعلق جو مطالبہ ہو رہا ہے یہ بات کسی حد تک درست ہے کہ اس کو غلط طریقہ پر استعمال نہ کیا جائے ۔ بحیثیت سبجیکٹ کمیٹی کے کنوینر کے یہ معاملہ میرے پاس زیر بحث آیا ہے اور ہم نے پس کی رپورٹ بھی پیش کر دی ہے کہ آپ نے عدم اعتماد کے لئے چھ مہینے کی جو شرط رکھی ہوئی ہے ، میں نے پچھلے چار سال میں بھی یہ عرض کیا تھا کہ چھ مہینے کے عرصہ کو کم از کم ایک سال کر دیا جائے ۔ عدم اعتماد رہے ضرور رہے تاکہ میئر ہو یا چیئرمین ہو اس بات کے دباؤ کے پیش نظر وہ بھی ٹھیک کام کرتا رہے گا اور سیاسی طور پر

تھی یہ چیز ہونی چاہیے مگر میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ آنے والے انتخابات کیلئے اسے غلط طور پر استعمال کیا جا رہا ہے اور آئندہ آنے والے انتخابات کیلئے میدان صاف کیا جا رہا ہے - کیونکہ ہمارے گروپوں میں ہمارے ساتھ مختلف پارٹیوں کے لوگ ہیں اور وہ شائد اسوقت الیکشن میں علیحدہ بھی ہو جائیں - بہر حال وہ اس وقت اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں کیونکہ یہ ادارے موجود ہیں اور باقی ادارے اس وقت نہیں ہیں تو وہ ان اداروں سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور اپنا مقصد بڑائی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور عدم اعتماد کے چکر میں کسی کے political image کو خراب کرنا چاہتے ہیں اور یہ ماحول خراب کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس ماحول میں وہ آئندہ الیکشن میں اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکیں - تو اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ عدم اعتماد کو اس طرح سے کر دیا جائے کہ اس کی گارنٹی ہونی چاہیئے - کیونکہ آپ کے پاس ایک دفعہ 29 بھی موجود ہے - اس کے تحت اگر آپ چاہیں تو کسی میئر یا چیئرمین کو disqualify بھی کر سکتے ہیں - وہ ڈنڈا آپ کے پاس موجود ہے - اگر کوئی شخص خائن ہے ، بد دیانت ہے یا کام نہیں کر سکتا یا لوگوں کو ناراض کرتا ہے تو آپ اس کو misconduct یا misappropriation of fund میں جس طرح چاہیں disqualify کر سکتے ہیں - مگر میں یہ چاہونگا کہ اس میں اتنی ترمیم ضرور فرما دیں کہ یہ مدت ایک سال کے لئے کر دیں تا کہ ایک آدمی پوری طرح سے کام کر سکے سوال یہ کھڑا ہوا تھا کہ اگر اس کی اکثریت نہیں ہے تو وہ کام کیسے چلائے گا تو کیا کام کمشنر چلائے گا میں یہ بھی نہیں چاہتا میں چاہتا ہوں کہ اسے خود استعفے دے دینا چاہیئے اور چلے جانا چاہیئے اگر اس کی اکثریت نہیں ہے وہ بجٹ ہے اور کامیاب نہیں کرسکتا تو اسکو چلا جانا چاہیئے جمہوری بات تو یہی ہے اگر وہ نہیں جانا چاہتا کیونکہ میرے ساتھ بھی یہی ہوا ہے مجھے بھی یہی سمجھا گیا تھا کہ میرا بجٹ گزشتہ چار سال میں پاس نہیں کیا گیا تھا میرے وہ پہلا بجٹ تھا میرے اکیس تھے اور ان کے مقابلے میں 436 تھے مگر چونکہ regular fight ہو رہی تھی اس regular fight میں جیت گیا باقی دو ہار گئے میرے وائس چیئرمین کے انتخاب کے بعد وہ دو نوں فوراً مل گئے اور انہوں نے مل کر میرے خلاف محاذ بنا لیا مگر I carried on اور میں نے اس طرح سے کام کیا کہ ان 36 کا مقابلہ کرتے کرتے میں نے بجٹ میں ان کے لئے تمام رقومات رکھیں سارے شہر میں مساویانہ کام کیا کیونکہ

اس بجٹ کی میرے ساتھ ناراضگی نہیں تھی میرے ساتھ سیاسی طور ناراضگی تھی اس کو اس طریقے سے نکال دیا گیا تو میں یہ کہونگا کہ اس کو اگر ایک سال کے لئے کر دیں بجٹ - تو بجٹ - اور دوسرا یہ ہو دو تہائی نوٹس دیں اس میں پچاس فیصد نوٹس کا ہے - پچاس فیصد آدمی نوٹس دیں اس کے دوتہائی اس کو نکال سکتے ہیں نوٹس تو پچاس والے دے دیتے ہیں پھر اس کے لئے Bargaining ہوتی ہے اور Bargaining میں روپیہ چلتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بری بات اس طرح سے ممبروں کو corrupt کرنا ہوتا ہے اس لئے ان کو یہ چانس نہ دیا جائے اگر دو تہائی ہے تو وہ دو تہائی دستخط کر کے دیدیں تو شریف آدمی خود چلا جائے گا عدم اعتماد کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی اور اگر دو تہائی نہیں ہیں تو پھر یہ سودے بازی نہیں ہونی چاہیئے اس لئے دو تہائی کا دستخط کر کے دینا لازمی قرار دیا جائے اور ایک سال کے لئے اس کو کردیا جائے چھ مہینے نہ ہو -

میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں کہ ضرور اس ایوان میں اس پر خیالات کا اظہار ہونا چاہئے ان کی تائید ہونی چاہیئے اور اگر مخالفت کا کوئی پوائنٹ آتا ہے تو اس میں میں سمجھتا ہوں کہ میئر کی یہ ایمانی یا چیئرمینی نہیں ہے مگر اس کے اندر صرف پریشر گروپ ہوتے ہیں اور وہ پریشر گروپ ہی اسے مجبور کر جاتے ہیں اور اگر میئر یا چیئرمین اس گروپ سے آزاد ہو کر اللہ تعالے کی ذات پر توکل کر لے تو انشاءاللہ کامیاب رہ جائے گا -

سیدہ ساجدہ نیئر عابدی - (خاتون کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ) جناب والا پنجاب کونسل کے ممبر ہونے کی حیثیت سے اور ایک elected نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اس سلسلے میں میں یہ گذارش کرونگی کہ خانوانی صاحب کی جو بات ہے وقت کو تھوڑا سا بڑھانا اور بجٹ - تو بجٹ اگر اس موشن کو اٹھایا جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ بہتر قدم ہو گا کیونکہ اسوقت تو ہم چار روز سے آپ کو انتہائی محفوظ سمجھ رہے ہیں لیکن ان اداروں کو جس گرم اور سرد حوادث کا سامنا باہر نکل کر کرنا پڑتا ہے سیاسی جماعتوں کی باہد مخالف سے مقابلہ کرنے کے ان اداروں کو جس طریقے سے چیئرمین حضرات اور ان اداروں کے الیکٹڈ نمائندے ہر باہد مخالف سے چھپا کر رکھتے ہیں تو اس سلسلے میں ان کی کارگزاری اگر effective ہو تو وہ بھی ان اداروں کی کامیابی نہیں ہے میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر

اس موشن کو عدم اعتماد کے بجٹ تو بجٹ رکھا جائے اور اگر کوئی چیئرمین بجٹ پیش کراکر اسکو پاس کرانے کے قابل نہیں ہے تو پھر میرا خیال ہے اور جیسا کہ خاکوانی صاحب نے فرمایا ہے اسے خود ہی یہ سیٹ چھوڑ دینی چاہیئے لیکن یہ جو چیئرمین کو چوبیس گھنٹے عدم اعتماد خطرہ لاحق رہتا ہے اور وہ کام بھی نہیں کر سکتے میرا خیال ہے کہ اتنی بد اخلاقی نہ تو اپوزیشن کا ممبر ہی دکھلا سکتا ہے اور نہ ہی چیئرمین صاحب یہ بد اخلاقی انکے ہاتھ دکھلا سکتے ہیں یہ جو منصوبہ جات کی آڑ عام طور پر بیان کی جاتی ہے کہ اپوزیشن کو منصوبے نہیں ملتے - اس میں جناب والا جہاں تک میرا مشاہدہ ہے صرف چیئرمین کا ہاتھ بھی نہیں ہوتا بلکہ جب منصوبہ جات کو ہاوس میں پاس کرایا جاتا ہے اس وقت جو اکثریت میں ہوتے ہیں ان کے منصوبے لامحالہ طور پر پاس ہو جاتے ہیں اور جو اکثریت میں نہیں ہوتے وہ منصوبہ جات رہ جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی پچھلے چار سال میں آپ کے متعدد احکامات پر یہ کوشش کی گئی ہے کہ اپوزیشن کے لوگوں کو بھی entertain کیا جائے اور ان کے حلقوں میں developments کے کام دیئے جائیں یہ دیئے جاتے رہے ہیں ایسے نہیں ہے کہ ان لوگوں کو کچھ نہیں مل رہا ان کے ساتھیوں کے ذریعوں سے اور دوسرے بہت سے ذریعوں سے ان ڈویلپمنٹس ملتی ہیں لیکن سیاسی جماعتیں اس بات پر مجبور کرتی ہیں کہ وہ لوگ عدم اعتماد اور اپوزیشن کی اپنی ضد پر اڑے رہیں صرف اس میں سیاسی حضرات کا ہاتھ ہوتا ہے کیونکہ یہ ادارے جس تندہی اور آپ کی شفقت سے کامیابی سے چل رہے ہیں اور یہ پہنچے ہیں سیاسی جماعتوں کو یہ بات پسند نہیں ہے سیاسی جماعتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ان اداروں کی وجہ سے ان لوگوں کو استحکام ملا ہے اور عوام میں کسی قسم کی بے چینی نظر نہیں آتی - عوام کیوں مطمئن ہیں ان کے حساب سے تو عوام میں بے چینی پھیلنی چاہیئے strikes چاہیں - روز ایجی ٹیشن چاہیں اور ہمارے حساب سے تو یہ ہے کہ ہم نے عوام کو مطمئن کیا ہوا ہے اب چار روز سے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں - اللہ کے فضل و کرم سے بندوں کے حساب سے مشکلات لے کر آئے تھے اور تقریباً ان میں حل لے ہم اب اپنے علاقوں میں جائیں گے لوگوں کو مطمئن کریں گے جناب والا - یہ قدم جیسے خاکوانی صاحب نے فرمایا بہتر ہے کہ اسکو بجٹ - تو - بجٹ موشن کو رکھا جائے ہم نے سٹڈی گروپ میں بیٹھ کر بھی یہی سفارش کی تھی -

چوہدری دلاور خان - (وائس چیئرمین ضلع کونسل - جھنگ) جناب والا - جس طرح خاکوانی صاحب نے فرمایا ہے یہ بات ایک لحاظ سے نہایت درست ہے کہ اگر چیئرمین بجٹ پاس نہیں کرا سکتا تو اسکو وہاں چیئرمین رہنے کا کوئی حق نہیں - اسکے علاوہ بھی میری یہ رائے ہے کہ اگر اس آدمی کی اکثریت نہ رہے تو اسکو ہاوس کو چلانے کا کوئی جواز ہوتا ہی نہیں - تو اس سلسلے میں میری یہ رائے ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ ایک سال کا کردیں ورنہ اگر بجٹ - تو بجٹ بھی کر دیں تو وہ بھی درست ہے - میری یہ رائے ہے -

چوہدری محمد علی بگا (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا) — جناب والا - سب سے پہلے جو محترمہ نے ابھی فرمایا تھا کہ یہ سب لوگ الیکٹیڈ ہیں یہ یقیناً اتفاق کریں گے تو مجھے سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے یہ خود بخود کیسے اخذ کر لیا ہے میری بھی اس سلسلے میں یہی رائے ہے کہ جناب والا - جوں ہی عدم اعتماد کا وقت آتا ہے تو بہت سے دوست یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ جناب سیاسی جماعتیں اسمیں دخل اندازی کر رہی ہیں تو سب سے پہلے تو میں انکی یاد دہانی کیلئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت ہم نے بجٹ نامزدگی دیئے تھے پورے طریقے سے اور بڑی احتیاط سے غیر جماعتی سطح پر چھان بین بھی ہوئی تھی جو امیدوار کاغذات نامزدگی دے رہا تھا اس کو reject کر دیا گیا اسکے بعد - میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب والا اب جو latest amendments ہوئی ہیں اسمیں صورت حال یہ ہے کہ دو تہائی اکثریت ہوگی اور پہلے انکو ہونے والے امیدوار کا نام لکھنا پڑے گا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے مزید سخت اقدام کرنا جمہوریت کو مسخ کرنے کے مترادف ہوگا سیاسی جماعتوں کے متعلق باتیں ہو رہی ہیں اس سلسلے میں میری ایک رائے ہے کہ اپوزیشن کے جو لیڈر ہیں یا جو نمائندے ہیں انکو بلا کر سن لیں انکی داستان بالکل اس کے برعکس ہوگی اس سلسلے میں میری یہ استدعا ہے کہ اب جو بھی latest amendment ہوچکی ہے اس پر اکتفا کیا جائے ورنہ میں اب عرض کرونگا کہ بہت سے دوست فرمارہے ہیں کہ اپوزیشن یوں کر رہی ہے اپوزیشن یہ کررہی ہے وہ لوگ بھی مضبوط ہیں انکی بھی تعداد ہے کیا ہم اس میں زیادہ پیچیدگیاں کرنے سے انکی ناراضگی مول نہیں لیں گے انکے ساتھ حق تلفی نہیں ہوگی انکا حق بنتا ہے وہ ہمارے ساتھ الیکٹیڈ ہوکر آئے ہیں اس فار مولے پر ہم آئے ہیں اسی فار مولے پر وہ آئے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صریحاً بدنامی کا باعث ہوگا -

جہاں تک الیکشن کی بات ہے الیکشن کے جب غیر جماعتی سطح پر ہوں گے تو الیکشن کے متعلق میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ لوگ کامیاب ہوں گے جنہوں نے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہو گا ۔ جنہوں نے لوگوں کی خدمت کی ہو گی ۔ وہاں پر کوئی پارٹی میں سمجھتا ہوں effective نہیں ہو گی ۔ جیسا کہ ہمارے سرگودھا میں کئی مثالیں موجود ہیں میرے حلقہ میں پیپلز پارٹی والے تشریف لے گئے تھے ایک دفعہ ملوکانی دورہ میں ایک بچہ فوت ہوا تھا وہاں پر ملاقات ہوئی تھی ۔ اس وقت میں کونسلر تھا جو سب سے گندہ علاقہ آپ نے دیکھا ہے وہ میرا ہے اور آپ نے وعدہ بھی فرمایا تھا ہماری امداد کے لئے جناب سے وہاں ملاقات ہوئی تھی وہاں کے لوگ حالانکہ وہ غریب آبادی ہے وہاں پیپلز پارٹی والوں نے پورا زور لگایا لیکن میں نے ان کی کوئی خدمت کی ہوئی تھی ۔ ان لوگوں نے میرا ساتھ دیا اور میں کامیاب ہوا اور ڈپٹی میئر کی صورت میں آپ کے سامنے حاضر ہوں ۔ یہ جو لوگ واہ ویلا کر رہے ہیں کہ آئندہ الیکشن میں یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا قطعاً کچھ نہیں ہو گا ۔ میں یقین سے کہتا ہوں جو بھی الیکٹ ہو کر عدم اعتماد کے بعد آئے گا وہ غیر جماعتی سطح پر elected نمائندہ ہو گا وہ بھی آپ کا ہو گا ۔ آنے والا میں سمجھتا ہوں محتاط ہو کر آپ کا ساتھ دے گا ۔ انشاءاللہ تعالیٰ وہ مضبوط آدمی ہو گا ۔ میری اس سلسلہ میں استدعا یہی ہے کہ جو ——— latest amendment ہو چکی ہے اس کو کاٹ چھانٹ کرنا یا اس کو سخت کرنا یہ جمہوریت کے مترادف ہے ۔ اس سلسلہ میں میری استدعا یہی ہے ۔

قاضی عبدالقدوس — (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی)
جناب والا کل ہاؤس میں یہ موشن پیش کیا گیا تھا کہ عدم اعتماد کی شق جو ہے اسے ختم کر دیا جائے کیونکہ یہ ہمارے اوپر hanging sword ہے اور ہمیں کام نہیں کرنے دیتی ۔ موشن پیش کرنے والے فاضل دوست نے بار بار یہ کہا کہ میں نے جو بہت ضروری بات کرنی ہے وہ چیئرمین اور میئر کے فائدے کی بات ہے اس بات کو جو میں کرنے والا ہوں یہ چیئرمین اور میئر کے فائدے کی بات ہے اس بات کو متعدد دفعہ دہرایا گیا حالانکہ اس شق کا وائس چیئرمینوں پر بھی اطلاق ہوتا ہے تو یہ سپرٹ کہ یہ اب ان کے سسٹم کا حصہ ہے اگر ہمیں ignore کرکے صرف چیئرمینوں اور میئر کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی سسٹم یا کسی آئیڈیل کو project کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اسکے پیچھے کوئی ذاتی اغراض پوشیدہ ہیں وہ شق جو ہے اس سے متاثر چیئرمین نہیں ہوتے وائس چیئرمین

اور ڈپٹی میئر بھی ہوتے ہیں - اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے ہمارا سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ ہم elected لوگ ہیں اور آج ہم دنیا کو بتانے کیلئے کہ ایک مقدس ادارہ ہمارے پاس ہے ہم ان کو یہ کہہ سکتے ہیں یہ چیئرمین ڈپٹی چیئرمین میئر اور ڈپٹی میئر وہ لوگ ہیں جو ایک خالص ڈائریکٹ ووٹ پر elected institution کے سربراہ ہیں - ایک بڑا تقدس ہے اس تقدس کو محض کسی خدشے کے تحت ختم کر دینا اور ڈیموکریٹک پروسیژن کے خلاف اظہار کرنا میں سمجھتا ہوں یہ اظہار بذات خود اس انسٹی ٹیوشن کے تقدس کو مجروح کرنا ہے جس کے تحت ہم یہاں پہنچے ہیں -

جناب والا یہ احتساب کا جو عمل ہے یہ انتہائی ضروری ہے - ابھی بشریٰ رحمن بہن نے کہا تھا کہ اسلام میں ہم دیکھتے ہیں کہ احتساب سے ان کا عمل ہوتا ہے اور سب سے پہلا سوال حضرت عمر فاروق پر کیا گیا چادر کے بارے میں - یہ احتساب کا عمل تھا جس وقت کسی انسان کسی شخص یا کسی ادارے کے سربراہ کے اوپر احتساب کی قدغن نہیں ہو گی اس کو گرفت لینے والا ہاتھ نہیں اٹھے گا جب تک یہ پابندیاں نہیں ہوگی اس وقت تک میں یقین سے کہتا ہوں اسے ہم ڈکٹیٹر کہہ سکتے ہیں اسے ہم کچھ بھی کہہ سکتے ہیں لیکن ایک بات ضرور ہے ایک فرد واحد جو ایک بار الیکٹ ہونے کے بعد یہ سمجھتا ہے کہ چار سال کوئی دنیا کی طاقت اس کا کچھ نہیں کر سکتی اس سے یہ امید رکھنا کہ وہ سارے لوگوں کو برابر treat کرے گا ناممکن ہے انسانی فطرت کے خلاف ہے اور یہ پروسیژن جو ہے no confidence والی یہ انسانی فطرت کے قریب تر ہے اور یہ آج کی بات نہیں یہ قوموں کی مسلسل تجربہ کے بعد اس پروسیژن کو یہاں رکھا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں یہ پروسیژن ضرور ہونی چاہیے حالانکہ صرف ایک بات ہے جیسا کہ خاکوانی صاحب نے کہا ہے کہ اس حد تک ترمیم کی جا سکتی ہے کہ بجٹ تو بجٹ اس آدمی کو سیکورٹی ہو تاکہ وہ اپنے بجٹ کو implement کر سکے - یہ بہت ٹھیک اور درست پروسیژن ہے -

جناب والا آخر میں ایک بار پھر زور دے کر کہوں گا کہ ڈسٹرکٹ کونسل اور کارپوریشن یہ تمام بلدیاتی ادارے ہیں یہ ہمارے ملک کے مقدس ترین ادارے ہیں اور ان کے تقدس کو اس وقت مجروح کیا جائے گا جب یہ no confidence جیسے احتسابی پروسیژن جو ہیں وہ ان کے سر سے ہٹا دی جائیں گی -

میاں محمد منیر— (سینئر وائس پریذیڈنٹ آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین—لاہور) جناب والا میں آپکی توجہ قرآن پاک کے اس ترجمے کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں جس کے لئے آپکو ذاتی طور پر بھی درخواست کروں گا کہ اس میں آپ دلچسپی لیں اور ایکشن لیں۔

جناب والا گزارش ہے کہ قرآن پاک کے پارہ 24 صورۃ المومن آیت 61 ہے اس میں لکھا ہے۔

''اللہ الذی جعل الکم الیل لتسکنوفیہ والنہار مبصرا''

اللہ وہ ہے جس نے - - - - (قطع کلامیاں) یہ ترجمہ بتا رہا ہوں پڑھ نہیں رہا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین - آپ سنیں - وہ اسکا ترجمہ پڑھ کر سنا رہے ہیں جو لکھی ہوئی چیز ہے وہ آپکو سنا رہے ہیں پھر اسکی وضاحت کریں گے۔

میاں محمد منیر - میں معزز ایوان سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ آپ سنیں - جو ترجمہ اس وقت قرآن پاک میں درج ہے وہ آپ کو پیش کر رہا ہوں - اسی سلسلہ میں میری درخواست ہے کہ اسکو درست کرایا جائے۔

(قطع کلامیاں)

ایک آواز—جب لاکھوں ہاتھوں میں چلا گیا اس وقت تو آپ خاموش رہے۔

میاں محمد منیر— جناب چیئرمین صاحب میں معزز ایوان سے درخواست کروں گا کہ لاکھوں ہاتھوں میں قرآن پاک چلے گئے ہیں۔ ہمارا اس سے مقصد احترام کرانا مقصود ہے۔ احترام کرنا مقصود ہے۔ اس کا ادب کرنا مقصود ہے تو عرض کرنے کا مطلب ہے اگر ایوان میں میں لے آؤں تو میں سمجھتا ہوں بجائے اسکے کہ اسکو لوگ توجہ سے سنیں کسی دوست نے توجہ نہیں کی۔ ایک بات ہمارے ہاتھوں آئی ہے اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ ایوان کے سامنے اسکو پیش کریں۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ — (وائس چیئرمین ضلع کونسل، رحیم یار خان) جب چیئرمین صاحب آتے ہیں تو سارا ہاؤس کھڑا ہو جاتا ہے - یہ قرآن پاک اٹھائے ہوئے ہیں اور کھڑے ہیں اور ہم سب لوگ بیٹھے ہیں - یہ قرآن پاک کی بے حرمتی ہے -

میاں محمد منیر — میں آپ سے اونچا کر کے پڑھ رہا ہوں -

جناب چیئرمین — آپ کیا بات کر رہے ہیں - اگر آپ کو باہر جانا ہے تو بڑے شوق سے جائیے - دیکھیے آپ ان کی بات سن لیجئے - اس کے بعد ہم بات کریں گے - ایسی کوئی بات نہیں - بسم اللہ کریں آپ - (قطع کلامیاں) آپ سن لیجیے وہ پڑھ کر آپ کو سنا رہے ہیں -

میاں محمد منیر — جناب والا میری گذارش یہ ہے کہ یہاں ترجمہ غلط لکھا ہوا ہے جو میں آپ کی وساطت سے ایوان کے سامنے پیش کر رہا ہوں - میرا منشا اس میں صرف یہ ہے کہ اس کی درستگی کرائی جائے - دو جگہ پر اس نے اس طرح کیا ہے - جناب پارہ 24 کی جو 41 آیت میں عرض کی ہے - ''اللہ الذی جعل لکم الیل لتسکنوفیہ النہار مبصرا'' اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہارے رات کو آرام کے لئے'' ایک تو یہ درست کیا جائے - اسکے ساتھ ہی سورۃ المومن کی آیت 64 ہے اس میں بھی جناب اس طرح سے ترجمہ کیا گیا ہے - ''اللہ الذی جعل لکم الارض قرار اوالسماء'' (اللہ وہ ہے جس نے کیا پیدا تمہارے لئے زمین کی جگہ قرار) تو گذارش یہ ہے کہ اسکو درست فرمایا جائے - یہ میں جناب کی خدمت میں پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں اور اسکے ساتھ ہی یہ سورہ آل عمران ہے یہ پارہ 3 ہے اس میں بھی غلطی ہے یہ بھی درست فرمائی جائے -

جناب چیئرمین — اسکے پبلشرز کون ہیں ؟

میاں محمد منیر — جناب والا اسکے پبلشرز تاج کمپنی ہے اور منسوب کیا گیا ہے شاہ رفیع الدین محدث دھلوی سے -

جناب چیئرمین — آپ کا یہ پوائنٹ آگیا ہے - منسٹر صاحب آپ اس کو دیکھیے گا آپ اس کا نوٹس لیں اور جو اس میں غلطی وغیرہ ہیں ان پر بھی آپ ایکشن لے لیں - وزیر قانون صاحب میں آپ سے بھی یہ عرض کروں گا کہ آپ دونوں مل کر یہ کام کر لیجئے - منسٹر صاحب آپ قرآن پاک کو لے لیجئے وہ آپ کو پیش کر رہے ہیں -

میاں محمد منیر—شکریہ -

(اس مرحلہ پر قرآن پاک جناب وزیر اوقاف میاں محمد ذاکر قریشی صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا)

جناب خاقان بابر - جناب چیئرمین - میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب وقت ہے اور میں آپ کی اجازت سے ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ دین کی بات آ گئی قرآن کی بات آ گئی اس پر کچھ اعتراضات لوگوں نے کر دئیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ relevant وقت ہے کہ میں اس قرارداد کو ہاؤس کے سامنے پیش کروں آپ کی اجازت سے - قرارداد کے الفاظ یوں ہیں کہ -

یہ ایوان صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کو قادیانی لاہوری مرزائیوں کی پاکستان میں اسلام دشمن سرگرمیوں پر قانونی پابندیاں لگانے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے - اس ایوان کی رائے میں یہ پابندیاں - بہت پہلے لگ جانی چاہئیں تھیں چونکہ یہ سعادت صدر مملکت کے نصیب میں تھی اس لئے پروردگار عالم نے اس کارخیر کا سہرا بھی ان کے سر پر باندھا اور اس طرح ان کے لئے خوشنودی تاجدار ختم نبوت اور حصول رضائے الٰہی کا سامان پیدا کر دیا یہ ایوان صد سالہ غیر ملکی سامراج کی آغوش میں پلنے والے/فتنے کا سدباب کرنے پر پنجاب کے عوام کی طرف سے صدر پاکستان کا شکریہ ادا کرتا ہے - یہ ایوان نفاذ نظام اسلام کے سلسلے میں ان کی مخلصانہ مساعی جمیلہ کو بنظر تحسین دیکھتا ہے اور پروردگار عالم سے دعا کرتا ہے کہ وہ صدر مملکت کی مساعی جمیلہ میں مزید اضافہ کرے اندرونی اور بیرونی اسلام دشمن طاقتوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے ان کے اس عزم استقلال کو استقامت بخشے اور وہ پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بنانے میں کامیاب و کامران ہوں - یہ عنوان صدر مملکت کو یقین دلاتا ہے کہ پنجاب کے عوام نفاذ اسلام کے سلسلہ میں کی جانے والی کوششوں میں ان کا بھرپور ساتھ دیں گے - اس سلسلہ میں کسی مالی اور جانی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا یہ ایوان غیر مسلم اقلیتوں کی جان و مال کی حفاظت کے سلسلہ میں حکومت کی پالیسی کی مکمل حمایت و تائید کرتا ہے - یہ ایوان مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کے سلسلہ میں صدر مملکت کی مساعی کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے - / اور امید کرتا ہے کہ یہ معمہ حل ہونے میں اب زیادہ دیر نہیں لگے گی -

جناب والا یہ قرار داد ہے جو میں نے پیش کر دی ہے - اس کے ساتھ میں یہ گذارش کرنا چاہونگا - کہ ہم کچھ دنوں سے نوٹ کر رہے ہیں - کہ بعض لوگ جمہوریت کی آڑ میں اسلام پر تیراندازیاں کر رہے ہیں اور مختلف قسم کے بیان بازیاں ہو رہی ہیں - میری مودبانہ گذارش ہے کہ اس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئیے بعض لوگ ایسے بیانات دے رہے ہیں اور بالخصوص قادیانیوں کے متعلق جو قانون بنایا ہے یہ بیانات کچھ ایسے لوگ دے رہے ہیں - جو پی - این - اے کی تحریک میں اسلام کے نام پر سوشلزم کی مخالفت کر رہے تھے آج وہی لوگ اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں اور کارمل کے خونی سوشلزم کا سہارا لے کر باتیں کرتے ہیں اور یہ باتیں ہماری سر زمین پر ہو رہی ہیں - جناب والا میں گذارش کرونگا کہ قوم زیادہ دیر تک ان باتوں کی متحمل نہیں ہو سکتی اور ہم انکو نہیں بن سکتے - ہم خاموش تماشائی نہیں رہیں گے اور نہ ہی رہنا چاہئیے ہم استدعا کریں گے کہ ان کی زبانوں کو بند کرنے کا اہتمام کیا جائے - اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو پھر ہمیں مکمل طور پر اجازت دی جائے تاکہ ہم ان لوگوں کا احتساب نشتر پارک سے شروع کریں اور پشاور کے قصہ خوانی بازار تک ان کا احتساب کریں ہم دیکھیں گے کہ پریس والوں کی آغوش میں بیٹھ کر جو اس قسم کی اسلام پر تیر اندازیاں کرتے ہیں - وہ عوام کے سامنے کیسے آتے ہیں اور عوام کو منہ کیسے دیکھاتے ہیں - ہم ان کا علاج کرنا جانتے ہیں لیکن حضور والا ہم حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ یہ سیاسی شعبدہ بازیاں کس کی اجازت سے کی جا رہی ہیں ایک طرف تو سیاست پر پابندیاں ہیں دوسری طرف سیاسی شعبدہ بازیاں ہو رہی ہیں - اور سیاست کی جا رہی ہے اور ایسی باتیں کی جا رہی ہوں - جو اسلام اور پاکستان کے خلاف ہیں - میں اس ریزولیشن کے ساتھ ساتھ جناب کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں کہ دو خطبات موجود ہیں سیاسی جماعتوں کا اور مرزائیوں کا - میں ایم - آر - ڈی کا نام لے کر کہتا ہوں کہ مرزائیوں کا اکٹھ اس لئے ہو رہا ہے کیونکہ مرزا محمود کے دو خطبے ایک مورخہ 5 اپریل 1947ء دوسرا 16 مئی 1947ء ریکارڈ پر موجود ہیں جو ''الفضل'' میں چھپ چکے ہیں جس میں انہوں نے کہا ہوا ہے کہ اول تو پاکستان بننا نہیں چاہیئے اگر بن جائے تو ہر احمدی کا مذہبی فرض ہے کہ اس کو ختم کرنے کی کوشش کرے - جناب والا یہ ان کا مذہب ہے کہ پاکستان نہ رہے یہ ان کی سیاست ہے

کہ پاکستان نہ رہے - یہ سنگم ہے جہاں پر دو طاقتیں مل رہی ہیں - اور اس قسم کے لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) میں گذارش کروں گا اور میں نام لے کر بات کروں گا کیونکہ میں ان کو پہچانتا ہوں وہ مجھ کو پہچانتے ہیں نوابزادہ نصراللہ خاں سے ایک تقریب میں خلیل احمد ایڈووکیٹ نے تحریری طور پر ختم نبوت کے متعلق سوال کیا لیکن وہ اس سوال کو گول کر گئے میں نوابزادہ صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بی - این - اے میں اسلام کے علمبردار نکلنے والو تمہاری غیرت کہاں ہے تم اسلام کو سیاست کے لئے استعمال کرتے ہو یا اسلام سے واقعی مخلص ہو اس کا جواب نہیں دیا اور اور باتیں کرتے چلے گئے - انہیں سب حکمرانوں کی باتیں یاد آئیں نہ آئیں تو پیپلز پارٹی کی باتیں یاد نہ آئیں ان کو لٹتی ہوئی عصمتیں یاد نہ آئیں نہ آئیں انہیں سیاسی کارکن قتل ہوتے نظر نہ آئے باقی انہوں نے ساری باتیں کیں - لیکن یہ باتیں نہ کر سکے سیاسی مصلحتوں کے تابع وہ تضادات کا اس طرح سے شکار ہوئے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مداریوں کا اکھاڑا ہے لیڈری کیا ہے -

میاں محمد منیر - (سینئر وائس پریذیڈنٹ آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین لاہور) -

جناب چیئرمین یہ پنجاب کا ایوان ہے اور میں پنجابی سے اپنی بات شروع کرنا چاہتا ہوں - بندہ مزدور خدا سے مخاطب ہے وہ اس طرح کہتا ہے -

نہ توں کسے دا جمیا جایا ، نہ کوئی تیرا مویا
تو کی جانیں ساڈ دکھاں دی تو دکھی کدی نئیں ہویا

بندہ مزدور خدا کی طرف مخاطب ہو کر یہ بات کرتا ہے - اس ایوان میں بہت سی باتیں ہوئیں اور ہو رہی ہیں - میں ان کی افادیت کو تسلیم کرتا ہوں اور آپ کی مہربانی سے مجھے اس ہاؤس میں آنے کی سعادت بخشی ہے میں اس ضمن میں عرض کروں گا - میں مزدور طبقہ سے تعلق رکھتا ہوں اور ان کی نمائندگی کرتا ہوں مزدور طبقہ کی کہانی کچھ اس طرح ہے جیسے اقبال صاحب نے فرمایا -

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

جناب خاقان بابر - جناب والا میں نے قرارداد پیش کی ہے پہلے اس کو پاس کرایا جائے یا لوگوں کو اس پر بولنے کی اجازت دی جائے یہ غیر مناسب بات ہے -

بیگم نجمہ حمید - جناب چیئرمین میں ایک عرض کرنا چاہتی ہوں قرارداد کی حمایت ایوان کر چکا ہے چونکہ ہم یہاں غیر سیاسی بنیادوں پر آئے ہیں ہمیں سیاستدانوں کو یہاں زیر بحث نہیں لانا چاہیئے -

جناب چیئرمین - نہیں وہ ٹھیک ہے - پہلے آپ قرارداد پر آ جائیے گا -

بیگم نجمہ حمید - قرار داد تو ٹھیک ہے -

جناب چیئرمین - پہلے آپ قرارداد پر آ جائیے گا -

(قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوئی)

میاں محمد منیر - میں عرض کر رہا تھا کہ اس ہاؤس میں میں نے 1983ء میں کچھ گذارشات کی تھیں وہ ریکارڈ پر موجود ہیں کہ سنٹرل گورنمنٹ نے سنٹرل پی ڈبلیو ڈی کے ورک چارجڈ سروس کے ملازمین کو چند مراعات دیں تھیں اور میں نے درخواست کی تھی کہ کس حد تک پنجاب پی ڈبلیو ڈی کے ورک چارجڈ سروس کے ملازمین کو بھی یہ مراعات دی جائیں - اور ان کو پنشن کے وقت ورک چارجڈ سروس کا بینیفٹ دیا جائے - جس طرح سنٹرل گورنمنٹ نے دیا ہے - وہ کیس دو تین مرتبہ آپ کی خدمت پیش ہوا اگر یہ چیز ایوان کے اصولوں کے خلاف گئی ہو تو میں نواز شریف کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ پیش کیا

جناب چیئرمین Are you listening

میاں محمد منیر لیکن آج تک مزدوروں کے حق میں کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوا - پہلی مرتبہ سوال یہ پیدا کیا گیا کہ پنجاب کے خزانے پر 70 کروڑ روپے کا بوجھ ہوگا - اگر پی ڈبلیو ڈی کے ورک چارجڈ ملازمین کو پنشن کے وقت وہ مراعات دی گئیں - لیکن جب دوبارہ پیش کیا گیا تو یہ 70 کروڑ روپے کی بجائے 17 کروڑ روپے پیش کیا گیا - ,,7,, کا لفظ کچھ اتنا محفوظ رہا کہ تیسری بار وہ سات کروڑ کا بوجھ سمجھا گیا مگر اس کیس کو بالکل اسی طرح رکھا گیا - اور اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا - تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز اس طرح ہو رہی ہے کہ ایک انسان کے

دس بجے ہیں - چار بجے ہیں ، پانچ بجے ہیں یا دو بجے ہیں - ایک بیمار ہے ایک تندرست ہے - بیمار کو دوائی اس لیے نہیں دینی کہ تندرست کو بھی نہ دینی پڑ جائے - اب ہوتا کیا ہے کہ بیوروکریسی نے اس نظام کو اس طرح جکڑ رکھا ہے کہ جس وقت پی ڈبلیو ڈی کے ملازمین کی بات ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جی سکول ماسٹر اس میں آئیں گے - اس میں فلاں فلاں طبقہ بھی آئے گا تو وہ آپ کی خدمت میں ایک سو دس طبقے گن کر بتا دیتے ہیں اور اس کو کبھی ستر کروڑ کبھی سترہ کروڑ کی شکل میں آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں حالانکہ حقیقت بالکل مختلف ہے کہ اگر ورک چارج سروس کے آدمی کا ریکارڈ موجود نہیں ہے تو سکول ماسٹر جو پرائیویٹ ملازم تھے ان کا کہاں ریکارڈ موجود تھا ؟ گھی مل والوں کا کہاں ریکارڈ موجود ہے - جن کا ریکارڈ موجود نہیں ہے جو کہ گورنمنٹ کے خزانے سے اب - جی اپنی تنخواہیں وصول کرتے ہیں - ان کے سروس رول موجود ہیں - ان کو پینشن کا ورک چارج سروس کا حق نہ دینا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی اور کوئی ناانصافی نہیں ہو سکتی جو کہ پی ڈبلیو ڈی کے ملازمین کے ساتھ ہو رہی ہے - تو اس ضمن میں میں دوبارہ آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ سات کروڑ یا سترہ کروڑ یا ستر کروڑ کی انکوائری کرائی جائے - مجھے جھوٹی سٹیٹمنٹ دینے پر جو آپ کا قانون ہے لاگو کیا جائے - مگر میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ نہ تو ساتکروڑ خرچ ہوتا ہے نہ سترہ کروڑ خرچ ہوتا ہے یہ بالکل words کی jugglery ہے اور اس قسم کا جواب بنایا جاتا ہے - مزدوروں نے اس دور حکومت میں اپنی productivity بڑھائی ہے - اپنا industrial peace قائم رکھا ہے اور کسی قسم کا گورنمنٹ کو پریشان نہیں کیا جس کا اعتراف جناب صدر مملکت خود کئی بار اس سلسلے میں کر چکے ہیں مگر مزدوروں کو بالکل ignore کیا جا رہا ہے اور مزدوروں کی کسی ڈیمانڈ پر غور نہیں کیا جارہا جس کے نتیجے کے طور پر اب سیاسی شعبدہ باز ٹریڈ یونینوں میں گھس کر مزدوروں کی تنظیموں میں گھس کر ان کو دن بدن اکسا رہے ہیں - ان کے اکسانے کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ مزدوروں میں آپس میں جھگڑے اور فساد شروع ہوگئے ہیں - میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرونگا کہ یہ مزدوروں کا آپس کا جو جھگڑا ہے یہ بالکل سیاسی قسم کے جھگڑے ہونے شروع ہوگئے ہیں - اس کا نتیجہ غلط نکلے گا - اس کے نتیجے میں productivity پر اثر پڑے گا - اس نتیجے کا اثر ملک کی سالمیت

پر پڑے گا - اور اس سلسلے میں سیاستدان جو حالات ٹریڈ یونینوں اور مزدور تنظیموں میں گھس کر پیدا کرنا چاہ رہے ہیں خدا را میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کا بروقت ایکشن لیا جائے اور اس کا ایکشن اس طرح نہ لیا جائے ، کہ جناب صدر صاحب کے اس ارشاد کے احترام میں جیسے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں یہ ایکشن سٹوڈنٹس کے سلسلے میں بہت پہلے لے لینا چاہئے تھا - تو وہی وقت کہیں مزدوروں کے سلسلے میں نہ آجائے اور مزدور اس حد کو cross کر جائیں اور اس حد تک چلے جائیں تو پھر اس پر ایکشن لینے سے نتیجہ بالکل غلط نکلے گا - جناب والا میں نے دو پوائنٹ عرض کئے ہیں - ایک مزدوروں کے حقوق کی بات ہے - دوسرے مزدوروں میں سیاسی مداخلت کی بات ہے - تو میں آپ کی خدمت میں یہ درخواست کرونگا کہ سیاسی مداخلت کو فی الفور بند کیا جائے اور مزدوروں کے حقوق کے لیے پی ڈبلیو ڈی کے حقوق کے سلسلے میں میں یہ درخواست کروں گا کہ ایک کمیٹی قائم کی جائے - آپ اپنے لیول کی کمیٹی قائم کریں جس میں اگر ممکن ہو تو مزدوروں کے نمائندے کو بھی شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر سات کروڑ سترہ کروڑ - ستر کروڑ کا فیصلہ کیا جائے بجائے اس کے کہ ایسے فگرز دے کر - - - -

جناب چیئرمین - اب تو آپ کچھ الجھ گئے ہیں - جی آپ آئیے گا -

میاں محمد منیر — جناب مجھے صرف ایک سیکنڈ دے دیں -

جناب چیئرمین — نہیں جناب - آپ دیکھیں کہ آپ آدھے گھنٹے سے بول رہے ہیں - آپ کو کوئی پتا لگا -

میاں محمد منیر — آپ کا ارشاد درست - میں مانتا ہوں کہ میں آدھے گھنٹے سے بول رہا ہوں -

جناب چیئرمین — جی آپ آئیے گا -

ملک نذیر احمد اترا (چیئرمین میونسپل کمیٹی بھکر) - جناب والا - میں اس معزز ایوان میں موجود نہیں تھا کہ ہمارے ایک اے ڈی سی (جی) بھکر ملک ممتاز احمد جھکھڑ پر الزام لگایا گیا کہ وہ شراب پیتے ہیں - میں پوری ایمان داری اور پوری ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں کہ یہ غلط ہے -

جناب چیئرمین - اگر غلط ہوگا تو ٹھیک ہو جائے گا - ایسی کوئی بات نہیں ہے -

ملک نذیر احمد اترا — جناب والا - اس معزز ایوان میں کسی کی کردار کشی نہیں ہونی چاہیے -

جناب چیئرمین — کچھ نہیں ہوا ہے - ایک چیز آئی ہے - ہم اسے دیکھیں گے - اگر کوئی بات ہوئی تو کریں گے ورنہ ٹھیک ٹھاک ہے - ایسی کوئی بات نہیں ہے - جی بٹ صاحب .

حاجی محمد اسلم بٹ (میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ) - جناب چیئرمین آج جو بات میں کرنے والا ہوں وہ شہری جائیداد کے متعلق ہے - اکثر و بیشتر ہر آدمی کے علم میں ہے کہ شہر میں جو جائیداد فروخت ہوتی ہے اس کا اشٹام بہت ہی کم لگایا جاتا ہے - مثال کے طور پر اگر کوئی جائیداد دو لاکھ روپے کی ہے تو اس کا اشٹام صرف 50 ہزار روپے کا یا اس سے بھی کم لگایا جاتا ہے - میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر زیادتی ہے - جیسے کہ gain ٹیکس والے کرتے ہیں کہ خواہ رجسٹری کتنے کی ہو اس کی مارکیٹ value کے حساب سے gain tax لگایا جاتا ہے - میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ اسی طرح جائیداد کے متعلق جو کم اشٹام لگایا جاتا ہے اسے تسلیم نہیں کرنا چاہیے بلکہ مارکیٹ value لگانی چاہیے کیونکہ موجودہ طریق کار سے صرف گورنمنٹ کا ہی نقصان نہیں ہوتا بلکہ کارپوریشن کا بھی بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے - اگر اس کا سدباب کیا جائے تو کارپوریشن جس کو مشکل حالات سے گزرنا پڑتا ہے یقیناً یہ آمدنی ان کے لیے صحیح اور مفید ثابت ہوگی -

سردار خالد عمر - (چیئرمین ضلع کونسل لاہور) - جناب چیئرمین صاحب ! پروٹوکول کی وجہ سے میں دو دن یہاں حاضر نہیں ہو سکا اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکا - تو میں نے یہ موقع مناسب سمجھا کہ آج جنرل بحث ہے تو میں تھوڑا سا اپنے حالات کے متعلق عرض کروں - جناب والا - پہلے دن پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہاں تقریر ہوئی اور انہوں نے ہمارے سوالات کے جوابات دئیے - اس میں میں کچھ مطمئن نہیں ہوا - کیونکہ میری suggestion یہ تھی کہ جو روپیہ ڈسٹرکٹ کونسل کو دیا جاتا ہے وہ ڈائریکٹ دے دیا جائے اور ان کی priority fix کر کے نہ دیا جائے - ایک ڈسٹرکٹ کو ضرورت ہوتی ہے اریگیشن کے لئے یا پینے کے پانی کے لئے دوسرے کو سڑکوں کے لئے ضرورت ہوتی ہے تو وہ میری

التجا تھی مگر چیئرمین صاحب نے یہاں کہا کہ ہم پچاس فیصد سے زیادہ رقم دے دیتے ہیں جو کہ ڈسٹرکٹ کونسل اپنا خود خرچ کرتی ہے - مگر میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین تک یہ پیسہ آتا ہے تو اس کی پہلے پوزیشن یہ بن جاتی ہے کہ آپ اس سے چار سکولوں کی دیواریں بنا سکتے ہیں - آپ ایک اپنی واٹر سپلائی کی سکیم بنا سکتے ہیں - ایک ڈرینیج سکیم بنا سکتے ہیں - تو ہمارے پاس رقم جب آتی ہے تو وہ اس طرح آتی ہے کہ ہم fix ہو جاتے ہیں کہ یہ رقم جو ہے چار دیواروں کے لئے ہی لگانی ہے یا یہاں ایک سکول کا کمرہ بھی بنانا ہے - تو میری عرض ہے یہ بہتر اور مناسب ہوگا کہ اس کے بدلے یہ روپیہ ہمارے پروجیکٹ ڈائریکٹر کے پاس آ جائے اور وہ یہ fix کر دے کہ میں نے اپنے ضلع میں اس اس جگہ یہ رقم استعمال کرنی ہے - جناب والا - اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ پلاننگ ڈیپارٹمنٹ میں لائیو سٹاک کے لئے بہت کم رقم دی جاتی ہے لہذا یہ بڑھانی چاہیے - کیونکہ اب ایگریکلچر allied industry کے ساتھ ہو رہا ہے - تو اس کے لئے یہ بڑا ضروری ہے اور خاص کر وٹرنری ہسپتال اور دواخانے جو اینیمل ہسبنڈری کے لئے چاہیں ان کی بڑی ضرورت ہے - جناب والا - اب میں ایگریکلچر پر آتا ہوں - میں یہاں یہ نہیں کہوں گا کہ ٹریکٹر مہنگے ہو گئے ہیں یا میں یہ نہیں کہوں گا کہ کھاد مہنگی ہو گئی ہے اس کی سبسڈی نہیں ملتی - اس طرح کی باتیں جتنی ہم کر چکے ہیں ان کا ذکر میں نہیں کرونگا - ہمارے لئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ ہماری ایک ایگریکلچرل ایسوسی ایشن ہونی چاہیے جیسا کہ پہلے ایک چیمبر آف ایگریکلچر ہوا کرتا تھا - تاہم جیسا کہ سب نے انجمنیں بنا رکھی ہیں - کسی نے انجمن کاشتکاران بنا رکھی ہے - کسی نے انجمن کسان بنا رکھی ہے - کسی نے چیمبر آف ایگریکلچر - کسی نے کچھ بنا لیا ہوا ہے - اگر ہم بھی اپنی کوئی ایسوسی ایشن بنا لیں تو ہم اکٹھے ہو سکتے ہیں ورنہ ہم اکٹھے کسی طرح سے نہیں ہو سکتے ہیں - اگر ہمارا ایک چیمبر بن جائے تو میرا خیال ہے کہ

ہم اپنے وزراء کو اور اپنی حکومت کو مجبور بھی کر سکتے ہیں اور ہم انہیں اچھے مشورے بھی دے سکتے ہیں کہ یہ ہماری ایگریکلچر پالیسی ہونی چاہیے اور یہ ہماری پلاننگ ہونی چاہیے - میرا خیال ہے کہ یہ غلطی ہم زمینداروں کی ہے نہ کہ یہ غلطی ہمارے ایڈمنسٹریٹرز کی یا ہمارے (planners) پلینرز کی - یہ ہماری اپنی غلطی ہے اور اس اپنی غلطی کی وجہ سے یہ ہوا ہے کہ ہم زراعت کو ایڈوانس نہیں کر سکے - improve نہیں کر سکے

دوسرے جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ گذشتہ اجلاس میں بھی میں نے کہا تھا - کہ زونل سسٹم ہونا چاہیے - جس پر جناب چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے وعدہ فرمایا تھا کہ ہم اس پر ضرور غور کریں گے - میرا خیال ہے اب میں ان کو دوبارہ remind کراتا ہوں - کہ وہ اس پر غور کریں - اور یہ زونل سسٹم ضرور ہونا چاہیے - میں نے گذشتہ تقریر میں اس کے متعلق تفصیل سے کہا تھا - اب وقت کم ہے - میں اسکی تفصیل میں نہیں جاؤں گا - تفصیل پہلے ہی جناب چیئرمین پلاننگ کے پاس موجود ہے چونکہ چیئرمین صاحب نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس پر غور کریں گے تو میں آج صرف انہیں یاد دہانی کراتا ہوں - ساتھ ہی ساتھ میں زراعت میں ریسرچ کو ضروری سمجھتا ہوں - ہماری ریسرچ ٹھیک اور درست ہونی چاہیے - اس پر ہم جتنا پیسہ خرچ کر سکیں کرنا چاہیے - آپ allied agriculture industry کے اوپر غور کریں - کیوں کہ جب زون بن جائیں گے - تو اس میں ایگریکلچر انڈسٹریل زون بھی بنیں گے -

آج کل mode: type of agriculture کا زمانہ ہے - اس میں soil testing کی بہت بڑی ضرورت ہے - ہم زمیندار ایوب خان کے زمانہ میں اس ایک ایکڑ سے 60'60 من گندم لیتے تھے - آج وہاں پر ہماری گندم 20 من سے زیادہ نہیں ہے - کیوں کہ اب ہماری soil exhaust ہو گئی ہے - اور ہم بغیر پتا کئے کھاد ڈال دیتے ہیں - کوئی پتا نہیں نہ ہم نے فاسفیٹ زیادہ ڈالنی ہے یا نائٹروجن زیادہ ڈالنی ہے - اب میں پبلک ہیلتھ کی طرف آؤں گا - یہ بھی زراعت کا ایک سبجیکٹ ہے - عام طور پر ہم زمینداروں کو بہت تکلیف ہوتی ہے جو کہ ہم شہروں کے نزدیک آباد ہیں کہ ہماری زمینیں acquire کر لی جاتی ہیں - مگر ہمیں اس کا compensation بہت تھوڑا دیا جاتا ہے - جس کی وجہ سے کالونیز بنائی جاتی ہیں جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے ان کالونیز کے لئے کون لوگ زمینیں لیتے ہیں یہاں وہ لوگ جو زمینیں لیتے ہیں جو کہ پہلے ہی ڈیپارٹمنٹ کو لوٹ لوٹ کر کھا جاتے ہیں -

جیسے ٹھیکیداران یا دوسرے قسم کے آدمی ۔ ان کی چیکنگ کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے میری استدعا ہے کہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق زمینداروں کو پوری رقم ملنی چاہیے تاکہ وہ زمین دے دیں ۔ اب میرا ایک رائے ونڈ کا کیس ہے کہ اس جگہ ایک زمیندار کی اچھی زمین تھی جو پارٹی بازی کی وجہ سے لے لی گئی تھی ۔ اس بیچارے نے کوشش کی اور ڈپٹی کمشنر کو بھی درخواست دی ۔ اسی طرح سے خان پور اور شاہ پور میں زمینداروں کی زمینیں لے لی گئی ہے باقی زمینیں دریا برد ہو گئی ہیں ۔ وہ چاہتے یہ ہیں ۔ کہ اگر آپ نے زمینیں لینی ہی ہیں تو انہیں پورا معاوضہ ملے ۔ بصورت دیگر ان کی زمین کی بجائے ساتھ ہی گورنمنٹ کی جو زمین پڑی ہوئی ہے وہ لے لی جائے یا اور کوئی کمزور زمین لے لی جائے ۔ اس لئے میں یہ استدعا کروں گا کہ اس پر خاص توجہ دی جائے ۔ اور ان کو معاوضہ پورا دیا جائے ۔

ایک مسئلہ جناب والا اور ہے جو لوگ ہندوؤں کی زمینوں پر 10، 15،12 بلکہ 25،20 سال سے قابض ہیں ۔ وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں کیوں کہ ان بیچاروں کے پاس اور کوئی جگہ نہیں ہے ۔ کوئی nomi al رقم لے کر ان کو propri ry rig t دے دیئے جائیں ۔

ایک اور مسئلہ واپڈا سے متعلق ہے ۔ وہ ہماری jurisdiction سے باہر ہے مگر میں چاہوں گا کہ اس کا کوئی تصفیہ ہو جائے ۔ ان کے پاس مجسٹریٹ ہیں ۔ لیکن وہاں پر 3 ، 3 سالوں سے بلکہ کئی کئی سالوں سے زمینداروں کے cases پڑے ہوئے ہیں ۔ ان کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اس کی وجہ سے زمینداروں کو ٹیوب ویل کا کنکشن دو دو سال سے نہیں مل رہا وہ زمینیں بنجر ہو گئی ہیں انہوں نے چونکہ ان کے مقدمات کا فیصلہ نہیں کیا ہے ۔ ان کیسز کا فیصلہ کریں ۔ ان کو جرمانہ کرنا ہے یا قید کرنا ہے جو کچھ کرنا ہے مہربانی کر کے اس کا فیصلہ کریں ۔

جناب چیئرمین —(نمائندہ واپڈا سے مخاطب ہوتے ہوئے) ویسے اس بارے میں آپ کا کوئی time limit ہوتا ہے ۔

نمائندہ واپڈا — (جناب شوکت شفیع) اس میں مجسٹریٹ صاحبان نے فیصلہ کرنا ہوتا ہے ۔

جناب چیئرمین - مجسٹریٹ یا جو بھی ہیں آپ لوگوں کے ہاں اس قسم کی چیز میں دو دو سال لگ جاتے ہیں production میں فرق پڑ رہا ہے - یہ تو پھر criminal act ہوگیا آپ لوگ production کو بند کر دیتے - دو دو سال فیصلہ نہیں ہوتا -

نمائندہ وابڈا - کچھ time limit ہونا تو چاہیئے -

جناب چیئرمین - کوئی time limit ہونی چاہیے یا اس کو simplify کریں یا on the spot کوئی decision دلوائیں - ایسے تو بڑی مشکل ہے سردار صاحب آپ نے ساری باتیں کیں - tea cultivation کے متعلق کوئی بات نہیں کی ہے -

سردار خالد عمر - جناب میں تو چائے نہیں پیتا مجھے اسکے متعلق علم نہیں -

جناب چیئرمین - تو پھر ہم کو تو پینے دیں - چائے پھر چل کر چائے پیتے ہیں - آپ کو پتہ چل جائے گا - پھر آکر cultivation کی بات کریں گے -

(اجلاس کی کارروائی چائے کے وقفہ کے لئے ملتوی کی گئی -)

جناب چیئرمین - کرسی صدارت پر متمکن ہوئے -

سردارخالد عمر - (چیئرمین ضلع کونسل لاہور) جناب والا وابڈا سے یہ استدعا ہے 440 کے - وی لائن کئی زمینداروں کے ایریا سے گزر رہی ہے 10 - 12 مرلے زمین ان کو دینی پڑتی ہے - یہ ان کو compensate بالکل نہیں کرتے اور وہاں پر کنسٹرکشن شروع کر دیتے ہیں اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ پیسے ملتے ہی نہیں ہیں میری تجویز ہے کہ جس وقت بھی یہ وہاں جائیں جس زمیندار کی زمین لینا مقصود ہو اور اگر کسی اور جگہ سے تار نہیں گذار سکتے تو انکو چاہیے کہ اس وقت ان کو payment کر دیں تاکہ وہ اس پیسے سے کوئی اور جگہ لے لیں - میرا خیال ہے کہ مارکیٹ ریٹ پر ان کو اسی وقت پیسے مل جانے چاہیں -

جناب والا میری دوسری گذارش یہ ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو ایڈ ملتی ہے - ہماری ڈسپنسریوں کو دودھ دفعہ ملتا ہے مکھن ملتا ہے اور اس طرح کی چیزیں ملتی ہیں - گورنمنٹ کہتی ہے کہ وہاں زمینداروں کی جو غریب عورتیں اور مرد ہیں ان کو یہ دیا جائے مگر وہ بڑا misuse ہو رہا ہے میں نے دیکھا ہے وہ تقریباً لاہور میں بک جاتا ہے اور وہاں کے علاقے

کے آدمی کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ۔ اگر اسکا کوئی اور طریقہ ہوسکے تو وہ روپیہ گورنمنٹ لے لے اور اس سے کوئی اور ڈویلپمنٹ اسی ایریا میں کر دے ۔ تاکہ یہ دو دفعہ ڈائریکٹ اس ہیلتھ وزیٹر کے پاس نہ جائے کیونکہ وہ بیچ لیتے ہیں اور اس کا فائدہ کوئی نہیں ہوتا ۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس طرف تھوڑی سی توجہ کیجئے ۔

دوسرے جناب والا ہر ڈسٹرکٹ میں تقریباً ہر ہیلتھ سنٹر پر ایک ایکس رے پلانٹ ضرور ہونا چاہیے ۔ یہ اتنا قیمتی بھی نہیں ہوتا ۔ یہ معمولی ہوتا ہے ۔ اکثر کئی جگہ ایکسیڈنٹ ہو جاتے ہیں کسی جگہ کچھ اور ہو جاتا ہے اس وقت بڑی مشکل پڑتی ہے اسکو اتنی دور شہر میں لے جانا پڑتا ہے تو میرا خیال ہے کہ ہر ہیلتھ سنٹر پر ایک ایکس رے پلانٹ لگایا جائے تو بہتر ہوگا ۔

دوسرے میرا علاقہ چونگ کا ہے اس جگہ ہیلتھ سنٹر ہم نے بنایا وہ بن گیا پولیس کی زمین پر ۔ اب وہ کہتے ہیں کہ یہ پولیس کی زمین ہے اس سنٹر کو پولیس لے لیتی ہے ۔ آپ اور بنا لیں ۔ میرا یہ خیال ہے اگر پولیس لے لیتی ہے تو وہ لے لے مگر اس علاقے کو بھی اس ہیلتھ سنٹر کے فائدے ہوں

جناب چیئرمین ۔ چوھنگ جہاں ان کا ہسپتال ہے ۔

سردار خالد عمر ۔ جہاں ان کا ہسپتال بن رہا ہے وہیں ہمارا ہیلتھ سنٹر بنا ہوا ہے ۔ اور وہ ان کی زمین پر ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ لیکن میں نے یہ کہا تھا جب میں نے وہ جا کر دیکھا تھا کہ وہاں اس علاقے کیلئے ایک اور بنانا چاہئے وہ اس کے ساتھ بنا لیں یا کہیں اور بنا لیں ۔ facilities کو extent کریں ۔

سردار خالد عمر ۔ میری request یہ تھی کہ اس کی جگہ اگر ہم علی رضا آباد بنا لیں تو وہ بڑی سنٹرل جگہ ہے چوھنگ میں بھی اس کا فائدہ ہو جائیگا ۔ علی رضا آباد اگر لے جائیں تو پانچ دس میل پاس کوئی اور جگہ نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے ۔ we will look into that.

سردار خالد عمر ۔ جناب والا دوسرے ایجوکیشن کے متعلق میں کہنا چاہتا ہوں پہلے جس طرح میں نے کہا تھا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے جتنے ملازمین ہیں ماسٹر ہیں ان کا کنٹرول اگر ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس ہو تو یہ بہتر طور پر ایجوکیشن دے سکیں گے ۔

جناب چیئرمین - یہ آپ کس کے متعلق بات کر رہے ہیں -

سردار خالد عمر - میں نے ایجوکیشن کیلئے بات کی تھی - ماسٹرز اگر ڈسٹرکٹ کونسل کی تحویل میں آ جائیں اور وہ ان کو تنخواہیں دیں وہ سب کچھ کریں ان کو رکھنے اور نکالنے کے مجاز ہوں - میں نے پہلے بھی یہ تجویز دی تھی - اور میں سمجھتا ہوں اگر یہ نہیں ہو سکتا ہے تو سیکرٹری سکولز الگ ہونا چاہئے اور کالجز کا سیکرٹری الگ ہونا چاہئے اس سے یہ فائدہ ہو جائے گا جو بات ہم کرنا چاہتے ہیں وہ سیکرٹری صاحب سے ہو جائے گی - ورنہ وہ کہتے ہیں بھائی یہ چھوٹی سی بات ہے سکولوں والی آپ رہنے دیجئے -

جناب چیئرمین - ہم اس میں تھوڑی سی ری آرگنائزیشن کر رہے ہیں تقریباً ویسے ہی ہے جیسے آپ فرما رہے ہیں -

سردار خالدعمر - دوسری میری عرض یہ ہے کھیلوں کے لئے ہمارے ڈسٹرکٹ میں گراونڈ بالکل کم ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اگر پروانشل گورنمنٹ کی زمین وہاں ہو تو وہ ہمیں گراونڈ کے لئے مہیا کر دیں ہمارے بچے جو ہیں بغیر گیمز کے نہ تو ان کی کوئی صحت بنتی ہے نہ کچھ اور ہوتا ہے - اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ گراؤنڈ کا خاص خیال رکھا جائے اور سپورٹس کا خیال رکھا جائے اور پلاننگ میں اس کے لئے کوئی زیادہ رقم مختص کی جائے ضلع میں ویلجز میں دیہات میں ہم بچوں کو زیادہ اس طرف لے جا سکیں کہ وہ کھیلیں -

جناب والا ان الفاظ کے ساتھ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں -

جناب چیئرمین - شکریہ - سیکرٹری ایجوکیشن آپ آئیں ان کا یہ کہنا ہے کہ ان کی یہ تجویز ہے کہ جتنے پرائمری سکولز ہیں ان کو ان کی تحویل میں دیا جائے -

سیکرٹری ایجوکیشن — میرا یہ خیال ہے کہ پرائمری ایجوکیشن لوکل کونسل کو ٹرانسفر ہو ایک دفعہ اس کیلئے کوشش ہوئی تھی فیصلہ بھی ہو گیا تھا لیکن پھر stay کر دیا گیا - بہر صورت یہ ایک alternative ہے جو کہ سوچ بچار کرنے کے بعد اس پر عمل درآمد کرنا ہو گا - دوسرا جو ان کا پوائنٹ ہے کہ سکولز اور کالج کو علیحدہ کیا جائے ہمکو ہم already کر چکے ہیں البتہ ڈیپارٹمنٹ کا یہ view ہے کہ ایجوکیشن کو ایک umbrella کے ماتحت ہونا چاہئے یہ نہیں کہ الگ الگ محکمہ بنائے جائیں -

جناب چیئرمین - ٹھیک ہے -

وزیر مواصلات و تعمیرات وہ ان کی بات کا جواب دے سکتے ہیں -

جناب چیئرمین ایک تجویز انہوں نے کی یہ ایک پالیسی ہے ایک اہم چیز ہے میں نے ان کو ایسے ہی یاد دہانی کرائی ہے کہ یہ proposal انہوں نے کیا ہے

میاں عبدالخالق - (چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان) جناب چیئرمین رحیم یار خان میں 44 ایکڑ زرعی زمین پر ایگریکلچرل انسٹیٹیوٹ کی بلڈنگ بنی اور 1958 میں تیار ہوئی وہ زمین ایک سابق ڈپٹی کمشنر اور محکمہ سیٹلمنٹ کے کارکنوں نے ملکر 1964ء اپنے نام الاٹ کرالی اور اس میں محکمہ زراعت کے پرنسپل سے مل کر 15 ایکڑ کا قبضہ بھی لے لیا باقی 29 ایکڑ زمین بچی ہے - اب 20 ہزار روپے فی مرلہ کے حساب سے اس کی قیمت تقریباً 10 کروڑ روپے بنتی ہے - انہوں نے اس کا مطالبہ کیا اور یہ قسمتی کی بات یہ ہے کہ وہ کیس سفارش کے ساتھ آپ کے پاس پہنچ چکا ہے یہ کتنی بد قسمتی کی بات ہے کہ ایک عمارت 1958ء میں بنتی ہے اور اس کے لوگ اپنے اثر رسوخ سے 1964ء میں الاٹ کروا لیتے ہیں لیکن اب اسے 1984ء کا مارکیٹ ریٹ دیا جا رہا ہے - وہ گروہ ایسا با اثر ہے کہ انہوں نے رحیم یار خان میں صرف زرعی زمین الاٹ نہیں کرائی بلکہ ہماری عید گاہ بھی الاٹ کرالی ہے انہوں نے ہماری تین سکولوں کی زمینیں بھی الاٹ کرائی ہیں - پرانا بس اڈا بھی الاٹ کرایا ہے - رحیم یار خان کی جیل بھی الاٹ کرائی ہے - اور الاٹ کرانے کے بعد بلدیہ سے بھی اور کئی محکموں سے بھی پیسے وصول کئے ہیں - انہوں نے رحیم یار خان میں نہیں پورے بہاولپور ڈویژن میں زمینیں ہر ضلع میں الاٹ کرائی ہیں - جو سکنی زمینیں اور شہری زمینیں تھیں کیونکہ وہ اس سے پہلے تین ضلعوں کے ڈپٹی کمشنر رہ چکے تھے - اب وہ اس وقت فوت ہو گئے ہیں لیکن اب ان کی اولاد بیچ رہی ہے - یہ بہت بڑا فراڈ ہے اور اس کی انکوائری ہونی چاہیے اور زراعت کے افسران بھی ان سے ملکر زمینوں کا قبضہ دے دیتے ہیں اگر کسی عدالت میں کوئی کیس چلتا ہے تو یہ صحیح طور پر اس کی پیروی نہیں کرتے کروڑوں روپے کا یہ معاملہ آتا ہے - یہ تو یہ ان سے ملکر کھا جاتے ہیں یا ان سے مرعوب ہو جاتے ہیں یہ ہمارے ضلع کے لئے بہت بڑا ظلم ہے -

جناب چیئرمین - کمشنر بہاولپور - کیا آپ کو علم میں ہے ؟

کمشنر بہاولپور (چوہدری محمد شریف) جی ہاں زرعی زمینوں الاٹ ہوئی ہیں - اب وہ لوگ مطالبہ کر رہے ہیں لیکن جس کمیٹی کا ذکر کر رہے ہیں اس کا مجھے علم نہیں کہ آیا وہ سفارش کے ساتھ آپکے پاس آیا ہے یا نہیں - میں نے سیکرٹری صاحب کو کہا تھا کہ وہ اس کے متعلق بتائیں سیکرٹری صاحب نے کہا کہ جناب ہم قانونی طور پر کچھ نہیں کر سکتے -

جناب چیئرمین - کیوں نہیں کر سکتے - اگر اس چیز کا علم ہو جائے تو suo moto اس کا نوٹس لیں -

میاں عبدالخالق جناب چیئرمین - اگر ان کو زمین کا معاوضہ ہی دینا ہے تو اس وقت جو ایگریکلچرل لینڈ پندرہ ایکڑ لی تھیں اب وہاں سکایت بنی ہوئی ہے - کروڑوں روپیہ لگا ہوا ہے تو اس وقت کے ریٹ کے حساب سے دیا جائے - اس وقت اس کی قیمت ایک ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے تھی - اب 20 ہزار روپے فی مرلہ کے حساب سے دی جا رہی ہے -

جناب چیئرمین - آخر ان چیزوں کا علم آپ کو ہونا چاہیئے آخر یہ وہاں پہ کیا ہو رہا ہے One takes a notice یہ تو نہیں کہ ہم بیٹھیں رہیں اور انتظار کریں - وہ شکایت کرتا ہے یا نہیں کرتا ہے یہ تو ایک common knowledge ہوتا ہے -

کمشنر بہاولپور - جناب والا - اس پر قبضہ انہی کا ہے - وہ پیسے مانگتے ہیں -

جناب چیئرمین - وہ درست ہے - آپ بیگم صاحبہ - اس پر کچھ کہنا چاہتی ہیں -

بیگم زبیدہ احسان الحق (صدر ویمن سوشل ویلفیر آرگنائزیشن بہاولپور)

جناب چیئرمین - بات یہ ہے کہ بہاولپور میں اتنے بڑے گروہ ہیں جنہوں نے سرکاری زمینوں پر قبضہ کیا ہوا ہے - جیسا کہ انہوں نے بتایا ہے کہ وہ مخبری میں اور ویسے بھی قابض ہیں - میں نے چند کاغذات کمشنر صاحب کو بھیجے تھے مگر اس پر عمل درآمد نہیں ہوا اور میں اس بات کا ثبوت دیتی ہوں اور اس کو پوری طرح سے ثابت کرونگی کہ وہ تمام جرائم پیشہ لوگ ہیں جو اس پر قابض ہیں

جناب چیئرمین - بڑی نوازش ہو گی آپ اطلاع دیویں -

کمشنر بہاولپور - وہاں پارٹیاں ہیں جنہوں نے بہت سی زمینیں الاٹ کرائی ہیں - بہت انکوائریاں ہوئی ہیں اب مارشل لا کے پاس کیس ہے -

جناب چیئرمین - آپ مارشل لا کی بات نہ کریں - کوئی مارشل لا کی بات نہیں - آپ اس کی درستگی کریں -

کمشنر بہاولپور - اس میں قانونی مشکلات پیدا ہوتی ہیں -

جناب چیئرمین - ان قانونی مشکلات کو تو ٹھیک کرنا ہے -

کمشنر بہاولپور - متروکہ جائیداد کی الاٹمنٹ کا قانون ختم ہو گیا ہے - اب ہائی کورٹ ہی ہے -

جناب چیئرمین - جب اس قسم کی چیز پیدا ہوتی ہے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ ختم ہو گیا ہے - ویسے ہم نے اس کو جاری کیا ہوا ہے - اس پر کام بھی کر رہے ہیں - اس پر آرڈرز ہیں - میں پچھلے تین سال سے دے رہا ہوں - کہ اس کو بند کرو - وہ کہتے ہیں بند نہیں ہو سکتا - آپ مجھے کہتے ہیں بند ہو گیا ہے - ایسے نہیں ہوتا ہے -

We have to take notice of these things.

اور ٹارسل لیگل پروسیس کے ذریعے اس کو سیٹل کرنا ہو گا -

کمشنر بہاولپور - ٹھیک ہے جی -

جناب چیئرمین - We cant's change the law

You will have to charge the law, کوئی finality نہیں ہے قانون کی

کمشنر بہاولپور - میں گورنمنٹ کو کیس بھیج دوں گا -

جناب چیئرمین - اگر قانون نہیں ہے تو قانون بنائیں -

How you are allowing this to happen ?

دیکھئے انہوں نے یہاں ایک نشاندھی کی اب یہ ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم اس کو جا کر دیکھیں کہ یہ کیا چیز ہے یہ نہیں کہ قانون یہ کہتا ہے قانون یہ کہتا ہے - اگر کوئی شخص آئے اور عید گاہ الاٹ کرا لے یا جیل الاٹ کرا لے جیسا کہ انہوں نے کرائی ہے تو ہم کیا چپ ہو کر بیٹھے رہیں گے - کہ قانون نہیں ہے - آپ قانون بنائیں - آپ کو قانون بنانا ہو گا ایسا نہیں ہو گا -

وزیر مواصلات و تعمیرات - جناب چیئرمین - آپ کے علم میں ہو گا کہ ہمارا بھی ایک آٹھ کروڑ روپے کا کیس تھا اس نے ہمیں کہا تھا کہ دیں لیکن ہم نے اس کے خلاف کیس کیا اور ہم جیت گئے -

جناب چیئرمین - بالکل فراڈ تھا - میاں صاحب اس کو جیت گئے -

میاں عبدالخالق - جناب والا - ہمارا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ ہمارا ضلع رحیم یار خان اور بہاولنگر سیم زدہ ہیں - چھوٹے چھوٹے کاشتکار ہیں - جن کی زمینیں بارہ ایکڑ سے کم ہیں - وہ سیم زدہ ہیں - اس وقت وہ لوگ بیروزگار ہیں - چولستان میں زمینیں الاٹ کی جا رہی ہیں کیونکہ وہ لوگ جدی پشتی کاشتکار ہیں - اس لئے ان کا حق بنتا ہے کہ ان کو بھی زمینیں الاٹ کی جائیں - اور ان ہی لوگوں کو الاٹ کی جائیں جن کی زمینیں سیم زدہ ہو چکی ہیں کیونکہ اب وہ بےروزگار ہیں - وہاں چولستانیوں کو دی جا رہی ہیں لیکن وہ آگے بیچ رہے ہیں - کیونکہ وہ بنیادی طور پر کاشتکار نہیں ہیں - جو بنیادی طور پر کاشتکار ہیں جن کی اپنی زمینیں ختم ہو گئی ہیں ان کو زمینیں چولستان میں الاٹ کرنی چاہئیں - دوسرا میرا پوائنٹ یہ ہے کہ چولستان میں شیپ فارم اور کیٹل فارم کے لئے گورنمنٹ زمینیں دے گی - اس وقت پورے ملک میں گوشت کی قلت ہے یہ ملکی ضرورت کے لئے بڑا ضروری ہے - کہ کیٹل فارم اور شیپ فارم کے لئے پرائیویٹ سیکٹر میں مناسب نرخوں پر زمین دی جائے - پچھلے دو سال سے رحیم یار خان سے خان پور تک ایک ہائی وے بن رہا ہے وہ کبھی دو میل کا ٹکڑا بنا لیتے ہیں اور پھر آگے چلے جاتے ہیں - وہاں پھر تین میل کا ٹکڑا بنا لیتے ہیں اور پھر آگے چلے جاتے ہیں - اس طرح تمام سڑک کا ستیاناس ہوا ہے -

وزیر مواصلات و تعمیرات - کہاں اور کس جگہ ہے ؟

میاں عبدالخالق - یہ رحیم یار خان سے خان پور کا علاقہ ہے طریقہ تو یہ ہونا چاہئے کہ سڑک کو ایک طرف سے شروع کریں اور اس کو مکمل کریں لیکن یہ لوگ دو سال سے اسی طرح کر رہے ہیں جس سے عوام کو بڑی تکلیف کا سامنا ہے - یہ سڑک جلدی بننی چاہئے اور کسی قاعدہ کے مطابق بننی چاہئے - یہ نہیں ہونا چاہئے کہ اس کے دو تین چار ٹکڑے کر کے بنایا جائے - اس کے ساتھ لوگوں کے گذرنے کے لئے متبادل راستہ ہونا چاہئے وہ بھی انہوں نے نہیں دیا - لوگوں کو سخت تکلیف ہے -

چوہدری عبدالمجید - (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور) جناب والا آپ کی توجہ میں نے ہائیوگیس پلانٹ کی جانب دلائی تھی جناب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ مسئلہ مرکز کا ہے ان سے اس معاملہ میں بات کر لیں گے اور پھر سہولت فراہم ہو جائے گی لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہوا —

جناب چیئرمین کافی کچھ ہوا ہے اگر آپ چاہیں گے تو یہ آپ کو دے بھی دیں گے —

چوہدری عبدالمجید — بہاولنگر میں تو ایسی کوئی چیز نہیں ہوئی ہے -

جناب چیئرمین - آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے

What are we doing ? What are they doing ?

سیکرٹری انڈسٹری — یہ وفاقی پروگرام ہے اور اس سال سے پنجاب میں بھی شروع ہو گیا ہے اور جو 6 نئے اضلاع تھے آپ کے بہاولنگر میں بھی ہم نے آپس میں ڈیوٹی بانٹی ہوئی تھی - فیڈرل گورنمنٹ نے اور صوبائی گورنمنٹ نے بہاولنگر فیڈرل گورنمنٹ کے ذمہ آیا ہے مگر میں پھر بھی ان سے بات کر سکتا ہوں - اگر آپ نے کہیں خاص طور پر لگوانا ہے تو آپ مجھے بتا دیں - اگر آپ مجھے 5 منٹ دیں تو میں اس کے اعداد و شمار بھی آپ کو بتا دوں گا -

جناب چیئرمین - یہ خود بھی لے لینگے - آپ بھی دے دیجئے -

چوہدری عبدالمجید - ایک پوائنٹ اور ہے- وہ واپڈا کے متعلق ہے واپڈا والے پبلک کے ساتھ نہ معلوم کیا سلوک کرتے ہیں گے - بہر حال ہمارے ساتھ یہ ہوا ہے کہ پچھلے ماہ 31 ہزار روپے کا زیادہ بل ناجائز طور بلدیہ کو بھیج دیا گیا تھا - اس دفعہ بھی 25 ہزار روپے کا ناجائز بل بھیج دیا ہے - ان کو بہت سمجھایا بجھایا ہے لیکن انہوں نے کوئی بات نہیں مانی - اور اب یہ ہوا ہے کہ ایک ٹربائین ٹرانسفارمر جل گیا ہے - ہم نے 12-12-83 کو ڈیمانڈ نوٹس کی رقم جمع کرادی ہے مگر اب تک جس وقت میں صوبائی کونسل کے اجلاس میں آیا ہوں اس میں ابھی تک کچھ نہیں ہوا تھا - یہ معمولی سی بات ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہماری باقی ٹربائنز 24 گھنٹے نہیں چل سکتیں اور پانی فراہم نہیں کر سکتیں - اس سلسلے میں عرض ہے کہ واپڈا والوں کو کہہ دیں کہ وہ ہمیں بھی تھوڑی سی گھاس ڈال دیا کریں -

جناب چیئرمین - کہاں گئے یہ واپڈا والے بجلی کی طرح آئے اور بجلی کی طرح گئے -

چوہدری عبدالمجید - (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاول پور) جناب والا ایک پوائنٹ اور عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ 1971ء کے بعد سے لے کر آج تک ہماری ٹریفک یعنی ٹرالی والے ٹریکٹر والے، تانگے والے، ریڑھے والے، گدھے والے ان کی لائٹیں شام کو پورے پنجاب میں کوئی چیک نہیں کرتا -

جناب چیئرمین - بالکل کوئی چیک نہیں کرتا -

چوہدری عبدالمجید - جناب ایسا ہوا ہے کہ ایکسیڈنٹ ہو جاتے ہیں -

جناب چیئرمین - بڑے ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں - امید ہے کہ آئی جی صاحب سن رہے ہیں - اس کو آپ enforce کریں - اس میں کوئی شک نہیں کہ اس پر کنٹرول کرنے سے بہت سی جانیں بچ سکتی ہیں - میں آپ سے بالکل متفق ہوں -

چوہدری عبدالمجید - جناب والا اگر پاکستان بننے سے لے کر 1971ء کے آخر تک یہ چیز بالکل صحیح اور ریگولر چلتی رہی ہے تو اب ایسی کیا بات ہو گئی کہ اس پر کنٹرول نہیں کیا جا سکتا -

جناب چیئرمین - پولیس والے کا بڑا دبدبہ تھا - یعنی ہر کوئی اس سے سو دو سو گز پہلے اترتا تھا پھر اسے سلام کرتا تھا پھر سو گز چل کر جاتا تھا پھر پیچھے گھوم کر دیکھتا تھا کہ وہ دیکھ تو نہیں رہا - دبدبہ تو یہ ہوتا تھا -

ایک معزز رکن - الٹے پاؤں چلتا تھا -

چوہدری عبدالمجید - جناب والا - ان دنوں سائیکلوں پر بتی جلتی تھیں - اب ظاہر ہے کہ کاروں پر اور ٹرالیوں پر بتیاں نہیں ہیں -

جناب چیئرمین - اور پھر ذرا ایکسیڈنٹ کم ہوتے تھے - وہ دبدبہ واپس ضرور آنا چاہیے - جی آپ فرمائیں -

چوہدری مجید صادق - (چیئرمین میونسپل کمیٹی وہاڑی) - جناب والا - میرے دو چار پوائنٹ ہیں جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں - سب سے پہلے میں لاہور کے متعلق عرض کرونگا کہ علامہ اقبال ٹاؤن میں میں

نے ایک چھوٹا سا گھر کریم بلاک میں بنایا ہوا ہے - تو اس میں اب چار دن سے یہ ہو رہا ہے کہ صبح ساڑھے پانچ بجے پانی بند ہو جاتا ہے اور ساڑھے گیارہ بجے رات کو پانی ملنا شروع ہو جاتا ہے - تو میرا خیال ہے کہ سارے لاہور کی یہی حالت ہوگی - میرا مقصد ایل ڈی اے یا واسا کی کارکردگی کے متعلق عرض کرنا تھا - جناب والا کو کہ ان کی کچھ تصحیح کی جائے اور یہ مشکل دور کی جائے - علامہ اقبال ٹاؤن میں کریم بلاک میں یہ ہو رہا ہے - میرا خیال ہے کہ سارے علامہ اقبال ٹاؤن یا سارے لاہور میں یہی حالت ہو گی -

جناب چیئرمین — واسا کوئی صاحب یہاں ہیں ؟ ایل ڈی اے؟ کمشنر صاحب ؟ Is some body here ? I think nobody from Lahore

نمائندہ واسا — جناب والا شکایت مل چکی ہے - ویسے علامہ اقبال ٹاؤن میں پانی کی پوزیشن بری نہیں ہے - وہاں کے ٹیوب ویل بالکل کام کر رہے ہیں - ان کا اگر کوئی نقص ذاتی طور پر ہے تو میں دیکھتا ہوں - انشاءاللہ ایک آدھ دن میں بالکل ٹھیک ہو جائے گا -

چوہدری محمد صادق — جناب والا - ذاتی نہیں ہے - میں نے ساتھ والے گھروں میں بھی پتا کیا ہے -

جناب چیئرمین — ٹھیک ہے - آپ انہیں دکھا دیں اور چیک کر لیں -

come and report to me نہیں نہیں - آپ کی جو timings ہے اسکے متعلق بتائیں - بلکہ آپ کو تو اخبار میں نکالنا چاہیے - بڑا سیدھا ہے کہ جس پانی کی قلت ہے لہذا ہم اس کو راشن کررہے ہیں اور یہ کہ ہم صبح پانچ بجے سے لیکر سات بجے تک کھولیں گے پھر بند کر دیں گے - پھر جب کھانے پینے کا ٹائم آتا ہے اس کے لئے گھنٹہ آدھا گھنٹہ کھولیں گے - پھر ہم شام کو گھنٹہ آدھا گھنٹہ کھولیں گے - پھر اس چیز کو سب مانیں گے اور سمجھیں گے -

نمائندہ واسا - انشاء اللہ کل تک ٹھیک ہوجائے گا -

جناب چیئرمین — لیکن آپ اطلاع دیجئے - سب کو اطلاع دیں سب قبول کریں گے -

نمائندہ واسا — بہتر جناب ۔

چوہدری محمد صادق — جناب والا ۔ میرا دوسرا مسئلہ الیکٹرسٹی کے میٹرز کا ہے ۔ میرے ضلع میں یہ حالت ہے کہ جب ہم domestic connection کے لئے apply کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس میٹرز نہیں ہیں تو میں یہ عرض کرونگا کہ پہلے یہ سسٹم ہوتا تھا کہ consumers جو ہیں وہ میٹر ان کے authorised agent سے یا ڈیلر سے لے آتے تھے اور کنکشن جلدی مل جاتے تھے ۔

جناب چیئرمین — ٹھیک ہے ۔

چوہدری محمد صادق — جناب والا اب اس سلسلے میں ہمیں مدتوں انتظار کرنا پڑتا ہے مہربانی سے کوئی ایسا طریقہ آپ فرمائیں کہ اس سلسلے میں آسانی ہوجائے ۔

جناب چیئرمین — میاں صاحب وہ نہیں آئے ۔ آپ اسے نوٹ کریں گے جو کہ میٹر کی یہ تکلیف فرما رہے ہیں ۔ (اس مرحلہ پر نمائندہ واپڈا آگیا)

نمائندہ واپڈا — جناب والا ۔ بجلی کے سلسلے میں ٹارگیٹ مقرر ہوتے ہیں ۔ تو اس کی ڈیمانڈ کے مطابق یہ کنکشن دے سکتے ہیں ۔

جناب چیئرمین — درست ہے ۔ آپ آگے چلیں

چوہدری محمد صادق ۔ جناب چیئرمین میرا اگلا مسئلہ سوئی گیس کے میٹر کے متعلق ہے ۔ سوئی گیس کے لئے جب apply کیا جاتا ہے تو محکمہ کہتا ہے کہ ہمارے پاس میٹر نہیں ہیں اور ہم نے اس سلسلے میں سنٹرل گورنمنٹ کو لکھا ہوا ہے ۔ وہ کوئی نہ کوئی اعتراض کرکے بھیج دیتے ہیں کہ جب تک ان کی clearance نہ ہو ہم میٹر نہیں منگوا سکتے لہذا ہم آپ کو کنکشن نہیں دے سکتے ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں لاہور والے لوگوں کی امداد فرمائی جائے ۔

جناب چیئرمین — دیکھئے ۔ وہ تو کمرشل ہے ۔ یہ تو گیس کی بات ہے کہ اس کنوئیں میں جہاں گیس ہے وہ کتنی گیس ہے پھر اس گیس کو بٹنا ہے ۔ ہر شہر میں بٹنا ہے ۔

چوہدری محمد صادق — جناب والا ۔ پوائنٹ یہ نہیں ہے کہ ان کے پاس میٹر نہیں ہیں ۔ انہوں نے امپورٹ کرنے کے لئے apply کیا ہوا ہے ۔ سنٹرل گورنمنٹ سے کوئی نہ کوئی اعتراض لگ جاتا ہے اور چھ مہینے آٹھ مہینے

گزر جاتے ہیں اس لئے لوگوں کو کنکشن نہیں ملتے - یہ بات نہیں ہے - میں یہ عرض کررہا تھا کہ مہربانی فرما کر آپ اس سلسلے میں کوئی مدد فرمائیں - (قطع کلامیاں)

جناب والا - ایک اور پوائنٹ ہے وہ یہ کہ ارین پراپرٹی پر ٹیکس لگتا ہے ارین پراپرٹی ٹیکس - اس کے علاوہ جو ایگریکلچر ارین پراپرٹی ہے اس پر عشر بھی لگ گیا ہے - تو میری استدعا تھی کہ یہ ڈبل ٹیکسیشن ہوگئی ہے لہذا ایک ٹیکس کی رعایتدی جائے -

جناب چیئرمین - اب جناب - ایک ایک دو دو منٹ آپ بولیں کیونکہ آپ تو پورا فلور پکڑ کر بیٹھ گئے ہیں -

چوہدری محمد صادق — جناب والا - دو ایک پوائنٹ اور ہیں - gain tax کے متعلق عرض یہ ہے کہ اس میں بھی لوکل کونسلز جو ارین ہیں ان کو کچھ حصہ ملنا چاہیے جیسے پراپرٹی ٹیکس پر دیا جا رہا ہے - تو اس سے ان کی مالی حالت کچھ بہتر ہوجائے گی -

جناب چیئرمین - چٹھہ صاحب آپ اٹھے تھے -

چوہدری نعیم حسین چٹھہ — (چیئرمین ضلع کونسل فیصلآباد) جناب چیئرمین آج بحث عمومی کا دن ہے اور ابھی ابھی یہاں یہ بحث چل نکلی تھی کہ چیئرمینوں کے خلاف no confidence ہونا چاہیے یا نہیں - میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ جن حضرات نے اس پر آراء دیں میری سمجھ کے مطابق انہوں نے خود غرض اور اپنے ذاتی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے دیں - حالانکہ اس ہاوس کے وقار کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں کسی مسئلہ کا جائزہ یا تجویز دینے کے لئے بے لاگ بے لوث اور انصاف پر مبنی رائے دینی چاہیے اس لحاظ سے میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ چیئرمینوں سے اپوزیشن کا جمہوری تعلق ہے - اس پر no confidence کی شق ہونی چاہیے - لیکن یہ بھی ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ بلدیاتی ادارے جو کہ یقیناً اس وقت ملک کے اعلیٰ ترین منتخب ادارے ہیں - ان کے وقار اور ان کی افادیت کو موثر بنانے کے لئے انہیں ایک اچھا ماحول دینا ضروری ہے - اس کے لئے ہمیں کچھ تدابیر سوچنی چاہیں - یہ میرے خیال میں خاکوانی صاحب نے ٹھیک کہا تھا کہ چھ مہینے کی بجائے اگر ایک سال ہو جائے اور اس پر next leader of the house کا نام mention کر دیا جائے کہ

Who will command the confidence of the house next year. that is very fair sir.

کیونکہ اگر آئے دن ایک چیئرمین جاتا ہے دوسرا آتا ہے تو جب وہ آجاتا ہے - پھر بھی کچھ ہوتا ہے جو پہلے کے لئے ہوا تھا اس لئے ضروری ہے کہ ماحول میں پختگی اور چیئرمین کو کچھ سکون ملنا چاہیے تاکہ ادارے کی ترقی اور ادارے کے کاموں کو خوش اسلوبی سے چلایا جا سکے اور مساعد حالات اس کے راستے میں نہ آئیں - اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ ٹرانسفر تو ہونی چاہیے لیکن اس پر تدبیر کے ساتھ قدغن ضرور عائد کر دینی چاہیے جس سے آئے دن یہ ادارہ خدمت کرنے کی بجائے اکھاڑہ نہ بنا رہے تو اس ضمن میں اس ادارے کو مزید موثر بنانے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو impeachment چیئرمین کے لئے ہونی چاہیے جس کی بنیاد نااہلی یا بددیانتی یا کام چوری قسم کی ہونی چاہیے کہ اس کے تحت وہ impeach بھی کیا جا سکے - تو اس ادارے کو مزید مرثر بنانے کے لئے میری عرض یہ بھی ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں جو آج کل معرض وجود میں بذریعہ ضلع کونسلز آ رہی ہیں ان پر ہم recommendation دیتے ہیں کہ یہ یہ آدمی مارکیٹ کمیٹی کے ممبر بن جائیں - اس کے بعد ایک دفعہ چیئرمین جاتا ہے مارکیٹ کمیٹی میں اور اس کا انتخاب کروا کر واپس آ جاتا ہے - جب وہ چیئرمین بن جاتا ہے اس مارکیٹ کمیٹی کا تو وہ کسی کو جوابدہ نہیں ہوتا so much so کہ وہ اپنا بجٹ سالانہ اور اپنے منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے بھی منظوری ڈائریکٹر جنرل زراعت سے لیتا ہے ضلع کونسل کو جوابدہ نہیں ہوتا - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضلع کونسل کی ایک طرح سے توہین ہے اور اس ادارے کی کارکردگی کو bureaucratic control کے ذریعہ چلانا بھی مناسب نہیں ہے - اس لئے ضلع کونسل جو کہ اس کی تشکیل میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے - اس کو ذمہ دار بھی ہونا چاہیے اور ان کے منصوبہ جات اور ان کی budget matching powers بھی ضلع کونسل کو حاصل ہونی چاہیے - کئی دفعہ مارکیٹ کمیٹی والے ایسے ٹیکس لگا دیتے ہیں - جو کہ ضلع کونسل بھی لگا دیتی ہے اور وہ duplication ہو جاتی ہے لیکن ضلع کونسل ان کو ٹیکس لگانے سے باز نہیں رکھ سکتی ہے - ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے اس قسم کی جناب والا ایسی تدابیر اختیار کی جانی چاہیں کہ لوگوں کو اس قسم کے مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے - اس کے ساتھ اب چونکہ budget making session آ رہا ہے - اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ پہلے ہی دیہاتی آبادی میں بہت سارے ٹیکس

لگائے جا چکے ہیں - اب ایک جو saturating point ہوتا ہے وہ آ چکا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ہماری رورل آبادی مزید کسی ٹیکسیشن کی متحمل نہیں ہو سکتی ہے - چوں کہ گورنمنٹ کے اخراجات بھی زیادہ ہیں - اور گورنمنٹ کو اپنی آمدنی کے لئے بھی کچھ نہ کچھ سوچنا پڑتا ہے تو اس کے لئے میری تجویز یہ ہو گی کہ گورنمنٹ کو آبیانہ وصول ہوتا ہے اور اس کی وصولی میں جو leakage ہوتی ہے - اس کی روک تھام کے لئے ہمیں کچھ نہ کچھ کوشش کرنی چاہئے بجائے اس کے کہ ہم اس آمدنی کو پورا کرنے کی کوشش میں مزید ٹیکس لگائیں ہم اس کی leakage کو روکیں - جناب والا میں یہ دیانت داری سے محسوس کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کا آبیانہ دو تہائی کے قریب leakage ہو جاتا ہے اور ایک تہائی گورنمنٹ کو وصول ہوتا ہے - اس سلسلہ میں درمیان میں سب سے زیادہ فائدہ دار وہ پٹواری ہے جو 50.50 فیصد کرکے آدھا زمیندار کو فائدہ دیتا ہے اور آدھا وہ خود اپنی جیب میں رکھ لیتا ہے ، لیکن حکومت سو فیصد سے محروم رہ جاتی ہے - اس لئے اگر آپ flat rate کو دیں اور اس وقت جتنی آمدنی گورنمنٹ کی ہے ، اس سے زیادہ کر لے اگر اس کو تقسیم کر دیں مثلاً ایک کیوسک پانی اگر آپ ایک موگے یا ایک زمیندار کو جس کے پاس سو ایکڑ ہوں تو اس سو ایکڑ والے زمیندار کی پانچ ہزار یا دس ہزار جتنی آپ مناسب سمجھیں قیمت مقرر کریں اور 100 ایکڑ والے 100 روپیہ یا 200 روپیہ جتنی بھی فی ایکڑ آئے وہ flat rate کے ساتھ زمیندار ادا کرتا رہے اور patwari should go کیوں کہ یہ نہ تو گورنمنٹ کے مفاد کو save کرتا ہے اور نہ کوئی پبلک کی خدمت ہوتی ہے - اسی طرح سے ہم واپڈا والے موٹر ریڈر سے پٹے ہوتے ہیں - ان کا خرچ بہت ہے - لیکن یہ لوگوں سے بھی پیسے لے رہے ہیں - اور ان کا میٹر ریڈر کھا جاتا ہے - اس کے لئے ان واپڈا والوں کو بھی کچھ نہ کچھ موثر انتظام کرنا چاہیے - اور بجلی کے rates جو کہ already بہت زیادہ ہیں اگر یہ کمی نہیں کر سکتے ہیں تو آئندہ اسے زیادہ بھی نہ کریں نہ کے اس ساتھ ساتھ میں بھی محسوس کرتا ہوں کہ اضلاع میں افسران اکثر منتخب نمائندوں اور عوام سے افسر شاہی کے لب و لہجہ میں گفتگو کرتے ہیں افسران کی ترقی اور عظمت اور بڑائی کا ایک معیار ہے اور وہ ہے پبلک کی خدمت اور پبلک

کے ساتھ ان کا اچھا حسن سلوک اور اس قسم کی چیزیں دیکھ کر ان کی ترقی کی بنیاد قرار دینا چاہیے تاکہ وہ زبردستی یا آمرانہ لب و لہجہ سے اچھا منتظم ہونے کی کوشش نہ کریں کیونکہ آج کل کے جدید دور میں ہمارے غریب عوام بھی اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ وہ بھی ایک با عزت اور اچھے حسن سلوک کے اہل قرار پائیں ۔ تاکہ ان کا confidence بحال ہو سکے ۔ کہ وہ بھی حکومت کے صرف ماتحت ہی نہیں ہیں بلکہ حکومت پر کچھ ان کا حق ہے اور اب کی کچھ عزت نفس ہے ۔ ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں گا کہ دیہات کو آبادی 70 - 80 فیصد کے درمیان ہے اور جب تک ہم دیہات کو خوشحال نہ کریں گے اس وقت تک ہم ملک یا قوم کو خوشحال قرار نہیں دے سکتے چونکہ اکثریت کی خوشحالی ہی ملک کی خوشحالی قرار پاتی ہے ۔ اس لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ محکمہ پولیس ، محکمہ بجلی ، محکمہ سکارپ اور اس قسم کے ادارے جو کہ رشوت کی صورت میں دیہاتی عوام پر مزید بوجھ بنتے ہیں ان کا بھی کوئی موثر سد باب ہونا چاہیے ۔ اس کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ چوری اور دیگر تمام دقتوں کا خاطرخواہ قلع قمع ہونا چاہیے ۔ ایک اور بات میں آپ کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک سال بلکہ دو سال سے ہم چھٹے پانچ سالہ منصوبے کو ایک اثریت دھارا کے طور پر پڑھ رہے ہیں کہ اس سے ہماری کایا پلٹ جائے گی ۔ جنت ہو جائے گی اور یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا اور اس کا عمل درآمد 1983ء سے شروع ہو چکا ہے ۔ اور ساتھ ہی حکومت کی طرف سے وعدہ کیا گیا تھا ۔ کہ ایک تحصیل و سائل اگر آپ پیدا کریں باقی دو تحصیل کو چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے تحت شامل کر دئے جائیں گے ۔ لہذا ہم نے اس کے مطابق پراجیکٹ بنائے لیکن آج تک چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے تحت ایک پھوٹی کوڑی بھی ضلع شیخوپورہ کو تو کم از کم میسر نہیں آئی اگر کسی اور ضلع کو کئی ہو مگر یہ نہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں imaginative یا تصوراتی دنیا سے باہر آ کر کچھ عمل کی طرف توجہ کرنی چاہیے ۔ لہذا جو وعدہ کیا گیا تھا ۔ اس کے مطابق کچھ دیا جائے کیونکہ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ بہت ساری رقم چھٹے پانچ سالہ منصوبہ کے تحت آ رکھی ہے تو آپ استعمال کیوں نہیں کرتے ہیں حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے ، تو میں سمجھتا ہوں کہ عملی ترقی کے لئے ہمیں حقیقت پسندی سے کام لینا ہو گا تاکہ ملک ٹھیک لائنوں پر ترقی کی راہ

پر کمنٹ ہو سکے - ان ساری چیزوں کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

میاں شجاع الرحمن (میئر لاہور میونسپل کارپوریشن) — جناب چیئرمین ، ہمارا سب سے پرانا جو مسئلہ چلا رہا ہے اور جس کے متعلق میں نے پہلے بھی دو تین دفعہ اس ہاؤس میں بھی کہا ہے - اور اس سلسلہ میں بے شمار ریفرنس بھی ہوئی ہیں کہ واپڈا والے بلدیاتی اداروں سے سٹریٹ لائٹ کا جو بل لیتے ہیں وہ highest بل ہوتا ہے - جو کہ وہ کسی سے وصول کرتے ہیں - وہ 80/70 پیسے per unit ہے

جناب چیئرمین - کیا Street Light ؟

میاں شجاع الرحمان - جناب والا Street Light کا جو بل ہے وہ بہت زیادہ ہے - 70/80 پیسے per unit ہے - ہمارے ادارے فلاحی ادارے ہیں - اور ہم بڑی مشکل سے لوگوں پر چھوٹے چھوٹے ٹیکس لگا کر پیسے لیتے ہیں اور اس میں سے ایک بڑی رقم ان کو دینی پڑتی ہے - جو کہ کروڑوں روپے میں چلی جاتی ہے - جبکہ Industrialists کو اور گھروں میں جو بجلی دی جاتی ہے - اس کا ریٹ بہت کم ہے - ہم سے Industries سے بھی کہیں زیادہ چارجز لئے جاتے ہیں - 70/80 پیسے per unit جو لگاتے ہیں یہ سب سے زیادہ ہے - دوسری چیز جس پر میں چاہتا ہوں کہ کوئی فیصلہ ہونا چاہیے یہ ہے کہ بلدیاتی اداروں کے لئے ایک سپیشل ریٹ مقرر ہونا چاہیے جو کہ ہم انکو باآسانی دے سکیں

اس کے علاوہ ایک چیز اور ہے کہ یہ واپڈا والے ہماری کارپوریشن کی سڑکوں پر بجلی کے پول (کھمبے) لگا دیتے ہیں اور ہماری اجازت کے بغیر لگا دیتے ہیں - اور یہ بجلی کی تاریں وغیرہ بھی لگا دیتے ہیں - اور اس کے بعد ہم جب سڑک کو چوڑا کرنے کے لئے یا سڑک کو ٹھیک کرنے کے لئے ان کو کہیں کہ آپ نے یہ پول غلط لگا دیا ہے - اس کو آپ پیچھے کریں تو یہ کہتے ہیں - 4 لاکھ روپیہ دے دیں پانچ لاکھ روپیہ دے دیں - 14 لاکھ روپیہ دے دیں اور پھر وہ یہ رقم وصول کر کے ہی اس پول کو پیچھے ہٹاتے ہیں - جو کہ انہوں نے بغیر ہماری اجازت کے وہاں پر لگایا ہوا ہوتا ہے - اب جناب والا ایک problem جو کہ ہمیں درپیش ہے وہ یہ ہے کہ آپ کو پتا ہے کہ شمالی لاہور میں ہم ایک ہسپتال بنا رہے ہیں - آپ نے ہمیں اس کے لئے زمین بھی دی ہوئی ہے - اور ہم اس کا منصوبہ بنا رہے ہیں - تو وہاں پر انہوں نے (واپڈا والوں

نے بغیر ہماری اجازت کے دو پول لگا دئے ہیں ۔ اور ان کو ہٹانے کے لئے یہ اب ہم سے 14 لاکھ روپیہ مانگ رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ وہ فری ہسپتال بن رہا ہے ۔

جناب چیئرمین — کیوں بھئی
یعنی جو پول لگاتے ہیں ۔ اس کا کوئی کرایہ آپ کو نہیں دیتے ہیں ۔

میاں شجاع الرحمان— کچھ نہیں دیتے جناب والا ویسے اس بجٹ میں ہم ان پر کرایہ لگائیں گے

جناب چیئرمین اور جو زمین میں نے ہسپتال کے لئے دی تھی اس پر بھی جا کر آپ نے پول لگا دئے ہیں

میاں شجاع الرحمن—جناب والا ۔ پول لگا دئے ہیں اور ان کو remove کرنے کے لئے 14 لاکھ روپیہ مانگ رہے ہے

نمائندہ واپڈا—جناب والا واپڈا بھی جو پول لگاتا ہے بینک کی ضرورت کے لئے لگاتا ہے

جناب چیئرمین—پہلے آپ یہ بتائیں کہ وہ جگہ جسے ہم پہلے جا کر دیکھتے ہیں اس جگہ پر کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں پر ہسپتال بنے تو آپ نے وہاں جا کر پول کھڑے کر دئے ہیں تو یہ کیسے ہو گا اور پھر اس کو ہٹانے کے لئے آپ ہم سے 14 لاکھ روپے طلب کرتے ہیں تو یہ کس قسم کی خدمت ہوئی

جناب محمد انور ہول—(چیف انجینئر واپڈا) (چیئرمین لوریا الیکٹرسٹی بورڈ لاہور)—جناب والا کئی جگہیں ایسی ہوتی ہیں جہاں پہلے بازاروں un-authorised extension ہوتی ہے اور بجلی کی لائنیں موجودہ بلڈنگ سے allowable فاصلہ پر ہوتی ہیں ۔ مگر جب un-authorised extension ہٹا دی جاتی ہیں ۔ لائنیں سڑک میں آ جاتی ہیں ۔

جناب چیئرمین — No, No, Sorry I will not buy that. We will not buy that from you ایک جگہ جہاں ہم ہسپتال بنا رہے اور وہاں ہم بغیر کسی کے پوچھے بجلی کے پول لگا دیتے ہیں اور پھر اس تمام علاقہ کو بھی پتہ ہے کہ ہم نے اس جگہ کو ہسپتال کے لئے منتخب کیا ہے اور اب آپ ہم سے پول ہٹانے کے 14 لاکھ روپے لیں گے ۔

جناب محمد انور ہرل — جناب ہم اسے چیک کر لیتے ہیں -

جناب چیئرمین — چیک کیا کرنا ہے - آپ نے اسے ہٹانا ہے -

جناب محمد انور ہرل — جی ٹھیک ہے دیکھ لیتے ہیں -

جناب چیئرمین No question of checking وہ تو آپ کو ہٹانا ہوگا -

جناب محمد انور ہرل — ٹھیک ہے -

جناب چیئرمین — اور اپنے خرچ پر بنانا ہو گا -

جناب شوکت شفیع —جناب والا دیکھنا یہ ہے کہ وہ پول پہلے لگے ہوئے تھے -

جناب چیئرمین — نہیں پہلے ہو یا بعد میں ہوں - آپ اسے بہر صورت وہاں سے ہٹائیں گے -

جناب شوکت شفیع — جناب ہم پول تو وہاں سے ہٹا دیں گے مگر عرض یہ ہے کہ اگر تو جگہ کی سلیکشن ہو گئی

جناب چیئرمین — آپ اس کی فکر مت کریں - ہم نے وہاں ہسپتال بنانا ہے - بڑا سیدھا سا اس کا حساب ہے

میاں شجاع الرحمان (میئر میونسپل کارپوریشن لاہور) — جناب والا ہسپتال کی چاردیواری بن چکی تھی اس کے بعد انہوں نے پول لگائے ہیں -

جناب چیئرمین — یہ دیکھیں میئر صاحب میرے خیال میں ٹھیک کہہ رہے ہوں گے -

میاں شجاع الرحمن — اور ہم ان سے یہ کہا کہ ان پولوں کو آپ یہاں سے شفٹ کرلیں اندر ہی بے شک رکھ لیں اس کے لیے ہم نے انہیں جگہ بھی دی ہے - کہتے ہیں شفٹ کرنے کے لیے ہمیں 14 لاکھ روپے دیں اور انہوں نے لکھ کر بھیجا ہوا ہے -

جناب چیئرمین — نہیں بالکل نہیں - ایسا ہرگز نہیں ہوگا -

میاں شجاع الرحمن — ہمارے اس منصوبے کو انہوں نے روک دیا ہے - اس کے علاوہ بجلی کے بلوں کا وعدہ پورا ہونا چاہیے - دوسری بات یہ ہے کہ سٹریٹ لائٹ کے پیسے بھی یہ ہم سے وصول کرتے

ہیں بعض دفعہ ہم ان کو بلب خریدنے کے لیے بھی پیسے دیتے ہیں ، ان کو خود بلب خرید کر دیتے ہیں ۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ordinary بلب ان کی اپنی داری ہے ۔ اول تو لگتا ہی نہیں ہے اور اگر لگے اور فیوز ہو جائے تو بڑی مشکل سے تبدیلی کیا جاتا ہے ۔ حالانکہ ہم ان کو اس کے لئے پیسے بھی دیتے ہیں کہ آپ اپنی مرضی کے بلب خرید لیں اور ہمیں لگا دیں ، لیکن ان کا بھی ہمیں حساب نہیں دیا جاتا ۔

جناب چیئرمین — حساب بھی نہیں دیا جاتا ؟

میاں شجاع الرحمن — تیسری بات یہ ہے کہ اگر ہم کہتے کہ ہم خود بلب خرید کر اور اپنے لائن سپرنٹنڈنٹ ملازم رکھ کر ان سے لگوا لیں گے تو یہ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے پول کو ہاتھ نہیں لگا سکتے ۔ آپ ہمارے پول کے اوپر نہیں چڑھ سکتے جناب والا یہ معاملہ بڑے عجیب قسم کا ہے جو میرے خیال میں تمام بلدیاتی اداروں کو درپیش ہے اور اس سے نقصان ہو رہا ہے ۔ لاہور شہر میں اسوقت تقریباً ستر فیصد بجلی بند پڑی ہوئی ہے اگر سٹریٹ لائٹ واپڈا کی ذمہ داری ہو جائے تو سب سے بہتر ہے لیکن اگر یہ ذمہ داری ہماری رہی ہے تو اس پر ہمیں پورا اختیار حاصل ہونا چاہیے نہ کہ واپڈا کو حاصل ہونا چاہیے

مسٹر شوکت شفیع — جناب والا میں اس سلسلہ میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین — اس پر آپ کیا کہیں گے ۔ آپ یہ دیکھیں کہ آپ شہروں کو کتنی تکلیف دے رہے ہیں ۔

جناب شوکت شفیع — جناب والا میرے ساتھ چیئرمین ایریا الیکٹرک سٹی بورڈ لاہور بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی اس پوسٹ پر آئے ہیں ان سے پہلے جو ایریا الیکٹرکمشی بورڈ کے چیئرمین تھے ان کے ساتھ میئر صاحب کی میٹنگ ہوتی رہی ہے اور یہ چیزیں sort out ہوتی رہی ہیں ۔ مشترکہ کمیٹیوں کی میٹنگیں ہوتی رہی ہیں اور اسوقت بھی یہ کمیٹیاں موجود ہیں اور ان کمیٹیوں میں ان کے آدمی بھی شامل ہیں ہمارے آدمی بھی شامل ہیں وہ ان چیئروں کا معائنہ بھی کرتے رہتے ہیں اب انہوں نے یہ کہا ہے کہ واپڈا کا سٹریٹ لائٹ کا سٹاف ہمارے پاس رہے اب ہمارا وہ سٹاف ان کے پاس رہے گا اور ان کی supervision میں کام کرے گا ۔

میاں شجاع الرحمن — جناب والا جسطرح دوسرے اداروں کے لوگ ہمارے پاس بیٹھے ہوئے ہیں ۔

وہ ہمارے ماتحت ہونے چاہیں ہم انہیں دس دفعہ بلائیں تو ایک دفعہ آتے ہیں ٹھیک ہے وہ میرے دفتر میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن میں انہیں دس دفعہ بلاتا ہوں تو وہ ایک دفعہ آتے ہیں -

مسٹر شوکت جناب شوکت شفیع — (واپڈا) ٹھیک ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے

میاں شجاع الرحمن — دوسری بات یہ ہے کہ پہلے چیئرمین ایریا الیکٹرک سپلائی بورڈ لاہور سے ایک معاہدہ طے پایا تھا لیکن انہوں نے آج تک اس پر دستخط نہیں کئے کیونکہ اگر یہ دستخط کریں تو ہم ان سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ یہ کام انہوں نے کیوں نہیں کیا اس کا جواب دیں جناب والا یہ معاہدہ لکھا ہوا پڑا ہے لیکن انہوں نے اس پر دستخط نہیں کئے اور اس کیلئے یہ تیار نہیں ہیں -

جناب چیئرمین — میاں صاحب اب آپ دستخط پر آگئے ہیں -

مسٹر محمد انور ہرل — (چیئرمین ایریا الیکٹرک سٹی بورڈ لاہور)- جناب والا اس معاہدے کے تحت 54 لاکھ روپے کا estimate بنا تھا کہ مرکری لیمپ اور مرکری ٹیوب ہم سپلائی کریں گے اور میئر صاحب یہ پیسے دیں گے لیکن وہ پیسے ہمیں آج تک نہیں ملے حالانکہ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ 15 فروری 1984ء تک تمام رقوم ادا کر دیں گے اور پھر جولائی 1984ء تک تمام بلب اور ٹیوب لگا دیئے جائیں گے -

میاں شجاع الرحمن — آپ معاہدہ کریں ہم پیسے دینے کیلئے تیار ہیں آپ معاہدے پر دستخط کریں اور ابھی مجھ سے چیک لے لیں -

جناب چیئرمین — نہیں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ دستخط کر دیں ہم آپ کو پیسے دے دیتے ہیں -

میاں شجاع الرحمن — دستخط کردیں ہم اس وقت پیسے دینے کیلئے تیار ہیں -

مسٹر محمد انور ہرل — (واپڈا) جناب والا دستخط ہم کر دیتے ہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے -

میاں شجاع الرحمن — جناب والا ہم ان کو ایڈوانس پیسے دے رہے ہیں -

مسٹر محمد انور ہرل — (واپڈا) جناب والا دستخط کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے یہ ہمیں پیسے دے دیں کیونکہ ان پیسوں سے ہم نے بلب خریدنے ہوتے ہیں -

جناب چیئرمین — دیکھیں میاں صاحب کہہ رہے ہیں اس بات کو دو سال ہو گئے ہیں - آپ دستخط کریں یہ آپ کو فوراً پیسے دیے دیں گے۔

مسٹر محمد انور ہرل —جناب والا میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر مال ملک اللہ یار خان صاحب نے میٹنگ بلائی تھی لیکن بدقسمتی سے اس دن میاں شجاع الرحمن صاحب کے پاس ٹائم نہیں تھا اور وہ اس میں شرکت نہیں کرسکے باقی سب ممبروں نے شرکت کی تھی - انہوں نے اس کیلئے یہ شرط رکھی تھی کہ سٹریٹ لائٹ کے جتنے دفتر ہوں ان کے پاس ہوں - لاہور میں پہلے ہی ہمارا ایک ایکس ای این میاں صاحب کے دفتر میں بیٹھتا ہے اور ان کی ہر شکایت سننے کے لیئے وہاں موجود ہوتا ہے ایک ایس ڈی او سٹریٹ لائٹ کا دفتر بھی ان کے دفتر میں ہیں - جن سے فوری رابطہ کیا جاسکتا ہے

میاں شجاع الرحمن — جو کبھی میرے کہنے پر نہیں آتا (قہقہہ) اور کبھی میری بات نہیں سنتا -

مسٹر محمد انور ہرل— ایک دفعہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا - کہ ہم سٹاف ان کو ٹرانسفر کر دیں اور سٹریٹ لائٹ یہ خود maintain کریں گے ان کے آدمیوں کو ہم اسلئے اجازت نہیں دیتے کیونکہ ان لائنوں پر ہماری لائنیں بھی ہوتی ہیں اور یہ لائنیں alive ہوتی ہیں ان کے آدمیوں کو پتہ نہیں ہوگا اور اسطرح حادثات رونما ہونگے سٹریٹ لائٹ کی تو ایک تار ہوتی ہے ہماری اس پر سات سات آٹھ آٹھ تاریں ہوتی ہیں جس کے ذریعہ ہم باقی شہروں کو feed کرتے ہیں - اسلئے اگر کوئی دوسرا ہاتھ آگیا تو ہر روز حادثات ہونگے انہوں نے سٹاف کا کہا تھا - ہم نے کہا تھا کہ یہ سارا ڈویژن آپ لے لیں - لاہور میں ایکس ای این ہے اور چار سب ڈویژن ہیں جو سٹریٹ لائٹ مہیا کرتے ہیں لیکن اس پر بھی انہوں نے اتفاق نہیں کیا تھا اور معذوری ظاہر کر دی تھی

میاں شجاع الرحمن— یہ ہمارے ساتھ معاہدہ کریں -

جناب چیئرمین — میاں صاحب ٹھیک ہے اب یہ بات ہوگئی

میاں شجاع الرحمن — 54 لاکھ روپیہ جو ہم نے دینا ہے وہ پچھلے سال کا نہیں ہے بلکہ یکم جولائی سے ہم نے ایڈوانس دینا ہے

جناب چیئرمین — آپ لوگ اپنی میٹنگ کریں اور اس میٹنگ میں ملک اللہ یار خان صاحب اور بریگیڈیر غضنفر صاحب اور میاں شجاع الرحمن شامل ہونگے - اور اس کا کوئی نہ کوئی تصفیہ ضرور ہونا چاہیے

مسٹر محمد انور ہرل — ٹھیک ہے ہم تیار ہیں -

جناب چیئرمین — اس سلسلہ میں بڑی تکلیفیں ہیں اسلئے آپ لوگ بیٹھ کر کسی نہ کسی متفق نتیجہ پر پہنچیں اور اسے resolve کرلیں -

وزیر مواصلات و تعمرات (میاں صلاح الدین) — جناب والا میرا بھی ایک چھوٹا سا سوال ہے کہ تاروں اور بجلی کے بلب میں کتنا فرق ہے یہ کہتے ہیں کہ بجلی کا بلب لگانے سے تاریں الجھ جاتی ہیں -

جناب چیئرمین — نہیں یہ تو کوئی ان کے پاس ایسی معقول argument نہیں ہے وہ آدمی ٹرینڈ ہو سکتے ہیں ہمارے آدمی بھی ٹرینڈ ہو سکتے ہیں - یہ ایسی کوئی مشکل بات نہیں ہے - لیکن بہر صورت دو وزراء صاحبان اور آپ ان کے ساتھ ملکر میٹنگ کریں - اور اس مسئلے کو resolve کریں -

میاں شجاع الرحمن — جناب والا اس کے بعد میری دوسری گذارش یہ ہے کہ شمالی لاہور میں بارشوں کے دنوں میں بے شمار تکالیف ہوتی ہیں - مختلف گلیوں میں سڑکوں پر بارش کا پانی کھڑا ہو جاتا ہے کیونکہ وہاں پر ڈرینج سسٹم بہت پرانا ہو چکا ہے

جناب چیئرمین — کیا چیز -

میاں شجاع الرحمن — ڈرینج سسٹم کی بات کر رہا ہوں - کیونکہ وہاں پر سیوریج کیلئے 6 انچ اور 9 انچ کے پائپ لگے ہوئے ہیں اور وہ اتنا پرانا سسٹم ہے کہ اب وہاں سے پانی نہیں گزر سکتا - یہی وجہ ہے کہ عام طور پر سیوریج سسٹم خراب رہتا ہے اس سلسلہ میں واسا والوں نے کوئی 80 لاکھ روپے کی سکیم بنائی ہوئی ہے - اب انہوں نے نئے پائپ 64 انچ کے بچھائے لاہیں لیکن اب اس پائپ لائن کو ملانے کیلئے 42 انچ کے پائپ بچھائے جائیں گے اور تب کہیں جاکر چھوٹے سیوریج کا مسئلہ حل ہو سکے گا - میں یہ چاہتا ہوں کہ جب آئندہ بجٹ تیار ہو اس میں اس سکیم کو رکھ لیا جائے تاکہ شمالی لاہور کا یہ مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے -

جناب چیئرمین — نمائندہ واسا کچھ وضاحت کریں -

ڈپٹی مینیجنگ ڈائریکٹر — (واسا) - جناب والا میاں شجاع الرحمن صاحب نے یہ بات بالکل بجا فرمائی کہ شمالی لاہور میں سیوریج سسٹم بہت پرانا ہے اور بارشوں کے دنوں میں پانی ابل ابل کر باہر آنا شروع ہو جاتا ہے -

جناب چیئرمین — ٹھیک ہے میاں صاحب آگے فرمائیں

میاں شجاع الرحمن — اس کے بعد میری گذارش یہ ہے کہ جیسا کہ ابھی ابھی اسلم بٹ صاحب نے بھی ذکر کیا اور پچھلے اجلاس میں میں نے بھی ذکر کیا تھا کارپوریشن کو رجسٹریشن کے سلسلہ میں جو اڑھائی فیصد رقم ملتی ہے وہ کارپوریشن کو پوری نہیں ملتی گذشتہ اجلاس میں بھی آپ نے کہا تھا کہ اس پر کوئی کارروائی کی جائے کیونکہ اڑھائی فیصد کا رپوریشن کو رجسٹریشن فیس ملتی ہوئی ہے لوگ اس میں کچھ اسطرح سے چوری کرلیتے ہیں کہ جائیداد 4 لاکھ روپے کی مالیت کی ہے تو اس کی رجسٹریشن 25 ہزار میں کر وا دیتے ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے اس چار لاکھ روپے کا حکومت کو gain tax مل جاتا ہے ۔ لیکن کارپوریشن کی اڑھائی فیصد رقم غائب ہو جاتی ہے اور وہ کارپوریشن کو واپس نہیں ملتی قانون میں یہ ترمیم کر دی جائے کہ جسوقت gain tax کا فیصلہ ہو اس کے مطابق اس آدمی سے رجسٹریشن فیس اور اڑھائی فیصد رقم وصول کی جائے رجسٹریشن فیس پنجاب گورنمنٹ کو مل جائے اور اڑھائی فیصد رقم کارپوریشن کو مل جائے ۔ بہت بہت شکریہ ۔ مہربانی ۔

Mr.Chairman - ould you like to say on this

وزیر خزانہ کے اختتامی کلمات

وزیر خزانہ جناب والا ساڑھے پانچ فیصد stamp duty کا جہاں تک تعلق ہے محکمہ مال اسے deal کرتا ہے ۔ اس میں دراصل سب رجسٹرار ساڑھے پانچ فیصد کے حساب سے سٹیمپ ڈیوٹی تو لگا لیتا ہے اور اس کی رجسٹری بھی اسی حساب سے ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ رجسٹری کروانے والا آدمی جتنی اس کی قیمت Declare کرتا ہے اس حساب رجسٹری ہو جاتی ہے ہمارا جو Prescribed طریقہ کار ہے اس کے تحت ہی ہم نے مختلف علاقوں کی پراپرٹیز کی ایک Evaluation list بنائی ہوئی ہے اور اس حساب سے اگر سب رجسٹرار یہ کہے کہ آپ کی پراپرٹی کی under stated value ہے اور ہمیں قابل قبول نہیں ہے ۔ آپ اس کی صحیح قیمت لگائیں تو اسی صورت میں ہی ہم رجسٹری کریں گے پھر ہی اس مسئلہ پر قابو پایا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ اگر رجسٹری کم مالیت کی ہوگی ظاہر ہے کارپوریشن کی اڑھائی فیصد فیس بھی کم ملے گی ۔ جہاں تک gain tax کا تعلق ہے جو کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن لگاتا ہے اس حساب سے چلتے ہیں ۔ میں اس سلسلہ میں ملک اللہ یار جان سے گذارش کروں گا کہ وہ اپنے سٹاف کو ضروری ہدایات جاری کریں تا کہ یہ مسئلہ کو حل کیا جا سکے ۔

جناب خاقان بابر — جناب والا — اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں کہ جب تک assessment slip پیش نہ ہو اس وقت تک رجسٹری نہیں ہو سکتی اور یہ سب ملی بھگت سے کام ہوتا ہے -

وزیر مواصلات و تعمیرات — (میاں صلاح الدین) - جناب والا - اگر اجازت دیں تو میں صرف دو باتیں اس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ایک تو شہریوں میں شفع کا حق دے دیں اس سے لوگ زمین کی قیمت زیادہ لکھوائیں گے کیونکہ اس کو وہ لے نہیں سکیں گے آپ گین ٹیکس لگا دیں بیشک آپ اسکی ایکسر سائز کر کے دیکھ لیں آپ کی جو سٹمپ ڈیوٹی آئے گی وہ اس سے دس گنا آئے گی -

جناب اقبال احمد قریشی — جناب والا - سب سے پہلے تو میں میاں صاحب کا شکریہ ادا کرونگا کیونکہ پچھلی دفعہ انہوں نے وعدہ فرمایا تھا اور اس دفعہ بھینسیں شہر سے باہر نکل گئیں اب میں ان سے گزارش کرونگا کہ وہ صفائی کی جانب بھی کچھ توجہ دیں تا کہ آئندہ اجلاس تک وہ مسئلہ بھی حل ہو جائے -

میاں شجاع الرحمن — (میئر لاہور کارپوریشن) آپ ذرا دوبارہ فرمائیے -

جناب اقبال احمد قریشی — جناب والا - میاں صاحب فرما رہے ہیں کہ دوبارہ اسکی وضاحت کر دی جائے - تو میں شہریوں کی طرف سے میاں صاحب کا شکر گزار ہوں کہ بھینسیں لاہور سے باہر چلی گئی ہیں - جناب ایک اور مسئلہ ایل - ڈی - اے - کا ہے ایل ڈی - اے پلاٹس کی اور ہاؤسنگ سکیمز کی جو رہائشی سکیمیں ہیں ان میں کمرشلائزیشن کرتا ہے تو اس سے ایک وبا پھیل رہی ہے کوئی ایسی آبادی نہیں رہی جسے آپ صحیح طور پر رہائشی مکمل کہہ سکیں کہیں پر اسکول کھل رہے ہیں -

جناب چیئرمین — ایک تو آپ نے یہ خبر سنائی کہ بھینسیں شہر سے باہر چلی گئی ہیں اور دوسرے آپ ایل - ڈی - اے - کے بارے میں فرما رہے تھے -

جناب اقبال احمد قریشی — جناب والا - میں ایل ڈی اے کی بات کر رہا تھا کہ ایل - ڈی - اے نے ایک پروگرام بنایا ہے کہ ایک لاکھ روپے کنال لے کر کوئی بھی جگہ کمرشلائز کر دیتے ہیں جس سے اب یہ قباحت پیدا ہوگئی ہے کہ کوئی بھی آبادی پر مکمل نہیں رہی - ابھی جناب ڈی - جی صاحب سے بات ہو رہی تھی انہوں نے ایک بڑی اچھی بات بتائی کہ ابھی انہوں نے ایک قانون بنایا ہے جس میں اگر کوئی شخص کوئی جگہ

کیشر فیکٹری کروانا چاہتا ہے تو اس کو اپنے ارد گرد کے پڑوسیوں سے No Objection Certificate لینا پڑتا ہے تو جناب والا - میری گزارش یہ ہے کہ اس قسم کا بھی ایک قانون ہونا چاہیے کہ اگر کوئی وہاں پر اسکول یا کوئی پولی کلینک یا کوئی بھی کمیونٹی ادارہ بنانا چاہتا ہے تو پڑوسیوں سے ضرور این - او - سی لیا جائے -

محترم وزیر زراعت نے جب اپنی Presentation دی تو اس میں کچھ باتیں آئیں وہ یہ تھیں کہ تقریباً ستر فیصد پنجاب کی آبادی دیہات میں رہتی ہے ان میں سے88فیصد چھوٹے کا شتکار ہیں جن کا دس ایکڑ سے کم رقبہ ہے اور جب تک یہ 88 فیصد لوگ ملک کی ترقی میں بھرپور حصہ نہیں لیں گے - تو نہ تو وہ خود خوشحال ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ملک خوشحال ہو سکتا ہے - دوسری بات یہ ہے جناب کہ جب لوکل گورنمنٹ کی بات ہوئی تو اس میں ہمارے ڈسٹرکٹ کونسل کے جو حضرات تھے سب نے یہ فرمایا کہ ہمارے پاس فنڈز کم ہیں وہ کچھ تو آپ سے مانگتے ہیں کچھ گورنمنٹ سے مانگتے ہیں یا ٹیکس لگا کر پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں -

تیسری جناب والا - یہ بات ہوئی ہے کہ ہم تقریباً ایک سو کروڑ روپے سے زائد کا raw-material باہر سے منگوا رہے ہیں جس سے دوائیں بنائی جاتی ہیں جبکہ ان ہی کا basic crude material پاکستان میں موجود ہے یوں سمجھ لیجیے کہ مثال کے تین علیحدہ علیحدہ حصے ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے ہم انہیں مربوط کر سکیں یعنی جو چھوٹے کا شتکار ہیں ان کو بھی فائدہ پہنچے ڈسٹرکٹ کونسل بھی آمدنی میں اضافہ کر سکے اور زر مبادلہ کو بھی بچا سکیں اور وہ ملک کے اندر ہی تقسیم ہو اور آمدنی میں اضافہ ہو -

تو جناب اس کے لیے کچھ تجاویز تھیں -

جناب والا - آج صبح ذکر ہو رہا تھا اور ہمارے اکثر حضرات یہ فرما رہے تھے کہ جو Cash Crops ہیں ان میں آمدنی بہت کم ہو گئی ہے تو میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ اگر specialised crops کی جانب توجہ دیں تو آمدنی میں بہت اضافہ ہو سکتا ہے مثال کے طور پر ہمارے ہاں یہ چیزیں عام استعمال ہوتی ہیں اور ایکسپورٹ بھی ہو رہی ہیں - گلاب کے پھول ہیں یہ اس وقت تقریباً بارہ سو روپے من کے حساب سے فروخت ہو رہے ہیں - تو حساب لگا لیجیے کہ ایک ایکڑ میں

اس کی کتنی کاشت ہو سکتی ہے اس طرح حنا ہے جس کی باہر کے ملکوں میں بہت demand ہے عطر سازی کے لیے فرانس اور دوسرے ملکوں میں جا رہی ہے مرزا ہے اجوائن ہے یہ دوائیوں میں استعمال ہوتی ہیں اور ٹرمپ واٹر وغیرہ بنائے جاتے ہیں تو ا مارے ڈسٹرکٹ کونسل والے ہمارے کسانوں کو اور کاشتکاروں کو edu a کریں کہ وہ اس پر concentrate نہ کریں جو conventional crops ہیں بلکہ specialised crops پر چلے جائیں - تو ان کی آمدنی میں بہت اضافہ ہو سکتا ہے -

جناب والا — دوسرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نعمت ہمیں عطا کی گئی ہے وہ پاکستان میں قدرتی جڑی بوٹیاں اور درخت ، جنگلات وغیرہ ہیں لیکن بدقسمتی سے know-how نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک ان کو صحیح طور پر استعمال نہیں کیا جا رہا ہے میں مثال کے طور پر یہ عرض کرونگا کیکر کا درخت جو ہے اس کی گوند امپورٹ ہوتی ہے جس کو ہم گم میگنیشیا کہتے ہیں جو کہ ٹیبلٹ کیلئے - بائنڈنگ مٹیریل کے طور پر اور ملسی فائر کے طور پر استعمال ہوتی ہے اس کی چھال بگھنٹس بنتے ہیں جو کہ رنگ سازی کے کام آتے ہیں اس کی چھال اور پتوں tamnin اور Tannic acid حاصل ہوتا ہے جو گم پینٹ اور ٹوتھ پیسٹ میں استعمال ہوتا ہے اور اس کا پھل دیسی دوائیوں میں استعمال ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک درخت کو صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے تو اس کی آمدنی شاید ایک ایکڑ کی Cash crops سے حاصل ہونے والی آمدنی سے زیادہ ہوگی - اسی طرح سے سفیدے کا ایک عام جنگلی درخت ہوتا ہے اس میں بوکوٹس آئل ہے جو ادویات میں استعمال ہوتا ہے آک اور ملٹھی ایسی چیزیں ہیں جن میں Cartizone پائے جاتے ہیں بہت سی دوائیاں مثلاً سکو - گلو - نیم وغیرہ جن میں انٹی بائیوٹک ادویات ہوتی ہیں جنگلی پودینہ ایک خود رو چیز ہے اگر ایک دفعہ نالوں پر یا کھالوں پر اسے پھینک دیا جائے تو سالہا سال اس کی فصل حاصل ہوتی ہے اس وقت کروڑوں روپے کا ست پودینہ جسے مینتھول کہتے ہیں امپورٹ کیا جا رہا ہے ادویات میں استعمال کے لیے جسے پیپرمنٹ ہم کہتے ہیں اس میں شامل ہوتا ہے اور یہ کوئی چیز نہیں ہے جو بنانی بڑی مشکل ہے لاہور میں بی - سی - ایس آئی - آر والوں نے اس کے لیے ایک پائلٹ پلانٹ بنایا ہے اور انہوں نے ست پودینہ یہاں سے ہی بنایا ہے اس طرح اور بہت سی

چیزیں ہیں اسپغول ایک عام چیز ہے مگر اس کی کروڑوں کی باہر مانگ ہے اور یہ خود رو پودا ہے تو جناب والا - میں گزارش کروں گا کہ اگر ہمارے ضلع کونسل والے اس طرف بھی توجہ دیں تو وہ اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکتے ہیں اس کا تیسرا حصہ ہے Agro-based یا جڑی بوٹیوں پر based ایک چھوٹی انڈسٹری لگا دی جائے جو چند ہزار روپیوں سے لگ سکتی ہیں تو وہ ان دیہاتوں کی یا چھوٹے شہروں کی اپ لفٹنگ میں بے حد اہم کردار ادا کر سکتی ہے -

جناب والا میں گزارش کروں گا اس پر اگر غور کیا جائے تو یہ پروگرام ڈسٹرکٹ کونسل کے تحت ہونا چاہئے جس میں ایگریکلچرل والے یا فارسٹ والے - لوکل گورنمنٹ والے اور ہیلتھ والے تینوں کو coordinate کرنا چاہئے - سب سے بڑی خوبی اس کی میں عرض کروں گا کہ جو بھی منصوبہ بنایا جاتا ہے اس میں پہلے کچھ invest کرنا پڑتا ہے لیکن یہ ایسا منصوبہ ہوگا کہ آپ جب بھی اسے شروع کرتے ہیں آپ کو بنی بنائی قدرتی جڑی بوٹیاں جنگلات سے حاصل ہیں وہاں سے آپ اس کی آمدنی بھی شروع کر سکتے ہیں اور شاید یہ self sufficient شروع سے ہی ہو جائے - یہ نہیں کہ اس میں investment نہیں کرنی پڑے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سے ایک سو کروڑ سے زائد کی آمدنی جو زرمبادلہ کی شکل میں باہر جا رہی ہے وہ ہمارے دیہاتوں میں ہمارے چھوٹے کاشتکاروں کو حاصل ہو سکتی ہے اور ان کی بہبود بھی ہو سکتی ہے -

جناب والا ایک اور اہم مسئلہ کی جانب میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں وزیر صاحب نے بھی اشارہ فرمایا تھا پاکستان میں گنے کا رس جسے راب کہتے ہیں یا molasses کہا جاتا ہے وہ بے شمار ضائع ہوتا ہے یا کچھ بہت کم قیمت پر ایکسپورٹ کیا جا رہا ہے یہاں برازیل کی بات ہو رہی تھی - برازیل میں بنزین Benzine سے گاڑیاں چلائی جا رہی ہیں - جسے انڈسٹریل الکوہل بھی کہتے ہیں یہ اس کی fraction ہے - وہاں تقریباً جتنی سرکاری گاڑیاں ہیں وہ اسی Benzine سے چلائی جا رہی ہیں - وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ اس کی کاشت آف پروڈکشن زیادہ ہے - میں گزارش کرونگا کہ اس کی کاشت آف پروڈکشن جو ہے اگر باہر جو ٹیکسز ہم لگاتے ہیں - present پٹرول کا جو ریٹ ہے اس سے زیادہ نہیں امپورٹڈ پرائس سے ضرور زیادہ ہوگا اگر اس پر محاصل کم کر دیئے جائیں taxes reduce کر دیئے جائیں ہمارا جو نصف سے زیادہ فارن ایکسچینج باہر جاتا ہے ہم اس ایک مد سے بچا سکتے ہیں - بہت شکریہ -

رانا محمد اقبال—(وائس چیئرمین ضلع کونسل قصور) جناب والا آپ نے اپنی افتتاحی تقریر کے دوران جو فرمایا ہے کہ دیہی علاقوں میں 60 سے 70 فیصد بجٹ خرچ کیا جائیگا اس کے لیے دیہی عوام کی طرف سے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

جناب چیئرمین ہمارا زرمبادلہ زیادہ تر زراعت سے کمایا جاتا ہے لیکن وہ بیچارے کسان جو کہ دیہاتوں میں رہتے ہیں ان کو پوری facilities میسر نہیں ہوتیں - جہاں پر سب سے اہم مسئلہ سڑکوں کا ہے خصوصی طور پر میرے ضلع میں سڑکوں کی جو کمی ہے اس کے لئے میں جناب سے گزارش کروں گا کہ کوئی خصوصی فنڈ ہمارے ضلع کو دیا جائے -

جناب چیئرمین—آپ قصور کی بات کر رہے ہیں -

رانا محمد اقبال—جی ہاں - قصور کیوں کم ہو گیا ہے اس میں دو اہم سڑکیں ہیں -

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ — وہاں دو کنٹریکٹرز کا جھگڑا ہے -

جناب چیئرمین — وہاں پر کنٹریکٹر کا جھگڑا ہے - اچھا خیر آئیے آپ -

رانا محمد اقبال — جناب والا دوسرے ہمارا جو مسئلہ ہے کہ وہاں سیم کی بیماری بہت زیادہ بڑھ رہی ہے جس کا اندازہ جناب میاں صلاح الدین صاحب نے موقع پر جا کر کرایا ہے - پتوکی ایسا علاقہ ہے جہاں سے زیادہ پیداوار ہوتی ہے اب اس کی حالت یہ ہے کہ وہاں پانی ہی پانی کھڑا ہے - میاں صاحب جب خود وہاں تشریف لے گئے تھے ہم نے ان کو دکھایا تھا اس کے لئے گزارش کروں گا کہ وہاں سیم نالی کھودی جائے کیونکہ اوکاڑہ کی طرف سے پہلے ہی نالی کھودی ہوئی ہے اور پانچ چھ میل اس طرف سے کھود دی جائے تو اس سے کافی فائدہ پہنچے گا - پتوکی کھونا سے کوٹھی کھوکھر تک اس کو اگر کھود دیا جائے تو اس علاقے کے عوام کو کافی فائدہ پہنچے گا -

جناب والا جیسا کہ وزیر زراعت صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا اوز اف کا بھی کام واقعی اچھا ہے لیکن اس میں ایک محکمہ اصلاح آبپاشی ہے اس کی کارگردگی واقعی قابل ستائش ہے اس سے زمینداروں کو کافی فائدہ

پہنچا ہے - میں گزارش کروں گا کہ lining کو اور بڑھا دیا جائے - پہلے 10 فی صد وہ پکا کرتے ہیں اب 10 فی صد کی بجائے 50 فی صد پکا کیا جائے اس سے زمینداروں کو کافی سہولت ہوگی ؟

جناب چیئرمین — یہ کونسا محکمہ ہے -

رانا محمد اقبال — یہ اصلاح آبپاشی کا محکمہ ہے -

وزیر مال — آپ تجویز کیا فرما رہے ہیں -

رانا محمد اقبال — اس میں 10 فیصد پکا بنا رہے ہیں - واٹر مینجمنٹ سکیم جو بنائی ہوئی ہے اس کو 10 فیصد کی بجائے اگر 50 فیصد بڑھا دیا جائے تو پیداوار میں کافی اضافہ ہو جائے گا -

جناب والا محکمہ تعلیم کے متعلق کچھ گزارشات ہیں کہ ہمارے ہاں بھائی پھیرو میں کئی سال سے کالج قائم ہے لیکن ابھی تک اس کے لئے عمارت نہیں ہے - کالج جو ہے وہ سکول کی بلڈنگ میں چل رہا ہے اس کے لئے گزارش ہے کہ وہاں گورنمنٹ کی جو زمین ہے وہ زمین کالج کو دی جائے تو کالج کی بلڈنگ وہاں تیار ہو سکتی ہے -

دوسرے جناب والا شناختی کارڈوں کا مسئلہ ہے - یہ ضلع کی سطح پر تو قائم ہے لیکن اس کو تحصیل کی سطح تک بڑھا دیا جائے تا کہ جو قصبات ہیں وہاں اس کے کونٹر کھول دئے جائیں تاکہ عوام کی مشکلات کا حل ہو سکے -

جناب والا بھائی پھیرو میں ٹیلیفون ایکسچینج کافی دیر سے کام کر رہا ہے - یہ تو میں جانتا ہوں کہ یہ محکمہ کا معاملہ ہے لیکن میری گزارش اس میں یہ ہے کہ اس کو لاہور سے ڈائریکٹ ملا دیا جائے بھائی پھیرو کو لاہور سے - کیونکہ بھائی پھیرو میں منڈی ہے وہاں بہت سے کاروباری حضرات ہیں ان کو کافی فائدہ پہنچ سکتا ہے -

جناب والا ان گزارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

جناب چیئرمین — شکریہ -

جناب عباس علی انصاری (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن ملتان) جناب والا میں سب سے پہلے پنجاب لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1970ء کے بارے میں کچھ عرض کرنی چاہوں گا - یہ ایسا قانون ہے جو کہ صرف ہمارے صوبہ میں لاگو ہے جس کے تحت ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی، لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی والے اور فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی والے چھوٹے

کاشتکاروں کی زمین جو شہر کے نزدیک ہوتی ہے بہت ہی سستے داموں شاید 125 روپے فی مرلے acquire کر لیتے ہیں جس سے ان کی حق تلفی ہوتی ہے - شہر کے نزدیک جو زمین ہوتی ہے وہ عموماً چھوٹے کاشتکاروں کی ہوتی ہے میں جناب والا سے گزارش کروں گا کہ اس ایکٹ کو پنجاب سے بھی ختم کیا جائے اور اگر یہ سکیمیں بنانی ضروری ہوں تو انکو مارکیٹ ریٹ کے مطابق مناسب معاوضہ دیا جائے -

جناب والا میرا دوسرا پوائنٹ شاہ رکن عالم ہاوسنگ سکیم ملتان کے بارے میں ہے جو کہ ایک ایسے علاقے میں بنائی جا رہی ہے جس میں نچلے ہی غریب لوگوں کی آبادی ہے - ان کے مکان گرا کر دوبارہ پلاٹ بنانا میں سمجھتا ہوں ان کے ساتھ زبردست زیادتی ہے- میں عرض کروں گا کہ ان غریب لوگوں پر رحم کیجئے ان کے مکان گرانے سے ملتان ڈویلمنٹ اتھارٹی کو روکا جائے ورنہ وہ غریب لوگ دوبارہ کبھی اپنے مکان نہیں بنا سکیں گے ظاہر ہے کہ وہ فٹ پاتھوں پر گزرا کریں گے یا وہ گورنمنٹ کی کسی زمین پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے -

جناب چیئرمین - آپ کے ہاں کوئی low cost flat سکیم ہے - ملتان والے کہاں گئے ہیں - آپ کے ہاں کوئی سکیم ہے اس قسم کی جہاں پر آپ فلیٹ بناتے ہوں -

سیکرٹری ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ - ملتان ڈویلمنٹ اتھارٹی وہاں بنا رہی ہے -

جناب عباس علی انصاری - سکیم جو قیمت propese کی گئی ہے 70 ہزار روپیہ ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ غریب آدمی کے بس سے باہر ہے -

اس کے علاوہ تعلیم کے متعلق عرض کروں گا - کہ ملتان شہر میں اس وقت گرلز ہائی سکولز کی بہت کمی ہے - اس سال تقریباً ہزاروں بچیاں ایسی ہیں جو کہ داخلہ سے محروم ہیں - میں یہ گزارش کروں گا کہ شہر کے مشرقی حصہ میں کوئی بھی ہائی سکول نہیں ہے تو اس کا اجرا کیا جائے -

جناب عباس علی انصاری — میرا جناب چوتھا پوائنٹ یہ ہے کہ ملتان شہر میں میونسپل کارپوریشن ایک ٹی بی ہسپتال چلا رہی ہے - جو آبادی کے اندر آگیا ہے یہ پہلے باہر تھا - اس لئے وہاں کے رہنے والوں کو اس سے بہت

تکلیف ہے کارپوریشن یہ چاہتی ہے کہ اسے باہر منتقل کر دیا جائے لیکن فنڈز کی کمی کی وجہ سے ایسا کرنا مشکل نظر آرہا ہے - تو جناب والا سے گذارش ہے کہ اسکے لئے ہمیں مناسب فنڈز مہیا کئے جائیں تاکہ ہم ٹی بی ہسپتال کو شہر سے باہر منتقل کرسکیں -

شکریہ

جناب چیئرمین کوئی صاحب ایسے ہمیں جو نہ بولے ہوں - آپ آئے گا -

جناب محمد صدیق اکبر بخاری - (نامزد رکن) -

جناب چیئرمین — میرا نام محمد صدیق اکبر بخاری ہے اور میں کاشتکار ہوں آپ نے اپنے افتتاحی کلمات میں زراعت کی طرف خاص توجہ دی اور فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے بھی خاص توجہ دی تھی - صدر صاحب نے بھی اے - آر - ی کی تقریب میں فرمایا تھا کہ ہمیں چھوٹے کاشتکار کے لئے ٹیکنالوجی چاہیے جسکی وجہ یہ ہے کہ 65 فیصد ہمارا زیر کاشت رقبہ ہے اسکے اوپر ہمیں مزید روشنی ڈالنی چاہیے - ہمیں اس مرتبہ کپاس کی کاشت سے جو نقصانات ہوئے ہیں اس پر مختلف فارمز پر ماہرین نے کام کیا ہے اور اپنی اپنی رائے سے صوبائی وفاقی حکومت کو آگاہ کردیا ہے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسا پلانٹر موجود نہیں ہے جس سے صحیح طور پر کپاس کی کاشت کی جاسکے اس وقت جتنے بھی پلانٹر موجود ہیں وہ لوکل made ہیں - اگر ہمارے یہاں آدھا انچ بارش بھی ہو جاتی ہے تو اسکے اوپر crust بن جاتا ہے germination بری طرح سے hit ہوتی ہے بدقسمتی سے اس وقت پنجاب کے چھوٹے کاشتکار کا رقبہ 45 فیصد ہے وہ بھی مٹے پر کاشت ہو رہی ہے - اس کی اپنی limitations ہیں - اس پر ہم نے اپنے فارمز پر تجربات کئے ہیں میں ان کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں - furrows cultivation میں محکمہ زراعت سے کہوں گا ہم نے گذشتہ چار سال اس پر کام کیا ہے اور پچھلے سال بھی ہم نے کافی ایریا میں furrows پر کاشت کیا ہے اس میں بڑی آسانی ہے اس میں 8 عورتیں روزانہ 4 ایکڑ زمین کو dibbling کرتی ہیں - اور یہ dry dibbiling کرنی پڑتی ہے - اور کسی قسم کی بارش سے فصل کو نقصان نہیں ہوتا ہے اس میں seed rate بھی کم استعمال ہوتا ہے جس طرح ٹیکنالوجی ایڈوانس جاری ہے جب ہمیں hybrid کاٹن پر آنا پڑے گا تو hybridization کے اندر کیوں کہ cost of production زیادہ مہنگی ہوتی ہے تو ہمیں اس ٹیکنالوجی

کو اپنانے میں بہت آسانی ہوگی اور چھوٹے چھوٹے کسان کو ایک نیا طریقہ کار ملے گا کیونکہ اسکی فیملی 2/4 افراد ہوتے ہیں جو چند ایکڑ کو آسانی سے کاشت کر سکتے ہیں - دوسرا سب سے اہم مسئلہ پلانٹ پاپولیشن کا درپیش ہے وہ مسئلہ بہت اہم ہے وہ یہ ویڈیسائڈ کا ہے آپ نے مجھے Indian delegation سے ملنے کا موقع دیا تھا انکے یہاں ہر ویڈیسا پر subsidy ہے اب ہمارے ہاں ---- کے علاقے میں راوا - لوئر وغیرہ وہ علاقہ ہیں جہاں کاشتکار پہلے 81 - 34 سے 20 من فی ایکڑ پیداوار لیتے تھے ہمارے یہاں ایک اٹ شٹ بوٹی ہے یہ علاقے اس بوٹی کی لپیٹ میں ہیں اور یہ اس بوٹی سے بری طرح تباہ ہو رہے ہیں - 47 - بی 93 ایم این - اے یا نایاب یہ بہترین صلاحیت رکھنے والی اقسام ہیں ان سے بھی وہ 8,10 من فی ایکڑ پیداوار حاصل نہیں کر سکے جہاں اس سوزی جڑی بوٹی کا اگاو ہے - 1978 میں بھی حکومت نے اسکو وفاقی حکومت کے فوراً ٹرائیل کے طور پر اٹھایا اس میں ہر بیسائڈ کی کاسٹ بہت مہنگی ہے اور اسکی ایک ایپلیکیشن دوسو روپے فی ایکڑ پڑتی ہے - میری گذارش یہ ہے کیونکہ یہ جانور کھاتے ہیں اور چھوٹا کاشتکار جانوروں کو وہی اٹ شٹ کھلاتا ہے - اور وہ پیٹ میں گلتا بھی نہیں ہے وہ سڑ دوبارہ جب cow dung کے ذریعے کھیت میں استعمال ہوتا ہے تو یہ germinate کر جاتا ہے یہ ہمارے لئے بہت بڑی مصیبت پھیل چکی ہے اٹ شٹ کو ختم کرنے کے لئے جو بھی ہر بیسائڈ اسکے لئے بہتر ٹرائیل میں ثابت ہوئے ہیں - اور ماہرین نے منظور کر دئے ہیں حکومت اس پر سب سبڈی دے تاکہ اسکے سپرے کرنے سے اس جڑی بوٹی کو ختم کر دیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ جس کھیت میں اٹ شٹ موجود ہے وہ شاذ دیتا ہے pests کو اور pests کے لئے ہمارے ہوتی ہے وہ بھی اتنی کامیاب نہیں ہوتی - ہمارا دوسرا campaign گندم کا پرابلم ہے - اس میں problem جسکو ہم Cyprus Rutindus کہتے ہیں کا ہے ہمارے ہاں اسکے ٹرائل کرنے چاہئیں وہ بے حد تیزی سے بڑھ رہا ہے کیونکہ intensive cultivation بڑھ چکی ہے - اور تقریباً ڈیڑھ سو فیصد ہو چکی ہے خاص کر چھوٹے کاشتکار جنہوں نے گندم اور کپاس کی rotation جس قسم کی اس کرنے کی ہے اس intensity سے soil moisture میں زیادہ ہونے ڈیلے کی پیداوار اتنی تیزی سے بڑھ

رہی ہے یہ ہمارے لئے بہت بڑی پرابلم بن جائیگی - جس سے yield پہلے سے ڈاؤن ہو رہی ہے -

تیسری جناب والا فرٹیلائزر ہے ہمارا ملتان کا زیادہ علاقہ کپاس پیدا کرنے والا کار اٹھا ہے اس میں کار کو ختم کرنے کے لئے جسم کے بہت اچھے نتائج آئے ہیں - ابھی انڈین وفد نے بتایا ہے کہ ان کو 60 روپے فی ٹن (ملتا ہے) یعنی اگر وہ ڈیڑھ روپے کی بوری بیچ لیتا ہے اور 20 بوریاں 60 روپے کی آتی ہے - تو اس کو ڈیڑھ روپے فی بوری پڑتی وہ خالی توری بیچ لیتا ہے اس کے مقابلے میں ہمارے یہاں تین سو روپے ٹن ہے جو بہت مہنگا پروسیس ہے اور خاص طور پر چھوٹا کاشت کار اپنی وسائل کو improve کرنے کے لئے اس کو afford نہیں کر سکتا - کپاس کے لئے

سب سے بڑی اہم چیز pests کنٹرول ہے - pests کنٹرول میں ہمیں پچھلے سال تکلیف محسوس ہوئی sucking pests نے ہمارے لئے بڑی پرابلم پیدا کی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے سال sucking pests نے بہت نقصان کیا ہے - ball worm کیا کم تھا - یا دوسرے worms کیا کم تھے کہ sucking pests نے آن گھیرا میں فیلڈ وزٹ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں - sucking pests کے attack سے ball صحیح اور اچھی نہیں رہتی - ball worm نے اس پر اتنا sever attack کیا اور ڈیڈنگیم اتنی زیادہ ہو گئی کیونکہ ہماری variety میں ایک پرابلم ہے کہ جاتی ٹیوبچر ہوتا ہے تو اس کی ڈیڈنگ مقابلتاً زیادہ ہے - اس کا میں آگے ڈیٹا دوں گا - اس کے لئے عرض ہے - ہمارے یہاں granular application کر لیتے جائے اور اس کے لئے applicator کو استعمال کیا جائے گا جس کی طرح granular pesticides میں - لیکن ان کی اتنی کاسٹ مہنگی ہے کہ ایک کی ایک کاشت تقریباً 350 روپے فی ایکڑ ہے یہ کاشتکار کے لئے ممکن نہیں ہے مثال کے طور پر کچھ کاشتکار ایسے جانتے ہیں - جنہوں نے چار سپرے کرنے کے بعد بھی 100 ایکڑ کی پیداوار 35 من ہوئی وجہ یہ تھی کہ انکے پہلے دو سپرے بالکل wash ہو گئے تھے تیسرا semi wash ہوا اب اس بیچارے کی جیب سے تو خرچ ہو گیا مگر وہ high humidity تھی جو wheat problem تھی وہ اس نے اتنی humidity creats کر دی کہ ہمارا sucking pests جو تھا اسکو ہم کنٹرول نہیں کر سکے کہ ہمارا sucking pests جو تھا اس کو ہم کنٹرول نہیں کر سکے اگر

حکومت پنجاب اس طرف توجہ دے اور ہمیں granular subsidy دی جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں چھوٹے کاشتکار کی یہ پرابلم حل ہو سکتی ہے ۔ تیسری چیز کراپ روٹیشن ہے ۔ چھوٹے کاشت کار کی ابھی تک کراپ روٹیشن کی طرف توجہ نہیں ہے ہمیں اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے ۔ کراپ روٹیشن کا ہمیں کیا نظام کرنا چاہئے ۔ میں تھوڑی سی فگرز پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ ہماری ورائٹی میں جو potential ہے ہمارے جو اچھے کسان ہیں ۔ انہوں نے اس potential کو پورا exploit کر لیا ہے ۔ مثال کے طور پر میں پنجاب سیڈ کارپوریشن کی مثال دیتا ہوں جو ایک بہترین نمونہ ہے اور بہترین سائنٹسٹ وہاں موجود ہیں اور بہترین کام کرنے والے موجود ہیں ۔ ہمارے فارمرز کو ملتان ایریا میں بہت بڑی awakening ان فارمرز سے ہوئی ہے اور سائلن کاشت کا بہترین نمونہ ہے ۔ مگر ان کا بھی ایک yield کا potential تھا اس کی طرف ہے اس کو exploit کر لیا ہے ہمیں ریسرچ کرنی چاہئے ۔ ہمارے یہاں جو اس وقت method of approval ہے وہ اتنا lengthy ہے ۔ کہ ایک breeder اس میں ایک variety دیتا ہے ۔ اگر بریڈر کے پاس اس قسم کی اقسام موجود ہے جیسے کہ حکومت نے 75-76 کے اندر جب ہماری کراپ ڈاون ہوئی تھی ۔ تو ڈاکٹر محبوب صاحب کی کارکردگی میں ایک کمیشن بنایا تھا ۔ جس میں بی 47 ہمارے پاس بہت اچھی ورائٹی آ گئی ہے میں اب بھی تجویز کرونگا کہ ڈاکٹر محبوب اور ڈاکٹر وحید سلطان صاحب ہمارے ڈاکٹر باجوہ صاحب پنجاب گورنمنٹ ایک اس قسم کی کمیٹی بنائے جس پر breeder کے ساتھ پرابلم ہیں ان پر غور کریں اس promising variety ہے کہ National Co-ordinated Trial اور Provincial Co-ordinated Trial اب سب کی Varieties کو tests نہیں کر سکتے ۔ جو ورائٹی ہمارے پاس موجود ہے ۔ انکو اگر جلدی حاصل کرنے کی طرف توجہ دی جائے ۔ میں سمجھتا ہوں بہتر ہے جیسا کہ 81-34 ہمارے یہاں اس ورائٹی کا yield 20 من سے زیادہ نہیں ۔ مگر افسوس ہے اس میں 56 yield من ہے ۔ اسکی وجہ کیا تھی دو یا اڑھائی گرام ball size تھا ۔ وہاں اسکا سائز 6.31 گرام تھا ۔ اسطرح لائلی 11 ہے ۔ ہمارے یہاں 61 من فی ایکڑ پیداوار 25 من فی ایکڑ ہے ۔ اور exploit نہیں ہو سکی اس کا ball size جو تھا ۔ 6.32 گرام تھا ۔ اسطرح 119 ہماری ورائٹی ہے اسکی yield بھی 55 من ہے میرا عرض کرنے کا یہ مقصد ہے کہ ہمارا ball size

جیسا نایاب بہترین ورائٹی ہے میرے اور دوست بھی اتفاق کریں گے کہ yield کے لحاظ سے heat tolerance کے لحاظ سے بہترین ورائٹی ہے اگر اس ورائٹی پر آگے ریسرچ کی جائے اور اس کے ball size کو increase کیا جائے - تو ہم کو نہایت مناسب پیداوار مل سکتی ہے - میں ملتان کاٹن انسٹی ٹیوٹ کی ایک ورائٹی کا حوالا دوں گا اس کا نام 70 سی ایم ہے - میرا اپنا 18 سال کا فارم کا تجربہ ہے - اس میں اتنی heat tolerance ہے کہ اتنے گندے موسم میں اس ورائٹی نے شیڈنگ نہیں کی - اس میں صرف ایک نقص تھا کہ sucking pests comparatively ان varieties سے زیادہ ہوتا تھا - اگر ہم granular application کرلیتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس ورائٹی سے چالیس پنتالیس من پیداوار نہ لی جا سکے - تو میں اس میں یہ عرض کرونگا کہ ہمیں اس طرح جو ٹمپریچر ہے اس کا میں comparative آپ کو دیتا ہوں کہ ہمارا اور ان کا فرق کیا ہے - میں آپ کو یعنی اتھوپیا کا growers کا جو ایریا ہے وہاں day and night سخت ٹمپریچر ہے -

بیگم نجمہ حمید—(لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) - جناب والا - معزز رکن نے کافی وقت لے لیا ہے -

جناب چیئرمین —وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ کسی وقت ان کے ساتھ بیٹھیں اور ایگریکلچر پر بات کریں -

جناب محمد صدیق اکبر بخاری—جناب والا - جیسے میرے فاضل دوست خاکوانی صاحب نے فرمایا تھا کہ ہماری انکم اتنی کم ہو چکی ہے کہ اگر ہم ان پر ریسرچ نہیں کرتے ان کو آگے نہیں لاتے تو کاشت کار کی جو per capita income ہے وہ بڑھ نہیں سکتی اور سب سے بڑا جو ہمارا مسئلہ ہے وہ ہم نے دیہاتوں سے غربت کو دور کرنا ہے کپاس اور چاول ایسی ہماری فصلات ہیں جو کہ اس سلسلے میں ہماری بہت بڑی مدد کر سکتی ہیں - شکریہ -

جناب چیئرمین - درست ہے - شکریہ - آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بھی ضرور بیٹھیے گا -

وزیر زراعت - جناب والا - میں تو آپ کے ساتھ ہوں اور ان کے ساتھ بھی بیٹھتا ہوں اور ساری باتیں زیر بحث لاتے ہیں -

جناب چیئرمین - ان کو ٹی وی پر بھی لائیے گا -

وزیر زراعت - ٹی وی اور ریڈیو پر بھی لاتے ہیں -

جناب چیئرمین - آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں -

راجہ عظمت کمال خاں - (چیئرمین ، ضلع کونسل جہلم) جناب والا - پچھلے اجلاس میں چیئرمین پی اینڈ ڈی صاحب نے ہمیں بڑی اچھی باتیں بتائی تھیں - اور اس لحاظ سے ہمیں یہ تاثر دیا گیا تھا کہ دیہی عوام کی بنیادی ضرورتیں چھٹے پنج سالہ منصوبے میں پوری کی جائیں گی - ہم دیہاتوں میں گئے لوگوں کو بتایا - لوگوں کو حکومت کی پالیسی بتائی کہ حکومت کی تمام تر توجہ دیہاتی عوام کی بنیادی ضروریات پر صرف ہو رہی ہے - لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب 85-1984ء کا جو خاکہ ہمیں پیش کیا گیا اس میں سرے سے نئی واٹر سپلائی سکیم دینے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور ہمیں بتایا یہی گیا ہے کہ نئی واٹر سپلائی سکیمیں 1984.85ء میں نہیں دی جائیں گی -

جناب چیئرمین - 85-1984ء

راجہ عظمت کمال خاں - جی 85-1984ء تو اس سلسلے میں میری گذارش یہ ہے کہ میرا ضلع بہت ہی پسماندہ ہے - اور اس میں ایک تحصیل پنڈ دادن خان جو salt range کہلاتی ہے اور اس ساری تحصیل میں تقریباً کڑوا پانی ہے - اس طرح چکوال اور تحصیل جہلم کا جو interior ہے وہ پہاڑی علاقہ ہے ، بارانی علاقہ ہے اور لوگوں کو پینے کے پانی کی بہت تکلیف ہے - ایک مقام ہے ''گوجر'' - میں وہاں گیا تھا - وہاں چوبیس گھنٹوں میں ایک ٹرین آتی ہے جو کہ دو منٹ اس اسٹیشن پر رکتی ہے اور اس گاؤں کے لوگ ، مائیں بہنیں اور بچیاں ٹول لے کر انجن کے پیچھے بھاگتی ہیں اور انجن سے وہ پانی لیتی ہیں - تو میں آپ سے عرض کروں گا کہ جہلم کے لئے واٹر سپلائی سکیمیں خاص طور کم سے کم آٹھ یا دس 85-1984ء میں دی جائیں یہ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی -

جناب چیئرمین - انشاء اللہ - اس کو آپ نوٹ کریں کہ واٹر سپلائی سکیم کے سلسلے میں پوٹھوہار ایریا اور جہلم ایریا پر زیادہ توجہ دی جائے - آگے جائیں -

راجہ عظمت کمال خاں - جناب والا سانوالی اور اٹک بھی ان میں شامل ہے -

جناب چیئرمین - اٹک پوٹھوہار -

راجہ عظمت کمال خاں - جناب والا - میرا دوسرا مسئلہ جو کہ پچھلے اجلاس میں پیش کیا گیا تھا اور وہ چیئرمین صاحب میانوالی کا بھی مسئلہ ہے اور پنڈی والوں کا بھی وہ ہے tsking over of water supply scheme پچھلی دفعہ عرض کیا تھا کہ پچھلی کونسلیں یہ واٹر سپلائی سکیمیں بنا گئی ہیں اور ایک دم یہ پانچ سال بعد جو پچھلے چار سال میں بنی ہیں وہ بھی ہمارے گلے ڈال دی گئی ہیں -

you will appreciate we have no infrastructure

ہمارے پاس کوئی ٹیکنیکل آدمی نہیں ہے جو ان کی دیکھ بھال کر سکے - کوئی سٹاف نہیں ہے - Above all we have no funds to maintain those water supply schemes اس کا کچھ حل کریں - یا تو محکمہ کو آپ کچھ فنڈز release کریں یا ہمیں کچھ فنڈز دیں تاکہ ہم take over کر لیں - ورنہ محکمہ کہہ رہا ہے کہ ہم بند کر دیں گے - عوام پھر چیخے گی اور ہمارے ضلع میں پہلے ہی پینے کے پانی کی بہت تکلیف ہے - تو جہاں تک ایک اور بڑا مسئلہ ہے میرا خیال ہے کہ تمام چیئرمین حضرات مجھ سے اتفاق کریں گے -

جناب چیئرمین - کس چیز کا -

راجہ عظمت کمال خاں - جناب والا - اب میں ایک اور مسئلہ پر آتا ہوں وہ یہ ہے کہ centralization بہت زیادہ ہے - ہم اگر ایک پوسٹ sanction یا create کرنا چاہیں تو through کمشنر گورنمنٹ کو we have to approach Govt کرنا پڑتا ہے - کمشنر صاحب کے پاس بہت کام ہوتے ہیں تین تین مہینے ہماری requests وہیں پڑی رہتی ہے - وہ جب سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو بھیجتے ہیں تو ان کے پاس پورے صوبے کا کام ہوتا ہے - ان کے پاس سیکشن افسر صاحبان بیٹھتے ہیں - ہمیں کوئی جواب نہیں ملتا - پچھلی کونسل نے تین ٹریکٹر اور تین road roller خریدے، وہ میرے گلے پڑے ہوئے ہیں -

اور ہمارے پاس ڈرائیور نہیں ہے اور اس کی کوئی utilization نہیں ہے اور دس لاکھ روپے کی مشینری کو زنگ لگ رہا ہے - ہم بار بار لکھتے ہیں چونکہ ہم autonomous bodies ہیں - ہم اپنا بجٹ بناتے ہیں کیوں نہ اختیار دیا جائے کہ جب ہاؤس sanction کر دے کہ اتنی پوسٹیں چاہیں تو بیچ میں گورنمنٹ کو آنے کی کیا ضرورت ہے -

جناب چیئرمین — یہ کیا ہے Why such terrible اس پر ہم نے یہ کہا ہوا ہے کہ decentralization بلکہ میں نے تو یہانتک کہا ہوا ہے کہ آپ ان کے لیے دو لکیریں کھینچ دیجئے -

سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (مہر جیون خاں) جناب والا — اس میں مسئلہ یہ ہے کہ لوکل کونسلز میں posts create کی جائیں - یہ دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے - ایک اربن کونسلز کا ان میں خاصطور پر دو سیکٹر ہیں - ایک صفائی کا شعبہ اور دوسرا تعلیم کا شعبہ یہ مسئلہ پہلے بھی اس ہاوس میں پیش ہوا تھا اور جناب گورنر صاحب نے ہدایت فرمائی تھی کہ ہم معیار مقرر کر دیں - ہم لوگوں نے میونسپل کونسلز کے ساتھ رابطہ قائم کیا - اعداد و شمار اکھٹے کیئے اور ایک معیار مقرر کر دیا - اس معیار پر اب لوگوں کو خود اختیار ہے کہ آپ تعلیم کے شعبہ میں اور صفائی کے شعبہ میں خود ہی اپنی پوسٹیں create کر لیا کریں - اگر اس معیار سے آپ باہر جائیں گے تو financial discipline کے تحت آپ پر پابندی ہے اور اس کو آپ نے follow کرنا ہے - دوسرا مسئلہ جس کا ابھی چیئرمین صاحب ذکر فرما رہے تھے وہ یہ تھا کہ دیر ہو جاتی ہے اور اس سے بہت سی باتیں رکی رہتی ہیں -

راجہ عظمت کمال خاں—اس پر سیکرٹری صاحب لکھ دیتے ہیں کہ justify کریں - پھر ہم justification دیتے ہیں -

سیکرٹری لوکل گورنمنٹ—میں عرض کرتا ہوں کہ اس پر بھی میٹنگ ہوئی تھی اور اس میں یہ فیصلہ ہو گیا تھا (میٹنگ منسٹر صاحب نے بلائی تھی) کہ اگر آپ ایک proposal کمشنر صاحب کے پاس بھیجتے ہیں - اگر کمشنر صاحب کے پاس وہ اتھارٹی ہے یا گورنمنٹ کے پاس اور ایک مہینہ کے اندر کوئی آپ کو جواب نہیں آتا تو یہ تصور کیا جائے گا کہ منظوری حاصل ہو گئی ہے -

راجہ عظمت کمال خاں—جناب والا—ہمیں اس چیز کی کوئی اطلاع نہیں ملی -

سیکرٹری لوکل گورنمنٹ—جناب والا — اس کے ساتھ ساتھ میں ایک عرض کرتا چلوں پہلے بھی میں نے فرداً فرداً آپ سب حضرات سے یہ عرض کی ہے اور تاکیداً ہم نے چیف آفیسرز کو بھی ہدایت کی ہے -

کہ جتنی چٹھیاں سرکار کی طرف سے جاتی ہیں از راہ کرم کوئی نہ کوئی ایسا سسٹم آپ ضرور کریں کہ وہ چٹھیاں آپ کے سامنے put up ہوں اور آپ انہیں پڑھیں ۔

جناب چیئرمین ۔ اسے پڑھکر تو decentralization نہیں ہو سکتی ۔ جو انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر مہینے کے اندر اندر آپ کو کوئی جواب نہیں آیا تو آپ یہ assume کریں کہ وہ sanction ہو گئی ہے ۔ نمبر 2 ۔ اگر گورنمنٹ کی طرف سے جو چیز یہاں آتی ہے اس کی اگر دو مہینے آپ کو اطلاع نہیں ملتی تو آپ assume کریں کہ sanction ہو گئی ہے ۔ تو آپ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں ۔

راجہ عظمت کمال خاں ۔ جناب والا ہمیں black and white کوئی اطلاع نہیں آئی بلکہ زبانی آئی ہے ۔

سیکرٹری لوکل گورنمنٹ ۔ جناب والا ۔ جو مشکل پیش آ رہی ہے یہ پچھلے بھی فرداً فرداً گوش گذار کیا گیا ہے کہ جو خط و کتابت جو چٹھیاں یہاں سے ہم بھیجتے ہیں وہ غالباً آپ کے علم میں نہیں لائی جاتیں ۔

راجہ عظمت کمال خاں ۔ جناب وہ چٹھیاں ہم پڑھتے ہیں ۔

سیکرٹری لوکل گورنمنٹ ۔ جناب والا ۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ہم نے یہاں بڑی واضح پالیسی اختیار کر رکھی ہے کہ تمام چٹھیاں جو ہیں وہ چیئرمین کو address ہوتی ہیں ۔ کوئی چٹھی ہمارے ہاں سے چیف آفیسر کو نہیں بھیجی جاتی ۔

جناب چیئرمین ۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھ رہا تھا کہ آیا یہ چٹھی issue ہوئی ہے یا نہیں ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ issue ہو گئی ہوئی ہے ۔ اب آپ اس کو دیکھیں ۔

راجہ عظمت کمال خاں ۔ جناب والا ۔ میں چٹھیوں کا حال بتاتا ہوں کہ مجھے بارہ چٹھیوں کا ایک پلندہ گورنمنٹ کی طرف سے ملا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ دیکھیں ۔ اس سسٹم کو آپ اپنے دفتر کے اندر درست کرنا ہے ہم یہاں کریں گے آپ وہاں کریں ۔

راجہ عظمت کمال خاں ۔ Please just try to understand me. کہ instruction/directions بارہ چٹھیاں جو کہ جنوری فروری اور

early مارچ میں ہمیں ملیں ہیں issue کی گئیں وہ 4 اپریل 84ء کو ہمیں ملیں اور interesting بات اس میں یہ ہے کہ 23 مارچ کی colebrations کے متعلق جو ہیں directions دی گئیں وہ 4 - اپریل 84ء کو ہمیں خط مل رہا ہے -

جناب چیئرمین - یہ درست ہو گیا - اس کی ہم درستگی کریں گے - منسٹر صاحب ، سیکرٹری صاحب نے بھی سن لیا ہے - اب وہ جا کر اس کو چیک کریں گے کہ وہ چٹھی جو پہلی جنوری کو یہاں سے issue ہوئی ہے وہ آپ کو تین مہینے کے بعد کیوں ملی ہے ؟

راجہ عظمت کمال خاں - ایک ٹیلی پرنٹر آیا تھا by the end of March یہ پراونشل کونسل کا اجلاس expected ہے - آپ prepare ہوں اور اپنے سوالات تیار کریں - اور یہ ٹیلی پرنٹر ہمیں 28 - اپریل 84ء کو ملا -

وزیر مال (ملک اللہ یار خاں) — پرسوں کے اجلاس میں آپ نے یہ نکتہ اٹھایا تھا اور وہ نوٹ کرلیا گیا تھا - اس کے بارے میں معلوم کیا جائے گا کہ یہ چٹھیاں کیوں تاخیر سے ملی ہیں ؟

راجہ عظمت کمال خاں — جناب والا - آخر میں زراعت کے سلسلے میں ایک منٹ لونگا - ہمارا علاقہ بارانی ہے اور بارانی علاقے میں consolidation یعنی اشتمال زیر دستی جب تک نہ ہو improvement کی توقع نہیں کی جا سکتی - یہ اشتمال ہونا بہت ضروری ہے - پہلی حکومت نے compulsory اشتمال کیا تھا . اشتمال عملہ بھی چلا گیا تھا - اے سی صاحبان بھی چلے گئے - دفتر بھی لے لیا گیا پھر suddenly یہ بند کردیا گیا - جناب اشتمال والا مسئلہ بڑا ضروری ہے -

وزیر مال — آپ کیا چاہتے ہیں ؟ اشتمال

راجہ عظمت کمال خاں — بارانی علاقوں میں اشتمال ہو کیونکہ کسی کی دو کنال ایک طرف سے کسی کی تین کنال ایک طرف ہے - اکٹھی زمین اگر مل جائے تو اتنی ڈویلپمنٹ ہو کہ جس کی حد نہیں ہے - اس طرح ڈویلپمنٹ نہیں ہو سکتی لہذا یہ compulsory اشتمال ہونا چاہئے -

وزیر مال — اس کا جواب میں عرض کردونگا -

جناب چیئرمین — اب وہ صاحب جو ابھی تک نہیں بولے وہ تقریر کریں گے

چوہدری محمد نذیر احمد (چیئرمین ضلع کونسل، فیصل آباد)

جناب چیئرمین - آبادی کے لحاظ سے فیصل آباد پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے - اور صنعت و تجارت کے معاملہ میں پہلے نمبر پر ہے - وہاں پر انجینئرنگ یونیورسٹی بھی ہے وہاں پر میڈیکل کالج بھی ہے - بچوں کے کالج بھی ہیں بچوں کے ڈگری کالج بھی ہیں، لیکن وہاں پر الیکٹرک انجینئرنگ اور سول انجینئرنگ کی کلاسز نہیں ہیں - جناب والا اس ضمن میں میری تجویز یہ ہے کہ سورعی یونیورسٹی میں جہاں پر زرعی انجینئرنگ کی کلاسز چل رہی ہیں وہاں پر تھوڑا سا سٹاف مزید لگانے سے یہ ہماری دونوں کلاسز چل سکتی ہیں - صرف اس میں تھوڑا سا سٹاف لگانا ہوگا - آپ یونیورسٹی کے چانسلر ہیں اور وہاں پر ان کلاسز کا اجرا آسانی سے ہو سکتا ہے - اگر یہ ممکن نہ ہو تو پولی ٹیکنک کالج میں صرف ڈپلومہ کلاسز ہیں - وہ بہت بڑی بلڈنگ ہے - سٹاف بھی بہت لمبا چوڑا وہاں پر ہے - اس میں آسانی سے الیکٹرک انجینئرنگ اور سول انجینئرنگ کی کلاسز شروع ہو سکتی ہیں - تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ ہمارا فیصل آباد کا بہت پرانا مطالبہ چل رہا ہے - اس میں ان کلاسز کا اجرا کیا جائے - اس سلسلہ میں گورنمنٹ کے زیادہ اخراجات بھی نہیں ہوں گے - صرف انجینئرنگ یونیورسٹی کی اجازت درکار ہوگی اور وہ جناب والا نے دینی ہے کیونکہ آپ کہ آپ چانسلر ہیں یہ آسانی سے ہو سکتا ہے دوسری میری گزارش یہ ہے - کہ میں نے گزشتہ اجلاس میں بھی کہا تھا کہ فیصل آباد ڈانڈیاں والا روڈ 40 کلو میٹر سڑک کا ایک ٹکڑا ہے اور اس میں دو سو گاؤں آباد ہیں - وہ ساری کی ساری سڑک محکمہ ہائی وے والوں نے اکھیڑ کر ایک طرف رکھ دی ہے اور اس میں تین سال کے عرصہ میں صرف 8 کلو میٹر سڑک بن سکی ہے اور اور باقی ساری سڑک اس طرح پڑی ہوئی ہے اور اس کا bed سارے کا سارا اکھیڑ کر ایک طرف رکھ دیا گیا ہے اور لوگوں کی گندم کی فصلیں ساری کی ساری تباہ ہو کر رہ گئی ہیں اور وہیں پر پڑی ہوئی ہیں اور وہ ملتی میں نہیں لے جا سکتے ہیں - جناب والا - اس سڑک کو شروع ہوا تیسرا سال ہے - میں نے گزشتہ اجلاس میں بھی گزارش کی تھی -

تیسری گزارش یہ ہے کہ چک 242 ہے - میں لڑکیوں کے انٹر کالج کے لئے گزشتہ اجلاس میں عرض کیا گیا تھا - تو میں نے یہ

پیش کش کی تھی کہ بلڈنگ میں خود بنوا دوں گا ۔ جناب والا نے یہ آرڈر فرمایا تھا کہ سیکرٹری ایجوکیشن اس کو دیکھ لیں گے ۔ وزیر تعلیم صاحب نے visit کر لیا ہے ۔ اور اس کی feasibility report موصول ہو چکی ہے اجازت دے دی جائے ۔ تو انٹر کالج لڑکیوں کا وہاں پر کھل سکتا ہے ۔

جناب چیئرمین — اس میں کیا بات ہے جی' اگر وہ بنانا چاہتے ہیں تو آپ کیوں نہیں بنانے دیتے ۔

وزیر تعلیم — جناب والا میں نے گزشتہ اجلاس کی روشنی میں خود visit کیا تھا ۔ یہ بات صحیح ہے کہ 1913 سے پہلے کے بہت پرانے بچوں کے ہائی سکول چل رہے ہیں ؛ اور وہ roads سے connected بھی ہیں ۔ اور وہاں پر سرکاری زمین بھی موجود ہے ۔

جناب چیئرمین — کیا وہاں پر feeder school وغیرہ کافی ہیں ۔ آیا وہ qualify کرتا ہے ؟

وزیر تعلیم — جی ہاں وہاں پر فاصلے کے لحاظ مجھے کوئی رپورٹ نہیں ملی ہے otherwise ارد گرد feeder سکول کافی ہیں ۔

جناب چیئرمین — آپ finalize کرکے دیکھ لیں اور اگر یہ بنانا چاہتے ہیں تو آپ ان کو اجازت دے دیں ۔ اگر یہ qualify کرتا ہے ۔

وزیر تعلیم — جی ۔ ان کی offer ہے کہ جتنا Intermediate College designed ہے ۔ وہ اس کے مطابق اس کی عمارت بنا دیں گے ۔

جناب چیئرمین — آگے آئیے ۔ آپ آئیے ۔

چوہدری شیر علی ۔ مئیر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد جناب والا میں نے اس بارے میں عرض کرنا ہے کہ medico legal جو رپورٹیں ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں جاری کی جاتی ہیں ۔ ہسپتالوں میں اور ڈسپنسریوں میں جو ڈاکٹر موجود ہیں ۔ وہ پیسے لیکر medico legal رپورٹیں جاری کر دیتے ہیں ۔ ابھی 9'9 دن کی بات ہے ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال فیصل آباد میں پانچ ہزار روپیہ لے کر ایک

غلط medico legal ایسے شخص کو جاری کیا گیا - جس نے خود اپنے آپ کو ایک بلیڈ مار کر زخمی کر دیا تھا - اس کو غلط medico legal جاری کر دیا گیا - میں نے وہاں پر ان کو ٹیلیفون کیا کہ میں ان کا compromise کرا رہا ہوں آپ ان کو میڈیکو لیگل جاری نہ کریں - اس کے باوجود medico legal جاری کر دیا گیا ہے میں نے بڑی کوشش اور مشکلات کے بعد ان کا compromise کرایا ہے - آخری گزارش میں نے یہ کرنی ہے کہ ہسپتالوں میں کروڑ ہا روپے خرچ کئے جاتے ہیں لیکن ہسپتالوں میں اور ڈسپنسریوں میں کام اچھی طرح سے نہیں ہوتا ہے ان کی بجائے mobile dispensaries کو introduce کیا جائے - جناب والا میں نے سات ماہ سے ایک mobile dispensary بنائی ہوئی ہے - اس میں ایک ایم - بی - بی - ایس ڈاکٹر ہے - ایک لیڈی ڈاکٹر ہے اور اس میں ایک ڈسپنسر ہے - یہ کوئی پچاس ہزار روپے ماہوار کا خرچہ ہے اور وہ تقریباً ساڑھے تین سو مریضوں کو روزانہ treatment کرتے ہیں - اور جو مریض گاؤں سے شفٹ ہونے والے ہوتے ہیں - ان کو وہاں سے فوری طور پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں شفٹ کر دیا جاتا ہے اور وہاں پر ان کے باقاعدہ آپریشن ہوتے ہیں تو میری گزارش ہے کہ پنجاب لیول پر موبائیل ڈسپنسریز کو انٹروڈیوس کر دیا جائے -

جناب چیئرمین - بہت خوب - اب میرے خیال میں کچھ کھانا ہو جائے - ہم دوبارہ دو بج کر سات منٹ پر اکٹھے ہوں گے -

اناؤنسر - آج ظہرانہ کا انتظام ضلع کونسل ، لاہور کی طرف سے کیا گیا ہے - تمام اراکین کونسل ، اراکین مجلس شوریٰ ، کمشنر صاحبان اور سربراہان محکمہ جات اور ممبر حضرات سے گزارش ہے کہ اسمبلی کمپنی ٹیریا میں تشریف لے چلیں -

شکریہ

جناب چیئرمین 10—2 پر تشریف لائے اور کرسی صدارت پر متمکن ہوئے (اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کھانے کے وقفہ کے بعد دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین — مزید آدھا گھنٹہ عام بحث کیلئے رکھتے ہیں -

جناب گل حمید خان روکڑی — (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) جناب والا میرے فاضل دوست چیئرمین جہلم نے پینے کے پانی کے متعلق جناب کو پہلے ہی عرض کیا ہے اس میں ڈیرہ غازی خان اٹک، میانوالی

جہلم راولپنڈی یہ چار پانچ اضلاع ایسے ہیں جو اس مسئلہ سے زیادہ متاثر ہیں اس کے علاوہ سرگودھا کا پہاڑی علاقہ اور خوشاب یہ پانچ چھ اضلاع ایسے ہیں جہاں پانی صرف پینے کیلئے ضرورت ہے۔ان اضلاع میں ہم سوریج اور دوسرے مسئلہ نہیں مانگتے بلکہ پینے کا پانی جو بنیادی ضرورت ہے وہ ہمیں مہیا کیا جائے۔ پینے کے پانی کی کئی سکیمیں جو محکمہ منصوبہ بندی وترقیات کی طرف سے DROP ہو گئی ہیں وہ بحال کی جائیں اور پینے کا پانی ان اضلاع میں ہر حالت میں مہیا کیا جائے شکریہ۔

جناب چیئرمین۔

سیدہ ساجدہ نیئر عابدی جناب والا میں اپنے پوائنٹ جلدی جلدی پڑھتی جاتی ہوں۔

1 ڈویژنل رابطہ کمیٹیوں میں ممبر صوبائی کونسل کے ممبران کو بھی ممبر بنایا جائے۔

اس کے علاوہ پنجاب کی پالیسی سے متعلق میری گزارش ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں فوڈ گڈاؤن کی ایک سکیم بنی تھی اتفاق سے پنجاب میں سب سے پہلے میرے ہی فوڈ گڈاؤن بن گئے۔ 2 ہزار میٹرک ٹن کے وہ گڈاؤن بنے اور ایک روپیہ مربع فٹ کے حساب محکمہ خوراک سے ہمیں کرایہ ملتا ہے۔ لیکن ایگریکلچر ڈویلپمنٹ بنک جو اس میں loaning authority ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ جب ہمیں یہ سالانہ قرضہ واپس کریں گے تو مالک کو کرایہ کے علاوہ چالیس ہزار روپیہ اپنے پاس سے ڈال کر دینا پڑتا ہے۔ اس کی تمام تفصیلات میں نے وزیر خوراک کو مہیا کر دی ہیں لیکن آپ سے بھی یہ گزارش ہے کہ اس کے کرایہ کی دوبارہ revision کروائیں۔ سندھ میں یہ سکیم بہت کامیاب رہی ہے کیونکہ سندھ میں اس کا ریٹ ایک روپیہ پچاس پیسے ہے اسلئے اگر ہم بھی اس پر نظرثانی کریں تو اس سے کاشت کاروں اور زمینداروں کو تقویت ملے گی۔

اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گی کہ بائیو گیس ابھی تک اسلام آباد میں ہی ہے اور بائیو گیس سکیم دیہاتوں تک نہیں پہنچ سکی اور ہم لوگ بڑی بے چینی سے بائیو گیس کی انتظار کر رہے ہیں، کیونکہ بائیو گیس کے بغیر ایندھن کی بہت تکلیف ہے۔

جناب والا جب سے واپڈا نے لائٹ میں خود تقسیم کرنے شروع کئے ہیں اسوقت تقریباً 100 میں سے 60 میٹر خراب ہوتے ہیں اور لوگوں سے یہ اوسط بل

وصول کرتے رہتے ہیں اور خدا جانے انہوں نے میٹروں کی سپلائی کا ٹھیکہ
کو تو یہ کہہ دیا ہے کہ وہ میٹر اسقدر ناقص فراہم کر رہے ہیں کہ یا تو بہت جلد
خراب ہیں اور یا پھر بالکل بند ہو جاتے ہیں۔ اسلئے میری گزارش ہے کہ
سرکاری محکموں میں لوگوں کو اپنے میٹر لگانے کی اجازت ملنی چاہئے۔ یہ
جناب والا agro based industry کا بہت شور ہوا ہے لیکن
ہمیں موقع پر کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں ملتی۔

اس کے علاوہ قانون منع دو سال سے مرکزی حکومت کے زیر غور
ہے۔ اگر مرکز اس کا فیصلہ جلدی نہیں کر رہا تو اس معاملے کو صوبائی
حکومتوں کو دے دیں۔

جناب چیئرمین کیا چیز؟

بیگم سیدہ ساجدہ نیئر عابدی قانون منع کی بات کر رہی
ہوں جس کی وجہ سے زمیندار کو بہت تکلیف ہے۔ دو سال سے مرکزی
حکومت اس پر غور کر رہی ہے اور ابھی تک اس مسئلے کو حل نہیں کر
سکی۔ یہ مسئلہ صوبائی حکومتوں کے سپرد کر دیا جائے تاکہ صوبائی حکومتیں
اپنی صوابدید پر اس مسئلہ کا فیصلہ کر لیں۔ شکریہ۔

چوہدری قادر بخش چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ

جناب والا محکمہ تعلیم محکمہ صحت اور واپڈا والوں نے میرے ضلع کو ابھی
تک کوٹہ تقسیم کرنے کی صورت میں ضلع تسلیم ہی نہیں کیا یہ محکمے
میرے ضلع کو ابھی تک فیصل آباد کی ہی ایک تحصیل سمجھتے ہیں اور اسے
تحصیل سمجھ کر کوٹہ اکٹھا بھیج دیتے ہیں جس کی وجہ سے ناانصافی ہو
رہی ہے اور جو بااثر سیران ہیں وہ سارا کا سارا کوٹہ لے جاتے ہیں۔
کچھ کمالیہ والے لے جاتے ہیں کچھ دوسرے لے جاتے ہیں جو اعداد و شمار
میں نے حاصل کئے ہیں اس کے مطابق ٹوبہ ٹیک سنگھ خسارے میں رہا ہے
مہربانی فرما کر یہ حکم صادر کریں کہ میرے ضلع کو بھی تحصیل والا کوٹہ
بھیجا کریں۔

وزیر تعلیم اس سلسلہ میں ذرا وضاحت کر دیں کہ کونسے کوٹے کی بات کر رہے ہیں

چوہدری قادر بخش تعلیم کوٹہ بھی اسی طرح کیا جاتا ہے

وزیر تعلیم ذرا وضاحت کر دیں۔

چوہدری قادر بخش جیسے آپ کریڈٹ بشن آف سکولز ہے
وہ بھی ضلع وار جاتا ہے تحصیل کے حساب کوٹہ نہیں جاتا بجلی کا کوٹہ

بھی کوٹہ اس طرح جاتا ہے اور محکمہ صحت کی ڈسپنسریاں بھی اسی طرح جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ جناب والا بہت سے ایسے لوگ جو تو مسلم ہوئے ہیں جو تقریباً تین ہزار خاندان ہیں اور 14 ہزار افراد پر مشتمل ہیں۔ ان کی آبادکاری کا مسئلہ ہے برائے مہربانی اس مسئلہ کو زیر غور لائیں اور ان کی آباد کاری کا کوئی حل تلاش کیا جائے۔

اس کے علاوہ ایک instance میرے ذہن میں ہے ۔ گوجرہ منڈی میں دس میل کے فاصلہ پر پکا آنا کے مقام پر ایک منڈی تیار کی اور اس منڈی کو بجلی کی ضرورت تھی کئی برس وہ بجلی کیلئے کوشش کرتے رہے لیکن ان کو بجلی مہیا نہ ہو سکی۔ حالانکہ یہ منڈی ۔ 11 کے وی لائن سے ایک میل کے فاصلے پر موجود تھی ۔ لیکن جب بجلی والوں نے انہیں بجلی مہیانہ کی تو انہوں نے اپنی طرف سے دس لاکھ روپے لگا کر اپنی لائن تیار کر لی اور اس کو کوئی ایک سال ہو گیا ہے لیکن واپڈا والے اسے ٹیک اوور ہی نہیں کر سکے۔

• **ملک ظفر احمد بندیال** (چیئرمین ضلع کونسل خوشاب)

جناب والا گزارش ہے کہ پچھلے اجلاس میں بھی میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ہمارا ضلع تقریباً سارا سیم زدہ ہو چکا ہے ۔

جناب چیئرمین جی کیا فرمایا آپ نے

ملک ظفر احمد بندیال ۔ جناب والا ہمارا ضلع سارا سیم زدہ ہو چکا ہے مزے مزے کی بات یہ ہے کہ ہمارا پہاڑ بھی سیم زدہ ہو چکا ہے تھل کا علاقہ سارا سیم زدہ ہو چکا ہے گزارش یہ ہے کہ ہمارے پاس ایک نہر نکلتی ہے جس کو چشمہ برانچ کہتے ہیں۔ اس میں پانی کی سطح اتنی بلند ہے کہ 20 فٹ گہرائی پر پانی بہہ رہا ہے۔ جب نہر کا پانی سات فٹ سے زیادہ ہو جائے تو نہر کا پانی باہر نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ جناب والا 20 میل کا رقبہ پانی باہر نکل جانے کی وجہ سے سیم زدہ ہو جاتا ہے۔ میری آپ سے صرف اتنی گزارش ہے کہ سیم کا کوئی تدارک کیا جائے۔ اس کے علاوہ میں آپ سے کوئی گزارش پیش کرنا چاہتا ۔ شکریہ

ملک عطا محمد (چیئرمین ضلع کونسل اٹک) جناب والا آپ کے فرمان کے مطابق مجھے دو منٹ دیے گئے ہیں۔ اس ضمن میں ایک گزارش یہ ہے کہ ایک نکتہ میں نے لاہور کے متعلق اٹھانا ہے جو ایل

ڈی ایم کا ہے اور میاں شجاع الرحمن سے متعلق اور ایک بے زبان مخلوق کا ہے جسے بھینس کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جناب والا بھینس ذکر میں اسلئے کر رہا ہوں کہ بنیادی طور پر میں زمیندار ہوں اور مجھے اس بے زبان مخلوق سے نہایت ہمدردی ہے جو ہمیں دودھ بھی دیتی ہے اور اس کے علاوہ ہمارے بہت کام آتی ہے میری یہ گزارش ہے اور بھینس کی طرف سے گزارش ہے قہقہہ یعنی اس مخلوق کی یہ گزارش ہے کہ ازراہ کرم مجھے لاہور سے مت نکالیں اپنے لاہور شہر کیلئے بائیوگیس ٹیکنالوجی اپنائیے اور اس سے energy preserve کیجئے اور وہی انرجی اپنے دیگر مقاصد کے لئے استعمال کریں تاکہ واپڈا کی بھی کچھ جان بخشی ہو جائے اور عوام کو بھی سہولت میسر ہو سکے۔ جناب والا یہ ان بھینسوں کی طرف سے پیغام تھا جو میں نے پہنچا دیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات - (میاں صلاح الدین)۔ جناب یہ تو پھر وہی بات ہو گئی کہ میری بھینس کو ڈنڈا کیوں مارا۔

ملک عطا محمد - اس کے بعد جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ میں ایک بارانی علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں اور اس وقت صوبہ پنجاب میں دو ملین ہیکٹر زمین بارانی ہے۔ اس تمام بارانی زمین کے لئے اب تک دو محکمے وجود میں آئے ہیں جن کی کارکردگی اپ کی شفقت اور مہربانی سے بہت اچھی ہے اور بہت اچھا کام ہو رہا ہے۔ دو ملین ہیکڑ بارانی زمین کے لئے چکوال میں ایک بڑا معصوم سا تحقیقاتی ادارہ قائم ہوا ہے۔ اس کے بعد ایک اور محکمہ ایاد (abad) ہے جو کہ اس دو ملین ہیکٹر زمین کے تحفظ کے لئے کچھ نہ کچھ کام کر رہا ہے۔ (گھنٹیاں)

جناب والا وہ دو منٹ تو بھینس کے لئے تھے اور دو منٹ ضلع اٹک کے لئے بھی چاہئیں۔

جناب چیئرمین - وہ تو پھر بھینس لے گئی۔

سید محمود اکبر شاہ رضوی (چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور) - جناب چیئرمین - بہاولپور ضلع میں (احمد پور شرقیہ اور حاصل پور) میں کافی دریائی رقبہ موجود ہے اور اس میں ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں لیکن بجلی نہیں ہے یہ ایسے علاقے ہیں جہاں دو تین مواضعات میں تقریباً سو سے بھی زیادہ ٹیوب ویل ہیں اور لوگ انہیں ڈیزل سے چلا رہے ہیں لیکن اب تیل کی مہنگائی کی وجہ سے ان کے لیے ان کا چلانا ممکن نہیں رہا تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ان علاقوں میں اگر سروے کرا کر دو۔ دو

تین - تین میل بجلی کی لائنیں نکال دی جائیں تو یہ ڈیڑھ سو یا دو سو ٹیوب ویل بجلی سے چل سکیں گے ویسے بھی گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے کہ اب گورنمنٹ سیکٹر میں نئے ٹیوب ویل گورنمنٹ نہیں لگا رہی ہے بلکہ پالیسی یہ ہے کہ زمینداروں کو بجلی مہیا کر دی جائے اور وہ بجلی سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے اپنے ٹیوب ویل لگائیں تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ احمدپور شرقیہ ہیڈ پنجند کے قریب دریائی رقبہ کافی پڑا ہوا ہے اور سو سے زیادہ ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں اگر ایک یا ڈیڑھ سال میں بجلی کی لائنیں بچھا دی جائیں اور حاصل پور میں بھی یہی پوزیشن ہے تو یہ ٹیوب ویل بجلی سے چل سکیں گے اور اس سے لوگوں کے اخراجات میں بھی کمی ہوگی اور مزید ٹیوب ویل بھی لگنے کی توقع ہے کیونکہ یہاں پر نہری سسٹم نہیں ہے -

اس کے علاوہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی بہاولپور میں ہونی چاہیے کیونکہ یہ شہر کافی وسیع ہو گیا ہے کسی وقت اصولی طور پر یہ بات طے ہو چکی تھی کہ بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنائی جائے گی تو جناب والا - اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہونی چاہیے -

پنجاب والا - بہاولپور کے ایک تہائی حصے میں کوئی گیس ہے اور دو تہائی شہر سوئی گیس سے محروم ہے اس کی extension کے لیے مرکزی حکومت سے فنڈز کے لیے سفارش کی جائے کیونکہ شہر میں انڈسٹری بھی ہے اور گھریلو استعمال کے لیے بھی سوئی گیس ہونی چاہیے آج کل ایندھن کی بڑی قلت ہے تو جناب والا - میری گزارش ہے کہ صوبائی حکومت یا مرکزی حکومت سے بہاولپور شہر میں سوئی گیس کی extension کے لیے فنڈز کی سفارش کی جائے -

الحاج چوہدری محمد حیات (جنرل سیکرٹری ، پاکستان موٹرز ٹرانسپورٹ ، فیڈریشن) — جناب والا - میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ ہم معزز مہمانوں کی خاطر مدارت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا احترام کرتے ہیں ہم لاہور والے کم از کم وقت بہت کم لیتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ جو آدھ ، آدھ گھنٹہ یا پونا پونا گھنٹہ بول چکے ہیں وہ دوبارہ نہ بولیں ایک تو جناب والا - میری یہ گزارش ہے

دوسرے جناب والا - آپ نے اپنی ابتدائی تقریر میں دو چیزوں کا خاص طور پر ذکر کیا تھا ایک تو طلبا کی یونین پر پابندی لگائی ہے - لاہور کے کاروباری طبقے اور دوسرے شہروں کے بھی آپ کے لیے حد ممنون ہیں

دندناتے پھرتے ہیں اور جو فصلوں کا نقصان کرتے ہیں ان کا ہر ایک کو بخوبی علم ہونا چاہئے ۔ گندم کی فصل کو تقریباً وقت برداشت تک 1/8 حصہ کر دیتے ہیں ۔ لہذا میرا حکومت پنجاب کو یہ مشورہ ہے کہ جو جنگلی سور کے خاتمہ کے لئے مہم بنائی گئی ہے وہ زمینداروں کے لئے تو معاوضہ ٹھیک ہے جو شوق سے شکار کرتے ہیں مگر غریب غربا چھوٹے کاشتکاروں کے لئے کم ہے ۔ میری گذارش ہے کہ اس کام کے خاتمہ کے لئے مفاد کے ساتھ ساتھ لالچ کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے آخر میں یہ بھی بتادوں کہ اگر اس موذی کے پیچھے ہاتھ باندھ کر لگا گیا تو خدشہ ہے کہ آہستہ آہستہ سارا پنجاب اس کی زد میں آجائے گا ۔ اس کے بعد میں وزیر صحت کی توجہ اس طرف دلانگا کہ یہ قدرتی امر ہے کہ جہاں سیم اور تھور زیادہ ہوگی وہاں پر مچھروں کی بہتات سے ملیریہ زیادہ ہوگا لہذا میرے ضلع میں انسداد ملیریہ کے لئے خصوصی طور پر انتظام کیا جائے ۔ کیونکہ موسم برسات میں خاص طور پر گھروں کے گھر اور بستیوں کی بستیاں ملیریا میں مبتلا ہوتی ہیں ۔ اور کوئی پرسان حال نہیں ہوتا ۔

جناب چیئرمین — دیکھئے چار مرتبہ گھنٹیاں بج چکی ہیں ۔

میاں مقصود احمد موہل — جناب چیئرمین چار دن کے بعد موقع ملا ہے ۔ کچھ اور وقت دیجئے ۔

جناب چیئرمین — دیکھئے نا کئی گھنٹیاں بج چکی ہیں لیکن آپ نے اپنا تمام وقت سوروں میں گذار دیا ہے ۔

چوہدری محمد علی بگا — آپ نے سرگودھا کے لئے فرمایا تھا کہ سنٹرل گورنمنٹ کو سفارش کردی جائیگی کیونکہ یہ سنٹر کا معاملہ ہے ۔

جناب چیئرمین — وہ تو سفارش کر دی گئی ہے لیکن سوئی گیس کتنی پیدا ہوتی ہے کتنی باقی رہ گئی ہے یہ کمرشل چیز ہے یہ تو دوکانداری ہے کہ آیا ان کو فائدہ ہے یا نقصان ہے ۔

چوہدری محمد علی بگا — آپ ہماری ایک بات مان لیجئے ہمارے پاس ریجن آفس ہے ۔

جناب چیئرمین — مانی جاتی کاش کے میرے پاس اتنی مقدار نہیں ہوتی آپ پائپ گیس لگائیں ۔

چوہدری محمد علی بگا — ادھر پائپ گیس سہولت - - -

جناب چیئرمین — نہیں آپ لگائیں - اب اس کو میں ختم کر رہا ہوں اور میں سب سے پہلے وزیر زراعت کو کہونگا کہ وہ اس کو وائنڈ اپ کریں -

وزیر آبپاشی کے اختتامی کلمات

وزیر زراعت جناب چیئرمین کچھ خاص خاص مسئلے اٹھائے ہیں - ایک تو مسئلہ خالد عمر صاحب چیئرمین ضلع کونسل لاہور نے اٹھایا ہے کہ Soil testing کی ضرورت ہے میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں اور ہر ضلع میں ہم نے Soil testing لیبارٹری قائم کردی ہے اسکی بلڈنگ ضلع نے خود دی ہے ہماری کوشش یہ ہے کہ فیلڈ اسسٹنٹوں کو ٹرینڈ کرکے انکو کٹ دے دیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔اسکے بعد چولستان میں مویشی پالنے کے لئے زمین کی بات چیت کی گئی میاں عبدالخالق صاحب نے کی ہے کیس تقریبا تیار ہو چکا ہے اسلئے دیر ہورہی ہے کہ میری اور گورنر صاحب کی خواہش یہ ہے کہ ہمیں پچھلے سالوں میں جو تلخ تجربات اس الاٹمنٹ کے ذریعے ہوئے ہیں انکو ہم دہرانا نہیں چاہتے۔ بلکہ اس قسم کے قوانین وضع کریں - کہ جو شخص اسکی خلاف ورزی کرے اسکو کچھ نقصان پہنچے اور وہ زمین اس سے لے لی جائے انشا اللہ اگلے دس دنوں کے اندر گورنر صاحب کے سامنے یہ آخری پیش کش رولز وغیرہ کی جو ہے ہوگی اور آپکو معلوم ہو جائیگا اور اخبارات میں بھی اشتہارات کے ذریعے درخواستیں مانگی جائینگی جو صاحب اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ مختلف پلاٹ کے سائز کے اپنی سکیم پیش کریں گے انکی استطاعت اور feasibility کے مطابق انکو زمین الاٹ کی جائیگی کیونکہ اب جو زمین آرہی ہے اسکے بعد پنجاب میں کوئی زمین نہیں رہیگی اسکے بعد نعیم چٹھہ صاحب نے مارکیٹ کمیٹی کا ذکر کیا اس سلسلے میں بھی گورنر صاحب نے چیئرمین پی اینڈ ڈی کے ذریعے مارکیٹ کمیٹیز کی presentation تیار کی ہے وہ بھی انشااللہ جلد ہی جیسا کہ گورنر صاب نے فرمایا ہے ان تمام مسائل کو حل کرائیں گے اور اس میں تمام باتیں جو وقتاً فوقتاً مارکیٹ کمیٹیز کی کارکردگی کے متعلق ہوتی رہی ہیں ان پر چیئرمین میں پی اینڈ ڈی اور سیکرٹری زراعت نے مل کر presentation بنائی اسکا فیصلہ ہوگا اسکے بعد ایک بڑا ضروری مسئلہ انہوں نے فلیٹ ریٹ کا اٹھایا ہے میں وزیر کے علاوہ زمیندار بھی ہوں اور اس مسئلے کو سمجھتا ہوں یہ نائل

اسوقت میرے پاس ہے میں نے اسکو نئے سیکریٹری صاحب کو کمیشن
کے لئے دی ہوئی ہے میرا نظریہ بھی یہی ہے میں اتفاق کرتا
ہوں کہ اگر ہم پانی کو والیم کے مطابق دیں تو اسکے بعد یہ
جو کرپشن ہوتا ہے وہ خود بخود ختم ہوجائیگا محمکہ نہر نے ایک بڑا مسئلہ
بتایا ہے میں inverted کوموں کے اندر کہہ رہا ہوں ہمارے پاس
جو گوشوارے بنانے کا ذریعہ ہے کہ کتنے رقبے میں کونسی فصل کاشت
کی ہے وہ ختم ہوجائیگا اسکے اور بھی ذرائع ہیں انشاءاللہ گورنر صاحب کے
سامنے بھی یہ مسئلہ آیا ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ کافی حدتک آپ سے اور مجھ سے
تعلق رکھتا ہے اور میرا نظریہ تعلق یہ ہے لیکن وہ دوسری مثال دیتے ہیں کہ
سندھ میں اس قسم کی کوئی سکیم فیل ہو چکی ہے - یہ ضروری نہیں ہے
کہ سندھ میں کامیاب ہو اور یہاں فیل ہو یا یہاں فیل ہو اور سندھ
میں کامیاب نہ ہو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس پر پورے
طور پر غور کر رہے ہیں - اسکے بعد میں واپڈا کے متعلق زیادہ عرض
کرنا نہیں چاہتا گورنر صاحب نے کچھ احکامات واپڈا کے نمائندے کو
دئیے ہیں - جو میں چیرمین صاحب کو بھی پہنچا دونگا - اور میاں شجاع
الرحمن صاحب کی تکالیف بھی کچھ رفع ہوگئی ہیں اور انکے 14 لاکھ
بچ گئے ہیں - اقبال قرشی صاحب نے بڑی اچھی تجاویز دی ہیں جو
ادویات اور ہربز کے متعلق ہیں - میں انکو بتادینا چاہتا ہوں کہ
گورنر صاحب کو ان چیزوں کا بڑا شوق ہے جنگلات کا بھی شوق ہے
انکو دوائیوں کا ہربز کا بھی بہت شوق ہے انہوں نے ایک کمیٹی
بٹھا دی ہے یونیورسٹی ایگریکلچر فیصل آباد کی جس میں طبی بورڈ کے
مشوروں سے جنگلات کو ساتھ ملا کر جتنے بھی کار آمد درخت ہیں یا جن کی نشان
دہی کی ہے انکی کاشت کو بڑھانے کے لئے اور اسکا استعمال بھی بڑھانے
کے لئے میں آپکو ایک بات بتاتا چلوں عرق گلاب بنانے کے لئے مرکزی حکومت اور
سعودی عربیہ کے آئل کے وزیر کے درمیان ایک joint venture ہوا ہے اور
انہوں اس venture کے لئے تمام پیسے خود دے کر وہ کہہ رہے ہیں
کہ اسکا ایک ٹرسٹ بنا دونگا جسکا منافع پاکستان ہی میں رہے گا - مجھے
منافع نہیں چاہئے - اور عرق گلاب سعودی عرب میں بڑا مشہور ہے اور اسکو
بہت پسند کیا جاتا ہے - یہ اطلاعاً عرض کردیا ہے اسکے بعد گنے کے رس
کے متعلق بات ہوئی تھی - وہ دراصل میکسیکو سے لے کر برازیل میں جا کر
رکی تھی - برازیل میں اس کے اوپر کچھ کام ہوا ہے اور اسکی feasibility

منسٹری آف پروڈکشن نے بنائی تھی - برازیل والوں کے ساتھ ڈسکشن بھی کیا تھا اور وزیر پروڈکشن و پیداوار نے مجھے کہا تھا اس قیمت پر جس پر یہ تیل بنے گا ہم کو وارہ نہیں کھائے گا - لیکن وائس چیئرمین راولپنڈی نے یہ کہا ہے کہ میرے ایک دوست نے feasibility بنائی ہے اور وہ غالباً اس قسم کا کوئی کارخانہ لگا رہے ہیں وہ اس کی کاپی مجھے دیں گے - اگر وہ قابل عمل ہوئی تو ہم بھی کوشش کریں گے اسکے بعد پتوکی کے متعلق رانا اقبال صاحب وائس چیئرمین ضلع کونسل نے اصلاح آبپاشی کی تعریف کی ہے اور یہ کہا ہے بجائے 10 کے 50 فیصد کیا جائے ویسے قاعدے میں تو 20 فیصد ہے - میں نے ان سے بالکل اتفاق کرتا ہوں - بلکہ ان سے ایک درجے آگے جاونگا - کیونکہ حکومت پنجاب کی پالیسی ہونی چاہئے اور میں یہ سفارش کرونگا کہ مرحلہ وار پروگرام کے تحت سو فیصد کھال پکے ہونے چاہئیں تاکہ ہم پانی کے ضیاع کو بچا سکیں - تاکہ زیادہ سے زیادہ کاشت کرکے پانی کو استعمال میں لا سکیں -

یہ بڑی اچھی تجویز ہے اور میں ذاتی طور اس سے متفق ہوں اور حکومت کو سفارش کروں گا - اس کے بعد صدیق اکبر بخاری صاحب نے کافی اچھی اچھی باتیں کیں - جیسے میں نے عرض کیا تھا میں ان سے بڑا پرانا واقف ہوں اور ان کے فارم پر کئی دفعہ جا چکا ہوں - انہوں نے کاشت کرنے کا ایک طریقہ نکالا ہے جسے میں ایک نیا طریقہ کہوں گا وہ ہے dibbling کے ذریعے کاشت کرنا - وہ عورتوں کو employ کرتے ہیں - تیس سے پچاس روپے ایکڑ پر آٹھ عورتیں کام کرتی ہیں اور انہوں نے ایک عورت منشی مقرر کی ہوئی ہے اس طرح خواتین کو ایک اور جگہ مل جائے گی - ابھی تو عورتیں سارا سال cotton picking کرتی ہیں - انہوں نے ان سے بجائی بھی کروائی ہے ان سے گوڈی بھی کروائی ہے - تو خواتین کی اطلاع کے لئے یہ ہے کہ اور خواتین جو دیہات میں ہیں ان کی رقم میں ان کی آمدنی میں اضافہ ہوگا - تو اس سال اس کو میں اپنے فارم پر بھی تجربے کے طور پر کروں گا لیکن دشواری یہ کہ کسان سو فیصد نہیں تو نوے فیصدی ان پڑھ ہیں cotton critique کے بارے میں میں نے عرض کیا تھا اور آپ سب سے عرض کر رہا ہوں کہ مہربانی کرکے مجھے کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ میں ان تک پہنچ سکوں جو 88 فیصدی ہیں جو مربع سے کم کے مالک ہیں اور 66 فیصدی ہیں جو ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم کے مالک ہیں - کہ ان تک کس طریقے سے پہنچا جائے - میں نے

نے fact and figures بتائے تھے کہ ایک فیلڈ اسسٹنٹ کے پاس پہنچ سکتا ہوں - کچھ ہزار ایکڑ کاشت کا رقبہ ہوتا ہے

جس میں تقریباً اڑھائی ہزار دو ہزار فیملی ہوتی ہیں - Individually وہ نہیں جا سکتا - ہم نے رحیم یار خان میں سروے کرایا تھا - اس سے پتا یہ چلا کہ 5 فیصدی لٹریچر جو ہم شائع کرتے ہیں کتابچوں کی صورت میں وہ لوگ پڑھتے ہیں - دس پندرہ سے بیس فیصدی آس پاس کے دیہات میں جو زمیندار ہیں ان کو دیکھ کر سیکھتے ہیں اور 75 فیصدی ریڈیو سے سنتے ہیں - ریڈیو بہت اچھا ذریعہ ہے لیکن دیکھنا بڑا ضروری ہے - سماعت کے ساتھ دیکھنا بھی بڑا ضروری ہے - تو آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ مجھے کوئی طریقہ بتائیں تاکہ میں ان لوگوں تک پہنچ سکوں - کیونکہ ابھی تک تین سال اور دو ہفتے مجھے گذارش کرتے کرتے ہو گئے ہیں مجھے کوئی موثر طریقہ نہیں ملا کیونکہ اکثر آپ لوگ سب ماسوائے چند کے جو میئر صاحبان ہیں مگر وہ بھی چند میئر ہیں جن کی ذمہ داریاں ہیں وہ ذرا تجویز کریں کہ میں کس طرح ان کے پاس پہنچوں - اس کے بعد فیصل آباد ایگریکلچر یونیورسٹی کے متعلق چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد نے عرض کی تھی لیکن میں بھی اتفاق سے ایگریکلچرل انجینئر ہوں - تو فیصل آباد یونیورسٹی کے پاس 47 ڈیپارٹمنٹ ہیں - اس کام کے لئے یعنی الیکٹریکل انجینئرنگ پڑھانے کے لیے بڑے lab کی ضرورت - بڑے مشاق کی ضرورت ہوتی ہے - پولی ٹیکنک کے متعلق میں تقریر نہیں کروں گا - مجھے یقین ہے کہ وزیر تعلیم اس سلسلے میں بتا سکیں گے - لیکن پولی ٹیکنک کا ڈپلومہ ہولڈر بڑے low درجے کا ہوتا ہے - وہ ایک انجینئر اور ایک مزدور کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے - وہ ایک تجربہ ہم کبھی پنڈی میں کر چکے ہیں B Tech کر کے تو ہمیں اس قسم کے تجربات دھرانے نہیں چاہئیں یہ مجھے پتہ ہے کہ آجکل الیکٹریکل انجینئرز کی کمی ہے اور ہمیں اپنے کوٹہ یعنی اپنے ہاوز ڈیپارٹمنٹ میں انجینئرز کی کمی ہے - واپڈا میں کمی ہے - لیکن وہ ہمیں ایسی جگہ کرنی چاہیے جہاں ہمارے پاس انجینئرنگ کالج موجود ہوں ٹیکسلا میں ہے - یونیورسٹی ہے - ساہیوال میں ہے - ایک کالج ملتان میں ہے جس کے متعلق میں نے اخبار میں پڑھا تھا - تصدیق نہیں کر سکا ہوں - الیکٹریکل انجینئرنگ کا کالج ملتان میں بھی ذکریا یونیورسٹی کے ساتھ کھل رہا ہے اس کے بعد تو یہ ٹیک ٹھیک

کے چیئرمین صاحب نے ایک مسئلہ اٹھایا تھا کہ وہ ابھی تک تحصیل شمار ہو رہے ہیں - میری سمجھ میں تو بات نہیں آئی کہ کیا ہے لیکن ڈپٹی سیکرٹری صاحب (پاور) میرے پاس یہاں نہیں ہیں آپ کو کوئی پتہ ہے؟

سیکرٹری اریگیشن—پہلے تحصیل کے حساب سے کوئی کوٹہ فکس تھا اب ضلع کے حساب سے کوٹہ فکس ہو جائے گا -

وزیر زراعت—یہ اب آپ کا ڈسٹرکٹ بن گیا ہے- خدا کرے یہ ڈویژن بن جائے اور اس کے مطابق کوٹہ ملے گا اور ضرور ملے گا -

جناب چیئرمین—کیا ان کا کوٹہ ڈویژن بننے کے بعد ملے گا ؟(قہقہہ)

وزیر زراعت—نہیں جناب - خدا کرے ڈویژن بنے - میرا مطلب یہ ہے کہ خدا کرے ڈویژن بنے تاکہ زیادہ کوٹہ ملے - ٹوبہ ٹیک سنگھ ڈسٹرکٹ ہے اور اسی حساب سے کوٹہ ملے گا -

جناب چیئرمین—ہم تو دعا کرتے ہیں کہ وہ ڈویژن بنے -

وزیر زراعت—جی - ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ وہ ڈویژن بنے -

جناب چیئرمین—ہم well wishers ہیں کہ وہ ڈویژن بنے - اور پھر آپ کو ہر چیز ملے -

وزیر زراعت—ہر چیز زیادہ ملے -

جناب چیئرمین—ہاں زیادہ ملے -

وزیر زراعت—اس کے بعد خوشاب کا ذکر ہوا ہے کہ سارا علاقہ سیم زدہ ہو چکا ہے اور چشمہ جہلم لنک کے سلسلے میں بات ہوئی تھی - مجھے پتہ ہے کہ چشمہ جہلم لنک اس علاقے کو کافی برباد کر رہی ہے اور سیم پیدا کر رہی ہے اور اس سال خاصطور پر چشمہ جہلم لنک چونکہ مقررہ مقدار سے زیادہ چلائی گئی ہے - اسلئے سیم اور تھور زیادہ بڑھی ہے اور میں نے ڈپٹی کمشنر صاحبان سے درخواست کی تھی کہ وہ ان اریاز کی تفصیل بنا کر ہمیں بھیجیں جو زیادہ متاثر ہوئے ہیں اس سال سارے صوبہ سندھ کا پانی چشمہ جہلم لنک اور تونسہ پنج ند کے ذریعے دریائے چناب میں

ڈال کر پنج ند کے ذریعے سندھ کو سپلائی کیا گیا کیونکہ ہم ڈاؤن سٹیم تونسہ پانی نہیں دے سکتے کیونکہ ہم غازی گھاٹ کی diversion کر رہے ہیں - اس کے علاوہ ایک بہت بڑا پروجیکٹ منظور ہو گیا ہے جو میرے خیال میں ساٹھ ستر کروڑ کا ہے اور مرحلہ وار پروگرام میں اس مسئلے کو حل کیا جائے گا - اس کے بعد چیئرمین صاحب بہاولپور نے احمد پور شرقیہ اور حاصل پور کے دریائی علاقوں کا ذکر کیا ہے کہ وہاں سو سو دو دو سو ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں - وہاں اگر بجلی دو تین میل کے فاصلے پر ہے تو ترجیحی بنیادوں پر وہاں بجلی پہنچانے کے لئے گورنمنٹ نے پالیسی approve کی ہے - اس سے پہلے یہ تھا کہ جہاں ڈیزل سے چلنے والے ٹیوب ویل ہیں وہاں بجلی نہیں جائے گی - پچھلے سال گورنمنٹ نے یہ پالیسی بنائی ہے کہ ترجیحی بنیادوں پر اس جگہ بجلی جانا چاہیے جہاں رقبہ آباد ہے اور ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں تاکہ کم خرچے پر زیادہ آمدنی پیدا کی جائے مجھے یہ پتہ نہیں کہ اس کا سروے ہو گیا ہے یا نہیں لیکن کافی پروجیکٹ کا سروے ہو کر پی اینڈ ڈی کے پاس پڑا ہے تو انشاءاللہ دس پندرہ دن میں میں چیئرمین پی اینڈ ڈی کے ساتھ discuss کر کے اور اس کو priority دلوا کر جو جو علاقے ہیں اس کے مطابق اس مرحلہ وار پروگرام میں وہاں ضرور بجلی پہنچے گی - جہاں تک چیئرمین بلدیہ اٹک نے ذکر کیا تھا تو میں نے اس سلسلے میں واپڈا سے بات کر لی ہے انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ جن وارڈوں میں بجلی نہیں ہے ان میں جلدی بجلی پہنچائی جائے گی - میرا خیال یہ تھا کہ اس وقت چیئرمین صاحب نے کوئی یقین دہانی نہیں کرائی تھی - اب معاملہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا ہے - تو انشاءاللہ کل ہی پھر واپڈا سے بات کرونگا - اس وقت چیئرمین صاحب قصور نے ایک سیم نالی کا ذکر کیا لیکن اس سیم نالی کا نام نہیں لیا - مجھے یقین ہے کہ سیکرٹری اریگیشن صاحب اس کو دیکھ لیں گے کیونکہ سیم کے معاملے میں قصور کی بھی حالت اوکاڑہ کی طرح خراب ہے اور بہت ہی خراب ہے - اس کے بعد ایک آخری پوائنٹ جو بہت ہی ضروری تھا وہ ضلع بہاولنگر کے وائس چیئرمین صاحب نے جنگلی سوروں کے متعلق اٹھایا تھا اور انہوں نے ہمیں ڈرایا ہے کہ اگر اس کا تدارک وہاں نہ کیا گیا تو سارا صوبہ سوروں کی زد میں آ جائے گا سوروں سے اللہ بچائے - تو سیکرٹری فاریسٹ صاحب آپ مہربانی سے ان سے بات

چیت کر کے مجھے بتائیے کہ ان کی تجویز کسانوں کے متعلق کیا ہے - اگر 75 روپے کم ہیں تو کیا کیا جائے - کار توس دیتے جائیں" - کیا کیا جائے کہ وہ سور localize کر کے وہیں مارے جائیں - ان کو پنجاب میں نہ پھیلنے دیا جائے - جناب چیئرمین صاحب یہی خاص پوائنٹ تھے جن کے متعلق میں نے عرض کر دیا -

جناب چیئرمین — شکریہ - آپ آئیے - قریشی صاحب آپ کے ایک دو پوائنٹ ہوں گے وہ آپ اپنی سیٹ پر ہی کہہ دیجئے -

وزیر اوقاف کے اختتامی کلمات —

وزیر اوقاف ، سماجی بہبود و زکوٰۃ — (میاں محمد ذاکر قریشی) جناب والا - بہاولپور کے ایک معزز ممبر نے مطالبہ کیا ہے کہ سیم زدہ زمین مالکان کو چولستان میں متبادل زمین دی جائے - آجکل گورنمنٹ کی کوئی اپنی سکیم نہیں ہے جسکے تحت ایسا کیا جا سکے کیونکہ اتنی سرکاری زمین نہیں ہے جس سے اس طرح کی تعداد پوری ہو سکے چولستان میں فی الحال قابل کاشت زمین نہیں ہے جو الاٹ کی جا سکے - دوسرے ایک ممبر صاحب نے شکایت کی ہے کہ سرکاری زمین یا کچھ قطعات ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے ان کو رائلٹی دینی پڑتی ہے - مثلاً جو زمین زراعت کے لئے دی جائے اگر اسے رہائشی مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے تو اس سے رائلٹی وصول کی جائے گی ورنہ نہیں کی جائے گی - آج ایک معزز ممبر صاحب نے تاج کمپنی کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے ایک نسخہ قرآن شریف کا پیش کیا جو کہ تاج کمپنی نے شائع کیا ہے اور اس کے مترجم شاہ رفیع الدین صاحب ہیں - اس کے خلاف ایکشن سے پہلے ہمیں یہ نوٹس دینا پڑے گا تاج کمپنی کو کہ یہ واقعی ان کی طرف سے شائع ہوا ہے - اور یہ واقعی شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ ہے - اگر ثابت ہو جائے گا تو پھر انشاءاللہ تعالیٰ اس پر ہم عمل کریں گے -

وزیر خوراک کے اختتامی کلمات —

جناب چیئرمین — آپ کچھ کہیں گے - منسٹر فار فوڈ ؟

وزیر خوراک — (سردار رفیق حیدر خان لغاری) جناب والا - میرے متعلق صرف ایک سوال ہے - ویسے تو مجموعی طور پر ممبران نے بڑی تسلی

دندناتے پھرتے ہیں اور جو فصلوں کا نقصان کرتے ہیں ان کا ہر ایک کو بخوبی علم ہونا چاہئے - گندم کی فصل کو تقریباً وقت برداشت تک 1/8 حصہ کر دیتے ہیں - لہذا میرا حکومت پنجاب کو یہ مشورہ ہے کہ جو جنگلی سور کے خاتمہ کے لئے مہم بنائی گئی ہے وہ زمینداروں کے لئے تو معاوضہ ٹھیک ہے جو شوق سے شکار کرتے ہیں مگر غریب اور چھوٹے کاشتکاروں کے لئے کم ہے - میری گذارش ہے کہ اس کام کے خاتمہ کے لئے مفاد کے ساتھ ساتھ لالچ کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے آخر میں یہ بھی بتادوں کہ اگر اس موذی کے پیچھے ہاتھ باندھ کر نہ لگا گیا تو خدشہ ہے کہ آہستہ آہستہ سارا پنجاب اس کی ذد میں آجائے گا - اس کے بعد میں وزیر صحت کی توجہ اس طرف دلانگا کہ یہ قدرتی امر ہے کہ جہاں سیم اور تھور زیادہ ہوگی وہاں پر مچھروں کی بہتات سے ملیریہ زیادہ ہوگا لہذا میرے ضلع میں انسداد ملیریہ کے لئے خصوصی طور پر انتظام کیا جائے - کیونکہ موسم برسات میں خاص طور پر گھروں کے گھر اور بستیوں کی بستیاں ملیریا میں مبتلا ہوتی ہیں - اور کوئی پرسان حال نہیں ہوتا -

جناب چیئرمین — دیکھئے چار مرتبہ گھنٹیاں بج چکی ہیں -

میاں مقصود احمد سوہل — جناب چیئرمین چار دن کے بعد موقع ملا ہے - کچھ اور وقت دیجئے -

جناب چیئرمین — دیکھئے نا کئی گھنٹیاں بج چکی ہیں لیکن آپ نے اپنا تمام وقت سوروں میں گذار دیا ہے -

چوہدری محمد علی بگا — آپ نے سرگودھا کے لئے فرمایا تھا کہ سنٹرل گورنمنٹ کو سفارش کردی جائیگی کیونکہ یہ سنٹر کا معاملہ ہے -

جناب چیئرمین — وہ تو سفارش کر دی گئی ہے لیکن موٹی گیس کتنی پیدا ہوتی ہے کتنی باقی رہ گئی ہے یہ کمرشل چیز ہے یہ تو دوکانداری ہے کہ آیا ان کو فائدہ ہے یا نقصان ہے -

چوہدری محمد علی بگا — آپ ہماری ایک بات مان لیجئے ہمارے پاس ریجنل آفس ہے -

جناب چیئرمین — مانی جاتی کاش کے میرے پاس اتنی مقدار میں ہوتی آپ پائپ گیس لگائیں -

چوہدری محمد علی بگا — ادھر بائیو گیس سہولت - - -

جناب چیئرمین — نہیں آپ لگائیں - اب اس کو میں ختم کر رہا ہوں اور میں سب سے پہلے وزیر زراعت کو کہونگا کہ وہ اس کو وائنڈ اپ کریں -

وزیر آبپاشی کے اختتامی کلمات

وزیر زراعت جناب چیئرمین کچھ خاص خاص مسئلے اٹھائے ہیں - ایک تو مسئلہ خالد عمر صاحب چیئرمین ضلع کونسل لاہور نے اٹھایا ہے کہ Soil testing کی ضرورت ہے میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں اور ہر ضلع میں ہم نے soil testing لیبارٹری قائم کردی ہے اسکی بلڈنگ ضلع نے خود دی ہے ہماری کوشش یہ ہے کہ فیلڈ اسسٹنٹوں کو ٹرینڈ کرکے انکو کٹ دے دیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔اسکے بعد چولستان میں مویشی پالنے کے لئے زمین کی بات چیت کی گئی میاں عبدالخالق صاحب نے کی ہے کمیں تقریبا تیار ہو چکا ہے اسلئے دیر ہورہی ہے کہ میری اور گورنر صاحب کی خواہش یہ ہے کہ ہمیں پچھلے سالوں میں جو تلخ تجربات اس الاٹمنٹ کے ذریعے ہوئے ہیں انکو ہم دہرانا نہیں چاہتے۔ بلکہ اس قسم کے قوانین وضع کریں - کہ جو شخص اسکی خلاف ورزی کرے اسکو کچھ نقصان پہنچے اور وہ زمین اس سے لے لی جائے انشا اللہ اگلے دس دنوں کے اندر گورنر صاحب کے سامنے یہ آخری پیش کش رولز وغیرہ کی جو ہے ہوگی اور آپکو معلوم ہو جائیگا اور اخبارات میں بھی اشتہارات کے ذریعے درخواستیں مانگی جائینگی جو صاحب اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ مختلف پلاٹ کے سائز کے اپنی سکیم پیش کریں گے انکی استطاعت اور feasibility کے مطابق انکو زمین الاٹ کی جائیگی کیونکہ اب جو زمین آرہی ہے اسکے بعد پنجاب میں کوئی زمین نہیں رہیگی اسکے بعد نعیم چٹھہ صاحب نے مارکیٹ کمیٹی کا ذکر کیا اس سلسلے میں بھی گورنر صاحب نے چیئرمین پی اینڈ ڈی کے ذریعے مارکیٹ کمیٹیز کی presentation تیار کی ہے وہ بھی انشااللہ جلد ہی جیسا کہ گورنر صاحب نے فرمایا ہے ان تمام مسائل کو حل کرائیں گے اور اس میں تمام باتیں جو وقتاً فوقتاً مارکیٹ کمیٹیز کی کارکردگی کے متعلق ہوتی رہی ہیں ان پر چیئرمین میں پی اینڈ ڈی اور سیکرٹری زراعت نے مل کر presentation بنائی اسکا فیصلہ ہوگا اسکے بعد ایک بڑا ضروری مسئلہ انہوں نے فلاٹ ریٹ کا اٹھایا ہے میں وزیر کے علاوہ زمیندار بھی ہوں اور اس مسئلے کو سمجھتا ہوں یہ فائل

اسوقت میرے پاس جے میں نے اسکو لئے سیکریٹری صاحب کو کمیشن
کے لئے دی ہوئی ہے میرا نظریہ بھی یہی ہے میں اس سے اتفاق کرتا
ہوں کہ اگر ہم پانی کو والیم کے مطابق دے دیں تو اسکے بعد یہ
جو کرپشن ہوتا ہے وہ خود بخود ختم ہوجائیگا مخمکہ نہر نے ایک بڑا مسئلہ
بتایا ہے میں inverted کوموں کے اندر کہہ رہاہوں ہمارے پاس
جو گوشوارے بنانے کا ذریعہ ہے کہ کتنے رقبے میں کونسی فصل کاشت
کی ہے وہ ختم ہوجائیگا اسکے اور بھی ذرائع ہیں انشاءاللہ گورنر صاحب کے
سامنے بھی یہ مسئلہ آیا ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ کافی حدتک آپ سے اور مجھ سے
تعلق رکھتا ہے اور میرا نظریہ تعلق یہ ہے لیکن وہ دوسری مثال دیتے ہیں کہ
سندھ میں اس قسم کی کوئی سکیم فیل ہو چکی ہے - یہ ضروری نہیں ہے
کہ سندھ میں کامیاب ہو اور یہاں فیل ہو یا یہاں فیل ہو اور سندھ
میں کامیاب نہ ہو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس پر بہترین
طور پر غور کر رہے ہیں - اسکے بعد میں واپڈا کے متعلق زیادہ عرض
کرنا نہیں چاہتا گورنر صاحب نے کچھ احکامات واپڈا کے نمائندے کو
دئے ہیں - جو میں چیرمین صاحب کو بھی پہنچا دونگا - اور میاں شجاع
الرحمن صاحب کی تکالیف بھی کچھ رفع ہوگئی ہیں اور انکے 14 لاکھ
بچ گئے ہیں - اقبال قریشی صاحب نے بڑی اچھی تجاویز دی ہیں جو
ادویات اور ہربز کے متعلق ہیں - میں انکو بتادینا چاہتا ہوں کہ
گورنر صاحب کو ان چیزوں کا بڑا شوق ہے جنگلات کا بھی شوق ہے
انکو دواؤں کا ہربز کا بھی بہت شوق ہے انہوں نے ایک کمیٹی
بٹھا دی ہے یونیورسٹی ایگریکلچر فیصل آباد کی جس میں طبی بورڈ کے
مشوروں سے جنگلات کو ساتھ ملا کر جتنے بھی کار آمد درخت ہیں یا جن کی نشان
دہی کی ہے انکی کاشت کو بڑھانے کے لئے اور انکا استعمال بھی بڑھانے
کے لئے میں آپکو ایک بات بتاتا چلوں عرق گلاب بنانے کے لئے مرکزی حکومت اور
سعودی عربیہ کے آئل کے وزیر کے درمیان ایک joint venture ہوا ہے اور
انہوں اس venture کے لئے تمام پیسے خود دینے کو وہ کہہ رہے ہیں
کہ اسکا ایک ٹرسٹ بنا دونگا جسکا منافع پاکستان ہی میں رہے گا - مجھے
منافع نہیں چاہئے - اور عرق گلاب سعودی عرب میں بڑا مشہور ہے اور اسکو
بہت پسند کیا جاتا ہے - یہ اطلاعاً عرض کردیا ہے اسکے بعد گنے کے رس
کے متعلق بات ہوئی تھی - وہ دراصل میکسیکو سے لے کر برازیل میں جاکر
رکی تھی - برازیل میں اس کے اوپر کچھ کام ہوا ہے اور اسکی feasibility

منسٹری آف پروڈکشن نے بنائی تھی - برازیل والوں کے ساتھ ڈسکشن بھی کیا تھا اور وزیر پروڈکشن و پیداوار نے مجھے کہا تھا اس قیمت پر جس پر یہ تیل بنے گا ہم کو وارہ نہیں کھائے گا - لیکن وائس چیئرمین راولپنڈی نے یہ کہا ہے کہ میرے ایک دوست نے feasibility بنائی ہے اور وہ غالباً اس قسم کا کوئی کارخانہ لگا رہے ہیں وہ اس کی کاپی مجھے دیں گے - اگر وہ قابل عمل ہوئی تو ہم بھی کوشش کریں گے اسکے بعد پتوکی کے متعلق رانا اقبال صاحب وائس چیئرمین ضلع کونسل نے اصلاح آبپاشی کی تعریف کی ہے اور یہ کہا ہے بجائے 10 کے 50 فیصد کیا جائے تو یہ اعداد میں تو 20 فیصد ہے - میں نے ان سے بالکل اتفاق کرتا ہوں - بلکہ ان سے ایک درجے آگے جاونگا - کیونکہ حکومت پنجاب کی پالیسی ہونی چاہئے اور میں یہ سفارش کرونگا کہ مرحلہ وار پروگرام کے تحت سوفیصد کھال پکے ہونے چاہئیں تاکہ ہم پانی کے ضیاع کو بچا سکیں . تاکہ زیادہ سے زیادہ کاشت کرکے پانی کو استعمال میں لا سکیں -

یہ بڑی اچھی تجویز ہے اور میں ذاتی طور اس سے متفق ہوں اور حکومت کو سفارش کروں گا - اس کے بعد صدیق اکبر بخاری صاحب نے کافی اچھی اچھی باتیں کیں - جیسے میں نے عرض کیا تھا میں ان سے بڑا پرانا واقف ہوں اور ان کے فارم پر کئی دفعہ جا چکا ہوں - انہوں نے کاشت کرنے کا ایک طریقہ نکالا ہے جسے میں ایک نیا طریقہ کہوں گا وہ ہے dibbling کے ذریعے کاشت کرنا - وہ عورتوں کو employ کرتے ہیں - تیس سے پچاس روپے ایکڑ پر آٹھ عورتیں کام کرتی ہیں اور انہوں نے ایک عورت منشی مقرر کی ہوئی ہے اس طرح خواتین کو ایک اور جگہ مل جائے گی - ابھی تو عورتیں سارا سال cotton picking کرتی ہیں - انہوں نے ان سے بجائی بھی کروائی ہے ان سے گوڈی بھی کروائی ہے - تو خواتین کی اطلاع کے لئے یہ ہے کہ اور خواتین جو دیہات میں ہیں ان کی رقم میں ان کی آمدنی میں اضافہ ہوگا - تو اس سال اس کو میں اپنے فارم پر بھی تجربے کے طور یہ کروں گا لیکن دشواری یہ کہ کسان سو فیصد نہیں تو نوے فیصدی ان پڑھ ہیں cotton critique کے بارے میں میں نے عرض کیا تھا اور آپ سب سے عرض کر رہا ہوں کہ مہربانی کرکے مجھے کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ میں ان تک پہنچ سکوں جو 88 فیصدی ہیں جو سرپ سے کم کے مالک ہیں اور 66 فیصدی ہیں جو ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم کے مالک ہیں - کہ ان تک کس طریقے سے پہنچا جائے - میں

نے fact and figures بتائے تھے کہ ایک فیلڈ اسسٹنٹ کے پاس پہنچ سکتا ہوں ۔ کچھ ہزار ایکڑ کاشت کا رقبہ ہوتا ہے

جس میں تقریبا اڑھائی ہزار دو ہزار فیملی ہوتی ہیں ۔ Individually وہ نہیں جا سکتا ۔ ہم نے رحیم یار خان میں سروے کرایا تھا ۔ اس سے پتا یہ چلا کہ 5 فیصدی لٹریچر جو ہم شائع کرتے ہیں کتابچوں کی صورت میں وہ لوگ پڑھتے ہیں ۔ دس پندرہ سے بیس فیصدی آس پاس کے دیہات میں جو زمیندار ہیں ان کو دیکھ کر سیکھتے ہیں اور 75 فیصدی ریڈیو سے سنتے ہیں ۔ ریڈیو بہت اچھا ذریعہ ہے لیکن دیکھنا بڑا ضروری ہے ۔ سماعت کے ساتھ دیکھنا بھی بڑا ضروری ہے ۔ تو آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ مجھے کوئی طریقہ بتائیں تاکہ میں ان لوگوں تک پہنچ سکوں ۔ کیونکہ ابھی تک تین سال اور دو ہفتے مجھے گذارش کرتے کرتے ہو گئے ہیں مجھے کوئی موثر طریقہ نہیں ملا کیونکہ اکثر آپ لوگ سب ماسوائے چند کے جو میئر صاحبان ہیں مگر وہ بھی چند میئر ہیں جن کی ذمہ داریاں ہیں وہ ذرا تجویز کریں کہ میں کس طرح ان کے پاس پہنچوں ۔ اس کے بعد فیصل آباد ایگریکلچر یونیورسٹی کے متعلق چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد نے عرض کی تھی لیکن میں بھی اتفاق سے ایگریکلچریکل انجینئر ہوں ۔ تو فیصل اباد یونیورسٹی کے پاس 47 ڈیپارٹمنٹ ہیں ۔ اس کام کے لئے یعنی الیکٹریکل انجینئرنگ پڑھانے کے لیے بڑے lab کی ضرورت ۔ بڑے سٹاف کی ضرورت ہوتی ہے ۔ پولی ٹیکنک کے متعلق میں تقریر نہیں کروں گا ۔ مجھے یقین ہے کہ وزیر تعلیم اس سلسلے میں بتا سکیں گے ۔ لیکن پولی ٹیکنک کا ڈپلومہ ہولڈر بڑے low درجے کا ہوتا ہے ۔ وہ ایک انجینئر اور ایک مزدور کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے ۔ وہ ایک تجربہ ہم کبھی پنڈی میں کر چکے ہیں B Tech کر کے تو ہمیں اس قسم کے تجربات دھرانے نہیں چاہییں یہ مجھے پتہ ہے کہ آجکل الیکٹریکل انجینئرز کی کمی ہے اور ہمیں اپنے کوٹہ یعنی اپنے پاور ڈیپارٹمینٹ میں انجینئرز کی کمی ہے ۔ واپڈا میں کمی ہے ۔ لیکن وہ ہمیں ایسی جگہ کرنی چاہیے جہاں ہمارے پاس انجینئرنگ کالج موجود ہوں ٹیکسلا میں ہے ۔ یونیورسٹی ہے ۔ ساہیوال میں ہے ۔ ایک کالج ملتان میں ہے جس کے متعلق میں نے اخبار میں پڑھا تھا ۔ تصدیق نہیں کر سکا ہوں ۔ الیکٹریکل انجینئرنگ کا کالج ملتان میں بھی ذکر یہ یونیورسٹی کے ساتھ کھل رہا ہے اس کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ

کے چیئرمین صاحب نے ایک مسئلہ اٹھایا تھا کہ وہ ابھی تک تحصیل شمار ہو رہے ہیں - میری سمجھ میں تو بات نہیں آئی کہ کیا ہے لیکن ڈپٹی سیکرٹری صاحب (پاور) میرے پاس یہاں نہیں ہیں آپ کو کوئی پتہ ہے؟

سیکرٹری اریگیشن—پہلے تحصیل کے حساب سے کوئی کوٹہ فکس تھا اب ضلع کے حساب سے کوٹہ فکس ہو جائے گا -

وزیر زراعت—یہ اب آپ کا ڈسٹرکٹ بن گیا ہے- خدا کرے یہ ڈویژن بن جائے اور اس کے مطابق کوٹہ ملے گا اور ضرور ملے گا -

جناب چیئرمین—کیا ان کا کوٹہ ڈویژن بننے کے بعد ملے گا ؟(قہقہہ)

وزیر زراعت—نہیں جناب - خدا کرے ڈویژن بنے - میرا مطلب یہ ہے کہ خدا کرے ڈویژن بنے تاکہ زیادہ کوٹہ ملے - ٹوبہ ٹیک سنگھ ڈسٹرکٹ ہے اور اسی حساب سے کوٹہ ملے گا -

جناب چیئرمین—ہم تو دعا کرتے ہیں کہ وہ ڈویژن بنے -

وزیر زراعت—جی - ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ وہ ڈویژن بنے -

جناب چیئرمین—ہم well wishers ہیں کہ وہ ڈویژن بنے - اور پھر آپ کو ہر چیز ملے -

وزیر زراعت—ہر چیز زیادہ ملے -

جناب چیئرمین—ہاں زیادہ ملے -

وزیر زراعت—اس کے بعد خوشاب کا ذکر ہوا ہے کہ سارا علاقہ سیم زدہ ہو چکا ہے اور چشمہ جہلم لنک کے سلسلے میں بات ہوئی تھی - مجھے پتہ ہے کہ چشمہ جہلم لنک اس علاقے کو کافی برباد کر رہی ہے اور سیم پیدا کر رہی ہے اور اس سال خاصطور پر چشمہ جہلم لنک چونکہ مقررہ مقدار سے زیادہ چلائی گئی ہے - اسلئے سیم اور تھور زیادہ بڑھی ہے اور میں نے ڈپٹی کمشنر صاحبان سے درخواست کی تھی کہ وہ ان ایریاز کی تفصیل بنا کر ہمیں بھیجیں جو زیادہ متاثر ہوئے ہیں اس سال سارے صوبہ سندھ کا پانی چشمہ جہلم لنک اور تونسہ پنج ند کے ذریعے دریائے جناب میں

ڈال کر پنج ند کے ذریعے بندھ کو سیلائی کیا گیا کیونکہ ہم ڈاون سیکم تونسہ پانی نہیں دے سکے کیونکہ ہم غازی گھاٹ کی diversion کر رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا پروجیکٹ منظور ہو گیا ہے جو میرے خیال میں ساٹھ ستر کروڑ کا ہے اور مرحلہ وار پروگرام میں اس مسئلے کو حل کیا جائے گا ۔ اس کے بعد چیئرمین صاحب بہاولپور نے احمد پور شرقیہ اور حاصل پور کے دریائی علاقوں کا ذکر کیا ہے کہ وہاں سو سو دو دو سو ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں ۔ وہاں اگر بجلی دو تین میل کے فاصلے پر ہے تو ترجیحی بنیادوں پر وہاں بجلی پہنچانے کے لئے گورنمنٹ نے پالیسی approve کی ہے ۔ اس سے پہلے یہ تھا کہ جہاں ڈیزل سے چلنے والے ٹیوب ویل ہیں وہاں بجلی نہیں جائے گی ۔ پچھلے سال گورنمنٹ نے یہ پالیسی بنائی ہے کہ ترجیحی بنیادوں پر اس جگہ بجلی جانا چاہیے جہاں رقبہ آباد ہے اور ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں تاکہ کم خرچے پر زیادہ آمدنی پیدا کی جائے مجھے یہ پتہ نہیں کہ اس کا سروے ہو گیا ہے یا نہیں لیکن کافی پروجیکٹ کا سروے ہو کر پی اینڈ ڈی کے پاس پڑا ہے تو انشاءاللہ دس پندرہ دن میں میں چیئرمین پی اینڈ ڈی کے ساتھ discuss کر کے اور اس کو priority دلوا کر جو جو علاقے ہیں اس کے مطابق اس مرحلہ وار پروگرام میں وہاں ضرور بجلی پہنچے گی ۔ جہاں تک چیئرمین بلدیہ الک نے ذکر کیا تھا تو میں نے اس سلسلے میں واپڈا سے بات کر لی ہے انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ جن وارڈوں میں بجلی نہیں ہے ان میں جلدی بجلی پہنچائی جائے گی ۔ میرا خیال یہ تھا کہ اس وقت چیئرمین صاحب نے کوئی یقین دہانی نہیں کرائی تھی ۔ اب معاملہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا ہے ۔ تو انشاءاللہ کل ہی پھر واپڈا سے بات کرونگا ۔ اس وقت چیئرمین صاحب قصور نے ایک سیم نالی کا ذکر کیا لیکن اس سیم نالی کا نام نہیں لیا ۔ مجھے یقین ہے کہ سیکرٹری اریگیشن صاحب اس کو دیکھ لیں گے کیونکہ سیم کے معاملے میں قصور کی بھی حالت اوکاڑہ کی طرح خراب ہے اور بہت ہی خراب ہے ۔ اس کے بعد ایک آخری پوائنٹ جو بہت ہی ضروری تھا وہ ضلع بہاولنگر کے وائس چیئرمین صاحب نے جنگلی سوروں کے متعلق اٹھایا تھا اور انہوں نے ہمیں ڈرایا ہے کہ اگر اس کا تدارک وہاں نہ کیا گیا ۔ تو سارا صوبہ سوروں کی زد میں آ جائے گا سوروں سے اللہ بچائے ۔ تو سیکرٹری فاریسٹ صاحب آپ مہربانی سے ان سے بات

چوت کر کے مجھے بتائیے کہ ان کی تجویز کسانوں کے متعلق کیا ہے - اگر 75 روپے کم ہیں تو کیا کیا جائے - کار توس دیتے جائیں" - کیا کیا جائے کہ وہ سور localize کر کے وہیں مارے جائیں - ان کو پنجاب میں نہ پھیلنے دیا جائے - جناب چیئرمین صاحب یہی خاص پوائنٹ تھے جن کے متعلق میں نے عرض کر دیا -

جناب چیئرمین—شکریہ - آپ آئیے - قریشی صاحب آپ کے ایک دو پوائنٹ ہوں گے وہ آپ اپنی سیٹ پر ہی کہہ دیجئے -

وزیر اوقاف کے اختتامی کلمات —

وزیر اوقاف ، سماجی بہبود و زکوٰۃ—(میاں محمد ذاکر قریشی) جناب والا - بہاولپور کے ایک معزز ممبر نے مطالبہ کیا ہے کہ سیم زدہ زمین مالکان کو چولستان میں متبادل زمین دی جائے - آجکل گورنمنٹ کی کوئی اپنی سکیم نہیں ہے جسکے تحت ایسا کیا جا سکے کیونکہ اتنی سرکاری زمین نہیں ہے جس سے اس طرح کی تعداد پوری ہو سکے چولستان میں فی الحال قابل کاشت زمین نہیں ہے جو الاٹ کی جا سکے - دوسرے ایک ممبر صاحب نے نشاندہی کی ہے کہ سرکاری زمین یا کچھ قطعات ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے ان کو رائلٹی دینی پڑتی ہے - مثلاً جو زمین زراعت کے لئے دی جائے اگر اسے رہائشی مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے تو اس سے رائلٹی وصول کی جائے گی ورنہ نہیں کی جائے گی - آج ایک معزز ممبر صاحب نے تاج کمپنی کے خلاف کاروائی کرنے کے لئے ایک نسخہ قرآن شریف کا پیش کیا جو کہ تاج کمپنی نے شائع کیا ہے اور اس کے مترجم شاہ رفیع الدین صاحب ہیں - اس کے خلاف ایکشن سے پہلے ہمیں یہ نوٹس دینا پڑے گا تاج کمپنی کو کہ یہ واقعی ان کی طرف سے شائع ہوا ہے - اور یہ واقعی شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ ہے - اگر ثابت ہو جائے گا تو پھر انشاءاللہ تعالیٰ اس پر ہم عمل کریں گے -

وزیر خوراک کے اختتامی کلمات —

جناب چیئرمین — آپ کچھ کہیں گے - منسٹر فار فوڈ ؟

وزیر خوراک — (سردار رفیق حیدر خان لغاری) جناب والا - میرے متعلق صرف ایک سوال ہے - ویسے تو مجموعی طور پر ممبران نے بڑی تسلی

کا اظہار کیا ہے - صرف ساجد بھن نے پرائیویٹ سیکٹر میں godown bulk کے متعلق چند سفارشات کی ہیں - اس کے بارے میں فنانس کو کیس بھیج دیا گیا ہے - میں توقع کرتا ہوں کہ انشاءاللہ فنانس جلد اس سلسلہ میں اس کی منظوری دے دے گی -

And we have recommended the case of Rs. 1·50 per square foot. It is an incentive to the private sector for building more storage

وزیر زراعت — جناب والا - 372 بائیوگیس پلانٹ میں سے 105 چل رہے ہیں اور کچھ زیر تعمیر ہیں - اس کے علاوہ ایک صدارتی حکم کے مطابق یہ تجزیہ کیا جا رہا ہے کہ سیالکوٹ میں مفت بائیوگیس پلانٹ لگائے جائیں تجزیہ کے بعد مرکزی حکومت اس پر فیصلہ کرے گی - اس کے علاوہ جو 6 نئے اضلاع بنے ہیں اس میں پنجاب حکومت کا اپنا پراجیکٹ ہے جو کہ خاص کر ان اضلاع کو دیا گیا ہے جو کہ نئے بنے ہوئے ہیں - تاکہ نئے اضلاع کو معلوم ہو کہ حکومت ان کی فلاح و بہبود کے لئے زیادہ سوچ رہی ہے بہ نسبت ان اضلاع کے جو کہ پرانے ہیں - پرانے اضلاع میں مرکزی حکومت کا پروگرام مرحلہ وار طور پر چل رہا ہے اور اس میں نئے نئے ڈیزائن بھی بن رہے ہیں - میں ابھی Pakistan Agriculture Research Council کو visit کرنے گیا تھا وہاں پر میں نے ایک بڑا اچھا plant دیکھا ہے جس میں لوہے وغیرہ کا استعمال نہیں ہے - بلکہ ایک خاص قسم کا لمبا سا شیٹ زمین پر پڑا ہوا ہے اور وہی کام کر رہا ہے تو تجرباتی دور سے گزرنے کے بعد انشاءاللہ جب وہ سستے ہو جائیں گے تو زیادہ آسانی سے ہم بھی لگا سکیں گے

Mr. Chairman ; In praise of Bhano again

وزیر زراعت—جی ہاں بغیر بھینس کے بھی - کیوں کہ بھینس نے لاہور سے جانا ہی ہے ماسوائے میاں صاحب کی بھینس کے - کیوں کہ میاں صاحب کی بھینس نے تو لاہور میں ہی رہنا ہے - میرا مطلب یہ ہے کہ وہ گھاس سے بھی بن جائے گی - بکریوں کی مینگنیوں سے بھی بن جائے گی - اور وہ مرغی کی بیٹ سے بھی بن جائے گی - تو صرف بھینس ہی نہیں، گائے بھی ہیں، بکریاں بھی ہیں اور جتنے بھی لید کرنے والے جانور ہیں، گوبر کرنے والے جانور ہیں ان سے بھی ہم انشاءاللہ بنائیں گے - اور سستا بنائیں گے - اور اب جو نئے پراجیکٹ سٹڈی ہو رہے ہیں اس میں یہ ذرا سستے بن سکیں گے -

جناب چیئرمین—تو یہ انکا بھنس کا ووٹ تو کیا ۔

وزیر زراعت—جی جناب بھنس کا ووٹ گیا 20 ہزار ووٹ گئے ۔

جناب گورنر—اب آپ کچھ کہنا چاہیں گے ۔ فنانس منسٹر صاحب ۔

وزیر خزانہ—(جناب محمد نواز شریف) جناب والا میں تھوڑی سی وضاحت کرونگا ۔ میاں منیر صاحب نے ایک سوال اٹھایا تھا ۔ اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ محکمہ خزانہ نے ایک مرتبہ اس موضوع پر گورنر صاحب کو سمری پیش کی تھی ۔ اس سمری میں اضافی اخراجات کے تخمینے دیے گئے تھے ۔ ایک تنخواہوں میں حالیہ اضافے جو کہ یکم جولائی 1973ء سے نافذ العمل ہے ۔ اس سے پہلے کے سکیلوں کے مطابق اور دوسرا نئے سکیلوں کے مطابق تنخواہوں میں اضافہ سے پہلے کا تخمینہ 6 کروڑ اور 86 لاکھ روپے بنتا ہے اور اضافے کے بعد کا تخمینہ 7 کروڑ 92 لاکھ روپے بنتا ہے ۔ تو اس میں 70 کروڑ کی اس میں ایسی کوئی بات نہ تھی ۔ یہ درست ہے ۔ کہ وفاقی حکومت نے اپنے ورک چارج ملازمین کی 1957ء سے مدت ملازمت پنشن کے لئے منظور کر لی ہے ۔ لیکن تمام صوبائی حکومتوں نے ایسا نہیں کیا کیوں کہ وفاقی حکومت میں اس فیصلے کے اثرات بہت محدود تھے جب کہ صوبائی حکومتیں اس فیصلہ اور اس کے مالی اثرات کی متحمل نہیں ہو سکتی ہیں ۔ ورک چارج ملازمین کا باقاعدہ سرکاری ملازمت میں آنے سے پہلے کی سروس پر پنشن کا حق نہیں بنتا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سال 1972ء سے پہلے ان کی ملازمت پنشن والی نہیں تھی ۔

(2) پنشن اس وقت دی جاتی ہے ۔ جب کہ سروس بک میں ملازمت اور تنخواہ کی تفاصیل حتمی طور پر درج ہوں اور باقاعدہ تصدیق شدہ ہوں ۔ ان ملازمین کی تنخواہیں master roll پر ادا کی جاتی تھیں جو کہ عارضی ریکارڈ ہوتا ہے ۔ اور کچھ مدت کے بعد تلف کر دیا جاتا ہے ۔ اگر ورک چارج ملازمین کو ان کی ورک چارج مدت ملازمت سے پنشن دے دی جائے تو اس کا اثر پنشن کے دوسرے اس قسم کے دعویداروں پر بھی ہوگا نوٹیفائیڈ کئے تعلیمی اداروں کے ملازمین ' صنعتی ترقیاتی کارپوریشن ' سمال انڈسٹریز کارپوریشن ' تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور ایسی بے شمار آرگنائزیشنز

ہیں جن کے اوپر اس کا اثر ہوتا ہے - ان اداروں کے ختم ہونے کے بعد انکو صوبائی حکومتوں کے ملازمین میں شامل کیا گیا تھا - ایسے ملازمین کا معاملہ بھی بالکل ورک چارج ملازمین کی طرح کا ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ تعلیمی اداروں کو ان کے تمام اثاثوں اور ذمہ داریوں سمیت قومی تحویل میں لیا گیا تھا - باقی ادارے جن کا ابھی میں نے ذکر کیا تھا وہ سرکاری ادارے تھے اور ان کے ملازمین کی حیثیت ورک چارج ملازمین سے مختلف تھی - اگر ان تمام ملازمین کو پرانی ملازمت پر پنشن دے دی جائے تو اضافی اخراجات کا تخمینہ پہلے سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے -

جناب گورنر منسٹر ٹرانسپورٹ -

وزیر ٹرانسپورٹ (جناب غضنفر علی) جیسا کہ جناب کو معلوم ہے کہ سبجیکٹ کمیٹی پرائے ٹرانسپورٹ نے اپنے deliberations کئی دفعہ کئے اور آخری دفعہ آپ کی زیر صدارت ہوئے - کچھ سفارشات مرتب ہو گئی ہیں - جو کہ انشاءاللہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر ان پر حتمی فیصلہ کر لیا جائے گا - جہاں تک ایک کروڑ کے نقصان کا تعلق ہے - تو یہ ایک کروڑ روپیہ ماہوار نقصان نہیں ہو رہا ہے - اس وقت اندازاً 50 یا 55 لاکھ روپے ماہوار کے قریب دونوں آرگنائزیشن کو ملا کر نقصان ہو رہا ہے - یعنی پنجاب ارپن ٹرانسپورٹ کارپوریشن اور پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کو ملا کر نقصان ہو رہا ہے - یہ ماہوار تخمینہ ہے

جناب چیرمین - لیکن جو انہوں نے اہم سوال اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں پرائیویٹ سیکٹر encourage کرنا چاہیے - جو حکومت کا سیکٹر ہے جو پبلک سیکٹر ہے اسے درست کریں -

وزیر ٹرانسپورٹ - پرائیویٹ سیکٹر کے متعلق عرض یہ ہے کہ اس وقت پنجاب کی سڑکوں پر کم و بیش بیس ہزار بسیں روڈ پر چل رہی ہیں - اور ہم نے مشکل سے اپنے لئے 8 یا 9 فیصد رکھا ہوا ہے -

الحاج چوہدری محمد حیات - بیس ہزار بسیں ہیں -

جناب چیرمین - ایک منٹ آپ ذرا سنیں -

وزیر ٹرانسپورٹ - میرے پاس سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا مصدقہ ڈیٹا ہے یہ نہ بیس ہزار ہیں اور نہ تیس ہزار ہیں کل صرف گیارہ ہزار اور کچھ سو بسیں ہیں جو کہ رجسٹرڈ ہیں باقی جو بسیں چل رہی ہیں

ان کا میں آئی جی صاحب سے کہوں گا کہ چالان کریں کیوں کہ ان کی رجسٹریشن نہیں ہے یہ میں ان بسوں کا کہہ رہا ہوں جن کی رجسٹریشن کے متعلق میں نے سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے درخواست کی تھی اور انہوں نے لکھ کر مجھے بتایا ہے۔

میں صرف ان بسوں کو مانتا ہوں باقی تو چالان کرنے والی بسیں ہیں۔ اگر تیس ہزار یا بیس ہزار چل رہی ہیں تو ہم نے تو اپنے لئے ۸ یا 9 فیصد انٹر سٹی روٹ پر رکھا ہے۔ اربن روٹس پر جو شمالی لاہور ہے۔ اس کے لئے کچھ روٹس خالی پڑے تھے مجھے یہ کہا گیا تھا کہ unremunerative ہیں تو ہم نے آر ٹی اے سے درخواست کی تھی۔ انہوں نے روٹس کو modify کر کے اور کچھ اختیار دے دیا ہے تو ہم پرائیویٹ سیکٹر کو بھی intercity traffic میں merge کرنا چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ درپیش ہے۔ کہ ایک مزدا بس ہے اس کو یہ چلانا چاہتے ہیں۔ اور ٹیکسی والے اور خاص طور سے رکشہ والے اس کی مخالفت کرتے ہیں کہ وہ چلانے کی اجازت نہ دی جائے۔ یہ مسئلہ انتظامی نوعیت کا ہے اس پر میں نے اپنے طور پر غور کر لیا ہے۔ اب آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس پر فیصلہ کرنا ہے کہ آیا یہ کیا جائے یا نہ کیا جائے کیوں کہ اس کے بعد جو fall out ہوتی ہے اس پر سوچ کر ہم نے کچھ action لینا ہے لیکن جہاں تک میرا ذاتی تعلق ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر شوق سے انٹرسٹی روٹ پر آئے لیکن اس طریقہ سے نہ آئے کہ جو بسیں چل رہی ہیں ان میں interference کرے کچھ ایسے روٹس ہیں جیسے کراچی میں ایک سیکٹر انہوں نے پبلک کو بانٹ دیا ہے۔ اور وہ بڑا حصہ ہے کیوں کہ وہاں پر بھی بسوں کی کمی ہے۔ وہ پرائیویٹ سیکٹر کو دے دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین - اس پر آپ کچھ کہنا چاہیں گے یا ایسی تجاویز جس سے کہ ہم فائدہ حاصل کر سکیں آپ کے ذہن میں کیا ہے ہم آپ کے لئے کیا کریں۔

الحاج چوہدری محمد حیات - جناب والا آپ اس سیکٹر میں ہماری مدد کریں اس وقت حالات یہ ہیں کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کو اتنا شدید قسم کا خسارہ ہو چکا ہے کہ

جناب چیئرمین - اس کو آپ بھول جائیں۔ وہ میں کروں گا۔ آپ صرف یہ بتائیں کہ

الحاج چوہدری محمد حیات - گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس میں خسارہ اس حد تک ہے کہ چار سو کے قریب پرائیویٹ بسیں جو کہ جی ٹی ایس نے hire کی ہوئی ہیں وہ چل رہی ہیں باوجود اس کے نہ پرائیویٹ سیکٹر کو کسی قسم کی رعایت نہ تو کسی بنک سے اور نہ کسی ادارے کی طرف سے ہے یہاں پاکستان میں سود خورے بہت ہیں ان کی اوسط 30 فیصد ہے وہ سود جو بسیں دیتے ہیں اور پھر ہم لیتے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے ہمیں کسی قسم کی کوئی مراعات نہیں ہیں تو اس میں میں نے ایک reorganization report آج سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل آپ کے گوش گزار کی تھی اس کا جائزہ لے لیا جائے اور پھر جو بھی حالات ہیں آپ کے سامنے ہیں پرائیویٹ سیکٹر کی کسی بھی سٹیج پر حوصلہ افزائی نہیں کی گئی۔

جناب چیئرمین کسی معاملہ میں؟ آپ بتائیں نا کس کس جگہ پر آپ کے ذہن میں کیا ہے ورکشاپ یا جگہ؟

الحاج چوہدری محمد حیات جناب اصل میں ہمارے لئے یا تو کچھ روٹس کردیں مثلاً انٹر سٹی روٹس پر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ چل رہی ہے اور پرائیویٹ بھی چل رہی ہے لوکل روٹس پر already monoply ہے۔

with the exceptian of few routes

MR. CHAIRMAN I do, think I have been able to put that across would you like to put that across, Chairman P and D

آپ میرا مطلب سمجھ گئیں ہیں؟ یعنی وہ کیا چیزیں اور کیا مراعات ہیں جو ہمیں دینی چاہیں تاکہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کی بطور انڈسٹری بہتری اس کو فروغ ملے وہ کیا ہیں What is it? What they want?

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات —جناب والا میں بھی یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ان کو کوئی incentive نہیں دیا گیا لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ان سات سالوں میں پرائیویٹ سیکٹر نے بہت ترقی کی ہے اور یہ لوگ بہت زیادہ پھیلے ہیں۔ کیونکہ سرکاری شعبہ کا تو اس سیکٹر میں بہت تھوڑا حصہ ہے —

جناب چیئرمین—ہاں بہت تھوڑا حصہ ہے

چیئرمین منصوبہ بندی وترقیات—لہذا اس وقت بھی ان کے جو operations ہیں یا تو بہت profitable ہیں یا کوئی incentive جو ان

چاہیں تھے وہ موجود ہیں ۔ اب یہ خود elaborate کریں گے کیونکہ کاروبار ہو رہے ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ گورنمنٹ شاید امپورٹ میں آپ کی مدد کر سکتی ہو شاید یہ ورکشاپس دینے میں مدد کر سکتی ہو شاید حکومت آپ کے ساتھ ورکشاپس میں share کر لے تو وہ کیا ایسی چیزیں ہیں ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات ۔ جناب والا میں ابھی یہی عرض کرنے والا تھا کہ ان کا معاملہ fare structure کا ہے اور fare structure کو بھی آپ نے constantly review کے under رکھا ہوا ہے تاکہ ان کا ایسا fare structure ہو جس پر متوالوسی review ہوتا رہے ۔ تاکہ کل منافع کا arrangement بھی موجود ہو ۔ باقی اگر ان کی کوئی specific recommendation ہوں جس سے حالات بہتر بن سکیں تو وہ بتا دیں ۔ ان کی recommendation یہ ہے کہ انہیں قرضہ دیا جائے اور یہ قرضہ بغیر کسی سود کے دیا جائے ۔ یہ ان کی سب سے بڑی recommendation ہے تاکہ انڈسٹری کو ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین ۔ پھر یہ customer کو کیا facilities دیں گے ۔

الحاج چوہدری محمد حیات ۔ اس کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ ہمیں آپ وہی سہولیات دیں جو آپ دوسری انڈسٹریز کو دیتے ہیں لیکن ہمیں اس معاملے میں بھی consider نہیں کیا جاتا ۔ جہاں تک profitable business کا تعلق ہے اس کے متعلق میں عرض کر چکا ہوں کہ پچھلے چار سال سے پراسپیکٹ سیکٹر میں بسوں کی تعداد کم ہو رہی ہے ۔ یہ آپ چیئرمین روڈ ٹرانسپورٹ سے پوچھ سکتے ہیں کہ بسوں کی تعداد آئے سال کم ہو رہی ہیں ۔ بس مالکان بسیں کی purchase خوشی سے نہیں کر رہے ۔ کیونکہ یہ کاروبار اب اتنا profitable نہیں رہا ہے ۔ پہلے یہ کاروبار اجتماعی تھا اور اب انفرادی ہاتھوں میں ہے ۔ ایک ایک بس میں چھ چھ سات سات حصہ دار ہیں ۔ آپ اس کا تجربہ کر سکتے ہیں ۔ اس وقت نے جو تجربہ کیا ہوا ہے ان میں سے نوے پچانوے فیصد بسیں قسطوں پر لی گئیں ہیں اور یہ سرمایہ داروں سے اشتراک پر لی گئی ہیں ۔ اس لئے ان کی قسط اس قدر زیادہ ہے کہ اس کی بھی قیمت ادا نہیں ہو

سکتی ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ اب اس کاروبار سے discourage ہو رہے ہیں ۔ اس کاروبار میں جو لوگ پرانے تھے وہ چھوڑ گئے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ اس مسئلہ پر کبھی کوئی study in depth ہوئی ہے ۔ کیونکہ میرے خیال میں دنیا کے اندر کوئی ایسی گورنمنٹ نہیں ہے جو پبلک کو سو فیصد اپنی طرف سے ٹرانسپورٹ مہیا کر سکے ۔ its impossible یہ ہو نہیں سکتا ۔ حکومت 20 فیصد ٹرانسپورٹ مہیا کر دے گی 30 فیصد ٹرانسپورٹ مہیا کر دے گی لیکن 50 فیصد ، 70 فیصد 80 فیصد ٹرانسپورٹ private سیکٹر سے مہیا ہو گی ۔ اس لئے سوچنا یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر پبلک کے لئے کیا کر سکتا ہے ۔ اور ہم پرائیویٹ سیکٹر کے لئے کیا کر سکتے ہیں ۔ I think this requires study in depth.

Thank you. Very kind of you.

اب اس کے بعد وزیر قانون ۔

وزیر قانون کے افتتاحی کلمات

وزیر قانون ۔ (چوہدری عبدالغفور) جناب چیئرمین آپ کی اجازت سے میں یہ عرض کروں گا کہ موجودہ اجلاس میں محکمہ تعلیم ہمارے فاضل ممبران کی خصوصی توجہ سے محروم رہا ۔ کیونکہ گذشتہ اجلاس میں آپ کے حکم کے تحت exclusive ایک یا دو دن محکمہ تعلیم کے لئے رکھے گئے تھے ۔ general comments کے علاوہ یا خصوصی شکایات کے علاوہ عام طور پر شکایات موصول نہیں ہوئیں ۔ زیادہ طور پر جس بات کے متعلق اظہار کیا گیا اور خود مجھے بھی اس بات کا احساس ہے کہ تعلیم ایک ایسا محکمہ ہے یا تعلیم ایک ایسا subject ہے ۔ جس سے ہر شخص ، ہر شہری اور گھر کا ہر فرد متاثر ہے اور اس کے اپنے مسائل ہیں ۔ آپ اس بارے میں پالیسی بھی وضع کرتے رہتے ہیں ۔ اتنا بڑا صوبہ ہونے کے ناطے اور اس صوبے میں اتنی زیادہ سکولوں کی تعداد ہونے کے ناطے سے واقعی یہ ایک بڑا مشکل امر ہے کہ گورنمنٹ صرف اپنے اخراجات سے اتنے بڑے نظام کو سرکاری تحویل میں لیکر اس کو چلائے ۔ جناب چیئرمین آپ کی اور پنجاب گورنمنٹ کی جو وضع کردہ پالیسی ہے اسکے تحت وقتاً فوقتاً جب ہم لوگ باہر بھی جاتے ہیں اور آپ بھی جب باہر تشریف لے جاتے ہیں اور اپنے چیئرمین حضرات کے توسط سے بھی یہ عرض کرنے کی جسارت کرتے

ہیں کہ پرائمری تعلیم ایک اتنا بڑا پروجیکٹ ہے کہ جس وقت پاکستان معرض وجود میں آیا اسوقت تقریباً پنجاب میں 5 ہزار 2 سو یا ڈھائی سو سکول ہمارے پاس موجود تھے لیکن اسوقت پرائمری سکولوں کا نظام اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ اسوقت ہمارے پاس 45 ہزار کے قریب پرائمری سکول ہیں ۔ اگر صرف ان کی maintenance اور عمارتوں کا بوجھ ہی حکومت کو برداشت کرنا پڑے تو باقی سیکنڈری ایجوکیشن کالج ایجوکیشن ، یونیورسٹی ایجوکیشن ، ٹیکنیکل ایجوکیشن اور اسپیشل ایجوکیشن کا بوجھ اٹھانا حکومت کیلئے مشکل ہو جائے گا ۔ جناب والا آپ کے توسط سے اور چیئرمین حضرات کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پرائمری سطح پر عمارتوں کا مسئلہ آپ کی ذاتی دلچسپی کا متقاضی ہے ۔ حکومت یہ چاہے گی کہ پرائمری سطح پر سکولوں کی جو maintenance ہے یا ان کی چاردیواریاں ہیں یا ان کی عمارات ہیں ان کے اخراجات برداشت کریں ۔ کیونکہ جب آپ اپنے گھروں کو maintain کرتے ہیں ۔ ماشاءاللہ اچھے اچھے گھر بناتے ہیں چاردیواریاں بناتے ہیں تو ایک پرائمری سکول کی چھوٹی سی عمارت یا اس کی چاردیواری بنانے میں تھوڑی سی دلچسپی لیں تو یہ کوئی زیادہ مشکل کام نہیں ہے ۔ اسلئے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ کی یہ شکایات بجا ہیں کہ اسکولوں کی حالت خاص طور پر نیشنلائزیشن کے بعد شہروں میں زیادہ بدتر ہے ۔ کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے ۔ کہ ہمارے پاس اتنی عمارتیں نہیں ہیں۔ کچھ سکول کرایہ کی عمارتوں میں ہیں ۔ کچھ کے مقدمات رینٹ کنٹرولر کے پاس دائر ہیں اور ان مقدمات کی روشنی میں کچھ ejectment بھی ہوئی ہیں لیکن اس کیلئے میں نے ایک سوشل سروے بھی کروایا ہے اور میرے پاس main cities کی لسٹ بھی موجود ہے کہ کس کس جگہ کیا کیا مقدمات چل رہے ہیں ۔ کتنے ہمارے سکول اسوقت کرایہ کی بلڈنگوں میں موجود ہیں ۔ ان کیلئے ہم متبادل جگہ کا کیا انتظام کر سکتے ہیں اس پر ہم کام کر رہے ہیں ۔ اور آپ سے بھی گزارش ہے کہ پرائمری سکولوں کی سطح پر آپ ہماری عمارات کے سلسلہ میں مدد کریں ۔

دوسری جو بڑی شکایت ہمارے سامنے آئی ہے وہ ٹیچرز کی attendance کے متعلق ہے یعنی ہم اس کو secure کرنے کے سلسلہ میں سو فیصد ناکام رہے ہیں - اس سلسلہ میں سب سے بڑا سیکٹر لیڈی ٹیچرز کا ہے - آپ کی ہدایت کے تحت اور محکمہ تعلیم کی یہ پالیسی بھی ہے کہ وہ دور دراز کے علاقے جہاں ہمارے ہاں سے لیڈی ٹیچرز نہیں جاتیں - آپ نے بھی فرمایا اور یہ ایک open offer بھی ہے کہ ان علاقوں میں ہمارے ریٹائرڈ فوجی حضرات ہیں educationists ہیں یا محکمہ تعلیم کے بھی ریٹائرڈ لوگ ہیں یا اور لوگ ہیں ان کو بھی ہم employ کر سکتے ہیں اور اگر کچھ حضرات اس سلسلہ میں کوشش کریں اور ہم بھی یہ کوشش کر رہے ہیں کہ وہاں کی لوکل رہنے والی جو بہنیں بیٹیاں ہیں ان کو نزدیک ترین علاقوں میں لگائیں تاکہ وہاں پر کم از کم استادوں کی attendance secure ہو سکے -

جہاں تک سنگل ٹیچرز کا سوال ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ اس دفعہ جو پوسٹیں sactioned ہوئی ہیں - انشاء اللہ جس وقت یہ نیا سیشن شروع ہوگا ان کو employ کرنے کے بعد ہمارے پاس کوئی سنگل ٹیچرز سکول نہیں بچے گا - تمام پوسٹیں جناب چیئرمین کی منظوری کے ساتھ ہم نے sanction کر دی ہیں اور ان کے employ کرنے کے بعد اب جو سلیکشن ہوگی اس میں کوئی سنگل ٹیچرز سکول نہیں رہے گا - اس کے علاوہ وہ سکول جو مزید ٹیچروں کے متقاضی ہیں تو ہم ان کی تعداد کے پیش نظر وہ استاد بھی مہیا کرنے کی کوشش کریں گے - دوسری بات supervision کے متعلق ہوئی کہ supervision weak ہے - اس سلسلہ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم آپ حضرات سے دوبارہ مدد کے خواہاں ہیں - محکمہ لوکل گورنمنٹ کے تعاون سے اور جناب چیئرمین آپ کی approval سے جو آج تک پالیسی وضع کی گئی وہ یہ ہے کہ انسپکشن کے معاملے میں چیئرمین حضرات سکولوں کی باقاعدہ انسپکشن کر سکتے ہیں اس کے علاوہ ہماری لوکل کونسلر زنانہ سکول یا مدارس ہیں ان کی انسپکشن کر سکتی ہیں اور وہاں پر انسپکشن نوٹ لکھ کر اس کی کاپی کسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو بھجوا سکتے ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ اگر کوئی ایسی شکایت موصول ہو تو اس پر کارروائی کی جائے اور ہم disciplinary action کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیں تاکہ جو آدمی پکڑا جائے جب تک اس کا حساب کتاب نہیں چکا جائے

کا اس پر ایکشن نہیں لیا جائے گا اسوقت تک اس محکمہ میں کارکردگی بہتر
ہو سکے اسلئے ہم نے یہ اہتمام کیا ہے کہ اگر آپ حضرات کی
طرف سے کوئی شکایت موصول ہو تو براہ کرم اس کی ایک کاپی مجھے بھی
ارسال کر دیں چاہے وہ جاہری کے معاملے میں ہو یا کسی کارکردگی
کے معاملے میں ہو اس پر فوری ایکشن لیا جائے گا۔

اور اگر کسی ادارے میں مثلاً کوئی سکول ٹیچر غائب ہو رہا
اور آپ ایک مثال دیں کہ وہاں کوئی لوکل ریٹائرڈ فوجی آیا اسکا کوئی
آدمی ہے تو اس کی نشاندہی کر دیں کہ وہاں ٹیچر حاضر نہیں ہوتا تو
ہمارے نزدیک یہ جگہ پر اس ریٹائرڈ آدمی کو لگا دیں گے۔

جہاں تک یہ سوال ہے کہ اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے
گذشتہ جو یہاں سیشن ہوا تھا جو exclusive محکمہ تعلیم کے متعلق تھا
اور اس میں دو دن صرف ہوئے تھے انکی روشنی میں اور جناب والا کی ہدایات
کی روشنی میں ہم نے دن رات محنت کی independent commission کا کام
تھا اور بہت بڑا کام تھا جس زمانے پر آپ چاہتے تھے کہ ہم اس کا دوبارہ
جائزہ لیں کیونکہ محکمہ تعلیم کی improvement ایک مسلسل عمل ہے۔
نئے نئے ideas اور نئے نئے مسائل جو سامنے آتے رہتے ہیں یہ ایک
مسلسل عمل ہے جس پر ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس پر عملدرآمد کریں
لیکن جناب والا کی ہدایات کی روشنی میں ہم final stage پر ہیں اور
پرائمری ایجوکیشن کی، سیکنڈری ایجوکیشن کی، کالج ایجوکیشن کی۔
یونیورسٹی لیول ایجوکیشن کی۔ ٹیکنیکل اور پروفیشنل ایجوکیشن کی جو
specialized ہیں۔ وہ ہم انشاء اللہ آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور آپ نے
جو اس سلسلے میں بہت بڑی کمیٹی بنائی تھی اس کی روشنی میں ہم
چاہیں گے کہ اس کو compile کرنے کے بعد ایک بہت بڑا شمار اس پر
منتج کریں گے تاکہ جو ہمارے پرائمری سطح کے ادارے ہیں اور جو ہمارے
جو محروم حضرات ہیں ان کو شامل کر کے اس کی کارکردگی کو بہتر بنائیں گے اور جو پستہ ہماری واپڈا آپ کے نواس میں آئی ہے
کہ نصاب زیادہ بھاری ہو گیا ہے اس بارے میں عرض کر چکا ہوں جیسا کہ
اس بارے میں آپ حضرات آگاہ ہیں کہ نصاب کا سٹینڈرڈ اور اس کا طے
کرنا کنٹرول اور ریگولر محکمہ کا ہے اس میں ہم بھی representation کرتے ہیں
ہمارے سبجیکٹ اسپیشلسٹ اور ہمارا جو انٹیلیکچوئل ہے وہ یہ کہ محکمہ

وہ ان کی approve کی ہوئی کتابوں کو چاہتے ہیں تو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اس حساب عمل کو بھی بہتر بنائیں۔ اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹ سسٹم کے تحت اس کی supervision کا جو کام ہے اس بارے میں میں عرض کروں گا کہ جیسا کہ سیکرٹری صاحب نے ابھی ابھی آپ کے استفسار پر فرمایا تھا کہ یہ ایک اتنا پیچیدہ مسئلہ ہے اور سرحد گورنمنٹ کا جو تجربہ ہے جناب کے حکم کے تحت ہم نے اس کو study کیا ہے اس کے متعلق ابھی میں نے بیان کیا ہے اس کی روشنی میں ہم اس کا جائزہ لے رہے ہیں کہ کس حد تک لوکل گورنمنٹ حضرات کی اس بارے میں پرائمری ایجوکیشن کے معاملات تک ایسے شمار ہوتی ہے ان کی کس حد تک امداد کی جائے اور کس حد تک وہ individual problems کو حل کر سکیں جو جہاں پیش ہوتے ہیں اس بارے میں عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین - قبل اس کے کہ آپ وہاں جائیں جو پرائمری ایجوکیشن ہے آپ ان کی recruitment ان کی training refresher اس کا کوئی جائزہ لیا ہے یا نہیں لیا کیونکہ ان کی اپنی ٹریننگ بھی بڑی لازمی ہے اور ہر سطح پر لازمی ہے۔

وزیر تعلیم - جناب والا میں عرض کروں گا کہ ان کا تعلق ہے میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ ایک تو ان کا سسٹم ہوتا ہے لیکن ہے اور ان کی supervision ان کو میں نے دیکھا ہے کہ جو ہوتے ہوئے بھی باوجود اس کے Sub-Divisional Education Officer بھی ہے موجود میں بھی ہے لیکن ہمارے جو تکالیف آتی ہیں تو جناب والا financial قسم کی ہیں۔

جناب چیئرمین - نہیں میں ٹھیک ہے یہ بات نہیں یعنی اس میں پرائمری ایجوکیشن اہم ہے زیادہ اہم جو ہے وہ ہے اس ٹیچر کی سلیکشن۔ اس ٹیچر کی ریکروٹمنٹ ہے پھر اس کی ٹریننگ ہے پھر اس کے refresher courses ہیں اس کی reorientation at various orientation stages ہیں جس پر آپ جا رہے ہیں؟

وزیر تعلیم - جناب والا میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جناب والا کل جناب ڈپٹی غازی صاحب تشریف لائے تھے تو اس وقت یہ بات آپ کے ہاؤس میں بھی لایا تھا کہ ہمارے پاس پرائمری سطح پر اس وقت

سارے ان - ٹریننگ ٹیچرز کام کر رہے ہیں گزشتہ سال جو ہمارے ٹریننگ دینے کے ریگولر ادارے ہیں ان کے علاوہ ہم نے No cost basis پر لڑکیوں اور لڑکوں کے ہائی اسکولوں میں specical یونٹ attach کر کے ان میں لڑکوں یا لڑکیوں کو بھرتی کیا تا کہ ان کو بغیر کرشی اور خرچہ کئے ہوئے باقاعدہ ٹریننگ دے سکیں - تو اس دفعہ ہم نے کافی لوگوں کو ٹریننگ دی ہے اور اس دفعہ میں نے پنجاب کے ہر ضلع سے data collect کیا ہے ہے کہ آئندہ کھلنے والے اسکول میں کتنی ضرورت ہو گی -

جناب چیئرمین - یہ تو contineus کام ہے -

وزیر تعلیم چوہدری عبدالغفور جی ہاں یہ continues کام ہے ہم انشاءاللہ ان اداروں کو بہتر ٹریننگ دیں گے - اگلے ان کی طرف سے جو ڈیمانڈز ہیں کہ مستقل طور پر ایک اکیڈیمی ہونی چاہیئے refresher courres ہونے چاہیں نئے ideas ٹریننگ کے جو نئے کورسز ہیں ہم جناب کی ہدایت کے مطابق ان کا بھی جائزہ لے رہے ہیں - تو جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ اس کی روشنی میں ہم ایک comprehensive رپورٹ انشاءاللہ پیش کریں گے تقریباً تقریباً ہم نے ہر کام مکمل کر لیا ہے تو جناب یہاں کچھ نئے مسائل new problems پیش ہوئے ہیں کہ سپورٹس کے میدان میں گرانٹ بھی اب آپ کی اجازت سے سپورٹس بورڈ کی طرف سے افسرز اور net work موجود ہے جو یونین کونسل کی سطح پر تحصیل سطح پر سپورٹس کو اجاگر کر کے اسکولوں میں supervision کر کے ضلعی سطح اور ڈویژنل سطح پر ان کو صوبائی سطح پر لاتے ہیں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے ان کو بہترین گرانٹز دیں اور ان پر زیادہ سے زیادہ توجہ دیں تا کہ تعمیری کاموں میں طلبہ کو زیادہ وقت صرف کرنا پڑے -

جناب والا - بھائی پھیرو کالج کی عمارت کے متعلق یہاں معاملہ پیش ہوا جناب کو علم ہے اور جناب نے حکم دیا ہے کہ evacuee trust board کی properties میں ہمارے کچھ فیصلہ جات موجود ہیں کہ وفاقی گورنمنٹ نے گزشتہ دور میں چیف منسٹر اور پرائم منسٹر کی طرف سے ہدایات جاری ہوئی تھی آپ کی کوشش سے بھی یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ایسی پراپرٹیز جو محکمہ تعلیم کے زیر تحویل میں محکمہ تعلیم کے زیریں اداروں کے لئے منتقل کر دی جائیں - تو جناب والا - میں evacuee truct board کے منسٹر صاحب اور سیکرٹری صاحب سے ایک میٹنگ کر رہا

ہوں اور بھائی پھیرو بھی اس میں شامل ہے قاعدہ یہ ٹرانسفر کرا کر ان کو ہم سونپ دیں اور اس پر عمارت بنائی جائے اس طرح ملتان گرلز ہائی اسکول کا مطالبہ پیش ہوا ہے اس بارے میں عرض ہے کہ جب آپ اور صدر صاحب ملتان تشریف لے گئے تھے تو ان کو ایک گرلز کالج اور ایک انجینئرنگ کالج کی منظوری دیکر آئے تھے اور ہائی اسکول کے اجرا کا مطالبہ پہلی دفعہ پیش ہوا ہے ہم اس کو examine کر کے دیکھیں گے کہ ان کو گرلز ہائی اسکول کی کتنی زیادہ ضرورت ہے۔ فیصل آباد سے الیکٹریکل انجینئرنگ کے لئے ذکر ہوا جیسا کہ ہرگوڈیر صاحب نے فرمایا میں عرض کرونگا کہ ایگریکلچر یونیورسٹی نے اعلان کیا تھا کہ وہ کلاسز شروع کریں گے لیکن ہماری انجینئرنگ یونیورسٹی کی طرف سے یہ اعتراض ہوا ہے کہ یہ اپنے چارٹر میں approve کر کے شروع کر سکتے ہیں تو ہم اس روشنی میں ان دونوں کے نمائندگان کو بٹھائیں گے اور جائزہ لیں گے کہ کون کس طرح اور کس کے تعاون سے یہ کلاسز شروع ہو سکتیں ہیں یا کہ نہیں ہو سکتیں۔

جناب والا۔ میں نے سوہا وہ کالج کے بارے میں پہلے عرض کر دیا ہے کہ چیئرمین صاحب کی طرف سے offer ہے کہ وہ ہمارے ڈیزائن کے مطابق انٹر کالج کی بلڈنگ بنا دیں گے جناب کے حکم کے مطابق ہم اجازت دے سکتے ہیں کہ واقعی یہ دور دراز علاقے میں واقع ہے بہت پرانا اسکول ہے اور جگہ سرکاری ہے اگر یہ اپنے خرچے سے بلڈنگ بنا دیں اور اگر یہ اس قابل ہے کہ وہاں لڑکیوں کا انٹر کالج run کر سکتا ہے تو اس کے لئے تیار ہیں۔

جہاں تک ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے کوٹہ سسٹم کی بات ہوتی ہے صرف بجلی کے معاملے میں تو ہر تحصیل کا کوٹہ مقرر ہے ورنہ ہر individual اسکول کے تحت ان کی اپنی enrolememt اور ان کی اپنی qualification کے متعلق آپ کو پورے ڈسٹرکٹ کا کوٹہ دے دیا جاتا ہے اور اسکولوں کو آپ گریڈ کرنے کے لئے ہر اسکول کی سطح پر اس کو دیکھ کر propose کرنا ہوتا ہے مثلاً ٹوبہ ٹیک سنگھ کو تو اسکول ملے ہیں۔ بنا پرائمری سے مڈل اور پانچ مڈل سے ہائی آپ نے کرنے ہیں تو اس کے مطابق آپ propose کر کے بھیج سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہونگا۔

بیگم نجمہ حمید (لیڈی کونسلر، میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) — جناب والا، آپ نے مجھے وقت نہیں دیا تھا اس لئے میں نے لکھ کر بھیجا تھا اس کا جواب دیں۔

وزیر تعلیم — میں عرض کر دیتا ہوں کہ میں نے پوری توجہ سے بھیجا تھا اور امن کے متعلق کوئی سوال نہیں اٹھایا تھا تو میں نے سمجھا۔

جناب چیئرمین — آپ Please sit down. We may not admit that question. Identity cards کے متعلق کچھ تجاویز تھیں کہ جو دور دراز کے علاقوں کے لئے موبائل سسٹم ہونا چاہیے۔

سیکرٹری اندرونی داخلہ (سید نصیر احمد) — جناب والا شناختی کارڈ کے سلسلہ میں ہم نے کافی بیٹھک مرکزی حکومت کے ساتھ کی ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے لوکل گورنمنٹ الیکشن سے پہلے بلدیاتی انتخابات سے پہلے ایک مہم چلائی گئی تھی شناختی کارڈ کے متعلق جس وقت موبائل ٹیمیں چل رہی تھیں اور یہ مہم چلائی گئی تھی اس کے بعد یہ رہنمائی کیا گیا کہ بہت سے لوگوں نے شناختی کارڈ بنوائے ہوئے ہیں لہذا یہ طریقہ کار مفید ثابت نہیں ہوا۔ اور ساتھ یہ بھی دیکھا گیا تھا کہ مرکزی حکومت کی موبائل ٹیمیں جو دور دراز علاقوں میں گئیں تھیں وہاں شناختی کارڈ وغیرہ بنانے کے لئے پہلے بھی بھیجے گئے تھے اور مختلف شکایات ہوئیں۔ تین چار میٹنگز ہم نے مرکزی حکومت کے ساتھ اس معاملے میں کر چکے ہیں۔ آخری میٹنگ میں بات ہوئی گورنر صاحب کی ہدایت کے مطابق ہم نے ان سے کہا انہوں نے ایک تجویز پیش کی جو ہمارے خیال میں لوکل گورنمنٹ کے بیلٹ کے خیال میں بھی مختلف ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ ایک لوکل کونسل کے الیکشن سے پہلے ہر کونسلر جو ہے اس کا علاقہ چند یا اڑھائی ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ اس میں سے امید پوری کی جاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ میں دیہاتی علاقوں کی بات کو نہ کروں 90-100 یا 150 ایسے افراد اس کونسل کی جیسے ہوں گے جن کے پاس شناختی کارڈ موجود نہیں ہوں گے۔ انہوں نے یہ offer دی کہ اگر محکمہ بلدیات اپنے ان لوکل کونسلوں کی وساطت سے ان 100-150-200 افراد کی صورت میں ایک فہرست مہیا کر دے تو ان کارڈوں کا بنوانا یہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہوگی ہم موبائل ٹیموں کی مدد سے اس وقت شناختی کارڈ کا دفتر کھلا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین — یہ حقیقت دلچسپ ہے میں نے لفظ کہا تھا انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہر ممبر کو 100 فارم دینے چاہئیں۔

سیکرٹری اندرونی داخلہ — حال ہی میں میں نے سیکرٹری بلدیات

یہی بات کی ہے - تین چار دن ہوئے ایک detailed قسم کی ہدایات جو ہیں وہ بلدیات کے محکمے سے تمام اضلاع کو بھیج دی گئی ہیں چیئرمین حضرات سے بلدیات کے کونسلرز حضرات سے تمام سے یہ درخواست کی گئی کہ وہ اس سلسلہ میں مدد کریں وہ اپنے علاقے کے ان حضرات کی درخواستیں یا صرف نام ہی وہ مہیا کر دیں - جن کے پاس ابھی تک شناختی کارڈ نہیں ہیں ہم سمجھتے ہیں ان کے لئے یہ ایک بالکل مناسب صورت ہوگا -

جناب چیئرمین - میاں شجاع الرحمان صاحب -

مس شاہین عتیق الرحمان - (لاہور میونسپل کارپوریشن) ہوم سیکرٹری صاحب بات یہ ہے کہ شناختی کارڈ کا جو کنٹرول ہے وہ کونسلرز کو نہیں ملے 02 کونسلر کو تو وہ بالکل ہی نہیں ملے پھر وہ بڑے لوگ ہیں - تعلقات والے ہی رہ گئے ہیں وہ بھی ان کو ایسی صورت سے نہیں ملے - ہم پھر فارم آپ کو دیں کس کو دیں جو ضرورتمند ہیں ان کو اگر آپ کہیں گے کہ you guarantee that they will come back before they get lost.

سیکرٹری امور داخلہ - فارم کا تعلق ہے مرکزی حکومت کے ساتھ کافی بات چیت ہو چکی ہے یہ ایک classified document ہے اگر ہمیں کوئی اندازہ بتا دیں کونسلر حضرات نام بتا دیں کہ کتنے فارمز چاہئیں تو میں ان کی مدد کر سکتا ہوں لاہور کا تعلق ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلہ میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی یہ کام تھرو میں آپ اپنی requirements بتا دیں - اسی طرح دیہی علاقے کو بھی یہی ہدایت کی گئی ہے - یہ پہلے تو اندازہ لگانا ہے کہ کتنے ایسے لوگ موجود چلے لیں جن کے پاس شناختی کارڈ موجود نہیں ہیں -

میاں شجاع الرحمان (لاہور میونسپل کارپوریشن) جناب والا لاہور میں اسکے متعلق اتنی شکایت ہے کہ کم از کم 300 سے 500 روپیہ اس وقت لیتے ہیں - 50 اور 100 روپیہ کا فارم دیتے ہیں - جب ہم نے دستخط کر کے ان کو دیئے دیئے جو ضروری ہوتا ہے identify کرنے کے لئے اس کے بعد ایسے جاتے ہیں - چکر لگاتے ہیں 15 یا 20 دن وہ ایسے بچارا وہاں جاتا رہا 20 دن کے بعد کوئی نہ کوئی غلطی نکال کر فارم اس کے ہاتھ میں پکڑا دیتے اس طرح اس معاملہ میں خاصی مشکل پیش آ رہی ہے - جو ان کے تعلقات والے لوگ ہیں وہی باہر بیٹھے ہوئے ہیں - ان کے پاس فارم بھی پڑے ہوئے ہیں - ان سے آپ دس فارمز لے لیں پیسے دے کر 20 لے لیں 50 لے لیں - ان کے پاس فارمز کہاں سے آتے ہیں - وہ ہم کو اور ہمارے جو لوگ لینے جاتے ہیں ان کو نہیں ملتے ہیں -

جناب چیئرمین — سیکرٹری صاحب آپ سنٹرل گورنمنٹ کے نوٹس میں یہ بات لائیں کہ یہاں ان کے دفتروں میں یہ ہو رہا ہے۔ یہ بات نہیں۔ کہ ان کو علم نہیں لیکن اس چیز کو درست کرنا ہے۔

میاں صاحب آپ اوور ہیڈ برج کی ذرا بات کریں۔

میاں شجاع الرحمن — اوور ہیڈ برج کے متعلق بات یہ ہے کہ کراچی سٹیل ملز والے میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے لوہے کا برج بنایا ہے جو 35 فٹ سے لے کر 150 فٹ تک لمبے ہیں اور وہ ان کو کراچی سٹیل ملز میں fabricate کرتے ہیں۔ ان کو اگر آرڈر دے دیا جائے جس کی قیمت 5 لاکھ سے 15 لاکھ روپیہ تک ہے وہ 48 گھنٹے میں آ کر سڑک کے اوپر لگا دیتے ہیں۔ اس کے بعد لوگ وہاں سے گزرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ انہوں نے وہاں شروع کیا ہے۔ انہوں نے مجھے سارا لٹریچر بھی بھیجا ہے اور جو ہمارے محترم صاحبان یا چیئرمین صاحبان ہیں اگر برج بنوانا چاہتے ہیں تو وہ ان سے ڈائریکٹ رابطہ قائم کریں۔

جناب چیئرمین — نہیں پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ نے کتنے کا آرڈر place کر دیا ہے۔

میاں شجاع الرحمن — ہم سروے کر رہے ہیں کہ لاہور میں کتنے چاہیں۔ اس کے متعلق next budget بجٹ میں ہم پیسے رکھیں گے اور انشاء اللہ چار یا پانچ اگلے بجٹ میں بنائیں گے۔ یہ پیدل لوگوں کے گزرنے کے لیے ہے۔

Mr. Chairman : We must finish it now.

(قطع کلامیاں)

جناب خاقان بابر — جناب والا میں بحث نہیں کروں گا۔ میں جواب بھی نہیں مانگتا ہوں۔ میں اتنی اجازت مانگتا ہوں میں جناب کو ایک مکمل پمفلٹ کر دے دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین — یہ کس پر ہے ؟

جناب خاقان بابر — یہ جو ٹیکنیکل ایجوکیشن ہے یہ بڑا important مسئلہ ہے ۔

جناب چیئرمین — وہ تو ہے ۔

جناب خاقان بابر — I will give you a paper in writing.

جناب چیئرمین — میں نے خاص اپنی سپیچ میں ذکر کیا ہے لیکن آپ بڑے شوق سے مجھے پیپر دیں منسٹر صاحب کو دیں ۔ ہم اسے پڑھیں گے ۔ میں اب منسٹر صاحب لوکل گورنمنٹ سے کہوں گا کہ وہ آئیں اور اس کو wind up کریں ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کے اختتامی کلمات

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم — جناب چیئرمین ہمیں بے حد خوشی ہے کہ گزشتہ چار دنوں میں مختلف موضوعات میں اور بالخصوص عام بحث میں ہمارے اراکین نے بھرپور حصہ لیا اور ان تمام دنوں میں جن جن موضوعات پر تقاریر کیں وہ انتہائی مدلل ۔ سنجیدہ اور انتہائی مفید تقاریر تھیں اور انتہائی مفید تجاویز پیش کی گئیں اور مجھے یقین ہے کہ جو بھی تجاویز قابل عمل پیش کی گئیں ان کا حل یقیناً ڈھونڈ لیا جائے گا اور میں ایوان کے اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ تمام نکات جو اس ایوان میں اٹھائے جاتے ہیں ان تمام نکات پر انتہائی سنجیدگی اور موثر طریقے سے کام کیا جاتا ہے اور باقاعدہ گورنر صاحب کی ہدایات کے تحت ان کی Implementation report آپ کو اگلے سیشن میں مہیا کر دی جاتی ہے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ گزشتہ کونسل کے سیشن کے دوران جو نکات اس ہاؤس میں اٹھائے گئے ان تمام نکات کے بارے میں رپورٹ مرتب کی گئی جو تمام اراکین کی خدمت میں پیش کر دی گئی ۔ اس ضمن میں میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ براہ کرم تمام رپورٹ کا بنظر غائر جائزہ لیں اور اس کا مطالعہ کریں اور اس ضمن میں اگر مزید آپ محسوس کریں کہ کوئی تشنگی رہ گئی ہو تو اس کا پھر بھی مداوا کیا جا سکتا ہے ۔ چند ایک ایسے نکات تھے جو میں سمجھتا ہوں اس وقت ایوان کے سامنے ان پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ ان میں بیشتر نکات جو اس ایوان میں اٹھائے

گئے وہ ضلع اور ڈویژن کی حلقہ سطح پر حل کئے جا سکتے ہیں اور حل ہوتے رہتے ہیں اور مجھے یہ بڑی خوشی ہے کہ ہمارے چیئرمین صاحبان جس خلوص سے جس محنت سے ان تمام مسائل کو اپنی سطح پر یا ڈویژنل کو آرڈینیشن کمیٹی میں ان کا جائزہ لیتے ہیں تو تقریباً 75 سے 80 فیصد ان نکات کے بارے میں، ان مسائل کے بارے میں ان کا حل ڈھونڈ لیا جاتا ہے۔

اور ضلع کی رابطہ کمیٹیوں کی طرف سے اور ڈویژنل رابطہ کمیٹیوں کی طرف سے باقاعدہ طور پر حکومت کو سفارشات کی جاتی ہیں اور سب سے اہم مسائل جنکو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اراکین کے توجہ کے مستحق بھی ہیں اس لئے اگر وہ مقامی طور پر اس خلوص سے جس طرح وہ اپنے مسائل کو رابطہ کمیٹیوں میں پیش کرتے ہیں بہت سے ایسے مسائل ہیں جو ان کی نظروں سے چونک جاتے ہیں۔ ان مسائل پر بھی باقاعدہ رابطہ کمیٹیوں میں بحث کی جائے جہاں تمام شعبہ جات کے ڈویژن اور سربراہان ضلع موجود ہوتے ہیں وہاں پر وقت ان کا حل تلاش کر لیا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے بہت سے ایسے مسائل ہیں جنکا عدم طور سے حل ڈھونڈھ لیا جاتا ہے اور ایسے بہت سے مسائل حل ہوئے ہیں لیکن بعض اوقات ہم نے دیکھا ہے بہت چھوٹے چھوٹے مسائل صوبائی کونسل کے اس اجلاس میں پیش کئے جاتے ہیں جو میں سمجھتا ہوں تو ضیاع اوقات کے مترادف ہے ان مسائل کو ضلع کونسل کی کوارڈینیشن کمیٹی اور ڈویژن کی کوارڈینیشن کمیٹی میں پیش کیا جانا چاہیے جناب والا چند ایک اہم نکات اس ایوان میں پیش کئے گئے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ عرض کرونگا۔ ایک معزز رکن نے بہاولپور کے چولستان کی اراضیات کے بارے میں کہا ہے کہ بہت سے ایسے کاشتکار ہیں جنکی اراضیات جم اور تھور سے ناکارہ ہوچکی ہیں اس لئے ان کاشتکاروں کو چولستان میں رقبہ الاٹ کئے جائیں اس ضمن میں اس سے قبل بھی وضاحت کر چکا ہوں اور وزیر متعلقہ نے بڑی وضاحت کی ہے چولستان کے ضمن میں جو سکیم تیار کی گئی ہے اور جو رقبے آباد کئے جا رہے ہیں ان رقبوں پر سب سے پہلے حق چولستان کے علاقے کے لوگوں کا ہوگا۔ جس وقت تک چولستان کے تمام لوگوں کو ان کے حقوق نہیں دیئے جاسکیں گے اور ان کو رقبے الاٹ نہیں کئے جاسکتے۔ اس وقت تک کسی غیر چولستانی کو اس علاقہ میں کوئی رقبہ نہیں دیا جائے گا۔ جو میں سمجھتا ہوں انتہائی مناسب ہے۔ وہ لوگ جو آج تک انہی صحراؤں میں کھوتے رہے اور تمام زندگیاں وہاں بسر کیں اور ان کی زندگیاں عجب زندگیاں تھیں جو وہ گزارتے رہے

لیکن اب اگر ہم قیام پاکستان کے بعد ان لوگوں کو جو اتنی تنگ دستی میں زندگیاں گزارتے رہے اگر ہم ان کے لئے کچھ اراضیات مہیا کر سکیں اور ان کی آبادی کا بندوبست کر سکیں تو میں سمجھتا ہوں حکومت پاکستان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ تمام ایسے لوگوں کے لئے مناسب اقدامات کرے اور ان کو تمام سہولتیں مہیا کرے جس کے وہ مستحق ہیں اور جس کا وہ ایک مدت سے خواب دیکھتے رہے ۔ ایک معزز رکن نے سرکاری اراضیات کے ضمن میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ یہ زمین ان کو الاٹ کی جائے جو دس پندرہ سال سے ان زمینوں پر قابض تھے اور ان کو کاشت کرتے رہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ معزز رکن شاید حکومت کی اس پالیسی سے آشنا نہیں ہیں کیونکہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے گذشتہ سے پیوستہ سیشن میں میں نے اس ضمن میں اظہار خیال کیا تھا اور حکومت کی اس پالیسی کے متعلق میں نے بتایا تھا 1981ء اور 1983ء میں دو مرتبہ حکومت کی طرف سے ایسی سکیموں کا اجراء کیا گیا ہے ان تمام کاشتکاران کو جو سرکاری اراضیات پر دس پندرہ سال کے عرصے سے کاشت کرتے رہے ان کو مالکانہ حقوق دیے دیئے گئے تھے اور اب بھی دیئے جا رہے ہیں نہ صرف یہ بلکہ ان تمام کچی آبادیوں کے بارہ میں جو کہ شہری علاقوں میں موجود ہیں جو لوگ ان پر آباد ہیں ۔ ان کو مالکانہ حقوق دیئے جا رہے ہیں ۔ اور بہت سے ایسے شہر ہیں جہاں کچی آبادیاں ہیں ان کے بارے میں تفصیلات مہیا کردی ہیں ۔ اور ان کے بارہ میں فیصلہ کیا جاچکا ہے اور متعلقہ کلکٹر صاحبان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔ اور مناسب قیمت پر پانچ مرلے کے پلاٹ ان تمام ۔ ایسے لوگوں کو الاٹ کئے جائینگے جو ان کچی آبادیوں میں آباد ہیں اس کے علاوہ حکومت نے حال ہی میں انتہائی اہم فیصلہ کیا ہے نہ صرف شہروں میں بسنے والے ایسے لوگ جو کچی آبادیوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں بلکہ جو دیہی علاقوں میں بھی بہت سی ایسی کچی آبادیاں ہیں جو کہ سرکاری اراضیات پر بن گئی ہیں ان زمینوں کے ضمن میں ہدایات بھی حکومت کی طرف سے تمام کمشنر صاحبان اور ڈپٹی کمشنر صاحبان کی طرف ہدایات روانہ کر دی گئی ہیں کہ ان تمام کچی بستیوں کا جائزہ اور سروے کریں اور اپنی اپنی سفارشات مرتب کر کے حکومت کو بھیجیں تا کہ ان کی سفارشات کی روشنی میں ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دئے جائیں ۔ قیام پاکستان کے بعد اور پاکستان کی مختصر سی تاریخ میں یہ پہلا انتہائی اہم اور مفید اقدام ہے جو اس حکومت کی طرف سے کیا گیا ہے ۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ہم پہ فرض عائد ہوتا ہے وہ تمام لوگ جو اس ملک میں

بستے ہیں ان کا یہ حق ہے ان کو رہنے کے لئے اراضی کا ایک ٹکڑا مہیا کیا جائے اور جہاں تک ممکن ہے یہ حکومت کی پالیسی ہے کہ ان تمام سرکاری اراضیات پر جتنے لوگ آباد کئے جا سکیں گے انشاء اللہ ان کو آباد کیا جائے گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب نعیم چٹھہ صاحب ۔ نے چھٹے پنجسالہ منصوبے کے متعلق اظہار خیال کیا اور کچھ اپنی تشویش کا اظہار کیا ۔ میری گذارش ہے کہ چھٹا پنجسالہ منصوبہ مرتب کیا ہے ۔ یا کیا جارہا ہے وہ انہی کی سفارشات کی روشنی میں مرتب کیا جا رہا ہے وہ تمام ایسے منصوبے جن کی انہوں نے سفارش کی ہے انہی سفارشات کو اس منصوبے میں شامل کیا گیا ہے ۔ جہاں تک ان منصوبوں کی اہمیت یا افادیت کا تعلق ہے اس ضمن میں بھی متعلقہ ضلع کونسلوں کے چیئرمین صاحبان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ان ترجیحات کا تعین بھی خود کریں ۔ یہ بھی اختیارات انہی کو دے دیئے گئے ہیں مجھے یقین ہے انہوں نے اپنی صوابدید کے مطابق جن جن منصوبوں کی انہوں نے سفارشات کی ہیں اور جن ترجیحات کا تعین کیا گیا ہے مجھے یقین ہے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ ان ترجیحات پر غور کرے گا اور ان ترجیحات کے مطابق منظوری دے دی جائیگی ۔

جناب چیئرمین ۔ میں یہ یہاں بتاتا چلوں کہ یہ جو چھٹا پنجسالہ منصوبہ بنا تھا اس پر ہم نے سال ڈیڑھ سال لگایا تھا ۔ اس کی priority کو fix کرنے میں منصوبے بنانے میں آپ نے وہ سلائیڈ دیکھی تھی اس میں دیکھا ہوگا ہم نے ان کو کیا کیا priority دی ہیں ۔ ہم اس بحث کے بعد مطمئن ہیں کہ ہماری ترجیحات تقریباً ٹھیک ہیں ۔ اب ہم کہتے ہیں جو ہمارے منصوبے چل رہے ہیں ان کو ختم کریں تاکہ نئی چیزیں ہاتھ میں لے سکیں اور ان کو پھر ان کے منصوبے کو پورا کریں ۔

ایک معزز رکن ۔ فنڈنگ نہیں ہو رہی ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ ان کی فنڈنگ منصوبے کے مطابق ہو رہی ہے ۔ پہلے ہم نے وہ ختم کرنا ہے ۔ وہ بھی ہم نئے پلان کے مطابق چل رہے ہیں بغیر پلان کے نہیں ۔ جب تک ان منصوبوں کا کام نہ ختم کر دیں ہم نئے منصوبے نہیں لے سکتے ۔ یہ پورے پانچ سال کا

پروگرام ہے ابھی آپ آئی ہیں ، دو ماہ گذرے ہیں ، چار ماہ ہوئے ہیں آپ دیکھیں گی کہ آپ کے پاس بہت پیسہ آئے گا ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - میں اس ضمن میں اس امر کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں وہ منصوبے جن کی سفارشات بھی کی گئی اور جو یہاں بھیجے گئے اپنی ترجیحات کے مطابق ان پر عمل کیا جائے گا ۔ ایک امر کو ضرور ملحوظ خاطر رکھا جائے وہ یہ کہ ان تمام بڑے منصوبے جن کی ہم آس لگائے بیٹھے ہیں ۔ جن کے بارے میں ہمیں خیال ہے کہ یقیناً ان کو چھٹے پنجسالہ منصوبے میں شامل کیا جائے گا وہ اس صورت میں کیا جا سکتا ہے ہمارے وسائل ان کی اجازت دیں اور اپنے وسائل کے مطابق ایسے بڑے منصوبوں کو چھٹے پنجسالہ منصوبے میں شامل کیا جائے گا جناب والا ۔ ایک معزز رکن نے شہری جائیداد کی رجسٹریشن کی شکایت کی ہے ۔ عام طور پر اس کی مالیت کم ظاہر کی جاتی ہے اور اس سے حکومت کو کافی نقصان پہنچاتا ہے ۔ اس ضمن میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ شہری زمین اور جائیداد کی کم سے کم جائز قیمتیں مقرر کریں اور یہ دیکھیں اگر اس سے کم قیمت پر کوئی جائیداد فروخت ہوئی ہے تو اس قانون اور قواعد کے مطابق اس transaction کو Impound کیا جا سکتا ہے اور اس پر جرمانہ بھی عائد کیا جا سکتا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ ان ہدایات کی روشنی میں آئندہ اس قسم کی کوئی transaction نہیں کی جائے گی جہاں مالیت سے کم میں رجسٹریشن ہو سکے شناختی کارڈوں کے بارے میں جو شکایات وصول ہوئی ہیں اور جن کا اظہار کیا گیا ہے مجھے ان سے اتفاق ہے ۔ اس ضمن میں آپ کی خدمت میں بھی کئی دفعہ یہ شکایات پہنچائی گئیں اور یہ مسئلہ پیش کیا گیا ۔ اور اس ضمن میں حکومت پنجاب کی طرف سے یعنی ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے متعدد بار مرکزی حکومت کو اس انتہائی اہم اور سنگین مسئلے کے بارے میں آگاہ کیا گیا اور انہیں یہ گذارش کی گئی کہ گذشتہ انتخابات سے قبل جو طریقہ کار وضع کیا گیا تھا اس کے مطابق وہ موبائیل یونٹس بھیجیں تاکہ دیہاتی علاقوں میں گھوم پھر کر تمام لوگوں کے شناختی کارڈ Issue کریں۔ لیکن جیسا کہ ہوم سیکرٹری صاحب نے اپنے ارشادات میں اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ چند ایک شکایات وصول ہوئی ہیں جن کے پیش نظر مرکزی حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ شائد یہ ہمارے لئے ممکن نہ ہو لیکن جو

تجویز انہوں نے پیش کی ہے اگر فی الواقع موثر طور پر اس پر کام کیا جائے اور وہ کوئی نتیجہ خیز ثابت ہو سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر کوئی اور تجویز نہیں ہو سکتی جس کا اظہار ہوم سیکرٹری صاحب نے کیا ہے کہ اگر آپ اپنے علاقے کے جو ایسے اشخاص ہیں ان کی اگر فہرست مرتب کر کے متعلقہ دفاتر میں ان کے رجسٹریشن کے جو انچارج ہیں ان تک پہنچائی جائیں تاکہ پھر یہ ذمہ داری ان پر عائد ہو جائے گی کہ وہ خود ہی فارم پر کروائیں اور ان میں اگر کوئی غلطیاں ہیں تو وہ خود ہی درست کروائیں اور وہ ان کو شناختی کارڈ بنا کر دیں - میں سمجھتا ہوں کہ اگر فی الواقع یہ offer ان کی طرف سے ہوئی ہے تو یہ انتہائی خوش آئند ہے اور ہم اس کو خوش آمدید کہتے ہیں - اس لئے میں تمام معزز اراکین کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں جن اشخاص کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ ان کے کارڈ نہیں بنے تو ان کی ایک فہرست مرتب کر کے اپنے ضلع کے رجسٹریشن افسر کو مہیا کر دیں اور ساتھ ہی میں ہوم سیکرٹری صاحب سے یہ گذارش کروں گا کہ آپ پنجاب کے متعلقہ رجسٹریشن افسر یا جو ڈائریکٹر ہیں ان کی وساطت سے تمام ضلعی دفاتر کے نام یہ ہدایات بھی جاری فرمائیں کہ وہ تمام فہرستیں جو ان کو موصول ہوں ان کے مطابق ان اشخاص کے شناختی کارڈ کم سے کم وقت میں بنا کر دیں - بہتر یہ ہوگا کچھ ان کے وقت کا تعین کر دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ یہ ہدایات بھی جاری کر دیں کہ جو فہرستیں ان کو بھیجی جائیں وہ ایک دو یا تین ماہ کے عرصہ میں - میرا خیال ہے کہ دو ماہ کا عرصہ کافی ہے اگر دو ماہ کے عرصہ میں وہ تمام شناختی کارڈ بنوا دیئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ مفید رہے گا -

معتمد امور داخلہ - دو ہفتے کا کہا ہے کہ دو ہفتوں میں بنا کر دے دیں گے -

وزیر مال - شاہ صاحب مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے اور نہ ہی یہ ممکن ہے - اور نہ ہی ایسا ہوگا - میں تو عرض کر رہا ہوں کہ اگر دو ماہ کے عرصے میں ان فہرستوں کے مطابق ہم شناختی کارڈ بنا دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا کام ہوگا - اور بہت بڑی achievement ہوگی لیکن ان کو اس بارے میں عرض ضرور کرنا ہے کہ وہ ضروری ہدایات ان تک پہنچا دیں -

جناب والا - ایک اور انتہائی اہم نکتہ عرض کرتا ہوں جو میرا سبجیکٹ تو نہیں ہے لیکن اس ایوان کے ایک رکن کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ میں اس پر اظہار خیال کروں - وہ تعلیمی اداروں کا اجراء ہے اور بالخصوص ہمارے شہروں میں ہمارے دیہاتوں میں یہ کمی انتہائی

شدت سے محسوس کی جا رہی ہے کہ جہاں پرائمری سکولوں کی تعداد زیادہ ہے وہاں مڈل کم ہیں تو وہاں مڈل سکول ہونے چاہییں - اس طرح جہاں مڈل سکول زیادہ ہیں اور ہائی سکول نہیں ہیں وہاں ہائی سکول ہونے چاہییں آبادی کے تناسب کے لحاظ سے اس وقت بھی ہم یہ بات شدت سے محسوس کر رہے ہیں کہ وہ تمام تعلیمی سہولتیں جو ہیں وہ ہمارے لوگوں کو میسر نہیں ہیں - جہانتک حکومت کے فرائض میں یہ بات شامل ہے اور حکومت کے اقدامات کا تعلق ہے یہ ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے اور کی جاتی ہے اور آپ کو علم ہے کہ ہر سال تعلیم کے بجٹ میں ایک بہت بھاری رقم اس کے لئے مختص کی جا رہی ہے اور ہر سال اس رقم کو بڑھایا جاتا ہے اور اس بات کا ہر ایک کو شدت سے احساس ہے آپ کو بھی اور گورنمنٹ کے جو اراکین ہیں ان کو بھی اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ تعلیم ایک انتہائی ضروری چیز ہے کہ جس وقت تک ہم اپنے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ نہیں کرتے اور جس وقت تک ان کو وہ شعور حاصل نہیں ہوتا تو یقیناً ہم ان کو ترقی کی راہ پر گامزن نہیں کر سکیں گے - جناب والا - اس ضمن میں میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ باوجود ان تمام اقدامات کے ، باوجود ان تمام وسائل کے جو کہ حکومت کے پاس ہیں اور جو حکومت ان تعلیمی اداروں کو رائج کرنے کے لئے کر رہی ہے یا ان تمام کاوشوں اور کوشش کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ چالیس پچاس سال تک شائد ہم اس قابل نہ ہوں - اگر ہم صرف حکومت کی مساعی پر ہی انحصار کرتے رہے کہ حکومت کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ پرائیویٹ پرائمری ، مڈل اور ہائی سکولوں کا اجراء کرے - تو اس صورت میں مجھے ڈر ہے کہ شائد ہم آئندہ پچاس سال سے سو سال تک بھی اپنا ٹارگٹ حاصل نہ کر سکیں باوجود اس بات کے کہ ہمارے محکمہ تعلیم کی طرف سے اور مرکزی حکومت کی طرف سے چھٹے پانچ سالہ منصوبے میں جو ٹارگٹ دیا گیا ہے کہ ہم یہ ٹارگٹ حاصل کر سکیں گے - لیکن مجھے یہ ڈر ہے - مجھے یہ خدشہ ہے کہ ہم شائد ایسا نہ کر سکیں گے - یہ ممکن بھی نہیں - اور نہ ہی کسی ملک میں اور دنیا کے انتہائی ترقی یافتہ ممالک میں بھی یہ ممکن نہیں کہ صرف حکومت کے وسائل سے ہی آپ تعلیم کے تمام مسائل دور کر سکتے ہیں - یا ان پر قابو پا سکتے ہیں - اس لئے انتہائی ضروری امر جو ہمیں پیش نظر رکھنا ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی کرنی ہے - اس ضمن میں وہ تمام لوگ جو تعلیم سے تعلق رکھتے ہیں ، وابستگی رکھتے ہیں یا ایسے مخیر حضرات جو ایسے معاشرتی بہبود کے

اداروں سے منسلک ہیں ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے اور ہم ان کو یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ آگے آئیں اور تعلیمی اداروں کے اجراء میں اپنی قوم اور اپنی حکومت کا ہاتھ بٹائیں تاکہ ہم پرائیویٹ سیکٹر میں زیادہ سے زیادہ تعلیمی اداروں کا اجراء کر سکیں اور زیادہ سے زیادہ بچے تعلیم حاصل کر سکیں - ٹیکنیکل اور سائنٹفک تعلیمی اداروں کے بارے میں بھی ذکر کیا گیا - اس ضمن میں میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بہت سے ایسے پڑھے لکھے لوگ اور ایسے لوگ جو وسائل رکھتے ہیں اگر وہ کچھ اس ضمن میں توجہ فرمائیں تو ہم سائنس اور ٹیکنیکل لحاظ سے بھی پرائیویٹ سیکٹر میں ایسے ادارے قائم کر سکتے ہیں جہاں ہم اپنے بچوں کو زیادہ مفید اور اچھی تعلیم دلا سکتے ہیں - آخر میں جناب والا - ایک نکتہ جو زراعت کے شعبے سے متعلق ہے جس ضمن میں وزیر زراعت نے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی وہ جواب تشنہ رہا وہ فیلڈ اسسٹنٹ کی extension services سے متعلق ہے - محکمہ زراعت سے ان کے بارے میں عام طور پر شکایت کی جاتی ہے اور بجا طور پر کی جاتی ہے - جناب والا - مجھے تمام اراکین کے ان تمام خیالات سے اتفاق ہے کہ اس وقت محکمہ زراعت کی وساطت سے جو extension services ہمیں میسر ہیں وہ اتنی موثر نہیں ہیں اور جو طریقہ کار اس وقت وضع کیا گیا ہے اس کے مطابق وہ مفید اور موثر آئندہ بھی نہیں ہو سکیں گے باوجود ہماری کوششوں کے - جناب وزیر زراعت نے اس ضمن میں تجاویز مانگی ہیں کہ آپ بتائیں کہ ہم لوگوں تک کیسے پہنچیں -

مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ فیلڈ اسسٹنٹ کی وساطت سے وہ ایسے کاشتکاروں تک جو کہ دور دراز دیہاتوں میں رہتے ہیں وہاں تک وہ نہیں پہنچ سکے اور زراعت کے ضمن میں جو نئی ایجادات اور جو نئی techniques کے بارے میں جو معلومات فراہم کرنی ہوتی ہیں وہ ان تک نہیں پہنچ سکتی ہیں میری ایک تجویز ہے کہ اگر محکمہ زراعت بجائے اس کے کہ فیلڈ اسسٹنٹ کے لئے اسقدر سہولیات جو کہ اس وقت بہم پہنچائی جا رہی ہیں اور تمام اضلاع میں فیلڈ اسسٹنٹ کے لئے ان کے مکانات کے لئے ان کی residences کے لئے خصوصی طور پر اتنی بھاری رقوم مختص کی گئی ہیں - جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ جائز بھی ہیں اور ویسے بھی وہ گورنمنٹ سرونٹس ہیں ان کا حق بھی بنتا ہے لیکن یہ زیادہ بہتر ہوتا کہ اس کی بجائے اگر ہم جو مختلف زرعی ادارے ہیں ان کی جو تحقیقات

ہیں یا جو نئی ایجادات ہیں جو طریقہ کار ہیں - ان کے بارے میں اگر
ہم موبائل فلم یونٹ بنائیں تو میں سمجھتا ہوں ہم ان documentaries
کے ذریعہ سے ان ایجادات اور طریقہ کار کو ان لوگوں تک آسانی سے پہنچا
سکتے ہیں - جو کہ ہر گاؤں میں بھی جا سکتے ہیں - بلکہ دو دو
تین تین گاؤں کو ایک جگہ اکٹھا بھی کیا جا سکتا ہے - کیوں کہ
جناب والا - آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ documentaries سب
سے زیادہ موثر تعلیم ثابت ہوتی ہے گو ریڈیو اور ٹیلیویژن میں خاص
طور پر ریڈیو میں اوقات کار مقرر ہیں جس میں تمام مختلف زرعی شعبوں
کے بارے میں بتایا جاتا ہے اور تعلیم دی جاتی ہے لیکن اس ضمن میں
بھی محکمہ زراعت کے حکام سے یہ کہوں گا کہ جو اوقات کار ریڈیو میں دئے
گئے ہیں ان کی ایزادی کے لئے بھی آپ کوشش کریں کہ ان اوقات کار
میں اضافہ کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت ہم اس طرف دے سکیں -
لیکن اس سے زیادہ ضروری موبائل یونٹ ہیں - جن کے ذریعہ سے آپ
ex'ension services موثر طور پر کاشتکاروں تک پہنچا سکتے ہیں -
جناب والا - آخر میں میں اپنا یہ خوشگوار فرض سمجھتا ہوں کہ کونسل کے
سیکرٹریٹ کے ان تمام ملازمین ، اہلکاران کا اس ایوان کے اراکین کی طرف
سے شکریہ ادا کروں جنہوں نے شب و روز محنت کرکے اتنی خلوص دل اور
محنت سے کام کیا ہے اور وہ تمام رپورٹیں مرتب کیں جو کہ میں سمجھتا
ہوں یہ بہت ہی مشکل اور صبر آزما کام تھا - اور ساتھ ہی ساتھ جناب والا
میں اس ایوان کی طرف سے تمام شعبوں کے سربراہان اور ان کے معاونین
کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے ان تمام امور اور ان تمام نکات کے بارے
جو کہ گزشتہ سیشن میں اٹھائے گئے ، ان کے بارے میں انہوں نے موثر طور
پر کارروائی کی - ہر ایک نکتہ کے بارے میں implementation کی کوشش کی
اور ان کو رپورٹیں مرتب کیں - میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور
جناب چیئرمین میں آپ کا بھی انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے بھی انتہائی
شفقت کی اور اس ایوان میں اس اجلاس کی صدارت کی۔ شکریہ۔

اناؤنسر - ایک ضروری اعلان سماعت فرمائیے - ملتان ڈویژن سے
صوبائی کونسل کے ممبر اور ممبر صاحبان آج اجلاس کے فوراً بعد جناب گورنر
سے ملاقات کریں گے راولپنڈی ڈویژن کے کونسلر اور ممبر صاحبان آج شام
ساڑھے پانچ بجے جناب گورنر سے ملاقات کریں ، ملاقاتوں کا یہ سلسلہ کل

بھی جاری رہے گا - کل یعنی 9 مئی 1984ء کو صبح جناب گورنر سے ملاقات کے اوقات اس طرح ہوں گے

یہ ملاقاتیں اسمبلی چیمبرز میں ہوں گی -

سرگودھا ڈویژن ——————— صبح ساڑھے آٹھ بجے-

فیصل آباد ڈویژن ——————— 10 بجے-

لاہور ڈویژن ——————— ساڑھے گیارہ بجے-

اب میں جناب قاری علی حسین صدیقی سے گزارش کروں گا کہ وہ تشریف لائیں اور دعا کریں -

دعا سے پہلے ایک ضروری اعلان سنیئے

صوبائی کونسل کا آئندہ اجلاس اگست 1984ء میں ہو گا -

قاری علی حسین صدیقی - دعا کی گئی -

جناب چیئرمین - بہت شکریہ خدا حافظ -